

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک
فسوں کار کا قصہ، جس کا جادو سر
چڑھ کر بولتا تھا۔ اس شورہ پست، شویدہ و سر
کا احوال، ایک عالم جس کے خون کا پیسا آتا تھا۔

میراثہ گنجی

کا اصل نام رام گنگولی تھا۔ وہ کالا علم
جلتے والے روایتی جادو گروں کی
طرح کوئی جاہل گنوار آدمی نہیں تھا۔ اس نے کلکتہ یونیورسٹی سے ایم اے
کیا تھا۔ تعلیم کے دوران پہلوانی بھی کرتا رہا تھا اور کسرت کے ذریعے
اپنے جسم کو بیٹا سٹوارٹا اور دکھاتا رہا تھا جس کے باعث آج وہ
پہاڑ جیسا قد آور دیونا انسان دکھائی دیتا تھا۔

وہ بچپن سے کافی مانتا کی جھگٹی کرتا آ رہا تھا۔ طرح طرح کا کالا
علم جانتے والوں کی خدمت کرتا رہتا تھا۔ ان سے کچھ نہ کچھ سیکھتا
رہتا تھا۔ ابھی چکروں میں رہ کر اس نے جانوروں کا تازہ خون پینا
اور کچا گوشت کھانا سیکھ لیا تھا۔ کالا علم سیکھنے کے لیے ایسے ایسے
گھناؤنے مردوں سے گزرنا پڑتا ہے جنہیں دیکھ کر بڑھ کر یا سن کر
کراہیت سی محسوس ہوتی ہے۔

وہ کافی مانتی کے قدروں میں اب تک دو درجن کنواری لڑکیوں
اور لڑکوں کی گردنیں کاٹ چکا تھا۔ کالا علم جاننے والے عام طور پر
گندہ زن ہوتے ہیں۔ وہ اس سے کام لینا نہیں جانتے۔ اگر ان کے
پاس ذہانت ہوتی تو ایسا علم سیکھنے کے بجائے انسانیت کی خدمت
کے لیے اچھے سے اچھا علم دہنہر سیکھتے ہر ام گنگولی خلاف توقع بہت
ذہین اور چالاک تھا۔ وقت آنے پر عقل سے کام لیتا تھا اور بھربور

ذہانت سے کام لیتا تھا۔

یہ ذہانت علم سے حاصل ہو رہی تھی۔ اسکول کی تعلیم مکمل کرنے
میں وہ کالے علوم کے کتنے ہی پراسرار شتر سیکھ چکا تھا۔ وہ محض
عاطل پر دھیس رہ کر زندگی گزارنا نہیں چاہتا تھا بلکہ بہت کچھ سیکھنا چاہتا
تھا۔ کالج میں داخل ہونے کے بعد اس پر تنوعی عمل سیکھنے کا جنون سزا
ہو گیا۔ وہ اسکی دامن میں رہا۔ تقریباً ایک برس چار ماہ کے اندر اس
نے یہ علم بھی سیکھ لیا۔ پھر اس میں اتنی ریاضت کی کہ پتا ٹوم جلتے
والے بڑے بڑے ماہیوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس نے ایم اے کرنے
کے بعد بڑے مذہب انداز میں زندگی گزار لی۔ وہ اچھے باہن پنتا تھا۔ پتھی سوسائٹی
میں رہتا تھا۔ وہاں کی اونچی سوسائٹی میں ٹرسے بڑے سرمایہ داروں
کو دیکھ کر سوچتا تھا اُسے بے انتہا دولت حاصل کرنا چاہیے۔ یوں کہنا
چاہیے کہ ایسے بچپن ہی سے طاقت اور دولت حاصل کرنے کا جنون
تھا۔ اسی لیے یہ سب کچھ سیکھتا آیا تھا مگر اس کی تلی نہیں ہو رہی تھی
ان دنوں ٹیلی ویژن کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ میں اور میری ساتھی
عورتیں دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر ہر مغل میں گفتگو کا موضوع بنتے رہتے
تھے۔ وہ سوچتا تھا کسی طرح ٹیلی ویژن کی عالمی سٹیج کی سہولتوں کو دنیا پر
حکومت کرے گا۔

اس ارادے کو پورا کرنے کے لیے وہ کالے علم کا سارا پینے

جادوگر کا حال اور پروفیسرین کو کاروباری مرکز میں اپنے دفتر تک لے کر آئے ہیں۔ اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیتے ہیں۔ جگہ جگہ پرانے پرانے نام لکھے ہوتے ہیں۔ ان کا دوسرا ہوتا ہے کہ وہ سنگل راجہ کو قدموں میں جھکا سکتے ہیں۔ بعد جگہ کو روزگار دلا سکتے ہیں برسوں سے چلنے والے فوجداری مقدمات کو ایک پل میں ختم کر کے مخالف پارٹی کو خون تھوڑے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

کلمے علم کے سلسلے میں بہرام گنگولی ایک کامل جادوگر تھا۔ تنوخی میں مل آتی مہارت رکھتا تھا کہ اپنی آنکھوں سے ایک باگسی کو دیکھ لیتا تو اس کا دل اپنی منہمی میں کر لیتا اور اسی بھاری بھارے اور گونجی ہوئی سی تھی کہ سلسلے والا اپنی بات بھول جاتا تھا۔ اس کے گھنے کانپنے لگتے تھے۔ تنوخی عمل کے لیے آواز اور اچھے نصیب سے رکھتی ہیں اور یہ دونوں ہی خوبیاں اس میں بدرجہا موجود تھیں۔ اس کے باوجود اس نے عالمی یا پروفیسرین کی سستی شہرت حاصل نہیں کی وہ بیچیں برس کی عمر سے جرائم کی دنیا میں آہستہ آہستہ اپنا مقام بناتے ہوئے اس سطح تک پہنچ گیا تھا جہاں دنیا کی خطرناک عملیوں سے ٹکرا سکتا تھا اور اس سے بھی آگے جانا چاہتا تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے ماہک کوٹھپلا تئوں کو اپنے قدموں میں جھکانا چاہتا تھا یا ٹیلی ویژن کے ذریعے اپنے سامنے بے بس کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے شاگرد ڈان فریزر نے بتایا: ”مگر وہ عالمی ایک پراسرار شخص نے ٹیلی ویژن کے ذریعے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا، مجھ سے کہ رات میں اس کے ایک آواز پر تنوخی میں مل کروں۔“ بہرام گنگولی کے لیے یہ چونکا دینے والی اطلاع تھی۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ وہ کسی پر تنوخی میں مل کر مانا چاہتا ہے اور وہ عمل کو نوبت کا ہوگا۔ اس نے کہا: ”خانہ اتم نے اس ٹیلی ویژن جاننے والے کا راز چھپتا ہے۔ اس نے آئندہ تمہارے دماغ کو پھوٹا تو معلوم ہو چلا۔“ گاتم نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔ لہذا تمہارے دماغ کو لاکھ کیا جانا چاہیے۔“

اس نے اپنے شاگرد ڈان فریزر پر تنوخی میں مل گیا تھا اس کو عالمی میں یہ بات نقش کر کے تھی کہ ڈان فریزر کا دل اس پراسرار ٹیلی ویژن سے جاننے والے شخص کے لیے کھلا ہے۔ گاتم نے اس پر خیریاں برگرہ کر لی تھیں کہ فریزر اپنے کسی استاد سے رابطہ قائم رکھتا ہے اور اسے ٹیلی ویژن سے جاننے والے کے متعلق اطلاع فراہم کرتا ہے۔

گر گنگول کے اس تنوخی عمل کے بعد شارہ پر معلوم نہیں کیا تھا کہ فریزر کو کوئی استاد ہے اور وہ پردہ پر کسی سازش میں مصروف ہے اس نے پچھلے رات اپنے غلام کو تنوخی عمل کے لیے بھیجا تھا۔ وہ ڈان سے مل گیا تھا۔ اس کے خیالات پر حیران رہا تھا۔ اسے کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔ دوسری طرف فریزر نے غلام باقی پر تنوخی عمل کرنے کے دوران

ایک غامی چھوڑی تھی اور شارہ بڑی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے غلام باقی کو تنوخی میں بند کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ جب وہ سو گیا تو شارہ پر ملٹیں ہو گیا تھا۔

اگر اسے شہ پہنچا اور وہ تنوخی میں رہ کر غلام باقی کے دماغ میں موجود رہتا تو پتا چل جاتا کہ فریزر کے بعد اس کا استاد بہرام گنگولی غلام باقی پر تنوخی عمل کر رہا ہے اور اس خانی سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو اس کا شاگرد چھوڑ گیا ہے لیکن شارہ پر کو اس حد تک معلومات حاصل کرنے کی فرصت میں تھی۔ وہ دوسرے مسائل میں لگسا ہوا تھا اور سب سے اہم مسئلہ مورینا تھی جو اس کے قریب رہ کر اسے دیوانہ بنا رہی تھی اور اس جنون میں مبتلا کر رہی تھی۔

بہرام گنگولی نے غلام باقی پر آخری تنوخی عمل کرتے ہوئے مسلم دیا تھا کہ وہ اپنے آقا مشرک کا زمین کے متعلق پوری تفصیلات بیان کرے اور غلام معمول بننے کے بعد شارہ کے متعلق ایک ایک بات بتاتا چلا گیا تھا چونکہ وہ خود شاہ پر کو اس کے اصل نام کے ساتھ نہیں جانتا تھا اس لیے نام نہ بتا سکا۔

بہرام گنگولی نے اسے حکم دیا: ”میاں سے جاننے کے بعد وہ اپنے نام کے ساتھ سب کے دماغوں کو جو کچھ دیکھے گا اسے اپنے دماغ کے پورے دماغ میں محفوظ رکھے گا۔“ ڈان فریزر کے تنوخی عمل کے مطابق بظاہر وہ سب کچھ بھولا رہے گا لیکن جب بہرام اس پر دوبارہ تنوخی عمل کرے گا تو وہ سب سے لازیماں یاد کرے گا۔

تھمپر یہ کہ حادثے کے بعد اسی لیے غلام باقی کو وہاں لایا گیا تھا۔ اس پر تنوخی عمل کیا گیا تھا۔ اس کے دماغ کو لاکھ کر دیا گیا تھا تاکہ شارہ پر کو بہرام کی سازش کا علم نہ ہو سکے دوسری بار تنوخی عمل کے دوران غلام باقی نے بتا دیا تھا کہ وہ کسی طرح ترخانے میں گیا تھا۔ وہاں بہرام پر مورینا اور شارہ پر مل گئے تھے اور اس نے اپنے آفاقی ہدایت کے مطابق ڈائری کی مدد سے شین کو اپر ریٹ کیا تھا۔

غلام باقی نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ دوسری بار ترخانے میں گیا تھا اس وقت مورینا نے شین کو اپر ریٹ کیا تھا۔ وہ بھروسہ نہ سکا کہ اس پر شین کا مطلب کیا ہے۔ لیکن چند گھنٹوں بعد اس نے دیکھا کہ اس کا آقا باکل غلاموں کے سے انداز میں مورینا کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔ بہرام گنگولی نے پوچھا: ”اس ترخانے کا راز کس طرح لگتا ہے؟“ اس کے جواب دیا: ”مجھے نہیں معلوم۔ میں جب بھی ترخانے میں گیا تو دروازے کو کھلا ہوا پایا۔“

بہرام گنگولی بہت خوش تھا۔ اسے ترخانے کا پتا چل گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا راز شارہ پر کے میڈروم کے ساتھ والے اسٹور روم سے چاہا ہے اور اسی ترخانے میں وہ حیرت انگیز مشین رکھی ہوئی ہے جس کے لیے ساری دنیا دیوانی ہے۔

اب ایک مسئلہ رہ گیا تھا۔ اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ ترخانے کا راستہ کس طرح کھتا اور بند ہوتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے وہ زیادہ وقت برابرا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات مجھ میں آئی تھی شارہ پر اور مورینا اپنے غلام کے سامنے کبھی ترخانے کا راز نہیں کھولیں گے۔ اسے کھولنے کے لیے عقل سے نہیں طاقت سے کام لینا ہوگا۔

اپریشن مکمل ہو چکا تھا۔ تازہ دست پر ساکت ٹری ہوئی تھی مورینا بڑے پیار سے اسے دیکھ رہی تھی اسے یقین تھا ہوش میں آنے کے بعد وہ بھی اس کی طرح خیال خوانی کرنے لگے گی۔

شارہ پر کھڑے ہو گیا تھا۔ اپنے دست پر ٹیٹھے ٹیٹھے کسی مورینا کو اور کبھی تیار نہ دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ سب سے دماغ سے ایک باہر کی بہن نے دوسری باہر تھی۔ بہن نے ٹیٹھے ٹیٹھے کی صلاحیتیں متعلق کرائی تھیں۔ یہ آئندہ حکم دے سکتی ہے کہ اس کے پورے دماغ باہر کے مائعوں میں خیال خوانی کی صلاحیتیں منتقل کر دی جائیں یہ تو کھیل ہو گیا۔ اس مشین نے مجھے اس کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔ میں اس سے کیسے نجات حاصل کروں؟

مورینا نے کہا: ”شارہ پر! اٹھو میری بہن کو اٹھا کر ترخانے سے باہر چلو۔“

وہ بھی چھوٹی سی اٹیچی اٹھا کر ادھر سے ادھر نہیں لے جاتا تھا۔ کیا یہ کہ ایک جوان وہ فریڈ کو اٹھانے کے لیے کہا جا رہا تھا۔ ایک تو وہ غلام بننے کے بعد ان کا نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے سامنے پڑا ہوا پوجہ نہایت ہی خوبصورت تھا۔

وہ بہتر سے اثر کرتا نہ کہ قریب آیا یا کسی وقت لگے میں بڑے ہوئے لاکھ سے اشارہ موصول ہونے لگا۔ اس نے لاکھ کو کان سے لاکھنا بھیجے مورینا سے کہا: ”ایک اہم مسئلہ ہے۔ سب سے معلوم کروں اس کے بعد اسے لے جاؤں گا۔“

”جو راز ہے لکھنا کروں میں خود موسیٰ کہہ رہی ہوں۔ غلام باقی کو گھنٹوں سے شہر حاضر ہے۔ ہم کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ میں اس سے پہلے اپنی بہن کے ساتھ میاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔“

”کیا مجھے چھوڑ کر جانا چاہتی ہو؟“

”ہرگز نہیں تمہیں چھوڑنے کا مطلب ہے؟“ ڈان فریزر مشین کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ میں ابھی واپس آؤں گی۔ میری بہن مشین کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیں گے۔“

شارہ پر کو ایک بہت ہی اہم مسئلہ درپیش تھا۔ وہ انکھیں بند کر کے وہاں پہنچ گیا۔ مورینا نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ معلوم کرنا چاہا کہ آخر وہ کن مسائل سے دوچار رہتا ہے۔

وہ اسٹور روم حکومت کے ایک سرفراز آفس کے کمرے کی ہام کے دماغ میں رہتا ہوا تھا۔ وہ وہاں کے حکام سے رابطہ قائم کرنے کے لیے پیشہ گیری ہی

کو اپنا ذریعہ بنانا تھا۔ مگر وہ رہا تھا۔ شارہ پر ایک اہم اطلاع ہے، سونیا اشتیول کے جنوب مشرق میں سمندر کے ساحل پر ہمارے ایک خفیہ آفس میں پہنچ گیا ہے۔ میں تمہیں وہاں کے افسانے مشرک کو نوبت کی آواز سن رہا ہوں۔ تم اس کے پاس پہنچ کر سونیا پر نظر رکھ سکتے ہو۔“

”مجھے وہاں کیا کرنا ہوگا؟“

”میں تمہیں یہاں لے کر آؤں گا۔ سونیا کو حکم کرنا ہے۔ اس نے ہمارے آفس کے کتے ہی اہم ذیوں کو ایک دوسرے کے ذریعے ہلاک کر دیا ہے۔ تم اسے زندہ دھلتے دو۔“

وہ خاموش ہو گیا۔ ریکارڈ راز کی ہو گیا تھا وہاں سے ایک گونجی کی آواز بھری تھی شارہ پر وہ آواز سننے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب سونیا اس خفیہ آفس میں آئی۔ سلاخوں کے پیچھے تھی اور اس کے ہاتھ ایک اسٹین گن تھی۔ سلاخوں کے باہر ایک گونجی موسیٰ اس کا دروازہ بنا ہوا تھا اور اپنے ہی ہاتھوں سے نجات حاصل کر کے کسی طرح سونیا کی قربت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ شارہ پر کے لیے یہ اچھا موقع تھا۔ وہ موسیٰ کے دماغ میں ہار سونیا کو کسی وقت بھی دھوکے سے ہلاک کر سکتا تھا لیکن مورینا کی آواز نے خیال خوانی کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اس نے فوج کو کر دیکھا۔ وہ کبھی تھی نہ کسی ایک گونجی موسیٰ کے دماغ میں پہنچے ہوئے مورینا کو موجود ہے۔ تم چھوڑی در بعد بھی اس عورت کو ٹریپ کر سکتے ہو۔ ابھی میرا کام کر دو۔ فوراً زناؤں کو اٹھاؤ۔“

دینی بیانی

اولیائے کرام پر ہونا، شہادت سے حدیث سیرت بکری

نے جنس پر ہم متکرم ہونا

ان دونوں بڑے جہول میں میں کوئی خود غرضی

نورانی اور نور تو ماں ان کی آواز اور ماں پرستی

میں ہوتا تھا۔ کتنی کسانوں نے ان سے نہایت کلمت لہری کی

اور کمانی، کئی لاکھ کی تہائی کی ان کے کلمت کے

ان کے کلمت کے

اور ان کے کلمت کے کئی کئی کلمت لہری کی

میں تباہی کی کلمت کے کئی کئی کلمت لہری کی

آئے کی کئی کلمت کے کئی کئی کلمت لہری کی

ہوئے کئی کلمت کے کئی کئی کلمت لہری کی

ہوئے کئی کلمت کے کئی کئی کلمت لہری کی

غلام شارب نے حکم کی تعمیل کی آگے بڑھ کر دونوں بانوؤں میں خود بصورت سے پھول جیسے بدن کا اٹھایا۔ آہستہ آہستہ چہتا ہوائی نے کی طرف جانے لگا۔

وہ غمزہ دہ سا سے اٹھانے ہونے نہ خانے سے باہر آیا۔ پھر کھینچی کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا پورہ میں آیا۔ وہاں کار کھڑی ہوئی تھی۔ مورینے نے پچھل سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اس نے تیار کو وہاں لٹا دیا۔ پھر دروازے کو بند کر دیا۔ مورینے نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کمانڈ میں جب تک واپس نہ آؤں تم مضمین کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔

میں تمہارا اختیار کروں گا۔ فوراً جاؤ اور نہ خانے کے دروازے کو بند کر دو۔ میں ابھی

آ رہی ہوں۔ وہ بیٹ کر چلا گیا۔ مورینا چاہتی تھا کہ اس کا اشارہ کرنا چاہتی تھی۔ پتا چلا وہ چاہتی ہے کہ وہ نہیں سکتی ہے۔ پھر اس نے جیٹ سے سوچا۔ کوئی میرے ماتع میں موجود ہے؟ اس نے فوراً ہی شارب کے ماتع میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں وہ حکم کا بندہ نہ خانے کے دروازے کو بند کرنے کے لیے اس پتھے کو چلا رہا ہے۔ اس کا بھی خیال خواتین میں کر رہا ہے۔

وہ بڑی جراتی سے سوچنے لگی۔ فرما دیا اس کی کسی ساتھی صورت لے میری آواز بھی نہیں سنئی۔ وہ جھلا میرے ماتع میں کیسے آسکتے ہیں؟ وہ سوچتے سوچتے چونک گئی۔ کیا بارگ بیٹھ کر پچھلی سیٹ پر جھلکنا تیار نہیں ہے؟ اس نے سوچا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کے گلے میں ہاتھیں ڈال کر چومتے ہوئے بولی میری جان میری جان اتنے تو کال کر دیا۔ مجھے بھی ٹیلی فون سے کھادی۔ اب کار اشارٹ کسکتی ہو؟

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے میاؤں ٹیلی فون سے کھادی۔ اب کار اشارٹ کسکتی ہو؟ مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے

”دوسری بات یہ کہ آج سے ہم نہیں ایک دوسرے سے دور رہیں گی۔ ایک دوسرے سے گھٹنگو نہیں کریں گی ہمارے درمیان صرف خیال خواتین کے ذریعے رابطہ قائم ہوگا۔“

چھوٹی بہن نے پوچھا: ہم ایک دوسرے کے ماتع میں باہر آئیں گے؟ لیکن وہ خیال خواتین کو دلا دیا اس وقت میں میں نے اس کے کان پر کہا: ”اس کی بھی ایک تہہ ہے۔ شارب پر بیٹھا اپنے جھانک کر دیکھو۔ اختیار کر کے کسی کے ماتع میں پھنسا ہے۔ ہم دونوں کوئی وی اشارتہا اختیار نہ بنت پند ہے۔ ہم ہمیشہ اس کے ڈرامے دیکھتے ہیں۔ لہذا جب بھی ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنا ہوگا، ہم اشارتہا استعمال کریں گے۔ اس طرح کوئی بھی خیال خواتین کرنے والا ہمارے اصل جیسے کو گرفت میں لے کر ہم تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

چھوٹی بہن نے پوچھا: مورینا ایک خیال خواتین کرنے والا ہمارا لالچی میں ہمارا لالچہ معلوم نہیں کر سکتا ہیں ابھی میں ہوتے رہے پھر پور نہیں کر سکتا؟

”اکثر زندگی حالت میں ٹرپ کیا جاتا ہے اور خرابیہہ ماتع کو جوڑ کر جاتا ہے کہ سونے والا کسی لیے نہیں لے۔ کوئی ہم میں سے کسی ایک کو ٹرپ کر کے دوسرے تک پہنچ سکتا ہے۔“

”یہاں ہم کسی طرح بچاؤ نہیں کر سکتے؟“

”اگر چہ وہ فرانسٹرا مشین بہت ضروری ہے لیکن اس سے پہلے اپنا مختل لازمی ہے۔ میں ایک بیٹا ٹرم کے ماہر کو جانتی ہوں۔ ہم خیال خواتین کے ذریعے اسے مجبور کر لیں گے کہ وہ ہم پر باری باری تخیل کرے۔“

”مگر یہ تو خرابی عمل کے ذریعے ہمیں بے بس نہیں کرے گا؟“

”اس کا باب بھی نہیں کرے گا۔ جب وہ تم پر عمل کرے گا تو میں اس کے پاس کھڑی رہوں گی اور اس کے ماتع میں موجود رہوں گی۔ اسے غلط عمل کرنے نہیں دوں گی۔ جب تم تو خرابی ہیندے۔ بیدار ہو جاؤ گی اور وہ مجھ پر عمل کرے گا تو تم اس کے ماتع میں موجود ہو گی۔“

”تو میں اس کے ماتع میں آؤں گی؟“

اس نے ایک مہارت کے سامنے کاروبار دیکھ دیا وہاں کے ایک اپارٹمنٹ میں برنارڈ سیسی نامی ایک عامل رہتا تھا۔ وہ دو فون نہیں اس کے دروازے پر پہنچ سکتی تھیں۔ کال بیل کے جین کو دیا گیا۔ تو خرابی ویرلند دروازہ کھل گیا۔ خود برنارڈ سیسی نظر آ رہا تھا۔ وہ مورینا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ خوشی سے باہر میں کھل گئیں۔ اس نے کہا: اے ماہی کلب! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ میں امریکہ میرے دروازے پر آؤ؟ اے خدا جانو! دونوں اندر آئیں۔ دروازہ بند ہو گیا۔ اس نے پوچھا: میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

مورینا نے پوچھا: کیا تم تو خرابی عمل کرنے کے سوز میں ہو؟

”مورڈ بھی ہو تو تمہارے علم سے کون کا فرار کر کے لگا۔ یوں کس پر عمل کرنا ہے اور کس مقصد سے کرنا ہے؟“

”یہ میری چھوٹی بہن میں تیار ہے۔ اس پر عمل کرو اور اس کے دروازے سے میری آواز اور لب دیکھو کہ جھلا دو!“

”بس اتنی ہی بات؟ لیکن ایسا کیوں چاہتی ہو؟“

”مشورہ نادرہ ایم تم سے درخواست کروں گی کہ اس سلسلے میں کوئی سوال نہ کرو۔ میں اس کام کا سزا مانگا معاوضہ دوں گی۔“

وہ کھلتے ہوئے بولا: تمہارا ایسا آسان معاوضے سے کم نہیں ہے۔ میرے ساتھ ایک تصور راتروا۔ یہ تصویر تمام اخبارات اور رسالوں میں شائع ہوگی۔ اس طرح اس کے اسٹیٹل کھڑے ہوں گے۔ یہ شہرت میں اضافہ ہوگا۔ پھر میرے کانوں میں اضافہ ہوگا۔“

وہ بائیں کتے ہوئے دوسرے کتے میں آئے کہ وہ کوئی تھا صرف ایک بیسٹ نظر آ رہا تھا۔ برنارڈ سیسی نے کہا: میں یہاں اپنے منہ کو لٹا ہوں ان کی مرضی کے مطابق تو خرابی عمل کرتا ہوں۔ بس خانا آپ آرام سے لیٹر پر لیٹ جائیں۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور ذہنی طور پر خود کو آمادہ کریں کہ آپ جلد ہی فرانسٹرا میں آکر میری معمولی جانیں گی۔“

پھر یہی ہونے لگا۔ دس منٹ کے اہر عمل شروع ہو گیا۔ اس کوئی معمولی راضی خوش خود کو عال کے حوالے کر دے تو عمل کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ وہ فرانسٹرا میں آگئی۔ برنارڈ سیسی نے اپنے بھاری بھر کمے میں حکم دیا: خانا تم تو خرابی ہیندے۔ بیدار ہونے کے بعد اپنی بس مورینا کی آواز اور اس کے لب دیکھو کہ بھول جاؤ گی۔“

تھانے وعدہ کیا۔ اس دوران مورینا برنارڈ سیسی کے ماتع میں چھپ چاہی موجود تھی تو خرابی عمل کرنے والے کو چاہی نہیں تھا کہ کوئی خیال خواتین کرنے والا اس کے خیالات پڑھ رہا ہے۔ وہ اندر ہی اندر سوچ رہا تھا۔ خود مورینا ایسا کیوں چاہتا ہے۔ اپنی بس پر عمل کیوں کر رہا ہے؟

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے کہا: میری جانی بھی سے

گھٹے تک سوتی رہے گی۔ اس نے مورینا کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ کمرے سے باہر آگئے۔ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر برنارڈ نے کلمہ جس مورینا ہم نے مجھے ابھن میں ڈال دیا ہے۔ میں اس دنیا میں آدھی صدی گزار چکا ہوں۔ پچیس برس سے تو خرابی عمل کر رہا ہوں۔ آج تک کوئی ایسا سائل نہیں آیا جس نے یہ کہا ہو کہ اس کے ماتع سے کسی کا لب و لہجہ مٹا دیا جائے۔ آخر بات کیا ہے؟

میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ سب کچھ بتا دوں گی مگر ایک کام اور کرنا ہوگا۔“

”تم حکم دو، میں کرنا چاہوں گا۔“

”جب خانا تو خرابی ہیندے۔ بیدار ہو جائے تو یہی عمل پھر بری کرنا اور میرے ماتع سے تیار کی آواز اور لب و لہجہ مٹا دینا۔“

وہ شدید حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولا: آخر یہ چکر کیا ہے؟ میں نے کہا مناسب کچھ بتا دوں گی۔ پہلے میرا کام کر دو۔“

ایک گھنٹے بعد تیار بیدار ہوئی اسے کھانے کے لیے ایک سیب اور پیٹے کے لیے ایک گلاس دودھ دیا گیا تاکہ وہ اتنی تھکی

کمرے۔ اس کے بعد وہی عمل مورینا کے ساتھ کیا گیا۔ اسے بھی ایک گھنٹہ تو خرابی ہیندے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ برنارڈ سیسی خانا کے ساتھ دوسرے کمرے میں آیا۔ اس کے سلسلے میں اس نے آدھن چکر لگاتا ہونے کا جب میری بس نہیں ہے سب کچھ بتانے کا وعدہ کیا ہے تو پھر انتظار کرو۔“

اسے مزید ایک گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ مورینا نے اپنے سے بیدار ہوئی۔ اسے بھی ایک سیب کھانے کے لیے اور ایک گلاس دودھ پینے کے لیے دیا گیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں آکر ماتع اسٹھ کے لیے میں بولی: مسٹر برنارڈ! کیا ہم ہسٹوں کو بندہ منٹ کے لیے تمہارا چھوڑنا پسند کر دو گے؟

برنارڈ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر حیرانی سے پوچھا: یہ تمہاری آواز اور لہجہ میرے بدل گیا؟ تم اپنا آواز میں کیوں نہیں بول رہی ہو؟

”ابھی معلوم ہو جائے گا تو خرابی ویرلند کے لیے دوسرے کمرے میں چلے جاؤ۔“

وہ حیران و پریشان کمرے سے چلا گیا۔ مورینا نے دروازے کو بند کیا۔ پھر اپنی بس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر آہستہ سے بولی: کیا تم میرے ماتع میں پہنچ سکتی ہو؟

تھانے نے کھینچیں بند کیں۔ مورینا کے لب دیکھنے کو یاد کرنا چاہا مگر یاد نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو ماتع کے لینے میں بول رہی تھی لہذا وہ ماتع کے لینے کو گرفت میں لے کر دروازے کے کچھ تو خرابی ویرلند ہونے لگی۔ مورینا نے پوچھا: کیوں نہیں رہی ہو؟

وہ بھی ماتع اسٹھ کے لب دیکھنے میں بولی: ابھی میں خیال خواتین

9

کرتے کرتے مار تھکے داغ میں پہنچ گئی تھی۔ تمہارا سب دلجو یاد نہیں آ رہا ہے۔
 مورینا نے کہا میں بھی کوشش کر چکی ہوں۔ مجھے بھی تمہارا دل بڑا یاد نہیں یاد نہیں آ رہا ہے۔
 "بیٹھی ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"
 وہ مار تھکے لیے میں بول رہی تھیں۔ مورینا نے کہا "اب میں ایک دوسرے سے بچھڑنا ہے۔ ہماری ملاقات ہر رات میں بیٹھنا تھا کہ کے داغ میں ہوا کرتے۔ ہم مار تھکا کر آوازیں بولنے کے باوجود ایک دوسرے کو پہچان لیا کرتی اور یقین کر لیں کہ ہم ہمیں بھی آپس میں بول رہی ہیں۔"
 تناؤ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مورینا کے سانسے فرش پر گھسٹنے ٹیک دیے، بس کے ہاتھوں کو تھام کر کہا "میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتی مگر حالات مجبور کر رہے ہیں، مگر آج سے میں اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کر رہی ہوں اور وہ بھی بالکل نیا ہے۔"
 "میری جان خیال خوائی کہ تیرے وقت بہت عرصہ طویل رہا تھا کسی کو شہ نہ ہونے دینا کہ وہ ٹھیک ہی کھانا کھا رہا ہے۔ جب وہ میرا دل پریشان ہو کر یہ بات دوسروں کو بتانے کا وقت دور تک پھینکتی جائے گی۔ فریادوں اس کی ساتھی جو تیرے شہر پر اور دوسرے بے شمار اٹھانے دشمن ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ ہمیں تلاش کرتے رہیں گے لہذا ہمیں ہر حال میں چھپ کر رہنا ہے۔"
 "آخر ہم تک چھپ کر رہیں گی؟"
 "جب تک ہم ہر طرح سے مضبوط نہ ہو جائیں۔ تم نے جتنا شک کی تربیت مکمل کر لی ہے۔ تم ساتوں پر قابو پانا چاہتی ہو۔ بہت جلد یوگا میں ہمارے حاصل کر سکتی ہو۔ مجھے اس میں وقت لگے گا۔ پھر بھی کوشش کروں گی یا کسی توہمی عمل کرنے والے کا سامنا کرنا پڑے۔
 داغ کو لاک کر لیں گی تاکہ پرانی سوچ کی لہریں ٹریپ نہ کر سکیں۔"
 وہ تناؤ کا ہاتھ تھام کر صوفے سے اٹھ کھڑی۔ اسے گلے سے لگا لیا۔ بنوں کی دھڑکنے ایک دوسرے میں کڑکھڑاہٹ تھی۔ پھر اس نے بس کی پیشانی کو چوم کر کہا "میری جان! اب جاؤ۔ ہم بہت جلد اپنی ذات کو ایک بہت ہی مفید واقعہ بنانے کے بعد ملاقات کریں گی تب تک یہ یاد رکھنا۔ ہر رات میں مجھے تمہارا ہاتھ کا داغ ٹھیک ہے؟"
 تناؤ نے اسے محبت سے دیکھا۔ اس کے گالوں کو چومنے کے پاؤں دروازے کی طرف جلتے ہوئے اسے دلچسپی دہی بچھڑانوں سے اوجھل ہو گئی۔ گھسے ہوئے دروازے سے برنارڈ ڈیسلی کی آواز آ رہی تھی۔ یہ کہاں گئی ہے؟
 "تم دروازہ بند کر دو اور میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔"

برنارڈ نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر کہا "میں اب تک تمہیں سن کی دیوی میں امریکا کھتا تھا تم اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہو بہت کچھ ہو۔
 "تم ٹھیک ہی تھیں کے متعلق کیا جانتے ہو؟"
 آج کل اس کا ہٹا ہوا ہے۔ فرما دلی طور نے اچھے غلے سیدھے لوگوں کے داغ خراب کر دیے ہیں جسے دیکھو۔ ٹھیک ہی کے متعلق جس میں مشورہ نظر آتا ہے۔"
 "میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم کیا جانتے ہو؟"
 "جہاں پوچھو تو مجھے بہت دلچسپی ہے۔ میں نے کوشش بھی کی مگر سیکھ نہ سکا۔ ویسے فریاد اور اس کی ساتھی خورتوں کے متعلق پڑھتا رہتا ہوں۔ مشورہ بتا رہی ہوں اور کسی نہ کسی ذریعے سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔ اب تو ٹرانسفا ر مشن ایسا یاد کرنے والے ہیں جہاں پیدا ہو گئے ہیں جو تیری بیٹی جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی ٹھیک ہی کھا سکتے ہیں لیکن وہ ہر اسرار میں کہاں کہاں کا علم کسی کو نہیں ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا کی خطرناک تخلیق اس مشین کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔"
 "تم بہت کچھ جانتے ہو۔ اب یہ بتاؤ اگر کوئی ٹھیک ہی جانتے والا تمہارے داغ میں آئے تو اسے کیسے روک سکا گے؟"
 "میں مجبور ہو جاؤں گا۔"
 "کیا تمہارا توہمی عمل کسی کام نہیں آ سکتا؟"
 "میں نے اس پیلر پر غور کیا ہے۔ اگر کوئی توہمی عمل کے ذریعے میرے داغ کو کھانا بنا دے تو پرانی سوچ کی لہروں کو مٹا سکتے ہیں۔ اس میں روک لوں گا اور وہ لہریں واپس چلی جائیں گی۔"
 "کیا اس عمل کے ذریعے تم میرے داغ کو لاک کر سکتے ہو؟"
 "میرا تو کہتا ہوں لیکن ایک عمل کر چکا ہوں۔ اب جو میں گھسے بعد تم سب ہوگا۔"
 "میں جو میں گھسے بعد ہی تمہارے پاس آؤں گی۔"
 "تم اپنے سوالات میں ابھی تھکتی ہو۔ میرے سوال کا بھی جواب دے۔ تم نے ٹھیک ہی کے متعلق کیوں پوچھا؟"
 "میں تمہیں اپنا راز دار بنا چاہتی ہوں۔"
 "پھر ویر کر دو۔ میں تمہارا سچا راز دار ثابت ہو سکتا ہوں۔"
 "میں ٹھیک ہی جانتی ہوں اور تمہارے داغ میں پہنچ سکتی ہوں۔"
 وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ شدید حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولا "ایک تو یہ خدا داد حسن اس پر ٹھیک ہی کا علم مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔"
 یہ کہتے ہوئے اس نے سبز ٹریبل سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھانا چاہا۔ مورینا نے کہا "تم سگریٹ بیٹھا چاہتے ہو مگر میں نہیں پانے لے سکتی۔"
 "میں تمہارے ساتھ رہتا ہوں۔ اس عمل سے روکو گی۔"
 "میں ضرور ہوں گا۔ دیکھتا ہوں تم کیسے روکو گی۔"
 اس نے بیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا۔ اسے ہونٹوں کے درمیان رکھنا چاہتا تھا لیکن سگریٹ ٹاک کے سوراخ میں چلا گیا۔ اس نے حیرت سے موریٹا کو دیکھا۔ پھر معجزہ اڑا دیا کی سگریٹ کو ہونٹوں کے درمیان دبانے کے بعد لاشعری سے سلگنے لگا۔ لیکن دوسری بار وہ ٹاک کے دوسرے تھکنے میں چلا گیا۔ اس نے جلدی سے سگریٹ کو ٹاک سے نکال کر دیکھا۔ وہ گنہگار چکا تھا۔ اس نے ایش ٹریبل سے ایش ڈال دیا۔ پھر بیکٹ سے دوسرا سگریٹ نکالا۔ اس کی سبزی کی اٹھائیں تھی۔ وہ بار بار اسے ہونٹوں کے درمیان لانا چاہتا تھا لیکن ہاتھ بگ جاتا تھا۔ وہ بڑی بے یقینی سے بولا "کیا یہ ٹھیک ہی کے ذریعے ہو رہا ہے؟"
 مورینا نے جواب نہیں دیا۔ صرف سمراتی رہی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر اسے حسرت سے دیکھتے ہوئے بولا "میں تمہارے سن کا خیال نہیں کرتی۔ تمہیں حاصل تو نہیں کر سکتا۔ کم از کم تمہارا ہاتھ تمہارا چاہتا ہوں۔"
 اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ وہ خوش ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا سگریٹ کو ایک طرف چھینک دیا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کے سامنے فرش پر گھسے ٹیک کر ہاتھ کو تھامنا چاہا لیکن جھکتا ہوا قدموں میں پونج کر اس کے پاؤں کو چومنے لگا۔
 اس نے داغ کو آواز دھجھڑ دیا۔ وہ ایک دم سے چونک کر اس کے پاؤں کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ میں یہاں کیسے آیا؟ پھر اس نے سر اٹھا کر موریٹا کو دیکھا۔ وہ ایک شان بے نیازی سے سر کلاتے ہوئے رہی تھی۔ میں نے اپنے سن و شباب کو شہاؤ سے محفوظ رکھنے کا علم دیکھا ہے جو میرا ہاتھ تھامنا چاہے گا وہ قدموں میں پونج کر رہا ہے۔ پھر مجبور ہو جائے گا۔"
 اس نے پھر ایک گہری سانس لی۔ اسے حسرت سے دیکھا پھر کہا "یہ خوش نہیں کیا کہ یہ پاؤں ہی چھوئے کو لے۔ لوگ تو تمہارا دیباہ کرتے ہیں۔"
 "میں تمہاری دیر تمہارا ہونا چاہتی ہوں۔"
 وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میں باہر جا رہا ہوں۔ کیا آج رات کا کھانا میرے ساتھ کھانا پیندہ کر دو گی؟"
 وہ سر کلاتے ہوئے تم ڈرنگ بات کہہ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے مجھے اس اپارٹمنٹ میں رات بھی گزارنا پڑے۔"
 وہ خوشی سے ڈر گیا۔ پھر ایک مسرت بھر انورہ لگاتے ہوئے بولا "ہاں! آج میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان بن رہا ہوں۔ اسے خوش نصیب انسان! ہر کسی سے جا کر میرا ذکر نہ کرنا۔ اگر تو سوچتا ہی چلا جاتا تھا اور وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آج

تم اپنی بے بسی چاہو گے تو میں چلی جاؤں گی۔"
 وہ پیچھے ہٹ کر ایک ہاتھ سے کان پکڑ کر بولا "میں اس غلطی نہیں کروں گا کہ کسی سے تمہارا ذکر نہیں کروں گا۔ تم دروازہ بند کر لو۔"
 وہ چلا گیا۔ مورینا نے آٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ وہاں صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ خیال خوائی کی پرواز کے شہر چکے پاس پہنچا جاتا تھی۔ سامنے سبز ٹریبل پر سگریٹ کا پیکٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ایک سگریٹ نکال لی اور لاشعری سے سلگایا۔ اس کے کش لینے پر ٹرانسفا ر مشین کے متعلق سوچنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی سمراتی کی کیونکر وہ اہم ڈائری اپنے ساتھ لے آئی تھی جس کی رہنمائی میں ٹرانسفا ر مشین کو پڑھ لیا جاسکتا تھا۔
 مورینا زیادہ سے زیادہ سمراتی کی طرح جاکل بٹنے کی مشق کر رہی تھی۔ وہ ہر پہلو پر نظر رکھتی تھی۔ جب اپنی بس تیار نہ ہو کر نہ جانے سے کر لگی تو اس کے آگے آگے شہر بڑھا جو تیار کو اٹھا کے چل رہا تھا۔ اس نے چپکے سے وہ ڈائری اٹھا کر کھلی تھی۔ یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ کسی نے شہر کو ٹریبل کیا ہے۔ آگے بڑھ کر ایک وہ مشین کو آ کر مرٹ کرنا سکھا دے تو یہ خیال خوائی کے ذریعے اسے سکھانے نہیں دے گا۔ پھر وہ غلام تھا مگر کا جنم تھا۔ اپنی ماکہ کی اجازت کے بغیر کسی ٹرانسفا ر مشین کے متعلق کوئی بات نہیں بتا سکتا تھا۔
 اب وہ ڈائری اس کی گاڑی کے ڈیش پر ڈرو کے ایک خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ غلام باقی تقریباً چھ گھنٹے سے غائب تھا اس کی عدم موجودگی نے غلطی کا احساس پیدا کیا تھا۔ اسی لیے وہ ڈائری چلا کر لے آئی تھی۔ اپنی بس کی حفاظت کا سامنا بھی کر رہا تھا۔ ہر طرف مطمئن ہونے کے بعد وہ خیال خوائی کی پرواز کے شہر کے پاس پہنچ گئی۔
 اب ادھر کی سنیے جب مورینا اپنی بس کے داغ میں ٹھیک ہی کی صلاحیتیں متعلق کرانے کے بعد اسے کار میں لے گئی تو شہر پر کوئی کے اندر گیا۔ سب سے پہلے اپنے بیٹے پر دم میں گیا۔ پھر اس پر دم میں پہنچ کر دیوار سے لگے ہوئے پھٹے کو سیدھا چلا گیا۔ اسے اٹھ چلانے سے ترخانے کا خفیہ راستہ کھل جاتا تھا۔ سیدھا چلنے پر بند ہو جاتا تھا۔ اس نے سیدھا چلا کر فرش کی طرف دیکھا راستہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں کے قالین کو ہل کر پھر بیٹے پر دم میں آ کر کمر بند کر لیا۔ پریشانی سے سوچنے لگا۔ آخر میں ایک سینہ کا غلام کب تک رہا ہوں گا۔ اس نے کہہ دیا ہے کہ جب تک وہاں نہیں آئے گی، میں ٹرانسفا ر مشین کو ہاتھ نہ لگاؤں اور میرا دل نہیں چاہتا کہ اسے ہاتھ لگاؤں۔ میرا دل تو مورینا کو ہاتھ لگانا چاہتا ہے۔"
 اس کی دلوانی کا یہ عالم تھا کہ وہ مورینا کے متعلق سوچتا تھا تو سوچتا ہی چلا جاتا تھا اور وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آج

جیسے جسم کے پر پٹے اڑانے کے لیے خود اسٹور روٹ میں نہ جانا۔ اپنے ان دو گھروں میں سے کسی ایک کو بیچ دینا۔ وہ فرش توڑیں یا کسی ٹیکڑی کو غلط طور سے استعمال کر کے تیرہ تھارے سامنے آجائے گا۔
 ہرام گنگولی جواب میں کچھ گستاخا جانتا تھا شارب نے ہاتھ اٹھا کر کہا: ہاں ایک بات اور جب دھماکا ہوگا تو وہ صرف اس کے ایک ایک محروم میں ہوگا۔ اس کی آواز دور دور تک پہنچے گی پھر ہر گاری اولیٰ یہاں پہنچ جائیں گے اس کے بعد تم بچھ سکتے ہو ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

میںں کروں گا؟
 جب ایک ہاتھ بڑے گا تو تیرا پ بھی برداشت کرے گا تم کہتے ہو تھاری آنکھوں کے سامنے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ بیچ تمھاری آنکھیں غصہ ناک ہیں۔ اگر کچھ کہے ہو تو میرے حوصلے کو کچھ لو۔ ہر جاؤں گا مگر ٹرانسفا مرخص تک پہنچنے میں دوں گا لہذا دوست میں کہہ دو کہ کوئی فائدہ اٹھائے ہو۔ دشمن جو گے تو صرف میری جان لے سکے گا۔

ہرام گنگولی نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا: میرا کالا علم جھوٹ نہیں اتنا سمجھے گا کہ اتنی طرف سے یہ کیا حاصل ہوا تھا کہ میں وہ شیخ آسانی سے حاصل نہیں کر سکتا اور تمھارے دشمنی نہیں کر سکتا۔ یہ بات بدھ ہو رہی ہے ہر حال جلدی سے جتا ہم دوست کی طرح ہی سکتے ہیں؟

شارب نے کہا تم کسی کالی مانی کے بچاری بڑے کچھ چکے تھے کہ میں تک نہیں بیچ سکتے پھر میرے پاس کیوں آئے ہو؟
 کالی مانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس کی طرف سے شیخ تک نہیں بیچ سکتا اور وہ شیخ آسانی سے حاصل کر سکتا لہذا دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ میرے جیسا شہ زور تھے ساری دنیا میں نہیں لے گا۔ تو مجھے دوست سمجھنے یا باڈی گاڑو مگر میرا من چاہا۔

شارب نے فریاد اور دلیر ہو گیا لیکن مغرور نہیں ہوا وہ سمجھ رہا تھا کہ سامنے جو شخص کھڑا ہے وہ نہایت ہی غیر معمولی قوتوں کا حامل ہے اسے دوست بنا کر رکھنا چاہیے۔ ایک دن وہ صرف باڈی گاڑوں کر رہ جائے گا اور اسے فریاد اور اس کی ٹیم سے محفوظ رکھے گا۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر اس نے کہا: ہرام! انسان چلیے دوستی کرے یا رشتہ دار ہی ہر معاملے میں برتری ہوتی ہے تم جواب دہ ہم میں سے کون برتر ہے؟
 میں جہانی اعتبار سے برتر ہوں اور قرخال خوانی کے اعتبار سے تم مجھے تغیر کرنے اور شیخ حاصل کرنے آئے تھے مگر ناکام ہو رہے ہو۔ میں اپنی ذہانت سے تمھیں دوست بننے پر مجبور کر رہا ہوں۔ بنا لوگوں برتر ہے؟
 فی الحال تم برتر ہو۔

اور جب تک رہوں گا تم میرے لیے کبھی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کرو گے۔ میرے حکم کی تعمیل بھی کرو گے۔
 تم بہت آسان فریاد مند ہوتے ہو۔ میں ایسی شرائط بھی تسلیم کرنے کو تیار ہوں جو تم سے مجھے گالی پڑتی ہو لیکن میں دشمن حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر ذرا اپنی حد تک ٹیٹھی سیکھنے کے لیے۔
 موریٹا اس کے دماغ میں موجود تھی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق

بولے گا: میں نے ایک حد تک ٹیٹھی سیکھا کہ رعیت مولیٰ ہے۔ اس کا غلام بن گیا ہوں لہذا آئندہ کسی کو یہ علم اس وقت تک نہیں سکھاؤ گا جب تک اپنے عقلمند عقلمندان نہیں نہ ہو جائے۔
 تمھیں کیسے یقین ہوگا؟

میں نے لوگوں کی تشویشیں لیں۔ بیوشہ سانس روکنے کی کوشش کرتا تھا لیکن میں ان مشقوں میں ناکام ہوا۔ میری آنکھیں میں آنا کر میں سانس کیوں نہیں روک سکتا کیوں پرانی سوچ کی لہروں کو روک نہیں سکتا تم کسی کالی مانی کے بچاری ہو۔ سیاہ علم چلتے ہو مجھے اس قابل بنا سکتے ہو کہ میں فریاد میں تیرا راستہ روک سکوں؟
 اگر میں تمھیں ایسا بنا دوں تو؟
 میں تمھارے دماغ میں شیخ کے ذریعے ٹیٹھی کا علم بھر دوں گا؟

ہرام گنگولی نے خوشی کا ایک نغمہ لگا یا آسمانی جھوم کر شارب کو اٹھایا۔ اسے پھرت کی طرف اشارہ کر پھر کر لیا۔ وہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا اور شارب پر بدشمت زدہ ہو کر ہنسنے لگا تھا۔ کیا مجھے مار ڈالو گے؟
 چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔
 اس نے چھوڑ دیا۔ وہ دھب سے قائلین پر جا رہا تھا۔

چیت ہو گیا اپنی کو کوسلاتے ہوئے بولا: تمھاری خوشی کی ایسی کی تھی تم تو دوست بن کر بھی مار ڈالو گے۔
 ہرام نے کہا: میں شرمندہ ہوں۔ آئندہ اتنی خوشی کا اظہار نہیں کروں گا۔ اب ہم دوست بن گئے ہیں۔ تم ترخانے میں چلو۔
 کیا مجھے اتنی سنی سمجھتے ہو؟
 کیا مطلب؟

پہلے تم مجھے اس قابل بناؤ گے کہ میں فریاد میں تیرا راستہ روک سکوں۔ اس کے بعد تمھیں ٹیٹھی سکھاؤں گا۔
 وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے سوچنے کے لیے ایک موٹے پیر بیٹھا جانا لیکن مشکل موٹے میں اس کی جسامت نما نہ سکی۔ وہ اٹھ کر اٹھا ہوا گید پھر ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ ڈان فریڈ روک دیکھتے ہوئے بولا۔
 اسے اشد اکر کے کہتے تھے تو ہی عقل سے مشورہ دے۔ میں یہ مان گیا صرف طاقت سے کام نہیں چلتا۔ عقل کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لیے عقل دماغ طاقت والوں کو غلام بنا کر رکھتے ہیں؟

فریڈ نے کہا: میری عقل کبھی تم سے عجیب تک شارب کو وہ اپنی توانائی حاصل نہ ہو کہ وہ فریاد وغیرہ کا راستہ روک سکے اور جب ستمیں ٹیٹھی کا علم حاصل نہ ہو اس وقت تک دونوں کو ایک دوسرے پر بھروسہ دینا چاہیے۔
 واہ میرے شاگرد! تو نے کمال کی بات کہ دی۔ میرے حق کوئی اچھا مشورہ دے نہیں جیسے ایک کالم علم سکھا دوں گا؟

اچھا مشورہ یہ ہے کہ شارب پر ہاتھ ڈال دیا جائے جب تک دونوں کو اپنے اپنے مطلب کا علم حاصل نہ ہو اس وقت تک دونوں کو ساتھ رہنا ہوگا۔ تم شارب کے ساتھ رہو یا یہ ہمارے ساتھ چل کر اپنے مجھے دونوں ہی شرائط منظور ہیں۔ میں تمہارے ساتھ چل کر رہوں گی۔
 میری بہت ہی خفیہ رہائش گاہ ہے۔ میں تم لوگوں کی صحبت میں کو ماننا ہوں کہ یہاں تک پہنچنے کے لیے لیکن میں یہاں رہنے کا اجازت نہیں دوں گا اور نہ ہی تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا کر رہنا پڑے گا۔ شارب نے کہا کہ فریڈ نے کہا: میرے گرو گھٹان ڈیکھو میں نے کتنا عقیدہ مشورہ دیا تھا؟ میں اس پر کبھی دوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ابھی سے اپنی حکمرانی جتا رہا ہے ہمارا کوئی ایسا مشورہ ماننا نہیں چاہتا جس سے دونوں اچھا ہو۔

ہرام نے کہا: مشر شارب! ہمارے ساتھ چلو تم نہیں چاہتے ہیں کسی غضب کا تجربہ ہی حاصل ہوں۔ اگر میں ایک بار تم پر عمل کروں گا تو تم پھر وہاں تک دماغی طور پر تو آنا اور سانس روکے فریاد دینے لوگ تمھارے دماغ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔
 وہ آنکھیں بند کر کے موریٹا سے بولا: میری جان میری ماں تم کیا کہتی ہو؟
 یہ جا دو گے معلوم ہوتا ہے۔ یہ مانی طور پر ناقابل شکست ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہیے، یہ کالے علم میں کہاں تک پہنچ رکھا ہے۔ اگر اس نے تمھیں دماغی طور پر تو آنا اور سانس بنا دیا تو ہمارا کالہ بن جانے کا میں بھی اسی طرح بنا جاتا ہوں گی لیکن یہ کیسے ہوگا کہ میں بتاؤں گی۔
 ابھی اس کی بات مان لو۔
 یعنی میں اس کے ساتھ کس چلا جاؤں؟

کیا ہر جگہ ہے۔ تمھاری ٹرانسفا مرخص یہاں محفوظ ہے۔ میں بھی اس کی حکمرانی کرتی رہوں گی۔ کوئی تمھاری خفیہ رہائش گاہ نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ میں شخص جو تمھارے سامنے موجود ہیں، یہ بھی کسی کی یہاں تک پہنچنے نہیں دیں گے یعنی تمھیں یہ تین برسے دار مل گئے ہیں۔ تم ہر طرح سے محفوظ ہو ان کے ساتھ چلے جاؤ گے میرا حکم ہے۔
 جب حکم تھا تو پھر حکم کا بندہ اس پر عمل کیسے نہ کرتا۔ اس نے کہا: ہرام! مجھے منظور ہے۔ میں تمھارے ساتھ چل کے روک رہا ہوں۔ یا تم میرے ساتھ یہاں رہ سکتے ہو۔ اگر میرے ساتھ رہنا چاہو گے تو تمھارے ہونے کے لیے کسی تیرے کو برداشت نہیں کروں گا؟

ہرام گنگولی نے غلام باقی اور ڈان فریڈ کو دیکھا پھر شہتے ہوئے کہا: مجھے یہاں رہنا منظور ہے اس طرح میں ٹرانسفا مرخص کے قریب رہوں گا۔ یہ دونوں اچھی جائیں گے۔ فریڈ...
 فریڈ نے الزٹ ہو کر کہا: گرو گھٹان! کیا حکم ہے؟
 تم غلام باقی کے ساتھ جاؤ۔

ہرام نے کہا: ہرام! مجھے منظور ہے۔ میں تمھارے ساتھ چل کے روک رہا ہوں۔ یا تم میرے ساتھ رہنا چاہو گے تو تمھارے ہونے کے لیے کسی تیرے کو برداشت نہیں کروں گا؟

ہرام گنگولی نے غلام باقی اور ڈان فریڈ کو دیکھا پھر شہتے ہوئے کہا: مجھے یہاں رہنا منظور ہے اس طرح میں ٹرانسفا مرخص کے قریب رہوں گا۔ یہ دونوں اچھی جائیں گے۔ فریڈ...
 فریڈ نے الزٹ ہو کر کہا: گرو گھٹان! کیا حکم ہے؟
 تم غلام باقی کے ساتھ جاؤ۔

ہرام نے کہا: ہرام! مجھے منظور ہے۔ میں تمھارے ساتھ چل کے روک رہا ہوں۔ یا تم میرے ساتھ رہنا چاہو گے تو تمھارے ہونے کے لیے کسی تیرے کو برداشت نہیں کروں گا؟

ہرام گنگولی نے غلام باقی اور ڈان فریڈ کو دیکھا پھر شہتے ہوئے کہا: مجھے یہاں رہنا منظور ہے اس طرح میں ٹرانسفا مرخص کے قریب رہوں گا۔ یہ دونوں اچھی جائیں گے۔ فریڈ...
 فریڈ نے الزٹ ہو کر کہا: گرو گھٹان! کیا حکم ہے؟
 تم غلام باقی کے ساتھ جاؤ۔

ہرام نے کہا: ہرام! مجھے منظور ہے۔ میں تمھارے ساتھ چل کے روک رہا ہوں۔ یا تم میرے ساتھ رہنا چاہو گے تو تمھارے ہونے کے لیے کسی تیرے کو برداشت نہیں کروں گا؟

مورینا نے کہا "شارپر اب میرا حکم ہے غلام باقی تمہارے پاس رہے گا۔ تمہارے پاس رہے گا تو میں اسے اپنے پاس رکھوں کروں گی لہذا وہ نہیں جائے گا"

اس نے بہرام گنگولی سے کہا "تمہارا شاگرد فریڈر جاسکتا ہے لیکن غلام باقی یہاں رہے گا؟"

بہرام گنگولی اپنی طاقت کے ذریعے ہر بات منوانا سکتا تھا لیکن کوئی مستقل مزاج ہو اور مرنے کے لیے تیار ہو تو اس پر طاقت اثر انداز نہیں ہوتی۔ اسے ذہانت سے ماننا پڑتا ہے۔ وہ بہت زیادہ سمجھ دار نہیں تھا لیکن اتنا ضرور سمجھتا تھا کہ اپنے داغ میں لگ جیتی کا علم بھرنے کے لیے شارپر کو دوست بنا کر رکھنا ہے اور دوست بنا کر رکھنے کے لیے اس کی ہر جائز اور ناجائز بات کو تسلیم کرنا ہے۔ اس نے اپنے شاگرد ڈان فریڈر کو مکمل دیا وہاں سے چلا جائے اور غلام باقی سے کمال بھی لے جائے۔ اب اسٹور دم کے فرش کو کھود کر لے کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ سیکریم کا بہت ہی پیچیدہ نظام تھا جو شہزاد بہرام گنگولی کی سمجھ میں نہیں آسکتا تھا۔ اسے عقل یا سمجھ بوجھ کی کمال سے ہی کھود کر وہاں تک پہنچا جاسکتا تھا۔

شارپر کی فرمائش پر مورینا نے خیال خروانی کی پرواز کی اور موس کے داغ میں اس وقت پہنچی جب سونیا اس کے ساتھ نازکے دلہنے سے نکل آئی تھی اور اس پر مہادی سے اسے انکار وہاں سے خاصی دور پہنچ گئی تھی تاکہ رکھوا کا اثر نہ ہو سکے۔

ایسا ہی ہوا مورینا نے شارپر کو لہجہ اختیار کیا تھا اور موس کے داغ میں پہنچ گئی تھی قارئین کو یاد ہو گا کہ یہی وقت میں دوبارہ موس کے داغ میں پہنچ کر اس کی خیال خروانی کو بھر رہا تھا جب اسے کھانسی کا جھکا پینچا اور مجھے معلوم ہوا کہ خیال خروانی کرنے والا شارپر نہیں کوئی عورت ہے تو میں اس کے سبب مہادی کو گرفت میں لے کر اس کے داغ میں پہنچ گیا تھا۔

مورینا سگریٹ کی عادی نہیں تھی جب کہیں مسائل میں الجھنے لگتی تو ایک آدھ کش رکائی کرتی تھی۔ اس نے موس کے داغ میں چلنے سے پہلے سگریٹ کو ہونٹوں کے درمیان دبا یا لٹھر کے ذریعے سٹکایا۔ ایک گھر لکھ لیا۔ پھر اس کے داغ میں پہنچ گئی۔ ایک آدھ بات ان کے داغ میں کئے کے بعد اسے کھانسی آنے لگی۔

سگریٹ کا کش لگانے کے باعث ایسا ہوا تھا اور میرے لیے فائدہ مند ثابت ہوا۔ میں سونیا کھانسی سن کر جو تک گیا تھا پھر اس کی باتیں سن کر قہار ہو گیا۔ سوچنے لگا۔ کیا ایک آدمی ایسی چیزیں جانتے والی پیدا ہو سکتی ہے؟

مگر کیسے ہو گیا یہ علم ایک مذاق بن گیا ہے۔ کیا جو چاہے وہ خیال خروانی کر سکتا ہے؟

پھر بات سمجھ میں آنے لگی تھی۔ اسے پوری تفصیل کے ساتھ سمجھنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ فروری خیال خروانی کی چھلانگ رکائی اور بولنے والی کے داغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہ کھانسی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک رومال سے آنکھیں پونچھ رہی تھی۔ ناک صاف کر رہی تھی۔ میں بڑے اطمینان سے اس کے داغ میں دیکھ رہا تھا۔ وہاں معلوم ہوا کہ تاراجی بیان کر چکا ہوں۔ یہ تمام معلومات حاصل کرنے میں تقریباً دو گھنٹے لگ گئے۔ اب تک شارپر چاہے یہ اسے ایک فریڈر کا لقب بنا ہوا تھا جس کی دیواریں توڑ کر ہم اس کی آواز تک نہیں سن سکتے تھے اب اس فریڈر کا قلعے کا دروازہ مورینا کھولنے والی تھی۔

لوگ کر دیا یا ہوگا۔ میں نے مورینا کی سوچ میں پوچھا کیا خیار کوئی چارہ لکھا ہوا ہے؟

اس کی سوچ نے جواب دیا "میں نے اس کے داغ میں غلامی کے جذبات بھر دیئے ہیں۔ وہ مجھ سے دغا نہیں کرے گا۔ یقیناً بہرام نے اسے تو توجی عمل کے ذریعے اپنے قابو میں رکھا ہے اور میرے اپنے کالاس بندر کر چکا ہے"

میں نے بہرام گنگولی کی آواز اور اس کا سبب دہرایا دیکر کئی بولے "وہ آنکھیں بند کر کے سوچنے لگا۔ داغ پر زور دے کر بہرام کی آواز اور میری یادگاری لگی۔ پھر اس نے یاد دہاکرتے کرتے پرواز کی۔ بہرام گنگولی کے داغ تک پہنچی مگر وہ تھک لگا لگا۔ میں بھی اس کے ذریعے سن رہا تھا۔ کہہ رہا تھا "شارپر کوئی میرے سے داغ تک آنا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے تمہارا محبوب ہو سکتا ہے فریڈر کو ہماری سن سن لگی ہو مگر جو جی ہے وہ اپنا سامان لے کر رہ جائے گا۔ میرا داغ فریڈر کا ہے"

اس کے بولنے کے دوران میں داغ میں رہنے کی جگہ مل گئی تھی۔ اس کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہاں ہے اس کے اس پاس جو لوگ ہیں اور جو چیزیں ہیں کیا ان کے ذریعے میں ان لوگوں تک پہنچ سکتا ہوں؟

اس نے تھک لگانے کے دوران جن فقرے کے تھے ذرا ڈبٹیں ماری تھیں کہ اس کے فریڈر داغ تک کیوں نہیں پہنچ سکتا پھر شاید اسے اپنی طاقت کا احساس ہو گیا۔ اس نے سانس روک لی اور میں باہر نکال دیا۔ سنی تھی میں دریں میں پتا چلا وہ ایک ایسی گاڑی میں سفر کر رہے ہیں جس کے پیچھے ٹرانسپورٹ ہوا ہے۔ وہ ٹرانسپورٹ تھا۔ وہاں بہرام گنگولی شارپر ڈان فریڈر اور غلام باقی موجود تھے۔ وہ کہاں جا رہے تھے، یہ معلوم نہ ہو سکا۔ مورینا نے بھی آنکھیں کھلی کر اس میں محسوس کیا تھا۔ وہ بھی سوچ رہی تھی۔ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟

میں نے اس کی سوچ میں کہا "کیا یہ لوگ ٹرانسپورٹ میں اپنے ساتھ جا رہے ہیں؟"

وہ ایک دم سے چونک کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ڈائری اپنے ساتھ لے آئی تھی جس کے ذریعے کوئی اس میں سوار ہو کر سیکرٹس کھاسکتا تھا۔ شارپرا تھی آسانی سے انہیں اس کے متعلق تفصیلات بتانے والا نہیں تھا۔

مہادی زندگی نہیں گزاری کسی دشمن کے ساتھ نفرت سے تو کیا کسی دوست کے ساتھ جنت سے بھی نہیں گزرائی تھی اور ہم جس انداز میں ٹھکراتے ہیں وہ کبھی توجی کو چکر نہ جاتی۔ ابھی تو اس نے صوفت ہادی ہنتر شیٹ بڑھی تھی۔ عمل میدان میں قدم رکھ کر نہ بھی دیکھا تھا اور نہ ہی کسی مسئلے میں خود کسی شے کی ذمہ داری تھی۔

آدمی وہ بھی شین کی طرح کسی روکنے کے متعلق سوچ رہی تھی لیکن کوئی معمولی تدبیر سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے فوراً پر نارڈسلیو کو ساتھ لے کر نکالنا چاہیے۔ دو تین کا پٹر چارٹر ڈاکر لانا چاہیے۔ ایک میں پر نارڈسلیو لے گا دوسرے میں میں سفر کروں گا۔ شاگرد کو سے جتنی شاہراہیں مختلف سمتوں میں جاتی ہیں ان میں شاہراہوں پر پرواز کریں گے اور وہ کھینچے گئے ایسی کڑیاں ہیں جو اپنے پیچھے ٹرانسپورٹ پہنچنے کے جا رہی ہیں"

اس نے اپنی سوچ میں کہا "لیکن اس سے فائدہ کیا ہوگا؟"

میں نے اس کی سوچ میں پھلے سے قائل کیا "جب یہ پتا چلے گا کہ ٹرانسپورٹ کی گاڑی کہاں جا رہی ہے تو یہ معلوم ہوگا کہ اس میں کس قسم کا کام ہے؟"

لیکن میں ان کا مقابلہ کیسے کروں گی وہ شین کیسے واپس لاؤں گی؟

میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں تو خواہ مخواہ سوچنے میں ذہن مشاغل کر رہی ہوں۔ کیا میں لیل کا پٹر میں پرواز کرنے کے دوران

ان جوانوں کے جو

اور وہ مرد جو تینوں کو سمجھنا چاہتے ہیں

ان جوانوں کی

ان جوانوں کے جو

اس کتاب کا دستی ۱۷ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے

قیمت = ۵ روپے محصول ڈاک

ان کتابوں کے جو

ان کتابوں کے جو

ان کتابوں کے جو

میں نے اسے خیال خروانی کی طرف مائل کیا۔ وہ پرواز کرتی ہوئی شارپر کے داغ میں پہنچنا چاہتی تھی۔ پھر ناکام ہو کر واپس آگئی۔ وہ حیران ہوئی حیران تو میں بھی ہوا مگر بات سمجھ میں آنے لگی۔

شارپر نے بہرام گنگولی کی بیٹی کی شرطیں پیش کی تھی کہ اسے فریڈر اور اس کی بیٹی بیتی جانتے والی ساتھیوں سے محفوظ رکھا جائے یقیناً ہم سے بچانے رکھنے کے لیے اس کے داغ کو توجی عمل کے ذریعے

میں نے اسے خیال خروانی کی طرف مائل کیا۔ وہ پرواز کرتی ہوئی شارپر کے داغ میں پہنچنا چاہتی تھی۔ پھر ناکام ہو کر واپس آگئی۔ وہ حیران ہوئی حیران تو میں بھی ہوا مگر بات سمجھ میں آنے لگی۔

شارپر نے بہرام گنگولی کی بیٹی کی شرطیں پیش کی تھی کہ اسے فریڈر اور اس کی بیٹی بیتی جانتے والی ساتھیوں سے محفوظ رکھا جائے یقیناً ہم سے بچانے رکھنے کے لیے اس کے داغ کو توجی عمل کے ذریعے

مزید تاہم نہیں سوچ سکتی؟

وہ قائل ہو گئی۔ فوراً ہی اٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے برادر عزیز کو مخاطب کیا۔ میری گاڑی میں آؤ میں تم سے ایک فروری کام لینا چاہتی ہوں۔

وہ کہنے کا دروازہ کھول کر باہر نکلی وہ بھی باہر آتا تھا۔ اس نے پوچھا میرے لائق کوئی خدمت ہے؟

زبان سے نہ تو سو سوچ کے ذریعے باتیں کرو۔ میں تمہارے درمخ میں ہوں۔

وہ دونوں کا میں آکر بیٹھ گئے۔ برادر نے اسے اشارت کرتے ہوئے پوچھا کیا کماں چلنا ہے؟

تم پھر زبان سے بول رہے ہو؟

سواری۔

ہم ذیل کا پٹر چارٹرڈ کریں گے۔ میری بات تو جسے نہ۔ وہ ٹرانسفا ر مشین جس کے ذریعے ملنے لگتی تھی کا علم حاصل کیا ہے اسے کچھ لوگ پٹر کر لے جائے ہیں۔

برادر نے پریشان ہو کر پوچھا کیا ہر ان کا متبادل کریں گے؟

انتظار باتیں نہ کرو، وہ بہت ہی خطرناک چیز ہے یہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ مکان کمانے جا کر کبھی جائے گی؟

ہم باہر میں کیا کر کے گئے؟

برادر نے کہنے کے دوران تھیں دیکھتے رہنے سے کہ ایسی کتنی گاڑیاں ہیں جن کے پچھے ٹرانسفا ر بندھے ہوئے ہیں اور وہ کس کس جا رہی ہیں؟

وہ کسی گاڑیاں ہو سکتی ہیں۔ میں کس گاڑی کا پچھ کر دوں گا؟

تم شک کو سے جانے والی ہوتی ہے پرنظر رکھو گے جتنی گاڑیاں نظر آئیں ان کی طرف باری باری چلتے رہو گے۔ ہر گاڑی پر نظر رکھو گے خواہ وہ مختلف سمت کیوں نہ جا رہی ہوں۔ سبلی کا پٹر کے ذریعے تم مشین میں ایک گاڑی سے دوسری گاڑی تک پہنچ سکتے ہو۔

اس نے کار کے ڈیش بورڈ کو کھول کر ٹریفک کی گاڑیاں نکالنے دو گاڑیاں سے دیتے ہوئے کہا۔ اسے رکھو۔ اتنی تو رقم ہی ملی کہ پٹری بارہ گھنٹے تک برادر کر سکتے ہو۔ میں تم سے دائمی رابطہ قائم کرتے رہوں گی۔

بس سوچنا یہی کہ پٹر کا پائلٹ شک۔

پوسٹ۔ ہر بار پوچھے

کامیں نہ رہو والی گاڑیوں کا تعاقب کیوں کر رہا ہوں؟

اول تو وہ تمہارے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا۔

دوم یہ کہ اس کی جیب گم کر دینا۔

وہ میٹر دفنانگ کا سبب بیچ گئے۔ وہاں انھوں نے اپنے لیے ایک ایک پٹر چارٹرڈ کر لیا۔ چند روز منٹ کے اندر ہی

وہ دہاں سے برادر کر رہے تھے۔ مختلف شاہراہوں پر نظر دوڑ رہے تھے۔ مورینا سوچ رہی تھی خاصی دیر ہو چکی ہے۔

میں اس کی سوچ میں کہ رہا تھا کوئی بات نہیں آکر وہ ٹرانز والی گاڑی شکا کو سے باہر جا رہی ہے تو ان کا سفر طویل ہوگا۔ ہرگز نہیں وہ گاڑی سب تک پہنچتی رہے کہیں نہیں ضرور نظر آئے گی؟

آدمے گئے کے اندر مورینا نے تین ٹرانز والی گاڑیاں دیکھی برادر نے دو گاڑیوں کو ڈھونڈ نکالا۔ اس کا پائلٹ پوچھ رہا تھا۔

جناب کوئی پیچیدہ معاملہ ہے؟ آپ کیوں ایسا پچھرتے ہو؟ ذریعے ان گاڑیوں کو فالو کر رہے ہیں؟

ہاں معاملہ پیچیدہ ہے۔ مجھے اپنی بیوی پر شبہ ہے۔ وہ کسی ٹرانز میں اپنے عاشق کے ساتھ جا رہی ہے۔ میں اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا ہوں۔

پائلٹ نے ایک سرواٹھ جرتے ہوئے کہا۔ شہ تو مجھے بھی اپنی بیوی پر ہے مگر میں جا سکتی ہوں۔

ہم دن رات اپنی عورت کو خوش رکھنے کے لیے محنت کریں اور اس سے بچنا ہی ہے۔

دوسری طرف پائلٹ بار بار ان انھیں سے مورینا کو دیکھتا تھا اور خوش ہو کر کہتا تھا۔ میں خوش نصیب ہوں آج بس امریکا میرے ساتھ نہیں ہوتی ہیں۔

مورینا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے پوچھا بائی بی آپ کسی ٹرانز کا تعاقب کیوں کر رہی ہیں؟

میرے ہزاروں ناموں کا تعاقب میں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنی تمام دولت میرے نام کرنا چاہتے ہیں لیکن ایک شخص میرا دل چاہنے لگا ہے۔

اس نے ایک سرواٹھ پچھ کر پوچھا۔ وہ خوش نصیب کون ہے؟

وہ بہت سے جڑواں ہے کسی دولت مند لوگ کے ساتھ ایک ٹرانز میں جا رہا ہے۔ میں اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتی ہوں۔

وہ پچھ سرواٹھ پچھ کر پوچھا۔ قدرت جب تمہارے کرتے ہے تم جیسے دفنا کرنے والے تمہاری جیسی حیناؤں کا منہ نہ رہ جاتے ہیں لا

ہیں نفٹ میں تھی اور جو دولت کہہ مجھے جھگڑے ہیں تم ان کے پیچھے جھاگ رہی ہو۔

وہ ایک کان سے اس کی باتیں سن رہی تھی اور دوسرے کان سے نکال رہی تھی دوسری میں نظر آنے والی گاڑیوں کو دیکھتی جا رہی تھی۔ پچھ پائلٹ سے کہتی تھی۔ ڈرا ٹرانز پر سرج لائٹ کی روشنی ڈالو۔

وہ اس کی ہدایت پر عمل کرتا تھا۔ سرج لائٹ کے ذریعے گاڑی کو صاف طور پر دکھاتا تھا۔ پچھ برادر ڈرا اوچی کر لیتا تھا۔ مورینا نے پوچھا کیا ٹرانز والی گاڑیوں کو شہ ہو سکتا ہے کوئی ایسا پٹر کے ذریعے

تعاقب کیا جا سکتا ہے؟

پائلٹ نے کہا۔ ہاں شہ ہو سکتا ہے مگر جس پر تم جان دہتی ہو وہ تم پر شہ نہیں کرے گا۔ شہ لوہے کے ڈاکٹروں کو تلاش کرنے کے لیے بہت کم پٹر استعمال کرتے ہیں۔ لیکن تمہارا محبوب مجرم بھی ہے؟

وہ گھور کر بولی یہ کیا تم سمجھتے ہو؟ میں ایک مجرم سے شہ کر دوں گی؟

بس مورینا اسی کی پر بھی آسکتا ہے۔ وہ دولت مند غریب یا مجرم میں تمہیں نہیں کرنا۔

وہ اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔ اب دوسری شاہراہ پر چلو جہاں ہمارے دو ٹرانز دیکھے تھے۔

وہ حکم کی تعمیل کرتا ہوا دوسری شاہراہ پر چلے گیا۔ میں نے جناب شیخ صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ انھوں نے پوچھا۔ غیر سرت تو ہے؟

میں نے انہیں مختصر طور پر ٹرانسفا ر مشین کی موجودہ پوزیشن بتائی پچھ کہا پوری کوشش کروا کر دوں گی۔ میں بعد میں آپ سے رابطہ قائم کروں گا۔

میں نے دائمی طور پر ہر ٹرانز انکل دہیت رائے کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا اور کہا۔ میں پہلی فلائٹ سے امریکا جانا چاہتا ہوں۔

انھوں نے پریشان ہو کر پوچھا کیا اتنی جلدی اجازت مل جائے گی؟

میں ہنستا ہوں، شام ہو رہی ہے، تمام دفاتر بند ہو چکے ہیں لیکن دفتر میں ضروری کام کرنے والے بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ کار میں بیٹھ کر روانہ ہو جائیں میں خیال خوانی کے ذریعے کام بنانا جاؤں گا۔

وہ میری ہدایت کے مطابق گھر سے چل پڑے۔ ساتھ میں ٹریفک کی بڑی بڑی گاڑیاں رکھ لیں میں نے روشنی سے کہا۔ تم انکل دہیت رائے کے درمخ میں رہو۔ وہ پاپیوٹ اور ویزا کے جن دفاتر میں چلے ہے

ہیں وہاں خیال خوانی کے ذریعے کام بنانا ہے۔ مجھے پہلی فرسٹ میں امریکا چاہیے۔ ٹرانسفا ر مشین ہماری نظروں میں آئی ہے۔ میں اسے دوبارہ گم نہیں ہونے دینا چاہتا۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ تم فراڈ تم ہندوستان سے چلے جاؤ گے میرے بیٹے کا کیا ہوگا؟

میں جہاں طور پر چاہوں گا مگر دائمی طور پر بیٹے کے پاس ہی رہوں گا۔ یہاں اعلیٰ بی بی موجود ہے تم بھی اس کے پاس ہمیشہ موجود رہتی ہو۔ پچھ کر کیا بات ہے؟

وہ خود کو دیر چھپ رہی۔ پچھ بولی۔ وہ ٹرانسفا ر مشین بہت اہم ہے۔ اسے دقت نہ آتی کہ نہیں جا سکتی۔ یہاں ٹرانز کی کمپنیز نے ایسی مشینیں کیوں ایجاد کی۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے

مقابلے میں خیال خوانی کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ ہر حال تم جاؤ۔ میں یہاں کے معاملات سمجھ لوں گی مگر یاد رکھو۔ زیادہ دیر صبر سے بیٹے سے غافل نہ رہنا۔

کبھی باتیں کرتی ہو۔ میں غافل نہیں رہوں گا۔ اگر سرت زیادہ معروف ہو جائوں تو کسی بھی مشکل میں تم مجھے بلا سکتی ہو۔

وہ انکل دہیت رائے کے پاس پہنچی تھی۔ میں نے پوری کے درمخ میں سرت دیکھی۔ اس نے سانس روک لیا۔ پچھ رہا تھا۔ ہمارے ذاتی معاملات میں کیا ہوئی؟

میں نے کوڈ روڈ پر لڑنے۔ تم فراڈ آن زبردست ہیں۔

وہ خوشی سے کہنے لگی۔ میں نے کہا۔ انٹار انٹراب ہمارے ذاتی معاملات میں کیا ہوئی؟

ہاں شیخ صاحب نے تم سے کچھ کہا ہے؟

دیکھ لو سفر کی تیاری کر رہی ہوں۔

اگرچہ میری کسی ساتھی کو سفر کی تیاریاں کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ جس لباس میں ہوتی ہیں اس میں چل پڑتی ہیں۔ ضرورت کے وقت دنیا کے کسی بھی بازار سے اسے اپنے مطلب کی چیزیں حاصل کر لیتی ہیں لیکن دنیا والوں کو دکھانے کے لیے ایک سفری بیگ اور اپنی ہی ضرورت تھی لہذا وہ بھی تیاریاں کر رہی تھی۔ مجھ سے پوچھ رہی تھی۔ کیا تم بھی اسی سے ہو؟

ہمارے ملاقاتیو نیو یارک میں ہو گئے لیکن تمہارا دھیان میری طرف ہے ان معاملات کی طرف نہیں ہے جن کے لیے یہاں سے روانہ ہو رہی ہوں۔

میں ان معاملات کو پوری تفصیل سے سمجھ لوں گی۔ بس اتنا کہ دو مجھ سے مل رہے ہو۔ پچھ میں نہیں صراط سے بھی گزر جاؤں گی۔ تم مجھ سے جتنی توقع کر رہے ہو، میں کسی بھی معاملے میں اس سے زیادہ کر دکھاؤں گی۔

یہ تو میں بھی سمجھتا تھا۔ اگر شہ رڈ ڈان فریڈر ز غلام باقی اور ہرام سنگھ میں سے کوئی بھی نظر آئے گا تو وہ قبرستان کا بیچنا نہیں چھوڑے گا۔ ایک کے ذریعے دوسرے کو دوسرے کے ذریعے تیسرے کو تیسرے کے ذریعے چوتھے کو ڈھونڈ نکالے گی۔ وہ دشمن کو تو یہ کرنا سکھا دیتی تھی۔ مجھے پوچھتے ہیں تمہارے ضرورتیں تک پہنچنے کی اور اسے لے آئے گی۔

میں اسے شہین کے مشتق بنانا چاہتا تھا لیکن خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔ میں نے اٹھ کر اسے کھولنا سنے اعلیٰ بی بی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اداں نظر رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ابھی روشنی نے تباہی بھگائی ہے تم جا رہے ہو۔

ہاں اس نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ میں جا رہا ہوں؟

الکل دلپست رائے کے ہاں ٹہرے سکون سے ہوسیاں
ہر طرح مغفول ہو کر ہوسوی تو ہر جگہ جھوٹا گناہ کے غمرو کو نام کام ہوگا
میں نے ٹرانسفا درمیں کھڑا جا چاہا وہ ہاتھ اٹھا کر لہلہ
ہیں کر دیاں پریشان ہو گئی ہوں۔ تم پریشان نہیں ہوتے۔ دن رات
بھلکتے بیٹے ہو۔ ہر طرح خیال خروانی کہتے ہو تم بھی نہیں تھکتے مگر میں
تمہیں کھڑا کرتی تھکی محسوس کر رہی ہوں جیسے وقت سے پہلے پڑوسی
ہو چکی ہوں؟

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا آنکھوں میں جھانکتے ہوئے
کہا تم نے پہلی ملاقات میں خوف کا اظہار کیا تھا چنانچہ میں اب پھیر
چاہیں گے اور اب پھرتے کی گھڑی آئی ہے؟

میں نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ رسوئی بڑی سے
فرائض ہو گئی تھی۔ اس نے خود ہی اسے اطلاع دی تھی کہ میں جا رہا
ہوں تاکہ وہ آخری بار مجھ سے ملاقات کے لیے پہنچ جائے۔ اس کا دل
گھڑا ہوا تھا سگرو و مسکرا رہی تھی۔ میری قربت سے نہال ہو رہی تھی
اند نہ تھا حال ہو رہی تھی۔ بار بار کہہ رہی تھی کہ فراد کوئی ایسا ظریف
اختیار کر لو کہ جیسے میں ایک ماہر تو ملاقات ہو سکے کیا تمہیں میری یاد
بالکل نہیں آتی یا مجھے نظر انداز کرنے کے لیے اس قدر مرد و فریضے
ہو کر میں حرف شکایت بھی زبان پر نہیں آ سکتی؟

”تم بھتی ہوئیں تمہیں نظر انداز کرنا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے
دراصل میں اتنا مصروف رہتا ہوں اور پھر اتنا تھکا جانا ہوں کہ
اپنے دوام کو ہدایت دے کہ سوچا جاتا ہوں تم سب مجھے یاد آتی ہو
مگر طویل فاصلے بند کر دیتے ہیں؟“

”اسی لیے تو کتنی ہوں؟ فاصلے کم کرنے کا راستہ اختیار کرو۔ تم
مجھے بلا سکتے ہو۔ تم جب چاہو گے، میں چلی آؤں گی؟“

دروازے پر دھک سنائی دی۔ میں نے فوراً ہی خیال خروانی کی
چھلانگ لگائی انکل کے دماغ میں پنہاں تپتا تھا، وہ داپیں آگئے ہیں۔
میں نے بعد ازاں دیکھا کہ میں ابھی آتا ہوں؟

اصلی لہانے بڑی مضبوطی سے جکڑا لیا، جیسے کبھی چھوڑنے کا
ارادہ نہ ہو وہ اپنی ذہانت اور حاضر دماغی سے ناممکن کو ممکن بنا کر رکھی تھی
شاید تقدیر کو یہ منظور ہوتا تھا اور جب تقدیر کو کوئی بات منظور نہ
ہو تو مدبر کام نہیں آتی۔ کم از کم میرے معاملے میں تو اس کی تدبیر ارادہ
حاضر دماغی کسی کام نہیں آ رہی تھی۔

وہ ہاتھ دروم میں چلی گئی تو میں دروازہ کھول کر باہر آیا۔ انکل
دلپست رائے ڈراماٹک دروم میں انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے
مجھے دیکھتے ہی کہا کہ آج رات ایک ظیاء لندن تک جا رہا ہے۔
میری بور سوئی تھی کہ تمہاں میں اس میں سیٹ ریزر و کر دے وہاں

سے آگے چلنے کے سلسلے میں تمہارے شرح صاحب مدد کر گئے
”ابھی بات ہے انکل۔ میں رات کے دس بجے روانہ ہو جاؤں گا
وہ آٹھ گھنٹے ہو گئے۔ میرے پاس آگر دو دنوں شانوں کو
تھکتے ہوئے کہا۔ میں بہت بے رغبت ہوں۔ میری بیوی کو ایک
خطالم نے مار ڈالا۔ دوسری شادی کی تو وہ بدترین بھروسہ ثابت
ہوئی تم نے مجھے تنہا ہونے سے بچایا۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے
اگر ہوئی تو آج تمہاری طرح جوان ہوتی بیٹے ایساں سے جانے
کے بعد مجھے بھول تو نہیں جاؤ گے؟“

میں نے انھیں نگے سے لگاتے ہوئے کہا: انکل! میں آپ
کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

”مجھے ایک بات کا ذکر ہے کہ کیا تم جانتے ہو؟“
میں نے ان کی سوچ کو پڑھا پھر کہا: ہاں آپ مجھے بتا سکتے
ہیں اور میں آپ کو انکل کتا ہوں۔ آئندہ نہیں کہوں گا۔ میں نے آپ
کا ذکر مجھ لیا ہے میں آپ کو ڈیڑھی گھنٹوں کا؟

وہ مجھ سے اگ ہو کر مجھے چومتے گئے۔ اس وقت ان کی
آنکھیں آسموں سے جھیک رہی تھیں۔ پڑے محبت کا کوئی تڑپ
اور حرم نہیں ہوتا۔ محبت کسی ملک کی سرحد پر تک نہیں سکی ہوئی
پہرے دار اسے روک نہیں سکتا۔ میں نے ان کے آسموں کو دیکھتے
ہوئے کہا: میں کہیں آپ کو نہیں جھلاؤں گا۔ جب بھی ادھر کاراج
گردن کا گیدھا آپ کے پاس آؤں گا اور آپ جب بھی ملک سے
باہر جاؤں گے گیس سے ہی ساتھ رہیں گے؟“

میں نے شرح صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ رسوئی نے انھیں
پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں ظیاء سے آ رہا ہوں وہ لندن تک جانے
والا ہے لہذا بیرون یا لندن سے دوسرے ظیاء سے میں امریکا تک
چلنے کا انتظام کر دیا جاوے۔

میں نے کہا: میں بیرون میں دوسری فلائٹ سے تک تیار کر لیا
گا اور رسوئی کے ساتھ وقت کو ادارو گا؟

میں نے رسوئی کے پاس پہنچ کر کہا: تم تاہو سے بیرون واپس
جاؤ میں وہاں پہنچ جا رہا ہوں؟

میں اس دوران مورینا اور برنارڈ ڈسلیری کے دماغ میں پینتا
رہا تھا۔ ان دونوں کی نظروں میں پانچ ٹراکٹر تھے جو مختلف راستوں سے
گزر رہے تھے۔ پہلا ٹراکٹر شیگیں کی جھیل کے کنارے والی شاہراہ پر
چلتا ہوا ایک چھوٹے شہر میں رگ رگ گیا تھا۔ وہ چھوٹا سا شہر
تھا۔ وہاں آسانی سے معلوم کیا جا سکتا تھا کہ فلاں دن فلاں تاریخ کو
فلاں وقت کو فلاں ٹراکٹر کہاں آ کر گا تھا۔

دوسرا ٹراکٹر کا زلیو سے ہوتا ہوا جیل کو یک پہنچ گیا تھا اور پانچ
کوئینٹاں ہائٹ کے ساتھ ڈاڈا میرنگ جاؤ اور معلوم کر ڈی ٹراکٹر اس

جگہ پہنچا ہے اور وہاں کسی مال اتار جا رہا ہے؟
یہ معلوم کرنے میں تقریباً آدھا گھنٹا گزرایا مورینا نے پھر پڑا
کہ پانٹ اس کا دروازہ تھا اس کے اشاروں پر چل رہا تھا۔ وہ جہاں
گئی تھی وہاں پر دروازہ کھولا تھا۔ تیسرا ٹراکٹر اٹارڈا ٹیائی کی طرف جاتا
ہوا پانچوں کے چھوٹے شہر میں رگ رگ گیا تھا۔ وہ بھی چھوٹا سا شہر تھا
وہاں بھی آسانی سے ٹراکٹر کے متعلق معلوم کیا جا سکتا تھا لہذا مورینا اس
طرف چل پڑی جو صر برنارڈ ڈسلیری پر اوکڑا رہا تھا۔ پھر ٹراکٹر ٹراکٹر
کے شمال مغرب میں میڈیسن شہر میں رگ گیا تھا۔ وہ شہر بڑا تھا مورینا
نے کہا: یہاں تو ڈسلیری میرنگ جاؤ معلوم کر ڈی ٹراکٹر کہاں گیا ہے اور
اس کا سامان کہاں پہنچایا جا رہا ہے؟

پانچوں ٹراکٹر گرین بے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ شمال کی طرف
تھا اور ان کی طویل سفر چنانچہ برنارڈ ڈسلیری میڈیسن پہنچ پانچ برسوں
حاصل کر رہا تھا۔ اس وقت تک مورینا گرین بے کی طرف چلنے
والے ٹراکٹر کا تعاقب کرتی رہی۔ اس نے برج چھتے تک پانچوں
ٹراکٹر کی منزل مقصود کا پتا چلا لیا۔ وہ بہت خوش تھی۔ زندگی میں پہلی بار
جاسوسی کی تھی اور کامیابی سے ہر ایک کی منزل اور مقاصد کا پتا چلا
تھا۔ اس نے برنارڈ ڈسلیری سے کہہ دیا تھا: تم واپس چلو۔ میں تمہارا
اپارٹمنٹ میں آ رہی ہوں؟

برنارڈ ڈسلیری بھی بہت خوش تھا اتنی دیر تک اس کے کام
آتا رہا تھا اس کی ہدایات کے مطابق تنہی عمل کرتا رہا تھا وہ ہر ایسا
کام کرتا جانتا تھا جس سے خوش ہو کر مورینا سے کم از کم پناہ تھکتے
کا ہی موقع دے دے۔

وہ دوسرے کے مطابق اس کے اپارٹمنٹ میں واپس نہیں آئی۔
ادھر پہلی کا پینر کے پانٹ کی نیت خراب ہو گئی تھی۔ اس نے مورینا
کی بیاریت کے مطابق گرین بے کے ایک فلائنگ کلب میں اسس
ٹینٹا کا پتہ لگا کر اتنا مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ ٹراکٹر کس جگہ رہے
اور اس کا مال کہاں منتقل کیا جا رہا ہے۔

وہ پانٹ کے ساتھ ایک ٹینسی میں بیٹھ کر اس مقام پر پہنچی جہاں
اس نے پہلی کا پینر کے ذریعے اس ٹراکٹر کو دیکھا تھا اس جگہ کا
اچھی طرح مشاہدہ کرنے کے بعد جب ٹینسیں ہو گیا کہ ٹراکٹر والے اس
کے قریب ہی ایک چھوٹے سے جنگل میں پہنچے تھے جہاں اس نے کہا
”اب ہمیں واپس چلنا چاہیے“

پانٹ نے کہا: یہاں میری ایک کڑن رہتی ہے۔ پانچوں کو
دیر کے لیے چھوٹے ٹینسیں جلد ہی واپس لے گا کہ پناہوں گا؟
مورینا پانچ کا میا پناہی پناہی خوش تھی کہ اس نے پانٹ کے دماغ
کو پھرنے کی فریاد مت محسوس نہیں کی وہ سورج رہی تھی، ان پانچوں مقام
میں سے کہیں نہ کہیں شہر پر بھی مل جائے گا اور میں بھی لیکن وہ پریشان

تھی کہ وہاں پہنچ کر کیا کرے گی کبھی طرح میں حاصل کرے گی؟
وہ اپنی ٹرک میں تھی۔ پانٹ اپنی ٹرک میں تھا اس نے ایک چھوٹے
سے اپارٹمنٹ کے سامنے ٹینسی کرادی۔ پھر کہا: آؤ تم بھی میری کڑن
سے ملو؟

وہ دونوں اس اپارٹمنٹ کے دروازے پر پہنچے۔ دھک دھک
ایک فوجیوں نے دروازہ کھولا اس نے اس امر کو لاپٹے دولٹے
پر دیکھ کر خوشی سے چپیتے ہوئے کہا: وہ مانگا ڈرا کیوں خواب دیکھ
رہا ہوں جس امریکا اللہ میرے دروازے پر؟

پانٹ نے یکبارگی اپنی جیب سے چاقو نکالا۔ پھر اسے کھول
کر مورینا کو اندر دھکا دیتے ہوئے بولا: تم میرے دوست اور وائے
کو بند کر دو یہ موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا؟

اس کے دوست نے دروازے کو بند کر دیا۔ وہ دونوں آگے
چلیائی ہوئی اور اس جہر کی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے زندگی میں
پہلی بار کسی عورت کو دیکھ رہے ہوں حالانکہ انھوں نے پہلے ہی
اپنی ماں اور بہنوں کو دیکھا ہوگا لیکن مورگے ٹالانہ نظرت کی ایک نیا نیا
اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ ایسے وقت وہ اپنی ماں بہنوں کو سمجھا
دیتا ہے یہ جیسے یاد نہیں کرنا کہ وہ کبھی جاسوسی کے کھینچے میں آ سکتی ہیں۔

وہ دونوں کا اپارٹمنٹ تھا۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے دوسرے

ایک اے راحت کے سنسنی خیز ناول
عمران، ناصر و فریدی اور پروفیسر ڈارے
دہلی تین رنگ سے
طنز و مزاح سے بھرپور
تہمت کی کتاب
۱۰ روپے
کتاب گروپ
۵ روپے
آرٹا سیرس
گولڈ می
چاروں کتابیں ایک ساتھ منگانی پھر ڈاک خرچ صاف
کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس ۳۳ کراچی

کرسے میں لے گئے۔ اس کی دیواروں پر مورینا کی بڑی تصویر لگی ہے
تھیں۔ انھوں نے ان تصویروں کو یوں ترتیب دیا تھا کہ مورینا کا چہرہ
گردن تک تھا باقی تصویریں اس لور کی تھیں اس طرح انھوں نے دونوں
کے گٹھ جوڑے مورینا کی اپنی تصویریں بنا ڈالی تھیں۔ انھیں اپنے
خواب گاہ کی دیواروں پر چسپان کر دیا تھا وہ شاید ان تصویروں کو دیکھتے
ہوئے سوچتے تھے۔

وہ تصویریں انھیں اپنی زندگی جیتا جاتا ان کے سامنے ان کے
بالکل قریب ان کے ہاتھوں کی پہنچ تک آ گیا تھا پھر جلا وہ اسے کیسے
چھوڑتے تھے۔

مورینا نے ایک بے بس اور مجبور عورت کی طرح پریشان ہر کہ
لکھا: دکھڑی میں اس امریکا ہوں تمھارے ملک کی عورت ہوں۔ ساری دنیا
میں میرے حق کا ڈھنگ رہا ہے۔ اس طرح امریکا کا نام ہو رہا ہے کیا
تم مجھے برا دیکھو گے؟

ساری دنیا میں ڈنکا پیٹنے والے یہ مجھ نہیں پائیں گے کہ دو جوانوں
نے اس امریکا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ لہذا پریشان ہونا چھوڑو
اور گنگے لگ جاؤ ورنہ دیکھ رہی ہو۔ ایک کے ہاتھ میں چاقو ہے۔ اس
کے بعد پھر دوسرے کے ہاتھ میں چاقو ہوگا اور پھر میرے بس وہ جاؤ گی
میں نے مورینا کے دماغ میں کہا: یہ اچھا موقع ہے انھیں پائیں
میں لڑاؤ!

میری آواز اور اب دماغ میں گونج رہی تھی۔ اس نے پوچھا میرے
دماغ میں کون بول رہا ہے؟

میں کوئی بھی ہوں، وقت ضائع مت کرو۔ انھیں آپس میں لڑاؤ
مگر وہ جتن میں مبتلا ہو گئی تھی۔ پلو پھر رہی تھی۔ کیا تم خراب
ہو جو بھل کر بول رہے ہو؟

میں بھگ گیا جب تک اس کا جتنس نہیں ختم ہوگا وہ کون مٹا
نہیں اٹھا سکے گی۔ میں نے کہا: میں فریاد ہوں بہت دیر سے تمھارے
دماغ میں ہوں۔ میں نے ہی تمھیں اپنی کا پڑ کے ذریعے دشمنوں کا
کرنے پر مجبور کیا تھا تم آتی تیر فرار نہیں ہو کر پانچوں ٹرائڈ کے
کامیاب سے سزا لگ گئیں۔ یہ سب میری بدولت ہو رہا ہے۔

وہ حیران اور پریشان تھی۔ پلو پھر رہی تھی۔ کیا واقعی تم راجہ
ہو؟ ابھی یقین دلاتا ہوں۔ دیکھو تم ان دو شخصوں کے جوانوں
سے کس طرح فٹ سکتی ہو؟

وہ بولی: یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میں یقیناً جیسی کے ذریعے
انھیں فنا کروں گی!

”تم زیادہ سے زیادہ ان کے دماغ کو بھینچ پھینچاؤ گی“
”کیا یہ سزا کم ہو گی؟“

”ان کے لیے بہت بڑی سزا ہو گی لیکن تمھاری میں جیسی کا علم

ظاہر ہوا ہے گا۔ ایسا کام کرو کہ ساتھ ہی میرے اور لائی بھی ڈوٹے
تھیں اپنے اس علم کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔“
”پھر تم آؤ کیا کروں؟“
”تم دونوں کے خیالات پر مبنی جاؤ اور دیکھو جاؤ وہ کس طرح
تھیں گھر ناپا تھے۔ تم میں خیال خوانی کے ذریعے صرف اتنا ہی کام کرو۔
باقی میں نبھال لوں گا۔“

اسے باقی کام کے متعلق پوچھنے کی مدت نہیں تھی۔ وہ دونوں اس
کے قریب آچکے تھے۔ اس نے فوراً ہی پانٹ کے دماغ کو پڑھا پھر
اچانک ہی بیٹھ گئی۔ دونوں نے ایک ساتھ گے ہاتھ پڑھا تھا نتیجے
کے طور پر دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ میں اس کے اندر
تھا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق وہاں سے اٹھتے ہوئے دونوں
کے بیٹھ میں گئی ان میں۔ وہ بدلا کر کہ گئے۔ اگر وہ تنہا ہوتی تو شاید
اس کا یہ عمل اتنا دھار نہ ہوتا۔ جب وہ بیٹھ پڑا تو اس نے
دو گھونٹے دونوں کے منہ پر جمادے۔ وہ آٹھ اٹھ پیچھے کی طرف چلے گئے۔
اب وہ حیران حیران تھی۔ دونوں کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔
کیا اس کے اندر اتنی جہالتی قوت آئی ہے کہ وہ دو جوانوں کا مقابلہ تنہا
کر سکتی ہے تب اسے محسوس ہوا جیسے اس کے اندر سونیا ماٹھی ہے۔
وہ خود سونیا بن گئی ہے اب ان کی ایسی مرتت کرے گی کہ ساری دنیا
میں اس کا نام ہو جائے گا۔

دوسری طرف وہ دونوں بھی حیران تھے کبھی سوچ ہی نہیں سکتے
تھے کہ قاتلانہ جن میں اڈل آنے والی نازک اقدام دہیزہ اس طرح ان
کی پٹائی کر سکتی ہے۔ وہ دونوں جھنڈا لگائے۔ انھوں نے نیک وقت
اس کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہ ایک کے خیالات پڑھ رہی تھی اس
سے پھینکے لیے ایک طرف ہٹ گئی۔ میں نے اسے محسوس کر ایک
لاٹ مارنے پر مجبور کیا۔ وہ لاٹ دوسرے کے منہ پر پڑی۔ وہ ایک
طرف اٹھ گیا۔ بدلتا تو اندر سے منہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے فرش
سے اٹھنے کے دوران جیب سے چاقو نکال لیا۔ اسے ایک ٹھانکے
سے کھولا۔ مورینا کی جان نکل گئی۔ وہ دم کھینچے۔ ہٹنے لگی۔ میں نے پوچھا
”کیا ہو رہا ہے تم سونیا میں رہی تھیں صرف ایک چاقو دیکھ کر تم گم ہو رہی
اسے حوصلہ ہو۔ وہ کہہ کر بولی: میں متاثر کروں گی مگر مجھ میں
نہیں آتا کس طرح چھپنا چاہیے؟“
”مگر ڈر نہ صرف ان کے خیالات پڑھتی رہو۔“

میں نے اسے حوصلہ دیا مگر اس پر پھر وہ نہیں تھا لہذا میں
چاقو والے کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ اس بار وہ تیزی سے مورینا پر حملہ
کرنے آیا اسی وقت اس کا ساتھ میں سے دو شخص آ رہا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ مورینا
بیچ کر پھینچ گئی اور وہ چاقو والے کے ساتھ کے لیے ہی پرست
ہو گیا۔

وہ چاقو پانٹ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کبھی اپنے ساتھ کسی کو فرش پر
ترتیب سے ہونے دیکھ رہا تھا اور کبھی دشت زدہ نظروں سے مورینا کو تک
رہا تھا اسے غصہ آ رہا تھا۔ ایک تودہ ہاتھ نشہ آئی۔ دوسرے اس کا ساتھی
جان سے جا رہا تھا۔ اس نے غصے سے ایک بیچ ناری پھر چاقو اٹھا کر
مورینا کی طرف لپکا۔ جا رہی اس امریکانے آج تک ایسا خون خرابا
نہیں دیکھا تھا۔ وہ صرف جن موسیقی گٹھ پھول اور شاعری کا کبھی تھی۔
پہل بار اپنی آنکھوں سے ایک شخص کو چاقو اٹھا کر فرش پر گرتے دیکھتے
اور دم توڑتے دیکھ رہی تھی۔

جب پانٹ نے غرور آؤد چاقو سے اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس
کی جھلک بند ہو گئی۔ وہ ایک دم سے دیوار کے ساتھ جا کر ٹکرائی۔ پھر آہستہ
آہستہ بیٹھنے ہوئے فرش پر گر پڑی۔ وہ کھڑکی تھی اب زندہ نہیں ہے۔
گی۔ تاں اس کے سینے میں چاقو آتا رہے گا لہذا مرنے سے پہلے یہ
ہو گئی۔

اگر پانٹ کے دماغ میں نہ ہوتا تو وہ پھر بچے اسے ختم کر دیتا
حق جب ہاتھ لگے تو ہوس پرست جنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ سوچنا
ہے جو چیز اس کے ہاتھ نہ آسکی ہے اسے ہاتھ نہ آئے لہذا اسے کھل دینا
چاہیے۔ اسل دینا چاہیے ختم کر دینا چاہیے۔

میں نے اسے لگانے نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ سے چاقو گر دیا۔ اسے
کو پھینچ کر پھینک دیا۔ وہ شکست تسلیم کر رہی ہے۔ اسی نے فرش پر
گر پڑی ہے۔ میں نے ہوش نہ ہو گئی ہو۔ اسے دیکھنا چاہیے۔

وہ اس کے قریب آیا۔ اس پر جھک کر بولی کہ میں کو کھینچنے
لگا۔ پھر یقین ہو گیا وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ اس نے اسے دونوں بازوؤں
میں اٹھایا۔ اسے بستر پر لگا ڈال دیا۔ وہ میری طرح ہانپ رہا تھا۔
ہوس ناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک طرف فرش پر دوست کی
لاش پڑی ہوئی تھی دوسری طرف حق جہم بستر پر پھینچا ہوا تھا۔ ایک
طرف مات تھا۔ دوسری طرف میں امریکا کو حاصل کرنے کا امراز اسے
سننے والا تھا اور وہ حسد ہے جسے ہوش کی حالت میں بھی دعویٰ کر رہی
تھی۔ اور حاکم ہے دیکھو یا زھر پر وا نہ آتا ہے۔

اس نے دوست کی لاش کی طرف سے ستر چھین لیا۔ وہ دونوں
بہت ہی گرسے دوست تھے اور ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے لیکن
وہ مر چکا تھا۔ اب اس سے دوستی نبھانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس
کے برعکس جو زندہ تھی اس سے فائدے حاصل کیے جا سکتے تھے۔ وہ
بستر کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اسے دوست کی آواز سنائی دی۔ وہ پڑھا
کرک گیا۔ کیا مردہ زندہ ہو گیا ہے؟

اس نے بیٹھ کر دوست کی لاش کو دیکھا۔ وہ چاروں شانے
پت پٹا ہوا تھا۔ انھیں گھما کر دیکھا۔ وہ سب سب صلا ہوا تھا جیسے ابھی
دوست کو پکارتے پکارتے رنگ گیا ہو۔

پانٹ کا دل خوف سے دھڑکنے لگا۔ اگر وہ مر چکا تھا۔
سینے میں جہاں خنجر پرست ہوا تھا وہاں سے خون اسے گھس رہا تھا
وہ مسرے پاؤں تک ساکت تھا۔ وہ نہیں بلکہ کتا تھا پھر بل کیسے
لکنا تھا۔ وہ تو مر چکا تھا پھر بچ مر چکا تھا۔

پانٹ نے اطمینان کی سانس لی سوچا یہ اس کا وہم تھا۔ وہ
خونہ خونہ خوفزدہ ہو رہا تھا۔ یہ صبح کر رہا پھر مورینا کی طرف بڑھا۔ اس
وقت پھر آواز آئی۔ دوست، اکیا مجھے چھو کر مرنے کرو گے؟
اس بار وہ اچھل کر پڑا ہو گیا۔ اپنے دوست کو دیکھا وہ جنوں کا

توں پڑا ہوا تھا۔ اس بار وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ یہ دم نہیں ہے اس
نے صاف طور سے اپنے مقتول دوست کی آواز سنی ہے۔ وہ کبھی
سورج بھی نہیں لکنا تھا کہ میں اس کے دماغ میں اس کے دوست کے
سینے میں بول رہا ہوں۔

اگر وہ حور کرنا تو محسوس کر لیتا یہ آواز اس کے دماغ کے اندر
ہے باہر نہیں ہے لیکن وہ خوفزدہ تھا۔ ایک تو اس نے قتل کیا تھا۔
مگر ماں صاحب اس پر جہادی تھا۔ پھر جس غالب آ رہی تھی۔ وہ کسی
طرح اپنی ہوس پوری کر کے جلد سے جلد وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا
بلکہ قتل کا الزام عائد نہ ہوا۔ ایسے میں اسی مقتول دوست کی آواز سنائی
دینے لگی تھی۔ ان حالات میں وہ ٹپکا جیسی کے حلق سوچ نہیں سکتا تھا۔
اس کے اندر کا جرم بڑی طرح دہشت زدہ تھا۔

اسے خیر ہوا۔ شاید دوسرے کمرے میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ وہ
تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے میں آیا۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے
لگا۔ اس نے بیرونی دروازے کو کھولا۔ باہر بھی کوئی نہیں تھا۔ اسے
اسے قتل کرتے نہیں دیکھا تھا اور اب بھی اسے کوئی نہیں دیکھ سکے گا
وہ مسکین ہو کر پھر واپس آیا۔ جیسے باہر بستر پر جا کر بیٹھا
میں امریکا کو چھوٹنے کی حسرت رہ گئی۔ اچانک اس کی پیشہ پر کوئی
پتیزا گر گئی۔ وہ ایک دم سے بیچ مار کر پٹ گیا۔

کمرے میں چھت کی طرف ایک چھوٹی سی چھان بنی ہوئی تھی۔
جس پر نانا سامان رکھا ہوا تھا وہیں سے بیڑ کا ایک خالی ٹن جانے
کیسے گر پڑا تھا اور اسے گنگا ہوا فرش پر آ گیا تھا۔ پانٹ کو یوں محسوس
ہوا جیسے اس کے دوست نے کوئی چیز چھین کر ماری ہو اور پوچھ
رہا ہو۔ کیا تمھیں عیش کرو گے؟

وہ دہشت زدہ ہو کر ہلکے سے دوڑ ہو گیا۔ دوست سے بھی
دور ہو گیا۔ حسرت سے بھی دور ہو گیا۔ اب اس میں بہت نہیں تھی کہ
مورینا کو ہاتھ لگاتا۔ میں اس کے اندر کھڑا تھا۔ اسے مار ڈالا
جہم کھانا۔ اسے کیا ہوتا ہے روح تو زندہ ہے اور یہ روح تمھارے
اندھے اور یہ تمھارے اندر بند رہی ہے اور تم اچھی طرح سن سکتے
ہو۔ یاد رکھو، ہم ہمیشہ بل پانٹ کو کھایا کرتے تھے۔ تم تمہارے گے

ہو۔ تمہا بھی نہیں کھاؤ گے اگر دوستی بھانا ہے تو میرے پاس چلے آؤ۔
چاقو فرش پر پڑا ہے۔ اسے سینے میں اتار دو پھر میری رونٹھی تھاری روٹی
کو کھنے لگے گی۔ اس طرح ہم دو سنی کی ایک عجیب و غریب مثال قائم
کریں گے۔ دنیا کرتا میں گئے کہ مرنے کے بعد بھی دو سنی کی رونٹھی کس
طرح کھتی ہیں؟

پائٹ نے بذیاتی انداز میں چیختے ہوئے کہا: یو
شٹ اپ، یو ڈیٹ سول، کیپ ٹور سیلف کو ایٹ۔ میں
پوچھتا ہوں، تم کیسے دوست ہو سرتے کے بعد میرے حساب
پر کولر ہو گئے ہو تمہارے خود غرض ہو خود دھرتے اور مجھ سے
زندہ انسان کو زندگی کا کلف اٹھانے نہیں دیتے۔ اگر
تھاری رونٹھی ابھی دیکھ سکتی ہے تو دیکھو۔ امریکا کی سین
ترن عدالت میں کسے سامنے بیچ پر پڑی ہے۔ اسے مال کرنے
کے لیے لوگ اپنے پھوٹے ٹیٹے جڑی سے اس کے ناکھ دینے
کو تیار ہیں۔ اپنی ماری دولت اس کے ناکھ کرنے کو تیار ہیں اس
کی ایک ایک تصویر ایک ایک رسالے میں دس ہزار ڈالر کے
عوض بیچتی ہے۔ اس کی تصویریں ہر لوجن کے بیڈروم میں بسی
ہوتی ہیں اور یہ سرتا میرے سامنے موجود ہے اور تم مجھے دوستی
کے بدلے دو سنی کر رہے ہو۔ خدا کے لیے چلے جاؤ، میرے اندر
سے چلے جاؤ مجھے مخاطب نہ کرو۔

میں نے ایک جھانک تو مہر لگاتے ہوئے کہا: انہیں
میرے دوست، اہم نے اس کو نیٹاں بڑی بد معاشیاں کی
ہیں، نہ جانے کتنی مظلوم اور معصوم لوگوں کی زندگیاں تباہ
کی ہیں۔ اب میں جہنم میں پہنچ چکا ہوں۔ تمہیں بھی اپنے
پاس بلا رہا ہوں۔ اگر تم عیش کر دے تو میرے ساتھ درنہ کچھ
نہیں کر سکو گے۔ میں تمہیں ہر امریکا تک پہنچنے نہیں دوں گا
اس نے غصے سے مٹھیاں بیٹھتے ہوئے کہا: تمہارا
باپ بھی پہنچنے دے گا اگر تھاری رونٹھی میرا راستہ روکا تو
میں تھاری دوٹی پر ٹھوک دوں گا۔

رکتے ہوئے وہ مورینا کی طرف بڑھتا جاتا تھا مگر
دوست کی لاش کے پاس لڑکھڑاک کر پڑا۔ اس کا منہ ٹھیک دوست
کے منہ کے پاس پہنچا تھا اسے لول جیسے دوست کی رونٹھی
اپنے پاس بلا لیا ہے۔ وہ کہاں کی طرح خود مری طرف کر دھ
برستے ہوئے، اڑھتے ہوئے دوڑ پڑا۔

نوٹ: ایک بڑی اکیلا، وہ آکھیں کھول کر سوچنے لگی۔ میں
کہاں ہوں؟
میں نے کہا: تم پائٹ کے ساتھ یہاں آئی تھیں، دو
ذہن تھاری عزت کی دیکھیں انہاں چاہتے تھے اور تم سونپنے

سے بیٹے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں۔ نمل کے لیے ہوش میں آؤ اور
دیکھو میں نے اب تک کس طرح تمہاری عزت، سچا چاہنے سے
تم سے دور رکھتا رہا ہوں؟
وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی، پائٹ فرسٹ پڑا پوچھا، لڑکھٹا
ہو ایک دایرے سے جا کر لگ گیا تھا۔ اس نے یائس ہو کر پوچھا

”ادہ تم تو ہوش میں آگے ہو، میں کتنی دیر سے تمہارے قریب آنے
کی کوشش کر رہا ہوں مگر یہ لاش مجھے آئے نہیں دیتی میرا
مزدہ دوست میں کسے اندر رول رہا ہے، اس کی رونٹھی میرا
طرف بلا رہی ہے گریٹ مرناتیں چاہتا۔ میں زندہ رہتا چاہتا
ہوں۔ میں قائل ہوں مجھے پھانسی ہو جائے کوئی بات نہیں، میں
گھر گارن باؤل، مجھے سزا دی جائے کوئی بات نہیں لیکن میں فخر
سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تمہارے حسن و شباب کو حاصل کیا ہے۔
وہ مختار سے بولی: تم میری بے ہوشی میں کسے
قریب آنے کے خواب کیسے آسکو گے؟“

وہ جھٹکا کر دیکھتا ہوا خون آلود چاقو کے پاس گیا پھر اسے
اٹھا کر بولا: اگر میں تمہیں حاصل نہ کر سکا تو بیشک کے لیے منار کر رکھ
دوں گا کوئی دوسرا تمہیں حاصل نہیں کر سکتے گا۔
میں نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا پائٹ اس کے دوست
کی آواز میں کہا: تم نے چاقو پھیر لیا ہے اب یہ تمہارے ہاتھ سے
نہیں چھوٹے گا تمہارا دوست تمہیں بلا رہا ہے، اسے اپنے سینے
میں اتار لو۔

وہ جھٹکا کر چاقو کو چھوڑ دیا جاتا تھا مگر میں نے اسے چھوڑنے
کا موقع نہیں دیا۔ وہ اس کی اپنی ہی مٹھی میں تھا، اس کی نوک ٹیڑھ
اس کے سینے کی طرف چلی آ رہی تھی، وہ روکنا چاہتا تھا مگر کام ہو
رہا تھا، جھٹکا کر کہہ رہا تھا: نہیں، نہیں میرے دوست میں مرنے
نہیں چاہتا مجھے زندہ رہنے دو، میں تمہارے بغیر کچھ نہیں کر سکتا
گا، میں اسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا، مجھے زندہ رہنے دو۔

اس کا ہاتھ ٹھیک گیا مگر چاقو اب تک مٹھی میں تھا میں کہہ رہا
تھا: تم نے دھدکا کیسے ہے یہ کچھ نہیں کر دے، جب تک
زندہ رہو گے میرے پاس آنے کا انتظار کرتے رہو گے، پھر تم
یہاں جہنم میں پیش کریں گے۔

اس نے جھٹکا کر چاقو کو ایک طرف پھینک دیا۔ دونوں
ہاتھ سر پر ماسے ہوئے کھٹکے گئے میری بھی کیا تمہارے ہیں تو
اس لوٹھی کی طرح ہوں جس کے سامنے انگریز ہیں اور وہ انگریزوں
تک پہنچ نہیں سکتی، جب پہنچ نہیں سکتی تو کسی بے رحم کھٹے ہیں۔
مورینا تم کتنی خود مری ہو، دوست ہو، تمہارے مزاج ہو تم لکھی گری پڑی
دو سنی ہو جسے میں دیکھتا ہی گوارا نہیں کرتا۔ آہ ابھی میں زندہ رہتا

چاہتا ہوں۔
”اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے داییں شاگڑے چلو۔“
وہ بستر سے اٹھ کر دال سے چلتی ہوئی مگر سے نکلی۔
پھر دوسرے کمرے کے زکر کے باہر مٹھی پائٹ کا انتظار کرنے لگی۔
میں نے کہا: تم خیال خونی نہ اچھول گئی ہو۔ اگر یاد ہے تو دیکھو
پائٹ کیا کر رہا ہے۔

اس نے دیکھا پائٹ ہاتھ روم میں گیا تھا خون آلود ہاتھوں
کو ادر کپڑوں پر مٹھے ہوئے خون کے جبوں کو دھو رہا تھا پھر وہ
سر جھٹکا کر اس کے پاس آؤ بولی: اس طرح مسکین بننے کیوں
کھڑے ہو آگے بڑھ کر کئی مٹھی کر دو اور فلائنگ کلب چلو۔
اس کے ہاتھ پر عمل کیا، وہ آدھے گھنٹے کے اندر فلائنگ
کلب پہنچنے کے بعد چلی جا پڑیں سفر کر رہے تھے۔ مورینا سیاہ
رنگ کا منگرت اور سرخ رنگ کا لانڈاپنے ہوئے تھی۔ پائٹ
بڑی حسرت سے دیکھ رہا تھا اس وقت اس کی حالت پر یہی کہا
جاسکتا تھا:۔

کس طرح پورے کلب پام نظر شرمی ایسے
نہ زور و زبرار سے نہ زبر مٹھے ایسے
مردن لباس میں جو میرے پام نظر آ رہی ہے وہ نہ تو لقاقت
سے حاصل ہو سکتی ہے، نہ آؤ زاری سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی
دین دولت سے اسے اپنا یا جاسکتا ہے۔ بس اسے دیکھ کر صرف
آہیں بھری جا سکتی ہیں۔

مورینا نے مجھے مخاطب کیا: فریاد کیا تم موجود ہو؟
”تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟“
”جب دماغ میں موجود ہو تو میری سرچیں بھی پڑھ سکتے
ہو میرے خیالات سمجھ سکتے ہو۔“

”مجھ ہا ہوں، تم مجھے خوف زدہ ہو لیکن میں صاف طور
پر کہہ دوں مجھے تم سے کوئی ڈوبھی نہیں ہے تم مجھے جو سمجھتی ہو سمجھتی
رہو، میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“

”مجھ کو رسالے کی نیازی دکھاتے ہیں، اگر تمہارے
لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟“
”تم خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ میں تمہارے پاس لڑنا مگر
مشین تک پہنچنے کے لیے آیا ہوں۔“

”کیا وہ مشین تم لے جاؤ گے؟“
”جی میں اسے تمہارے پاس چھوڑ دوں گا، کیا تم ہندو کے
متعلق جانتی ہو وہ ناریل کھاتے ہیں، جانتا ہے ایک ناریل اس کے
ہاتھ میں آتا ہے تو وہ بھڑکے نہیں بلکہ اس کے ہاتھ میں ناریل ہے۔
وہ اس سے گیند کی طرح کھیلتا ہے اور کھیلتا ہی رہ جاتا ہے۔ ایک

فندا سے محروم رہا ہے۔ اس طرح تم اس مشین کے متعلق کچھ نہیں
جانتی ہو کہ وہ کتنی ڈور تک تباہی پھیلا سکتی ہے، لہذا اس کا خیال
دماغ سے نکال دو۔“

اسے تو یوں کا احساس ہوا۔ اسے مشین کو اہمیت دے
رہا تھا اور اسے نظر انداز کر رہا تھا، اس نے بڑے فخر سے کہا: ابھی
تم نے مجھے دیکھا نہیں ہے۔ صرف دماغ میں آکر مسموم کر رہے ہو۔
”قدرت کسے جو تعین سمجھی دیکھو۔“

وہ جھٹکا کر بولی: تم میری انسٹ کر رہے ہو۔
”انسٹ برداشت کر لو۔ ورنہ میں تمہیں دیکھ کر بھی
گھاس نہیں ڈالی تو تم تو یوں کے احساس سے مرادو گی۔“
وہ ہاتھ لاری سے بولی: تم میرے متعلق کچھ نہیں جانتے۔“

”میں نے بہت گہرائی تک دماغ کے تہذیب میں آکر
بہت کچھ معلوم کر لیا ہے، یہ تھاری فطرت کا ایک حصہ ہے۔ تم
چاہتی ہو سب تمہیں چاہتے ہیں اور تم انہیں دھتکار رہی ہو۔ تم
نے اب تک صرف ایک شخص کو پسند کیا ہے اور وہ ہے غلام باقی
تم اس کی دیوانی ہو۔“

وہ تیر لاری سے بولی: ”اگر وہ ڈاکو تمہیں گہرائی تک معلومات
مائل کر لیتے ہو۔ پھر مجھے یہ طریق بتاؤ۔“
”خیال خونی کر کے کہتے بہت سے تجربات ہوں گے تم
خود دیکھ لو گی۔“

”کیا تم مانتے ہو کہ میں صرف اس کی دیوانی ہوں؟“
”میں اچھی طرح سمجھتا ہوں، تم غلام باقی کی امانت ہو۔ میں
تمہیں وہاں تک پہنچاؤں گا بشرطیکہ تم مجھے سے تعاون کر دو۔“
”میں دل وہاں سے تعاون کروں گی یہ تم غلام کو اچھی
میرے پاس پہنچا سکتے ہو؟“

”میں کوئی مادہ کر نہیں ہوں۔ وہ جن لوگوں کے درمیان
ہے وہاں سے نکلنے میں وقت لگے گا۔“

”کوئی وقت نہیں لگے گا میں ان کے اڑے معلوم کر
چکی ہوں، پانچ ٹراپل پانچ مختلف مقامات پر ہیں میں وہاں
باری باری جاؤں گی تو وہاں تک پہنچ جاؤں گی مگر اس کے ساتھ
بڑے خطرناک لوگ ہیں اگر تم میرے ساتھ رہو تو میں ان سے
بھی منٹ لوں گی۔“

میں نے طنز بے انداز میں کہا: میں تمہارے ٹھنڈے کا انداز
دیکھ چکا ہوں جب پائٹ خون آلود چاقو لے کر تھاری طرف بڑھا
تو تم بے ہوش ہو گئی تھیں یہی حال رہا تو ہر ام گتولی ہوشیار
ہو جاتے ہیں انہی نظروں میں آتے آتے کہیں کچھ ہو جائے گا میں
بہت محتاط رہ کر ان پانچوں آؤں تک پہنچنا چاہتا ہوں۔“

”دراں تک میں ہی پہنچا سکتی ہوں“
”میں نے تمہارے دلخ میں رہ کر پانچواں آدموں کے متعلق
تمام تفصیلات معلوم کر لی ہیں“

وہ تھوڑی دیر تک چپ رہی، خود کو بہت زیادہ کمتر محسوس
کرتی رہی، عورت جب اپنے شخص سے شکر نہیں کر سکتی اپنے
شباب سے شب محسوس نہیں کر سکتی۔ جب اپنی غیر معمولی صلاحیتوں
سے متاثر نہیں کر سکتی تو خود کو کمتر محسوس کرتی ہے اور چوتھی ہے
ایسا کون سا حیرت انگیز استعمال کیا جائے کہ اس کے بعد خود کو نسلے لیکن ایسی کوئی
بے دست و پا کرنے کے اس کے بعد خود کو نسلے لیکن ایسی کوئی
بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

وہ مجبور ہو کر بولی ”میں جانتی ہوں، تم ساری دنیا پر چھلے
ہوئے ہو، میرے سوا کسی اور بھی چھارے ہو لیکن کبھی مجھے حاصل
نہیں کر سکو گے، کیا یہ تمہاری کمتری نہیں ہے کہ میں تمہارے
مقابلے میں غلام باقی کو ترجیح دے رہی ہوں“

”تم ایسا کہتے وقت عقلمند کو شرمیل رہی ہو جس کے نصیب
میں جو جتنا ہے اسے وہی ملتا ہے“

وہ میرے اس طنز پر ہلکا گئی۔ اس کے نصیب میں تو رہا
تو میری نہیں ایک مٹی نما تھا۔ وہ جھگڑا ہٹ میں خیال خوائی محسوس
گئی، بیخ کن کر کے لگی ”تم خود کو کیا سمجھتے ہو، میرے سوا کسی اور
ہے، میں جسے چاہوں اسے اپنے نسلے کرنا تاکہ جانوں اور جسے چاہوں
پاؤں کی جوتھی بھی بنا دوں اور تم وہ ہو جسے میں جوتھی بھی نہیں
بنا چاہتی“

پانٹ نے کہا ”بس مورینا! یہ آپ کیا کر رہی ہیں،
کس سے کہہ رہی ہیں، کیوں فتنہ دھاری ہیں؟“

وہ چونک گئی۔ اسے احساس ہوا کہ جھگڑا ہٹ میں مبتلا
ہو کر بڑھانے لگی تھی۔ میں نے کہا ”تمہارے بڑے عزائم ہیں،
تم سوئی کی طرح ذہین اور نکلنا چاہتی ہو مگر کبھی نہیں بن سکو
گی، تم ذاتی بات پر جھگڑا جاتی ہو جب کہ سوئی کبھی ایسا نہیں کر سکتی“
”تمہارے چاؤ میسے دماغ سے چلے جاؤ“

وہ مجھے ہانپنے میں تکی دیر لگے گی لیکن سوچ لو میں پہلا گیا اور
پانٹ کی تیز رفتاری بدل گئی تھی کیا ہو گا؟

”اس کا مطلب ہے تم مجھ پر خصوصی توجہ دے رہے ہو اور
مجھ میں دلچسپی ہے رہے ہو“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے تم سے نہیں غلام باقی سے
دلچسپی ہے۔ میرا فرض ہے میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی حالت
کی حفاظت کروں، سو کر ہا ہوں“

وہ مسکراتے ہوئے بولی ”ایک غلام اور تمہارا بھائی؟“

میں نے جواب دیا یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود ایاز
نکونیا ہنہ رہا اور نہ کوئی بستہ و نواز
پھر میں نے اسے انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ وہ تھوڑی دیر

تک چپ رہی پھر بولی ”اس مشین تک کیسے پہنچے گے؟
”میں اپنا طریقہ کار کامی کر نہیں سکتا“
”تم جو جسے معلومات حاصل کرنے کے بعد خود غرض
بن گئے ہو“

”میں نے وعدہ کیا ہے تمہیں غلام باقی تک پہنچاؤں گا یا
اسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔ میں نے تمہارے ذریعے بہتری
معلومات حاصل کی ہیں تمہیں اس کا انعام ضرور دوں گا“

مجھے دماغی طور پر حاضر ہونا پڑا۔ ہندوستان سے روانہ ہونے
کے لیے صرف تین گھنٹے رہ گئے تھے، کچھ تیار کیا کرنا تھیں اس
دوران میں بار بار سوئیک کے پاس جانا تاکہ پالٹ کوئی دھاندلی نہ
کرسے۔ اعلیٰ نیلی مجھے ایزو پور تک اوداں کہنے آئی۔ اس
دلیت رائے بھی تھے جنہیں اب میں ڈیڈی کہتا تھا۔ میں نے اس
کے گنگے گنگے کردہ کیا انہیں سمجھ نہیں سکا۔ دل کا جواب بھی موقع
لالا کے پاس ضرور ڈال گا۔

انہوں نے مجھے اعلیٰ نیلی سے تنہائی میں ملنے کا موقع دیا۔
وہ بہت اداں تھی۔ میں نے اسے تسلیاں دیں، ہم بہت بھلا ہیں
گھنٹوں میں وہ کہتا ہوں اب ہماری ڈیڈی کا اتنا طویل عمر کبھی نہیں
ہو گا۔ میں تمہاری فرمائش کے مطابق ہر ماہ ایک ہارم سے ملنے کی
کو شش کروں گا“

اگر وہ پیرس یا لندن ہوتا تو وہ فوراً ہی گلے لگ جاتی لیکن
ایشیائی ملکوں میں ایسا نہیں ہوتا وہ جو بکر رہی اور مجھے سے ٹھ
ٹھڑی رہی۔ میں نے اس کے ہاتھ کو پھانپنے ہاتھ میں لے کر دیا پھر
رخصت ہو گیا۔ جینک دس بجے طیارے نے پرواز کی۔ اب میں
پیرس پہنچنے والا تھا وہاں روسی میرا انتظار کر رہی تھی۔ پیرس سے
پھر کون سی فنانٹ امریکا جانے کے لیے ملے گی، اس کے متعلق
شیخ صاحب بتانے والے تھے۔

میں بعض اوقات کچھ باتیں کہنے سے رو جاتا ہوں مورینا
اور تنانہ سے آپس میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر حالت میں بیٹھا تھا ساتھ
کے دماغ میں اگر اس کے لب دلیجے میں باتیں کریں گی
سب کبھی مورینا بیٹھی رات اپنا پانچ ٹراٹروں کا تعاقب کرنے میں
اس قدر مصروف رہی تھی کہ وعدے کے باوجود مارچا ہمتہ کے
دماغ میں پہنچ کر اپنی بہن تنانہ سے ملاقات نہ کر سکی۔

جو تھوڑا سا پریشان تھی مارچا کے دماغ میں کچھ گھٹنوں اپنی بہن
کا انتظار کرتی رہی تھی کبھی کبھی اس کے دماغ میں مطالب بھی کیا
تھا پھر کہ وہ ماتھی کا آواز اور لب دلیجے میں مطالب کر رہی تھی
اس لیے مارچا حیران تھی کہ وہ خود ایسا کیوں سوچ رہی ہے اور
کسے مطالب کر رہی ہے؟ یا میں اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی
اور وہ پریشان ہوتی جا رہی تھی۔

دو دنوں بہنوں نے نیوی کی میٹنگ کا انتخاب کیا تھا۔
انتقال کے وہ اس رات شوخج میں مصروف تھی اور مارچا رہی
تھی اس لیے تنانہ اس کی سوج بولتی ہوئی ششائی دے رہی
تھی۔ اگر وہ فیڈ میں ہوتی تو شاید کبھی سوس نہ کرتی۔ بہر حال
دو دنوں بہنیں اپنے معمول کے مطابق پہلی بار ملاقات نہ
کر سکیں۔

تنانہ نے دماغ پر زور دے کر مورینا کے لب دلیجے
کو یاد کرنا چاہا مگر باکا رہی، پھر اس نے برناڈا مسیری کے
اپارٹمنٹ میں فون کیا۔ برناڈا اس وقت پہنچ گیا تھا اس نے
رہنما پر اٹھا کر جب تنانہ کی آواز سنی تو کہا ”تمہاری بہن مورینا
ابھی آنے والی ہے“

تنانہ نے پوچھا ”اگر میں اپنی بہن سے بات کروں اور
فون پر اس کا لب دلیجے سنوں تو کیا کوئی عمل کے خلاف اس
کی آواز اور لب دلیجے یاد آ جائے گا؟“

برناڈا مسیری نے کہا ”نہاں اسے جب تم جاؤ گی انہوں نے
جانگے ذہن سے اپنی بہن کے ساتھ فون پر گفتہ کر دو گی۔ اس کی
آواز اور اس کا لب دلیجے سنو گی تو سب کچھ یاد آ جائے گا تیری عمل
کی شرط یہ ہے کہ اپنی بہن کی آواز اور اس کے لب دلیجے سے
دور رہو۔ اس طرح دو دنوں بہنیں ایک دوسرے کے لیے اجنبی
رہیں گی“

”پچھاسٹر برناڈا جب میری بہن آجائے تو تم مجھے اس
نمبر پر فون کرنا“

اس نے ایک فون نمبر بتایا پھر کہا ”میں تمہارے دماغ
کو ملاقات کا مرکز بنا رہی ہوں۔ ہم بہنیں تمہارے لب دلیجے
میں باتیں کریں گی۔ میں رابطہ ختم کر رہی ہوں۔ یاد رکھو اسی نمبر پر
انتظار کروں گی“

میں طیارے میں سفر کرنے کے دوران کبھی مورینا اور کبھی
برناڈا مسیری کے دماغ میں جا رہا تھا۔ اگر میں ایسے وقت
برناڈا کے دماغ میں پہنچتا ہوں تنانہ فون پر گفتہ کر رہی تھی
تو بڑی آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ اب بھی مورینا
کا انتظار کیے بغیر برناڈا کو اس نمبر پر فون کرنے پر مائل کر سکتا تھا

لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے مورینا کا انتظار تھا۔
آخر وہ آئی۔ برناڈا نے کہا ”تمہاری بہن نے فون کیا
تھا۔ ابھی میں فون کے ذریعے رابطہ قائم کرتا ہوں تم میرے
دماغ میں رہو جب میں تمہارے آنے کی اطلاع دوں گا تو وہ
میرے دماغ میں آکر میرے لب دلیجے میں گفتہ کرے گی“

اس نے ریسپورڈا کو نمبر ڈال کے ڈنڈا دیا۔ میری رابطہ
قائم ہو گیا۔ برناڈا مسیری نے کہا ”مورینا آچکی ہے، تم آسکتی ہو۔
دوسرے ہی لمحے تنانہ نے برناڈا کے لب دلیجے میں
مطالب کیا ”ہیلو مورینا، میں تنانہ تم سے مطالب ہوں“
مجھے اس کالب دلیجے میں کما بولی ہوئی، میں نے سوچا
تھا جب برناڈا سے فون پر مطالب کرے گا تو وہ بے اختیار
اپنے لب دلیجے میں کچھ نہ کچھ ضرور بولے گی لیکن وہ جو بول کر بہن سے
باتیں کرنے لگی تھی میں تھوڑی دیر تک باتیں مستند بنا۔ مورینا
اسے بتا رہی تھی کہ اس طرح اس نے پانچ ٹراٹروں کا تعاقب کیا
اور اس طرح فریڈ سے دو بار ملاقاتیں اس کی عزت بچائی
ہے تنانہ نے کہا ”پھر تو ہمیں فریڈ کا احسان مند ماننا چاہیے“

مورینا نے پوچھا ”کس بات کی احسان مندی؟“ بھول کر بھی
اس کے احسانوں کے فریب میں نہانا۔ وہ اسی طرح بیان کرتے پھر
عزت سے کھیل کر احسان ماننے والی کو کہیں کا نہیں چھوڑتا“

مجھے مورینا پر طبع آزمائی آ رہی تھی۔ ایک برنامہ شخص کی بھی کچھ ٹوک
ہو جاتی ہے۔ میں چپ چاپ سنتا رہا۔ وہ کہہ رہی تھی ”تنانہ تم
یہ شہر چھوڑ دو، بہت ڈنڈا چلی جاؤ تمہاری آواز اور لب دلیجے
فریڈ تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ پتا نہیں وہ کتنے جھکاؤوں سے
میرے دماغ میں پہنچ گیا ہے لیکن تم ہوشیار رہو“ اس کے
فریب میں نہیں آؤ گی“

”میں تو لاکھ بدل کر بول رہی ہوں۔ تم مجھے فریڈ سے ڈنڈ
رہنے کا مشورہ دے رہی ہو۔ میں تمہیں تمام ٹیلی پیٹی جاننے والوں
سے ڈنڈا دے گا مشورہ دیتی ہوں تم بھی شکا جو کچھ ضرور دہم دونوں
بہنیں کسی خوبصورت سے شہر کے خوبصورت سے علاقے میں رہیں گی
اور گناہی کی زندگی گزاریں گی۔ ٹیلی پیٹی کے ذریعے صرف اپنی فونری
خواہش پوری کیا کریں گی“

”میرے سوا کسی اور خواہش ہے مگر سوچتی ہوں تمہارے
ساتھ رہوں گی تو میری راجد سے تم مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤ
گی شہر پر کوئی نظر نہ لگائے تمہیں لے گئے ہیں وہ اس کے ذریعے
ٹیلی پیٹی سیکس گے اور اسے خوش کرنے کے لیے مجھے اس کے
پاس پہنچائیں گے۔ میں ان معاملات میں الجھتی ہوں لیکن کو شش
کردوں گی وہ ڈنڈا ضرور میں سے لگ جائے اور شہر پر

بہ نسبتہ راعلم بنا رہے۔ اس طرح میں محفوظ رکھتی ہوں۔
 میں تم سے عمر میں بھی چھوٹی ہوں اور عقل میں بھی۔ میں
 نے فرما دیا اس کی ساتھی عورتوں کے ریکارڈ پڑھے ہیں تمھاری
 سلاخی اس میں ہے کہ فرماؤ کا ساتھ دو۔ ہم دونوں کو اس کی ٹیم
 میں شامل ہو جانا چاہیے۔

وہ ناگوار سے بولی۔ اور اس کے ہاتھوں میں گھلوانا بنا
 چاہیے۔ جیسے اس کی تمام عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ ہم نے اس کا ریکارڈ
 پڑھ لیا ہے اسے پڑھنے کے باوجود بھی سمجھنے کے لیے بہت کچھ مانا
 ہے۔ کوئی کسی کے تمام رازوں سے واقف نہیں ہوتا، چاہیں اس
 میں کیا بات ہے کہ عورتیں اس کی جوتی ہیں تو اس کی ہرگز رہ جاتی
 ہیں جیسے اس نے محرزہ کر دیا ہوا انھیں قیدی بنا کر رکھا ہو۔ میں
 ایسی زندگی کبھی پسند نہیں کروں گی اور نہ ہی تمھیں اس کا مشورہ
 دوں گی۔

”ہن مورنا اٹلی جیتی کا علم کچھ کرتی تھی خوشی ہو رہی ہے اتنی
 ہی پریشانیوں میں بھی تم جباری ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے چاروں طرف
 سے ناکافی لڑائیں گھیرتی چلی آ رہی ہوں اور ہم بھی عیبوں میں
 پھنسنے والی ہوں۔“

”میں جانتی ہوں تم حزت آکر دسے زندگی گھراؤ۔ کوئی
 تمھاری طرف ہاتھ نہ بڑھا سکے۔ میں نے اس منگ تھنیں تباہ
 بنا دیا۔ اب تمھاری سوچو بوجھ اور مصلحت اندیشی پر ہے کہ تم کس
 طرح زندگی گھراؤ گی۔ میں جانتی ہوں مجھ سے کسی طرح بھی رابطہ
 قائم نہ کر دو۔ فراد ہوت مالاک ہے شکر ہے ابھی تم محفوظ ہو۔
 میں جا رہی ہوں اسی طرح محفوظ رہو اور اس سے دور رہو۔ بلکہ جھٹ
 سے بھی دور رہو۔“

”یہ کیا کہہ رہی ہو؟“
 ”تمھاری سلامتی، تحفظ اور تمھاری آزاد زندگی کی خاطر
 کہہ رہی ہوں۔ آئندہ مجھ سے رابطہ قائم نہ کرنا میں رات کے
 میں نیچے ماٹھا سمجھ کے داغ میں تم سے نہیں ملوں گی۔ ہمیشہ
 کے لیے یہ سلسلہ ختم سمجھو۔ اگر تقدیر کو منظور ہو اور دونوں ہمیں
 زندگی کے کسی موڑ پر پھر ملیں گی۔“

وہ باتیں ایک دوسرے سے نامعلوم نمٹتے کے لیے
 بچھڑنے والی تھیں میں نے سوچا اگر ایسا ہوا تو میں تانہ تک
 نہیں پہنچ سکوں گا جب کہ کسی بھی جلی جیتی جاننے والے تک
 پہنچنا ناپت مندروں ہوتا ہے۔ تاکہ وہ نیا خیال خوانی کرنے والا یا
 والی ہمارے دشمنوں کے ہتھے نہ پڑھ جائے۔

میں بھی ان ہنوں کی باتیں سن رہا تھا کبھی سوچ رہا تھا کہ کسی
 طرح دوسرے ذائقے سے تانہ تک پہنچنا چاہیے، پھر میں نے

نویارک میں ریڈیو پارک کے پاس سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے اپنے
 داغ میں میری آواز سن کر حیرانی سے پوچھا: ”جناب کیا آپ
 مخاطب کر رہے ہیں؟“
 ”ہاں میں فرماؤں ہوں تشکا گو کا ایک نمبر نوٹ کر دو فوراً
 اس نمبر پر فون کر کے رابطہ قائم کرو۔“

میں نے اسے نمبر بتایا اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈال کر کہتے
 ہوئے پوچھا: ”جناب! اس سے رابطہ قائم ہوگا۔ مجھے کیسا
 کتاب ہے؟“
 ”میں دوسری طرف سے بولنے والی کی آواز سننا چاہتا ہوں
 تم فون پر کبھی کہہ سکتے ہو۔“

فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
 سنائی دی یہ پہلو۔
 میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ریڈیو پارک کے پاس نے پوچھا: ”کیا میں میری
 سے بات کر سکتا ہوں؟“

دوسری طرف سے جواب ملا: ”جاں اس ناک کی کوئی لڑکی نہیں ہے
 اگر آپ پسند فرمائیں تو یہاں آکر دوسری لڑکیاں دیکھ سکتے ہیں، آپ کو
 پاؤں نہیں ہوگی۔“

”اس نے رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا: ”جناب فراد صاحب! تو
 لڑکیوں کی دلی کر کے والی عورت کا نمبر ہے کیا میں اس سلسلے میں کوئی
 خدمت کر سکتا ہوں؟“
 ”تمھارا شکر ہے ہم بونچھلے۔“

میں وہاں فون پر حاضر ہوا بیٹھو ڈیوڑھی اور تک اس عورت کے
 لب دیکھ کر یاد کرتا ہوا پھر اس کے داغ میں بیٹھ گیا۔ وہ بیٹھ جاتے ہوئے
 دوسرے کمرے میں جا رہی تھی۔ اس کمرے میں تین لڑکیاں باہر جانے
 کے لیے میک اپ کر رہی تھیں۔ اس عورت نے پوچھا: ”آخر وہ
 لڑکی کہاں گئی؟“ ”مجھ میں نہیں آتا، اس کا نام تانہ ہے یہ میری ایک
 باخون آیا تھا تانہ سے بات کرنا چاہتے ہیں، دوسری باخون آیا میرا
 میری کہاں ہے آخر وہ کیا لاتی؟“

اس کی باتوں سے پتا چلا ہم سے پہلے بھی کسی نے فون پر تانہ
 کو تلاش کیا ہے آخر وہ کون ہو سکتا ہے؟ اور یہ کوئی پیسیدہ بات
 نہیں تھی۔ تانہ کو اس کی بہن مورنا، شاعر اور غلام باقی ملتے تھے۔
 اس کے بعد میں نے اس کا نام سننا تھا اور اس کے داغ میں پہنچنا چاہتا
 تھا لیکن مجھ سے پہلے شاعر پہنچنے کی کوشش کر چکا تھا۔

کیا شاعر پر تانہ کی آواز پہلے نہیں گئی تھی، کیا اس کا بیٹھ
 اسے یاد نہیں رہا تھا؟ بات کچھ ایسی ہی تھی وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں
 بہت دیر تک تانہ کے ساتھ رہا تھا اس کے داغ میں جلی جیتی مستقل
 کی گئی تھی اس دوران اس نے کسی لڑکی تانہ کی آواز سننی ہوگی اس سے

گفتگو بھی کی ہوگی لیکن اس کے لب دیکھ کر یاد نہ رکھ سکا۔
 یہ بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مورنا کا بندھنے دام بن
 چکا تھا۔ اس سے وہ کچھ نکال سکتی تھی تانہ کے داغ میں نہیں ملے
 گا لہذا اس نے اس کی آواز اور لب دیکھ کر اس سے نکال دیا تھا۔
 شاعر کا داغ یا تو غلامی سے متاثر تھا اور وہ تانہ کو بچاؤ چکا تھا یا پھر اس
 کا لب دلچسپ یا نہیں رہا تھا۔ ایسی کوئی بات ضرور تھی جس کی وجہ
 سے وہ بھی کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کر کے تانہ تک پہنچنا چاہتا تھا

دوسرا ذریعہ مورنا ہی تھی جس وقت میں برنارڈ ملیری
 کے داغ میں رہ کر دونوں ہنوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ گھنچو
 برنارڈ کے لیے میری ہی پور ہی تھی۔ ایسے ہی وقت شاعر بھی چپ
 چاپ دہاں موجود رہا ہوگا تب ہی اُسے پتا چلا تھا کہ برنارڈ نے
 کس نمبر پر فون کرنے کے بعد تانہ سے رابطہ قائم کیا ہے اس طرح
 اس نے بھی فون کر کے اس کی آواز سننے کی کوشش کی ہوگی اور
 ناکارہ ہوا گا۔

”وہ تینوں لڑکیاں جو میک اپ کے باہر مانا جاتی تھیں
 ان میں سے ایک نے کہا: ”وہ تانہ کی یا میری، مگر بہت پر اسرار
 تھی۔ ہم سمجھ رہی تھیں وہ دوسرے کمرے میں گئی ہے تم سمجھ رہی تھیں
 وہ ہمارے پاس ہے۔ اس طرح اس نے ہم سب کو پتہ دیا پھر اپنے کسی
 دوست سے فون پر ضروری باتیں کرنے کے بعد چلی گئی۔“
 اس عورت نے پوچھا: ”کیا وہ کسی دوسرے اپنے دوست کو
 فون نہیں کر سکتی تھی؟“

ایک لڑکی نے کہا: ”تم بڑی جباری ہو جی جباری ہو عقل بھی بڑھی
 ہو گئی ہے۔ اس نے اپنے دوست کو یہاں کی ٹیلی فون نمبر بتایا تھا۔
 اسی لیے دوسری باکسی نے اُسے فون کیا تھا۔“
 ”کسی ایک نے نہیں، ہمیں نے کیا تھا۔ پتا نہیں وہ بیٹوں
 ایک ہی تھے یا الگ الگ تھے۔“

وہ عورت سمجھ نہیں سکتی تھی کہ تین باکریوں فون آیا تھا پہلی
 بار تو برنارڈ ملیری نے تانہ کو اطلاع دی تھی کہ اس کی بہن مورنا
 آگئی ہے وہ اس کے داغ میں آکر باتیں کر سکتی ہے۔ دوسری
 بار شاعر نے اور تیسری بار میں نے فون کر لیا تھا لیکن تانہ ہم سب
 کی توقع سے زیادہ چالاک نکلی جب برنارڈ ملیری نے اسے بتایا
 کہ اس کی بہن مورنا آگئی ہے تو وہ ریسیور رکھ کر فوراً ہی اس
 مکان سے نکل گئی تھی کیوں کہ اب فون پر بات کرنے کی صورت
 نہیں رہی تھی وہ خیال خوانی کے ذریعے برنارڈ کے داغ میں رہ کر
 بس سے باتیں کر رہی تھی اور یہ باتیں کسی ٹیکسی کی پھیل میٹ پر بیٹھ
 کر بھی کی جاسکتی تھیں۔ اس نے اس مکان سے دور چلے جانے
 کے لیے یہ طریقہ کار استعمال کیا تھا اور وہ سو فیصد کامیاب رہی

تھی ہم اس کے پاس بیٹھتے بیٹھتے رہے تھے۔
 میں نے مورنا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”تمھارے لیے
 خوشخبری ہے تمھیں شاعر پر سے نجات مل گئی ہے۔“
 اس نے تعجب سے پوچھا: ”کیا وہ مر گیا ہے؟“
 ”میرے ذہن بڑے دھڑکتے ہوئے ہیں جلد ہی ہمیں مرتے۔“
 ”پھر مجھے نجات کیسے مل گئی ہے؟“
 ”اُسے معلوم ہو گیا ہے کہ میں تمھارے داغ میں آسکتا ہوں،
 لہذا وہ تمھارے قریب ہی نہیں بیٹھے گا۔“

”میں اس کی زندگی میں آسکتا ہوں یا بعد از موت ہوں وہ میرا دیوانہ
 ہے مجھے معلوم نہیں ہے گا، میرا بچاؤ مذکورہ گاہ پوری سے کسی گریسیٹر
 داغ میں ضرور ہے گا۔“

”پوری جھپٹے آنے کی بات نہیں کر سکتا وہ اس وقت بھی
 تمھارے داغ میں تھا جب تم اپنی بہن سے برنارڈ کے لیے جس گھنچو
 کر رہی تھیں اور میرے متعلق بتا رہی تھیں۔ اسی وقت اسے علم ہوا کہ
 تم دونوں کے درمیان کچھ ہوا۔“

”ایک بات مجھ میں نہیں آتی، وہ میرا غلام بنا ہوا تھا۔ میری
 اجازت کے بغیر داغ میں نہیں آسکتا تھا پھر کیسے آیا؟“
 ”غلام باقی تھی شاعر کا غلام اور غلام تھا لیکن بہرام گھنچو اور غلام
 فریڈر کے ہتھے چڑھ کر باقی ہو گیا۔“
 ”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بہرام گھنچو نے تمہاری ممل کے ذریعے
 شاعر پر کھینکے داغ میں آسے پھر پھر کیا؟“
 ”یہی بات ہو سکتی ہے۔“

”اب میں بیٹوں سے نہیں رہوں گی کسی سوچ کر پریشان ہوتی
 رہوں گی کہ شاعر پر میکے داغ میں چپ چاپ بیٹھا ہوا ہے۔ میرے بیٹے
 خیالات پڑھ رہے۔ اوہ گاڈ! میں اُسے کس طرح روکوں؟“
 ”وہ ہی طریقے ہیں اسے مستقل طور پر روکنا چاہتی ہو تو لوگ
 مشقیں کرو سانس روکنے میں مہارت حاصل کر لو گی تو کوئی مسئلہ
 داغ میں نہیں آسکتا گا۔“

”یہ بہت مشکل کام ہے، ویسے کوشش کروں گی لیکن جب
 تک کامیاب نہ ہوں گا۔“
 ”وہ تو جلی ممل کرنے والا برنارڈ ملیری تھا اور یوں ہے۔ اس
 سے کبھی تمھارے داغ کو لگ کر دے۔“
 وہ چلنے کی صورت میں رہی تھی۔ ہاں میں ایسا ضرور کر دوں گی،
 صرف شاعر پر سے نہیں فوراً دے بھی اپنے جو خیالات کو چھپائے رکھنا
 ہے میں کسی کو داغ میں نہیں آسکتا ہوں۔“

ایسا سوچتے وقت وہ جھولتی تھی کہ میں اس کے داغ کی
 یہ سوچ بھی پڑھ سکتا ہوں۔ میں نے ہنسنے ہنسنے کہا: ”جب میں چلا

جاؤں تو میرے غلامت ہو جائیگا
 وہ چونک گئی، پھر بولی کہ تم میرے داغ میں کیوں ہو؟
 "ابک اور خوشخبری سنا، اپنا ہاتھ ہوں"
 "جلدی مٹاؤ اور یہاں سے جاؤ"
 "تھماری بہن تیار..."

میں نے بات ادھوری چھوڑ دی، وہ ایک دم سے پریشان ہو کر بولی کیا ہوا خانہ کو تو ہم اس کے متعلق کیا جانتے ہو کیا تم اس کے دلچسپ محبت گئے ہو؟
 "وہ ہماری خیال خوانی سے ڈر کر نکل گئی ہے"
 "وہ خوش ہو کر بولی، او تھیکس گاڈ، پھر چونک کر بولی تو کیا تم ہنسا کر رہے ہو؟"

"ہاں، پہلے شارب نے اس کے داغ تک پہنچنے کی کوشش کی، برناڈیٹ سلیری نے جس فون پر رابطہ قائم کیا تھا شارب اور میں نے اس کے نمبر نوٹ کر لیے تھے لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تازہ باجی سٹی کمان گئی اور کچھ تانہیں مل سکا"
 وہ غم سے بولی، میری بہن نے جو سنا سنا کسی تربیت حاصل کی ہے ہمیشہ باجی و چونڈ رہتی ہے جسے تم لوگوں کے ہاتھ نہیں آئے گی۔ اب یہ اچھا چھوڑ دو"
 "تم نہ کو تو تب بھی مجھے عورت کے پیچھے چرنا پسند نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں"

وہ ذرا چپ رہی پھر اس نے مخاطب کیا "فسر ادا ایک ضروری بات رہ گئی ہے"
 میں نے جواب نہیں دیا۔ اس نے پھر پکارا: "سیروس زادا میری بات سنو، میں غلامی کے سلسلے میں کچھ کمانچا ہستی ہوں مجھے جواب دو پلینز"

میں پھر بھی خاموش رہا، اس کے چہر خیالات پر پڑھ چکا تھا وہ آزمانا پاتی تھی کہ موجود ہوں یا چکا ہوں۔ اس لیے آئیں بنا کر بولنے پر مجبور کرنا پڑا ہستی تھی، تھوڑی دیر بعد سے یقین ہو گیا۔ اس نے اپنا منٹ گئے دوسرے کمرے میں جا کر دیکھا، برناڈیٹ سلیری سو رہا تھا، پچھلی رات سے جاگا ہوا تھا، کافی تھکا، دوڑی تھی۔ اس لیے تھک کر نیند میں ڈوب گیا تھا۔ سو رہا تھا تو میری دیر تک سو جاتی رہی، اس کا لادہ تھا، ابھی برناڈیٹ سلیری کو تو تیزی عمل کے لیے کہے تھے مگر وہ اس کے داغ کو لاک کر دے پھر اس نے سو جا بے جا رہ تھک جا کر سو رہا ہے۔ میں نے بھی نیند پوری نہیں کی ہے، تھوڑی دیر بعد جاؤں پھر تو میری عمل مناسب رہے گا، ہو سکتا ہے اس وقت تک فراوانے سے سائل میں مصروف ہو جائے میری طرف دھیان نہ دے سکے اور میں تو میری عمل سے گزر جاؤں۔

میں اسے چھوڑ کر برناڈیٹ سلیری کے حوصلہ بہہ داغ گیا۔ جسے ہی مناسب وقت پر پہنچا تھا مجھے وہاں شارب کی آواز سنائی دی۔ میں نے پہلے کبھی اس کی آواز نہیں سنی تھی، چون کہ برناڈیٹ کے داغ میں وہ آسکتا تھا، میں، لہذا وہی تھا اور میں لے رہا تھا۔

وہ اسے تین کی حالت میں ٹھیک کر رہا تھا۔ اس کے داغ میں خیال خوانی کے ذریعے بات نقش کر رہا تھا کہ وہ میرا ناکہ داغ کو لاک کر لے لے اس پر تیزی عمل کرے گا۔ اس کے داغ کو حواس بنا دے گا۔ وہ کسی بھی سورج کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی لیکن رات کے ایک بجے سے دو بجے تک صرف ایک گھنٹے کے لیے اس کا داغ بے حس رہے گا۔ پانی سورج کی لہر کو محسوس نہیں کر سکتے گا۔

میں نے یہ بات نقش ہونے نہیں دی چپ چاپ برناڈیٹ سلیری کے داغ پر قابض ہو گیا۔ اس کے خوابیدہ ذہن سے کہنے لگا: "میں یہ بات یاد رکھوں گا، مورینا پارا ایسا عمل کروں گا کہ وہ پانی سورج کی لہروں کو محسوس کیا کرے گی۔ صرف رات کے ایک بجے سے ایک گھنٹے تک بے حس رہے گا۔"

شارب اور بہرام گنگولی نے یہ چل ملی ہوئی، بڑی کامیاب چال ہوئی۔ ایک گھنٹے کے لیے وہ بے حس ہو جائی تو آجی وزیر میں شارب اس کے داغ سے بہت سی معلومات حاصل کر کے بہرام گنگولی کو بتا دیا کیوں کہ وہ اس کا نام بھاری بنا ہوا تھا۔

پہلی بار شارب کی آواز میں کر مجھے بے مدخوشی ہوئی تھی جی چاہتا تھا، فوراً ہی خیال خوانی کی پراڈنگ کر کے اس کے پاس پہنچ جاؤں تاکہ وہ پھر بھی براسرار بن کر نہ ہو، لیکن فوراً ہی نقل آجی بہرام گنگولی نے تو تیزی عمل کے ذریعے اس کے داغ کو لاک کیا ہو گا، یہی وجہ تھی کہ مورینا خیال خوانی کر کے اس کے داغ تک نہیں پہنچ سکتی تھی، پھر پھر میں کیسے پہنچ سکتا تھا؟

یوں دیکھا جانتے تو شارب پر اب بھی پہلے کی طرح براسرار تھا۔ کالا عمل اور تو تیزی عمل کر کے دلے کا نام بھاری بن کر پہلے سے زیادہ طاقت ور ہو گیا تھا۔ بہرام گنگولی کے سامنے اس کی حیثیت ثانوی تھی۔ وہ اس کا محتاج تھا اور یہی اس کی شہ زوری تھی۔ ڈونیا کی تمام خطرناک تنظیمیں اور مشیر طاقتیں فی الحال اس کا پوچھ نہیں سکتی تھیں۔ ہمارے لیے یہ بات تشریح شارب تھی، وہ بہرام گنگولی کا سابعبار بن گیا تھا، یقیناً اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے والا تھا، یا اب تک موقع ملا تو شارب گرا کر لڑا ہو۔

مخوتی نے مجھے مخاطب کیا، جناب شیخ صاحب کے پاس پہنچو، میں نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا، کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: ہماری ادارے سے تعلق رکھنے والے جتنے افراد شارب کو اور اس کے قریبی شہروں میں موجود ہیں ان سے کام لے سکتے ہو۔ میں ان کی آواز میں شارب ہوں۔"

پھر انہوں نے ایک ریکارڈ دکھانے لیا، اس کے ذریعے ہمیں مختلف افراد کی آواز سنائی دینے لگیں۔ کچھ آوازوں کو میں ذہن نشین کر رہا تھا اور کچھ کو سنوتی کرتی جا رہی تھی تمام آوازوں کو سننے کے بعد وہ بولی: "اب ٹرانسفارمر مشین کی موجودہ پوزیشن بتاؤ۔"

"پانچ مقامات ایسے ہیں جن میں سے کسی ایک جگہ وہ مشین ہے اور مشین کی حفاظت کرنے والے بھی وہیں پائے جاسکتے ہیں۔" تم مجھے دیگر مقامات بتاؤ میں ادارے کے افراد کو وہاں روانہ کر دوں گی، تم جن کی آوازیں سن چکے ہو، ان میں باقی تین مقامات کی طرف روانہ کرو۔"

پھر ہم نے یہ کیا، مختلف افراد کے داغ میں پہنچ کر اپنا تعارف کرا دیا، ہمارا نام سننے ہی انہیں ہر گئے۔ فوراً عملی اقدامات کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے لگے۔ میں ان مقامات کے متعلق بتانے لگا، جو مقام قریب تر تھا، وہاں تک وہ اپنی کلیدوں میں جا سکتے تھے۔ ہمارے چاروں افراد نے گرین بے تک جانے کے لیے فوراً ٹیلیفون کے ذریعے ایک پہلی کا پھر مارا، شارب کے وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مخوتی نے کہا: ہمارے یہ افراد زیادہ سے زیادہ ان کا مشرف لگا سکیں گے لیکن وہ ملی بیعتی جانتے والے شارب اور کالا عمل جانتے والے بہرام گنگولی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے اپنی مخالفت کے لیے پھر پھر انتظامات کیے ہوں گے۔ میں نے کہا: پیلے ان کا پتہ چلنے دو، جہاں بھی ان کا مشرف ہے گا، ہم وہاں پہنچنے والے افراد کے داغوں میں رہیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنی مخالفت کے سلسلے میں کیے انتظامات کیے ہیں۔"

"لیکن وہ اذیت دہر ہو گیا، ہو گیا وہاں پہلی بیعتی کی صورت میں بہرام کے داغ میں منتقل ہو گیا ہوگا۔"

"آدی سونا رہتا ہے۔ ڈونیا کے مزوری کا، جو رہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کا سولہ کے لیے آدی سونا چھوڑ دے۔"

"ابھی مورینا نیند سے بیدار ہوگی تو برناڈیٹ کو تو تیزی عمل کے لیے کہے گی۔"

"تم وہاں کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"شارب نے برناڈیٹ کے خواب میں وہاں کو ٹھیک کرنا چاہا تھا۔ میں نے اسے ناکا بنا دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں مورینا کا داغ مسیح چار بجے سے پانچ بجے تک بے حس رہے، وہ ہماری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہ کر سکے۔ باقی ہر روز تین گھنٹے تک حواس ہی رہتے۔"

مخوتی نے کہا: "تم آرام سے نیند پوری کرو۔ میں اس دوران مورینا کا خیال رکھوں گی، تم جو چاہتے ہو، وہی ہوگا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے سیڈ کی ٹیسٹ سے ٹیک لگایا۔ پھر سفٹی سیڈٹ باندھ کر انہیں بند کر دیں۔ مخوتی نے میرے داغ کو ہدایت دی کہ میں دو گھنٹے تک سکون سے سوتا رہوں۔ اگر کوئی غیر معمولی بات ہو تو فوراً آگٹھ خل مل جائے۔ اس کے بعد وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے داغ کو چھتتی رہی۔ میں ایک منٹ کے اندر ہی گہری نیند میں ڈوب گیا۔

مجھے مسئلہ کے بعد وہ اپنے بیٹے کے پاس آئی، شارب وہاں موجود تھا، آپس سے کہہ رہا تھا، "چھوٹے، ابک، اگر آپ کی ماملا پیا آئیں تو مجھ سے رابطہ کروں۔"

اسے اچھی طرح جانتے اور پہانتے تھے۔ شمالی ہندوستان کے ایک بہت بڑے علاقے میں دو مٹی مانا کی حیثیت سے مشہور تھا۔ جو پورا مندر اور گھر باہر ڈھانسا تھا۔ تین نلے اور ڈھانسا کر لاکھوں روپے چندے کے طور پر دیتا تھا۔ ایکشن کے رولنے میں فریبوں کے لیے عجوبہ کی کامز کھول دیتا تھا۔ وہ جن باغی کی حمایت کرتا تھا کوٹ اسی کی جھولی میں گرتے تھے۔ یہی وہ مٹی تھی کہ ہر آنے والی حکومت اس کے اٹکنگ کے دھندے کو نظر انداز کرتی تھی۔

وہ کبھی ہندوستان اور کبھی یورپی ممالک میں رہتا تھا اس کی بڑی مستقل پیرس میں رہا کرتی تھی۔ پچھ امریکا میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ بچنے کی عمر پانچ برس تھی۔ تھوڑے سا وقت میں تقریباً پارس جیسا تھا اس کا نام پھر تھوڑے دو برسے دن کی خلافت سے پہلے پیرس اپنی ماں کے پاس باجا ہوتا تھا اس کے بعد تعلیم کفرس سے امریکہ روانہ ہو گیا۔

روٹی نے کہا ہے شکر ایک تیسرے سا دکھ بول گئے ہمارا بیٹا بیٹی کی جگہ جاتے گا تم شیڈیوں کے ذریعے مرادواشن کی کوئی میں کسی سے بھی رابطہ قائم کر دین اس کو کسی کے اندر تمام لوگوں تک پہنچ جاؤں گی؟

شکر نے اس کی ہدایت پر عمل کیا وہ اپنے طریقے کار کے مطابق مرادواشن کی پرسنل سیکرٹری کے دماغ تک پہنچی پھر اس کے ذریعے مراد تک پہنچ گئی۔ جس طرح جو تم کی تصویریں مختلف زاویوں سے حاصل کی گئی تھیں اس طرح اس نے شیڈی تصویریں بھی شکر تک پہنچا دیں شکر نے وہ تصویریں دیکھ کر دیا ساگر کے حوالے کر دیں۔ روٹی نے کہا کہ ڈاکٹر امیر ایسا اس بچے کی جگہ یہاں سے جلتے گا۔ کیا پارس اس سے مطابقت رکھتا ہے؟

ڈاکٹر دو دیا ساگر غور سے تصویروں کا مطالعہ کر رہا تھا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا کہ کچھ فرق ہے میں کو شکرشن کروں گا وہ فرق نہ رہے۔ اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیج دو؟

یارک کو دیاں بھیج دیا گیا۔ روٹی نے اعلیٰ فی کی رسامی مائیں بتائیں اس نے کہا کہ تم زیادہ سے زیادہ شیڈی کے دماغ میں رہو اس کی باتوں کو اس کی خیال دھال کو ادرا اس کی سنجیدگی کی اشارت کو اچھی طرح دیکھو اور سمجھو۔ اس طرح تم پارس کو ہر پہلو سے شیڈی بنا کر پیش کر سکو گی؟

اچھی شیڈی کی اسٹڈی کرنے کے لیے کافی وقت تھا۔ وہ دو برسے دن روانہ ہوئے والا تھا۔ روٹی مورین کے پاس پہنچ گئی۔ اس کا دیوارہ بنا روٹلیسری تو مٹی عمل کی تیاریاں کر رہا تھا۔ وہ ہنتر

پر چاروں شکر نے جیت لینی تھی۔ روٹی تھوڑی دیر تک انتظار کرتی رہی۔ بنا دیاں پر تو مٹی عمل کی مشق کرنا رہا۔ اسے طرائق میں لاکر اپنی معمول بنا دیا۔ پھر اس کے دماغ کو لاکر کرنے کے سلسلے میں ہدایت دینے لگا۔ ایسے ہی وقت روٹی نے ملازمت کی۔ بنا روٹلیسری کی اپنی سوچ میں کہا ہے مورینا اتھار دماغ وسیع پیمانے سے پانچ شیڈی تک جس میں رہے گا۔ تم کسی بھی پرانی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کر سکو گی۔ باقی ہر روز تین گھنٹے ستاس ہر گئی، کسی بھی سوچ کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرو گی؟

بنا روٹلیسری۔ یاتیں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا اور سوچ رہا تھا وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ چاہیے سے لے کر پانچ بجے تک اس کے دماغ کو بے حس کیوں بنا رہا ہے؟

روٹی نے پھر اس کی سوچ میں کہا ہے مجھے ایسا کرنا چاہیے اس حسیہ کو مکمل طور پر ہر طرح سے محفوظ نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ ایک گھنٹے کے لیے کمزور ہو گی تو پورے دن کے بھی کمزور ہو کر میری ہو جائے۔ صورت کو تھوڑا سا محتاج بنا کر رکھنا چاہیے؟

بنا روٹلیسری اس بات سے قائل ہو گیا اسی کے مطابق تو مٹی عمل کرنا پھر اسے ایک گھنٹے تک سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ روٹی میرے پاس آگئی۔ میں نیند ٹوری کر لی تھا بلکہ میں گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس نے کہا ہے تم انشاء اللہ ایک گھنٹے بعد میرے پاس رہو گے۔ فی الحال میں شیڈی کے پاس جا رہی ہوں۔ اس کی اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں؟

وہ چہ می چہ میں نے پوری سے رابطہ قائم کیا۔ وہ نیویارک پہنچ گئی تھی۔ میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر دو دیاں اچھی تم سے رابطہ قائم کروں گا؟

میں باا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے ان افراد سے رابطہ قائم کرنے لگا جو شہر پارادو ہر نام کو تلاش کر رہے تھے۔ گریں بے میں ہمارے چار سرائخ رسالے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ جناب آپ نے گریں بے میں جس جگہ کی نشاندہی کی تھی وہاں وہ ڈاکٹر دو دیاں ہے۔ اس سے تشریح اور گور کے ڈھانے پر ایک بڑا سا ہنگامہ ہوا وہاں ہم نے ایک بہت ہی قدر آور ہون ان سب شخص کو دیکھا ہے وہ ایشیائی ہے۔ اس کے ہاں شانوں تک ہر سے ہوتے ہیں۔ اس کی بڑی بڑی آٹھیں بہت ہی عفتناک ہیں۔ اگرچہ ہم نے دور سے دیکھا ہے لیکن وہ بہت ہی خطرناک شخص دکھائی دیتا ہے آپ کے بتلے ہوئے ٹیلے سے مشابہت رکھتا ہے؟

اس جگہ کی نشاندہی کرتے رہو۔ پوری دیاں دیکھنے والی ہے۔ میری بات تم ہوئے ہی اس نے چونک کر کہا کہ جناب! اس ہنگامے سے ایک ٹیکہ و باہر آ رہا ہے۔ وہ بھی قدر و رسالت میں

پہلے والے شخص کے جیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ یقیناً غلام باقی ہو گا۔ اس پر نظر رکھو۔ اگر وہ کہیں جا رہا ہے تو تعاقب کرو؟

جی ہاں وہ جا رہا ہے۔ ایک جیب کی اسٹریٹنگ میٹ پر بیٹھ رہا ہے؟

اس سرائخ رسالے کے پاس بیٹھے ہوئے ساتھی نے اپنی کار اشارت کی۔ مجھ سے بات کرنے والے نے ٹرائیڈیک کے ذریعے اپنے دو برسے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا شروع کیا۔ میں نے کہا کہ اگر یہاں تمہارے کسی ساتھی ہیں اور کوئی خاص اڈا ہے تو اس نیچر کو انوکھا کر لو، اسے چھپا کر رکھو کوئی اس کے سلسلے تک بھی نہ پہنچے گی؟

جناب! آپ کے ہر محکم کی تعمیل ہو گی۔ ہم یہی کوشش کریں گے؟

اس نیچر سے متعلقہ کرنا وہ تہا چار پھر پر بھاری پڑے گا۔ ہر سچے انوکھا کرنے کے لیے ذہانت استعمال کرو؟

میں نے پوری کو مخاطب کیا۔ ان کا سرائخ مل گیا ہے۔ وہ گریں بے کے ساحلی شہر میں ہیں۔ وہاں پہنچنا ہے اپنی پوریشن بناؤ گریں نام سے کس روپ میں آئی ہو۔ تمہارے پاس کونسی بے یا سیں بندوبست کروں؟

میں خوشی نام سے مارتی میک اپ میں آئی ہوں وہ نام وہ میک اپ پاپیورٹ وغیرہ تم کو چینی ہوں۔ جناب شیخ صاحب نے ہمارے ادارے کے ایک پرنس نے انجینئر کا پتا دیا تھا میں یہاں ان کی چھوٹی بہن کی حیثیت سے ہوں۔ مجھے کونسی کی ضرورت نہیں ہے لیکن فوراً دیاں پہنچنے کے لیے پہلی کا پتہ لازمی ہے۔ اس کے لیے کیا کر سکتے ہو؟

میں اس سلسلے میں ریڈیو راپور والوں سے مدد لینا نہیں چاہتا انہیں معلوم ہو گا کہ نیویارک سے ایک لڑکی پہلی کا پتہ پیش پر دیا کرتی ہوئی گریں بے پہنچی ہے تو سبھی تجسوس میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اپنے ہاوس تھا رہے پیچھے لگا دیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی تنظیم کو کو بھی اس شین کا علم ہو؟

اچھی بات ہے۔ میں اپنے موجودہ انجینئر بھائی کے ذریعے پہلی کا پتہ پتہ ڈرڈھلے جا رہی ہوں میرے پاس ہر کوئی قانونی رکاوٹ ہو تو خیال خواتی کے ذریعے اسے ڈرڈھلانا۔ میں اس کے پاس کو جو رہا وہ انجینئر کے ساتھ کارڈس پیش کر کے غلامنگ کلب پہنچی۔ وہاں نقد رقم ادائیگی۔ انجینئر نے اپنا نام پتا اور مددہ کھولا دیا پتا سچی کارڈ دکھایا۔ انہیں ہر طرح مطمئن کیا۔ میں بھی خیال خواتی کے ذریعے انہیں مطمئن کرنا رہا۔ آخر یہی کا پتہ کر...

انتظام ہو گیا۔ وہ نیویارک سے روانہ ہوئی۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے پاس رہا۔ پھر ان آدمیوں کے پاس پہنچ گیا جو غلام باقی کو انوکھا کرنے والے تھے۔

غلام جیب میں بیٹھ کر ایک ایسے اسٹور میں پہنچا تھا جہاں مشینوں کے کل بڑے فروخت ہوتے تھے۔ وہ جیب کو ایک طرف پارک کر کے اسٹور کی طرف چلا گیا۔ مجھ سے رابطہ رکھنے والے مرنرنا کے دو برسے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہیں پیسے ہی مرنرنا کے ذریعے بنا دیا گیا تھا کہ میں غلام باقی کو بڑی مہولت سے انوکھا کرنا چاہتا ہوں۔

ان میں سے ایک نے جیب کے ایک پستے کی ہوا نکال دی۔ ان کا ایک ساتھی اپنی گول فریڈنگ کے ساتھ آتا کچھ پورچ کچھ کر ہی اسے ساتھ لایا تھا۔ غلام باقی اس خیر کو جیب کے پاس آیا۔ پچھلی سیٹ پر سالان لکھا پھر بیٹھ کر اشارت کرنا چاہتا تھا مگر سنا جوا ایک پیسے بے کار ہو چکا ہے، وہ آگیا۔ پریشان ہو کر پیسے کو دیکھنے لگا۔ خالص پیسے بھی نہیں تھا۔ اب وہ کونسی میں جانے پر مجبور تھا۔ اسی وقت ہمارا ایک آدمی چھوٹی کسی پرچی لے کر اس کے پاس آیا پھر کتنے لگا۔ ہر شکر کا پتا کتنے ہوئے ہنگامے مگر ہے؟

غلام باقی پریشان تھا۔ کچھ چھینچھایا ہوا تھا لیکن اخلاقی تقاضے کو پورا کرنے کے لیے اس سے پرچی لی۔ اس پر ایڈیس پڑھا تو چونک کر بولا کہ اس نے تو ہمارے ہنگامے کے قریب ہے۔ مجھے یہیں جانا ہے لیکن پیسے بے کار ہو گیا ہے؟

ہمارے سرائخ رسالے نے کہا کہ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ میری کار کو جو دے ہے۔ میں واقف کے ساتھ جا رہا ہوں۔ تم پچھلی سیٹ پر بیٹھو ماڈ اس طرح میری رہنمائی بھی کر سکو گے اور اپنی منزل تک بھی پہنچ جاؤ گے؟

غلام باقی خوشی لیا کہ اعتراض پر ہسکتا تھا۔ شاید وہ اپنے آقاؤں کے حکم کے مطابق جلسے جلسہ وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ سالان اٹھا کر پچھلی سیٹ پر گیا۔ کار اشارت ہو کر لگے بڑھ گئی۔ غلام نے کہا کہ سالانہ شاہراہ تک چلو، میں اس کے بعد رہنمائی کروں گا؟

کار کے پیشے کھڑے تھے۔ باہر سے اندر بیٹھے والے نظر نہیں آتے تھے اندر والوں کو باہر کا منظر دکھائی دیتا تھا۔ وہ آرام سے پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا پھر چونک پڑا۔ ایک کھٹکے کی آواز کے ساتھ اگلی اور پچھلی سیٹ کے درمیان بیٹھے کی دیوار اٹھتی ہوئی چست تک پہنچی تھی۔ وہ شہر شہر ہی مضبوط، دیراز اور انقباض شکست تھا۔ اس نے ہاتھ مارتے ہوئے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ اسے عجیب سی ٹوک احساس ہوا۔ وہ خوشحوشی تیرہ لوہاں نے گہری سانس لے کر محسوس کرنے کی کوشش کی۔ آخر وہ کسی ٹوکے

سائنس لیتے ہی ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ اس نے گھبرا کر دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسے کھولنے کی کوشش کی چنانچہ اسے لاکہ کر دیا گیا۔ اسے اور دن مقفل دروازوں کو اگلی سبٹ والا ہی کھول سکتا ہے۔

کوئی دوسرا ہوتا تو فوراً ہی ہاتھ پاؤں پھوڑ دیتا۔ وہ بہت ہی مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف پہنچ کر اسے کھولنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے نعلت مرد مہرے اور نصف زندہ ہے اور تھوڑے دن میں مر رہا ہے۔ ایسے وقت آدمی خود کو قابو میں رکھتا ہے۔ دماغ کمزور ہو رہا ہے تو جسمانی قوت کام نہیں آتی، وہ تو دماغ کے باطن فرمان رہتی ہے۔

ایسے وقت آدمی یوگا کا ماہر ہو جو سائنس میں روک سکتا، انہی عمل کے ذریعے دماغ کو لاکھ لاکھ گاہا ہوا تو وہ عمل بے اثر ہو جاتا ہے۔ لاکھ کر کے کام طلب بھی نہیں ہے کہ دماغ پوری طرح ختم ہو رہا ہے اور پوری طرح ختم ہو رہا ہے۔ اسے اس قدر روک لے جبکہ ظاہر ہائی کا دم گھٹ رہا تھا۔ ان لمحات میں اس کا دماغ ایک کتاب کی طرح درق درق ٹھنڈے لگا۔

میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بڑھ چلا ہوا ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ رہے تھے۔ اس نے آخری بار خود کو بچانے کی کوشش کی۔ پھر ٹھنڈے ٹھنڈے اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان لڑھک گیا، وہ دبے ہونے لگا تھا۔ ایسی حالت میں مزید معلومات حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں۔

میں نے کارڈ لٹو کر کے والے سے کہا: "اسے خیر اڈے میں بھیجئے، اسے بعد اچھی طرح باندھ کر رکھنا، در نہ ہوش میں آئے کہ بعد زندگی تیری طرح نیکے گا۔"

"آپ اطمینان رکھیں، تو ہمارے قید سے نکلنے والے گئے اور دنیا اس پر کسی کی نظر پڑنے والے گئے۔"

"ایسی دو این تیار رکھو جو اعصاب کو باہر نکلنے کو بند کر دیا جائے؟" میں سوچنے لگا، اس کے انخارج کا در عمل کیا ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے کارڈ لٹو کر کے والے سے کہا: "اب یہ ہوش میں آئے تو اس کے سامنے کوئی اپنی آواز نہیں سنائے گا سب گونگے بن کر رہیں گے۔"

میں ہر بات اچھی طرح سمجھا کر واپس پوری کے پاس گیا۔ اس دوران ایک گھنٹا گزر چکا تھا۔ اور میں پھر پھر ہاتھ اڈھر وہ مگر بن کے کے سامنے علاقے میں قدم رکھ چکی تھی۔ میں نے کہا: "میں نے غلام کو قابو میں کر لیا ہے، ابھی وہ بے ہوش ہے۔ میں نے کچھ معلومات حاصل کی ہیں، انہیں عجز سے سنو۔"

وہ سننے ہی میں کہنے لگا: "شارب اور بہرام گت گولی نے ٹرانسفارمر مشین کو کسی جگہ میں چنپا کر رکھا ہے، جہاں تم پہنچنے والی ہو۔ وہ مشین دستور کے مطابق دو دستروں کے سرانے نصب کی جانے والی ہے۔ اس سلسلے میں شارب کو آواز دہل اور جنرل پوڈل کی ضرورت تھی اس نے ایک فرسٹ بنارک فرام باقی کو دی۔ وہ سالانہ خریدنے سے اسٹورنگ آئی، ایسے ہی وقت اسے انخارج کیا گیا ہے یعنی ابھی وہ مشین استعمال نہیں ہوئی ہے۔"

پوری نے پوچھا: "اس جگہ میں کتنے انخارج ہیں؟" "دو انخارج، بہرام گت گولی اور ڈون فریزر رہ گئے ہیں۔" "بہرام گت گولی ایک عرصے سے جہاز زندگی گزار رہا ہے۔ اس کے بے شمار جان نثار ہوں گے۔ کیا اس نے اپنی حفاظت کے لیے کسی کو نہیں لایا ہے؟"

"نہا، باقی کے دو دستے جو نے کسی نے مجھے بتایا ہے، وہاں کوئی غیر ضروری آدمی نہیں ہے، اور بات سمجھ میں آتی ہے۔ بہرام جب تک اپنے دماغ میں شہی پختی کا علم مشتق نہیں کر لے گا پتے کسی جان نثار کی نظر میں اس مشین کو نہیں آئے دے گا۔"

"نہا، کاشکے ہے، اسی وہ علم شیطان گت گولی کے دماغ تک نہیں پہنچا ہے اور اب میں پہنچنے بھی نہیں دوں گی۔"

"پوری تھوڑے دن کے لیے رابطہ ختم کر دیا ہوں۔ میں پھر اس پہنچ چکا ہوں۔ فریج صاحب اور روتھی سے معلوم کروں گا کہ غائیٹیٹ کون سی ہے اس کے مطابق تمہارے پاس پچھوں گا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ تمام مسافر جہاز سے اترنے کے لیے اپنا سامان اٹھا رہے تھے۔ میں نے ہاتھ دہان میں آ کر دروازے کو لاندہ سے بند کیا، پھر میک اپ حاف کرنے لگا۔ ڈرانسیسی حکومت کے اعلیٰ افسران کو روتھی کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا میں پہنچنے والا ہوں لہذا میک اپ تو کیا، پاسپورٹ اور ویزا کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

جب میں ہاتھ دہان سے باہر آیا تو مسافر جا چکے تھے۔ ایک ایئر برکسٹس مجھے تعجب سے دیکھنے لگی۔ میں اپنا بیگ اٹھا کر چلنے لگا، اس نے پوچھا: "اسٹورنگ کیا آپ وہی ہیں جو اس سیٹ پر تھے؟" میں نے اپنا پاسپورٹ اسے دیتے ہوئے کہا: "دیکھ لو، میں وہی ہوں۔"

پاسپورٹ پر میری وہ تصویر تھی جن کا میک اپ آنڈر چکا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا: "میں لوڈ ٹ میں آئیٹی بیٹس کے آدمی ضرور ہوں گے، ہم چاہو تو کسی مخالف رپورٹ کر سکتی ہو۔" اس نے پاسپورٹ واپس کر کے ہونے کہا: "تم خود بخوبی سنو۔"

میں نے انہیں تصویر کچھ اور دیکھ کر کہا: "اور پوری؟" "ابھی میرے ہینڈ کھینچے کا مشا نہیں دیکھی؟" "میں ساتھ چلنے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے ہم پیادہ سے باہر آئے اس نے کہا۔

"میں نے ایسا دلیر مجرم نہیں دیکھا۔ اب تمہارا انجام کیوں گی؟" جب ہم عمارت کے اس حصے میں آئے جہاں داخل ہونے سے پہلے ہر مسافر کو چیک کیا جاتا تھا تو وہ مشک جی دو ہاں خنجر کی حکومت کے ڈسٹرکٹ افسران کھڑے ہوئے تھے۔ روتھی مجھے دیکھتے ہی دوڑتی ہوئی آئی۔ دوسرے افسران میرے پاس آ کر مجھ سے مصافحہ کر رہے تھے۔ انہیں برکسٹس جہاز سے مشر کھولے گئے، ایک ایک رہی تھی۔ دوسروں کی زبان سے فریڈ علی ٹورک کا نام سن کر پیچھے ہٹ گئی تھی چپ چاپ وہاں سے جاری تھی۔ ایک اگلی افسر نے کہا: "جناب! ہم سربراہی نہیں کتے، کتے آپ نے اصل روپ میں تشریف لائیں گے۔ ہم نے آپ کی آمد کو راز میں رکھنے کا سبب اسٹورنگ کر رکھا ہے۔"

باہر فریڈ واسطی حرم کے ادارے کو فرانسس حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ پھر میں نے اپنی خیال خوانی کے ذریعے اس حکومت کے ساتھ اس قدر تعاون کیا تھا کہ سب مجھے چاہتے تھے اور دل سے ملتے تھے۔ ان کی نظروں میں یہ حقیقت بھی تھی کہ باہر کے ادارے میں ایک نہیں، تین تین ملٹی میڈیٹ جانتے والے موجود ہیں جن کی موجودگی میں ان کی حکومت پر کسی کو شک نہیں آسکتی۔

مجھے اور روتھی کو بری عزت اور احترام کے ساتھ سرکاری گیٹ باؤس میں پہنچایا گیا۔ اس گیٹ باؤس کے چاروں طرف دو دو دو رنگ مسلح فوجیوں کا پہرا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے تک مجھے روتھی سے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہیں ملا۔ افسران کی یہی فرمائش تھی کہ میں اصل روپ میں رہوں۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے، اس لیے وہ میرے اور روتھی کے ساتھ باہر ہی تصویریں اترواتے جا رہے تھے۔ یہ بھی غنیمت تھا، تصویریں اتروانے کے بعد مجھ سے روتھی سے مصافحہ کرنے کے بعد رخصت ہو جاتے تھے۔ آنا تو ملتے تھے کہ برسوں بعد روتھی سے مل رہا ہوں لہذا تمنا کی کاموقع دینا چاہیے۔

سب رخصت ہو گئے، آخر میں شیخ صاحب رہ گئے۔ وہ آدھے گھنٹے تک موجود مسائل پر گفتگو کرتے رہے پھر یہ کہ روتھی کے گھر کے رات وہی شیخ والی فلاٹ سے جانا ہے۔ وہ اب ایک گھنٹہ پہلے آئے تھے پھر ضروری مسائل پر گفتگو کریں گے۔ ان کے سامنے کے بعد میں نے دروازے کو لاندہ سے بند کیا پھر ٹیٹ کر دیکھا تو روتھی سر پہ آچل رکھے، اور چمکاتے شراباری تھی میں اس کے پاس آ گیا، اس کے بازوؤں کو تھام کر مسکراتے ہوئے

اسے دیکھا۔ وہ بہت خوشنما رہی تھی اور مڑ مڑ پھا رہی تھی۔ میں نے اس کے چہرے کو دو دن اہتسلیوں میں سجا کر پوچھا: "جانتی ہو، پچھلی بار ہم کبٹ تھے؟"

"دوبارہ ہی میں نے کہا، ہم اس وقت سے تھے جب تم سختی ہی پہنچیں اور فڈر سے دوڑ دھکیا کرتی تھیں۔"

وہ مڑ مڑ پھا کر ہنسنے لگی۔ بات پڑھی، روتھی نے پہلے کو ما میں رکھا تھا، پھر کھولے نکال کر اس کا برین واٹش کیا تھا۔ اسے ایک سختی کی پچی بنا دیا تھا۔ وہ عجیب و غریب حالات تھے، میرے سامنے میری پھر پھر جوان بیری تھی مگر ذہنی طور پر سختی ہی پہنچ تھی۔ میں اسے ساتھ لیے برابر مل کے جنگلوں میں بیٹھتا رہا تھا۔ بڑے متفرد حالات تھے، کبھی شوہر کی حیثیت سے اسے دیکھتا تھا اور کبھی سختی ہی تھی تو آغوش میں لے کر چپک چپک کر ملتا دیکھتا تھا۔ میں نے اس کے چہرے کو ہتسلیوں کے گلدان میں سجا کر کہا: "اب تم بھی نہیں ہو سکتی، تمہارے ساتھ بڑی ٹریڈی رہی، ان دنوں تم اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھیں۔ ایک پچی کی طرح زندگی گزار رہی ہیں، ان حالات میں ماں بننے والی تھیں، یہ کتنا بڑا المیہ تھا، تم شوہر کی محبت کو اس کے سامنے نہ لے سکتی تھیں، تم ان دنوں میں رہی تھیں۔ تب بھی تھیں اس بات کا ہوش نہیں تھا کہ ماں کیا ہوتی ہے؟ اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والا بچہ کیا ہوتا ہے؟"

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اسے محبت سے بازوؤں میں پھنپایا۔ وہ کہنے لگی: "میں جانتی ہوں، انجانی جب سے تمہاری زندگی میں آئی، تم نے نہر میں گئے ہو، آئندہ کبھی باپ نہیں بن سکو گے۔ میں اس لیے دوسری بار ماں بن سکی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں، ہمارا ایک ہی بیٹا کافی ہے، اس پر کوئی پونج نہ آئے۔"

میں نے کہا: "اللہ نے چاہا تو کل ہمارا باپ تمہاری گود میں ہو گا۔ جب میں امریکہ سے واپس آؤں گا تو ہم میاں بیوی اپنے پیچھے کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا کریں گے، خواہ وہ اچھا وقت کچھ دنوں کے لیے ہی ہو۔ مگر وعدہ کرتا ہوں کہ ہم کچھ دنوں تک ساتھ رہیں گے۔ اپنے بچے کو کھیر پور محبت دیتے رہیں گے اور ساری مصروفیات کو ٹھکانا دیں گے۔"

ہم نے ان لمحات میں خود کو بھلا دیا۔ ان لمحات میں انکسٹ ہوتا ہے کہ بیوی کیلئے؟ بیوی ہماری نسل کا بوجھ اٹھانے والی ایک عظیم بار بار عورت ہوتی ہے۔ موت ہمیں ارڈواتی ہے۔ بیوی ہمارے پیچھے کو چھوڑے

کہ موت کے بعد بھی ہمیں زندہ رکھتی ہے۔ یہ موت کی شکست ہے کہ وہ ہماری بیوی کے سامنے نہیں اڑ سکتی۔ خون سے زیادہ دودھ کی اہمیت ہے۔ خون تو عورت میں بھی ہوتا ہے مگر وہ بھی ہوتا ہے۔ دینا تو وہ چاہیے جو کوئی نہ لے سکے اور بیوی ہمارے بچوں کو ہی نایاب دودھ دیتی ہے جو بازار میں نہیں ملتا۔ اور اگر ملت ہے تو آٹھ منہ نسلوں کی جسمانی اور دماغی صحت مشکوک کر دیتا ہے۔

بیوی وہ ہے جو کوئی کی طرح اپنے دھرم کے لیے لڑتی ہے اور اپنے لڑنے ہمارے مذہب کی طرف ٹھک جاتی ہے۔ قدرت نے تمام عورتوں کے رشتوں کے مقابلے میں بیوی کو زیادہ ٹھیک سمجھا ہے اس لیے وہ ٹھیکے ٹھیکے ایمان کے سامنے جکڑتی ہو جاتی ہے۔

وہ نہیں سوچتی اس کا دھرم کیا تھا۔ وہ نہیں سوچتی اس کی آواز خود داری کیا تھی۔ وہ نہیں سوچتی صلح میں اس کا ماں مرتبہ کیا تھا۔ وہ صرف اپنے خرد کے لیے فنا ہو جانا جاتی ہے بعد میں انکشاف ہو چکے کہ فنا ہونے کے بعد گناہ زہر ہے۔ اولاد و جان ہو کر باپ کا صرف نام ہی ہے مگر مال کی عظمت کو سلام کرتی ہے اس کا بیت جاگتا ثبوت ہے کہ آپ کی بھی شہرے کر کے اور کیوں کے پیچھے دیکھ لیں وہاں کھٹا ہوا ہوگا۔ مال کی دغا بھی آپ نے باپ کی دغا کھائی ہو انہیں دیکھا ہوگا۔

گویا عورت بیوی بن کر فنا ہوتی ہے اور مال بن کر امر ہو جاتی ہے۔

رہتی میرے سامنے سب کچھ بھول گئی تھی، جیسے ہوش و حواس سے بگائی ہو گئی تھی۔ اس نے ان لمحات میں یارس کو بھی یاد نہیں کیا۔ عورت شاید اس لیے اولاد کو یاد نہیں کرتی کہ اولاد والا پاس ہی ہوتا ہے وہ بھولتا رہتا ہے۔ جب تک تقدیر مہربان ہے جب تک باپ اپنے بچے کا گھبانہ ہے تب تک بچے کا نصیب اپنے تونہ نہیں بدلے گا۔

وہ پارس کے سلسلے میں مطمئن تھی۔ اس وقت تک اس کی پلامنگ مگرچی ہو چکی تھی۔ اس نے شوہر کا رعب اختیار کر لیا تھا پھر اعلیٰ لی لی اس کی مخالفت کے لیے موزوں ہوئی اور کسی بھی تمہ کوئی اپنے بچے کے پاس پہنچ سکتے تھے۔ مایا لیے روتی صرف میری ذات میں گم ہو گئی تھی۔

رات کے کھانے پینے کے۔ روتی آنا اس ہونے لگی میری روانگی کا وقت قریب آ جا رہا تھا۔ ہم نے منسل و خیر سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور اسی وقت جناب شیخ الغار سے تشریف لے آئے۔ ہم نے سرکاری ٹیکٹ ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں

اگر دیکھا وہ ایک فاضلی صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا "میرا خیال ہے تم دونوں ایک صاحب ہو۔ ذکر کر سکتے ہو اور مجددہ شکر ادا کر سکتے ہو، لہذا میں فاضلی صاحب کو لے آیا ہوں۔ روتی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تم دونوں کا دوبارہ نکاح چرچا یا جائے گا۔"

روتی مارے خوشی کے بے حال ہو گئی۔ فوراً ہی پلٹ کر تیری سے چلتی ہوئی ہاتھ دم میں گئی اور دھوکے لگی۔ میں نے بھی باکرہ دیکھ کر پھر پانچ منٹ کے بعد دم دونوں فاضلی صاحب کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ روتی گھونٹ میں چھٹی ہوئی تھی۔ وہ نکاح چرچا رہے تھے اور ہم نکاح قبول کر رہے تھے۔

ساڑھے آٹھ بجے ہم مذہبی اور قانونی طور پر از سر نو میاں بیوی بن گئے۔ فاضلی صاحب رحمت ہو گئے۔ جناب شیخ الغار نے میرے رشتے پر ہاتھ رکھ کر کہا "فراوان میں نے کہا تھا ٹھٹھ سے ایک گھنٹا پہلے آؤں گا اور دوسری مساں پر گھنٹہ گوں گا۔ مساں کچھ نہیں ہیں۔ تم سب اپنے اپنے سالی سے بخوشی منٹ سکتے ہو۔ میرا مقصد یہی تھا کہ تم دونوں کا قاعدہ نکاح چرچا ہوں۔ تاکہ روزِ محشر خدا کے سامنے جواب دہ ہو پانچ برس تو مجھے شرمندگی نہ ہو۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا میری تمام دغا میں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔"

وہ ہم سے نصرت ہو گئے۔ ان کے ماننے کے بعد میں نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ روتی دونوں ہاتھوں سے منہ دھو جان کر روئے لگی۔ میں نے حیرانی سے پوچھا "کیا بات ہے؟"

"آج صبح محلوں میں مارا نکاح ہوا ہے۔ آج ہم ایک دوسرے کے شریک حیات ہیں لیکن کسی کسی شادی ہے، ایک نکاح ہے کہ ہم شہادت نہیں گوارا کرتے۔ تمہاری دماغی کا وقت ہو چکا ہے۔ اس کی آنسو بھری فریاد میں کر میرا دل ڈھکنے لگا۔ میں نے کہا "نہیں میری جان! ہم شہادت کرنا ہرگز نہیں گئے۔ خواہ قیامت آجائے۔ جس شریک حیات نے مجھے پارس میں پھینکا دیا ہے، میں اس کے دل میں کوئی حسرت دہنے نہیں دوں گا۔ میں چند محول تک انتظار کروں گا۔"

میں نے فرانس میں ہونے والی رات سے میری باری رات قائم کیا۔ ان سے کہا "میں فریاد میں تیرا آپ لوگوں سے مخاطب ہوں اور پوچھ رہا ہوں اگر میری خاطر ظاہرہ وہ چار گھنٹے لیٹ ہو جائے تو کیا فرق پڑے گا؟"

ہر عہد سے دار نے ہی جواب دیا "کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ کے لیے تو جان مان رہا ہے۔ آپ جس قیاد سے میں سفر کرنے والے ہیں وہ ہمارا پناہ گاہ ہے۔ ہم اعلان کر دیں گے،

اس میں کوئی فاضلی بیٹا ہو گئی ہے اسے دست کیا جا رہا ہے تاکہ مساؤں کو سفر کے دوران کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

تم انہوں نے یہی جواب دیا "کوئی ساقرا اعتراض نہیں کرے گا۔ ہر شکر فرما اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے وہ وہی پہلے ہے گا کہ سفر سے پہلے ہی طیارے کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔"

روتی میرے دماغ میں تھی میرے ذہن سے ان تمام افسران کے جوابات ملتے جاتے رہی تھی پھر اس نے پوچھا "کیا مساؤں کو غلط اطلاع دی جائے گی کہ طیارے میں خرابی پیدا ہو گئی۔ ذرا غصا تم سفر کرتے رہتے اور طیارے میں خرابی پیدا ہو جاتی تو کیا ہوتا؟"

میں اس منطقی پر حیران ہو کر اسے سنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے۔ پھر جھپٹے ہوئے بولی "نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، خدا بلکہ صاف کر دے اگر میرا بچوں کا سفر کرنا اور اس طیارے میں کسی بھی خرابی پیدا ہو جاتی تھی کیا ہوتا؟"

میں اس کی یہ بات سن کر حیران ہو گیا۔ وہ پوچھتا تھا کہ بولی "نہیں فریاد نہیں، ہرگز نہیں۔ طیارے میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو خرابی پیدا نہیں ہوگی، کبھی پیدا نہیں ہوگی۔ تم سفر کرنے والے ہرگز لنت بنے ایسی شہادت پر جو ایک رات کی خوشی کے لیے اس سے اس کا شرم چھین لے جس طیارے میں وہ سفر کر رہا ہو اس طیارے میں جانی آجانی خرابی پیدا ہونے نہیں، یہ تو کچھ ہے جو قدرت سے کیا جائے اور میں ایسا مذاق کر کے اپنا ازدواجی زندگی کو داؤ پر نہیں لگاؤں گی تم یہاں نہیں رو گے۔ میں اپنی شہادت کو تمہاری صلاحیت پر قربان کرتی ہوں تم دقت پر جاؤ گے۔"

اور میں دقت پر روانہ ہو گیا۔ طیارے میں پرواز کرنے کے دوران روتی کا چہرہ ملنے تھا اس کی بیٹی ہوئی انھیں نظر کرنا میں نہیں چاہتا۔ اچانک کچھ فرق کر سکتی ہے مگر شہادت کی قربانی نہیں دے سکتی کیوں کہ ریاس کی جوانی کی بیٹی اور آخری خوشی ہوتی ہے وہ بڑھاپے کی آخری مساں میں بھی جب اس رات کو یاد کرتی ہے تو تیز تر ہنس کی طرح شائے لگتی ہے جس طرح زندگی ایک بار تھی ہے اسی طرح رات بھی ایک بار آتی ہے۔ روتی میری شریک حیات تھی میرے بچے کی ماں لیکن اس کے نصیب میں آج تک وہ مات نہیں آئی تھی۔ آج وہ دلی تھی گھاس نے میری سلامتی کے لیے اتنی بڑی قربانی کو قربان کر دیا تھا۔ وہ آخری مساں تک میری شریک حیات رہے گی۔ لیکن یہ رات اب اس کی زندگی میں کبھی نہیں آئے گی۔

میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اپنے دل اور دماغ سے تمام جذبات کو نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کاندھ پر رات

بہرے بول تو جیسے غبار ہوا ہوتا ہے ایسے میں آدمی نہ تو کاکا کی بات سون سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کام پوری توجہ سے کر سکتا ہے۔

پھر میں نے پوری سے رابطہ قائم کیا۔ وہ میرا انتظار کر رہی تھی اس نے کہا "تم آج گھنٹے سے غائب ہو کر شہادت نہیں کر دو گی۔ بہت عرصے بعد روتی سے ملاقات ہوتی ہے۔"

"ہاں، میں پوچھنے تک ساری دنیا کو بھول گیا تھا، تم بتاؤ، کیا کرتی ہیں؟"

"اس بیٹکے کے قریب ان کی محفلی کوئی رہی۔ وہاں سے کبھی بہرام گت گئی اور کبھی ایک انگریز باہر آتا تھا وہ لوگ بڑے سے میں کھڑے ہو کر دُور دُور تک دیکھتے تھے پھر پریشان ہو کر پلے جاتے تھے یقیناً انہیں غلام باقی کا اختلاف تھا۔"

پولی کے بیان کے مطابق وہ لوگ دیکھنے تک پریشان رہے پھر ڈان فریزر باہر آیا۔ بیٹکے کے اگلے میں دو گاڑیاں تھیں، ایک تو غلام باقی کے لیے تھا دوسری کار جو خود تھی ڈان فریزر نے اس کی اسٹیئرنگ سیٹ سنبھالی۔ پھر ڈرائیور کا ہوا سرگ پر آیا۔ پولی ڈوڑھی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سرگ کے کنارے آکر کھڑی ہو گئی پھر ایک انگریز سے لطف حاصل کرنے کا اشارہ کرنے لگی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کھارو لوگ فریزر کا تعاقب کر رہے تھے اور وہ یقیناً ہمارے ہی آدمی تھے۔

ڈان فریزر نے دیکھا ایک حسین تونیز ڈونیزہ سرگ کے کنارے لیٹ ہو گیا رہی ہے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ گاڑی رک دیتا تھی الوقت وہ سب پریشان تھے۔ غلام باقی کی گمشدگی نے انہیں خطرے کا احساس دلایا تھا۔ چہرہ اپنے استاد بہرام گت گئی سے ڈرتا تھا۔ اس کے کم کی تعمیل کرنے کے دوران کسی حسینہ میں دلچسپی نہیں لیتا جیسا تھا۔ بہرام اس نے گاڑی نہیں روکی۔ پولی کے قریب سے تیز رفتاری کے ساتھ گزر گیا۔ پیچھے آنے والی گاڑی بھی اسی طرح گزر گئی۔ اس کے پیچھے ایک اور گاڑی آ رہی تھی وہ ٹک گئی۔ ایک نوجوان نے دروازہ کھول کر باہر آئے ہوئے کہا "میں پولی! میں آپ کو پچھتا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتا ہوں۔ کم آن ہری ایب، ورنہ وہ نکل جاتے گا۔ وہ جلدی سے آکر مجھے بھی پھر پولی! یہ ڈان فریزر بھی اسی اسٹو میں جلتے گا اور شین کے کل پڑے تھے خریدے گا۔"

گاڑی ڈرائیور کو نکلنے والے نوجوان نے پھر اسٹو میں بیٹھ کر ساتھ کر لپٹے ہاتھوں سے رابطہ قائم کیا۔ انہیں بتایا "پولی میرے ساتھ ہے۔ اگر ڈان فریزر بھی اسی اسٹو میں جا کر کل پڑے خریدے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کل پڑے سے نہایت اہم ہیں۔"

دوسری طرف سے جواب ملا "ہم اس کی اہمیت کچھ رہے

ہیں۔ ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ڈان فریزر بھی وہاں نہ مل سکے؛
 پوچھی ہے اس کے ہاتھ سے ٹرانسپیرٹ لے کر کہاں میں پوری
 بول رہی ہوں۔ ڈان کو انوکھا کر کے کسی دوسری جگہ بھیجا جائے۔

اسے غلام بانی کے پاس ہرگز نہ لے جائا۔
 میں پوری کو ان کے متعلق ابھی خاصی تفصیلات بتا چکا تھا۔
 وہ مجھے کئی فریڈز سے تو خبری عمل کے ذریعے غلام بانی کو چاہتا تھا۔
 بنایا تھا۔ اگر ان کو کرنے کے بعد دونوں کو ایک جگہ رکھا جاتا تو غلام
 ضرور اپنے تو خبری عمل کرنے والے سے متاثر ہوتا۔

پوری بھی سمجھی تھی میں نے غلام بانی کے لیے بوش ہونے
 کے دوران اس کے دماغ سے کچھ معلومات حاصل کی تھیں، اگر
 اسے علیحدہ رکھ کر اس کے دماغ کو کسی طرح کمزور کیا جاتا تو مزید
 معلومات حاصل ہوتی تھیں اس لیے اس نے ہمارے آدمیوں
 سے کہہ دیا تھا ڈان فریزر کو اس سے دور رکھا جائے۔

ہیں اس بات کا اطمینان تھا ڈان فریزر مشینیں ابھی ان
 کے کسی کام نہیں آسکتی۔ اسے دوبارہ نصب کرنے اور سربٹ
 کرنے کے سلسلے میں جی جنرل کی کئی تہی وہ ان کے پاس
 نہیں پہنچ رہی تھیں بلکہ ہم پہنچنے نہیں دے رہے تھے۔
 ہر ماہنگی کو ٹریننگی جیٹ کے علم سے محروم رکھنے کا کافی اہتمام ہی ایک
 طریقہ تھا۔

ڈان فریزر نے ایک اسٹوری کے سلسلے میں جا کر گائی روکی
 پھر گائی سے اسٹوری کی طرف جا گیا تھا، اسی وقت
 تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے اسے بڑھ کر کہا: "ہیلو،
 مشر، جو سامان خریدنے جا رہے ہو وہ ہمارے پاس موجود ہے،"
 فریزر نے اسے گھور کر پوچھا: "کیا مطلب؟ تم کیسے جانتے ہو؟"
 میں نے خریدنے جا رہا ہوں؟

"تم سے پہلے ہی خبر خیر آ رہی تھی، اس کی جیب کے
 پیسے سے ہوا نکال دی۔ آج اسے ساتھ مانے پر مجبور کر دیا،"
 فریزر نے پریشان ہو کر پوچھا: "تم یہ کیسا پتا ہے، ہرگز تم
 مجھے مجبور کر دے؟"
 "راستی خوشی پیلوگے تو مجبور نہیں کیا جائے گا تم دیکھ رہے
 ہو، ہیلو ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہے مالان، اگر اتنی سہولت نہیں پڑتی
 ہے پھر بھی ریڈیو کو چھپا کر رکھنے کے لیے ہاتھ کو جیب میں رکھنا
 ہی پڑتا ہے۔"

وہ ہم کوٹ کی جیب کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے مجبور
 کرنا اگر ہاتھ آ گیا، کیا بتانا ہوگا ریڈیو کو کتنے ہاتھوں سے؟
 وہ ہتک لنگے لگا کر اس پاس بیٹھا، جی جی مارا تھا، کوٹ ہاتھ
 پر لگا ڈاؤن لگا کر نظر آ رہے تھے، ایک آدھ قریب سے بھی گندہ تھا

حمر گزرنے والا دیکھ کر جسے جان سکتا تھا، اگر کسی کی جیب میں ریڈیو اور
 ہے۔ اور تو خبری عمل جانتے والا ڈان فریزر موت کے سلسلے
 کھڑا ہے۔

وہ مجبور ہو گیا۔ اس کے اشارے پر گئے رہتا ہوا ایک کار
 کے پاس پہنچا۔ اس کے لیے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا گیا، سیٹ پر
 پہلے ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ پیر کر اندر بیٹھ گیا، ریڈیو
 والا بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند ہوا، پھر گاڑی آگے چل پڑی
 اسے گاڑی سے ڈرا ڈور ایک چھوٹے سے مکان میں لایا گیا، ایک
 کمرے میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔
 فرار کا راستہ نہیں تھا۔ ایک ہی دروازہ تھا جو اب قفل رہا تھا۔ وہ
 دروازے پر پوری کی طرف دیکھنے ہی چوک گیا۔ یاد آ یا اس لڑکی نے لغت
 مانگی تھی۔

اس نے پیچھے ہٹ کر پوچھا: "تم کون ہو؟ کس تنظیم سے متعلق
 رکھتے ہو، دیکھو، سروسے گرو دیو کے پاس میں تھیں کچھ معلوم نہیں،
 وہ بہت خطرناک ہے۔ ابھی کالے علم کے ذریعے مجھے ہمال سے
 نکال لے جاتے گا۔"

پوچھی نے کمرے میں آ کر کہا: "تھیں گرو دیو پر یقین ہے؟
 پھر بھی خوف سے نہ جا رہے ہو، اگر تم سے بیٹھو۔"
 وہ ایک کرسی پر بیٹھنے ہوئے بولا: "کیا تم نے غلام بانی کو
 انوکھا کیا ہے؟"

وہ دوسری کرسی پر بیٹھنے ہوئے بولی: "تم سوال نہیں کرو گے،
 صرف جواب دو گے۔ اس جنگل میں شہار پور اور ہرام گسٹ گولی کے
 علاوہ اور کون ہے؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دوں گا۔"
 پوچی نے ایک جوان کو لاکر ریڈیو اور کی نال نکلی سے لگا
 دو۔ یہ جواب دینے میں ایک لمحے کی بھی دیر کرنے تو گولی اور نینڈ
 فریڈز نے ریڈیو نکال کر ڈان فریزر کی کپٹی سے لگا دیا وہ
 خوف سے لرزے لگا، پھر بولا: "ہاں صرف شہار پور اور سروسے گرو دیو
 ہیں۔ وہ کئی اور کو اس راز میں شریک نہیں کرنا چاہتے۔"
 "کیا اس جنگل میں ٹیلیفون ہے؟"

"میں نے ٹیلیفون کا نام اس جنگل کی طرف دیکھا ہے۔
 وہ بے بسی سے بولا: "جب تم نے دیکھا ہے تو پوچھی کی گولی پڑی
 "اب اس نے غلام بانی کو گولی چلا دیا۔ ان کو شہر فریزر
 جواب دیکھا، شہار پور نے تھیں اس مشین کو آپریٹ کرنا سکھا یا ہے؟
 "نہیں، انہی پر کہہ رہا تھا غلام بانی ایک بار مشین آپریٹ کر
 چکے۔ اگرچہ وہ تو خبری عمل کے زیر اثر تھا، اسے اسی طرح یونین

ہے، لیکن دوبارہ بتایا جائے گا، یاد آ جائے گا۔"
 "اب غلام بانی وہاں نہیں رہا؟"

"میرا استاد ہرام گسٹ گولی کہہ رہا تھا مجھے آپ سربٹ کرنا سکھا
 جانے گا، لیکن پہلے سامان ضروری تھا اس لیے میں خریداری کے لیے
 آیا تھا، میں کہتا ہوں میرا استاد بہت خطرناک ہے، وہ کالے منتر کا
 باپ کرنے کا تو ریڈیو کی گولیاں پھیل جائیں گی، تم سب کے ہاتھ
 پاؤں مثل ہو جائیں گے، کوئی میرے سلسلے آکھو، آکھو، آکھو، کچھ بھی
 نہیں سے گا اور میں تم سب کے سلسلے سے گزرتا ہوا چلا جاؤں گا۔"
 وہ بولی: "ہم یہ دلچسپ تماشا ضرور دیکھیں گے، فی الحال
 ٹیلیفون لے آؤ۔"

دوسرے جوان نے ٹیلیفون لاکر سیرٹ مشین پر رکھ دیا، فریزر
 تم جاؤ تو اپنے گھر گھٹنا لے جاؤ، بات کر سکتے ہو۔"

وہ بے یقینی سے ایک ایک کا منتر پڑھنے لگا۔ پوچی نے فریڈز
 سے ریڈیو لیا، پھر پوچھا: "کیا تم بات کرنا نہیں چاہتے؟"

وہ ہمدی سے کرسی کھٹکا کر سیرٹ مشین کے قریب آیا، پھر
 ریڈیو رکھا، فریڈز نے اس کے گلاب ڈانگ ختم ہوئی، لایٹ ٹائم بولیا،
 دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو ڈان نے جواباً پوچھنے کے لیے
 منتر پڑھا، اسی لمحے پوچی نے ریڈیو کی نال اس کے منتر میں گھسی پڑی۔
 اس کے ہاتھ سے ریڈیو لیا۔ اپنے کان سے لگا کر سنا، ڈوسری
 طرف سے ہرام کی آواز سنائی دے رہی تھی: "ہیلو، ہیلو، ہوا زنیہ،
 ڈان فریزر کیا تم ہو؟"

پوچی نے کہا: "تمہارے منتر کے منتر میں ریڈیو کی نال
 گھسی ہوئی ہے، کج نکل نہیں رہی ہے۔"

ہرام گسٹ گولی نے گریٹ کر پوچھا: "تم کون ہو؟"
 "میں موت ہوں اور تمہارے کان میں سرگوشی کر رہی ہوں،"
 خور سے سنا۔ اس جنگل میں تم دورہ گئے ہو اور دونوں کی زندگی
 ضروری رہی، گولی ہے جسے ہرام میں منتر لگائے، زندہ رہو گے، ہرام
 نکلے، اپنے ہاتھ غلام اور شہار گولی کی طرف لپٹا ہوا مانگے اور لپٹا ہے
 کہتے ہیں جن کا اس دنیا میں بتانا ہے۔"

دوسری طرف سے فریڈز پوچھا: "کیا تم تنظیم سے متعلق
 رکھتی ہو، کیا تمہاری تنظیم میں کوئی منتر نہیں ہے؟"

"منتر کا منتر پاؤں زمین پر مارنے، ہوا تو زمین میں دھنس جاتی ہے
 میری تنظیم میں جو منتر ہے اس کا نام سونگے تو پاؤں مارنے سے
 پھیلے، دھنس جاؤ گے۔"
 "کیوں دیکھیں، لارزی ہو، بتاؤ تم کون ہو، تمہارا سر فریڈز
 کون ہے؟"

"یہ کوئی بدساخون کی ٹوٹی نہیں ہے کہ سرخ منتر کا لفظ استعمال
 کیا جائے۔ بانی دی دسے، ہر منتر جو اور جو سوال نہیں کرتے، ہر

جواب دیتے ہیں۔ یونین مشین کے سلسلے میں کیا سمجھو، تاکہ تمہارا
 "کیسی مشین، ہم کس مشین کی بات کر رہی ہو؟"
 "دو خواہ خواہ، انجان، ان کو وقت متاقت مت کر دو۔"

"اس مشین پر تم لوگوں کا سا یہی نہیں پڑ سکے گا، تم سمجھتی
 ہو، میرے دو آدمیوں کو یہ مثال بنا کر مجھ کو دو گی، میں انہیں توتوں
 کی موت کرنے کے لیے چھوڑ دوں گا، یہ مشین میری جان ہے، یہ لڑکی
 زندگی ہے۔"

"تم اپنی جان کو تنہا استعمال نہیں کر سکو گے۔ شہار بھی کچھ
 نہیں کر سکے گا۔ اسے آپریٹ کرنے کے لیے ایک تیسرے آدمی کی
 ضرورت پڑے گی، آؤ وہ تیسرا آدمی اب تمہارے پاس نہیں رہا۔"
 "تم کیا سمجھتی ہو، میرے پاس غلاموں اور جان مشینوں کی
 کئی ہے؟"

"جو بھی غلام یا جان مشینیں سے متعلق رکھنے والے کالے منتر سے
 خریدنے کے لئے کا زندہ وہاں نہیں جاتے گا۔ اور تم دونوں کے متعلق
 میں پہلے ہی پیش گوئی کر چکی ہوں۔ زندگی سے یہ سزا ہونے کے بعد
 ہی بہتر قدم لگنا ہوگا۔"

تھوڑی دیر تک دوسری طرف خاموشی رہی۔ پوچی نے کہا۔
 "میں جواب کا انتظار کر رہی ہوں۔"

ہرام گسٹ گولی کی کوشش ہوئی، آواز سنائی دی، "میں تھوڑی
 مہلت چاہتا ہوں، سوچنے کا وقت دو۔"

وہ بے شک موقع ڈول گیا، جب تک کالے منتر پڑھ سکتے
 ہو، پڑھتے رہو۔ میں نے مادہ کے متعلق بہت کچھ سنا ہے، کبھی
 آنکھوں سے دیکھا نہیں ہے، آج دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"میں ڈان فریزر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"
 "اس سے بھی بات ہو جائے گی، لیکن میری ایک بات

ابھی طرح یاد رکھنا غلام بانی اور ڈان فریزر سے ہیں خطرہ نہیں
 تھا، اس لیے ہم نے ان دونوں کو انوکھا کیا، تھیں نہیں کیوں گے
 پیسے ہی ہمارے لوگوں کے چاروں طرف سے گولیاں برسنا شروع ہوئیں
 گی، تاکہ تم غیر معمولی جسمانی قوتوں کا مظاہرہ نہ کر سکو اور یہی کسی اور
 علم کے سہارے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو سکو۔ میں ٹھیک
 چار گھنٹے بعد فون کر دوں گی۔"

اس نے ریڈیو رکھ دیا۔ ڈان فریزر کے منتر سے ریڈیو کی
 نال نکال لی، آخر تیار د گھنٹے بعد ادارے کے ایک جوان نے
 ٹرانسپیرٹ کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ اس نے کہا: "میں پوچی، اگر
 آپ جنگل کے قریب موجود ہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"
 پوچی نے پوچھا: "کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں، ہم جو کچھ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس پر
 یقین نہیں کر سکتے، پھر حال آپ کیسے یقین کریں گی۔"

”پہیلیاں زنجبواڑ، سیدھی طرح جواب دو“

دوسری طرف سے کہا گیا یہ ہم تقریباً دس منٹ سے عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے ہیں، اس جگہ کے اگلے اور پچھلے درختوں سے ہرام گنگولی نکلتا ہے اور چند قدم چلنے کے بعد ہمساری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے جیسے غائب ہو گیا ہو یا کسی سخت کے پچھے چھپ گیا ہو۔ دس منٹ کے اندر تقریباً چھ ہرام گنگولی اس جگہ سے نکل چکے ہیں اور اسی طرح ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے رہے ہیں“

پوری نے پوچھا: کیا میں اس جگہ اس پر یقین کر لوں؟

”میں ہم نے پہلے ہی کہا تھا آپ یقین نہیں کریں گی۔ میں جگہ کے اگلے حصے کی طرف ہوں۔ میں نے اس درختوں سے میں ہرام گنگولی کو نکلنے دیکھا ہے جو راستی جگہ کے پچھلے حصے کی طرف بھاگتا کر رہے ہیں ان کا بھی یہی بیان ہے انہوں نے میں ہرام گنگولی کو نکلنے دیکھا ہے۔ اس طرح اب مجھ پر ہرام نکل چکے ہیں“

”چلو میں مان لیتے ہیں مگر پھر میں سے کوئی تو کہیں جاتا ہوا نظر آیا ہر جا؟“

”یہ تو میری بات ہے۔ ہم انھیں جیسا لکھا اور دیکھ رہے ہیں اور جگہ سے نکلنے والا ہرام چند قدم چلنے کے بعد گم ہو جاتا ہے“

”میں ابھی کہی ہوں۔ ٹرانسمیٹر پر دستور اور البرت مٹ کر تے رہو“

اس نے ڈان تھرتھرت کر دو جھانڈوں کے حوالے کیا۔ پھر وہاں سے کامرین بیچ کر تیز سی ڈرائیو کرتے ہوئے اس جگہ کی طرف جانے لگے راستے میں ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم ہوتا ہوا تھا۔ جگہ کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی موسوں ہوا جیسے موسم اچانک بدل گیا ہے، تیز ہوا میں چلنے میں ٹرانسمیٹر پر کما کما ہاتھیں پڑتی ہیں اچانک آنکھیاں پلٹنے لگی ہیں۔ درخت یوں لڑ رہے ہیں جیسے جڑ سے اکھڑنے والے ہوں لڑو کا ایک طوفان ہے۔ جگہ کے آس پاس کچھ نظر نہیں آ رہا ہے صرف ایک آواز سنائی دے رہی ہے کیا آپ ٹرانسمیٹر کے ذریعے کچھ سن سکتی ہیں؟“

پوری نے اس ٹرانسمیٹر کو کان سے لگا لیا۔ وہاں سے آواز آ رہی تھی میرے مہاکالی، تیرا بچن زبنا نے خالی۔“

ٹرانسمیٹر سے بات کرنے والا خوف زدہ ہو کر کہہ رہا تھا۔ ”میں پوری وہ جتنی تو اس لئے کہ میری طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ سنا نہیں یہ حقیقت ہے یا وہ ہے مگر وہ میری طرف بڑھا آ رہا ہے“

ٹرانسمیٹر سے بات کرنے والے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہرام گنگولی کا بھی غور ہی سنائی دے رہا تھا۔ وہ جتنی چیخ کر کہہ رہا تھا ایسے مہاکالی، تیرا بچن زبنا نے خالی۔ تو نے اپنے داس کو ٹرانسفا ر مشین کی بھیٹ دی ہے۔ میں تیرے بچڑوں میں انسانوں کی بی بی رہا ہوں اے اسے قبول کر۔“

اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر گنت گونگنے والے کی ایک آخری چیخ سنائی دی۔ پوری نے تصور میں دیکھا۔ ہرام گنگولی نے منجھی ستوار اس جوان کی گردن میں امار دی تھی اور اس کے سر کو تن سے جڑ کر دیا تھا۔ ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تھا۔ پوری ہیلو ہیڈو کر کے اسے مخاطب کر رہی تھی مگر جواب نہیں مل رہا تھا پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو آت کر دیا۔ کار کی رفتار بڑھا دی۔

یہ جو کچھ ہوا اچھا آگے کے سامنے دوسری جنمی نسل کے جوان اس پر یقین نہیں کریں گے اور یقین کرنا بھی نہیں پایا ہے کیوں کہ مادہ سودا دار نہیں کی طرح ہوتا ہے۔ بول نہ کھتے ہی تیر کی سے بھاگ نکلتا ہے پھر وہ بول ٹھنڈی بیٹھاتی ہے۔

ہمارے جنی پیغمبروں پر آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان پر ایمان رکھنے والے تسلیم کرتے ہیں کہ مادہ داس دنیا میں ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ کے مقابلے میں کہتے ہی خطرناک جاؤ کر آئے اور اپنا سامنے لے کر روگے۔ یہ آسمانی کتابیں ہمیں بھی تھی ہیں کہ ایمان مضبوط ہو، انسان راستی پر چل رہا ہو تو اس پر جاؤ اور جن میں کر سکتا۔

آج بھی ہماری دنیا میں بڑے بڑے جاؤ گر ہیں جو سوزیم جاننے والے باکمال بر دھیر نرکی حیثیت سے مشہور ہیں۔ وہ سیکڑو مافوق کے مسلتے کھڑے ہو کر سب کی گھڑیوں کا وقت روک دیتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق وقت بدل دیتے ہیں مافوقی کو اپنی غالی ٹوپی دکھا کر سر پر کھتے ہیں پھر اسے سر سے اتارتے ہیں تو ٹوپی کے اندر سے کوئی بر دھیر ادا کرتے ہیں۔ یہ مادہ بالظنری کا کمال ہے۔ ایسی ہی نظر بندی کا کمال ہرام گنگولی کو آتا تھا۔ اس نے مادہ کے عجیب تلسے دکھائے۔ اس جگہ سے کچے بعد دیکھے کسی ہرام گنگولی کو نہ لگا لاجب اصل ہرام گنگولی نکلا تو آنکھیاں ہی چلنے لگیں۔ ہر طرف گرد و غبار تھا اور وہ منجھی کو ایلے نظر آجاس نے ٹرانسمیٹر پر کھٹو گونگنے والے کی گردن اٹا دی۔

پوری کا جی ہا ہاتا تھا خیال خالی کی پرواز کی طرح ایک چمکتے ہی ہرام گنگولی پہنچ جائے مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ رفتار بڑھا کر اس جگہ کے قریب پہنچتی جا رہی تھی قریب پہنچتے ہی اس نے بریک لگانے شروع کیے۔ ستوڑی ڈور جا کر

روک گئی۔ کار رکتے رکتے دوسری طرف گھوم گئی۔ اچھا ہو کر گھوم گئی مگر وہاں کے طوفان کے باوجود جگہ سے ایک گاڑی نکلتی ہوئی نظر آتی تھی جو اسی رخ پر جا رہی تھی اور ڈری تیز رفتار سے جا رہی تھی۔ پوری نے اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی۔

اس نے دیکھا جو گاڑی آگے جا رہی تھی، اس کی جیت پر اچھا خاصا سامان بندھا ہوا تھا۔ وہ کہا تھا دوسرے کچھ نہیں آسکتا تھا مگر پوری کچھ تھی۔ وہ یقیناً ٹرانسفا ر مشین ہوگی۔ اس کے بغیر ہرام گنگولی فرار ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پتا نہیں ملے گا کہ عمل کا نتیجہ کیا تھا جتنی آندھی چلنے لگی تھی۔ کالے جاؤ پر یقین رکھنے والے اسے ہرام گنگولی کا کمال کچھ سکتے تھے اور نہ کھینے والوں کے لیے یہ قدرتی حالات تھے جو ہرام کے حسب حال تھے۔ ہر طرف گرد و غبار کا ایک طوفان تھا۔ آگے چلنے والی گاڑی دھندلی سی نظر آ رہی تھی۔ وہ ہائی وے پر جا رہے تھے۔ اس راستے پر شاذ و نادر ہی گاڑیاں نظر آتی تھیں۔ پوری خطرناک حد تک رفتار بڑھا رہی تھی۔ اس کے باوجود ہرام گنگولی کی گاڑی تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا وہ بھی آندھی طوفان کی رفتار سے جا رہا ہے۔ بلکہ اس سے دوڑ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ گاڑی کبھی دکھائی دی تھی اور کبھی دھندل میں چھپ جاتی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک تعاقب کرتے رہنے کے بعد پتا چلا آگے جانے والی گاڑی وہ میں ہے جس کا وہ بھیج کر آ رہی ہے۔ اگرچہ اس گاڑی کی جیت پر بھی سامان تھا مگر وہ سامان کچھ اور تھا۔ ہرام گنگولی کی گاڑی یا تو دوسرے راستوں میں سے کسی پر مڑ گئی تھی یا اسی ہائی وے پر میلوں دوڑ لگ گئی تھی۔ پوری نے رفتار بڑھا دی۔ گرد و غبار کے طوفان نے اچھا دیکھا بلکہ جین کا دیا تھا اور ہرام گنگولی جانے کا موقع دیا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے آڈیوں سے رابطہ قائم کیا۔ انھیں ہدایت دی، فوڈ ایبل کا پتھر کے ذریعے اسے تلاش کیا جائے۔ وہ ہائی وے سے جانے والی مختلف سڑکوں میں سے کسی پر مڑو نظر آئے گا۔ اس کی کار کا رنگ نیلا ہے۔ جیت پر سامان بندھا ہوا ہے۔

وہ تھک ہا کر ہائی وے کے ایک ریستوران میں پہنچ گئی۔ وہاں ہلکا سا ناشا کرنے کے بعد گاڑی کی رہی تھی۔ ایسے ہی وقت میں اس کے پاس پہنچا وہ تمام روادار نہانے لگی۔ اس کی روادار کی نظر تھی، ہم نہیں چلتے تھے دو دوسری طرف ہرام گنگولی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور وہ کیا کر رہا ہے۔

ایک ڈاکٹر کا ہوسپتال سامنے ہتھو بات پوری طرح سمجھ میں آتی ہے۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا، ہرام گنگولی کی سائل کا سامنا کر رہا تھا۔ اندازہ معلومات بعد میں حاصل ہوئیں، میں ان کا ذکر ابھی کر رہا ہوں

اپنی تدبیروں سے کامیاب ہونے والے اکثر ایسے واقعات سے دوچار ہوتے ہیں کہ تقدیر کے قائل ہوجاتے ہیں۔ ہرام نے اپنی تدبیروں سے اور اپنی کوششوں سے دنیا کے خطرناک معلوم کیے۔ ٹیلی ویژن کے ایک ہزار کوششیں کیں۔ کتنی ہی تدبیریں آزمائیں لیکن تقدیر نے ساتھ نہیں دیا۔ آخر کچھ دنوں سے ٹرانسفا ر مشین کے ساتھ شمار پر بھی ہاتھ لگ گیا۔ وہ چاہتا تو پچھل رات ہی مشین کے ذریعے اپنے دماغ میں ٹیکہ تھی کا علم بھر کھتا تھا لیکن اس کی پڑوسی تھا ناکامی کا پہلا سبب شمار پر تھا وہ اچانک ہی بیمار پڑ گیا تھا۔ دوسرا سبب وہ مشین تھی خفیہ تر خانے سے مشین کو بڑی جھلمت میں گھول کر گاڑی میں رکھا گیا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کسی خفیہ تنظیم کے افراد اس کے تھے اور مشین کا راز فاش ہو سکتا تھا۔

بہر حال جھلمت میں مشین کو منتقل کرنے کا نتیجہ ہوا کہ اس کے کچھ پڑوسے تر خانے میں رہ گئے یا تر خانے سے گاڑی تک لانے کے دوران کہیں گڑھے جس کی وجہ سے وہ مشین فی الحال ناکارہ ہو گئی تھی۔ ہرام کی ناکامی کا تیسرا سبب وہ ڈائری تھی جسے مورچے نے کھی تھی۔ اب شمار پر ہی اس مشین کو آپریٹ کرنا کما سکتا تھا ہرام گنگولی نے کہا: تم کاغذ پر اس مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ پوری تفصیل سے لکھ دو تاکہ غلام بائی اسے پر خراب سے اور آپریٹ کر سکا ہے“

شمار پر گرنے سے پہنچ کر کھنے والا تھا مگر شدید بخار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ہرام علاج کے لیے اسے جگہ سے باہر لے جانا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی کسی ڈاکٹر کو بلانا چاہتا تھا۔ دکانی دکانوں پر بخار کم کرنے کی مخصوص دوائیوں میں جاتی ہیں۔ اس نے وہی دوائی منگو کر اسے پلائی جس کے نتیجے میں وہ چار گھنٹے تک سوتا رہا۔ جب سیدار ہوا تو اسے کچھ کھلا پلا پلا گیا۔ وہ بہت ہی ثقاہت موسیٰ کر رہا تھا۔ ہرام نے کہا: تمہاری حالت بہت خراب ہے، تم انکم مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھ دو“

جب وہ مشین مکمل نہیں ہو سکے گی تو آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھو اگر کیا کر دے۔ اس میں ہن پر زوں کی کمی ہے، وہ میں لکھ رہا ہوں، پہلے انھیں منگو او“

اس نے ان چیزوں کی فہرست تیار کر دی۔ یہ وہی وقت تھا جب غلام بائی تیز رفتاری سے جا رہا تھا اور ہمارے آڈیوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ ہرام گنگولی شدید اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ بار بار اشارے کے پاس آ کر اسے چھو کر دیکھتا تھا۔ بخار تیز ہو گیا تھا اس پر ہم نے پوری کی حالت طاری تھی۔ ایسے میں وہ کہہ نہیں سکتا تھا۔

اس کے لیے نئی فریٹشائی پڑی تھی کہ غلام باقی باہر جانے کے بعد واپس نہیں آیا تھا۔ اس کا ایک گھنٹے تک انتظار ہوتا رہا۔ اس نے سوجھا تھا جب ٹیلی جھکی کی مصلحتیں اس کے دماغ میں متسلل کسے

جائیں گی تو ایک بیڑ پر وہ بیٹے گا، دوسرے پر شہزاد اور غلام باقی
مشین کو آپریٹ کر کے گا لیکن وہ تمہو بھی ہاتھ سے نکل گیا حساب
لے دے کرواں فریڈز اس کے پاس رہ گیا تھا۔

وہ شہزادہ اضطراب کے عالم میں متر بہ متر پڑھتا جا رہا تھا معلوم
کرنا چاہتا تھا کہ غلام باقی کہاں رہتا ہے۔ وہ ڈان کو شہزاد کے پاس
چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ وہ ڈانہ بند کرنے کے بعد اس
نے ایک پراسا ناخبر نکالا پھر دونوں ہاتھ بند کرنے ہوئے کہا۔
”جئے ماکالی تیرا دین نہ جائے نہ خالی۔ میں تجھے رام کرنے کے لیے متر
پڑھتا جا رہا ہوں۔ اب اپنا خون دے رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ مجھ پر
آفت آنے والی ہے یا میں کامیاب ہونے والا ہوں؟“

اس نے سامنے والی دیوار سے الٹا دیکھا کہ دوسری طرف
رکھ دیا۔ اب دیوار خالی تھی۔ اس نے ایک ایش ٹیپے کو اٹھایا۔ پھر
اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو بچھرنے دیکھی کر دیا بلوکی دھا
نکلی اور ایش ٹیپے سے پر گرنے لگی جب وہ ایش ٹیپے سے
بھرنے لگا تو اس نے اپنی جیب سے کوئی معروف نکالا اور زخم پر
لکھ دیا۔ خون رستا بند ہو گیا۔ اس نے ایش ٹیپے کو اٹھایا۔ دیوار کے
پاس آیا پھر مومیں اسکی ڈیوڈی پر گرا دیوار کا کالی مائل کی تصویر بننے لگی
وہ عجیب وحشی اور درندہ صفت بچا رہا تھا۔ جنون کی حالت
میں کانپ رہا تھا۔ کوئی اور گرجتی ہوئی منسوب ناک آواز میں سے
کا کھاجا پکرتا جا رہا تھا۔ غضب کی ولولہ کو خوش کرنے کے لیے اپنے
سوسے اس کی تصویر بنا رہا تھا۔ آخر اس نے سر سے پاؤں تک اس
کی بڑی ہی جھیا ناک تصویر منکل کر لی۔

اس نے ڈرا پیچھے ہٹ کر کالی مائل کو دیکھا پھر نعرہ لگاتے
ہوئے بولا ہے۔ ہمارا کالی تیرا دین نہ جائے نہ خلی تیرا اس تیرے دموں
میں آیا ہے۔ اسے گیان دے۔

وہ کہیں اونچی آواز میں بول رہا تھا کہیں نیچی آواز میں متر بہ متر
جا رہا تھا۔ پھر ایک دم سے چپ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور
وہ غلام کو شکینے میں دیکھ رہا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے
انگوا کیا ہے اور اسے کہاں باندھ کر رکھا گیا ہے لیکن اس کے اس
پاس خون بنا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ غلام کو
واپس لانے کی کوئی شش تین کرنا چاہیے۔ عوارہ عوارہ خون خرابا ہوگا
اور اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

پھر اس نے ماکالی کا نعرہ لگاتے ہوئے پوچھا کیا میں
ڈان فریڈ کو بڑے لانے کے لیے بھیج سکتا ہوں؟
اسے اپنی ہمد آکھوں میں ڈان فریڈ دکھائی دیا۔ اب وہ
شکینے میں تھا۔ اس کے اس پاس خون رستا ہوا دکھائی دے رہا تھا
لیکن کامیابی کے آثار بھی نظر آ رہے تھے۔ وہ ٹرانسفاڈر مشین بہت

چھوٹی۔۔۔ ہو گئی تھی اور ہر لمبے ٹنگولی کو اپنی گود میں نظر آ رہی تھی۔
اس کا مطلب تھا ششیں حاصل ہو جائے گی۔

اس نے پھر پوچھا۔ ششیں حاصل کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا
ہوگا۔ میری مائل بھی بتائی تیرا داس ہوں۔ تیرے سامنے اپنی گردن
کاٹ کر رکھ سکتا ہوں۔

اس نے اپنی ہمد آنکھوں میں خود کو دکھا۔ وہ کالی مائل کے
سامنے پاؤں کے صرف ایک انگوٹھے کے بل ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ خوشی
کا نعرہ لگاتے ہوئے، آنکھیں کھولتے ہوئے آٹھ کر ٹھہرا ہو گیا۔ پھر
کنے لگاتے جے ماکالی میں مجھ گیا۔ میں پتیا کروں گا۔ کامیابی میرے
دموں میں ہوگی۔

وہ اوپر پیچھے ہٹ کر کمرے کے وسط میں کھڑا ہو گیا۔ بند آواز
سے ڈان فریڈ کو پکارا۔ چند لمحوں کے بعد ہی بند کمرے کے باہر
اس کی آواز سنائی دی۔ ”گرو دیو کیا علم ہے؟“

”تم ان بڑوں کی فرست لے کر جاؤ اور انہیں خرید کر لاؤ۔“
وہ حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ اس کے جلنے کے بعد ہر لم
نے کالی مائل کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ آنکھیں بند کر لی
ٹانگ پیچھے کی طرف موڑ لی۔ اب وہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا تھا۔
زیر لب متر بہ متر ہاتھ پیچھے کے بل اٹھنے لگا۔ اب وہ پیچھے کے بل تھا۔
پھر اس نے متر کا چاب خور دیا۔ اب اس نے چار انگلیاں موڑ لی
تھیں۔ بائیں پاؤں کے صرف ایک انگوٹھے کے بل پر اپنے پورے
جسم کا بوجھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔

یہ بظاہر ایک کربت تھا لیکن اس کا جسم بتائیں کہ کتنے میں کا
ہوگا اتنے وزن کو صرف ایک انگوٹھے سے اٹھانے دکھنا بچوں کا
کھیل نہیں تھا۔ محض ایک انگوٹھے پر خود کو اٹھانے رکھنے میں کتنی
لکھنیں برداشت کرنا تھا یہ وہی جھتا ہوگا۔ وہ جب دخت ناک
پجاری تھا کالی مائل کو خوش کرنے کے لیے متروں کا چاب کرتا
جا رہا تھا۔

دقت گزر رہا تھا۔ متروں کا چاب کرنے کے دوران اسے
پتا چل رہا تھا ڈان فریڈ کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ جنگل کے آس
پاس صرف دو چار ٹخن رہ گئے ہیں۔ اس نے پھر نعرہ لگاتے ہوئے
کہا نیسے ہمارا کالی۔ میں تیرے دموں میں انسان کی بی دون کا بھر لیتے
ہی کسی کا سر تیرے نام سے کاؤں گا۔

وہ پھر متروں کا چاب کرنے لگا۔ تب اسے محسوس ہوا جیسے
اس کے اندر سے وہ خود نکل رہا ہے اور دیکرے کے باہر جا رہا ہے
شاید اس کا ہمزاد ہوگا۔ وہ ٹرانسفاڈر مشین کی ایک انچی آٹھا کرے
جا رہا تھا اور باہر کھڑی ہوئی ایک گاڑی کی چمت پر رکھ رہا تھا۔
پھر اس نے محسوس کیا، اس کے اندر سے دوسرا ہر لم ٹنگولی نکل رہا

ہے۔ وہ بھی ٹرانسفاڈر مشین کی دوسری انچی اٹھا کر لے جا رہا تھا اور
گاڑی کی چمت پر رکھ رہا تھا۔ یہ وہی وقت تھا جب ہمارے
ایک آدمی نے ٹرانسفاڈر کے ذریعے پوری کو اظہار دی تھی کہ
یکے بعد دگرے چہ ہر لم ٹنگولی اس جنگل سے نکل چکے ہیں اور
نظروں سے اوجھل ہوتے جا رہے ہیں۔

یہے شک ہمارا دنیا میں جا رہے ہیں لیکن جاو ایک منہا کے کی
ماند ہے۔ انسانی حملے اور ذہانت کے آگے اس منہا سے ہوا
نکل جاتی ہے۔ پوچھی یہ سننے ہی چل پڑی تھی۔ اس کا ایمان تھا کہ وہ
اپنے حوصلوں سے اس جاو گر کر متر توڑ جواب دے گی اور اسے
جھاگے کا موقع نہیں دے گی۔

فی الحال وہ قرار ہوئے میں کسی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔
شہزاد کی کڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے بخار نہیں تھا لیکن
کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ ہر لم ٹنگولی ڈرا ٹیکو کرتا ہوا اگلے حصے میں
بڑ بڑا رہا تھا۔ آخر تک تک بیٹھا پڑے گا میں جان پر کھیل کر
ششیں سے آ جاؤں۔ ہمارے دو آدمی ہاتھ سے نکل گئے۔ ششیں کا بیٹ
کنے والا کوئی تیرا آدمی نہیں بلکہ آدمی ہے۔ اس کے ہٹ کرنے کا طریقہ
بھانڈے۔ ایک کاغذ پر رکھ کر دے دے کیا تیرے ہاتھوں میں اتنا
بھی دم نہیں ہے؟

شہزاد بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا۔ ”کسی محفوظ
جگہ چلوں گے کسی کو کشش کروں گا۔“
اس نے گالی دیتے ہوئے کہا۔ ”کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔“

میں کھنڈ
”تھرا تو داغ خراب ہو گیا ہے۔ اول تو چلتی گاڑی میں رکھ
نہیں سکتا۔ دوسرے کھنڈے کے لیے ذہنی سکونی کی ضرورت ہے۔
خوب سوچ کر وہ طریقہ دکھنا ہوگا۔ ڈرا میں بھی غلطی ہو جائے گی
تو میں نقصان پہنچ سکتا ہے۔“
وہ فرماتے ہوئے بولا۔ ”تو مجھے نقصان سے ڈرا رہا ہے۔ اپنا
کام نکال چکا ہے۔ میں نے تیرے داغ کو فرولا دنا دیا ہے۔ کوئی
ٹنگولی جانتے والا تیرے اندر نہیں آ سکتا لیکن تیرے لیے کیا
کر رہا ہے؟“

”تم میری حالت دیکھ رہے ہو۔ جب بھی ذرا توانا محسوس
کروں گا سب سے پہلے تمہارا کام کروں گا۔“
مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ شہزاد پر اس حد تک ہمارے ہر لم ٹنگولی
نے تویری حمل کے ذریعے اسے بہت زیادہ حساس بنا دیا تھا لیکن
اپنا زبان میں اس کے داغ کو فرولا دتا تھا۔ میری خیال تو خالی کی
لہریاں داس تک پہنچ نہیں سکتی تھیں لیکن بیاد کا اچھے سے اچھے
انسان کو دیکھ کر وہ دیتی ہے۔ میں ایسی حالت میں اس کی سوچ بڑھ

سکتا تھا لیکن میں تو یہی سمجھا ہا کہ وہ صحت مند ہے اور میں اس کے
دلخ میں نہیں پہنچ سکتا۔

میں بھی میں مختلف مسائل میں بڑی طرح ابلو جاتا ہوں جس
محلے میں ایک بار کام ہوتا ہوں اسے وقتی طور پر نظر انداز کرتا
ہوں سوچتا ہوں بعد میں دیکھا جائے گا میں بعد میں فرست میں تھی۔
اب بھی یہی ہو رہا تھا۔ پوچھی نے اپنی تمام روداد منسا دی تھی۔ اگر اس
روداد کو دوسرا حصہ معلوم ہوتا تو شہزاد پر اس وقت میری خیال تو خالی کی
مٹھی میں ہوتا۔

پوچی نے کافی آٹری گونٹ حق سے اتارنے کے بعد
پڑھنا ہی تم کسی دیر میں پہنچ رہے ہو؟
”انشاء اللہ تین گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا۔“

اسی وقت ٹرانسفاڈر کے ذریعے اشارہ موصول ہونے لگا۔
پوچی فوراً ہی اٹھ کر ستوران کے ہاتھ روم میں چلی گئی۔ دروازے کو
بند کر کے اسے اندر کیا۔ دوسری طرف کی آواز سنائی دینے لگی۔ ہمارا
ایک جوان بیٹا کا پیر میں سحر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ”وہ گاڑی میری
نظروں میں آگئی ہے۔ وہ جیسکین پورٹ جانے والی شاہراہ پر ہے۔“
پوچی نے کہا۔ ”اس کا تعاقب کرتے رہو۔ میں آ رہی ہوں۔“

اس نے ٹرانسفاڈر کو آف کیا۔ ہاتھ روم سے نکلی میں نے کہا۔
”جیسکین پورٹ کی طرف جانے کا مطلب ہے وہ مشین ان جمیل کے
کنارے سفر کرے گا۔ ہو سکتا ہے اس نے کسی ساحل شہر میں خفیہ
اڈا بنا رکھا ہو۔“

پوچی کار میں اکر بیٹھ گئی تھی۔ اسے اشارت کرنے تیرا رازی
سے ڈرا تیرا کو رکھی تھی۔ وہ واپس اسی راستے پر جا رہی تھی تو کونکے
جا کر جیسکین پورٹ جانے والی شاہراہ پر مڑنا تھا اس نے کہا۔ ”فریڈ
ہم نے ہر لم ٹنگولی کو ہر طرح مجبور کر لیا ہے۔ وہ ششیں استعمال نہیں کیسکے
گا۔ ہورین کے پاس جو ڈائری ہے اسے فاشب کر دینا چاہیے ہو سکتا
ہے ہم سے مات کھانے کے بعد وہ ہورینا کی طرف رخ کرے۔“
”مجھے یہ کام بہت پہلے کرنا چاہیے تھا لیکن میں دوسرے
محالات میں آجھ جا رہا ہوں۔ اب بھی یہ معاذ اللہ ایسے کہ تمہیں جوڑ
کر نہیں جا سکتا۔“

”اس ڈائری کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے چلے جاؤ۔“
”میری تو بات ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے نہیں جاتا ہوں
اور وہ معاملہ طول کیڑ جاتا ہے۔ بظاہر اس سے ڈائری حاصل کرنا
معمولی سی بات نظر آتی ہے لیکن معمولی سی بات میں معاذ اللہ کچھ ادھرجاتا
ہے۔ ہر حال میں کوئی سے کہتا ہوں۔“
میں دائمی طور پر لیارے میں حاضر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک
اس ڈائری کے متعلق سوچتا رہا پھر رسوئی کو مخاطب کیا۔ ”وہ پوچی

متعلق اسٹڈی کر رہی تھی اور پاس کو بھانپتا جا رہی تھی کہ کس طرح لہجہ بدل کر لونا ہے۔ وہ بہت ہی اہم کام میں مصروف تھی۔ میں اپنے بیٹے کو دل سے نکال لانے کے سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی ماں کو فخر ماحر نہیں رہنا چاہیے تھا۔ روزنی نے پوچھا کیا بات ہے؟

”کچھ نہیں موریسا سے وہ ڈائری حاصل کر لے۔ تم سے یہ کام لینا چاہتا تھا لیکن پارک کے پاس رہنا بہت ضروری ہے۔ میں خود نمٹ لوں گا۔ تم اپنا کام کرو“

میں نے انہیں ہند کر کے موریسا کا تصور کیا۔ اس کے لڑ بڑے کو یاد کیا۔ پھر خیال خرابی پر یاد آئی کہ وہ دوسرے ہی لمحے میں واپس آ گیا۔ تب یاد آئی کہ بزرگ ڈائری نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ میں صرف صبح جا رہی تھی۔ پانچ بجے تک اس کی سوچیں بڑھ سکتی تھیں۔ اس سے پہلے کئی تھیں تھیں۔

میں نے پوری کے پاس آ کر اسے موریسا پر ہونے والے تیزوگی کے بارے میں بتایا۔ وہ بولی ”تم نے جب چاہا اس کے دماغ سے معلومات حاصل کرنے کے لیے ایک ٹکڑے کا وقفہ رکھا۔ اب اس وقت کا خام خیال رکھنا ہوگا لیکن ایسا نہ ہو اس سے پہلے ہی وہ ڈائری کسی اور کے ہاتھ لگ جائے“

”میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا۔ اس ڈائری کے متعلق صرف ہیرامنگولی اور شارہ جانتے ہیں۔ ہیرامنگولی کو موریسا کی طرف رخ کرنے نہیں دیں گے“

پوری اب تک سب بولٹ جانے والی شاہراہ پر تھی۔ تیزی سے کار ڈرائیو کرتی جا رہی تھی۔ میں نے سوچا۔ اگر غلام باقی کو موریسا کے پاس پہنچا دو تو اس ٹیکو کی دیوانی خوشی سے اور دیوانی ہو جائے گی۔ پھر میں غلام باقی کے ذریعے اس ڈائری کو غائب کر سکیں گا۔ یہ سوچ کر میں نے پھر سوچی کو مخاطب کیا۔ وہ بولی ”تم کچھ زیادہ ہی پریشان لگتے ہو؟“

”اسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں غلام باقی اور موریسا کو ٹریپ کرنا چاہتا ہوں۔ تم تھوڑے تھوڑے وقت سے پوری کے دماغ میں پینچتی رہو۔ جیسے ہی وہ ہیرامنگولی کے قریب پہنچے، مجھے اطلاع دے دینا۔ بس اتنا ہی کام ہے۔ باقی تم اپنے بیٹے پر توجہ دینا“

میں غلام باقی کے پاس آ گیا۔ وہ اپنے اندر بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اس کی دائمی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ مگر خوشی عمل کے زیر اثر برائی سوچ کی لہر محسوس کر رہا تھا۔ جیسے ہی اس بات کی خبر ہو کر موریسا کے باعث سانس روک کر اس سوچ کی لہر کو دماغ کے باہر دھکیں نہیں سکتا تھا۔ اسے جس خفیہ آڈے میں چھپا کر اور باندھ کر رکھا گیا تھا وہاں ہمارے دو سب جوان تھے۔ میں نے ایک کو

مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اس کی دماغی توانائی بحال ہونے والی ہے۔ ایک انجینر لگاؤ تاکہ اور کچھ دیکھو۔ وہ ہے“

پھر میں نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ”کیا میرے سب دلچسپے مجھے پہچان سکتے ہو؟“

وہ سوچنے لگا۔ میں نے کہا ”میں فریڈا علی تھیور ہوں“

وہ بیٹا ہوا تھا۔ ذرا سیدھا ہر کوششوں کے آخر سامان تھا۔ اس نے بے اختیار سلام کیا حالانکہ میں اس کے آقا کا دشمن تھا۔ وہ بھی یہ جانتا تھا اس کے باوجود اس نے ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا۔ میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا ”ہمارے ذریعہ میں کوئی کسی کا غلام نہیں ہوتا۔ یہ بات تم بھی طرح جانتے ہو؟“

”بے شک جانتا ہوں مگر ہماری تو ہمیشہ غلام رہی ہے“

”دنیا کوئی شے ہمیشہ یکساں حالت میں نہیں رہتی۔ نظام قدرت کے مطابق ذرے ذرے میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ تم تو بہت ہی کیم شیم ہونے والے اندر تبدیلی کیوں نہیں آتی؟“

”جناب! میں نے آپ کا بہت نام سنا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن آپ میرے آئل کے خلاف مجھے بگا نہیں سکیں گے“

”میں جانتا ہوں تمہاری رگ رگ میں غلامی کا زہر چھل رہا ہے۔ تم بہت کام کے آدمی ہو مگر غلامی نے تمہیں کسی کام کا نہیں چھوڑا۔ اب میں تمہیں بہت ہی کلمہ آئندہ نشانوں گا“

ہمارا وہ سب جوان ہاتھ میں سرخچے لیے کمرے میں داخل ہوا۔ غلام اسے دیکھتے ہی چلنے اور تڑپنے لگا۔ اسے اس بری طرح ریزول سے باہر صاف کیا تھا کہ وہ عجائبات حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پوچھا ”فریڈا صاحب! یہ کیا ہے؟“

”کال مائی کے وہاں شیطان کے چیلنے تم پر تو جی عمل کے ذریعے غلامی کا زہر بھر دیا ہے۔ میں یہ زہر تمہارے دماغ سے نکال دوں گا۔ تو جی عمل کے جواب میں تو جی عمل کروں گا“

میرے اشارے پر اس جوان نے غلام باقی کے بازو میں سرخچے کی ٹوکھی پیوست کر دی۔ وہ انکار کر رہا تھا۔ سر اور ہر سے ڈر رہا تھا۔ مگر باقی جس طرح ریتوں سے بندھا ہوا تھا کہ وہ ہل نہیں سکتا تھا۔

چند ساتوں کے بعد ہی وہ چھلنا اور تڑپنا بھول گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ وہ سلسلے والی دیوار کو سکنے لگا۔ میری سوچ کی لہروں کو سونسنے لگا۔ وہ مضبوطی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ میں نے کہا ”آرام سے لیٹ جاؤ“

وہ میرا حکم شاید نہ ماننا تھا لیکن ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ وہ خود ہی لیٹا چاہتا تھا۔ اس لیے لیٹ گیا۔ میں نے کہا ”اپنے دماغ

کو میرے حوالے کر دو۔ ہم کو ڈھیلا چھوڑ دو“

”کیا تم کو ڈھیلا چھوڑ دوں۔ ہر طرف سے تو زندھا ہوا ہوں“

”تم میری بات سلتے رہو۔ میں ریتیں گھول رہا ہوں“

وہ جوان میرے حکم کے مطابق اس کی ریتیاں کھولنے لگا۔

اب وہ اٹھ نہیں سکتا تھا۔ اپنے بیوی بچے مگر انہیں ہوسکتا تھا۔ اس کے اعصاب کمزور ہو چکے تھے۔ دماغ شل ہو رہا تھا۔ میں نے کہا ”ہم تمہیں بند کر لوں گے۔ ہم کو ڈھیلا چھوڑ دو“

وہ میری ہدایت پر عمل کر رہا تھا۔ تمہارا دماغ بہت کمزور ہو چکا ہے۔ اس وقت صرف میری آواز سن رہا ہے۔ اور رفتہ رفتہ دنیا کی تمام آوازیں سے غافل ہو رہا ہے“

اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ اس کی سماعت محدود ہوتے ہوئے صرف میری آواز سن رہی تھی۔ میں تو جی عمل کے اصولوں کے مطابق اسے ٹرانس میٹار ہا تھا۔ تھوڑی دیر کی جڑ و جہد کے بعد وہ میرا معمول بن گیا۔ میں نے کہا ”غلام باقی تم جس سے متاثر ہو گا اس کا نام لو“

وہ خواب بے ہوش میں بولا ”ہیرامنگولی“

”اس نے تم پر تو جی عمل کیا ہے؟“

”جی ہاں کیا ہے“

”اس نے تمہارے دماغ کو بہت زیادہ حساس بنا دیا ہے؟“

”جی ہاں بہت زیادہ حساس بنا دیا ہے“

”میں تم سے پوچھتا ہوں تم کون ہو؟“

”اجرا ہاں“

”میں کون ہوں؟“

”میرے حامل فریڈا علی تھیور“

”کیا تم معمول کی حیثیت سے اپنے حامل کی ہر بات پر عمل کرو گے؟“

”جی ہاں میں آپ کی ہر بات پر عمل کروں گا“

”میرا پہلا حکم ہے تم ہیرامنگولی سے متاثر ہونا بھول جاؤ“

”میں ہیرامنگولی سے متاثر ہونا بھول جاؤں گا“

”تم ہیرامنگولی کے تو جی عمل سے نکل چکے ہو؟“

”میں ہیرامنگولی کے تو جی عمل سے نکل چکا ہوں“

”میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم آئندہ کسی کے غلام نہیں بنو گے۔ کسی کی غلامی نہیں کرو گے“

وہ میری باتیں دہرائے لگا۔ میں نے کہا ”تم آئندہ فریڈا علی تھیور کے جاں نثار دوست بن کر رہو گے“

”میں نے کہا میں آئندہ فریڈا علی تھیور کا جاں نثار دوست بن کر رہوں گا“

”آئندہ تمہارا دماغ اس قدر حساس ہوگا کہ برائی سوچ کی لہر میری

کوتے ہی سانس نوک لوگے کسی کو اپنے دماغ میں بولنے نہیں دو گے“

وہ پھر میری باتیں دہرائے لگا۔ میں نے کہا ”جب تمہارے حساس دماغ کو برائی سوچ کی لہر محسوس ہو تو اس سے کو ڈر ڈ پوچھ لینا۔ اگر وہ کے فریڈا علی تھیور سے تو اس کے لیے دماغ کے رد کرنے کھول دینا“

وہ میرے احکامات دہرا کر آ جا رہا تھا اور دہرا کر آ جا رہا تھا۔ میرے ایک ایک حکم کی تعمیل کرتا رہا ہے گا۔ میں نے آخر میں کہا ”میں تمہیں سختی سے حکم دیتا ہوں، اپنے دل دماغ سے غلامی کو بالکل نکال دو“

اس نے کہا ”میں سختی سے عہد کرتا ہوں کہ غلامی کو کبھی نہ چھلا دوں گا“

”میں نے پوچھا میں نے اس عمل کے دوران جتنے امکانات تمہیں دیئے کیا سب یاد ہیں؟“

”جی ہاں سب یاد ہیں“

”اس میں سب سے اہم حکم کون سا ہے؟“

وہ چند ساتوں کے لیے خاموش رہا۔ پھر بولا ”سب سے اہم حکم یہ ہے کہ میں غلامی کو کبھی نہ چھلا دوں اور آپ کا جاں نثار دوست بن کر رہوں“

”شباب! اب تم جاں نثار کی اور دوستی کا ثبوت دو اور بتاؤ ہیرامنگولی اور شارہ پر کی کمزوری کیا ہو سکتی ہے۔ تم نے کچھ دیکھا ہے؟ کچھ بھلا ہے؟“

وہ چند لمحوں تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا ”میرے عقل زیادہ کام نہیں کرتی لیکن میں نے ہیرامنگولی کو پریشان دیکھا ہے۔ ایک بار بڑا بڑا ہاتھ کا شارہ پر میری طرح بیار ہے۔ اگر ایسے میں کوئی دشمن اس کے دماغ میں پہنچنا چاہے تو آسانی سے پہنچ جائے گا اور یہ بات ہیرامنگولی کے لیے پریشان کن ہوگی“

غلام باقی نے یہ معلومات فریڈا کو کسے دل خوش کر دیا۔ ہمارا سب سے بڑا دشمن شاپر تھا اور میں اچھی طرح جوں میں اس کے لانے تک پہنچ سکتا تھا۔ لہذا وہ بیار تھا اور اب بیار نہیں ہے۔ تب سبھی اس کا دماغ کمزور ہوگا۔ میری خیال خرابی کی لہروں کو روک نہیں سکے گا۔ میں نے کہا ”باقی تم نے واقعی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم آرام سے دو گھنٹے تک سوئے رہو گے۔ جب بیدار ہو گے تو تو جی عمل کو بھول جاؤ گے“

اس نے وعدہ کیا اور رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے دماغ میں موجود رہا۔ پھر میں نے ایک جوان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ”کیا تمہارے پاس ٹرانس میٹار ہے؟“

جی ہاں جناب

”تم اپنے کسی ایسے ساتھی سے رابطہ قائم کرو جو پہلی کا پھر کا انتظام کر سکتا ہو۔ علم باطن دو گھنٹے بعد میدان ہوگا۔ اسے یہاں سے شکوہ رواد کر دینا اس کے ساتھ کسی کو جاننے کی ضرورت نہیں ہے“

مہمان نے سوچا۔ اور کوئی خاص بات تو نہیں رہی گئی ہے؟ پھر مجھے یاد آیا، میں نے اسی جوان سے کہا: اگر گزشتہ کا پھر حاصل کرنے اور غلام کو شکار گورہا کر کے میں دشواری پیش آئے تو پوری سے ٹرانسمیر کے ذریعے رابطہ قائم کرنا۔

میں نے تم باتیں سمجھانے کے بعد پوری کے پاس آ گیا۔ اسے خوشخبری سنانا چاہتا تھا کہ میں چشم زدن میں شاد ہر کے پاس پہنچنے والا ہوں۔ اس وقت تک وہ بہرام گنگولی کے پاس پہنچ چکی تھی۔ میری باتیں سننے کے بعد اس نے کہا: فریاد اب تم کسی جی سے اس پر سنو۔ شخص کے اندر پہنچنے کے بعد خود کو ڈلا دی علیحدہ ثابت کرتا رہا تھا لیکن میں میرے پاس موجود رہتا چاہیے۔ بہرام گنگولی زیادہ سے زیادہ پچیس بائیس گز کے فاصلے پر ہے۔ وہ ایک کھنڈر نامکان کے

ملائے گا ڈی روک کر اتر رہا ہے۔ شاید یہ اس کا خلیفہ آؤا ہے۔ میں نے ہتے ہوئے کہا: پوری جو معلومات تم فراہم کر رہی ہو، میں اس سے زیادہ بتا سکتا ہوں۔ سبھی میں شاد ہر کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ وہاں رہ کر تھاری رہنمائی کرتا ہوں گا میرا انتظار کرو۔

وہ ان میں سے نہیں تھی جو ایک جگہ بہت کن برائے نظر کرتے رہ جاتے ہیں وہ کارے اکثر تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی اس کھنڈر نامکان کے پچھلے حصے میں جاری تھی۔ میں شاد ہر کے دماغ میں ایسی سمولت سے اتر گیا جیسے پتھر پر انگلی کا نشان اترتا ہے۔ خدا یا تو کیا ہے؟ تیر ہی خدا کی ہے؟

تیر سے جیسا دکوئی پراسرار ہو سکتا ہے، دکوئی برسرا طعن ہو سکتا ہے تو باطن میں ہی ظہور بھی ہے۔ تو حتمی بھی ہے، سائنس کا بھی ہے۔ لیکن تم انسان خود کو ہی قوت حاصل کرنے کے بعد فرعون اور فرعون جاتے ہیں خدا کی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تیری طرح پراسرار رہنا چاہتے ہیں، پھر اپنے منہ کی کھلتے ہیں۔

اس شاد ہر نے کتاب پریشان کیا تھا۔ ساری دنیا کو چونک کر دیا تھا۔ ساری دنیا کے براہم پڑے افراد خطرناک تنظیمیں پھرتی تھیں اس ٹرانسفارمیشن کو حاصل کرنے کے لیے اسے تلاش کرتی پھر تھیں اور اب وہ میری مٹھی میں تھا۔ یا خدا! میں تیرا جتنا شکر ادا کرتا

میں نے اس کے دماغ میں پہنچنے کے بعد خود کو ظاہر نہیں کیا۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ بہرام آخر کرنا کیا چاہتا ہے۔ کس طرح خود کو اور مشین کو چھپا کر رکھے گا اور کس طرح پوری کو ڈانڈ دینے کی کوشش کرے گا۔

وہ ایک کھنڈر نامکان کے سامنے گاڑی روک کر اتر گیا تھا۔ اس کے سامنے شاد ہر سے زیادہ مشینا ہم تھی۔ مشین کے کئی حصے الگ الگ انجینی میں بند کر دیے گئے تھے گاڑی رکھتے ہی بہرام گنگولی کے جان نثار وہاں پہنچ گئے تھے۔ اس کے حکم کے مطابق ایک ایک انجینی اٹھا کر اس مکان کے اندر لے جا رہے تھے۔ میں نے شاد ہر کی سوچ میں کہا: انسان اپنے اقتدار کو حاصل کرنے کے لیے کتنے پھانسلے آزمائے۔ طرح طرح کی جالیوں سے کام لیتے۔ پھر بھی وہ ساری زندگی حکومت نہیں کر سکتا۔ اقتدار قائم نہیں رکھ سکتا۔

وہ بریشان ہو کر کہتے لگا: میں ایسا کیوں سوچ رہا ہوں؟ میں نے اس کی سوچ میں کہا: شاد ہر میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ مجھے اپنی ساری زندگی یاد کرنا چاہیے اور اپنے اعمال کا حساب کرنا چاہیے۔ میں نے کسی کو ایک پیسے کا فائدہ پہنچایا۔ کیا میں نے اپنے دوستوں کو نقصانات سے بچا یا ہے؟

کیا میں نے اپنے خون کے رشتوں کے ساتھ انصاف کیا ہے؟ فریاد اور اس کی ساتھی عورتیں اور اس کی ٹیلی جی جاتے والی عورتیں تو دور کی بات ہیں۔ میں نے تو اپنے ہی خون سے بنے ہوئے بھائی اور بہن کو ہلاک کر دیا۔ سین کی گردن اڑا کر ایک قبر میں پھینچا دی اور اس قبر سے بھائی کا حصہ مناسف کر دیا۔

وہ ان باتوں کو یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں یاد کر رہا تھا۔ اب وہ خود ہی سوچنے لگا کہ کس طرح اس نے بن کار کاٹ کر قبر میں پھینچا دیا تھا۔ کس طرح بھائی بارہ کرنا تھی بلانی تھی کہ وہ دم گھٹنے کے بعد کرنا تھا اور اب کس طرح اپنے بڑے بھائی آرم اور سب سے جھوٹی سن جو جو کر لیتے سے ہٹا دینا چاہتا تھا لیکن فی الحال مجبور تھا۔

وہ ایسی سوچوں میں گھر کر بریشان ہو گیا تھا بلکہ بھلا گیا تھا۔ اس نے ایک دم سے بدحواس ہو کر پچھتے ہوئے کہا: بہرام گنگولی اور صراؤ میرے اندر کچھ ہوتا ہے۔ میرا خمیر مجھے بیدار کرنا چاہتا ہے۔ میں اپنے خمیر کی بات نہیں مان سکتا۔ میں نے نہت گناہ اور جرائم کیے ہیں پتا نہیں کیوں مجھے ان سب کا احساس ہو رہا ہے۔ پلینے اپنے کانے مل سے بچاؤ مجھے خمیر کی بیلر رکھے دو بہت دور لے جاؤ۔

بہرام گنگولی نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس کے شانے کو تھپتھپاے ہوئے کہا: تم میری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہو۔ میں تو تمہیں مرنے دوں گا مگر یہ تمہارے خمیر کی بیلر ہونے دوں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ اس نے ہاتھ تھام لیا۔ شاد ہر اس کا سامنا کرے گا ڈیڑے

بہرام گنگولی اپنے جان نثاروں سے کہہ رہا تھا: گاڑی سے اتارنا ہوا نام سامان جمیل کے کنارے رکھ دو۔ میں نے پوری کے پاس پہنچ کر اسے بتایا: تمام سامان جمیل کے کنارے لگا جا رہا ہے۔

نہ چھپائے شاد ہر کے پاس پہنچ گئے ہو؟ بڑی آسانی سے اس کے دماغ میں جا سکتے ہوں۔

پھر تو بہرام گنگولی کا باب بھی اس مشین کو نہیں لے چکے گا۔ شاد ہر اس کے ساتھ چلتا ہوا اس مکان کے اندر آیا۔ مکان واقعی کھنڈر تھا۔ جگہ جگہ گاڑیوں اور گاڑیوں کے جالے تھے۔ ہونے دکھائی دے رہے تھے۔ رات کا اندھیرا چھا گیا تھا۔ بہرام کے جان نثار مارنے کے ذریعے راستہ دکھائے تھے۔ شاد ہر اس مکان کا ایک آدھ کر رہنے کے قابل ہوئی احوال تو بہتے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بہرام گنگولی اس مشین کی حفاظت کے سلسلے میں بہت پریشان تھا۔ اس نے سمجھا لیا تھا کہ کوئی لڑکی اس کا بیچیا کرتی ہوئی وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اگر وہ تھلے سے تو اسے چپنی میں مسل دے گا لیکن اس کے پیچھے کوئی خطرناک تنظیم ہے تو وہ عہدیت بن جائے گی۔ لہذا اب وہ مشین کو اپنے کانے مل کے ذریعے کس چھپا دینا چاہتا تھا مگر کوئی انسان اسے دیکھ نہ سکے۔

شاد ہر بیماری کے باعث کمزور ہو چکا تھا۔ خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ بہرام گنگولی نے اس پر جو تیزی مل گیا تھا فی الحال وہ بے کار ہو چکا تھا۔ میں دماغ کی کمزوری کے باعث کسی وقت بھی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا اور اس وقت بھی پہنچا ہوا تھا۔

ہر ذمی شعور پر تسلیم کرنا ہے کہ قدرت اور مشین میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قدرت جو صلاحیتیں ہیں عطا کرتی ہے وہ پائیدار رہتی ہیں۔ مشین کے ذریعے ٹانگ تیار کیا جائے یا اناج اگا یا جائے، ان سے قدرت تو نانی کبھی نہیں مل سکتی۔ وہ جی تھی کوجب رد زان کے چہرے کو بگاڑا گیا اور اسے بدمعنی کا احساس ہوا اور اسے دائمی جھٹکا پہنچا تو اس کے دماغ سے ٹپٹی جی تھی کی صلاحیتیں مٹ گئیں۔ شاد ہر کے ساتھ دو بار ایسا ہوا کہ وہ خیال خوانی نہ کر سکا۔ ایک تو اس وقت جب ٹرانسفارمیشن سے اس کے دماغ کو منسلک کیا گیا تھا اور اس کی صلاحیتیں موریٹ کے دماغ میں منتقل کی گئی تھیں تو وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد چند گھنٹوں تک خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری بار آج بیماری کے باعث خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہا تھا لیکن ٹپٹی جی تھی کی صلاحیتیں اس وقت بھی بحال ہو سکتی تھیں کیونکہ ابھی تک اسے اپنی بہن رد زان کی طرح دائمی جھٹکا نہیں پہنچا تھا۔ بس وقت بھی ایسا تھا کہ پہنچتا ہے ٹپٹی جی تھی کی صلاحیتیں اس کے دماغ سے مٹ جائیں۔

بہرام گنگولی اس مشین کو ایسی جگہ چھپا دینا چاہتا تھا جہاں ہم پہنچ نہ سکیں۔ پوری کسی بھی لمحے اس خطرناک جا دور گئے مگر نئے الی تھی۔ ایسے میں اس کے پاس موجود رہنا لازمی تھا۔ شاد ہر اپنے تھوکی کا کے ساتھ اس کھنڈر سے گزرتا ہوا ایک ایسے کمرے میں آیا جو نسبتاً صاف تھرا تھا۔ وہاں وہ آرام سے لیٹ سکتا تھا۔ بہرام گنگولی نے کہا: تم آرام کرو۔ جیسے ہی میں کامیابی حاصل کروں گا میرے آدھی تمہیں میرے پاس پہنچا دیں گے۔

میں نے شاد ہر کی زبان سے کہا: میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ کیا سوچاؤں؟ بے شک سوچاؤ۔ اگر تم کمزوری بند میں رہو گے تو میرے آدھی تمہیں کا منہ پر اٹھا کر میرے پاس پہنچا دیں گے۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں اور مشین کو جو کرکٹ میں جا سکتا ہے۔

میں نے پوری کے پاس آ کر دیکھا۔ وہ دور ہی دور سے ایک لمبا چکر کاٹ کر اس کھنڈر نامکان کے پچھلے حصے میں پہنچ گئی تھی۔ اس مکان سے تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر جمیل کا مکان تھا۔ کتا سے پر ایک بڑی موٹر بوٹ نظر آ رہی تھی۔ پوری مجھے اٹھا کر شاد ہر سامان اسی موٹر بوٹ پر لاد دیا۔ کتا کے سامان یعنی تمام انجینی اور بڑے بڑے موٹوں کس بن میں وہ مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ میدان میں لاکر رکھ دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بہرام گنگولی آ گیا۔ اس کے جان نثار وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ اس نے بیگ کھول کر ایک چھوٹا سا ڈبا نکالا۔ پھر اس میں سے سڑخ سنوت نکال کر اس سامان کے چاروں طرف ڈالتے لگا کر اسے سڑخ سنوت سفوف کا ایک دائرہ بنایا۔ اس دائرے کے اندر وہ ٹرانسفارمیشن تھی یعنی وہ کوئی بند کی کر رہا تھا۔

پوری اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور اسے یاد آ رہا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں جناب شیخ الفار سے اسے سمجھایا تھا سکتے ہیں۔ جھوٹ شیطان سے تعلق رکھتا ہے اور شیطان سے تعلق رکھنے والی ہر بات عارضی اور نا پائیدار ہوتی ہے۔ کس وقت بھی فنا ہو جاتی ہے لہذا جھوٹ سے شیطان سے اور جا دوسے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔

جمیل کے کنارے گری تاریکی تھی۔ کبھی کبھی شاد ہر کی روشنی میں نظر آتا تھا۔ بہرام وہاں گیا کہ وہاں سے پھر پڑا۔ کبھی ساحل اور کھنڈر کے ستارے میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ چیخ چیخ کر منتر پڑھ رہا تھا۔ ایک منٹ کے اندر ہی اچانک روشنی کا جھمکا سا ہوا پوری نے حیرانی سے دیکھا۔ اس مشین کے چاروں طرف اس نے سڑخ سفوف کا جو چھپر لگا دیا تھا وہ دائرے کے صورت میں الاؤ

کی طرح روشن ہو گیا تھا۔ وہ نمونہ شرح شعلوں میں بدل گیا تھا اور وہ شعلے زیادہ سے زیادہ ہندی کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ ان کے درمیان ہرام گنگولی کم ہو گیا تھا اور وہ نظر آ رہا تھا اور نہ انجی کس اور سوٹ کس دکھائی دے رہے تھے شعلوں کے اس پار ساحل پر کھڑی ہوئی موٹر بڑھی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

تب یوپی کی بجھ کر آیا، یہ چاہنا ہی ہے وہ اپنی بہتر منتر سے نظر ہندی کرنا چاہتا ہے۔ دیکھنے والے کی آنکھوں میں دھول چوبک کر اس تین کو نے کر جہاں چاہتا ہے تب اس نے لگارتے ہوئے کہا: ہرام گنگولی باہم متہا سے مقابلے پر تیار آئی ہوں۔ ان شعلوں کو پر وہ بنا کر جھپٹنے کی کوشش نہ کرو۔ سامنے آؤ!

شعلہ جیسے بڑے لگے اس کی ہندی کی ڈرام ہوئی تو ہرام نظر آئے لگا۔ وہ بڑی بڑی شرح آنکھوں سے گھور کر دیکھ رہا تھا پھر اس نے پوچھا: تو کون ہے؟

جواب سنائی دیا: ہاہب ہاہب! اس کے ساتھ ہی وہ نفا میں اچھٹے ہوئے کبھی ہاتھوں سے کئی کبھی پاؤں کے بل قسلا بازیاں کھاتی ہوئی دائیں سے بائیں دوڑ نکلی۔ پھر ہاہب ہاہب کی آواز کے ساتھ نفا میں اچھلی۔ غلام ایک قلابا کی کھانی اس کے بعد زمین پر آ کر دو نوں پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے۔ اس کی تہی ہوئی گردن پر چوہر پڑی تھی کیا ابھی جواب دینا ضروری ہے؟ وہ غرار کر بولا: ارسی تو فریادی کی جنانا شک والی ہے!

وہ جہانگ انداز میں قہقہہ لگاتے لگا۔ پھر بولا: میرے سلنے یہ اچھل کر دو کام نہیں آئے گی۔ یہ جا دو ہے۔ سیاہ جا دو۔ میری طرف چھلانگ لگا کر آئے گی تو تھم کے بل گرے گی!

اس نے ہاہب ہاہب کا نعرو لگاتے ہوئے پھر نفا میں پھلانگ لگائی۔ اس کی طرف پیکر اس کے لیے جہانگالی کا نعرو لگاتے ہوئے اس کی طرف ایک چوبوک ماری۔ وہ یکبارگی کٹے ہوئے شمشیر کی طرح نیچے گر کر زمین پر اوندھے منہ گر پڑی۔

خدیہ تکلیت کا احساس ہوا۔ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔
 "میں نہ کہتا تھا نہ کہ بل گئے گی!"

وہ سوچ رہی تھی کیسے گر پڑی۔ آج تک جہانگ کی خطرناک کرتب دکھانے کے دوران اس سے سہول چوک تین ہوتی تھی۔ ایک بار وہ ایسے تھے تار پر کرتب دکھا چکی تھی جہاں اوپر نیچے سانپ ہی سانپ دکھائی دے رہے تھے۔ ایسے زہریلے غار میں تھے ہوئے آہنی تاروں پر چلنا بچوں کا کہلی نہیں تھا۔ ذرا سی لغزش اسے زہریلے سانپوں کے درمیان پہنچا سکتی تھی۔ ہرمالی اس نے سمجھ لیا کہ خود سے نہیں گری۔ نہ ہی اس سے کوئی غلطی ہوئی۔ اسے شیطانی عمل نے گرایا تھا۔

وہ آٹھ کر کھڑی ہوئی۔ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر گھومتے ہوئے ہرام کو دیکھنے لگی۔ وہ قہقہہ لگاتے کے بعد پھر منتر پڑھ رہا تھا۔ انداز بتا رہا تھا منتر پڑھتے ہی پھر اس کی طرف چوبوک مارے گا۔ یوپی تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے چوبوک مارنے کی کوشش کی وہ ہاہب ہاہب کر رہی تھی فدا بادی کھانی ہوئی ایک طرف سے دوسری طرف گئی۔ ایسا کرنے سے پہلے جہاں کھڑی ہوئی تھی وہاں آگ کے شعلے پکے ہوئے آئے تھے۔ پھر بجھ گئے تھے۔ لیکن اس نے چوبوک مارا اسے شعلوں میں لپیٹنا چاہتا تھا اور تا کام ہاتھ دکھائی دے اور گھوم گیا جو درہ کرتب دکھائی ہوئی تھی۔ آدھ منتر کر کے منتر پڑھنے کے بعد چوبوک ماری مجبوراً ہاہب ہاہب کر رہی تھی دوسری جگہ چٹکتی تھی۔ ہرام نے اپنے کالے عمل سے چاروں طرف شعلے بھرا دیے تھے۔ وہ دائرہ کا شعلوں کے باہر جاکر کاٹ رہی تھی کبھی اُدھر کبھی اُدھر جہانگ کی طرح پلک رہی تھی۔ ہرام گنگولی ایک جگہ کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا کہ دوسری طرف پلٹ کر اسے دیکھتا پڑتا تھا۔

اگر وہ تمام رات اُدھر سے اُدھر پلٹ کر اسے دیکھتا رہتا تب بھی بریشان نہ ہو تا اور نہ ہی تھکن محسوس کرتا۔ پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ منتر پڑھتے پڑھتے سہول جاتا تھا۔ دھیان بڑھ جاتا تھا۔ وہ جہانگ کی طرح لیپت تھی اور دونوں لگاتے تھا جیسے ابھی آگ کے شعلوں کو پار کر کے اس کے سر پر پہنچ جائے گی۔

اس کی عقل میں یہ بات آئی کہ یوپی کی طرف چوبوک مارنے کے بجائے آگ کے شعلوں کو بند کرنا چاہیے تاکہ وہ دائرے کے اندر نہ آسکے۔ پھر اس نے یہی کیا اور زور سے منتر پڑھتے ہوئے آگ کے شعلوں کو ہوائی لگاتے تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے سر کے پھلے ہوتے ہیں کسی نے کوئی سہل سہل سے ماری ہو۔ وہ ایک ٹانگ پر کھڑا منتر کا جاپ کر رہا تھا۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ سنبھلنے کی شہرت تک بل زمین پر گر پڑا۔ اسے یوپی کی آواز سنائی دی۔ زمین نے بھی تھی چلا دی۔ حساب برابر ہوا۔ اب نیا حساب شروع ہو گا!

وہ پھر تکی سے آٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سر کے پھلے ہوتے ہوئے یوپی کو جیرا سے خالی ہاتھ دیکھ کر بولا: قہقہہ! کس چیز سے محو کیا تھا؟

وہ پیڑا بدلتے ہوئے بولی: جنگ جاری رہی تو مجھے ابھی یقین ہوجانے کا کہ میرے ہاتھ پاؤں بھی کسی ہتھیار سے کم نہیں ہیں! تو میری غفلت سے فائدہ اٹھا کر اندھائی مسکواب تیرے بدن کی راکھ باہر جانے لگی!

وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر شعلوں پر چوبوکیں مارنے لگا شعلہ دائرے کی صورت میں چمک چمک کر بند ہوتے جا رہے تھے۔ اب اس دائرے کے باہر سے کوئی اندر نہیں سکتا تھا۔ میں پڑا

کے پاس نہ کہ خیال نحرانی کی آٹھ سے دیکھ رہا تھا۔ مختلف انجی اور سوٹ کیس میں ٹرانسفاوریشن کے حصے رکھے ہوئے تھے۔ سان کے طرف پوچی اور ہرام گنگولی بیترسے بدل رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا: مجھے یاد آیا تیرا ویڈیو فلم دیکھنے والے تھے فولادی ڈھینڑہ لیتے ہیں۔ یہ میرے لیے شرم کی بات ہوگی اگر میں تجھے بائیں ہاتھ سے نہ ماروں!

وہ بے شک ڈھبڈھب معمولی تو تون کا حامل تھا۔ اس کا دھوی خاؤہ ہاتھوں سے اچھی کی سوٹ سرورڈ دیتا ہے۔ اور نشتا شیر سے لڑاتا ہے۔ وہ شہ کی طرح مغز تارتا ہائے گرا۔ اسے لڑنے کا فائدہ آتا تھا۔ اسے اپنی دانست میں بڑا کامیاب محسوس کرتا تھا لیکن یوپی وہاں نہیں تھی نہ ہاہب ہاہب کی آواز کے ساتھ ہی فضا میں ہراؤ کرتی اس کے سر کے اوپر سے گزرتی تھی۔ جب اس نے ناکام حملے کے بعد پلٹ کر دیکھا تو منہ پر زبردست ٹھوک پڑی۔ وہ تھک کر رہ گیا۔ اسے تسلیم نہ رہا۔ وہ گشت بدوست کہ ہے عرصہ آدا اور سو روئی نے اسے زلا بنا دیا ہے۔

ہرام گنگولی نے بھی حملے کے لیے وہ بھیجی کی طرح اُدھر سے اُدھر چلی تھی وہ ایک بار سے گزرتے میں نے ثابت کرنا چاہتا تھا کہ زمی اس کے پھلے سے نہیں نکل گئی! جیوئی کی طرح منہ ملی جالے لیکن وہ ایک بار بھی ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔ آخر وہ غصے سے ہاتھ دے کر بولتا: عورت آخر عورت ہوتی ہے۔ مرد کی طرح لڑنا نہیں آتی! نادمی مرد کی پچھے تو ایک جگہ کیوں نہیں لڑتی؟ ہند ریایا راج اچھی کیوں جا رہی ہے؟ یہاں ایک بار...!

اس کی بات ادھو لگتی۔ پوچی پوچی بانجوں بائیں کے سر کو ٹوک رہی ہوتی گزرتی تھی۔ ہر بار وہی محسوس ہوتا تھا جیسے لوہے کی لٹا پھر پڑ رہی ہیں۔ وہ غنی معمولی قوت پر داشت کھلنا پھر ہرا کر ہا بلی کوئی اُردھ ہوتا تو سر پر اتنی سلا میں کھانے کے بعد گر پڑتا۔ تب اس نے چوبوک کھڑکی ہوا۔ اسے مجھے مرانا ہی دکھانا ہے۔ شیخ حاصل کرنا ہے۔ یہ چوبوک کرتب دکھا کر اُٹھا رہا ہے۔ بے عین کی ٹھکر کرنا چاہیے۔ اس سے بعد میں ٹٹ لوں گا!

اس نے یکبارگی دونوں ہاتھ اٹھا کر بے جہانگالی کا نعرو لگایا۔ دونوں ہاتھ جوڑ دیا۔ اس کے جڑھے ہونے ہاتھوں میں وہ توالہ ناکج سے وہ کالی بان کے چروٹی میں انسانی گردنیں کاٹ کر بائیں جاتا تھا۔ یوپی کی نظروں میں اس کے ہاتھوں پر برقی ہوتی تھیں۔ وہ لوں کی روشنی میں دائیں بائیں اوپر نیچے متوار جاتا ہوا اس کی ہر دوپ دکھا رہا تھا۔ پھر اس نے یکبارگی حکم کیا: "ہاہب ہاہب! وہ توار کی کاٹ سے نکل گئی! اس کی جھار سے سوٹ کس پر پڑے گا اور پھر کیوں خوں کٹ گیا۔ اندر ہوئے کئی شیخ

تھی! توار کی گئی اور نہ سوٹ کیس دو حصوں میں تقسیم ہو کر بتا کر پوچی تقسیم ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔ ہرام گنگولی سمجھ رہا تھا! وہ لڑکی اس کا وقت منافع کر رہی ہے۔ شاید اس کے جان بچانے والے ہیں۔ پھر مشین کا حصول دشوار ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے چمک کر کالام کیا منتر پڑھتے پڑھتے جی پاؤں کے انجی ٹپے پر کھڑا ہو گیا۔

یوپی نے حیرانی سے دیکھا۔ ایک انجی ٹپے پر تمام ہرام کا بوجھ اٹھا کر کھڑے رہنا حیرت انگیز کمال تھا۔ یہ حیرانی اور بڑھتی گئی جب اس نے ہرام گنگولی کے جھوٹے ایک اور ہرام گنگولی کو دیکھتے دیکھتے دوسرے کے ہاتھ میں بھی توار دیکھا۔

اب مقابلے پر دو تھے۔ یکو حیرانی اور بڑھتی گئی۔ ہرام کے بوز سے تیار ہرام تیار ہی نکلا۔ پھر جو تھا پھر بانجواں اس طرح پھر ہرام گنگولی اسے چاروں طرف سے گھیرنے لگے۔ اسے اپنے داغ میں لپیٹنے انکار کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ حقیقت نہیں ہے! دو جھومت ایک ہرام گنگولی کا ہے۔ باقی نظر کا دھوکا ہیں۔ بانج توار میں نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ صرف ہر شہت زدہ کریں گی۔ محض ایک توار سے نقصان پہنچے گا!

یوپی اُٹھ کر رہ گئی تھی۔ چاروں طرف سے گھیرنے والے ہراؤ میں سے اصلی ہرام کی شناخت مشکل ہو گئی تھی۔ اس کی سلا تھی اسی میں تھی کہ وہ اصلی توار کو پہچانتی ہے۔ اسے زیادہ پوچھنے کیسے کا سوچتے ہیں تھیں۔ وہ سب کے سب اچھا کٹتے کہنے لگے۔ اس نے ایک آہ سے بچنے کی کوشش کی۔ پھر اسی میں حیرت نظر آئی کہ آگ کے دائرے سے نکل آئے پھر وہ ایک ہرام کے اوپر سے چھلانگ لگائی۔ نفا میں تلابازی کھاتی ہوئی آگ کے دائرے سے باہر آئی لیکن نجات نہیں ملی۔ وہ تمام توار ریزار بھی باہر لے گئے۔

وہ عجیب مشکل میں تھی۔ اصل اور نقل کی پہچان نہیں ہو رہی تھی۔ وہ متواتر جھرتے رہے تھے۔ یوپی بھاؤ کرنے کے دوران ایک توار کی زد میں آگئی۔ وہ توار اس کے بازو پر آئی پھر بازو اور سینے کو کاٹتی ہوئی گر گئی۔

ایک لمبے کیوں لگا جیسے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں لیکن وہ ثابت و دائمی خون کی ایک بو نہ دینگی تھی۔ یعنی وہ فریب نظر تھا۔ اس پر حکم کے دائرہ اصل نہیں تھا۔ وہ چھرتا دم ہو کر سلا کے کرتب دکھانے لگا۔ آئندہ گئے دال دوسری توار اصل ہو سکتی تھی۔ مصیبت یہ تھی نقل کو بھی اصل سمجھ کر بھاؤ کرنا پڑتا تھا۔ تب وہ جوبک گئی۔ موٹر بوٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ شیخ نے بھی جوبک کر کہا! یوپی تھمارے ساتھ دھوکا ہو رہا ہے۔ فوراً گنتی کرو دیکھا ہے اس پاس کتنے ہرام ہیں؟

گئے پر پانچ نظر آئے یعنی پانچوں فریب نظر تھے۔ اصل ہرام نگولی ٹرانسفا درخشن سے جا رہا تھا۔ وہ فوراً چھلانگیں لگاتی ہوئی آگ کے دائرے میں پہنچی۔ شعلہ سر بڑھ رہے تھے۔ دائرے میں رکھا ہوا سامان غائب تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی ساحل پر آئی۔ تاریکی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ رات کے ستارے میں درج جاتی ہوئی موٹر بوٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

کوئی جادو نہیں تھا یعنی نظر بندی کا ہنر تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ نظر بندی کا ہنر بھی جادو کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ بہر حال؟

مشین ہاتھ سے نکل چکی تھی۔

تاریکی میں موٹر بوٹ کی آواز ڈون ڈون جا رہی تھی۔

روپ پوری تھیں بچھنے زور زور سے پانپ رہی تھی۔ وہ بیٹھا کھایا ہوا ہوتی آئی تھی جیسی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ جیسی شکست میں کھاتی تھی۔ اس لیے اپنی انٹلٹ محسوس کر رہی تھی میں نے کہا۔ ناکام ہونا اور شکست کھانا بھی سمجھو۔ اس طرح انسان مغرور نہیں ہو جاتا۔ خدا کو ناتواں بنا دیتا ہے۔

اس نے بڑی بے بسی سے تائید میں سر ہلایا۔ پھر پلٹ کر آؤر دیکھا جو دروازہ نما آگ روشن تھی مگر اب کچھ نہیں تھا۔ وہ دائرہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ٹرانسفا درخشن میں ہرام نگولی نے جا چکا تھا۔ وہ جو باقی عدد ہرام نگولی تھے، ان میں سے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "بھروسہ میں آئی تاکہ اتنا تھا۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب کچھ میرے سامنے پیش آ رہا ہے پھر بھی یقین کر کے کہنے کوئی نہیں جانتا ہے۔ ہم سائنسی دور میں سائنس سے رہے ہیں۔ یہ کلا اعلیٰ آج کے دور میں محدود ہو گیا ہے۔ یہ کبھی بھی کسی کے سامنے آتا ہے یا کوئی اس کا ذکر کرتا ہے تو دوسرے یقین نہیں کرتے۔ تم بڑے حوصلے سے کلمے جاؤ۔ کوئی کام بناتی رہی ہو۔ ہرام نگولی تمہیں جھلا نہیں سکے گا۔"

"اسے تو میں بھی نہیں جھلاؤں گی۔ وہ شعلے سے کبھی آؤں گی۔"

کیا فوری طور پر یہی لاک پٹر کا انتظام نہیں ہو سکتا؟

وہ دوڑتی ہوئی لاک کے پاس آئی۔ اس کے ڈیش بورڈ سے ٹرانسفا نکلا۔ پھر رابطہ قائم کرنے میں شیار پر کے پاس آ گیا۔ وہ آرام سے آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں کسی کی آواز آ رہی۔ پتا چلا وہ شخص بھی ٹرانسفا کے ذریعے بائیں کر رہا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دینے والا ہرام نگولی ہے۔ وہ حکم دے رہا تھا۔ شیار پر کو فوراً ہال سے اٹھا کرے جاؤ۔ وہ فریڈی جٹاٹک والی بہت خطرناک ہے۔ اس سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا۔ وہ راستے میں آئے تو فوراً گولی مار دینا۔ شیار پر کو کسی خفیہ آڈے میں لے جاؤ۔ میں اس سلسلے میں ناکامی برداشت نہیں کروں گا۔ آؤ اور خدا! ٹرانسفا کے ذریعے بات کرنے والے نے اپنے ساتھی کو ہرام

کو حکم سنایا دوسرے نے کہا۔ میں گاڑی اس مکان کے قریب لے آتا ہوں۔"

وہ اہرگا۔ وہاں تین شخص پہرہ سے بے تھے مگر پوری آواز کا رخ نہ کرے۔ میں انہیں آپس میں بات کرنے پر مجبور کرتا رہا اور اس سب کی آواز میں مشتارہ۔ پھر پوری کے پاس آ گیا۔ وہ بولی۔ اس وقت یہی لاک پٹر کا حصول مشکل ہے۔ مٹی کی جیل اور گرن لینے کے ساحل پر سختی سے چیلنگ ہوئی ہے۔ رات کے وقت ان اطراف میں مرد سرکاری آئی لاک پٹر پرواز کر کے میں نہیں ہر واز کی اجازت نہیں ہے۔

"پرواز نہ کرو۔ گاڑی میں بیٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ۔"

وہ میری رائے سے بولی کیا شیار پر کچھ جوڑ دوں؟

"تم یہاں سے چلو۔ میں تیار ہوں۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ لاک ڈرائیو کرتے ہوئے بولی۔

"اب بتاؤ اسے کیوں چھوڑنا چاہتے ہو؟"

"میرا اسے پکڑ کر کیا کر سکتا ہے؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو؟ یہ شخص اتنے دنوں تک پمپسز لے رہا ہے۔ اس نے یہی بیٹھی کے ذریعے اسرائیلی ایجنٹوں کو باہر صاب کے ادارے میں گھسنے کا موقع دیا۔ ہمارا راتوں کی نیندیں خراب کرنا اور تم سے چھوڑ دینا چاہتے ہو۔"

"وہ ہم سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ میں نے اس کے ذرا میں جگہ بنالی ہے۔ اس کے آس پاس جتنے لوگ ہیں، ان سب کی آوازوں اور سب دیکھ کر یاد کر چکا ہوں۔"

"اس کے پاس معمولی آؤر کا رہا ہے۔ وہ کسی وقت بھی اپنی جگہ بدل سکتے ہیں۔ ان کی جگہ سننے آ سکتے ہیں۔ شیار پر کے دماغ کو پھر تنوی عمل کے ذریعے لاک گیا جاسکتا ہے۔ تب کیا کرو گے؟"

"جب ایسا ہوگا تب دیکھا جائے گا۔ ہرام شیشے سے لیا۔ لیکن وہ شیار پر کے بغیر بے کار ہے۔ اسے بہر حال میں اپنے پاس بلائے گا۔ ہم شیار پر کے ذریعے ہی ہرام تک پہنچ سکتے ہیں۔"

وہ ڈرائیو کرتی رہی۔ کچھ سوچتی رہی۔ پھر بولی۔ "یہی شیار پر کا وہ فری لڈرٹ بنا ہوا ہے۔ کوئی بھی یہی نہیں جانتے والا وہاں آ گیا ہے۔ یہ اچھا موقع ہے۔ تنوی عمل کے ذریعے ہرام نگولی کا کلمہ توڑ دو تاکہ اس کا دماغ متعلق نہ رہ سکے۔"

"میں ایسا کرنے والا ہوں اس کے لیے مناسب موقع دیا رہا ہوں۔ جب تک شیار پر نہیں آرام سے جا کر نہیں بیٹھے گا، میں ان پر عمل نہیں کر سکتا گا۔"

"جب میں ہرام سے متاثر ہو کر رہی تھی تب موقع تھا۔" شیار پر کا رابطہ ٹرانسفا سے تنوی خیز تھا۔ وہ بے حسیت بار بار کانٹے ٹھکانا دیکھا رہا تھا۔ میں یہ سوچ کر رکھا رہے دماغ میں موجود تھا کہ

بھی صحبت کی گھڑی میں اچانک خود کو ظاہر کر دوں گا۔"

"اگر وہ اپنے کسی عمل سے مجھے مار ڈالتا تو؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کلمے سے کوئی بھی کو بائیں سکتا۔ اگر ایسی کوئی مثال ملتی ہے تو سر نے اعلان کیا ہے۔ بزدل اور سست بہت ہے۔ وہ دہشت زدہ ہو جاسکتا ہے۔ بعض حالات میں خون کی رائے کرتا ہوا مر جاتا ہے۔ جو لوگ غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں۔ یہ مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں اور حوصلہ مند ہوتے ہیں۔ ان پر آج تک کالا جادو اثر نہ کر سکا۔ تاہم ترین مثال خود تمہاری ہے۔ وہ جیتنے ایک نہیں۔ ہرام نگولی کے ذریعے دہشت زدہ کر رہا ہے۔"

"ابھی آ رہا لیکن تمہیں جان سے نہ مارا۔"

"جب وہ شیشے نے فرخزاد پر ہوا تھا تو تم نے خود کو ظاہر کر کے نہیں کیا؟"

"اس نے کلمے سے مل کے ذریعے صرف تمہیں نہیں مجھے بھی الجھا دیا تھا۔ میں تیرا تھا کہ اصل ہرام نگولی کون ہے اور اصلی تو کون سی ہے بعد میں انکشاف ہوا تم پانچ کے درمیان گھری ہوئی تھیں۔ چھٹا جو اصلی تھا وہ شیشے نے فرخزاد پر ہوا تھا۔ موٹر بوٹ کی آواز سن کر ہمیں اپنی غلطی کا اور اچھے کا احساس ہوا۔ اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔"

"مجھے اب کہاں جانا ہے؟"

"شکار کو بیٹھو۔ میں آ رہا ہوں۔"

"ہرام نگولی کی زیر زمین آڈے میں پناہ لے گا۔ جب تک شیشے جیسی کسی علم اپنے دماغ میں مشعل نہیں کر لے گا تو خود کو اور شیشے کو کسی کی نظروں میں نہیں آئے دے گا۔"

"وہ کس بھی بد پوش رہے ہم شیار پر کے ذریعے اس تک پہنچ ہی جائیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ مجھے شیار پر کے پاس رہنا چاہیے دیکھنا تو اسے کہاں پہنچایا جا رہا ہے؟"

وہ ایک گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اعلیٰ دو سیٹوں پر ہرام کے پانچ آؤر تھے۔ اسے کہیں لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کے دماغ کو پکڑ کر معلوم کر لیا ہے کہ کہاں پہنچا جائے گا۔ پھر میں نے باہر صاب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے ہران کو مخاطب کیا۔

"اسے اسے کہا۔ میں چند ضروری باتیں کر رہا ہوں۔ انہیں نوٹ کر دو۔ وہ خود قلم کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا۔ ہرام نگولی کے تین آؤں کا پتا چلا ہے۔ ابھی یہ لوگ شیار پر کو شیشے کی جیل کے ساحل راستے پر جا رہے ہیں۔ شمالی سمت میں پہنچ کر جیل کو پار کریں گے۔ پھر آؤر ڈائریکشن میں گے۔ وہاں لیکن اسکو ان سے میں میل دیکھوٹی کسی آڈے سے جہاں یہ جیل کے لوگ زیادہ آباد ہیں۔"

"جناب! میں کچھ گیا۔ آؤر ڈائریکشن ہمارے جہاں موجود ہیں۔ میں ان سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔"

"ہرام نگولی کا دوسرا آؤر اعلیٰ بڈس کے انتہائی جنوب میں ہے وہاں ایک ساحلی شہر کوئی ایک آؤر شکار کے سامنے میں ناہ ہے اس غار میں سانپوں کی بستت ہے لہذا لوگ اس طرف نہیں جاتے ہیں۔"

"کیا یہ سانپ زہریلے ہیں؟"

"ان میں سے چند زہریلے ہیں۔ وہ سب ہرام نگولی کے پر د ہیں۔ وہ جھمکتے نہیں۔ ان میں ہے اور اس طرح ان کو اپنے قتلوم سے کرنا چاہیے۔"

"پھر تو وہ اس آڈے میں ٹرانسفا درخشن لے جائے گا۔" تم سب کو مختصر طور پر درود ہی دوسرے تمام آؤں کی غٹرائی کرنا ہے۔ ہرام کو کسی طرح شہ نہ ہونے پائے۔"

"جناب! اطمینان رکھیں۔ ہرام کو بھی ہمارا آہٹ بھی نہیں پائے گا۔"

"تیسرا آؤر آؤر بلنے بڈس کی شمال مشرقی ساحلی بستی میں ہے۔ یہاں ایک قلعہ قار ہاش گاہ ہے۔"

وہ میرے جتانے ہوئے پتے نوٹ کر گیا تھا۔ ہرام نگولی کے یہ تینوں آؤر کے کیمیا میں تھے۔ میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جناب شہر کا سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میرا آدم کوئی کا پٹیز کی سخت ضرورت ہے۔ یہاں فلائنگ کلب سے حاصل کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی ہے۔"

"میں اپنی فرانسس میکرٹون سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔ ان کا سفیر تمہارے لیے آسانیاں فراہم کرے گا۔ تم تو ڈی دیر بعد مجھ سے رابطہ قائم کرو۔"

میں غلام کے پاس آ گیا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے شکار گنپا دیا تھا۔ اس کا ٹھکانہ بھی دیا تھا۔ اب وہ بیٹوں سوٹ میں نظر آ رہا تھا۔ اس کے پاس ہزاروں ڈالر تھے۔ ضرورت پڑنے پر اوپر لے سکتے تھے۔ وہ ایک بہت ہی ننگے ہونے کے کمرے میں قیام کر رہا تھا۔ بنیادی بات یہ تھی کہ میں نے اس کے دماغ سے غلامی کے بائیم ختم کر دیے تھے۔ اب وہ ایک آزاد انسان تھا اور آؤر کے کسی کے غلامی قبول کرنا اپنی توہین سمجھتا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔

"یہیو احمد الباقی میں فریڈی بول رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے اٹھ کر اپنے پیش ہو گیا۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر بولا۔ "آپ کا غلام حاضر ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ابھی تمہارا دماغ پڑھ رہا تھا۔ تم غلامی کو اپنی توہین سمجھتے ہو پھر خود کو غلام کیوں کہہ رہے ہو؟"

"میرے آقا! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا غلام نہیں ہوتا لیکن تابع مد رہتا ہے۔ اب کی ذات سے مجھے آزاد ہی لے لیا ہوں۔

میرا دماغ ہمیشہ ایک آزاد انسان

ہوئی پیشگی غلامی سے نجات مل گئی۔ میرا دماغ ہمیشہ ایک آزاد انسان

کی طرح سوچے گا مگر اپنے صمن کے کام آتا اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا میرا عرض ہوگا۔ میں غلام ذہنی لیکن آپ سے درخواست کرتا ہوں مجھے غلام باقی ہی کہہ کر مخاطب کریں۔ آپ صلاحیتوں کے اعتبار سے اعلیٰ میں ملتی ہوں۔ اس لحاظ سے آپ کو قاتل کہا کروں گا؟

”اچھی بات ہے یہ بتاؤ میرا سنا سے رابطہ قائم کیا؟“

”وہ ذرا بچکانہ لگا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟“

”مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے“

”بلا جھک کر اور ذہنی تمہارے خیالات بڑھ لوں گا“

”وہ انہک انہک کر رہے لگا تو اصل وہ اچھی بنتی ہے۔“

”کئی بار مجھے برکانہ کی کوشش کرتی رہی لیکن میں اس پر آمنا رہا ہوتا ہوں“ اس سے رابطہ قائم کروں گا تو وہ پھر وہی کرتی کسے گی؟

”میں یہی چاہتا ہوں۔ وہ خود غرضی ہوگی صرف تم سے اپنا کام نکالنے کے لیے محبت کرے گی تو تم بھی خود غرض بن جاؤ۔ اگر وہ دل سے تمہیں چاہے گی تو تم بھی اس سے وفا کرو گے“

”میں نے برادر ڈیوٹی کے ساتھ دماغ میں پہنچ کر اس کے پارٹنٹ کا فون نمبر معلوم کیا پھر غلام کو بتاتے ہوئے کہا فون پر رابطہ قائم کرو۔ میں ٹھوڑی دیر بعد آؤں گا“

”میں نے پھر سچ صاحب کو مخاطب کیا۔ انھوں نے کہا۔“

”وائٹنگ میں فرانسیسی سفیر سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔ میں اس کی آواز سنا رہا ہوں“

”انھوں نے ریکارڈنگ کیا مجھے ایک شخص کی آواز سنائی دی۔“

”میں نے چند فقرے سنتے کے بعد کہا۔ کافی ہے آپ اسے بند کر دیتے“

”میں غصے کے دماغ میں پہنچ گیا جب اسے مخاطب کیا تو اس نے مسکرا کر جواب دیا مجھے فون پر پتا چلا کہ زبردستی پر گفتگو ہونے والی ہے۔ آپ میرے دماغ میں آئے ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اپنا بیجا پتہ مسزٹون کا اظہار کرتا ہوں“

”میں نے سچو اسے رسمی سا جواب دیا۔ پھر کہا مجھے یہاں دو بیٹنی کا پریشانی ضرورت ہے۔ یہ دن رات میرے استعمال میں لگ گئے وہ ٹھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا ہمارا ایک بے انتہا دولت مند شخص یہاں موجود ہے۔ اس کے پاس دانستہ ایک کپڑا ہے۔ وہ تمہیں مل سکتے ہیں“

”غزاس کے اس بے انتہا دولت مند کا نام فرانسیس فرنانڈو تھا۔ زبردستی دولت کا شمار نہیں تھا“ اس نے حرف عام میں لنگ فرنانڈو کہا۔ تمہارا سفیر نے سفیروں کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کیا۔ پھر کہا میں ابھی تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ ایک نہایت اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں“

”تمہارا آنا میری ہیکوں پر کیا دو گئے بعد میں آسکتے۔ میں

بورڈنگ ٹائمرنگ کی پیشکش امید کرنے جا رہا ہوں۔ یہ میٹنگ ضروری ہے“

”تم چاہو تو دو گھنٹے کے لیے میٹنگ ملتوی کر سکتے ہو“

”میرے علاوہ کئی کے باہر ڈائریکٹرز ہیں۔ دو گھنٹے بعد یہ کرنے کے لیے ہر ایک کو قائل کرنا ممکن نہیں ہے“

”میں نے سفیر سے کہا۔ آپ بحث نہ کریں۔ اس کے پاس پڑیں۔ وہ آپ کا انتظار کرے گا“

”میں لنگ فرنانڈو کے پاس پہنچ گیا وہ ریسورر کھنے کا اٹھا چاہتا تھا میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ کیا ہر جگہ ہے، اگر یہ تمام ڈائریکٹرز سے دو گھنٹے بعد کا وقت ملے کروں۔ شاید وہ راہ جو جائیں“

”وہ اس بات کو ماننا نہیں تھا۔ میں نے اسے مانتے پھر مجھ کو ایک ایک ڈائریکٹر کو باری باری فون پر مخاطب کرنے لگا۔ دوسرا کے مخاطب جواب میں کہتے تھے۔ میں ان کے دماغ میں پہنچ نہیں رہا ہوں۔ ہر جگہ پر یہی حالت تھی۔ اس طرح وہ پانچوں ڈائریکٹرز دو گھنٹے بعد ملنے کے لیے راضی ہو گئے۔ ٹھوڑی دیر بعد سفیر اس پاس پہنچ گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیا ہوا تم میٹنگ میں گئے؟“

”تمہیں ناراض نہیں کر سکتا تھا۔ پانچوں ڈائریکٹرز کو راضی کر دیا۔ بتاؤ کون سا اہم مسئلہ ہے جس پر گفتگو کرنا چاہتے ہو؟“

”اس نے فرنانڈو کی آنکھوں میں جھلکتے ہوئے مسکرائے ہوئے کہا۔ اس وقت ہمارا پاکستانی اور فرانسیسی بیروہ ہمارے درمیان موجود ہے“

”وہ ذمہ دار ہوا ہر جگہ گیا۔ جرائی سے بولا۔ کیا تم کسنا چاہو؟“

”ہو نہ ہو ہمارا صاحب ہمارے درمیان ہیں؟“

”ہاں تم میٹنگ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ فرادانا نے کہا میں تمہارے پاس چلا آؤں۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ یہاں آکر دیکھو ہا ہوں تو واقعی میرا انتظار کر رہے ہو“

”وہ سر کھچ کر سوئے لگا۔ میں نے مخاطب کیا۔ مسز فرنانڈو میں تمہارے دماغ میں بول رہا ہوں“

”وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ خوش ہو کر بولا گیا، آپ بول رہے ہیں؟“

”جی ہاں، اب تک میرے متعلق سفیر صاحب بول رہے ہیں“

”میں یقین دلانے کے لیے تمہارے اندر بول رہا ہوں“

”فراد صاحب! یہ ہمارے سفیر صاحب معائنہ کر آئے اگر یہی طرح آپ کا نام لیتے تو میں دنیا کے سامنے کام چھوڑ دیتا۔ آپ کا نقصان نہیں چاہتا“ اسی لیے آپ کے دماغ

وہ کہ فون کرنے پر مجبور کرتا رہا اور آپ پانچوں ڈائریکٹرز سے دو گھنٹے بعد کا وقت لیتے رہے۔“

”اودھانی گاڈ کیا یہ تم فون کروا رہے تھے؟“

”سفیر نے کہا۔ جی ہاں تم لوگ دماغ میں چپ چاپ باتیں کر رہے ہو اور میں اہمیتوں کی طرح متنبہ رہا ہوں“

”میں نے سفیر کے دماغ میں آکر کہا۔ اب میں آپ کے ذریعے گفتگو کروں گا۔ آپ کی زبان میری مرضی کے مطابق بولے گی“

”پھر وہ بولنے لگا۔ مسز فرنانڈو! اس وقت فراد علی تیور سفیر صاحب کی زبان سے بول رہا ہے۔ مجھے دو بیٹنی کا پتہ کسے ضرورت ہے؟“

”جب چاہوں جانے دوں گے“

”وہ دن رات میرے استعمال میں رہیں گے“

”ساری زندگی اپنے استعمال میں رکھو۔ کو تو تمہارے لیے یہاں دو چار ٹرانگ کلب کھول دوں“

”میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ضرورت ہوتی تو تمہیں بھی اٹھا کر لے جاؤں گا۔ فی الحال دو بیٹنی کا پتہ کافی ہیں“

”تم کہاں ہو؟“

”نیویارک میں بیٹھا ہوں۔ اب شاکا جانا چاہتا ہوں“

”مجھے پتا بتاؤ وہی بیٹنی کا پتہ کسے کر رہا ہے۔ پھر ہم ساتھ ہی شاکا جانا گئے“

”دو گھنٹے بعد تمہاری میٹنگ ہے“

”وہ کل بھی ہو سکتی ہے“

”تمہیں لاکھوں ڈالر کا نقصان ہو گا؟“

”تمہارے لیے جان دے سکتا ہوں۔ لاکھوں ڈالر کیا چیز ہیں؟“

”خوشی کے سامنے کسی کو یہ نہ بتاؤ یہ کہ میں یہاں موجود ہوں“

”مجھے حماقت کی توقع نہ کرو۔ بس میں آ رہا ہوں“

”وہ روائٹی کے لیے اٹھا گیا۔ میں سفیر صاحب کا شکر یہ ادا کر کے واقعی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ابھی یہاں ضروریات کا ایک لاسٹلای سلسلہ تھا۔ بیڈی سے ملاقات ہونے والی تھی۔ دوسرا غلام ہانی بھی مورنا کے پاس پہنچ گیا ہوا پھر ہم سب کو بیٹنی کا پتہ کے ذریعے ہر ام گنگولی کے مختلف آڈوں تک پہنچا تھا میں دانستہ کے اس سنی کی طرف ٹھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ ابھی آپ کو سونیاشیا پارک پہنچاؤں تو اس اور پارک دم کے متعلق بتانا بھی ضروری ہے۔“

کی تو وہ خریدنے چلا آیا۔

اسی شاپنگ سینٹر کے باہر ایک کار میں دوسرا ٹیو بیٹھا ہوا تھا اور وہ ہمارا پارس تھا۔ اس کے ساتھ شکر ڈالی سردار اور ہمارے دو بیٹنی تھے۔ روسٹی نے شکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ اچھا موقع ہے مرادو! سن ایک جگہ کھڑا ہوا اور دانی نادوں کا انتخاب کر رہا ہے اس سے بہت دو ٹیو بیٹنی لیے چیزیں پسند کر رہا ہے۔ میں ٹیو کو یہاں لاری ہوں۔ تم ہمارے پاس کو باؤں پہنچاؤ“

”پھر اس نے پارس کے پاس آکر کہا۔ بیٹنی تمہارا استمان فرما رہا ہے۔ بیٹنی ٹیو بیٹنی کے لیے تیار ہو“

”وہ شکر کے ساتھ کار سے باہر نکلا۔ گودھر روسٹی نے ٹیو کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اسے آہستہ آہستہ چلائی ہوئی اسٹور سے باہر لے آئی۔ شکر دوسرے دروازے سے پارک کا کسی اسٹور میں اندر لے گیا۔ اصلی ٹیو کار کے پیچھے دروازے پر لگیا۔ پھر اندر چلی ہوئی رانی سردار نے اسے اتار پڑا کرنے پاس بٹھایا۔ اسے میں شکر بھی پہنچ گیا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ بند ہوا۔ اسٹورٹ ہوئی پھر وہاں سے آگے چل پڑی۔ روسٹی نے ٹیو کے دماغ کو ذرا آزاد چھوڑا تو وہ ایک دم سے گھبرا کر اس پاس دیکھنے لگا۔ رانی سردار نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ بیٹنی! گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ ہم تمہیں اچھی جگہ جا رہے ہیں۔ صرف پچھ سات گھنٹے اپنے پاس رکھیں گے۔ پھر تمہارے ذہنی کے پاس بھیج دیں گے“

”وہ چیخ کر بولا۔ تمہیں میں میں جانوں گا۔ تم لوگ کون ہو مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟“

”روسٹی نے کہا۔ شکر! اسے سنبھالو پیچھے نہ دو لیکن کوئی زیادتی نہ کرنا میں ابھی اپنے بیٹنی کی خبر لے کر آئی ہوں“

”پارس اپنے لیے کھلونے پسند کر چکا تھا۔ مرادو! سن نے پاس آکر کہا۔ اسے تم نے یہ ہوائی جہاز پسند کیا ہے۔ تم تو کہتے تھے پائلٹ نہیں ڈائریکٹر بنو گے“

”پارس نے جواب دیا۔ ڈیڈی! یہ کھلونا ہوائی جہاز ہے کیا آدمی ڈائریکٹر بننے کے بعد ہوائی جہاز میں بیٹھتا نہیں ہے کیا جو بیٹنی پائلٹ بننا چاہتے ہو ہوائی جہاز سے نہیں کیسے؟“

”اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ تم بہت شہرہ ہو گے ہو“

”اس نے بل ادا کیا۔ پھر کھلونے اٹھا کر پارس کے ساتھ چلتا ہوا اسٹور سے باہر جانے لگا۔ اسٹور کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی نظر پارس کے پاؤں پر پڑی۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ تم تو سفید کنبوں شوپین کر آئے تھے۔ یہ کون سے جوتے کہاں سے آگئے؟“

”روسٹی سے ایک غلطی ہو گئی تھی۔ آخریے چاکی کشتی باتوں پر دھیان دے سکتی تھی جب ٹیو اپنے باپ کے ساتھ شاپنگ

کے لیے گھر سے نکلا تو اس نے شکر سے کہا تھا۔ فوراً فلاں رنگ کے کپڑے اور جوتے پہناؤ۔ وہ شاید یہ کہتا بھول گئی تھی کہ ہارن کو سفید کپڑوں کے شوز پہننے چاہیں۔ شاید اس لیے یہ غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے ہارن کے دماغ میں رہ کر کہا: "اوہ ڈیڈ! میں نے جتنے وقت سفید جوتے پہنے تھے لیکن آپ لاگ چالی بھول گئے تھے۔ آپ چالی پہنے اپنے کمرے میں گئے تو میں نے اپنے کمرے میں جا کر جوتے بدل لیے۔"

اس نے سوچا۔ شاید ایسی ہی بات ہو۔ وہ اتنی سی بات پر کوشش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گویا کسی حد تک قابل ہو گیا تھا۔ رسونتی ڈاڈر کے لیے ہارن کو ٹیبلو کر چھو کے پاس آئی۔ وہ چپ نہیں رہنا چاہتا تھا بعض بچے سم کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ بعض بے باک ہو جاتے ہیں یا پھر انوکھے کرنے والوں کے مقاصد کو نہیں سمجھتے اپنی آنکھوں کے لیے چھتے ہیں۔ وہ بھی پل رہا تھا شکر نے مجبور ہو کر اس کے منہ پر ٹیبلو رکھا دیا تھا۔ ایک طرف سے رانی سردار نے اور ایک طرف سے شکر نے ہاتھ پکڑ لیے تھے۔ بار بار سمجھتا جا رہے تھے "دیکھو بیٹا! ہم تم پر ظلم یا زیادتی نہیں کرنا چاہتے صرف جو سات گشتگی بات ہے۔ تمہیں آرام سے لیٹنے کے لیے چھتھارے ڈیڈ کی کے پاس پہنچا دیں گے۔"

رسونتی نے سوچا، جب یہ لوگ ٹیبلو کر کے کونٹھی میں پہنچیں گے تو میں بچوں کے دماغ پر قابو پانے میں ہر جاؤں گی تاکہ یہ گاڑی سے اتار کر کونٹھی کے اندر جانے تک جوتہ وجد نہ کرے۔ اس پر دوسری کونٹھی والوں کی نظر نہ پڑنے وہ ہارن کے پاس آگئی۔ مراد واٹسن نے گاڑی ڈرائیو کر کے ہونے لگا، ان کی نظروں سے پاس بیٹھے ہوئے ہارن کو اپنی اپنے بیٹے ٹیبلو کو دیکھا۔ پھر سکتا رہے ہوئے پوچھا "تمہیں ہندوستان اچھا لگتا ہے یا امریکا؟"

وہ اپنے ایک کھونٹے کو دیکھ رہا تھا۔ بے دھیانی میں بول گیا "میں نے تو بھی امریکا کی صورت ہی نہیں دیکھی۔"

باپ نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ناکارہی سے بولا "وہاں ہاں سنسن تم امریکا میں پڑتے ہو اور کہتے ہو امریکا کی صورت نہیں دیکھی۔"

رسونتی پریشان ہو گئی۔ اس غلطی کو کیسے درست کرے؟ ہاں کے سوچنے کے دوران ہی ہارن نے جلدی سے کہا: "اوہ ڈیڈ! میں اسے امریکا نہیں جانتا۔ اتنی ساری ریاستوں کو لو کہ ایک ملک بنایا گیا ہے۔ اسے کتنے ہیں یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکا۔ آپ کا سوال غلط ہے۔ آپ کو یہ پوچھنا چاہیے کہ مجھے ہندوستان اچھا لگتا ہے یا اسٹٹ۔ ایک دن میں کنڈیا میں رہتا ہوں جسے آپ ٹھانی امریکا کہہ سکتے ہیں۔"

"عجب ہے تم خاموش رہا کرتے تھے۔ کبھی اتنی باتیں نہیں کرتے تھے کیا مجھ سے پچھرتے وقت تمہارا دل چاہی بھری سیٹا ہارن نے ڈرا سنجیدہ ہو کر جواب دیا "میں خاموش رہنے کا انداز نہیں ہوں جب آپ لوگوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو پسپا لگ جاتی ہے پوچھتا ہوں یہ کوئی زندگاہ ہے۔ ڈیڈ کی ہندوستان میں تم بیکر میں اور میں کنڈیا میں۔"

"تمہاری جی بار بار کئی جی میں ہیں بیکر آ جاؤں اور میں سوچتا ہوں ابھی زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی عمر ہے جب بوڑھا ہو جاؤں گا تھک جاؤں گا تو بیکر پر چلا جاؤں گا۔ یہ ایشیائی ملک صرف کمانے کے لیے ہوتے ہیں۔ رہنے اور پیش کرنے کے لیے یورپ کا دن ملک بہتر ہوتا ہے۔ تمہاری جی نے پہلے ہی وہاں ٹھکانا بنا لیا ہے۔" ہارن نے رسونتی کا تسو کر حال لایا "ابھی تک اس کی صورت خوب دیکھی تھی لیکن اس کا تسو ایک نورانی نیلا ہوتا ہے جسے ماں نے غلام پتے دیکھے ہیں۔ اس نے بھی نورانی بیسولے کو دیکھتے ہوئے کہا: "بیٹا تمہیں میں کب بیکر میں پہنچوں گا۔ ماما بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

مراد واٹسن نے پھر رانی سے کہا: "تم اپنی جی کو ماما کہہ رہے ہو ہارن نے چونک کر کہا: "ڈیڈ! اگر میں ماما کا کپڑوں کو تکتا اچھا لگے گا۔"

"اوہ نور! تمہاری جی نے تمہی کتنا سچا لیا ہے۔ وہ یہی انداز گزارا پسند کر رہی گی۔"

رسونتی نے جیسے سے پوچھا "میرے بچے تم کیوں غلطی کر رہے ہو؟"

"میں نے کون سی غلطی کی ہے؟"

"تم نے وہ کالے جوتے کب پہنے تھے؟"

"کسی نے مجھے سفید جوتے پہننے کے لیے نہیں کہا تھا۔"

"چلاؤ یہ شکر کی مایم ری غلطی تھی۔ ابھی تم امریکا کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟"

"میں نے کھینٹنے کے دھیان میں اٹیٹی بات کہہ دی تھی۔ اسے پھر اٹا سیدھا کھا دیا۔"

"یہ بیوی کی جی کو ماما کیوں کہہ رہے تھے؟"

"مجھے آپ کا تسو کر رہا تھا۔ منہ سے ماما نکل گیا۔"

"بیٹے یہ بہت اہم موقع ہے۔ آج تمہیں ہر حال میں یہاں نکل جانا ہے۔ حاکم و دماغ رکھو۔ کھیل کی طرف دھیان نہ دو اور میرا تسو بھی نہ کرو۔"

"اگر یہی بات ایک ماں سے کہوں کہ وہ بیٹے کا تسو کر رہا ہے۔"

"ایک تو تمہیں اتنی سی عمر میں بڑی بڑی کتابیں پڑھا کر پڑھا سکتے ہیں۔"

ہر جی ہوں ہر بات کا جواب دیتے ہو۔ کوئی بات تو خالی جانے دیا کر دو میں تمہو کے پاس جا رہی ہوں نہیں لگ رہا ابھی آ جاؤں گی۔ وہ ہنسی سے ہنس کر جواب دیا "میں خاموش رہنے کا انداز نہیں ہوں جب آپ لوگوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو پسپا لگ جاتی ہے پوچھتا ہوں یہ کوئی زندگاہ ہے۔ ڈیڈ کی ہندوستان میں تم بیکر میں اور میں کنڈیا میں۔"

"تمہاری جی بار بار کئی جی میں ہیں بیکر آ جاؤں اور میں سوچتا ہوں ابھی زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی عمر ہے جب بوڑھا ہو جاؤں گا تھک جاؤں گا تو بیکر پر چلا جاؤں گا۔ یہ ایشیائی ملک صرف کمانے کے لیے ہوتے ہیں۔ رہنے اور پیش کرنے کے لیے یورپ کا دن ملک بہتر ہوتا ہے۔ تمہاری جی نے پہلے ہی وہاں ٹھکانا بنا لیا ہے۔" ہارن نے رسونتی کا تسو کر حال لایا "ابھی تک اس کی صورت خوب دیکھی تھی لیکن اس کا تسو ایک نورانی نیلا ہوتا ہے جسے ماں نے غلام پتے دیکھے ہیں۔ اس نے بھی نورانی بیسولے کو دیکھتے ہوئے کہا: "بیٹا تمہیں میں کب بیکر میں پہنچوں گا۔ ماما بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

مراد واٹسن نے پھر رانی سے کہا: "تم اپنی جی کو ماما کہہ رہے ہو ہارن نے چونک کر کہا: "ڈیڈ! اگر میں ماما کا کپڑوں کو تکتا اچھا لگے گا۔"

"اوہ نور! تمہاری جی نے تمہی کتنا سچا لیا ہے۔ وہ یہی انداز گزارا پسند کر رہی گی۔"

رسونتی نے جیسے سے پوچھا "میرے بچے تم کیوں غلطی کر رہے ہو؟"

"میں نے کون سی غلطی کی ہے؟"

"تم نے وہ کالے جوتے کب پہنے تھے؟"

"کسی نے مجھے سفید جوتے پہننے کے لیے نہیں کہا تھا۔"

"چلاؤ یہ شکر کی مایم ری غلطی تھی۔ ابھی تم امریکا کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟"

"میں نے کھینٹنے کے دھیان میں اٹیٹی بات کہہ دی تھی۔ اسے پھر اٹا سیدھا کھا دیا۔"

"یہ بیوی کی جی کو ماما کیوں کہہ رہے تھے؟"

"مجھے آپ کا تسو کر رہا تھا۔ منہ سے ماما نکل گیا۔"

"بیٹے یہ بہت اہم موقع ہے۔ آج تمہیں ہر حال میں یہاں نکل جانا ہے۔ حاکم و دماغ رکھو۔ کھیل کی طرف دھیان نہ دو اور میرا تسو بھی نہ کرو۔"

"اگر یہی بات ایک ماں سے کہوں کہ وہ بیٹے کا تسو کر رہا ہے۔"

"ایک تو تمہیں اتنی سی عمر میں بڑی بڑی کتابیں پڑھا کر پڑھا سکتے ہیں۔"

میں پہن کر کمال میل کے جن کو دیا۔ باہر ڈاسی وریش دروازہ کھل گیا۔ شکر کے ایک آدمی نے دروازہ کھولا پھر ایس بی کی دروی کی سے منگل پانٹے کو دیکھ کر گھبر گیا۔ وہ دروازہ بند کرنا چاہتا تھا پانٹے نے اپنی ایک ٹانگ اڑا کر کہا کہ سب دروازے اور تمام منگل پانٹے ہے۔ کوئی میرا ہم لینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

وہ دروازہ کھولنے والے کو دھکا دیتے ہوئے اندر آیا پھر تیزی سے چتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ وہاں ایک بچے کے منہ پر ٹیبلو لگا ہوا تھا اور رانی سردار سے گندم سے لڑکھار رہی تھی شکر اسے دیکھ کر گھبرا گیا وہ تسو کر گاتے ہوئے بولا "کوئی میرا ہم لینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ میرے بچے بھڑا دارو دھکتے تھے۔ اہ! پھر مجھے ڈی ایس بی کتنے لگے۔ اہ! آج میں ایس بی کی ہوں کیوں ہوں ڈیڈ کی اور پھر اتنی جی ہوں جاؤں گا اور پھر دیکھتے رہنا۔ ایک دن اس ملک کا پرحان منتر ہی بن جاؤں گا۔"

وہ خاموش انداز میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اندر آیا۔ پھر اپنی ناک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا: "تم کیا جانتے ہو؟ میری ناک ہے۔ نہیں ہرگز نہیں یہ کتنے کی ناک ہے۔ دو سے چھڑوں کی بو سوچتے رہتی ہے۔ میں تو دور ہی سے سوچنے لگا تھا، یہاں کسی بچے کو اتوار کے لایا گیا ہے۔ اہ! اہ!..."

شکر نے ذرا ترس کر کہا: "پانٹے صاحب! ذرا دوسرے کمرے میں تشریف لے جائیں۔ میں..."

وہ اس کی بات کاٹ کر کہتے ہوئے بولا: "خبردار پانٹے نہیں کوئی میرا ہم لینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ایس بی کی ہوں کیوں ہوں؟"

شکر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا: "ایس بی صاحب! ذرا دوسرے کمرے میں چل کر آئیں کریں۔"

"کیوں ہندو سرکے ہیں کیوں چلوں پوری کال ہاں پہننے ہیں بات ہو گی۔"

"ہم نے کس سے جھڑپ نہیں ہے۔ کسی سے جھین کر نہیں لاتے ہیں یا یہ فراد صاحب کا بیٹا پانٹس ہے۔"

"مجھے اتنا سناتے ہو۔ اگر یہ ہارن ہے تو اس طرح کیوں چل رہا ہے۔ اس کے منہ پر ٹیبلو کیوں لگا ہوا ہے؟"

"اس کے دماغ پر دھن ٹپکی جی جانے والا قبضہ چلنے سے ہوئے ہے۔ اسے پریشان کر رہا ہے اور ہم اسے قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"میں نہیں مان سکتا۔ فریڈ کے سامنے بھلا اور کون ٹپکی جی جانتے والا پریشان کرے گا۔ تم لوگ گہری چالیں چل رہے ہو۔ معلوم ہے آج سے تمام قیادوں میں جانے والے چھوٹے سے جبک کیا جانے گا اور پھر اسے میں ہمارے ملک کا جاسوس مقرر کرے گا تاکہ وہ پتے

پتا نہیں شکر دقتیہ اسے لے گئے تھے۔"

"اگر یہی تو کہہ رہا ہوں۔ مشکل اس بچے کو زبردستی کونٹھی کے اندر سے نکلانے میں دیکھوں تو کسی کیا بات ہے؟"

وہ تیزی سے چتا ہوا کونٹھی کے پورے میں آیا پھر برآمدہ سے

55

اپنی اپنی منزلوں تک منحصریت پہنچ گئیں۔ سرکار نے بڑی بھادری سے خوش ہو کر مجھے امریکا تک سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں بھی یہاں کے جاسوسوں کی ٹیم میں موجود ہوں۔ دھماکا گھنٹے بعد میراں سے پناہ کرنے والا ہوں لیکن اچھا ہوا۔ جاتے جاتے ایک کارنامہ دکھا کر جاؤں گا۔ اس کے منہ سے ٹپ کھو لو۔ اس کے دماغ پر کسی نے قبضہ نہیں کیا ہے۔“

اسی وقت رکتی پہنچ گئی تھی۔ پانڈے کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے دماغ پر قبضہ جگا کر اسے چینیٹے جلائے اور اچھلنے کو دے پرجبور کیا۔ پھر شکر سے کہا: ”اس کے منہ پر ٹپ لگا دو۔“

شکر نے حکم کی تعمیل کی اور ایک ٹپ لے کر پانڈے کے منہ پر لگا دیا۔ وہ اس کے دماغ میں قند لگاتے ہوئے بولی۔ میں بڑے دشن مٹی تھیں جانتے والا میں اس پتھے کے دماغ میں تھا۔ اب تیرے دماغ میں ہوں۔“

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر منہ سے ٹپ ہٹانا چاہتا تھا مگر رکتی نے ہٹانے نہیں دیا۔ اس کا ہاتھ اوپر سے اڈھکھینے لگا۔ شکر نے ہنستے ہوئے پوچھا: ”پانڈے ہی ایسا اب بھی نہیں آتیا؟“

اس نے منہ سے ٹپ ہٹا دیا۔ پھر کہا: ”دوسرے کمرے میں تشریف لے چلے۔“

منگل پانڈے نے دوسرے کمرے میں آکر لے بیسی سے کہا: ”میری جگہ میں نہیں آتا، کیا کوئی ہمارے ملک کے تمام سراغ خراں، تمام پولیس والے اور تمام ملٹری انٹیلی جنس والے پارک کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور وہ میری نظروں کے سامنے ہے۔ میرا بیٹا بنا ہوا ہے۔ میرے سینے پر بونگ دل رہا ہے اور میں کچھ کر نہیں سکتا۔ اس پر یہ کہ آج میں جاسوسوں کی ٹیم میں شریک ہو کر جا رہا ہوں اور یہاں ہی طرح بھگ گیا ہوں کہ آج ہی کی فلائٹ سے پارک کو بھی روانہ کیا جا رہا ہے۔“

”تو پھر جاؤ اور اپنی سرکار کو رپورٹ دے دو پارک کو گرفتار کر دو۔“ شکر نے کہا۔

”اگر ایسا کر سکتا تو میرا نام بین الاقوامی جاسوسوں میں شامل ہو جاتا مگر میں جانتا ہوں، فخر باد میری کھوپڑی گھما کر رکھ دے گا۔ میرا منہ سامنے سے پیچھے چوہا بنے گا۔“

”جب تم جانتے ہو کہ پارک کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے۔ پھر جاسوسوں کی ٹیم میں کیوں جا رہے ہو؟“

”اس ہانسنے امریکا تک گوم کر تو آ جاؤں گا۔“

”تو پھر گھومتے جاؤ۔ اگر تم نے پارک کے خلاف زبان کھولی تو اڑتے ہوئے جہاز سے نیچے چکا دیے جاؤ گے۔“

”وہ ہے کسی سے بولا۔“ میری کیا مجال ہے۔ میری جگہ میں نہیں آتا۔ یہ بیکر کب تک چلے گا۔ پہلے وہ مجھے ملا تو فخر ادا کیا پارک تھا۔ پھر

میرا بیٹے کشن بن گیا۔ اب میں اپنے پورٹ جاؤں گا تو وہاں کچھ اور بن کر رہے گا۔ ہمارے دھرم میں مرے کے بعد دھم بستے ہیں۔ یہ لڑکا اپنی زندگی میں تمام بدلتا جا رہا ہے۔ ایسا نہ ہو ہمارے میں سفر کرتے کرتے میرا پاپ بن جائے۔“

وہ بڑ بڑاتا ہوا ہل گیا۔ رکتی پھر اپنے بیٹے کے پاس پہنچ گئی۔ وہ مرادواہن کے ساتھ گھر گئی۔ اس نے ڈرائنگ روم میں پہنچ کر دیکھا۔ ایک خوبصورت سی عورت کی بڑی ہی تصویر دیوار پر لگی ہوئی تھی۔ اس نے تصویر کو دیکھتے ہی ایک نفسانی بوسہ اچھا ل کر کہا: ”اوہ تمی! مانی سوئٹ تمی آپ کی خوبصورت لگتی ہیں۔“

مرادواہن ایک دم سے شگفتہ گیا۔ شدید حیرانی سے بولا: ”کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ میری ماں کو اپنا ماں بول رہے ہو؟“

پاپن ڈرائنگ روم گیا۔ مرادواہن اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گری خند لگی سے پوچھا: ”تم کون ہو؟“

پاپن نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا: ”ڈیڈی! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں آپ کا بچہ ہوں۔“

”ڈیڈٹ! آپ، تم میرے بیٹے ہو تو کیا اپنی دادی کی تصویر کو نہیں پہچان سکتے؟“

”اوہ کم آن ڈیڈی! میں تو مذاق کر رہا تھا۔ آپ میری بس رہیں۔ میں وہ پارک کا ہاتھ بڑھا کر گھینا ہوا ہوں۔ بیٹے پر دم آیا۔ پھر اس نے دروازے کو بند کر دیا۔ جلدی سے اماں کی کھولی۔ اس کی دادا کو کھولا۔ پھر اس میں سے ایک ریو اور نکال کر نشانے پر رکھتے ہوئے بولا: ”پتہ پتہ بتاؤ کون ہوتی؟“

”اس ریو اور کا انسٹنسی بیٹے کو مارنے کے لیے نہیں ملا ہے۔ اسے رکھ لیجئے۔“

وہ ہنسی بولا: ”تم کون ہو۔ میرے ٹیپو کی فٹنگ کا انداز بھی ایسا نہیں ہے۔ دو کھوپٹے اتم میرے نشانے پر ہو۔ میں کپا لو لنگ جانتا ہے۔ فخر باد میں تو رہا ہے بیٹے کو یہاں سے لے جانا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ ہم میں سے کسی کے بیٹے لیا خوا کرے گا اور اس کی جگہ اپنے بیٹے کو پتلی سے لگا گیا ایسا نہیں ہے؟“

پاپن نے انکار میں سر ہلا کر کہا: ”ایسا نہیں ہے۔ میں بچوں اور آپ کا بیٹا ہوں۔“

وہ ٹیٹنوں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا: ”تم میرے نشانے پر رہو گے۔ میں خون کروں گا۔ اس دوران تم نے کوئی چال کی دکھائی یا تمہارے باپ نے ٹیپو تھیں کے ذریعے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں جہنم زدن میں لگی مار دوں گا۔“

اس نے ریو اور کو رخ پارک کی طرف رکھا۔ ریو اور نے ایک کان اور نشانے کے درمیان دبا دیا۔ دوسرے ہاتھ سے فیر ڈال کر لگا پھر ڈال

کرنا ہی چاہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد احساس ہو کر وہ خواہ مخواہ ڈال کر تار جا رہا ہے۔ اس نے پھر کڑیل پر ہاتھ رکھا۔ پھر سوچ بچار فیر ڈال کر نکلنے سے رابطہ قائم ہوا۔ کوئی شخص ہے۔ یہ رہا تھا۔ اتوں کے پٹھے، کیے کیا تو رہی میری بیوی کو فون کرنا ہے؟“

مرادواہن نے جلدی سے کڑیل پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اس نے فیر ڈال کر لے لیا۔ لنگی رکھی تو اننگلی چھل گئی۔ دو بارہ لنگی تو پھر پھسل گئی۔ اب وہ جلدی جلدی ڈال کرنے کے لیے اننگلی کھینچا جاتا تھا مگر رکھ نہیں پاتا تھا۔ وہ جھنجھکا کر ریو اور کو ایک طرف رکھ کے دوسرے ہاتھ کی اننگلی سے فیر ڈال کرنے لگا۔ ساتویں بار اس میں ہو کر وہ بہت زیادہ فیر ڈال کر پکا ہے۔ اس نے پھر کڑیل پر ہاتھ رکھا۔ پھر فیر ڈال کر ناکا جا۔ اسی وقت محسوس ہوا جیسے ریو اور نے آواز سنائی دے رہی ہے۔ ”ہیلو بیو۔“

اس نے ریو اور کو خور سے دیکھا۔ پھر اچھی طرح کان سے لگا کر سنا آواز آ رہی تھی۔ ”ہیلو بیو! میں فیر ڈال کر تیور ہوں رہا ہوں۔“

ریو اور اس کے ہاتھ سے جوٹ لگا لگا آواز آیا۔ ”مک آ رہی تھی۔ وہ آواز پھر وہی تھی۔ کیا تم میرے بیٹے کو فون کرنے کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟“

اس نے جلدی سے پٹ کر ریو اور اٹھا لیا۔ پھر پارک کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا: ”فیر ڈال کر لیتا ہوں، میرا بیٹا واپس کر دو۔ ورنہ ابھی اسے گولی مار دوں گا۔“

”تمہیں اجازت ہے۔ لڑکا سامنے کھڑے گولی مار دو۔“

”تم اسے مذاق بھگ رہے ہو۔ میں تمہاری چال کا میا ب نہیں ہونے دوں گا۔“

یہ کہتے ہی اس نے فوراً ٹراٹیکر پر اننگلی دہانی کھٹ کھٹا کر لگا کی آواز کے ساتھ ٹراٹیکر دنگا لگا کر آواز ہونے لگی۔ پارک نے سگھاتے ہوئے جب سے ہاتھ نکالا۔ اس کی کھنٹی بندھن کھینچ کر اس نے کھولی تو اس میں ریو اور کی گولیاں تھیں۔ جب وہ فون کرنے میں مصروف تھا تب ہی رکتی نے پارک سے کہہ دیا تھا کہ وہ گولیاں نکال لے۔

وہ پھر میرے سب ویلے میں بولی۔ ”آئی! میں گولیاں ہوتی تو تم میرے بیٹے کو قتل کر چکے ہوتے۔ اب تیرا ب دو کیا اس حرکت کے بعد تمہارا بیٹا نہ ماہاں میں لگتا ہے؟“

وہ چیخ کر بولا: ”نہیں نہیں مجھے میرا بیٹا چاہیے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ میں تمہارے بیٹے کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔“

”پھر میرا کتا ہوں، ڈیڈی! تمہارے ہاتھ اور بیٹا کسی دوسرے دن کی فلائٹ سے جا سکتا ہے۔ آج ہر حال میں میرے پارک کو جانا چاہیے۔ یہ غلط ہے۔ میرے پتے پر غلط ہے۔“

”تمہارا بچہ تمہیں واپس لے گا تو اس کے بدن پر ایک ہلکا سا نشانہ بھی نہیں ہوگا۔ کسی نے اسے پھول کی پتھری سے بھی نہیں مارا ہے۔ وہ بچہ حیرت ہے۔ جب لیا یہ پروا نہ کر کے اس ملک کی سرحد سے نکل جائے گا تو اسے تمہارے پاس پہنچا دیا جائے گا۔“

وہ بھرا ہوا تھا۔ ان حالات میں مجھ کو تار کرنا ہو گا۔ ورنہ بیٹا زندہ نہیں لے گا۔ لیکن یہ نہیں آتا تھا کہ اسے زندہ واپس کیا جائے گا۔ رکتی نے کہا: ”یہ وقت اہم کیا ہے۔ تمہارے لیے میں کچھ بھی نہیں جانتے، تم نے بین الاقوامی اسمگلروں سے معاہدوں کے کاغذات جو اس خواب گاہ کے ایک چور خانے میں رکھے تھے ان میں سے کئی نہیں لے لی تھیں۔ کے ذریعے غائب کر دیا۔ یہ نہیں ہے تو دیکھو۔“

وہ تیزی سے چلتا ہوا ایک تصویر کے پاس گیا۔ بہت ہلکا دیکھا۔ وہاں چھوٹی سی آہنی کلنگی ہوتی تھی۔ اسے کھلتے ہی ایک چور خانہ کھلنے لگا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ تمام خانے خالی تھے۔ درخت کیس بھی نہیں تھا اور ٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں بھی غائب تھیں۔ وہ تقریباً دو گرو روپے تھے۔ اس نے تیزی سے پٹ کر پارک کو دیکھا۔ پھر پوچھا: ”میرا بیو! کس کماں ہے؟“

رکتی اس کے دماغ میں تھی۔ کئی گنٹے کے بعد پہلے چالے غائب کر دیا تھا۔ اگر چاہتے تو تمہارا پول کھول دیتے۔ ذرا سوچو اس کے بعد کیا ہوتا۔ تمہیں کسی ملک میں رہنے کی اجازت نہیں مل سکتی تھی۔ جہاں بھی جاتے جہلی میں زندگی گزارتے۔“

وہ غصے سے مٹھیاں جھینچ کر بولا: ”اس کا مطلب ہے تم مجھے ہر طرف سے ننگا کر دینا چاہتے ہو؟ ہر طرف سے مار ڈالنا چاہتے ہو۔ پہلے میرا بریت کیوں اور نقدی غائب کی۔ پھر میرے بیٹے کو غائب کیا۔ مجھے لاد لہرانا چاہتے ہو۔ مجھے سنگال بنانا چاہتے ہو۔ مجھے جرم ثابت کر کے جیل بھیجنا چاہتے ہو۔“

”اچھی طرح سوچو۔ اگر ان مصیبتوں سے بچنا چاہتے ہو تو جیسا

خات

کھات کی قیمتیں

کھات	10 روپے
کھات	20 روپے
کھات	30 روپے
کھات	40 روپے
کھات	50 روپے
کھات	60 روپے
کھات	70 روپے
کھات	80 روپے
کھات	90 روپے
کھات	100 روپے

کھات کی قیمتیں

کھات کی قیمتیں

کھات کی قیمتیں

کما جا رہا ہے اس پر عمل کرو؟

وہ سمندر کی طرح پھیرا ہوا تھا جو جنگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اس کے آگے کوئی راستہ نہیں تھا۔ اسے ہمارے سرچشم پر عمل کرنا تھا۔ وہ پارسیوں کے کراڑے پورٹ بٹھا گیا۔ وہاں کتنے ہی بچے نظر آئے۔ فوج کا کانت ہوا تھا۔ یقیناً جاسوس بھی سادہ لباس میں گھوم رہے ہوں گے۔ روتی سرداواؤں کے دماغ میں جم کر بیٹھی تھی۔ تاکہ وہ کوئی چال نہ دکھائے۔

ایک طرف بچوں کے سامان کی چیکنگ ہو رہی تھی دوسری طرف تمام بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کرنے کے بعد ایسی ٹیک آپ ٹیک سے کے سامنے سے گزارا جا رہا تھا۔ چند افسران کی دی اسکریں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور گزرتے والے بچوں کے سروں کو ہر زاویے سے دیکھتے اور پکے جا رہے تھے۔ ڈاکٹروں کی ساگر نے بڑی عمارت سے پارسی کے چہرے پر سرچری کی تھی۔ وہ بے تحیرت اس چیز کے سامنے سے گزر گیا کی کو شہنشاہ نہیں ہوا۔

طیارہ اپنے وقت پر پرواز کرنے لگا۔ اس میں تقریباً پندرہ مسافر بیٹھے تھے وہ پانچ برس کی عمر سے پندرہ برس کی عمر تک کے تھے مان میں سات بچے ایسے تھے جو پانچ برس سے لے کر آٹھ برس تک تھے لیکن مردوں کا فرق ہونے کے باوجود وہ ایک جیسے دکھتے تھے۔ ان میں اگر ایک قطار میں کھڑا کیا جاتا تو ان کے قد اور جسامت میں آدھ نہیں کا فرق ہوتا۔ بہر حال ہمارا پارسی ان کے درمیان بے تحیرت سفر کرنا تھا اور ہر مرد اور اسن بے قرار تھا۔ جلد سے جلد اپنے بیٹے کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پارسی کو شہنشاہت کرنے کے بعد وہ کاروں اور کر بیٹھ گیا۔ سو پر کے ذریعے آواز دینے لگا۔ فریاد با تم کہاں ہو رہے؟ انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے میرا بیٹا اور ام دستا و زرات چاہئیں۔

روتی اپنے بیٹے کے پاس تھی۔ وہ اس وقت تک ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تھی جب تک سرحد پار نہ ہو جائے لیکن مرد و اسن کا کوئی خیال رکھنا لازمی تھا۔ وہ کوئی شراحت کر سکتا تھا۔

روتی نے مجھے مخاطب کیا۔ فریادیں اور گھبراہٹ ہے؟ کیا بات ہے؟ تم کیوں پریشان ہو؟ کچھ عجیب طرح کی بے چینی ہے۔ میری بائیں آنکھ چمک رہی ہے؟

”کیا ضعیف الاستقادہ کی باتیں کر رہی ہو۔ ہمارا بیٹا مزے سے سفر کر رہا ہے، انشاء اللہ جلد ہی سرحد پار کرنے لگا۔“
”میں سرداواؤں کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ اور اسے کنٹرول کرتے رہو۔ میں اپنے بیٹے کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔“

اس نے بتایا کہ اس طرح سرداواؤں کو شہنشاہ ہو گیا تھا۔ اس نے

پارسی کو ریلوارینگ نڈ پر رکھا تھا اور کس طرح اس نے بیٹے کی جان بچائی اور اہم دستا و زرات کے معاملے میں بیک سیل کرتی رہی۔ میں تمام باتیں معلوم کرنے کے بعد مرد و اسن کے دماغ میں بیٹھ گیا۔

وہ رہ رہ کر سوچ کے ذریعے پکارتا جا رہا تھا۔ ”مشرقی راہ! تم کہاں ہو؟ اپنا وعدہ پورا کرو؟“
”میں سوچ رہی ہوں۔ تمھاری جان کیوں لٹکی جا رہی ہے؟“
وہ غصے سے بولا۔ اپنا وعدہ پورا کرو؟

”ابھی انتظار کرو۔ پسے اس طیارے کو سرحد پار کرنے دو اور ام ابھی تک یہاں کیوں پھرتا رہو؟ پورٹ میں رہنے کا ارادہ ہے؟“
اس نے گاڑی اشارت کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہل
”میری بھول نہیں آتا مجھے کیا کرنا ہے؟ کہاں جانا ہے۔ میرا سب کچھ کٹ چکا ہے۔“
”تمھارا بیٹا وہاں مل جائے گا۔“

”اور وہ دستا و زرات؟“
”وہ تمھارا اعمال نامہ ہیں۔ تم نے کوئی ٹیک کام نہیں کیا ہے اسے قبول جاؤ۔“
”اس کا مطلب ہے تم ان کے ذریعے کسی وقت بھی مجھے دیکھنا کر سکتے ہو۔“

”مجھے بیک سیل کرنے کے لیے کسی دستا و زریکی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس وقت چاہوں گا تمھاری گھوڑی میں بیٹھ کر تمھارے ہر ام تمھاری زبان سے انگوادوں کا تم گھر جا کر آرام سے رہو۔ میرا انتظار کرو میں ابھی آؤں گا۔“

پارسی طیارے میں مشکل پاؤں سے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ پانچ اسے اڑ پورٹ پر دیکھتے ہی جگمگایا تھا۔ گھر میں بیٹھا تھا۔ یہ وہ ٹیپو ہے جسے شکر کے ساتھ گھر میں دیکھا تھا اور جس کے منہ پر شہنشاہ لگا ہوا تھا یا یہ پارسی ہے جو ٹیپو کے روپ میں جا رہا ہے۔

اگر وہ بھٹی لیتا تو کچھ کم نہیں سکتا تھا۔ پارہ عین الاقوامی سطح پر جاسوس بنے جا رہا تھا۔ جسے بکڑا تھا وہ پاس بیٹھا ہوا تھا اور اسے کچھ نہیں سکتا تھا لیکن یہ جس تھا کہ اس کے پاس بیٹھا ہوا پورٹ پارسی ہے یا ٹیپو۔ اس نے قریب جھک کر بڑی رازداری سے پوچھا
”کیا تم وہ ہو؟“

پارسی نے بھی بڑی رازداری سے کہا۔ میں وہ ہوں؟
پانڈے نے اور گری سرگوشی میں پوچھا۔ کون ہو؟
وہ جواباً گری سرگوشی میں بولا۔ میں وہ ہوں جو تم نہیں جانتے۔ جو جلتے ہوئے نہیں ہوں۔
پانڈے نے جھپٹ کر کہا۔ دیکھو میرا نام مشکل پاؤں ہے۔ کوئی میرا نام لینے کی ہمت نہیں کرتا۔“

پارسی نے کہا۔ عورتیں نام نہیں بیٹیں تمھارا روتی ہیں؟
وہ ایک دم سے چونک کر سر ہٹا دیا۔ جیسے اس کی طرف جھک کر بولا۔ ہاں ہاں بھگیا۔ میں ابھی طرح بھگ گیا۔ تم بیٹے سے پورے ہوگے۔“

طیارے کی محدود دفعات میں اسپیکر کے ذریعے آواز سنائی دی۔
”ایڈز اینڈ ٹھمنگ ہمارا طیارہ دینٹینس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا ہے۔ اب ہم بھارت کی سرزمین چھوڑ کر اپنے پڑوسی ملک پاکستان کی فضا میں پرواز کر رہے ہیں۔“

روتی نے خوش ہو کر کہا۔ ”اوہ فریاد! کلا کلا کلا شکر ہے۔ ہمارا بیٹا اس ملک کی سرحد سے نکل چکا ہے۔“
میں نے مسک کر کہا۔ ”ہاں تقریباً چھ گھنٹے بعد وہ تمھاری آغوش میں ہوگا۔“

”تم جاؤ اور پوچھو اس کے باپ کے حوالے کرو۔“
”اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ ڈراؤ اور انتظار کرو۔“
”میں فریاد کی کسی کا پتہ نہیں چھینتا چاہیے۔ میں نے بہت چھوری کی حالت میں ایسا کیا۔ خدا سے دھمکنے آئندہ ایسا نہ کرنا پڑے۔“

میں نے اس کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے متشکر سے کہا۔ ”ٹیپو کو فریاد کی کوٹھی کے سامنے پھینادو۔ تم میں سے کوئی مرد و اسن کی نظروں میں نہ آئے۔“

وہ فریاد ہی میرے حکم کی تعمیل کے لیے ٹیپو کو نے کرجل پڑے۔ جب میں آؤں گے گھنٹے بعد مرد و اسن کے پاس پہنچا تو بیٹا باپ سے مل گیا تھا اور وہ ٹھمنگ کا بیوروکان سے لگائے پڑے بڑے پلیٹیں اور فوجی افسران کو اطلاع دے رہا تھا۔ ”میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ میرے بیٹے کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی جگہ فریاد اپنے بیٹے کی کوٹھی گیا ہے۔“

میں نے روتی کے پاس لگا کر اسے بتایا کہ اس طرح مرد و اسن تمام اعلیٰ افسران کو اس فریاد کی اطلاع دے رہا ہے۔ روتی نے پوچھا۔ ”فریاد! تمھارا بیٹا بے تحیرت سے میرے پاس پہنچ جائے گا؟“
”انشاء اللہ ضرور پہنچے گا۔“

میری بات تم ہوئے ہی اسپیکر سے آواز ابھرے گی۔ روتی نے حشرات ہم آپ کو خوشخبری سنیں کہ تمھارے بیٹے کی حقیقت پتہ چلی نہیں جا سکتی۔ ہمارا یہ طیارہ مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ چند نامعلوم افراد نے پانڈے روٹ کو اندر سے لاک کر دیا ہے اور پانڈے کو اپنی گرجی کے مطابق بے صدا کر کے بے چہرہ کر رہے ہیں۔“

یہ سنتے ہی تمام مسافروں میں گھنٹیل رنج کی سب پریشان ہو کر ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔ کچھ تو گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔

تھے۔ اڑ پورٹ میں اور اسٹور ڈیوٹا تھا۔ آٹھا آٹھا کر اٹھیں تسلیاں دے رہے تھے۔ آرام سے بیٹھنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ اسپیکر سے بھی کہا جا رہا تھا۔ ”ہم آپ سے حوصلے کی توقع کرتے ہیں۔ انشانڈ ہمارا طیارہ بے تحیرت نہیں پر اترے گا اور کسی کو جان یا مالی نقصان نہیں پہنچے گا۔“

روتی نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ”فریاد! یہ کیا ہو رہا ہے میں نہ کہتی تھی؟ میری بائیں آنکھ چمک رہی ہے۔“

”جو ملے کر۔ ہمارا بیٹا بے تحیرت سے رہے گا۔ اسے کچھ نہیں ہوگا۔“
اسپیکر سے کہا جا رہا تھا۔ ”خواتین و حضرات! تمھوڑی در پیلے ہم نے غلط اعلان کیا تھا کہ ہمارا طیارہ بھارت کی سرحد سے نکل چکا ہے۔ ہمیں ایسا اعلان کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ حالانکہ یہ طیارہ بھارت کے اندر ہی پرواز کر رہا ہے۔ ہم ایک گھنٹے کے اندر وہیں دہلی اڑ پورٹ پہنچ جائیں گے۔“

میں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا۔ ”اوہ روتی! ہم زبردست دھوکا کھائے۔“

وہ بڑی طرح بدحواس ہو کر بولی۔ ”یہ کیا کہہ رہے ہو؟“
”وہی جو تم سمجھ رہی ہو۔ تم ماں ہو پھر کبھی یقین نہیں کرنا چاہو گی لیکن حقیقت یہیں بدلے گی۔ ہمارے بیٹے پارسی کو گھیرنے اور گرفتار کرنے کے لیے یہ چال چلی گئی ہے۔“

علمنا اور حجت پر ایک بے حد کارآمد کتاب

سطح عالیہ مستقبل مدنی

ایک کتاب میں دو کتابیں

یہ کتاب تمام دوستوں کے ذہنوں تک پہنچائے اور ان کے دلوں کا سہا ل جاننے کا سائنسی طریقہ

قیمت ۱۷/- روپے

میں دوسرے ہی لمحے اس بولنے والی کے دماغ میں پہنچ گیا وہ ایزر بوسٹس کے کہیں میں ایک کے پاس بھی بول رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک اسٹین گن تھی۔ میں اسٹین گن والے سے نمٹ سکتا تھا مگر کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ ان کا تعلق پائلٹ کیمین سے نہیں تھا۔ میں کسی طرح جہان ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جو پائلٹ کو مجبور کر کے دہلی ایئر پورٹ لے جا رہے تھے۔

رسوئی بھائی بھائی چھری تھی کبھی اعلیٰ بی بی کو اطلاع لے رہی تھی۔ کبھی سونیا کے پاس پہنچ رہی تھی کبھی شیا کو بلدی تھی کبھی شیخ صاحب کے پاس پہنچ کر پوچھ رہی تھی۔ میں اپنے بیٹے کو کسی طرح ان سے محفوظ رکھوں، وہ خطرے میں ہے۔ وہ گرفتار ہو جائے گا۔ پھر وہاں سے نکال لانا بہت مشکل ہو گا۔

وہ اسے بھار رہے تھے "میرا اور حوصلے سے کام لو بیٹی! میں دعا بھی کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تمھارا پارا رس۔ صلح سلامت تمھارے پاس آئے گی"

اس کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ پلوی کے پاس بھی پہنچ گئی تھی۔ کس رہی تھی۔ مشین کو پتھر میں ڈالو میرے بیٹے کے پاس آؤ۔ بعد ازاں آئے اسے کچھ ہو گیا تو میں تم سے کہی کہ تمہیں دکھاؤ گی۔ اپنی جان سے دوں گی۔"

میں نے ڈانٹ کر کہا "رسوئی! ہوش میں آؤ تمھاری یہ دیوانی تھا ہمیں سے کسی کو سوچنے کا موقع نہیں دے گی۔"

وہ ہنسنے سے بولی "تم کب تک مجھے رہو گے۔ وہ طیارہ دہلی پہنچنے والا ہے۔ تم ایسے چپ ہو جیسے سانپ سونگھ گیا ہے۔ تم نے ابھی تک کسی کو دھکی بھی نہیں دکھایا ہے۔ کیا پاس کو گرفتار کیا گیا تو تم انھیں بڑے سے بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتے؟"

"تم ہر اور سکون سے میری بات سنو گی تو کچھ بھگدیں آئے گا ہم نے ابھی تک یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ پاس اس طیارے میں ہے۔ اگر اس طیارے میں جوتا تو ہم بے چین ہو جاتے۔ اسے بچانے کے لیے دو دھمکیاں دیتے پھرتے۔ آسے بچانے کے لیے بڑے بڑے ذرائع اختیار کرتے لیکن ہماری طرف سے خاموشی ہے۔ ہماری خاموشی انھیں تذبذب میں مبتلا کر رہی ہے۔ تم اب تک جتنے فوجی افسران کے دماغ میں پہنچ چکا ہو وہاں جا کر دیکھو کیا کچھڑی پک رہی ہے۔ تمھارا کچھڑا کسی سے پرستار نہیں ہو گا۔"

یہ بات کچھ سمجھ میں آئی۔ وہ فوجی افسران کے دماغوں کو پھرنے کے لیے چلی گئی تھی۔ کبھی جتنی آواز میں اور برب و لیبے یاد تھے، میں ان کے پاس جا کر دیکھنے لگا آخر پاس کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے، اور دہلی ایئر پورٹ پر کیسے سخت انتظامات کیے جا رہے ہیں، میں نے ایک انداز سے کے مطابق رسوئی سے درست کہا تھا۔ وہ

سبھی اس بات سے پریشان تھے کہ ہم میں سے کوئی اس بات کا نوٹس کیوں نہیں لے رہا ہے؟

دوسری پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ واٹر لیس ریڈیو کے ذریعے اپنے ان سراسر غمازوں سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھے جنہوں نے پائلٹ کو ریو اور راشین گنوں سے گھیر رکھا تھا۔ اسے راستہ بدلتے پر مجبور کر رہے تھے۔ انہوں نے جھوٹ کہا تھا کہ وہ طیارہ بھانسی کی حد میں ہی پرواز کر رہا ہے جبکہ ہمارا کی ہی زمین پاکستان کی سرحدیں بھی پار کر چکا تھا۔ یہ ان کے لیے زیادہ پریشانی کی بات تھی۔

پائلٹ اس بات پر یقین تھا کہ وہ طیارے کو واپس نہیں لے جائے گا۔ یہ بین الاقوامی ایئر لائنز کے اہلکاروں کے خلاف ہے۔ اگر اسے مجبور کیا گیا تو پھر ان حکومت کے خلاف سخت اقدامات کیے جائیں گے۔

اُدھر بہت کچھ ہو رہا تھا لیکن اچانک ہمارے حق میں پانسا پٹ گیا تھا۔ رسوئی نوش ہو کر قہقہے لگانے لگی۔ جو فوجی افسران لیس ریڈیو کے ذریعے اپنے سراسر غمازوں سے گفتگو کر رہے تھے، ان کے ذریعے ہم ان کے پاس پہنچ گئے تھے جنہوں نے پائلٹ کیمین کے دروازے کو اندر سے بند کر دیا تھا اور اپنی دانست میں ہر طرح سے محفوظ ہو گئے تھے۔

ان کے لیے مشکل یہ تھی کہ وہ کوئی ہائی بیگ کرنے والی خطرناک تنظیم کے لوگ نہیں تھے۔ وہ بھاری سڑکار سے تعلق رکھتے تھے۔ کسی بھی طیارے کو اپنی بیگ میں رکھ سکتے تھے۔ پائلٹ کو محض دھکی لے بیٹھے لیکن اسے متل نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی جگہ ہسپتال نہیں سکتے تھے یا کسی بھی مسافر کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

وہ تعداد میں تھے۔ میں نے رسوئی سے کہا "تم ریو اور وائے کے دماغ پر قبضہ جاؤ۔ میں ایک اسٹین گن والے کے پاس رہوں گا۔ تیسرا جو بیچے گا وہ ہم دونوں کے نشانے پر رہے گا۔" ہم اس حساب سے پائلٹ کیمین کے اندر پہنچ گئے۔ رسوئی نے ریو اور وائے کے ذریعے اسٹین گن والے کو دیکھا۔ پھر کہا "میں رسوئی بول رہی ہوں۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو وہاں سے ایک کام کرو مجھے مار ڈالو یا پتھیا پھینک دو۔"

وہ حیرانی سے ریو اور وائے کو دیکھتے ہوئے بولا "یہ کیا بچو اس کر رہے ہو؟"

میں نے اسٹین گن والے کی زبان سے کہا "میں شرا و علی تیسرے رہا ہوں۔ رسوئی نے جو کہا اس پر عمل کرو۔ ہم دونوں کو آرڈر اور تعزیرے بچو گے تو تمھارے دماغ پر قبضہ نہ کریں گے۔ اب چپت بھی ہمارا کت ہے پٹ بھی ہمارا۔"

وہ پریشان ہو کر اپنے ساتھیوں کو باری باری دیکھنے لگا۔ پائلٹ بھی بار بار سرگما کر دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا "زیادہ سوچنے کا موقع نہیں ہے۔ جیتا رہا ڈال دو۔ دروازہ کھولو اور مسافروں کے پاس چلے جاؤ۔"

وہ ہیرا پھار رہا تھا۔ رسوئی نے کہا "میں تمھیں ہتھیار ڈالنا نہیں آتا۔ لو میں سکھا دیتا ہوں۔"

وہ چشم زدن میں اس کے پاس آئی۔ اس کے دماغ پر قبضہ کیا۔ اس کے ہاتھ سے ہتھیار گر گئے اور پھر ریو اور وائے کے دماغ میں پہنچ کر بولی "اب دروازہ کھول کر جاؤ ورنہ تمھیں جانے کا ٹھنگ بھی سکھایا جائے گا۔"

وہ دروازہ کھول کر جانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا "شہرہ! ابھی تم میں رہو۔ رسوئی ہیں ایک دوسرے کی جگہ لینا ہو گی۔ میں ریو اور وائے کے دماغ میں آ رہا ہوں تم دھر آ جاؤ۔"

ہم نے دونوں کو ایک ساعت کے لیے چھوڑا پھر جگہ بدل کر ان کے دماغوں پر قبضہ کر لیا۔ اب میں ریو اور وائے اور وہ اسٹین گن والی تھی جس نے ہتھیار چھین چکا تھا، میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "رسوئی! اسے نشانے پر رکھو اور اس کی کیمین میں رہو۔ میں ایزر بوسٹس کے کہیں میں جا رہا ہوں۔ وہاں جو تھا شکار ہے۔"

میں کیمین کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ میرے ہاتھ میں ریو اور وائے کی کیمین کی عورتوں کی پیٹھیں نکل گئیں۔ پیٹھ اور زیادہ ہم گئے۔ میں نے ایک ہاتھ اٹھا کر کہا "آپ دونوں کو ٹرنے کی ضرورت نہیں ہے زیادہ محفوظ رہو۔ باہر ہے۔ آپ تمام مسافر تفریح پر اپنی اپنی منزل تک پہنچیں گے۔"

میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا ایزر بوسٹس کے کہیں میں پہنچا۔ وہ اسٹین گن والا وہاں موجود تھا۔ میں نے جلتے ہی کہا "دوست! گولہ ہو گیا۔ ہم ٹیلی بیچھی کے شکنجے میں آچکے ہیں لہذا تم اپنی آواز سناؤ۔" وہ مجھے گھور کر دیکھنے لگا۔ گویا اپنے ساتھی کو دیکھ رہا تھا اور انکار میں سر ہلا رہا تھا۔ میں نے کہا "اگر بولنے سے انکار کر رہے ہو تو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاؤ۔"

یہ کہتے ہی میں نے کوئی جلدی کی۔ وہ اس بات کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ کوئی ٹھیک پشیمانی میں جا کر عورت ہوئی اور وہ دم سے کیمین کی دیوار سے ٹکراتا ہوا کیمین ہی پیڑوں کو لیے فرسز برگر ٹرولر پر بوسٹس کے حلق سے ایک بیچہ نکلی گئی۔ اُدھر طیارے کے اندر فائرنگ کی آواز سن کر بوسٹس اور بیچے جھپٹے اور رونے لگے تھے۔ میں نے کیمین سے باہر آ کر ریو اور وائے کو کھاتے ہوئے کہا "خاموشی ہو جاؤ۔"

ریو اور وائے دیکھتے ہی سب کو چپ سی لگ گئی۔ وہ دہشت زدہ

جاگوسی ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین سلسلہ

انسان کی ترقی و تہذیب کے حیات افروز واقعات صدیوں سے زندہ ایک نیا سارا شخص کی آپ بیتی، ہنسا جس کی دوست تھی، مسند رجس کے لیے آغوشِ مادر تھا۔ آگ اس کے بدن کو تودیتی تھی۔

 وہ کمانی جس نے اپنے وقت میں تیرتیرتے
 ریکارڈ توڑ دیے

پانچ حصوں میں مکمل

قیمت فی حصہ ۲۰ روپے ۱۰ ڈاک خرچ فی حصہ ۱۵ روپے

مکمل سیٹ منگانے پر قیمت صرف ۸۰ روپے، ڈاک

خرچ ۶ روپے۔ کل ۸۶ روپے کا منی آرڈر روانہ

فرمائیں یہ رعایت صرف منی آرڈر ارسال کرنے پر ہی ملے گی

نشانِ جاگوسی

سے ہو کر مجھے دیکھ رہے تھے میں نے کہا: "میں ضرور اعلیٰ تیرو بہوں کسی کا دشمن نہیں ہوں۔ چاروں طرف تم کے لوگ اس طیارے کو اٹھا کرنا چاہتے تھے۔ میں ان حملے کے دماغ پر قبضہ چاہتا ہوں۔ میری بات کا یقین کرو۔ لیکن میں میری بیوی روتھی نے دوسرے ہتھیار خانے کے دماغ پر قبضہ چاہی ہے۔"

اس وقت روتھی اسٹیشن کے ذریعے اس شخص کو دھکا دیتی ہوئی باہر لائی جس کے ہاتھ سے ہتھیار لگا یا تھا۔ اُدھر سے وہ بولی۔ "میرا ہونا اور جیسا نیو بائیں ایک بیوی ہوں ایک ماں ہوں اس طیارے میں میرا معمول پتھر سفر کرنا ہے۔ یہ بدعا ش اسٹا غور کرنا چاہتے تھے اس کے لیے تم سب کو پریشان کر رہے تھے ہم نے ان پر قابو پا لیا ہے۔ اب پریشانی کی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ آرام سے سفر کریں اور ہنسنے بولنے کھلتے پیتے رہیں۔"

جس کے ہاتھ سے ہتھیار لگا یا گیا تھا میں نے اس کے ہاتھ کو چھپ کر طرف موڑ کر رکھنے سے باز رہا۔ یہاں میں اس کے ساتھی کی تلاش پر تھی، وہاں اسے دھکیل دیا۔ چھوٹے روتھی کو پاس بلا کر اس کے ہاتھ پیچھے سے باندھ دیے۔ اس کے بعد میں نے دوپٹے کے مسافروں کو بلا کر کہا: "میں کہیں میں جا رہا ہوں میرے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور اس کہیں کو باہر سے نہ کر دو۔" ان کا دروازہ پر لڑو نہ کھولا۔

انہوں نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ ان میں سے کوئی نہیں بند کر دیا۔ ایزر ہوٹس نے دو واڑے کو لاک کر دیا۔ ان کے تمام ہتھیار ایشیڈ کو دے دیے۔ ہمارے ایسا کرنے سے تمام مسافروں کو اطمینان ہو گیا تھا۔ ایزر ہوٹس کھانے پینے کی ٹرائی نے کمران کے درمیان سے گزرنے لگی، سب خوش ہو گئے تھے اور ہنسنے بولنے لگے تھے میں نے روتھی سے کہا: "اگر تم میرے پاس بیٹھی تو میں تمہارے دونوں کان پلڑا اور پوچھتا کیا یہ حراسی سے مسئلہ حل ہوتا ہے۔ تمہاری کیا حالت ہو گئی تھی۔ تمہیں کچھ احساس ہے؟"

وہ شرمندہ سی ہو کر بولی: "میں کیا کروں۔ خدانے ایک ہی بیٹا دیا ہے جب سے وہ پیدا ہوا ہے مجھ سے کچھ بڑھتا رہتا ہے۔ آج بھی ایسا لگا جیسے میری گردن اڑنے والی ہے اور سی لے بھی میرا دم نکل جائے گا۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا مجھے شرمندہ نہ کرو۔" "جتنے ساتھیوں کو پریشان کیا ہے انہیں تو خوشخبری سنادو۔" "منا اپنے بیٹے کے پاس رہوں گی۔ بلند دم چلے جاؤ۔" میں نے سونیا پڑی اور شہ صاحب وغیرہ کو بتا دیا پارٹی خیریت سے ہے۔ انشاء اللہ وہ صبح سلامت بیرک پہنچ جائے گا۔ سونیا نے پوچھا: "وہ طیارہ اسٹیبل ہو کر جانے لگا؟" "ہاں تم رپورٹ آرہی ہو؟"

"میں کیا شیا وغیرہ بھی نہیں گئے۔ ہم دوسرے پارٹی کو دیکھ چاہتی ہیں۔"

"کوئی نئی مصیبت کمری کرنا چاہتی ہو؟"

"اس میں نئی مصیبت کی کیا بات ہے؟"

"فرما سوچو تو سہی۔ وہ دونوں پارٹی اسٹیبل میں ایک جگہ ہل گئے۔ تم ہو گے آسنے ہو گی شیا ہو گی۔ دشمنوں کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہوں گی۔"

"کیا دشمنوں کے دوسرے ہم آپس میں ملنا چھوڑیں؟"

"ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا خاندان ایک ہی سگ تیر ہو جائے۔ ہم محتاط ہو کر فرماؤ اور ملاقات کر سکتے ہیں۔ کیا تم نے اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ کچھ لکھی دونوں سے تمام خط راک ٹیلیفون خاتون ہیں۔ کوئی ہارائوش نہیں لے رہی ہے۔ میں نے کئی آزاد کی سے بیرک میں روتھی کے ساتھ ملاقات کی۔ اس کے ساتھ جھانسا وقت گزارا اور آرام سے امریکا پہنچ گیا لیکن کسی دشمن نے ہمارے سامنے نہیں آئے کی کو شش نہیں کی۔ آخر ثابت کیا ہے؟"

"تم ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میں بھی دشمنوں میں سے ایک ہوں۔ دیکھو یہ بات قابل غور ہے۔ مولفان آٹھنے سے پہلے سزا پر سکون ہو جاتا ہے۔ یہی سکون تمام ختنوں نے اختیار کیا ہے۔ بتا نہیں یہ سب کی سب کیا مولفان لے کر آٹھنے والی ہیں؟"

"اور تم ان کے لیے راستہ ہموار کرنا چاہتی ہو؟"

"تمہیں اعتراض ہے تو پارٹی جو حراسی نہیں آئیں گی۔ جیلا میں بھی نہیں آؤں گی۔ ذرا روتھی سے پوچھ کر دیکھو۔ کیا وہ اپنے دوسرے بیٹے سے منائیں چاہتی؟"

روتھی سے ملا نا ہے تو پارٹی اول کو بیرک پہنچا دو۔ دونوں بیٹے ایک ساتھ ماں کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

"کل روتھی پارٹی سے ملنے کے لیے قابو ہو گئی تھی تم نے اسے بیرک بلا لیا تھا۔ جب وہ ایک بیٹے سے ملنے کے لیے پکڑا چھوڑ سکتی ہے تو کیا پارٹی اول سے ملنے کے لیے اسٹیبل نہیں آسکتی؟"

"یہ کیا بحث لے رہی ہو؟"

"روتھی سے کو، مجھ سے بات کرے۔"

"منا نے روتھی سے کہا: 'جاؤ سونیا بلا رہی ہے۔'"

"اس نے سونیا سے پوچھا: 'کیا بات ہے؟'

"سونیا نے کہا: 'فرما صاحب نے حکم دیا ہے پارٹی اول پر دم تمہارے حقوق ہیں اور اول پر ہمارے۔'

"روتھی نے پوچھا: 'یہ کیا بات ہوئی؟'

"یہی بات ہو رہی ہے، فرما دے کہ کیا ہے کہ اسٹیبل ایزر پورٹ میں آکر پارٹی اول کو نہیں دیکھ سکتے۔ بات پر جی ہے۔"

یہ تم نے ماں۔ پارٹی اول سے ملنے کی کسی خواہش ظاہر نہیں کی ہے۔ یہی پارٹی اول سے نہیں ملنا چاہیے۔"

"سونیا کسی باتیں کر رہی ہو میں خدا کے بعد تم پر کھوسا کرتی ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ تم میرے پارٹی اول کی محافظ ہو اور نیکی کی ٹیلا پٹی میرے پیچھے کے لیے زبردست ہتھیار بنی ہوئی ہے تو میں مطمئن ہو گئی تھی یہ بھی جانتی ہو کہ میں پارٹی اول کے سلسلے میں کتنے دلوں سے پریشان ہوں۔ کسی کسی حد میں ان کا زما رہی ہوں۔"

انہوں نے کہا: "منا، تم نے ہم پر کرم کیا ہے۔ میرا بیٹا میرے پاس آ رہا ہے جب وہ آجائے گا تو میں اسے بابا صاحب کے ادارے میں چھوڑ کر یہی خدمت میں تمہارے پاس آؤں گی اور اپنے بیٹے پارٹی اول سے ملوں گی۔ آخر تم ہوں۔ ماں کی تمہارا سہی ہوں۔ میں پارٹی اول کے لیے کتنی مٹا کئی ہوں اسے زبان سے کتنا ضروری نہیں ہے۔"

"کیا یہ کتنا ضروری ہے کہ ہم پارٹی اول کے لیے کتنی مٹا کئی ہیں؟"

"تم فرماؤ کہ کتنے دو۔ ایزر پورٹ پر ضرور آؤ۔ پارٹی اول سے ضرور ملاقات کرو۔"

"اگر میں پارٹی اول کو کچھ روزوں کے لیے اپنے پاس رکھ لوں تو؟"

"آں؟ روتھی بچا چاہتی ہے۔ پھر عدلی سے مسکرا کر بولی: "میںوں ایک ماں کا امتحان لے رہی ہو؟"

"امتحان کی کیا بات ہے۔ پارٹی اول کو میں رکھ لوں گی پارٹی اول کو تمہارے پاس بھیج دوں گی۔"

"سونیا! خدا کے لیے ایسی جھگڑا لے والی باتیں نہ کرو۔ میں کوئی معقول جواب نہیں دے سکوں گی۔"

"اس میں جواب دینے یا نہ دینے کی کیا بات ہے۔ میری دونوں تمہارے بیٹے ہیں۔ یہ تو سہی وہ سہی۔ تمہارے پاس ایک بیٹا آتا ہے۔ کیا پارٹی اول کو تمہارے پاس نہیں آنا چاہیے؟"

"منا کب انکار کرتی ہوں۔ میں نے یہ جواب دیا: 'منا کو شش کرو۔ تمہا بہت عرصے سے پارٹی اول کے ساتھ وابستہ رہی ہوں۔ لکے کے لیے جترو ہمد کرتی رہی ہوں۔ اس کے لیے راتیں جاگتی رہی ہوں۔ اگر میں اندھی ہوتی اور مجھے انہیں نہیں تو سب سے پہلے پارٹی اول کو دیکھنے کی خواہش کرتی۔"

"اگر میں یہی مٹا اور خراب پارٹی اول کے لیے تمہارے دل بن پیدا کروں تو؟"

"آخر تمہارے ارادے کیا ہیں؟ ہم کیا چکر چلانا چاہتی ہو؟ خدا کے لیے پارٹی اول کو میرے پاس رکھ دو۔"

"سونیا نے ہنستے ہوئے کہا: 'منا میں اور زیادہ چھپوں گی تو روزانہ زور کروں گا ویسے یہ ثابت ہو گیا کہ پارٹی اول کے لیے تمہاری بہت بہت زیادہ ہے۔ اگر میں یہ ثابت ہو گیا کہ پارٹی اول تمہارا

اپنا بیٹا ہے تب کیا ہوگا؟"

"تب بھی پارٹی اول کے لیے میری مٹا میں ایک ذرہ برابر کی نہیں آئے گی۔"

"روتھی! میری جان! بھولے منہ اتنا تو پوچھ لو کہ پارٹی اول کیسا ہے اور کیا کرنا ہے؟"

روتھی نے بولنے کا منہ بند کر لیا۔ فرماؤ! یہ سونیا مجھے پریشان کرنے پر تلمی ہوئی ہے۔ میرا بیٹا کیا ہوگا۔ میں جانتی ہوں کہ بہت اچھا ہوگا بہت آرام سے ہوگا اور بڑی شان سے ہوگا اور بڑی ہی مردانہ وار زندگی کا اہتد اگر ہوگا۔"

پاکستان کے نئے نئے ملک ملک مارنے سے پہلے ایک عجیب سا پہلو تھا۔ نعرہ لگا یا پھر دوڑتے ہوئے اگر فضا میں جھلا تلگ لگتی آواز آئی تو فوراً قذافی باڑی لگاؤ۔"

اس نے فضا میں قذافی باڑی کھانے کی کوشش کی مگر وہ سب سے زین پر آکر اڑتی سخت چڑھ آئی تھی۔ وہ صاحب نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کہاں کہاں سے دکھ رہا ہے لیکن وہ ہلے نہیں کر سکتا تھا۔ آواز سوار تھی۔ منہ سے ہلے نکلتے تھے ایک ہاتھ جاتی اور کئی۔ "مرد کے پتے ہو کر ہلے گئے۔ ہوتے ہیں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

یہ روز کا معمول تھا پارٹی اول اور جرجو میج چار بیٹے آٹھ یا جا آتھا۔ ان سے ورزش کرائی جاتی تھی۔ دوڑ گولی جاتی تھی۔ جب آواز کا یہ کہ تم ہو جاتا تو میج چھپنے پارٹی اول اور جرجو شمال کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ بیٹھی مارتے تھے اور دونوں گھنٹوں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔ انہیں بند کر کے سانس زیادہ سے زیادہ روکنے کی مشقیں کرتے تھے۔ شیا ایزی پارٹی اول اور دونوں کے دماغوں میں بیٹھی رہتی تھی اور سانس روکنے کے سلسلے میں انہیں سہارا دیتی رہتی تھی۔ نہ صرف آواز لگتی تھی، بار بار لگتی مشقیں کرتے ہوئے سانس روکتے تھے۔ اس کے بعد لوگ کے مختلف آسن اختیار کرتے تھے۔ اس دوران پارٹی اول سے کوئی بھول ہو جاتی تو جرجو کھلکا کہ ہنسنے لگی تھی اور تالی بجا بجا کرتی تھی۔ میں جیت گئی میں جیت گئی تم ہار گئے۔"

پارٹی اول پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے شیا سے کہتا تھا: "منا! اس کے اندر سے بچتا تو تکلیف لے لے اسیانہ ہو سانس روکتے روکتے بیٹا رہ جائے سانس نکل جائے۔"

جرجو معمولیت سے بولتی تھی: "میں تم ہی اسانس رہنے دیکھے بچپنا نکال دیجیے۔ اس صاحب کو تو میرے بچپنے سے چڑھ کر گئے۔"

شیا سے بھلائی تھی: "بیٹی! جو ہمیشہ پختے اور معمولی کر لیتے ہیں انہیں دنیا والے دھوکا دیتے ہیں۔ تمہارا بچپنا ہے۔ میں بیٹھ

جس کوٹھی میں شیبیا آئے۔ پارسی اور جوڑی رہائش تھی وہاں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ رات آٹھ بجنے کے بعد غلام اور خیریا بھی باہر نکل آتی تھیں اور اپنے گوارا میں بیٹھا جاتی تھیں۔ صمت ہادی کی داستان میں یہ سراسر حماقت تھی۔ مات کو حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کوئی بھی سب سے جوان اس پاس نہیں ہوتا۔ ایسے میں کوئی بھی اس محل کوٹھی کے اندر گھس سکتا تھا لہذا وہ ایک لذت انداز گھس آیا۔ اس نے سوچا۔ اندر صرف آئے۔ وہ عواہر کتنی ہی جنگجو ہو سکتی عورت ہے۔ دو چار ہاتھ کھانے کی تو فرار کا راستہ ڈھونڈ لے گی۔ اس کا خیال تھا کہ کوٹھی کے دروازے اندر سے بند رہتے ہیں لیکن اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اس نے دروازے کو کھولنا چاہا تو وہ کھل گیا۔

شیبا نے بھی خیال خواتین سے تھک گئی تھی۔ اپنے دماغ کو بازیات دے کر سو رہی تھی۔ اس کی ہدایت ہوتی تھی کہ پوری کوٹھی کے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو یا آئے۔ جو دریا پار کے علاوہ کوئی قدم رکھے تو اس کی آنکھ جل جائے گی۔ اس کے مطابق اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے حیرانی سے سوچا۔ ستر کیا بات ہو سکتی ہے۔ پہلے پڑساں کی وہی اسکرین تھا۔ اس نے ہارنے بنے ہوئے سویرا پوری کی طرف ہاتھ پڑھا کر ایک ٹپ کو دیا۔ اسکرین آگن ہو گیا۔ وہاں کوٹھی کے مختلف حصے نظر آئے۔ ایک جگہ مت ہانکا بھی نظر آ گیا۔ اس نے حیرانی سے زیر لپک کہا۔ وہ گاڈ میں اپنے محافظ کے خیالات پڑھنا بھول جاتی ہوں۔ مجھے وقت بھی نہیں ملتا اور اسے دیکھو کیسے دندناتا چلا رہا ہے۔ جیسے اس کے باپ کا گھر ہے؟

اس نے آئینہ سے رابطہ قائم کیا۔ وہ بولی شیبیا بات ہے؟ "صمت ہادی ہاری کوٹھی میں گھس آیا ہے؟" وہ اچھل کر گھڑی ہوئی کمرے سے نکلنے لگی۔ شیبیا نے کہا۔ ذرا آرام سے آؤ۔ میں ڈاڑھ پڑھوں۔ وہ کسی تبت سے آ رہا ہے؟ "جوڑی کی تبت سے آیا ہو گا اور کس لیے آ سکتا ہے؟" فیبا تو عورتی ذریعہ تک اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ پھر ستر سے بولی۔ وہ بھنتی مراد دینا ہے۔ میری خواب گاہ تلاش کرنا پھر رہا ہے تم اس کے سامنے نہ جاؤ؟

شیبا نے پارسی کے دماغ میں جا کر دیکھا۔ اسے ہدایت کر دی گئی تھی کہ رات کے دس بجتے ہی ستر پر بیٹھ جانا چاہیے۔ خود ہی اپنے دماغ کو ہدایت دینی چاہیے کہ صبح چار بجے آنکھ کھل جائے۔ اب کیا وہ سچ کہہ رہے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ پتنگ کے ایک برسرے پر کھڑا ہوا جو جوسے کہہ رہا تھا۔ اگر تم مجھے بڑا بولی تو میں تمہیں انعام دوں گا؟

"کیا انعام دوں گے؟" "جو مانگوں وہ دے گا؟"

شیبا نے پوچھا۔ "پارسی یہ کیا ہو رہا ہے گھڑی دیکھو کیا اس نے کچھ بڑی کیا اس کی طرح میری ہدایت پر عمل کرتے ہو؟" "اوہ جی! کبھی تو کھینے کا موقع دیا کریں؟" "اگر موقع دوں تو کھینے کے بعد فوراً سو جاؤ گے؟" "جی ہاں ہم دونوں سو جائیں گے؟"

اس نے جو جوسے پوچھا۔ "تھرا ہا بیڈ روم الگ ہے تم پارسی کے پاس کیوں آتی ہو؟" "اسی نے مجھے بلایا تھا کہ نہ رہا تھا ایک اچھی کمانی سانسے گا۔" "جی! جھوٹ بولتی ہے؟" "آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ میں ایک دلچسپ کھیل بتا رہی ہوں مگر کھیل کر سو جانا؟"

دونوں نے خوش ہو کر پوچھا۔ کیا کھیل ہے؟ "ایک شیطان تمہاری ماں کی خواب گاہ میں آنا چاہتا ہے۔ میں اجازت دیتی ہوں تم اس کے ساتھ کھیلو۔"

پارسی اچھل کر جوڑی کے پاس آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر دوڑتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔ کوٹھی بہت بڑی تھی کتنے ہی کمرے کو گریڈوں ڈرائنگ روم ڈرائنگ روم کی وہی لاونچ پینٹ نہیں کیا تھا۔ آئینہ شیبیا کے بیڈ روم میں آگئی تھی۔ وہ اسکرین پر دیکھتے ہوئے پارسی کو بتا رہی تھی۔ اسے کس راستے سے گزر کر شیطان سے ملاقات کرنا ہے۔

پھر ملاقات ہو گئی بہت ہادی راہروادھر دیکھا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر بچوں کو کچھ کرکھل گیا۔ جینپ کو کھانے کی پارسی نے پوچھا۔ "تم اندر کیسے آ گئے؟"

وہ ذرا آگے بڑھ کر بولا۔ "پارسی بابا! میں تمہاری جی سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں؟"

"کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو؟" "تم بچتے ہو۔ ہڈی تمہارے کھینے کی بات نہیں ہے۔ اچھا ایک بات بتاؤ کیا تمہاری جی کی شادی ہو گئی ہے؟"

"کیا تم نے یہ سوال اپنی ماں سے کیا تھا؟" وہ جینپ گیا۔ ذرا پیچھے ہٹ کر غصے سے دیکھنے لگا۔ پھر خیال آیا وہ تعلق کے غصے مالک کے سامنے ہے۔ آئینے میں شیبیا آئینے کے ساتھ گئی۔ وہ اندر دونوں کو دیکھ کر پشیمان ہو گیا۔ اس کا خیال تھا شیبیا سے تنہا ملاقات ہوگی تو حال دل بیان کرے گا۔

تے پوچھا۔ "تم کس کی اجازت سے آئے ہو؟" "میں نہیں آپ سے تنہا ہی کچھ کرنا چاہتا ہوں؟" "وہ بات سب کے سامنے کہو؟" وہ سوچتے ہوئے ایک ایک کا آئینہ دیکھنے لگا۔ شیبیا نے کہا۔ تم

تو بڑی بلڈر ہو۔ خندہ زور بھی ہو۔ پھر بات کرنے سے ڈرتے کیوں ہو؟" "جب آپ جو صلہ دے رہی ہیں تو کتنا ہوں کیونکر یہ بات کلی سب کی زبان پر آ سکتی ہے؟"

"جمیدہ نہ یاد ہو۔ صاف صاف مان کر ہو؟" "میں آپ کو چاہتا ہوں؟"

وہ بھر رہا تھا۔ یہ بات سن کر شیبیا کی پیشانی پر پل پڑ جائیں گے۔ آئینہ غصے سے پھر جائے گی اور پتے بھی پڑساں میں لگیں سب مگر آئے گے۔ شیبیا نے پوچھا۔ کیا مجھ سے شادی کرو گے؟" "وہ جلدی سے بولا۔ "جی ہاں میں ساری عمر آپ کا محافظان کر رہا ہوں۔ صورت شکل کبھی بڑھائیں ہوں؟"

"میری ایک شرط ہے۔ وہ پوری کر دو۔ تم سے شادی کروں گی؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔ "کیا شرط ہے۔ میں اپنی جان دے کر بھی پوری کروں گا؟"

شیبا آہٹ کے ساتھ چپٹی ہوئی ایک بڑے سے صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی۔ پھر ایک ہاتھ سے پارسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا بیٹا ہے جب تک اس کی ماں رہوں گی تمہاری بیوی نہیں بن سکتی گی۔ اگر مرنے چاہتے ہو تو اس بیٹے کی گردن مروڑ دو؟" وہ خندہ زور سے بولا۔ "آپ کیا فرما رہی ہیں؟" "وہی جو تم سن رہے ہو۔ میری یہ شرط پوری کر دو۔ میری تمہیں قبول کروں گی؟"

وہ بے یقینی سے کسمی شیبیا کو اور کسمی پارسی کو دیکھتا رہا۔ پھر آہٹ سے بے ہوش ہوئے بولا۔ "مجھ کچھ میں پہلے ہی کچھ گیا تھا۔ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ بھلا کوئی ماں اپنے بیٹے کے لیے ایسا کہہ سکتی ہے۔ آپ اسے راستے سے ہٹا چاہتی ہیں تو یہ بہت ہی چھوٹا سا کام ہے۔ میں تو بائیں ہاتھ سے گردن مروڑ کر ایک طرف پھینک دوں گا لیکن یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی سنجیدہ ہیں اور اس کے بعد ہماری شادی ہو سکے گی؟"

آئینہ نے کہا۔ "میں اس بات کی گواہ ہوں اور یقین دلاتی ہوں۔ تم اس بیٹے کے سامنے سے گزر کر آ جاؤ۔ پھر تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی؟"

"ادام آئے۔ اس کا مطلب ہے تم پتے کی حفاظت کے لیے پھیرا مقرر کرو گے اور مجھے اپنی لاکھ شیبیا تک پہنچنے میں دوں گی۔"

"میں تمہارے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوں۔ اس طرح بیٹھی رہوں گی؟" "وہ آئینہ میں بڑھ گیا تھا۔ لیکن نہیں آ رہا تھا کہ ایک بیٹے کو ماننے کے بعد اتنی دولت مند صورت حاصل ہو جائے گی۔ اس نے پارسی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیکھو پارسی بابا! میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے"

میں تم پر ہاتھ اٹھانا اپنا تو بہن سمجھتا ہوں تم کہنے میں چلے جاؤ؟" "جب تم نے کہا کہ باپ کے کھنڈن میرے سامنے سے گزرا ہوا تو میں کہنے میں کیسے جا سکتا ہوں؟"

جو جوس کے پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ اس نے دو انگلیوں سے اس کی پیشانی پر دستک دی۔ ہادی نے کہا۔ پارسی کی پٹ کر دیکھا تو اس نازک اندام لڑکی کا ایک گونہ سانسہ پر پڑا۔ وہ بھی پارسی کے ساتھ ٹرنگ حاصل کرتی تھی تاہم کس خندہ زور کے مقابلے پر آنے کے قابل نہیں تھی لیکن صمت ہادی کی آنکھوں کے سامنے تاسے ناچ گئے تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک نازک اندام کا گھونسا اتنا زبردست ہوگا۔ اس کے دماغ کو زبردست جھٹکا پہنچا تھا۔ یہ بات اس کا باپ بھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ گھونسا جو کتنا اور جھٹکا دیتی تھی۔

پارسی بھی حلقہ کرنا چاہتا تھا۔ شیبیا نے کہا۔ نازک جاؤ۔ جو جوس نے پہلا حملہ کیا ہے اس لیے اب یہی ہادی بڑے سے متاثر ہو کر لگی۔ پارسی تم راہنمائی نہ کرنا؟"

آئینہ نے ہادی کو پیش دلاتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی تمہاری پیشانی کر رہی ہے؟"

اس دوران شیبیا نے جوڑی کے دماغ میں بیٹھ کر اسے بھلا دیکھا۔ "خیال خواتین کرتی ہو۔ اپنے مقابل کے دماغ کو پڑھتی رہو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انداز سے حملہ کر رہا ہے؟"

ادھر ہادی نے آئینہ کی بات سنتے ہی پیشانی میں اگر جوڑی کی لانا چاہیے ہی وہ اس کی طرف پکا جوڑی ایک طرف ہو گئی۔ وہ آگے بڑھتا ہوا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ پشیمان ہو کر ایک لات پڑی۔ وہ آگے والی دیوار سے جا کر ٹکرا یا پھر آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ دماغ جھینٹا اٹھا تھا۔ شیبیا نے کہا۔ "آج تمہیں معلوم ہو گا کہ میں اپنی کوٹھی کے اندر کوئی پھرے دار کیوں نہیں کھتی۔ مجھے اپنی حفاظت کی ضرورت کیوں نہیں ہے۔ یہ بیٹے میرے سپاہی ہیں لیکن انہوں نے یہ باتیں تم کو دنیا والوں کو بتانے کے قابل نہیں رہو گے؟"

ہادی نے کیا کرگئی پٹ کر کرتے ہوئے جوڑی کی طرف دیکھا۔ اب وہ بھگ گیا تھا وہ محض نازک اندام لڑکی نہیں ہے۔ یہ اندر سے فولا ہے۔ جیسی اس کا ہاتھ پڑتے ہی دماغ ٹکر پھوٹ پھوٹتی ہے۔ ابھی یہ سوچنے کا موقع نہیں تھا کہ ہاتھ ہم پر پڑتے ہیں اور جھٹکا دماغ تک کیوں پہنچتی ہے؟"

اس نے کیا کرگئی؟ "ہیٹزا بدل کر جوڑی کے ستر پر گھونسا مارنا چاہا۔ اس نے اپنا ستر ایک طرف جھکا لیا۔ وار خالی گیا۔ اس نے دوسرا گھونسا اس کے پیٹ پر مارنا چاہا۔ وہ اچھل کر پیچھے ہو گئی۔ اس نے جھینڈا کرات مارنا چاہا۔ لات ایک طرف گئی۔ جوڑی دوسری طرف گئی۔ نہ ہاتھ کام آ رہا تھا نہ لات کام آ رہی تھی۔ آخر اس نے سر سے پاؤں

ملک خود کو استعمال کیا۔ یکبارگی اس پر چھلانگ لگائی۔ نتیجہ ظاہر تھا۔ چوڑی
الہ کے دماغ کو چڑھ کر ہی سمجھ کر وہ کیا کرنے رہا ہے۔ وہ ایک طرف
ہوئی۔ اہی کی منہ کے بل کر بڑھا تھا۔

اس بار اس نے آٹھ منہ میں جلدی نہیں کی۔ اذند سے منہ پڑا شرم
سے سوچنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے وہ کیا ہے اپنے اپنے فائزوں کو شکست
دیتا ہوں۔ کوئی پہلوان میرے داؤ میں آئے کہ بعد چڑھ نہیں سکتا
اور یہ چھٹی جی سی لڑکی مجھے نچا دکھا رہی ہے۔ میں کیا کروں۔ اس طرح
اسے پکڑوں بہ کجست ہاتھ نہیں لڑی رہے۔ شرم کی بات ہے کہ میں
اب تک اسے ایک ہاتھ ہی نہ مارا گا۔

شبیلانے پوچھا کیا زمین پر پڑے رہو گے؟
وہ فرخ پکھوٹا کرتا ہے ہونے بولتا میں نہیں حاصل کر کے
ہوں گا۔ ہتھ مارے تھنا تھا۔ یہ جوائی صرف میرے لیے ہے۔
وہ اٹھنا چاہتا تھا۔ جو جو اس کے منہ پر ایک دوڑی ٹھوکر
ماری۔ وہ دوسری طرف آٹھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی چوڑی جی کو ایسا بولے
گا تو ایک لات ماروں گی ہاں۔

پارک نے ہنستے ہوئے پوچھا کیا ابھی نہیں ماری ہو۔ لوگ
پیلے دھکی دیتے ہیں پھر مارتے ہیں۔ یہ اٹھو پڑی پیلے مارتی ہے۔
چھوڑ دھکی دیتا ہے۔

ہادی نے بھلاؤ دونوں پہنے ایک دوسرے کو چھیننے میں مصروف
ہیں اس بار حملہ کامیاب ہوگا۔ بے شک وہ ہنسنے ہی تھے۔ انھیں
آپس کی چھوڑ چھاڑ اچھی لگتی تھی اور اس چھوڑ چھاڑ کے باعث دشمن سے
خائف بھی ہوتے تھے لیکن شبیلانہ تو ہوشیار تھی۔ جیسے ہی اس نے چوڑی
حملہ کرنا چاہا اس نے جو جو کو ایک طرف ہٹا دیا۔ وہ بیٹھے کی میزوشین
پر جا کر گڑا۔ شیشہ چٹنا چوڑ ہوا۔ اس کی کراہی سنائی دی۔ جب اس
نے اپنا سر اٹھا یا تو لوہانان ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر جارجا شیشہ
کی چرپاں چبھی ہوئی تھیں۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ وہ گہری کمری ساتھی
سے رہا تھا۔ دیدے ایسے چھینے ہوئے تھے جیسے کچھ تلخ آ رہا ہو۔
چھوڑ دھکی دھکی تپا اٹھ گیا۔ پیچھے ہٹا ہوا دونوں ہاتھ اٹھاتا
ہوا بولا۔ میں نہیں جاؤں گا۔

”کیا اتنی جلدی دینا سے جاؤ گے؟“
”یہ یہ لڑکی نہیں چڑھ رہی ہے۔ میں انسان سے متاثر ہو سکتا ہوں۔
کسی چڑھنے سے نہیں۔“

شبیلانے پوچھا چھوڑ لوگ اتنی طاقت کیوں حاصل کرتے ہو۔ کیا
عورت کو مارنے اور اسے کچلنے کے لیے تم کیا سمجھ کر میرے ہاں
آئے تھے؟

آمنہ نے کہا۔ ”یہ سوچ کر کہ میں صرف دو عورتیں رہتی ہیں“
پارک نے کہا۔ ”اور وہ چھینے رہتے ہیں۔“

شبیلانے کہا۔ ”اور تمہیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم دوسری عورتوں کا
طرح کمزور ہیں تم میں لوٹنے کھوسنے رہو گے اور ہمارے پیچھے دوڑنا
میں گے۔“

وہ پلٹ کر جا رہا تھا۔ ہاتھ جوڑنے اس کی ٹانگ پر ٹانگ
ماری وہ اذند سے منہ گڑا۔ شبیلانے کہا۔ ”جب ایک کمزور نظر آنے
والی عورت ہاتھ نہیں آتی۔ جو جوں طرح جوتے مارتی ہے تو تمہارا کاربا
میں چڑھ لگتا ہے۔ آمنہ اسے لے جاؤ ہمارے قلعے کا ایک پتھر
دروازہ اسے دکھا دو۔ کسی کو پتہ نہ چلے کہ ہادی اس کو کھٹی میں داخل ہو
تھا اور چوڑی دروازے سے باہر چلا گیا۔“

آمنہ اپنی جگہ سے اٹھ کر لولی۔ ”پلو ہادی امی تمہیں یہاں سے
بیشک لے نکال دوں۔“

یہ کہہ کر اس نے ریو اور دکالا۔ ہادی ایک دم سے گڑا پڑا۔
ہٹا اور دیو اسے جا کر لگ گیا۔ وہ بولی۔ ”تم لوگ ناکام ہونے کے بعد
کتنے بزدل ہو جاتے ہو۔ میں تمہیں گولی نہیں ماروں گی۔“

وہ سہا ہوا بے یقینی سے ریو اور کو دیکھ رہا تھا۔ آمنہ آہستہ آہستہ
چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسے ریو اور دیتے
ہوئے کہا۔ ”یہ تمہارے لیے ہے۔“

ہادی کا سر جلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے شبیلانے کہا تھا۔
”کی گردن مردہ کی جائے۔ یہ بالکل ہی ناقابل یقین بات تھی۔ اس کے
باوجود اس نے پیچھے سے متاثر کرنا چاہا تو ایک لڑکے نے اسے مشتاق
کرنے کے قابل تو کیا منہ کھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اب
انتہا کچھ ہونے کے بعد آمنہ اسے ریو اور پھینک کر رہی تھی۔“

اس نے ایک دم سے ریو اور کو چھوٹ لیا۔ جلدی سے اس
کے پیچھے کود دیکھا پوری گولیاں تھیں۔ اس نے گولیاں نکال کر یقین
کیا وہ کھلنا نہیں تھیں۔ پیرچ گولیاں تھیں۔ اس نے پھر گولیاں کو
پیچھے میں بھجوا دیا۔ جلدی سے میزرا بدلتے ہوئے دوڑ گیا۔ اس کے
بعد چوڑی کو نشانہ پر رکھتے ہوئے بولتا۔ ”اتو کی بچی میں سب سے
پہلے تجھے تم کروں گا۔“

بات ختم ہوتے ہی ریو اور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ فضا
میں آچھلتا ہوا جو جو کے پاس آیا۔ جو جو نے اسے کچل لیا۔ پھر اسے
نشانہ پر رکھتے ہوئے بولی۔ ”مجھے گالی دے رہے تھے۔ تم بہت
گندے بچے ہو۔“

پارک نے اپنی پیشانی پر ہاتھ اڑاتے ہوئے کہا۔ ”اس کی بچی
ہمیں بھی پتہ نظر آ رہا ہے۔ پتہ پتہ جو جو ریو اور ہاتھ میں رکھے تو کچھ دیکھ
ہیں جابا کرو۔“

آمنہ نے کہا۔ ”گولی نہ چلانا۔ ریو اور اسے واپس کرو۔“
جو جو نے بڑا سا منہ بنا کر ریو اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ہادی

کی گولیاں پھیر رہی تھی۔ اس نے سمجھا کہ پوچھا۔ ”میرے ہاتھ سے
ریو اور کیسے نکل گیا تھا؟“

آمنہ نے کہا۔ ”چپ چاپ اسے لو اور میرے ساتھ چلو۔“
ہادی نے اسے لیا۔ اس کا سر پر گولی چلنے کا دعویٰ نہیں
کیا۔ آمنہ کے ساتھ چلتا ہوا ایک طرف جانے لگا۔ اس کے پیچھے
شبیلانہ اور دونوں پہنچے تھے۔ وہ کوٹھی کے مختلف حصوں سے گزرتے
ہوئے شبیلانہ خواب گاہ میں پہنچے۔ شبیلانے ایک جگہ دیوار پر لگے
ہوئے بیٹوں میں سے ایک بیٹن کو دیا۔ اس کا شاہی طرز کا پینٹ
اپنی جگہ سے حرکت کرنے لگا۔ وہ ایک طرف ہٹ رہا تھا اور
پینٹ کے سامنے میں چھپے ہوئے فرخ میں نکلنا کھانٹ لے رہا تھا۔

آمنہ نے کہا۔ ”یہ چوڑی راستہ ہے۔ اس تہ خانے میں اتار کر تم
ایک سرگ سے گزرتے ہوئے اس قلعے کے باہر پہنچ جاؤ گے۔“
پھر اس کی ذہنی رو بھگ گیا۔ اس نے کہا۔ ”اچھا کر دو
جاتے ہوئے ان سب کو نشانہ پر رکھتے ہوئے کہا۔ ”میں نہیں
جاؤں گا۔ میں اس حالت سے نہیں جاؤں گا۔ تم لوگ مجھے تہ خانے
میں بند کر دو گے۔ میں وہاں بھوکا پیاسا سا جاؤں گا۔ میں وہاں نہیں
جاؤں گا۔“

شبیلانے اس کے داغ پر قابض ہو گئی۔ وہ بولتے بولتے چپ
ہو گیا۔ سر جھکا کر آگے بڑھا اور خلا کے زینے پر قدم رکھتے ہوئے پیچھے
جانے لگا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو شبیلانے دوسرے
بچی کو دیا۔ پینٹ مارتا ہوا اچھری جگہ لگ گیا۔ اس نے کہا۔ ”آمنہ میں
ہادی کے ساتھ رہوں گی۔ تم ان بچوں کو سونے کے لیے کوٹھ
دہ ایک سوٹے پر آرام سے جا کر بیٹھ گئی۔ آمنہ پارک اور جو جو
کے ساتھ ان کی خواب گاہ میں آئی۔ پھر کہا۔ ”تم نے تم سے وعدہ کیا
تھا۔ ایک اچھا کھیل کھیلنے کے بعد سو جاؤ گے لہذا اب سو جاؤ۔“

وہ چپٹی گئی۔ پارک اور جو جو دروازوں کے درمیان کھڑے
ہوئے تھے۔ ایک دروازے کے پیچھے جو جو کی خواب گاہ تھی۔
دوسرے کے پیچھے پارک کی۔ انھوں نے رخصت ہونے سے
پہلے ایک دوسرے کو بٹھے پیار سے دیکھا۔ پارک نے کہا۔
”شعب بھتیجی۔“

جو جو نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ پارک نے اس کے ہاتھ کو تھما
لیا۔ پھر جھک کر کھینچ لیا۔ پت کو آٹھوں سے لگا دیا۔ وہ خوش ہو کر
پلٹ گئی۔ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ پھر پت پر گرتے ہی کھینچ لیا
پشت کو دیکھا۔ آگے اپنے گال سے لگا دیا۔ آٹھوں بند کر لیں۔ پھر
دماغ کو ہدایت دینے لگی۔

ہادی تہ خانے میں پہنچ کر چاروں طرف گھوم گھوم کر مرنے والی
دیکھ رہا تھا۔ وہاں... کے لیے پورے رکھے ہوئے تھے

بٹن کے ڈوٹوں میں بیک کیے ہوئے اعلیٰ قسم کے کھانے بھجوا رکھے
تھے۔ یعنی اگر شبیلانہ قلعے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھ ماہ تک
بند رہتی تو کھانے پینے کی فکر نہ ہوتی۔

وہ آگے بڑھتا ہوا تہ خانے کے دوسرے ہال میں پہنچا۔
انھیں تیزی سے کھلی۔ وہاں جدید قسم کا اسکر رکھا ہوا تھا۔
کارٹوس کی بھری ہوئی بیٹیاں فرخ سے لے کر کجست تک نظر آ رہی
تھیں۔ اگر دشمن قلعے پر حملہ کرے تو شبیلانہ اپنے آدمیوں کے ساتھ
کم از کم ایک ہفتے تک بیرونی اسلام کے بغیر جنگ جاز ہی لکھتی تھی۔
اس نے ایک دروازے کو کھول کر دیکھا۔ آگے بڑھ کر ایک دروازے
تھا۔ آمنہ نے بتایا تھا اس راستے سے گزرا کہ قلعے کے باہر پہنچ جائے
گا۔ اس نے سوچا۔ ان عورتوں نے مجھے زندہ کیوں چھوڑ دیا؟ کیا یہ اتنی
امتیاز ہیں؟ کیا یہ مجھ نہیں کھینچیں گی؟ میں اسے لکھنے کے بعد اس
چوڑی راستے کا ذکر دوسروں سے کر دوں گا؟ یہ بات راز میں نہیں ہے
گی۔ مینا نہیں یہ کوئی حال ہے۔ یہ مجھے یہاں سے زندہ نکلنے نہیں
دیگی۔ شاید آگے جا کر راستہ بند ہو جائے گا۔“

شبیلانے پھر اس کے داغ پر قبضہ نہ کیا۔ وہ بے اختیار
اس راستے پر دوڑنا ہوا جانے لگا۔ اسے پتہ نہ چلا کہ کتنی دور تک
دوڑنا جا رہا ہے۔ کتنا فاصلہ طے کر رہا ہے۔ آخر اسے ایک چھوٹا سا ہال
نظر آیا۔ وہاں سے ایک زینہ اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ وہ زینے پر
چڑھتے ہوئے اوپر ایک خانہ کی کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے کا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ وہ دروازے سے نکل کر ایک
کوڑیوں سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں پہنچا۔ وہ ایک بیڈروم
تھا۔ وہاں شبیلانہ کی بیڈروم میں ایک آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس
نے لکھ کر اسے دیکھا۔ پھر کہا۔ ”ہادی ایساں سے فوراً جھاگ جاؤ۔
موت تمہارا بھیا کر رہی ہے۔“

الہ نے اپنے ریو اور کو دیکھا۔ پھر چوڑی چھینا۔ یہ کسی بیٹھی
بات ہے۔ میں جیسے جا ہوں اسے مار سکتا ہوں لیکن اس ریو اور سے
کسی کو کچھ لگاؤ نہیں سکتا اور تم کتنے ہڑ موت بھیا کر رہی ہے۔
”کیا اب تک تمہاری مجھ میں نہیں آیا کہ تمہارے پاس صرف
چند ساتھی رہ گئی ہیں؟“

شبیلانے پھر اس کے داغ پر قبضہ نہ کیا۔ وہ پلٹ کر وہاں سے
چلتا ہوا بنگلے سے باہر آیا۔ اس کی طرح تیزی سے دوڑنا چلا گیا۔
شبیلانے اسے تقریباً دو میل تک دوڑایا۔ پھر داغ کو آزاد چھوڑ دیا
وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر اپنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں ریو اور
کانپ رہا تھا۔ وہ اس قدر تھک گیا تھا کہ اچھی طرح ریو اور کو پکڑ نہیں
سکتا تھا۔

شبیلانے پوچھا۔ ”تمہارے ہاتھ کانپ رہے ہیں تم خود کوشی

کیسے کر دے گا، اپنے آپ کو کس طرح چلا دے گا؟
 وہ اپنے سر کو تھام کر گھبرایا، زارت کی تاریکی میں
 ادھر ادھر مٹنے لگا سوچنے لگا، یہ آواز کس قریب سے آرہی ہے
 یا میرے اندر سے ابھر رہی ہے؟
 وہ اپنے ہونے بولانے میں بھگ گیا۔ میں بھگ گیا تم ٹہنی بیٹی تھی
 ہوا اب ساری بات مجھ میں آرہی ہے، ایک نازک اندام لڑکی نے
 کس طرح مجھے شکست دی تھی۔ میں کمزور نہیں ہوں شہ زور ہوں میں
 قہقہے کرتا ہوں، درماغ سے نکل جاؤ اور میرے مقابلے پر کسی شہ زور
 کو بھیجیو۔

”مجھے اتنی فرصت نہیں ہے۔ آخری بات کہنے آئی ہوں۔ اس
 قتلے کو بڑے ہنر سے حاصل کیا ہے اور بڑی لگیں سے ایسے لفظا
 کر رہی ہوں کہ قلعہ لڑائی قلعہ بن جلتے کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے
 تم لوگوں کو اپنے ہاں ملازمت دینے سے پسپو نہیں ہے سوچا
 تھا کہ تم میں سے کوئی باہر چلے گا تو دنیا سے چلا جائے گا“
 ہادی نے فوراً ہی روبرو کر کے پینک دیا لیکن دوسرے ہی
 لمحے پھر دوڑنا ہوا اور کور کے پاس گیا اور اسے اٹھایا۔ شہ نے
 کہا: ”اب نہ زحمت ہو جاؤ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے“

اس نے بڑی فریباں برداری سے روبرو کی نالی کو پیشانی سے
 لگا لیا۔ پھر یہی کہی تھا میں کی آواز زارت کے منہ سے میں کو بھیج دے گا
 طوہر پانچ جگہ حاضر ہوگی کسی کو جان سے گزارنے کے لیے اس کا پتہ
 جوڑی اور جڑیے سے شمارا ہوا تھا۔ وہ تو ڈیڑھ سڑک غلامی کی تھی
 پھر اٹھ کر بستر پر آئی۔ آئینے کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے سے
 پسند نہ کی تھی اس انداز میں دشمنوں سے منتنا نہیں جانتی تھی۔ رفتہ رفتہ
 ہمت کچھ بڑھتی تھی لیکن ابھی ابتدا تھی۔ وہ ایسا کرتے وقت اندر
 ہی اندر گزرتے لگتی تھی۔

وہ بستر پر لیٹ گئی اٹھیں بند کر کے خود کو قابو میں رکھنا جاتا
 تھی۔ ایسے میں ناکام ہوتی تو بے اختیار ریندا آٹھوں کے پیچھے جھے
 دیکھنے لگتی تھی۔ یہ بائیں جھے بعد میں معلوم ہوئی لیکن اوقات جھے
 تصور میں دیکھتے دیکھتے وہ درماغ کو ہدایت دینا بھول جاتی تھی اور
 یوں سو جاتی تھی۔
 پھر وہ جھے بند آٹھوں میں چھپ کر سو گئی۔

ایک بار شیکھر نے میرا دل ادا کیا تھا۔ میں نے ہندوستانی فوج
 اور اشٹا مہ کے دوسرے شیروں کو یہ سافر دیا تھا کہ فراد ہندوستان
 سے نکل چکا ہے۔ میں نے یہ ثابت کرنے کے لیے شیکھر کو اپنا دل
 ادا کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔ وہ خود ہمارے پاسنے والوں میں سے
 تھا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ ہمارے ساتھ رہ کر کچھ کام کرے کہ

دولت لکھنے کو شہرت حاصل کرے۔ تب سے وہ استنبول میں سو
 کے ساتھ تھا۔

وہ طیارے کی آمد سے ایک گھنٹہ پہلے سوئیائے کے ساتھ اڑ پڑ
 پہنچ گیا تھا شیکھر کو ایک آپ کی خدمت نہیں تھی۔ وہ ابھی کسی قابل ہا
 بنگلے میں ٹوٹ نہیں ہوا تھا۔ ہمارے کسی دشمن سے ٹکرانے کا سوچ
 بھی نہیں ملا تھا۔ لہذا اسے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ سوئیائے اپنے
 موجودہ چہرے کی مناسبت سے ایک گھنٹہ کے اندر پا پورٹ تیار
 کر دیا تھا۔ اگر وہ ناکام ہوتی تو ٹہنی بیٹی کے سامنے ایسا کر سکتی تھی۔
 بہر حال اس معاملے میں شبہ کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ شیکھر نے پوچھا۔
 ”لدا ام آپ کب تک واپس آئیں گی؟“
 ”ہو سکتا ہے کل ہی واپس چلی آؤں“

”آپ نے اچانک ہی پانچوں کے ساتھ پیرس جانے کا فیصلہ
 کیوں کیا؟“
 ”تم مجھ سے بہت کچھ لیکھا چاہتے ہو۔ خود اس بات کا ہزار بار
 میں سمجھا ہوں، آپ اس کے لیے خطرہ محسوس کر رہی ہیں۔“
 ”یہی بات ہے“

”یہی تو جانا چاہتا ہوں۔ آپ کو خطرے کا احساس کیسے
 ہو جاتا ہے؟“
 ”ہم غصے میں رکھو۔ ذہن کھلا رکھو۔ ہمیشہ ہر پہلو پر نظر رکھو تو
 بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ دنیا کی کئی نظرانگ نظریں خاموش بیٹھی ہیں۔
 پارس نے سفر کی ابتدا کی تو اس پر آفت آنے لگی خدا کا شکر ہے، وہ
 اس مصیبت سے نکل آیا لیکن آئندہ بھی اسے گھبرا جاسکتا ہے کسی
 کمانی کا آخری سین بہت ہی سستی فیر ہوتا ہے۔ کسی راستے کی آخری
 منزل کا آخری مرحلہ بڑا دشوار گزار ہوتا ہے۔ سامی طرح پیرس شہر سے
 لے کر بابا صاحب کے ادا سے تک جو طویل راستہ ہے وہ پارس
 اور روسی کے لیے انتہائی خطرناک ہو گا۔ میرا وہاں موجود رہنا
 ضروری ہے“

”ایسے ہی معاملے پر آپ کے ساتھ رہنے کو بھی چاہتا ہے۔“
 ”میں ضرور ساتھ رکھوں گی۔ جو شیکھ حاصل کرے یہ ہو کر تے ہو
 انر پورٹ کی عمارت میں کافی غیر مستحی۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جو
 طیارہ سینے والا ہے اسے اپنی جیک کرنے کی کوشش کی گئی تھی اب
 وہ غیر مت استنبول پہنچ رہا ہے۔ سوئیائے اور دونوں کو گری کی طاقت
 ہوتی نظر دل سے دیکھی جا رہی تھی کسی افراد پر شبہ ہوا تھا۔ اس نے
 شیکھر کو پیچھے سے بتایا تھا کہ اسے کئی لوگوں پر کڑی نظر رکھنا چاہیے
 میں نے اسے مخاطب کیا تو سوئیائے پانچ کا درماغ کہہ رہا
 ہے وہ کچھ نزدیک ہے۔ استنبول میں میرا یہ لیکر جیک آپ کے لیے
 رک جائے گا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا پانچ آئے والا ہے۔ وہاں

سے جڑا ہر سوئس ادا شیور ڈسفر کر کے ان میں سے تم کسی ایک
 کو مخاطب کر دو۔
 ”میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی پانچ تبدیل ہو جائے گا لیکن
 ان حالات میں ایسا نہیں ہے“

اس نے شیکھر سے کہا تم فوراً ہماری رہائش گاہ میں جاؤ۔ وہاں
 میرا ایک آپ کسی رکھا ہوا ہے اسے اٹھا کر لے آؤ۔ شاید مجھے
 اپنے چہرے پر تبدیل ہی کرنا پڑے۔“
 شیکھر وہاں سے چلا گیا سوئیائے اس ریشاڑنگ روم کی طرف آئی
 جہاں اڈر سوئس اور اسٹیوڈنٹ ڈیٹیر طیارے کے منتظر میں آرام
 کرتے تھے۔ آسے روم میں جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اسی وقت
 دروازہ کھولا۔ ایک اڈر سوئس باہر نکل رہی تھی سوئیائے آگے
 بڑھ کر کہا: ”ایک کوزی طیارہ کب تک پہنچ رہا ہے؟“

سوئیائے کے قد کا جسمت اور سن میں اس میں قدرتی دلکشی
 پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سوئیائے یا سوزہ برسی کی فونڈیشن ہو گئی تھی۔ اڈر سوئس
 جلد ہی میں تھی کہیں جا رہی تھی۔ یہ سوال بڑا ناگہانی سوئیائے پر نظر پڑنے
 ہی وہ نرم پڑی جو بھی اسے دیکھتا تھا، اس سے ملتا تھا اس سے
 ہاتھ کرنا تھا، اسی کا ہر کورہ جاتا تھا۔ اس نے نرمی سے مسکراتے
 ہوئے کہا: ”تم ہمیں ہاؤسنگ کرنے جا رہی ہو کیا تمہیں یہ چاہئیں؟“
 فلٹنگ چارٹ پر بڑے بڑے حروف سے لکھا ہوا ہے کون سا
 طیارہ کس وقت پہنچے گا پھر وہی اس کے پرکھی دکھایا جاتا ہے۔
 بہر حال پانچ سے تک میں طیارے کے اندر تم سے ملاقات کر لوں گا
 وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ جانے لگا۔ اس
 کے خیالات پڑھنے لگا۔ ابتدائی سوچ کے ذریعے ہی چننا چاہیے
 جہاز کے پانچ سے اس کا رونا سچا دل ہے۔ دو ذوں ہی امریکی
 ہیں ناسا کا نام ہیلا رائڈر سن تھا۔ وہ ایک بہت بڑی ٹیم ہے اس وقت
 رکھی تھی۔ اپنا شوق پورا کرنے کے لیے اڈر سوئس میں گئی تھی۔

پانچ کا کام جیک، برسن تھا۔ وہ جھپٹے پانچ برسن سے لے کر
 انڈیا میں کام کر رہا تھا۔ پھر وہ سے آؤں تھا۔ کوئی غلط صحبت نہیں
 تھی۔ اس کا ریکارڈ تھا۔ یہ سب کچھ مجھے سی ای اینڈرسن کے ذراغ
 سے معلوم ہوا۔ وہ تیز کا سے چنن ہوتی پائیں آئی۔ وہاں جیک بٹھا
 پلہ رہا تھا اس نے ہاتھ سے جام کو چھینتے ہوئے کہا: ”میں نے کئی
 بار کہا ہے، فلٹ سے پہلے اٹھی بیجا کر دو۔“
 وہ بڑی محبت سے اسے دیکھتے ہوئے پھر بیٹھے ہوئے
 بولا: ”میری جان آؤ گھونٹ رہ گئے ہیں اسے تو پی لینے دو۔“
 ”میں نے جام کی باقی شراب کو لائش ڈسے میں انڈیا کر کہا۔
 ہرگز نہیں چلو اٹھو۔“
 ”میں جیک کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہاں اس کے حقائق دست

سوج رہی تھی۔ وہ اپنے عزائم رکھنے والا جوان تھا۔ زندگی میں کچھ کرنا
 چاہتا تھا۔ اس لیے غلط صحبت سے پرہیز کرنا تھا۔ میں نے سوئیائے
 کے پاس آکر بتایا، ”دونوں ہی اچھے کر دار کے مالک ہیں۔ ایک دوسرے
 سے بے حد محبت کرتے ہیں، مغرب شادی کرنے والے ہیں ان
 کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“

اس نے کہا: ”جب طیارہ میاں پہنچے گا تو اسے پوری طرح
 چیک کیا جائے گا۔ طیارے کے مسافر کچھ دیر کے لیے اتریں گے
 تم ان کے ذریعے وہاں کے اسٹاف تک پہنچو گے۔ پھر چیک کرنے
 والوں تک بھی پہنچ جاؤ گے۔ روسی کو کبھی سی کرنا ہے۔“

میں اور روسی برابر پارک کے پاس موجود رہتے تھے اور
 اس طیارے کے ذقے دار لوگوں تک بھی پہنچتے رہتے تھے۔
 آخر وہ طیک وقت پر استنبول کے رن وے پر دوڑتا ہوا ایک
 جاگڑ لگا گیا جن مسافروں کا سفر ختم ہو چکا تھا وہ وہاں اترے تھے۔ پلکار
 کے باہر اڈر پورٹ کا عملہ موجود تھا۔ ہم ان مسافروں کے ذریعے اس
 محلے کے انچارج تک پہنچ گئے۔ پھر رفتہ رفتہ ہر اس شخص کے ذراغ
 میں جانے لگے جو اس طیارے کو اندر اور باہر سے چیک کر رہے
 تھے۔ اس میں اچھا سا وقت صرف ہو رہا تھا۔ آخر پورا ماہ کا وقت
 اگیا سوئیائے طیارے میں پہنچ گئی تھی۔ اس کی سیٹ پارس سے فقط
 چھ تھی میں نے کہا: ”ہم نے ہر پہلو پر نظر رکھی، کوئی ایسی جگہ نہیں
 چھوڑی جس کے لیے بعد میں پھینکا نہ ہو۔ اتنی جدوجہد اور چارج
 پڑانے کے بعد یہیں مطمئن ہو جانا چاہیے۔“

روسی نے کہا: ”میں سوئیائے کی موجودگی سے بالکل مطمئن ہوں۔“
 وہ بولنی: ”میں کسی جڑا سرا وقت کی ناک نہیں ہوں۔ اگر کچھ ہونا
 ہے تو وہ ہو گا اور ہوں گا انسان مثال نہیں سکتا۔“
 روسی نے پریشان ہو کر پوچھا: ”تم کیا کسنا جانتی ہو؟“
 ”میدھی کسی بات کہہ رہی ہوں۔ ہم تدبیریں کرتے ہیں اور
 کبھی تقدیر سے مارا جاتے ہیں۔ ایسے وقت سوئیائے کچھ نہیں کر
 سکے گی۔“

روسی کے دل کو مٹانے کی ضرورت بنا دیا تھا۔ وہ پھر پریشان
 ہو گئی، ”میں نے کئی شہیادے کو، وہ بھی میاں موجود ہے۔“
 شہیاد کی سوچ سنائی دی، ”روسی تم مجھے بے حس اور غیر فتنے دار
 نہ سمجھو۔ میں بہت دیر سے موجود ہوں۔ سٹھلے ساتھ وہ کران لوگوں
 کے درماغوں میں پھینچی رہی ہوں جنھوں نے جہاز کو اچھی طرح چیک
 کیا ہے۔ میں بھی مطمئن ہوں۔ فی الحال کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ آئندہ
 خدا مالک ہے۔“
 پارس بہت خوش تھا۔ میں لوگوں نے طیارے کو اپنی جیک
 کرنے کی کوشش کی تھی ان سب کو اڈر پورٹ کی کیلوری نو پانچ

خواتین کو دیا گیا تھا۔ باقاعدہ کاغذی کارروائی ہوئی تھی مگر ان کا قانونی طور پر سامہ ہو سکے۔ پارس نے منگل پانڈے سے پوچھا۔
 "کیا تم اپنے جاسوسوں کے ساتھ نہیں جاؤ گے؟"
 "نہیں کسی کے ساتھ آیا ہوں اور نہ ہی تمہیں انکو مارنے کا مجرم ہوں میں ایک عام مسافر کی حیثیت سے امریکہ تک سفر کر رہا ہوں۔ آہ۔۔۔"

پانڈے نے پوچھا "اس کا مطلب کیا ہوا؟"
 "مجھے وہ ماجرتھی دمن راج یاد آ رہا ہے"
 "کیوں یاد آ رہا ہے؟"
 "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں یہاں سے امریکہ تک جانے اور واپس آنے کے دوران کوئی بڑا کام نہ انجام دے سکوں گا یا نہیں، اگر میں نے کوئی کام کر دکھا تو ساری دنیا میں واہ واہ ہوگی لیکن وہ بڑی خوشی جانے کا مال ہے۔ ابھی ہوتا تو میرے ہاتھ کے گیندیں دیکھ کر ہنسی لگتا۔"

پانڈے نے کہا "تم نے کہا تھا جب وہ گیندیں دیکھ کر کوئی خوشی نہ سنا ہے تو اس کے پیچھے عورت کا ایک تھپڑ پڑتا ہے"
 "اس لیے میں ابھی نہیں بھرا ہوں۔ وہ کبھی خوشی بڑی خوشی یا نہیں سنا ہے لیکن شرط یہی ہوتی ہے کہ وہ ساتھ رہے گا تو کوئی نہ کوئی عورت مجھے تھپڑ مارے گی جیسا کہ یہی ہوئی ہے۔ میں مرد ہوں مگر میرے قدر میں مردانگی نہیں ہے۔ اسی لیے یہ عقوبت مجھے عورتوں سے مار کھاتا ہے۔"

اسی وقت سونیا اپنی جگہ سے اٹھ کر منگل پانڈے کے پاس پہنچ گئی۔ پہلے تو اس نے پارسے پارس کی طرف دیکھا منگل پانڈے نے پوچھا "بس کیا بات ہے؟"
 سونیا نے اپنا دایا ہاتھ دکھاتے ہوئے کہا "میں نہیں کیوں میری ہتھی لکھنا رہی ہے۔ جی چاہتا ہے کسی کو ایک زوردار۔۔۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ منگل پانڈے سے ایک دم سے گھبرا کر اٹھ گیا۔ پھر بولا "تک کیا مطلب ہے۔ ہتھ مارے ہاتھ میں کھینچ رہی ہے تو میں کیا کروں؟"
 سونیا نے کہا "پتا نہیں کیوں مجھ پر عجیب سا دورہ پڑتا ہے جی چاہتا ہے کسی کو چھوڑا اور شروع کر دیا اور نتیجے میں ایک چھپڑ ماروں"

"... تم میں تم سے بھلا انہیں کروں گا؟"
 "میری سیٹ وہ پیچھے ہے خبر ہے سی ٹوٹلو میں سوچ کر آئی ہوں تم سے اپنی سیٹ پر جانے کے لیے کیوں گی تم انکا روگے تو بھلا شروع ہوجانے کا پھر میری خواہش پوری ہوجائے گی"
 پانڈے فوراً ہی لودی سیٹ سے دور ہو گیا پھر بولا "میں نے"

کہا "نا بھلا انہیں کروں گا میں ہتھاری سیٹ پر جا کر بیٹھ رہا ہوں وہ جلدی سے جتا ہوا سونیا کی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ مسکراتے ہوئے پارس کے پاس بیٹھی اس نے بھی مسکرا کر ہونے ہاتھ بڑھا کر کہا "ہیلو تم آپ سے مل کر بے حد خوشی ہو رہی ہوں سونیا نے کہا "اچھا تو سونیا نے تمہیں بتا دیا ہے"
 "ہاں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ پہلا پارس آپ کو تھاکتا ہے لہ مجھے بھی یہی کہنا چاہیے"

"اگر تمہاری ماہی بات نہ سمجھتی تو مجھے کیا کہتے؟"
 "میں خواہ کچھ ہی کہوں اس آخری ماں ہوتی ہے اور آپ تو میرے پیدا کرنے والی ماں سے زیادہ مہم ہیں۔ انھوں نے مجھے آپ متعلق بہت کچھ بتایا ہے مجھے رشتوں کے متعلق جو سب سے بہتر سبق ملا وہ یہ ہے کہ ایک طرف میری ماں کو خون کی ضرورت ہوا اور دوسری طرف آپ کو ضرورت ہوتی ہے آپ کو خون دلوں گا"

سونیا اس پر جھلک گئی۔ ایک بازو سے اسے میٹھا دوسرا ہاتھ سے اس کے چہرے کو تھام لیا۔ پھر چہرے کے ایک ایک حصے کو چرتی چلی گئی۔ پھر اسے آزاد سانس دی "کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے سر گھما کر دیکھا اور پھر کسٹھن سلی کھڑی ہوئی کہہ رہی تھی "تمہیں دیکھنے سے پتا ہی نہیں چلا کہ شادی شدہ ہوا اور ایک بچے کی ماں ہو"

"میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ یہ بچہ بہت پیار کی بیاری بنا کر رہا ہے۔ میں جواب میں اسے پیار کر رہی ہوں"
 "یاد ہے میں نے کہا تھا طیارے میں ملاقات ہوگی۔ بلو لڑکی کھانا دینا چاہتی ہو گیوں اس طرح اس کو شکرم کھاؤ گے؟"
 پانڈے نے کہا "اس کو شکرم چیتے کھاتے ہیں؟"
 سونیا نے حیرانی سے انھیں بھرا کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا تو تم جڑان ہو گئے ہو گیا دھسکی پیش کروں؟"
 پانڈے نے انہیں غلام کر کے کے انداز میں کہا "پتا نہیں تم جیسی بچھو کر لو کہ پھر کسٹھن کیوں بنا یا جاتا ہے۔ اگر کوئی بچہ خوشی ہو اگر بچہ کھلائے اور اس کو شکرم کھانے سے انکار کرے تو کیا ہے؟ کس پیش کی جاتی ہے؟"

سونیا دم بخود ہو گئی۔ معذرت چاہتے ہوئے بولی "مجھے انہیں ہے۔ مجھے سے غلطی ہو گئی لیکن تم واقعی چیتے نہیں گئے۔ بزرگوں کی طرح بولتے ہو۔ کیا میں لوگ پیش کروں؟"
 اس نے پانڈے کو لگا کر کہا "وہ دیکھو۔ پیش کے پیر ٹھالے کر کے لڑھی گی۔ سونیا نے کہا "میری بڑی خواہش تھی تم سے ملوں۔ ملاقات تو ہو گئی لیکن اعلیٰ صورت نہیں دیکھ سکتی"
 "جب پیرس میں ماں دیکھی گی تو وہ بھی یہی شکایت کر گئی۔"

اس میں میرا کیا قصور ہے؟"
 سونیا چپ ہو کر سوچنے لگی۔ بیٹا اپنی پیدا کرنے والی ماں کے پاس پہنچنے کے کا۔ اسے روحانی طور پر اس کی سنی تھی کہ معیبت آنے والی ہے لیکن یہ مجھ میں نہیں آتا تھا معیبت کیسے آئے گی کسی کی طرف سے آئے گی لیکن مجھ میں نہ آنے کے باوجود پڑا حوصلہ تھا۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس پر خدا کی خاص رحمت تھی۔ وقت سے پہلے اس کی سنی تھی۔

ایک گھنٹا گزر گیا۔ رسونی نے کہا "میں ذرا پائلٹ کے دروازے سے ہو کر آئی ہوں معلوم کروں، طیارہ کہاں کس وقت پہنچے گا؟" وہ کئی گھنٹوں بعد گھنٹا گھنٹا ہوتی سنی واپس آئی "سونیا، غضب ہو گیا میں پائلٹ کے دروازے میں نہیں پہنچ سکتی۔ فریڈم پہنچ کر دیکھو"

میں نے بھی سوچنے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی۔ بڑی حیرانگی کی بات تھی۔ جب میں نے پہلی بار اس کے دروازے میں جگہ چرائی تو اسے کوئی بات نہیں تھی۔ اسے پرانی سرج کی لہروں کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ اب اچانک کیسے ہونے لگا!
 ظاہر ہے ہر داؤ کا ایک توڑ ہوتا ہے۔ جب سے ہم نے ٹیٹی تھپتی کا اختیار استعمال کیا ہے تو دشمن اس سے بھاگنے کی نیت نئے طریقے اختیار کرتے جلتے، ہمیں اور یہ طریقہ بھی نئے اختیار کر لیا تھا۔ بڑی لوگوں میں حیرت نہیں رکھنا تھا سانس روکنے کی عادت میں تھی اس کے دروازے کو تنہی ہی کے ذریعے ایک گھنٹے کے لیے یا ایک ہفتے کے لیے لاک کر دیا جاتا تھا۔

اس پائلٹ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا اس پر تنہی ہی مل گیا کیا ہو گا اور یہ بدلیت کی گئی ہوگی کہ تنہی ہی سے بیدار ہونے کے بعد وہ مل کو بھول جانے کا صرف وہ بائیں ذہن میں رہیں گی جو نقش کر دی گئی تھی یعنی اس کے دروازے میں کدو لگا ہو گا کہ جب تک وہ دھارے میں نہ جائے، وہاں کی فٹے دریا میں نہ سنبھلے، اس وقت تک وہ عام حالت میں رہے گا۔ اس کا دروازے کی سنی پائی سوچ کی لہر کھوسنی نہیں کرے گا لیکن طیارے کے پرواز کرتے ہی وہ پندرہ گھنٹوں کے لیے پانچ دنوں کے لیے سانس ہوجائے گا۔ کئی گھنٹوں کی لہر کھوس کر تھے ہی سانس روک لے گا۔ اپنی سوچ کے مطابق پرواز نہیں کرے گا۔ اس کے دروازے میں نقش کر دیا گیا ہو گا کہ طیارے کو کدھر لے جانا ہے، اور وہ اُدھر لے جا رہا ہو گا۔

سونیا دروتی ہوئی پائلٹ کیسے کے دروازے کے پاس آئی "اس کو کھولنے کی کوشش کی جتا چلا وہ اندر سے لاک ہے۔ ایک اٹیوڈرنٹ نے آکر پوچھا "اس آف پرواز کیوں کھولنا چاہتی ہیں؟" میں پائلٹ سے دو امیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"سونیا پرواز کے دوران یہ کھن نہیں ہے۔ آپ پیرس کی طرف پہنچ کر ان سے بات کر سکیں گی؟"
 سونیا سوچتی ہوئی پارس کی طرف آئے گی۔ رسونی پھر بولنے لگی تھی۔ میں نے ڈانٹ کر کہا "تم نے کیا لگا رکھا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر پریشان ہوجاتی ہو جاؤ دوسروں کو بھی پریشان کر دیتی ہو جاؤ خوش رہو۔ اگر خیال خوانی نہیں کرنا ہے تو اپنی جگہ سوچو رہو۔ ہم پارس کی حفاظت کے لیے کچھ کرتے ہیں"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "مجھ سے بھول ہو گئی۔ اب نہیں دوڑوں گی مجھے خیال خوانی سے زبردستی میں اپنے بیٹے کے پاس رہوں گی"
 "مے شک رہو لیکن میں پریشان نہ کرو۔ سوچنے بھینے کا موقع تو ہمارا ہی ہے تاہم سونیا کے دروازے میں ہوتی تھی۔ اس نے کدو "فریڈم اور رسونی عورت سے سزا جو کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرتے رہنا شیا کیا تم بھی سوچو ہو؟"

شیا نے اپنی موجودگی کا یقین دلایا۔ سونیا نے کہا "میں اسے ہر سٹھس سلی کو لے کر ایک ہاتھ میں بند ہوجاؤں گی۔ اس ہاتھ دم کے پاس کوئی بھی آئے تو شیا تم وہاں موجود رہنا اور اسے دوسرے ہاتھ دم کی طرف رونا نہ کر دینا۔ دوسرے ہاتھ سے ہاتھ دم میں کوئی موجود ہوتا ہے جلدی لنگھنے پر مجبور کرنا"
 اس نے رسونی سے کہا "تم سلی کے دروازے پر کئی بھی رہو گی تاکہ وہ کس بات پر اعتراض نہ کرے؟"

اس نے مجھ سے کہا "تم یہاں کی دوسری اٹیوڈرنٹ اور اٹیوڈرنٹ کے دروازے میں آتے جاتے رہو گے۔ انھیں سلی کی عدم موجودگی محسوس نہیں ہونے دو گے"
 اس نے میک آپ کچھ اشارے پیتے ہوئے کہا "شیا تم سلی کو میرے پاس لے آؤ"

ہم سب اس کے شور سے پر عمل کرنے لگے اس کے کدو کا فائل میں یہ درست رکھا ہوا تھا کہ یہ ایسی ذہن تیز عورت ہے کہ کبھی پتہ نہیں چاہنے والے بھی اس کے محتاج رہتے ہیں۔ وہ ہاتھ دم میں چلی گئی۔ ٹھوڑی دیر بعد سلی وہاں پہنچ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی مرضی سے آئی ہے۔ اس کے آتے ہی سونیا نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ سلی کو آگے کے پاس اپنے سامنے کھڑے ہونے کے لیے کدو بھر میک آپ کچھ کھول کر اپنے کام میں لگ گئی۔

پتا نہیں وہ طیارہ کس طرف پرواز کر رہا تھا اور پارس کو لے کر کہاں پہنچانے والا تھا۔ پائلٹ کے دروازے کو لاک کرنے کا مطلب یہی تھا کہ ہمیں پرواز کی سمیت معلوم نہ ہو۔ اگر ہم اٹیوڈرنٹ پیرس یا

نیویارک کے فٹے دار افسران کو قانون کی وہاں دینے تو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ طیارے کے پائلٹ کو زیادہ سے زیادہ دیکھنا ہی چاہیے۔ یہ کوئی جنگی طیارہ نہیں تھا جسے ہر طرف سے ٹھیک کر سکی خاص جگہ اترنے پر مجبور کیا جاتا۔ یہ مسافر بردار طیارہ تھا جسے دیکھی نہیں دی جا سکتی تھی اور دیکھیوں پر عمل کرتے ہوئے اس طیارے کے مدار کو گرایا نہیں جا سکتا تھا اور جو لوگ پارس کو اٹھا کر رہے تھے انہیں طیارے کی تباہی سے کون سا مدد دے سکتے تھے والا تھا۔ پارس اگر کبھی زندہ سلامت مل جاتا تو اچھی بات تھی۔ نہ ملنا تو ان کا کچھ نہ بگڑتا۔ ہماری دنیا اُپر جاتی۔

تقریباً چالیس منٹ میں میک اپ مکمل ہو گیا۔ اب سب سب کے سلسلے دوسری سیل کھڑی ہوئی تھی۔ سونیا آہستہ میں خود کو اور سیل کو دیکھ دیکھ کر میک اپ کی خامیاں درست کر رہی تھی بہتر سے مطمئن ہونے میں اور دس منٹ گزر گئے۔ پھر اس نے اپنا پاسپورٹ نکالا۔ اس کی تصویر کو سلسلے دکھا۔ پھر اس کے مطابق سیل کے پتھر سے بر میک اپ کسے لگی۔ اس کے میک اپ میں زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سونیا جس روٹی کے میک اپ میں سفر کر رہی تھی، اس کا نام ٹیری تھا۔ اس نے آدھے گھنٹے میں سیل کو ٹیری بنا دیا۔ کوئی بہت غور سے دیکھتا تب اسے شبہ ہوتا۔ وہ نہ میک اپ بڑی عمدہ لگا۔ میک اپ مایاب رہا تھا۔ ان کا سونے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے میک اپ بسکٹ کو بند کیا۔ پھر چھوٹا چھوٹا تم چند لمحوں کے لیے اس کے دماغ کو چھوڑا اور شیلے کو ٹیری سے پاس آئے۔

سونیا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو سیل ایک دم سے چونک گئی۔ پہلے اس نے صرف میک اپ کو سوجا یا تھا۔ وہ دم میں کیسے آگئی ہے؟ پھر سر اٹھا کر سونیا کو دیکھا تو ایک دم سے پریشان ہو گئی۔ اس کی شکل سلسلے کھڑی ہوئی تھی۔ اسے پتا نہیں تھا کہ اس کی شکل بدمشکل بن چکی ہے۔ وہ کچھ اور نظر آنے لگی ہے۔

وہ حیرت سے چیخا جا رہی تھی۔ اول تو سونیا اسے پہنچنے کا موقع نہ دیتی۔ دم ہی کہ روٹی اس وقت تک دماغ پر قابض ہوئی تھی۔ شیا اگر پوچھ رہی تھی تو سونیا کیا بات ہے؟ اس نے کہا: "روٹی سیل کے دماغ میں قبضہ چلائے۔ یہ سیل کے دماغ کے ترخالے میں اترے۔ اس کے متعلق ہر ڈیڑھ گھنٹے تک معلوم کرو۔ خصوصاً وہ باتیں جو پائلٹ جیکب سے تعلق رکھتی ہیں۔ پھر تفصیلی معلومات فراہم کرتی رہیں۔ میں ایزبیکس کی ڈیوٹی انجام دینے جا رہی ہوں۔"

وہ باہر نکل گئی۔ سلسلے نے میک اپ بسکٹ کو اٹھا یا پھر وہ اس پر آکر پارس کے پاس والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے پارس کو پہلے ہی کہا دیا تھا۔ جو تمہارے پاس اگر بیٹھے گا وہ تمہاری قاضیوں کو دوسری عورت ہوگی لہذا اس سے زیادہ باتیں نہ کرنا۔ میری ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی۔ میں نے اب تک دوسری ایئر لائن اور اسٹیوڈیو وغیرہ کو سیل کی عدم موجودگی کا احساس نہیں ہونے پایا تھا۔ اب تو سیل کی جگہ سونیا ڈیوٹی پر آگئی تھی۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اس نے سلسلے کے میک اپ میں ہر بناؤں کی ضرورت کیا ہے؟ لیکن میں اسے ڈسٹر بگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک تودہ ڈیوٹی پر تھی۔ مسافروں سے مسکرا سکر کہ باتیں کر رہی تھی۔ ان کی ہنسی کا احترام کر رہی تھی۔ پھر شیارہ راکر اس کے پاس آئی تھی اور لیکن کے متعلق تفصیلات بتاتی رہی تھی۔

میں نے خود ہی اندازہ لگایا۔ اگر میں سونیا کی جگہ طیارے پر ہوتا تو کیا کرتا؟ میں کسی اسٹیوڈیو کے روپ میں آکر جاکر سلسلے میں شریک ہو جاتا تو کبھی اسٹیوڈیو وغیرہ پائلٹ سے قریب تر نہ رہتا۔ سیل تو بہت زیادہ قریب تھی۔ اس کی مجھ پر تھی۔ یہ طیارہ جہاں بھی جا کر رکنے والا تھا وہاں وہ مجھ کو بہر کی حیثیت سے پائلٹ کے قریب پہنچ سکتی تھی۔

میری داستان میں جب سونیا کا ذکر آتا ہے، میں نے اختیار اس کی تعریفیں کرنے لگتا ہوں۔ ہر سلسلے پر باتیں بعض لوگوں کو لگا کر گزرتی ہوں لیکن میں ایسا بے اختیار کرتا ہوں۔ اس وقت بھی اس کی دور بینی اور تدبیر کا قائل ہوتا تھا۔ اس نے یقیناً ہی سوچا تھا کہ جن لوگوں نے پائلٹ پر تنقیدیں کی ہیں وہ اسے اس وقت تک اپنا انکار نہ دیتے رہیں گے اور اپنا کالمیت رہیں گے جب تک اس پر تنقیدیں عمل کا اثر ہے۔ پائلٹ جیکب ان کا انکار کر سکتی تھی اسے جہاں بھی لے جائے گا وہ سیل کی قتل کرے گا اور ہر فرد کے گلا گہری چھو بہر ساتھ رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ سونیا اسے مجبور کرے گا کہ وہ اس کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی۔

اب تو یہ آگے چل کر ہی معلوم ہونے والا تھا کہ ہمارے سلسلے کی باتیں آئے گا۔ طیارے میں جو عملہ تھا وہ یہ بتانے سے قاصر تھا کہ جہاز کس طرف پرواز کر رہا ہے اور اب کہاں اترنے والا ہے۔ شیا بھی سونیا کے پاس پہنچ کر اسے سیل کے متعلق بتاتی تھی اور کبھی پارس کے ذریعے کھڑکی کے باہر دیکھتی تھی۔ ایک بار اسے بتا چلا کہ ہوا اچھی ہو رہی ہے اور ایک بہت بڑا شہر نظر آ رہا ہے۔ اس نے ذرا دیر تک دیکھا۔ پھر ایک دم سے چونک کر سونیا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی: "اوه گاڈ! سونیا غضب ہو گیا۔ یہ طیارہ اسرائیل پہنچ گیا ہے۔ میں نے پارس کے ذریعے تل ابیب شہر دیکھا ہے۔"

ہم سب پر سکت حاری ہو گیا۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسی دلدل میں چاہیں گے جہاں پہلے ہی ہمیں چلنے تھے ان حال سے نکلنے میں خاصا عرصہ لگا تھا۔ اب ہم پہلے گوہاں سے بیس وزارت نکال سکیں گے یا نہیں یہ صرف خدا جانتا تھا۔ شیلے نے دانت پیٹے ہوئے کہا: "میں بیسوری ہوں۔ مجھے اپنی دم سے اپنے ملک سے محبت ہے لیکن خدا کی قسم اگر پارس کا بال بھی یا ہوا تو میں اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ میں وہاں جا چکا ہوں۔ دوران کی خبر لیتی ہوں۔ سونیا کیا تم سیل کے متعلق اور کچھ معلوم کرنا چاہتی ہو؟"

سونیا نے کہا: "میں تم اپنے مشن پر جاؤں۔"

اسرائیل کی ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جس کے متعلق وہاں کے اعلیٰ حکام بھی نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ حکمران بدلتے رہتے ہیں لیکن حکومت کے راز نہیں بدلتے۔ انہیں بلائیں ملک کے اندر سے تو میں نہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ میں نے اندھا نکواں اس لیے کہا کہ اس بلائیں ملک کی گرائی کو کوئی نہیں جانتا تھا جب ہم میں سے کوئی آدھرا کا رخ کرے گا تو میں اس کے متعلق تفصیلی بیان کروں گا۔

شیلے نے کہا: "میں اس طیارہ تل ابیب ایئر پورٹ پر اترنے ہی والا ہے۔ اس سے پہلے میں یہاں کے ڈسٹے دار لوگوں سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ بات کرنا چاہیں یا نہ چاہیں ایک بات ان تک پہنچا دینا اور وہ یہ کہ میرے بیٹے کو حراست میں لینے کے لیے کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے۔ اس سے دور رہا رہے۔"

"میں تمہاری پیغام بھجھا رہی ہوں۔"

"اور یہ بھی کہہ دینا کہ میں بات نہ کرنے والوں کو زبان کھولنے پر مجبور کروں گی اور جو سات پر دوں میں چھب کر رہنا چاہتے ہیں انہیں ان کے پاس میں بھی بھیجے نہیں دوں گی۔ پھر اس نے ایک ذرا توقف سے کہا: "اور آدھری بات یہ کہ مجھ سے بات کرنے کے بعد ہی انہیں شیارہ پر کھینٹے گا۔ دیش آل۔"

شیلے نے سونیا کے پاس آکر اسے تمام باتیں بتائیں۔ طیارہ دن دسے پر لگ گیا تھا۔ کھڑکی سے دیکھا جا سکتا تھا چاروں طرف مسخ ٹوٹی الٹ کھڑے ہوئے تھے۔ دور دور تک ٹوٹی جہازوں اور چھتاروں کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایئر پورٹ میلان جنگ لگتا تھا۔

پارس نے کھڑکی سے جھانکتے ہوئے کہا: "میرا خیال ہے آج تک کسی ملک کے سربراہ کا استقبال کرنے اتنی فوج نہ آئی ہوگی جتنی میرے لیے آئی ہے۔"

مشکل ہائے اپنا سامان سینے کے لیے سیٹ پر لگایا تھا۔ پارس کی بات سن کر بولا: "بھروسہ دارا یہ تمہارے استقبال کے لیے نہیں بلکہ گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں۔ کیا تمہیں ڈر نہیں لگ رہا ہے؟"

پارس نے جواب دیا: "تمہارے جیسے دلیرانہ کہہ رہے ہوئے ڈر کس بات کا؟ اگر وہی سونگ والا تھے تو ہر آؤ تو بہت بڑا کارنامہ انجام دے سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟ وہ گھور کر دیکھتے ہوئے بولا: "تم کہیں کرنا چاہتے ہو؟"

"جب طیارے سے بیٹھ کر گا دی جائے تو تم بیٹھ کر اوپر جا کر کھڑے ہو جانا۔ میں پیچھے سے لات ماروں گا۔ تم تو بیروں کے درمیان جا کر گروے بھرانے سے اختیار اس طرح نہ لے

پر مجبور ہو جاؤ گے جس طرح اس سوئٹنگ پول میں قاتل سے لڑتے رہے تھے۔

وہ جلدی سے پیچھے ہٹ کر بولا: "اے خیر واز اب کی بار تم لات مارو گے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ میں طیارے کی سکرین سے نہیں اتروں گا۔"

"کیا پھیلا لنگ لگانے کا ارادہ ہے؟"

"پہلے تم اترو گے، میں آخر میں اتروں گا لیکن یہاں اتر کر کیا کروں گا۔ اسے لٹکا جانا چاہتا تھا۔ تقدیر نے کہاں لاکر جھینک دیا۔"

اسی وقت اسپیکر سے آواز ابھر نے مگر نہ خواتین و حضرات ہم اسرائیل کے پروردگار شہر تلی ایب میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں ہمیں اس وقت ہے کہ آپ کی منزل بدل گئی۔ آپ پریشان ہو سکتے ہیں لیکن ہم مہمان نوازی کے ذریعے آپ کا دل جینے کی کوشش کریں گے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ میں سے کسی کو جانی یا مال سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس شہر میں آپ کو مزید رقم کی ضرورت ہوگی ہم یہ رقم ہر چھاننے کے طور پر آپ کو پیش کر دیں گے۔ آپ تمام مسافروں شہر میں اس وقت تک تھیم کریں گے جب تک انٹرنیشنل لائبرلائزنگ کارپوریشن سے ہمارا کوئی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا۔

آپ ہرگز یہ نہ سوچیں کہ ہم نے اس طیارے کو ہائی جیک کیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ شمال کے طور پر رکھ رہے ہیں ہر حال یہ ہمارے معاملات ہیں۔ جلد ہی ان سے نمٹنے کے بعد آپ لوگوں کو آپ کی منزل تک پہنچا دیا جائے گا۔"

اسپیکر سے بولنے والا مسافروں کی تسلی اور اطمینان کے لیے بول رہا تھا لیکن پارس کا ذکر نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے داغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ دوسرے دروازے سے پلانٹ روم میں پہنچ گیا تھا وہاں تک ہانک سنانے لگا کہ بول رہا تھا۔ پلانٹ سیٹ کی پشت سے سر پھیلے آنکھیں بند کیے پڑا ہوا تھا۔ میں نے ایک بار اس کے داغ میں پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے پھر سانس روک لی۔ فوراً سیدی طرح بیٹھ گیا۔ دوسری طرف پلانٹ روم کے بند دروازے کو سونپا ہاتھوں سے پریشر پیٹ کر جیکب کو مخاطب کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی۔ "جیکب تم خیر برت سے تو ہو، میں تمہارے لیے پریشان ہوں۔ میرے پاس پہلے آؤ لیجئے اپنے پاس باؤڈم جینے ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

وہ سیلی کی آواز سن رہا تھا اور بار بار پریشان ہو کر دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہانک کے سانس بولنے والے نے کہا۔ "ابھی دروازہ نہ کھولنا۔"

وہ بولا۔ "سیلی میری ٹیگٹر ہے۔ ہماری شادی ہونے والی ہے۔ میں اس اجنبی ملک میں اسے تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"

ہانک والے نے کہا۔ "میں تمہیں یقین دلاتا ہوں سیلی کو تمہارے

پاس بھیج دیا جائے گا مگر ابھی نہیں۔"

میں اس کے داغ کو پڑھ رہا تھا۔ پتا چلا وہ حکومت کے ایک اہم شخص سے تعلق رکھنے والا ہے۔ ایک بار میں پاشیا کے داغ میں پہنچ گئے۔ دوسرے تمام افسران نے فیصلہ کیا کہ اس مالک والے افسر کا مان ہمارے لیے کھل چکے لہذا اسے مالک پر ہولنا چاہیے۔

اسے یہ ڈیوٹی سونپنے سے پہلے ریشا نر کر دیا گیا تھا۔ اس حکومت کے کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حتیٰ کہ یہ کام سونپنے سے اسے یہ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ اس طیارے میں پارس آ رہا ہے۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے اناڈمنٹ کے دوران پارس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ طیارے کو محاصرے میں رکھنے والے فوجی افسران اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے تھے۔

لیکن چند منٹ کے بعد ہی ضرورت پیش آئی کہ یہی مالک روسی کا بیغام اعلیٰ حکام تک اور فوجی افسران تک پہنچا دیا جائے۔ ایک فوجی جوان نے پلانٹ کیمین میں آکر مالک والے افسر کے پاس ایک پرچی تھامی جسے دیکھ کر وہ مالک کے ذریعے بولنے لگا۔ "ہیلو ہم مادم روسی اور فریڈا ملی تھور سے مخاطب ہیں۔ ہم انہیں ڈال دلتے ہیں، اگر آپ کا بیٹا ہمارے حکم کی تعمیل کرے گا تو ہم اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

میں اس کے ذریعے کچھ بولنا چاہتا تھا اس سے پہلے آئیبا اس کے داغ پر قبضہ جا کر بولی تھیں روسی اس مالک کے ذریعے بول رہی ہوں اور فوجی افسران تک اپنی آواز پہنچا رہی ہوں میرے بیٹے کو کسی بند کر کے میں ہرگز نہ رکھا جائے۔ فریڈا ملی تھور کے شایان شان اس سے عہدہ سلوک کیا جائے۔ اگر میرے بیٹے کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھا تو اسرائیل کی سزائیں پر ہر چلنے والے کے پاؤں میں چھانے پڑتے رہیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد ایک اور فوجی جوان ہاتھ میں پرچی لے کر آیا۔ مالک والے افسر نے اسے ہاتھ میں لے کر پڑھا، کھچا ہوا تھا۔ "مادم روسی اور فریڈا ملی تھور ہم وعدہ کرتے ہیں، آپ کی مرضی کے مطابق پارس بیٹے کو کنایت شاہانہ انداز میں رکھا جائے گا۔ ہم محبت اور دوستی کے ذریعے معاملات ٹھاننا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں سے بھی توقع کرتے ہیں کہ جوش میں آکر کسی کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائیں۔"

شکر یہ ہے کہ روسی کو ایک جگہ بٹھا دیا۔ وہ بے چاری سیلی کے داغ پر قبضہ جھانسنے ہوئے تھی۔ مالک سے جوبائی ہوتی تھیں انہیں سن رہی تھی۔ باقی باتیں میں اس کے پاس آکر بتا دیتا تھا۔ وہ ایک سڑک بھر کر بولی "میرا بیٹا پھر مجھ سے دور ہو گیا۔"

"روسی! خدا کا شکر ادا کرو۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

انشاء اللہ ہم اسے جلد میاں سے نکال لے جائیں گے۔
 ایسا پیشہ ہوتا ہے۔ ہم اسے بچا کر لانا چاہتے ہیں۔ دشمن پھر
 لستے کی دیوار بن جاتے ہیں۔
 • خدا جو کہ تمہارے بہتر کسی کے لیے کرتا ہے۔ یہ تو سوچو تمہارے
 بیٹے کو اتنی ہی عمر میں کیسے جسے تجربات سے گزرنا پڑا ہے۔ یہ
 جوان ہوتے ہوتے گندن بن جانے کا؟
 • اور یہ جوان سے بوڑھا ہوتا ہے۔ گاؤں میں کسی اس سے نہیں
 سکوں گی؟
 یہ کہتے ہی وہ بے اختیار رونے لگا۔ رونے وقت یہ خیال
 نہیں کیا کہ کسی کے داغ پر پوری طرح قابض ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس
 کے ساتھ ساتھ بچا ہونے لگا۔ جب ہم کسی کے داغ پر پوری طرح قبضہ
 جمالتے ہیں تو ہماری ہر حرکت اس کی حرکت ہوتی ہے۔ یہی وہ تھی کہ آدمی
 وہ درد سے ہونے آسرو پونچھ رہی تھی اور وہ بھی اپنے آسرو پونچھتے
 جا رہی تھی۔

طیارے کا ناول ایسا تھا کہ کسی نے رونے پر توجہ نہیں دی تھی
 پریشان تھے۔ کتنی ہی عورتیں منزل سے بھٹکنے کے باعث رو رہی تھیں۔
 ان کے پیٹے بھی ماڈن کا ساتھ دے رہے تھے۔ آس پاس کے لوگ
 انھیں سمجھانا کہ چپ کر رہے تھے۔

آخر طیارے کا دروازہ کھل گیا۔ ایک فوجی افسر دو جوانوں
 کے ساتھ اندر آیا۔ وہ کپڑوں کے ذریعے اس طیارے کے مسافروں
 کے نام اور ان کے سیٹ نمبر معلوم کر چکا تھا۔ لہذا وہ یہ صاحبان کی
 سیٹ کے پاس آکر گر گیا۔ پھر الٹ ہو کر سیٹ کو کھینچ کر ہونے پونہ
 ماسٹر پارکس ایہم آپ کو اپنے ملک میں خوش آمدید کہتے ہیں اور یقین
 دلاتے ہیں ہماری ذات سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ کے
 والدین کی خواہش کے مطابق کوئی آپ کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ کیا آپ
 ہمارے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟

میں نے اس کے داغ میں کہا بیٹے! ان کے ساتھ چلے جاؤ؟
 میرے بیٹے نے آرام سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر کہا
 "ہاں چلنا تو ہرگز نہیں یہ جو میرے پاس بیٹھا ہے یہ ہندوستانی جاہلی
 ہے۔ بہت دلیر اور ہے۔ یہ مجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ پہلے میں اس
 کو سزاؤں کا؟"

فوجی افسر نے کہا تم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔
 بے شک آپ اسے سزا سنائیں۔

منگل پانڈے کی حالت خراب تھی۔ چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ
 لگیں لگاتے ہوئے بولتا "میرے بیٹے! تم سے کہہ رہا ہوں ایسا تو یاد
 کریں جسے ہندوستان میں ایک ماں دیکھی تھی۔ اس نے تو مجھے ملات
 مار چکے اور کیا سزا دے گا؟"

فوجی افسر نے ڈانٹ کر کہا "ٹوٹا آپ ماسٹر پارکس کو
 سناؤ دو۔"

پارکس نے اسی طرح آرام سے ٹیک لگا کر کہا "میں جب
 میاں رہوں گا یہ میرا باؤں کا رڈن کر رہے گا۔ اپنے ملک واپس
 نہیں جائے گا۔"

فوجی افسر نے ایک طرف ہٹ کر کہا "آپ کا سلم سڑا
 پڑا آپ تشریف لے چلیں۔"

پارکس اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا۔ فوجی جوان بھی او
 سے ایک طرف ہٹ رہے تھے۔ اس نے چند قدم چلنے کے
 بعد پلٹ کر دیکھا۔ پھر منگل پانڈے سے کہا "تم وہاں بیٹھے
 کر رہے ہو میرے ساتھ آؤ؟"

وہ فوراً اٹھ کر بولتا "میں ذرا پستانا اٹھاؤں؟"
 "تم صرف مجھے اٹھانے کے لیے ہو چلے آؤ؟"

پارکس اطمینان سے چلنا ہوا دینے کے اوپر جھٹ پڑ گیا
 پانڈے بھی اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سر اٹھا کر پوچھا
 "زیر نسبت ادھارے نا؟"

پانڈے نے ایک دم سے پیچھے ہٹ کر بولا "نہیں ہرگز نہیں
 میں مجھ گیا ہوں گاؤں کا تو لات پڑے گی اور میں گرتا چلا جاؤں گا
 ہرگز نہیں تم آگے جاؤ۔"

یہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ سر اٹھا کر دو پارکس
 دیکھ رہی تھی۔ پھر روتی نے اس کے ذریعے کہا "فراد! اس نے بڑے
 نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ مجھ کو دیکھو جس طرح شہزادین کر رہا
 اسے سمجھاؤ۔ جلدی میاں سے چلے۔"

"تم سے تو تمہارا بیٹا زیادہ مددگار ہے۔ اتنی عمر ہو گئی ہے اتنی
 دنیا دیکھ لی ہے۔ اتنے مصائب اٹھا چکی ہو اس کے باوجود سنا
 سے پریشان ہو جاتی ہو۔ بیٹے کی طرح ہنسنا بولنا اور زندہ دل ہونا
 سیکھو۔"

پھر میں نے پارکس سے کہا "میاں سے جلد نکلنے کی کوشش
 کرو تمہاری تمام چیزیں دوسرے سیک اپ میں ہیں اور میاں چینگ
 کے مرکز سے گزرنے کا اختلاف کر رہی ہیں۔"

وہ زینے سے اترتے ہوئے نیچے آیا۔ تمام فوجیوں کے
 لیے اوپر سے احکامات صادر ہوئے تھے کہ شہزادے کو پستانا
 لیا جائے لہذا اسے دیکھتے ہی تمام فوجی اہل ہٹ ہو گئے۔ افسران
 سیٹوں کو رہے تھے اور ایک تظار میں کھڑے ہوئے فوجی اپنی
 اپنی رائفیں اٹھانے لڑے ڈگری ہر نماز کر رہے تھے۔ اسے ہندو
 کی زبان سے سلامی دے رہے تھے۔ پارکس نے چاروں طرف
 دیکھتے ہوئے کہا "پاپا! شہزادہ اقبال دیکھ کر ہی چاہتا ہے یہاں

رہ جاؤں؟ پھر اس نے آگے بڑھا کر ایک بڑے فوجی افسر سے
 معاف کرتے ہوئے کہا "مجھے پہلے بتایا ہوتا ہے لوگ اتنے
 فراہم ہیں۔ میں پانڈے کو سونگا، دوسرے پارکس کو بھی میں ٹرانسفر
 کر دوں گا۔ اور افسران میاں لے آئیں۔ یہ دن رات کی جھگڑا
 سے نجات تو ملے گی؟"

فوجی افسر نے مسکرا کر بڑی گرجو شہ سے معاف کرتے ہوئے
 کہا "بیٹے تمہارا یہ انداز کچھ میں نہیں آیا تم لہزہ رہ کر رہے ہو یا سینگ
 سے بہر حال ہمارے دل کی بات کہہ رہے ہو؟"

میں نے روتی کے پاس کہا "مگر کہا؟ بتائیں تم نے شاید کیا
 ہے پانڈے کو پستانا ہی جا رہا ہے؟"

وہ بولا "تم مجھے یہ کون سی ڈیوٹی سونپ دی ہے سونیا
 کے کو اپنے بیٹے کے پاس جانا چاہتی ہوں؟ شیکا میاں بیچ دو؟"

میں نے سونیا سے کہا "سوتی اپنے بیٹے کے لیے جیل رکھا
 ہے وہ جہاں جائے گا وہاں ساتھ رہے گی لہذا شیکا کو سیل کے پاس
 بیچ دو؟"

شیل نے منگ کے داغ میں آکر کہا "تم پارکس کے پاس جاؤ
 میاں رہوں گی جانے سے پہلے بتاؤ تم نے وہ تمام باتیں کہی ہیں
 جو میں کبھی ہام سے کہ چکی ہوں؟"

"ہاں سزا دے مجھے بتا دیا ہے؟"

"وہاں کے ذمے دار لوگوں سے گفتگو ہو تو میری باتوں کو بچھ
 نظر کرنا۔ سزا دے کر سونیا بغیر نہیں یہاں موجود ہے۔"

روتی اپنے بیٹے کے پاس آئی۔ اس سے کہنے لگی "میں
 سے جلدی چلو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں تمہارے لیے کیسے انتظام
 کیے گئے ہیں۔"

پارکس نے طیارے کی میز سے اترنے کے بعد پہلے فوجی
 افسر سے گفتگو کی تھی اس کے بعد کسی اور فوجی افسر سے اس نے بات
 نہیں کی۔ اسے اپنی آواز نہیں سنائی۔ سب خاموش رہے۔ جان بوجھ
 کر گونگے بنتے رہے۔ ایئر کورٹ کی عمارت کے باہر ایک بہت
 ہی خوبصورت اور منگلی کا کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے آگے پیچھے فوجی
 گاڑیاں تھیں۔ اس کا میں پارکس کو بٹھا یا گیا۔ فوجی افسران کے آگے پاس
 بیٹھا جانتے تھے، اس نے انکار کیا۔ کہنے لگا "اگلی سیٹ بہت بڑی
 میرا ڈیوٹی گاؤں منگل پانڈے کے بیٹھے سکتا ہے۔"

ایئر لائن افسران بہت ہی مصلحت پسند تھے۔ کسی بات سے
 ان کا نہیں کہہ سکتے تھے۔ میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ روتی وہاں
 موجود تھی۔ مجھے سونیا کے پاس رہنا چاہیے تھا۔ شاید میں کے داغ پر
 قبضہ کرنے کی ہوتی تھی۔ ماسٹروں نے پارکس کو رواد کرنے کے
 بعد ٹوٹ جیکب کو طیارے سے نکلنے کا حکم دیا۔

کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا "میں اپنی منگلی کے بغیر نہیں جاؤں گا؟"
 ایک افسر نے حکم دیا "ہم سب سٹی کو بلایا جائے۔"
 سونیا پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ اس نے سٹی کا سامان اٹھایا۔
 پھر بیٹھ کر اترتے ہوئے پانڈے کے پاس آکر کھڑی ہوئی
 اور اس کا ہاتھ مار کر بولی "اگر وہ ڈیوٹی تمہارے بغیر نہیں
 کا تو میری نہیں لکھی تھی۔ تم نہ بھلتے تو میں مر جاتی۔"

فوجی افسر نے کہا "آپ لوگوں کو خود میاں سے جہاں چاہیے
 مسٹر جیکب آپ عمارت کے مخصوص راستے سے داخل ہوں گے۔
 ہمارے جوان آپ کی رہنمائی کریں گے۔ وہاں کئی بریس رپورٹر زاہر
 فونڈر گارڈ موجود ہیں۔ آپ کا انٹرویو لیا جائے گا۔ آپ باقاعدہ
 انٹرویو نہیں دیں گے جو ضروری سوالات ہوں ان کا جواب دیتے
 ہوئے گزر جائیں گے؟"

وہ فوجی جوانوں کی رہنمائی میں ایک مخصوص دروازے سے
 گزر کر اندر بیٹھے وہاں بڑے سے ہال میں کئی لوگ تھے۔ ان کے
 آگے ہی فلش لائٹ چلنے بیٹھے گئیں۔ تمام رپورٹر ڈورٹے ہوئے
 قریب آگئے۔ فوجی جوانوں نے جیکب اور سونیا کو گھیرے میں لے
 رکھا تھا۔ آنے والوں کو ان سے ددرکتے جا رہے تھے۔ کوئی پوچھ
 رہا تھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"جیکب ہیریسن؟"

"تم نے بین الاقوامی پرواز کے اصولوں کے خلاف درزی
 کی ہے؟"

"میں اپنے بس میں نہیں تھا؟"

کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا "میں اپنی منگلی کے بغیر نہیں جاؤں گا؟"
 ایک افسر نے حکم دیا "ہم سب سٹی کو بلایا جائے۔"
 سونیا پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ اس نے سٹی کا سامان اٹھایا۔
 پھر بیٹھ کر اترتے ہوئے پانڈے کے پاس آکر کھڑی ہوئی
 اور اس کا ہاتھ مار کر بولی "اگر وہ ڈیوٹی تمہارے بغیر نہیں
 کا تو میری نہیں لکھی تھی۔ تم نہ بھلتے تو میں مر جاتی۔"

فوجی افسر نے کہا "آپ لوگوں کو خود میاں سے جہاں چاہیے
 مسٹر جیکب آپ عمارت کے مخصوص راستے سے داخل ہوں گے۔
 ہمارے جوان آپ کی رہنمائی کریں گے۔ وہاں کئی بریس رپورٹر زاہر
 فونڈر گارڈ موجود ہیں۔ آپ کا انٹرویو لیا جائے گا۔ آپ باقاعدہ
 انٹرویو نہیں دیں گے جو ضروری سوالات ہوں ان کا جواب دیتے
 ہوئے گزر جائیں گے؟"

وہ فوجی جوانوں کی رہنمائی میں ایک مخصوص دروازے سے
 گزر کر اندر بیٹھے وہاں بڑے سے ہال میں کئی لوگ تھے۔ ان کے
 آگے ہی فلش لائٹ چلنے بیٹھے گئیں۔ تمام رپورٹر ڈورٹے ہوئے
 قریب آگئے۔ فوجی جوانوں نے جیکب اور سونیا کو گھیرے میں لے
 رکھا تھا۔ آنے والوں کو ان سے ددرکتے جا رہے تھے۔ کوئی پوچھ
 رہا تھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"جیکب ہیریسن؟"

"تم نے بین الاقوامی پرواز کے اصولوں کے خلاف درزی
 کی ہے؟"

"میں اپنے بس میں نہیں تھا؟"

"کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟"

وہ بولتا جا رہا تھا اور آگے بڑھتا جا رہا تھا تاکہ ان سے نجات
 ملتی جائے۔ اس نے جواب دیا "میں نے محسوس کیا جیسے میرا داغ
 اپنے بس میں نہیں ہے۔ کوئی میرے داغ کو کنٹرول کر رہا ہے اور طیارے
 کا رخ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے محسوس کیا
 میں بالکل گم ہو گیا ہوں۔ اپنی ذات میں نہیں ہوں۔ جب طیارہ
 میاں پہنچ گیا تب مجھے ہوش آیا۔ تب پتہ چلا کہ میں زندہ ہوں اور
 اسی طیارے میں پانڈے کی سیٹ پر موجود ہوں۔"

دوسرے سوال کیا "جس ٹیل پٹی جانیے والے نے
 آپ کے داغ پر قبضہ کیا تھا؟" اس نے اپنا تعارف ضرور کر لیا
 ہو گا؟

"میں نہیں وہ خاموشی سے آیا اور خاموشی سے چلا گیا۔ میں کب نہیں
 سکتا وہ کون تھا یا تھی؟"

وہ سوالوں کے جواب دیتا ہوا ہال کے سرے پر پہنچ گیا تھا
 فوجی جوانوں نے اسے دوسرے راستے سے باہر نکال دیا۔ دوسری

79

طرف پولیس محکمے سے تعلق رکھنے والا ایک افسر اور چند سپاہی تھے۔ انھوں نے جیکب اور سونیا کے لیے کھیل سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے کہا: "تم نے سنا کے روپ میں ہرگز یہی دفتر بڑی کا شہرت دیا ہے۔ اب پتا چل رہا ہے ان کی چال کیلئے۔ جیکب نے جو بیان دیا ہے، اس کے ذریعے یہ لوگ انٹریٹیشن ایزرائل کے قانون کی زد میں نہیں آئیں گے۔ سارا الزام شارب پر ہو گا کہ اس نے لیبار سے کو انٹرا کر لیا اور اپنے دشمن کے بیٹے کو اسرائیل پہنچا دیا۔" تم ایک منٹ سے رابطہ قائم کرو۔ اس کے جتنے خفیہ ایجنٹ تمل ایب میں ہیں، ان کے نام اور پتے معلوم کرو۔ مجھے ان میں سے کسی کے ہاں پتہ لینا ہو گا۔"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔" اور سونیا ان ایجنٹوں میں کوئی عورت ہو یا ایسی فیملی ہو جس میں بصرے قدر و قامت کی عورت ہو تو چھی بات ہو گی۔

"تم عورت کہاں سو فہرڈ لکی نظر آتی ہو گی؟" کیا ان حالات میں رومانی نظر کر دے گی؟

میں ہنستے ہوئے اس کے دماغ سے چلا آیا۔ بھرنا کہ میں کو غلط کیا۔ اس نے کہا: "فرما دو صاحب! میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ابھی پتا چلا ہے پارس بیٹے کو انٹرا کر کے آئی ایب پہنچا دیا گیا ہے۔"

میں نے کہا: "پارس اور مشین دو ایک چیز ہیں۔" وہ جھینپ کر بولا: "آپ شرمندہ کر رہے ہیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں، مشین کے معاملے میں ہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ باقی تمام معاملات میں اچھے اور ستے دوست ہیں۔ میں پارس بیٹے کو وہاں سے نکال لائے گی ہر گز کو بخش کر لوں گا؟"

"خانی اچھے تمام ایجنٹوں کے نام اور پتے بتائیں۔" مالک مین نے ایک کپیڈ بڑے پاس پہنچ کر اسے اپرٹ کر دیا۔ اسکرین پر ان تمام ایجنٹوں کے نام اور پتے نظر آئے۔ مجھے جوتی میں موجود تھے۔ وہ انھیں پڑھتا گیا۔ میں کھٹک گیا۔ ان کے نام کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ان کے اہم ریکارڈز اور دستاویزات سن الماری کے کس خانے میں رکھی ہوئی ہیں۔ اس نے انٹرا کام کے ذریعے حکم دیا، فلاں الماری کے فلاں خانے سے ٹیپ اپوں کو تیز رو فوراً لایا جائے۔"

ہوں۔ اب ان ایجنٹوں کے پاس جا رہا ہوں۔" "فرما، پتے سے سی کے دماغ میں جاؤ۔" تم نے شبہا کے پاس جانے سے منع کیا ہے؟

"میں شبہا کے پاس نہیں مل کے پاس کہہ رہی ہوں۔" بات ایک ہی ہے۔ میں تو مل گیا۔ ابھی نہیں ہے۔" اسے مخالف نہ کر ڈیپ چاب جاؤ، معلومات حاصل کر کے آؤ۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ان عورتوں کے عجیب نم ہوتے ہیں۔ خود کو پراسرار بنانے اور بڑے سے بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے مجھ سے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ اب میں اس کا بالکل قریب تھا۔

میں نے ایک سرواہ بھری۔ وہ یقیناً چونک گئی ہو گی۔ میں نے کہا: "یہ کم فیملی ہے۔ زبان رکھتا ہوں بول نہیں سکتا۔ دل رکھتا ہوں دکھا میں سکتا میں دیوانہ ہوں جو پاؤں کے بغیر چل کر تیری گئی میں آیا۔ اور ناروا جا رہا ہے۔"

وہ شرمناک رہی ہو گی، سبکداری ہو گی یا میرا آنا گوارا نہ ہو گا۔ میرے آنے پر اعتراض نہ ہو گا۔ درمیان کیفیت ہو گی مجھ میں آ رہا ہو گا، ایسے وقت چپ رہنا چاہیے۔ کچھ بولنا چاہیے یا سنا کے دماغ سے چلے جانا چاہیے۔

وہ مجھ کو دیکھنے کیلئے دماغ کو چھوڑ دینا سکتی تھی، مگر مجھ سے بولنا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے کہا: "تم نے تھوڑی سی مدت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے، میں کو تو نہیں گوارا دیتا ہوں۔ ویسے تمہاری نظروں میں وہ کون سا بڑا کارنامہ ہے جس کے لیے تم اپنی قسم توڑ دو گی اور مجھ سے بولو گی؟"

وہ ہنسنا شروع ہوئی تھی۔ میں نے کہا: "سونیا سے شکایت کرنا وہ غصہ دکھانے کی اور سزا کے طور پر کچھ دنوں کے لیے اپنے دماغ میں میرا داخلہ بند کر دے گی۔ میں پہنچتا ہوں، ناروا جا رہا ہوں، کھانا کھا رہا ہوں۔" میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ چپ چاب سنی کے دماغ میں رہ کر دیکھتا رہا۔ وہ دوسرے سافروں کے ساتھ طیارے سے باہر آگئی تھی اور ایک قطار میں کھڑی ہوئی تھی۔ تمام سافروں نے پاسپورٹ اور سفری کارڈ دکھائے تھے۔ ہر سافر کو چیک کرنے کے بعد اسے کسی ڈسکی پر لیا گیا اور پتا بتایا جاتا تھا۔ وہاں اس کے لیے کمرہ ریزرو ہوتا تھا۔ انھیں ایک کارڈ دیا جاتا تھا۔ وہاں تک کہ وہ اپنے قریب مقصد رہائش اختیار کر سکتے تھے۔ کہا ہے کہ کال کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ اس کے علاوہ ہر سافر کو ذاتی اخراجات کے لیے "دوہزار ڈالر دے جانے" کا حکم دیا جاتا ہے۔

میں کا پاسپورٹ اور اخراجات چیک کیے گئے۔ سچے سچے پتے

کے بعد اسے ایک ہوٹل میں رہائش کے لیے کارڈ اور ذاتی اخراجات کے لیے دو ہزار ڈالر دیے گئے۔ وہ اس مرحلے سے گزر گئی تو میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ سونیا کو بتانے لگا: "بھئی کے سلسلے میں اب برطانیہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ غیر بہت چیکنگ کے مرحلے سے گزر گئی ہے۔"

لیکن ایسا نہیں تھا۔ میرے آنے کے بعد سنی اپنا گلیج لینے کے لیے گئی تو ایک بیک چوک گئی پھر ان طرف حیران سے دیکھتے ہوئے بولی: "میں یہاں کیسے آگئی۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں اتنی دیر تک کہاں تھی؟"

وہاں اب سنی کے ساتھ کیا ہو رہا تھا اور سونیا کے سلسلے میں ایسے انکشافات ہونے والے تھے، یہ جاننے کے لیے تو میں موجود تھا اور نہ ہی شبہا۔ اگر وہ موجود ہوتی تو میں اپنے ہوش و حواس میں نہ آتی۔

اگر شبہا مجبور ہو گئی تھی، اپنے بیڈروم میں بیٹھی خیال خوانی کر رہی تھی یا چاکلہ ذوق سے دوڑا نہ بیٹھی کی آواز سنائی دی۔ پہلے تو اس نے تو میری ہی بھر جو ہو گی آواز سن کر اسے چوٹھا پڑا۔ وہ کہہ رہی تھی: "تمی جلدی آئیے پارس بڑی طرح زخمی ہو گیا ہے۔"

شبہا کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ خیال خوانی بھول کر تیزی سے اڑتی ہوئی آئی کمرے کا دروازہ کھولا۔ پھر جو کچھ بھرتے ہوئے پوچھا: "کیا ہوا میرے بیٹے کو؟"

"مجھے پتہ چاقو سے زخمی ہو گیا ہے۔ جلدی چلیے۔" وہ جو کچھ ساتھ تیزی سے چلتے ہوئے سونیا کے پاس پہنچی پھر بھٹا: "سونیا آئی تم سوری۔ میں خیال خوانی کے ذریعے سنی کے دماغ میں نہیں رہ سکتی۔ میرا بیٹا زخمی ہو گیا ہے۔ میں اس کی دیکھ جہاں کے لیے جا رہی ہوں۔"

سونیا نے کہا: "اوشہ شبہا تم نے بہت بڑی غلطی کی۔ سنی کو چھوڑنا نہیں چاہیے تھا۔" میں اسے چیکنگ کے مرحلے سے گزار چکی ہوں۔ اب میرے پاس میں نہیں ہے۔ میں اپنے بیٹے کو چھوڑ دینا نہیں سکتی۔"

"شبہا! تو بس سوچو، یہاں پارس قید ہو چکا ہے۔ اس کا شاہانہ استقبال کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ پارس دوام زیادہ خطرے میں ہے اسے تو جبراً ضرورت ہے، ہم سب کو تو تیرہ دیا ہو گا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں پارس کو بلے مثال بنانے اور بہت بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے ماں بنتے بنتے بالکل ہی ماں بن گئی ہوں۔ اسے تو ابھی چوتھی چوتھی سے تو میرا کچھ کانپنے لگتا ہے۔ میرا پارس میری ماں ہے جسے ایک دن فریاد کے سامنے پیش کر کے اپنا سفر سے بند کر گئی۔ میں جا رہی ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سونیا نے پریشان ہو کر پوچھا: "فریاد تم موجود ہو؟" "ہاں میں سنی کے پاس جا رہا ہوں۔" میں سیدھا سنی کے پاس گیا۔ وہاں جو کچھ ہوا، میں ابھی بتاؤں گا لیکن پارس چونکہ چاقو سے زخمی ہو گیا تھا اس لیے پہلے اس کے متعلق بتانا چاہتا ہوں۔

کوئی خاص برطانیہ کی بات نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ اسے چاقو استعمال کرنے اور نظروں کو ایک کیم کرکوز کرنے کے سلسلے میں ٹریننگ دے رہی تھی اس سلسلے میں پارس کو بھیجا جاتا تھا۔ وہ اپنی ماں کی آہستہ سنی نیر پر رکھے انگلیاں چلا دے۔ دائیں ہاتھ میں چاقو پکڑے اور بائیں ہاتھ کی پھیلی ہوئی انگلیوں کے درمیان چاقو کی نوک اترتا جائے۔ یہ ٹریننگ کا ایسا مرحلہ تھا جس میں تو میریت پانے والا خود کو زخمی کر لیتا ہے۔

پہلے پارس آہستہ آہستہ چاقو چلا تا تھا۔ ہر انگلی کے درمیان چاقو کی نوک اترتا پھر چاقو اٹھا کر دوسری انگلی کے درمیان وہی نوک دباؤ سے کرا پھر تیسری انگلی کے درمیان یہی عمل جاری رہتا۔ اس طرح وہ بائیں ہاتھ کیوں کے درمیان سے چاقو کی نوک اترتا جاتا تھا۔ ابتدا میں یہ عمل سخت ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ ہی رفتار بڑھاتے جاؤ۔ جلدی جلدی چاقو کی نوک انگلیوں کے درمیان چلائے۔ ہر نوک کے بائیں ہاتھ سے پکڑنے کے بعد کوئی بھی انگلی یا ہتھیلی کی پشت زخمی ہوتی ہے۔ انسان اپنے ہچاؤ کی خاطر سنا داجی ہو سکتا ہے اور تیز رفتار بھی۔

پارس نے پہلے دو دن کی ٹریننگ کے دوران اپنی رفتار میں کچھ اضافہ کر لیا تھا۔ آہستہ آہستہ اسے طلبہ لکھا، رفتار کچھ اور بڑھاؤ۔ تیزی سے چاقو کی نوک ہر انگلی کے درمیان میں مارتے جاؤ اور پھر اسی انداز سے ملتے ہوئے واپس آؤ۔"

تیسرے دن اس کی رفتار میں تیز ہو گئی۔ اب آہستہ تھی۔ "اس عمل کے دوران میں تمہیں مخاطب کر دوں گی۔ اگر تم تو ڈراؤ گی تو جبر بناؤ گے تو زخمی ہو جاؤ گے۔"

اس کے بعد آہستہ آہستہ طویل وقت رکھتے ہوئے کئی بار اسے آواز دی۔ بھگتے کی کوٹیشن کی لیکن وہ باپ کا بیٹا جیسا نظریں جالیسا تھا اور وہاں سے ہٹا نہیں تھا۔ چاقو کو تیزی سے اپنی انگلیوں کے درمیان اترتا جاتا تھا۔

ایک بار آہستہ آہستہ ایک ہی کیٹ ریکارڈ کے ذریعے تیزی سے سوتیلی لکی آکر کشش کی آواز ایک دم سے جھنجھاتی ہوئی ابھری لیکن پارس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہم اپنے ہتھیار انگلیوں کو چھپا کر دیکھیں تو پانچ انگلیوں کے درمیان چاقو خالی جگہ تھی۔ پارس نے چھوٹی انگلی سے پکڑ کر اپنے کے درمیان کھینچی مقرر کر لی تھی۔ ایک خانہ اور دو خانہ تین خانہ چاقو خانہ۔

ایسے وقت وہ دو ہی باتیں جانتا تھا۔ دنگا ہوں وہاں مرکوز رہیں گی اور وہ گنتا جانے لگا کسی اور طرف توجہ نہیں دے گا۔ اس طرح وہ چاؤ کی نوک مارتے ہوئے گنتا تھا: "ایک دو تین چار پھر ٹیٹ کر دو آپس آتا تھا۔ چار تین دو ایک پھر سمجھا جاتا تھا۔ ایک دو تین چار پھر واپس آتا تھا۔ چار تین دو ایک"۔

وہ چاؤ تو لانے کے سلسلے میں جتنی رفتار بڑھاتا تھا اتنی تیزی سے گنتا چلانا تھا۔ آمنٹنے آسے ہر طرح آزمایا تھا۔ اس کی توجہ کسی طرف نہیں ہوتی تھی کی ایک بار چاکل ہی جو جوڑنے دوڑنے ہوئے اگر آسے مخاطب کیا یا پارس...

یہ وہ آکا تھی جو کافوں میں نہیں سیدھی دل میں پہنچتی تھی بہت اچھی لگتی تھی۔ تقار خلتے میں طوطی کی آواز سنائی نہیں دیتی لیکن وہ جو جوگی سڑی آواز جہنم کے شور میں بھی سن سکتا تھا۔ تینو دی ہوا۔ دھیان فرما ساجیک اور چاؤ تھیلی کی پشت میں پیوست ہو گیا۔

آمنٹنے لیک کر چاؤ وہاں سے نکالا تو خون بہنے لگا۔ جو جو کادل دھک سے رہ گیا۔ وہ چند ساعت کے لیے سکتے میں رہ گیا پھر ایک دم سے روئے ہوئے آگے بڑھی اور پارک کی خون آلود تھیلی کو لے کر چوہنے لگی۔ اپنے پیروں سے لگانے لگی۔ پارک کا لہو اس کے چہرے پر پھیل رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی یہ میرے کیا کیا ہیں۔ بہت بڑی غلطی کی تھی میری وجہ سے دوسری بار بڑھی ہونگے۔ میں بہت خراب لڑکی ہوں۔ میں اچھی نہیں ہوں مجھے ماما...

آمنٹنے ڈانٹ کر کہا "جو جو! ہاتھ چھوڑو اور الگ کھڑی ہو جاؤ!"

آمنٹنے ایک شیشی کے ڈھکن کو کھولا پھر پارک کا ہاتھ لے کر اس کے زخم پر کوئی دوا اسپرے کرنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے خون برساتا نہ ہو گیا۔ ادھر جو جو جاتی تھی کو آواز دیتی ہوئی جھاتی تھی لگتی تھی۔ پھر شیشیاں کے ساتھ آئی۔ اس نے آتے ہی پوچھا "کیا ہو گیا میرے بچے کو۔ کیسے زخمی ہو گیا ہے؟"

اس نے پارک کو دو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھینچنا دلا دینے سے لگا لیا۔ آمنٹنے نے پوچھا "شیشیا! کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"

وہ غصے سے بولی "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے بچے کو اتنی خطرناک ٹرنگ ٹرنگ مے رہی ہو!"

"کیا اسے بہت بڑا کارنامہ بنا کر پیش کرنے کا ارادہ نہیں ہے؟"

"جہنم میں کیا کارنامہ۔ میں ایسا کوئی کام نہیں چاہتی جس

سے میرے بچے کو نقصان پہنچے۔ بتائیں، مجھے کیا ہو گیا۔ خدایا، میرا دل کیوں مٹتا ہے پھر کیسے؟ میں نے اسے دیا ہے لیکن اس کی آہ سنتی ہوں تو مر جاتی ہوں!"

آمنٹنے پارک کو اس کی گود سے الگ کیا پھر ایک ہاتھ دکھانے ہوئے کہا "کوئی بڑا زخم نہیں آیا ہے۔ اگر نہیں کھانے کا توجہ داری کیسے بنے گا کیا تم یقین سے کہہ سکتی آؤخ میں سمجھ لینے سے آئندہ کوئی مادہ شیشیا میں آئے کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہو گا کسی آزمائش سے نہیں گا، اگر تم یقین سے کہہ سکتی ہو تو اسے لے جاؤ اور اپنے میں چھپا کر رکھو یا جذبات کو قابو میں رکھو سکتی ہو تو میرا ساں چلی جاؤ!"

شیشیا نے ایک نظر پارک پر ڈالی پھر سر جھکا کر کہا۔ آمنٹنے کہا "پارس! ازخ کھانے کے بعد آدمی نہیں جاتا تمام زخموں کے ساتھ مالات سے لڑتا ہے۔ بوجھ جاری رکھو لے لے لے نہیں دیتا لہذا اپنا عمل جاری رکھو گے کچ بڑا... اس نے پارک کی طرف چاؤ چھالا۔ اس نے ایک سے کچ کر لیا۔

اب آپ سکی اینڈرسن کی روداد سنئے۔ اس کا دماغ ہو چکا تھا۔ وہ بڑا اس ہو کر چاندی طرف دیکھ رہی تھی اور پتہ کر اپنے بلے میں لپچ رہی تھی۔ میرف آدھے منٹ کی باز پھر میں اس کے دماغ میں بیج تھا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ برا ظاہر ہو چکا تھا۔ وہ جہاں کھڑی ہوئی تھی اس سے کچھ فاصلے سا آئینہ بھاسا بن کر نظر پڑتے ہی وہ چیخ کر پیچھے ہٹ گئی پھر آگے بڑھ کر اپنے میں اپنے چہرے کو مٹھتے ہوئے رہی تھی اور کہہ رہی تھی "یہ میں نہیں ہوں۔ میرا چہرہ کیسے بدل گیا میں نہیں چاہتی کیا ہو گیا ہے؟"

یہ کہتے ہی وہ جھکا کر کھڑی تھی کتنے ہی فوجی افسران جو ان دوڑتے ہوئے آئے تھے اسے چاروں طرف سے گھیرا تھا تاکہ دوسرے لوگ قریب نہ پہنچیں۔ ایک افسر فرش پڑ کر اسے اٹھا رہا تھا اور چھوڑ کر پوچھ رہا تھا "میں کیا بات تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

ایسے وقت میں بیج گیا تھا گرات بگڑ چکی تھی۔ فوجیا اور دوسرے لوگوں نے صاف طور سے دیکھا تھا کہ وہ آئینہ دیکھ کر گھبرا رہی ہے اور اپنے موجودہ چہرے سے انکار کر رہی ہے۔ ایسے میں اس کے دماغ پر قبضہ جاتا اور اسے پھیر کر کھڑی کرتے سے بولتے پرتی ہو کر کتا اوقات نہیں سکتی تھی۔

میں نے سونیل کے پاس "اگر کسا" سیلی ظاہر ہو چکی ہے

میں اگلے روز میں ریڈیا پور کے ایجنٹوں سے مل کر آیا ہوں۔ سونیا پائلٹ جیکب کے ساتھ ایک چھوٹے سے بیگ میں بیج تھی۔ تکی اسباب میں ریڈیا پور کے چار ایجنٹ تھے۔ دو جوان لڑکیاں اور دو مرد ایک کا نام تاشا اور دوسری کا نام ڈیڈلہ میرے کا نام داسکو ٹوف اور جوئے کا نام واڈر میں تھا۔ میں ان کی آواز سننے کے بعد باری باری ان کے پاس بیج چکا تھا مگر زیادہ تفصیل معلوم نہیں کی تھی چون کہ سونیا پناہ لینا چاہتی تھی اس لیے میں نے لڑکیوں کی طرف توجہ دی۔

تاشا روسی لڑکیوں کا نام ہوتا ہے۔ اگر سونیا اس کے دل میں رہنا چاہتی تو اسرائیلی آئینی جنس والوں کی نظر میں اس پر رہیں۔ اب بھی تاشا ان کی نظروں میں رہتی ہوگی۔ اس کے بچس دو سالہ اسباب میں پیدا ہوئی تھی۔ ماں اسرائیلی بیوہ تھی اور باپ روسی بیوہ۔ وہ باپ سے زیادہ متاثر تھی۔ جب وہ کالج کی تعلیم سے فارغ ہوئی تو اس وقت ماں باپ مر چکے تھے۔ آج کل اسرائیلی آئینی جنس کے چیف مسٹر میلانڈی پرنسپل کی لڑکی تھی۔

وہ ریڈیا پور والوں کے لیے شاید اس لیے جاسوسی کرتی تھی کہ باپ سے بے حد متاثر تھی۔ میں نے مخاطب کیا "ہیو سونیل! وہ چوکھٹ تھی کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہی تھی ایک لے کے لیے ساکت ہو گئی پھر میں نے کہا "میں فریڈا ملی تیمور بولی رہا ہوں!"

وہ فریڈا بھول گئی۔ پھر تین دن ہو کر بولی "میں کیسے یقین کر لوں؟"

میں نے کہا "فریڈا ان زبردست چیل" وہ قہقہے سے بولی "میں خوش قسمت آدمی کہتی ہوں۔ تمہاری زیر پیٹ میں کوڈورڈز کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے۔ میں تمہارا خفا لڑکی تھی۔ میرے لائن کوئی خدمت ہے؟"

"خدمت ہی خدمت ہے۔ کیا تم اس کو اڑ میں تنہا رہتی ہو؟" "ہاں لیکن تنہا ہوں۔ اس پاس کے تمام کارڈروں میں سے آئینی جنس سے تعلق رکھنے والا اسٹاف رہتا ہے۔" "پھر تو بڑی مشکل ہے۔" "آخر کام کیا ہے؟" "سونیا تمہاری جگہ لینا چاہتی ہے۔" "اوہ گاڑا! کیا مادام سونیا موجود ہیں؟" "ہاں اوہ کسی وقت آتی تمہارے پاس پہنچ سکتی ہے۔" "بیال سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ جس کے ہاں

ایک عام وزٹیر بھی آئے تو دوسروں کو بتا چل جاتا ہے۔ تم ایسا خفیہ آڈا بتاؤ جہاں ایک طرف سے تم پہنچو اور دوسری طرف سے سونیا پھر سونیا تمہاری جگہ لے کر تمہارے کارڈر میں پہنچ جائے۔" "میرا کیا ہو گا؟"

"اس پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔ کیا ایک کوئی خفیہ آڈا ہے؟"

"ہمارا ایک ساتھی ان اسباب کی مصافحاتی دستھی میں رہتا ہے اس کا نام واڈر میں ہے۔ ذرا عیاشی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس کے مکان میں کوئی نہ کوئی آئی جاتی رہتی ہے بلکہ وہاں دو چار روز قیام بھی کرتی ہے۔"

"اگر تم واڈر میں کے ہاں قیام کرو گی تو کیا تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے؟"

وہ سکراتے ہوئے بولی "جی نہیں، اوہ اگر عیاشی ہے لیکن کسی پر جبر نہیں کرتا۔ دوستوں سے دوستی بناتا ہے۔ ہماری بڑی عزت کرتا ہے۔"

"اس کا پتا آؤ اور وہاں پہنچو!"

اس نے پتا بنا دیا۔ میں نے کہا "اچھی تمہارے پاس اگر اہم معلومات حاصل کروں گا۔ خصوصاً اپنے دفتری معاملات کے متعلق معلومات فراہم کرنا تاکہ سونیا کو تفصیل معلوم ہو جائے۔" میں سونیا کے پاس آ گیا۔ حالات بدل گئے۔ آج جب وہ جیکب کے ساتھ چھوٹے سے مکان میں پہنچی تو سیاہی باہر نظر سے ہونے لگی۔ صرف ایک افسران کے ساتھ اندر آیا تھا اور کہہ رہا تھا "مسٹر جیکب! آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن ایک درخواست ہے۔ ہماری اہمات کے بغیر کہیں باہر نہ جائیں۔ ہم آپ کے محافظ ہیں کہ ساتھ رہیں گے کیوں کہ خیال خوافی کرنے والوں کی طرف سے آپ کو خطرہ ہے۔"

جیکب نے کہا "میں سانس روکنے لگا ہوں۔ طیارے میں ادا تیر لوٹ پڑ کر کوئی شخص میرے دماغ تک پہنچا پاتا تھا۔ جانے میں نے کیسے غصوں کر لیا اور بے اختیار سانس بھی روک لی۔ اس کے بعد کسی سوچ کے بغیر میرے دماغ میں نہیں آئی۔" آفسر نے کہا "مسٹر! میں اس سلسلے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ مجھے جو احکامات ملے ہیں، ان پر عمل کر رہا ہوں اور آپ سے بھی عمل کر رہا ہوں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بجے لگی۔ آفسر نے آگے بڑھ کر لیوڈ اٹھا یا پھر ستارہ دوسری طرف سے کہا "جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر فوراً عمل کرو، ذرا بھی تاخیر نہیں ہونا چاہیے۔"

پائلٹ جب تک کے ساتھ جائیں ہوسکتے ہیں اس کو حراست میں لے لور ہاتھ پاؤں اس طرح جبراً دوکر وہ حرکت نہ کر سکے حکم کی تعمیل ہوتے ہی مجھے فون پر اطلاع دو دو میں آل " آفسر نے یہ سہارہ لکھا پھر فروری پولیس سے ریلوے نکل کر سونیا کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا ہاتھ اوپر کر لو ذرا بھی حرکت نہ کرنا "۔

سونیا سمجھ گئی آدھری سی کا انداز ناخوشاں ہوا ہے ادھر اسے حراست میں لیا جا رہا ہے آفسر ٹنڈا گاڑ میں سپاہیوں کو گھر لہاتھا وہ فوراً اندر چلے آئیں لیکن جب تک نے دوڑ کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا پھر خستے سے پوچھا " یہ کیا حرکت ہے؟ " " مشر جب تک! مجھے غم مل رہا ہے کہ میں اس ایئر ہوسٹس کو گرفتار کروں "۔

جس نے حکم دیا ہے وہ پاگل کا بچہ ہوگا یہ میری حیثیت ہے ریلوے اسٹاؤں " آفسر نے خستے سے کہا " دروازہ کھولو اور میرے معاملات میں مداخلت نہ کرو "۔

جب تک سونیا کے سامنے ڈھال بنتے ہوئے لولہ " میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے میں طیارہ زنیوارک لے جانا چاہتا تھا اتنی ارب لے آیا میں فورٹ پر پریس رپورٹرز کو تیار نہیں کیا کیا جوابات دے دیے میں سوچتا ہوں جو حیرت ہوتی ہے "۔

سونیا نے موقع پاتے ہی جب تک کو پیچھے سے دھکا مارا وہ جا کر آفسر سے ٹکرایا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر صوفے پر گر پڑے پھر اس سے پیٹلے کو آفسر اٹھ کر سنبھلتا اس کے ہاتھ سے ریلوے لڑ لکھا تھا اس نے سر اٹھا کر دیکھا سونیا اسے نشانے پر رکھتے ہوئے آہستہ سے بول رہی تھی " سپاہی دروازے پر دستک نہ رہے یہی زندگی جانتے ہو تو ان سے کہو ہاں پھر چپ چاپ پرا دیتے رہیں ابھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے "۔

یہ کہتے ہی اس نے ریلوے کی ٹال کو اس کی پیشانی سے لگا دیا وہ سمجھ کر لولہ " ابھی آنے کی ضرورت نہیں ہے واپس اپنی ڈیوٹی پر جاؤ ضرورت ہوگی تو بلاؤں گا "۔

دروازے کے باہر خاموشی چھا گئی واپس جلتے ہوئے ڈیوٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی سونیا نے اسے بدستور نشانے پر رکھتے ہوئے ٹھکر کے پرشے کو ڈھا ہٹا کر دیکھا سپاہی دور چلے گئے تھے مکان کے اطراف میں چاروں طرف پرا دے رہے تھے اس نے پھر حکم دیا " اب ایک سپاہی کو اندر بلاؤ "۔

اس نے پیچھے سے افسر کے کالر کو پکڑ کر ایک ہاتھ دھکا دیا اسے لے کر دروازے کے پاس چلی گئی۔ اس سپاہی کو نام لے کر آواز دی " تھوڑی دیر بعد دروازے کی آواز دی سونیا نے آہستہ سے کہا " دروازہ کھولو اور اسے اندر اس نے ہدایت کے مطابق دروازے کو کھولا اور " آہواز "۔

مجھے یہ وہ انداز آیا سونیا نے ایک جھٹکے سے دروازہ کو بند کیا پھر کہا " ہتھیار چھینک دو ورنہ تمھارے افسر کی جانے گی "۔

سپاہی کو کھلا گیا تھا وہ کبھی سونیا کو اور کسی اور کو دیکھ رہا تھا جس کی ننگی سے ریلوے لڑ لکھا تھا اس نے مذکورہ ریلوے چھینک دیا سونیا نے دونوں کو اپنے ریلوے گورکھتے ہوئے ہتھیار گواہا اٹھائیں لے کر ہاتھ روم کے آئی دروازہ کھول کر سپاہی کو اندر جانے کے لیے کہا سپاہی چلا گیا تو اس نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا اس کے اوپر بولی " اب دوسرے کو بلاؤ "۔

یہ عمل اتنی قریب سپاہیوں تک جا رہا وہ اس طرح آواز دلاتی رہی اور ہاتھ روم میں بند کرتی رہی۔ یہ چارہ جب ریلوے ہو کر پوچھ رہا تھا " سنی! یہ کیا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے تم اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی تھیں آج بڑی ٹھاسرا رنگ رہی ہو "۔

تم خاموشی سے تماشا دیکھتے رہو میں ان سے نمٹ سانی باتیں سمجھا دوں گی "۔

یہ اس وقت تک سونیا کے پاس بیٹھ گیا تھا اور اتنی ہی اطلاع دے کر خاموشی سے تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ لٹنے فون کرنے اور ہنگامہ برپا کرنے میں نہ تو وقت ضائع کرنا چاہتی تھی نہ ہی اس پاس کے لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے لڑنے پر بڑی کامیابی سے عمل کر رہی تھی۔

چپ چاپ بند ہو جاؤ "۔ اس نے ریلوے کے تمام بلٹ اپنی جیب میں رکھ لیے آفسر نے دیکھا ریلوے خالی ہو گیا ہے تو آج تک اس کی طرف لپکا اسے کپڑا ناپا جاتا تھا۔ سونیا نے اس کے ایک ہاتھ کو پکڑ کر کھٹکا دیا وہ اس کے پیچھے جاتا ہوا ایک دیوار سے ٹکرایا۔

پہلے ہی اس کی کہہ رات بڑی اس ٹھوکر کی تکلیف نے پہلے ہی سمجھ کر کیا تو منہ رکھوٹا پڑا وہ اسے سنبھلنے کی فرصت نہیں دے رہی تھی۔ ہاتھ پکڑتے ہوئے جڑو کا داڑ استعمال کیا تو وہ کہنے کے ایک سر سے ہو کر اٹھا ہوا اٹلا بازی کھاتا ہوا دوسری طرف جا کر چاروں نشانے چت ہو گیا ریلوے کی ہڈی کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ وہ چٹنا چٹنا تھا۔ سونیا نے اپنا پاؤں اس کے منہ پر رکھ دیا اور کہا " میں پہلے کبھی ہوں کہ مجھے خاموشی پس ہے "۔

وہ اس کے پاؤں سے عمل رہا تھا اس نے کہا " اب باز نہیں آئے اگر دشور پانا جا جو گئے تو میں اس میں ایک جھٹک رکھ رہی ہوں "۔

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بلٹ نکالا اور لولہ کے جیب میں رکھنے لگی۔ وہ نہیں نہیں کے انداز میں سر ہلاتے لگا۔ عمر اس نے پاؤں ہٹا کر پوچھا " خاموش رہو گے؟ "۔

اس نے سر ہلایا سونیا نے کہا " جب تک! اپنا رومال دو "۔ اس نے نیز کر رکھے ہوئے ایک اخبار کو اٹھا کر اس کے ایک طرف کا گولہ پانا یا اسے افسر کے منہ میں ٹھونسنے لگی۔ وہ اوپر اٹھ کر مارا تھا لیکن ریلوے کو دیکھ کر چپ ہو جانا تھا اس نے جیب سے رومال لے کر اس کے منہ پر باندھ دیا اسے پھینکنے ہوئے ایک اسٹور روم میں لے گئی۔ وہاں سے ایک ریشمی لے کر ہاتھ اور پاؤں اس طرح باندھ دیے کہ وہ جھک کر انھیں کھول بھی نہیں سکے پھر اسے اسٹور روم میں چھوڑ کر باہر سے بند کر دیا۔

جب تک شدید خرابی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اس نے فراغت پائی تو وہ تعجب سے بولا " سنی! میں نے تمھارا یہ روپ پہنے بھی نہیں دیکھا تھا آخر معاملہ کیا ہے یہ لوگ تمھیں گرفتار کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ "۔

" جب تک! مجھے انہوں سے ہوا تمھاری ہی نہیں ہوں۔ وہ تمھارے پاس جلد ہی پہنچ جائے گی اگر تم اسے زندہ دیکھنا چاہتے ہو اور غور زندہ رہنا چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے نکلو "۔

وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر آئی۔ اس نے ہاتھ چھڑانا چاہا تو سونیا اس کی انگلیاں کسی دوشیزہ کے انگلیوں میں نہیں بلکہ فولادی شیپ میں پھنسی ہوئی ہیں۔ وہ حیران حیران اس کے ساتھ لگسٹا چلا گیا۔ باہر دی گئی کھڑی ہوئی تھی جس میں انھیں لارڈا تھا وہ اسٹیشن تک سیٹ سنبھالتے ہوئے بولی " فریڈا اب جتاؤ کمال جانا ہے "۔

میں اسے ریڈ پارک کے اینڈ ڈانڈرین کا پتا جانے لگا۔ اس نے کارا سٹارک کی پھرتی سے ڈرائیو کرتی ہوئی آگے

بڑھ گئی۔ تقریباً دو میل جانے کے بعد اس نے گاڑی کو ایک جگہ روکا پھر کہا " جب تک! میں نے تمھیں نقصان نہیں پہنچایا ہے اور نشانہ سنی کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لہذا یہاں سے ٹپتے ہوئے اسی مکان کے پاس جاؤ اور ان سپاہیوں کو آزاد کر دو اگر تیر ہی سے دوڑتے ہوئے جاؤ گے اور مجھ سے جلد انھیں نہات دلانے کی کوشش کرو گے تو میں دشمن بن جاؤں گی "۔

جب تک دعاؤں کھول کر باہر آیا پھر دروازے کو بند کیا سونیا نے گاڑی کو آگے بڑھا دیا تیز رفتاری سے ہانڈرین کے مکان کی طرف جانے لگی۔ میں نے پوچھا " کیا تم وہاں تک پہنچ جاؤ گی؟ "۔ " میں تل ایب میں کافی عرصہ رہ چکی ہوں یہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں تم بناؤ آئندہ کے لیے کیا سوچ لگنے ہو؟ "۔

میں نے اسے رومیل کے متعلق بتایا۔ وہ بولی " یہاں رو میلا اپنے کارڈ سے نکل چکی تھی ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھ کر ڈانڈرین کی طرف جا رہی تھی۔ میں نے کہا " ماٹے میں ایک پنا کاسامان خرید لو اور اپنے دفتر معاملات کے متعلق بتائی جاؤ۔ اپنے دوستوں اور شناساؤں کے بارے میں بھی تفصیلات بیان کرنا ہوا "۔

وہ کہنے لگی " یوں تو مجھے اس پاس کے کارڈ والے اچھی طرح جانتے ہیں لیکن میں تک چڑھی کھاتی ہوں کسی سے زیادہ نہیں بڑی پوسے اسٹاٹ کا خیال ہے کہ میں اپنے چیف کی فاشتہ ہوں "۔

" کیا یہ درست ہے؟ "۔ " ایسی کوئی بات نہیں ہے میرا چیف ساتھ برس کا پوڑھا ہے گھر خود کو جوان ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھ پر ظاہر ہے ہے۔ میں اسے اپنی آوازوں سے دیوانہ بناتی رہتی ہوں تاکہ ضروری معلومات حاصل ہوتی رہیں "۔

وہ بولتے رہنے کے دوران ایک بہت بڑے اسٹور کے سامنے ٹرک گئی۔ کار سے نکل کر اندر گئی۔ ایک آپ کے منگے اور ضروری سامان خریدنے لگی۔ میں اسے گائیڈ کر رہا تھا کہ سونیا کو کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ تمام سامان خرید کر پھر کار میں آئی اسے ڈرائیو کرتے ہوئے فائڈرین کے دروازے کے سامنے پہنچ گئی۔ وہ اٹھا کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر بولا " پلے آؤ ما دام سونیا آگئی ہیں "۔

وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولی " کیا کسی کیسی میں آگئی ہیں؟ "۔

" وہ اتنی نادان نہیں ہیں کہ کسی ولے کو کہاں تک لاتیں وہ پلیس والوں کی گاڑی میں آئی ہیں سبندوں نے گاڑی کو دست

دوہ چھوڑ دیا ہے اور یہ دل یہاں تک آئی ہیں؟

دو ایلا اس کے ساتھ اندر آئی۔ سونا ایک کرنے میں بیٹھی سہی کا ایک آپ اتار رہی تھی میں نے کہا تو دو ایلا سے مجھے بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ تم ایک آپ کے لئے دوران اس سے ضروری سوالات کرتی رہو۔ وہ جواب دیتی رہے گی۔ میں ذرا پارسی کی خبر لے کر آتا ہوں۔ اسی وقت رنوتی نے کہا کہ "میرے پاس آؤ میاں سے ذلتے دار فرماؤ مجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے سونا کو بتایا رنوتی مجھے پارس کے پاس بلا رہی ہے میں عورتی دور اور آؤں گا؟"

میں اپنے بیٹے کے پاس پہنچ گیا میرے اس کے ذریعے وہی شاد نادر محل نا کو بھی دکھائی دی جس میں کچھ پھر پیلے ڈمی شبیانے قیام کیا تھا جہاں آسنہ ایک لہری گاڑی کی حیثیت سے پہنچ گئی تھی جس بٹے سے ہاں نادر ٹانگ روم میں شبیانے ہاں کے عمدہ دار ملاقات کرتے تھے، اسی ڈرائیوگ روم میں آج بھی بست سے ذلتے دار افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ پارس دوسرے جانوں کے درمیان اس طرف جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے منگل پانڈے میں رہا تھا۔ جب وہ ڈرائیوگ روم میں پہنچا تو تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دیکھا جائے تو وہ ایک بچہ تھا اور اس کے سامنے اسٹریٹ حکومت کے بٹے سے عمدہ دار اور ذلتے دار فرماؤ تھے جو کسی کے سامنے ٹھکانا نہیں جانتے تھے لیکن ضرورت کی کوئی چیز زمین پر پڑی ہو تو سے اٹھانے کے لیے جھک جاتے تھے۔ پارس بھی ان کی ضرورت تھا۔ وہ اسے نقصان پہنچاتے تو ان کی پوری قوم اور ملک کو ناکام بلاتی نقصان پہنچاتا اگر اسے خوش رکھتے تو ہم سے دوستی کی توقع رکھتے تھے۔ اسی لیے وہ اس کی آمد پر لڑکھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے کسی ملک کا شہزادہ آیا ہوا اور وہ اس کا انگریز کر رہے ہوں۔

اس کے لیے ایک موثر مخصوص تھا۔ وہ اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے تمام افراد افسرانے کی صورت میں موقوف رہتے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا "ماشر پارس کیا آپ کی ماما اور پاپا موجود ہیں؟" اس نے جواب دیا "میں آپ لوگوں کے لیے کافی ہوں۔ ضرورت محسوس کروں گا تو انھیں مخاطب کروں گا؟" اس شخص نے کہا "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ایک عظیم باپ کے ہونے پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے سوالوں کا بڑی حد تک جواب دے سکیں گے لیکن ہم بہت سے پیچیدہ معاملات میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ گفتگو شروع کریں۔ معاملہ پیچیدہ ہو گا تو وہ آپ جا میں گئے؟" جب ڈمی شبیا اس ڈرائیوگ روم میں آیا کرتی تھی تو کے ساتھ بھی ہی جوتا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے افراد گفتگو کرتے تھے۔ اس بات کا اندیشہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان دعاؤں میں پہنچ کر وہاں کے اہم ملازم معلوم کر سکیں گے۔ وہ بڑے لوگ آکر بیٹھا کرتے تھے۔ ان کا اس ملک کے اہم رازوں سے تعلق نہیں ہوتا تھا۔ وہ سب جو نیشنل افسران ہوتے تھے۔ ان کے سینئر افسران کہیں دور چھپے ہوئے تھے اور مارکو فون کے ذریعہ وہاں سے ساری گفتگو کرتے تھے جن سوالوں کے جواب عجزاً تھے، وہ وہاں سے جواب ارسال کرتے تھے۔

پارس کے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو یہ اندیشہ نہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کے دعاؤں میں پہنچ کر انھیں نقصان کتا ہے یا ان سے کوئی اہم راز معلوم کر سکتا ہے۔ ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں بھارتی سفارت خانے کا سیکرٹری ہوں اور یہ سوال کرتے آیا ہوں کہ میرے ملک کے ایک پولیس کو آپ نے کیوں اپنے ساتھ رکھا ہے؟"

پارس نے جواب دیا "میں صرف اس ملک کے اہم ذلتے افراد سے گفتگو کروں گا۔ بھارت کی بات بھارت میں رہے گی۔ آپ اس سٹیٹنگ میں ایک غیر ضروری شخص ہیں۔ میں آپ سے یہ سوال کروں گا فوراً باہر لے جائیں۔" ایک امرائیل افسرنے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "ماشر پارس بے شک یہ آپ کے لیے غیر ضروری ہیں لیکن ہم سے ان کے سفارتی تعلقات ہیں۔ یہ ہم سے جواب طلب کر رہے ہیں کہ اس مشکل پانڈے کو یہاں کیوں رکھا گیا ہے؟"

"پھر تو بات بڑھ جائے گی۔ میں سوال کروں گا کچھ پچا کئی ماہ سے بھارتی سرکار سے بھی سے جا میں کیوں رکھا تھا؟" طیارے میں رہا تھا اسے ہائی جیک کرنے کی کوشش کیوں کا بھارتی سرکار کو کو میری ماما اور پاپا سے کیا دوستی ہے، وہ بے برعمران بنا کر کیوں رکھنا چاہتے تھے۔ ان تمام سوالوں کے جواب ملنے کے بعد میں منگل پانڈے کو یہاں سے جانے کی اجازت دوں گا؟"

اسرائیلی افسرنے بھارتی سفارت خانے کے سیکرٹری سے کہا "آپ نے جواب سن لیا ہے۔ آپ جواب میں جو کتا چاہتے ہیں اس کے لیے کوئی اور وقت مقرر کریں۔ ہمیں بھی اپنے معاملات پر گفتگو کرنا ہے۔ پیر یہاں سے تشریف لے جائیں؟" وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔ مقامی افسرنے کہا "آپ

سوالوں کے نہایت معقول جواب دے رہے ہیں کیا آپ کے والدین موجود ہیں؟" "آپ مجھ سے یہ سوال دوسری بار کر رہے ہیں۔ تیسری بار

ذکر ہیں؟" وہ افسر حینپ کہا اس پاس بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھنے لگا۔ پارس نے کہا "بات میں شروع کرتا ہوں ختم آپ کریں اور بات یہ ہے کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی ٹانگی کی گہ درست کرتے ہوئے کہا کہ اگر کلام صاف کرتے ہوئے بولا "جناب! اس بات کا جواب بہت طویل ہے۔ پھر بھی میں اختصار سے کام لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ جن شخصوں کو تیرا آتا ہو وہ کسی نہ کسی طرح ہاتھ پاؤں مار کر کتا ہے۔ ایک سینیٹر کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح ہم آج تک فرما دیا ہے۔ دوستی نہ کر کے۔ ہم اپنے سیدھے ہاتھ پاؤں مار کر ان سے دوستی کی ضرورت ہے۔ یہ میں نے لفظ مندر سے استعمال کیا ہے کہ یہ ایک طرف نہیں ہوگی۔ باہمی سمجھوتہ ضروری ہے اور ہم اسی سمجھوتے کے لیے بیٹھے بھی کسی بار اسی حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ ایک بار ماما دام سونا کو ہم نے نمان بنا کر رکھا۔ دوسری بار شبیا بیان آئی۔ ہمیں اس کی موت کا بہت حد رہا ہے۔ ہماری قوم کی ایک ٹیم پیسی جانتے والی ہماری غلطیوں کے نتیجے میں ختم ہو گئی تیسری بار ہم نے آپ کو انوکھا کیا ہے لیکن آپ بچھڑ رہے ہیں ہم نے آپ کو قیدی نہیں بنایا ہے۔ آپ کی بے حد عزت کر رہے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے خواہ آپ کے والدین سے دوستی ہو یا نہ ہو؟"

"اگر آپ کو اس بات کی پروا نہیں ہے کہ دوستی ہوگی یا نہیں تو پھر مجھے انوکھ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟" اس نے جواب دیا "ہم اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلسل ناکامیوں کے باوجود دوستی کے خواہشمند ہیں۔ ہم بیٹے کی طرح آج بھی یقین دلاتے ہیں کہ دوستی سے کوئی ناکامی قائم نہیں ہوا۔ ہمیں جگہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کی خدمت کریں گے؟"

"آپ جانتے ہیں ایک تمام میں دو تلواریں نہیں دیکھتا جیسا کہ آپ کے پاس شہی جانتے والے میں جہانوں کا خاندان پرورد ہے تو ہم سے آپ اس بات کی توقع کرتے ہیں؟" "آپ کے والدین ہم سے دوستی کریں پھر ہم جواب دیں گے؟" "یہی اگر ہم دوستی کریں گے تو آپ شاد راز اور اس کے نتیجے میں جاننے والے خاندان سے قطع تعلق نہیں کرتے؟" "اجی ہم اس بات کا جواب نہیں دے سکتے؟"

"تمہارے جواب دینے یا نہ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا شاد راز موجود ہو گا تو تمہارے دماغ میں چھپے ہوئے جواب کو پھلے گا؟"

"ہمیں ایسے اہم سوالوں کا جواب دوسری طرف سے موصول ہو گا۔ سچی ہم جواب دے سکیں گے۔ شاد راز صاحب کو بھی ہمارا دماغ پڑھ کر ہلاسی ہوگی؟" شاد راز ہمیشہ ایک سینیٹر آفیسر کی ہام کے ذریعے یہاں کے حکام سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ کیا وہ اس وقت بھی موجود ہو گا کیا سٹیٹری ہام یہاں موجود ہیں؟"

"نہیں سٹیٹری ہام یہاں نہیں ہیں اور ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ شاد راز صاحب خیال خرابی کے ذریعے اس وقت ہمارے درمیان میں یا نہیں؟" ایک دوسرے افسرنے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "ہماری گفتگو دوسرا رخ اختیار کر رہی ہے، ہمیں اپنے موضوع کی طرف آنا چاہیے؟" پارس نے تاثر میں سر ہلا کر کہا "بے شک آپ دوستی کے موضوع پر کوئی فیصلہ نہ بات کرنا چاہتے ہیں، اگر میں اپنے والدین کی طرف سے دوستی کے لیے ہاں کہہ دوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل جائے گی؟"

"جیسا کہ ہمارے ایک ساتھی نے کہا ہے کہ ہم کوئی فیصلہ جواب نہیں دے سکتے۔ دوسری طرف سے جواب ارسال ہو گا تو آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟"

"میں ایسی جواب جانتا ہوں اس لیے آپ اپنے پیچھے ہونے سینیٹر افسران سے جواب طلب کریں؟" ایک شخص ٹی وی اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ دوسری طرف سے کچھ ٹرک کے ذریعے جواب ارسال کیا جاتا تھا اس اسکرین پر تحریری جواب موصول ہونے لگا۔ وہ شخص بڑھ کر سنانے لگا "ماشر پارس! ہمیں بے حد خوشی ہے جو بات آج تک

آپ کے والدین نے نہیں کہی کہ وہ آپ کی زبان سے ادا ہو گئی۔ یعنی آپ دوستی کے مسئلے میں پہلی بار ہاں کہہ رہے ہیں۔ ہم یقین دلانے میں تیار نہ ہو سکتے تھے کہ وہی نہیں مانندہ رہیں گے۔ اپنے والدین کی طرف سے دوستی کی ضمانت دے دیجئے۔ ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ مہمان رکھیں گے۔ اسرائیل کے اہم مقامات کی سیر کر لیں گے۔ اس کے بعد آپ کو آپ کی ماما اور پاپا کے پاس بوجھا دیں گے۔

”آپ دوستی کی ضمانت کس طرح چاہتے ہیں؟“

میرے والدین نے کسی سے تحریری معاہدہ نہیں کیا جس سے دوستی کا وعدہ کیا اسے ہر حال میں نبھایا۔“

”کیا آپ بتا سکتے ہیں کس طرح مطمئن کر سکیں گے؟“

پارس چند لمحوں تک خاموش رہا اور سوچتا رہا جیسے بہت سوچ سمجھ کر جواب دے رہا ہو۔ حالانکہ وہ ہم سے جواب سنتا تھا اور بولتا جاتا تھا۔ پھر وہ بولا: ”اصل بات یہ ہے کہ ہم بنیادی طور پر ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ہمارے اندر ہر دوسرے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر میں ہر کون سا ایک یٹی پی جی جانتے والا یا جانتے والی آپ کے ملک میں مستقل قیام کرے گی تو آپ کو یقین نہیں آئے گا۔“

”میں آج بھی انھیں جی کہتا ہوں۔ خدا ان کی عمر دیر کرے۔ وہ زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا کہ ان کو آج نہیں آئے گی۔ وہ زندہ سلامت رہیں گی۔“

وہ ایک دوسرے کو یقین سے دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کچھ نہ بول رہے تھے۔ یہ بات سنیئر افسران پہنچ رہی ہوگی۔ وہاں بھی یہی کھلبلی ہوگی۔ کیپٹن اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے بڑھنا شروع کیا۔ ماسٹر یاز ہم آپ کی باتیں سن کر حیران ہیں۔ یقین نہیں کرنا چاہتے۔ یقین ضرور کریں گے کیوں کہ آپ بہت ہی سنجیدہ، تجربہ کار، بیانی سے کام نہیں لیں گے۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں آپ کی بشرت پر والدین ہیں آپ کوئی فرسٹے مارا گفتگو نہیں کریں گے۔ ہمارے بار پھر یقین دلائیے کیا ہماری قوم کی یٹی پی جی مانندہ ہے؟“

”بفضل ربی وہ زندہ سلامت ہیں۔ میں انھیں بریال سکتا ہوں۔“

یٹی پی جی جانتے والا یا جانتے والی ہمارے ملک میں مستحق ہے۔ کسے تو ہم شارب راہداس کی فیملی سے تعلق ختم کر لیں گے۔“

پارس حوصلے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک طرف ہاں ماننے بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ پھر ڈب ڈب کر دوسری طرف چلتا ہوا دوسری طرف بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ اس کے بعد بولا: ”آپ لوگ جسے اپنی قوم کی یٹی پی جی جانتے شیا کہتے ہیں، میں اسے مقدس ہستی کوئی کہتا ہوں۔“

ایک افسر نے اسے ایسے دیکھا جیسے نادان بچے کو دکھا ہو پھر کہا: ”ماسٹر پارس! آپ سے غلطی ہو رہی ہے۔ جوڑ ہاں ہیں ان کے لیے رہے، استعمال نہیں کرتے۔“ ”بھٹا یا بھٹا! استعمال کرتے ہیں آپ کو کتنا چاہیے، ہماری قوم کی یٹی پی جی شیا کو آپ کہا کرتے تھے؟“

”میں آج بھی انھیں جی کہتا ہوں۔ خدا ان کی عمر دیر کرے۔ وہ زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا کہ ان کو آج نہیں آئے گی۔ وہ زندہ سلامت رہیں گی۔“

وہ ایک دوسرے کو یقین سے دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کچھ نہ بول رہے تھے۔ یہ بات سنیئر افسران پہنچ رہی ہوگی۔ وہاں بھی یہی کھلبلی ہوگی۔ کیپٹن اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے بڑھنا شروع کیا۔ ماسٹر یاز ہم آپ کی باتیں سن کر حیران ہیں۔ یقین نہیں کرنا چاہتے۔ یقین ضرور کریں گے کیوں کہ آپ بہت ہی سنجیدہ، تجربہ کار، بیانی سے کام نہیں لیں گے۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں آپ کی بشرت پر والدین ہیں آپ کوئی فرسٹے مارا گفتگو نہیں کریں گے۔ ہمارے بار پھر یقین دلائیے کیا ہماری قوم کی یٹی پی جی مانندہ ہے؟“

”بفضل ربی وہ زندہ سلامت ہیں۔ میں انھیں بریال سکتا ہوں۔“

میں تم جو بچے ہیں۔“

سب پرست تاملتا طاری ہو گیا تھا۔ سب چپ ہو کر اس کا منہ تک نہ بولے تھے۔ پارس نے پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا: ”اتنا اللہ ہمارے درمیان دوستی ہو گی لیکن دوستی سے بیٹے آپ لوگوں کے یہ نہیں سوچا کہ کچھ جیسے بچے کو اسپورٹ کریں گے تو میرے ساتھ ساتھ ساتھ ایک بلا بھی نازل ہوگی۔ آپ دعا کریں کہ میری تمنا آپ لوگوں کے لیے ملانے جان نہیں۔“

وہ فوجی جوانوں کے درمیان چلتا ہوا اس کمرے سے نکلے گیا۔ شکل بانڈے، ہر دستہ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ہماری کوشش یہی تھی کہ اس بار اسرائیلی سرزمین پر کوئی ہنگامہ نہ ہو اور دوستانہ گفتگو پورا ہو جائے اور ہماری آسانی سے پارس کو وہاں سے نکال لائیں، اب یہ بات گل پر ٹل گئی تھی۔

آئیے، ہم شکر ادا کرتے ہیں۔

میں نے غلام ہانی کو نارڈ سیر کی اپارٹمنٹ کا فون نمبر بتایا تھا کہ وہ مورینا سے رابطہ قائم کرے۔ اس نے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے ریڈیو برنارڈ سیر کی نے اٹھا یا تھا۔ پوچھا: ”تم کون ہو؟“

”میں احمد الباتی بول رہا ہوں۔ مورینا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

برنارڈ نے سب جوں کے ماؤتھ میں پر ہاتھ رکھ کر مورینا سے پوچھا: ”کیا تم کی احمد الباتی کو مانتی ہو؟“

وہ سوچنے لگی۔ اس نے کہا: ”وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے؟“

”تم اس سے پھر بات کر دو۔ میں اس کے دماغ میں بیچ کر مسلوم کرتی ہوں۔“ آخر وہ کون ہے؟

برنارڈ نے ماؤتھ میں سے ہاتھ ہٹا کر کہا: ”مسٹر احمد الباتی! میں مورینا آپ کو نہیں پہچانتی ہیں۔“

”ریڈیو۔۔۔ پھان میں گی۔“

مورینا نے برنارڈ کے دماغ میں رہ کر غلام ہانی کی آواز اور لہجے کو سنا تو فوراً یاد کیا۔ اس نے خیال خانی کی پرہاز کی اس کے دماغ میں پہنچا یا لیکن باقی نے سانس روک لی۔ ریڈیو کے ذریعے کہا: ”مسٹر برنارڈ! مورینا سے کون فون پر بات کرے؟“

وہ ریڈیو لے کر بولی: ”اسے تم غلام ہانی ہو؟“

”پہلے غلام تھا۔ اب نہیں ہوں۔ لہذا میرا نام احمد الباتی ہے۔“

”کیا تمہارے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے؟“

”ہاں! مجھے غلام سمجھ کر آپ نے کوئی میری زندگی میں آگستا ہے نہ دماغ میں۔ البتہ دل کا دروازہ کھلا ہے۔“

کیپٹن اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ”ابو سے اس کا ہاتھ ہار جوئے ہیں۔ آپ تمام حضرات ماسٹر پارس کے سامنے گھٹے ٹیک دیں۔“

کیپٹن اسکرین کے ذریعے بولتے ہی تمام لوگ اپنی جگہ سے اٹھ گئے پھر پارس کے سامنے گھٹے ٹیک کر سکر جو کھلا لیا۔ وہ شخص کیپٹن اسکرین کو دیکھتا ہوا بڑھتا جا رہا تھا۔ ماسٹر پارس: ”ہم آپ کو اور آپ کے والدین کو سلام کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی غلطیوں کا شہ بہ احساس ہے۔ ہم نے آپ لوگوں پر ہمیں دوسرا نہ کر کے شدید نقصان اٹھانے ہیں۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں، ہم مانندہ آپ کے دشمنوں پر اٹھائیں کریں گے۔ آج سے اور اس لیے سے ہم شارب راہداس کی فیملی سے تعلق ختم کر رہے ہیں۔ آج اس کے ذریعے

بے دردی سے خوشخبریاں سننا ہے۔ ہم آپ کے والدین کی دوستی شینیا کی آمد اور شارب کے خاتمے پر ہم ہمتوں کو متناہیں گے۔“

”اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ کلی جس اس شہ کو دیکھوں گا۔ شام کو پھر میٹنگ ہوگی اور فیصلہ ہوگا کہ دوستی کی ابتدا ہوگی اور کیسے ہوگی۔“

ایک افسر نے سوال کیا: ”کیا آپ ہمیں شارب کے مشفق کچھ اور بتا سکتے ہیں۔ وہ کیوں ہماری طرف رخ نہیں کرے گا؟ کیا وہ آپ لوگوں کی قید میں ہے؟“

”اس مسئلے میں بھی کل گفتگو ہوگی۔“

”ایک آخری سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ جس طما سے میں آئے اس کی امیر ہو کر سسٹنسیلٹی ایڈمنسٹریٹو کو یٹی پی جی کے ذریعے ٹرپ کیا گیا کیا یہ شارب کی کارروائی نہیں تھی؟“

”ہرگز نہیں، یہ میری تمنا ہے کیا ہے؟“

”تمنا؟ سب اسے حیرت سے اور سوالیہ نظروں سے دیکھتے گئے۔ وہ بولا: ”میری تین ماہیں ہیں۔ میں اپنی پیدائش کے والی کو اما کہتا ہوں اور جو مال میرے دوسرے بھائی پارس کی پرورش کر رہی ہے۔ اسے بھی کہتا ہوں اور جو مال سب سے منظم ہے اسے تم کہتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میری سونیا تمہارے سنی کو ٹرپ کیا اس کی جگہ لے کر وہ بالکل جیکب کے ساتھ تھیں۔ وہاں پولیس آفیسر کو ایک کمرے میں بند کر لیا۔ وہ کل امیر کی ایک لاکھ عورتوں

میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر دوستی کی ضمانت کے طور پر آپ کا کوئی ایک

”کیا بات ہے جو بڑے سادھت بن کر بول رہے ہو۔ اتنا تو سمجھی ہوں، تمہاری بخت پر شاد پروا نہ ہر گنگولی میں شاد پر اچھی طرح جانتا ہے میں تم پر مری ہوں لہذا وہ تمہارے قد لیے مجھ پر جہاں بھی نیک رہا ہے۔“

”تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔ میں غلامی کے ہر حال سے نکل چکا ہوں اور کسی آواز کا نہیں ہوں۔“

”میں کیسے یقین کر لوں کہ تم نے ان سے نجات حاصل کر لی ہے؟“

”پہلے مجھے اپنی ذات پر بھروسہ نہیں تھا۔ اپنی جمانی قوت کا اندازہ نہیں تھا جب اسے آندا یا تو ساری زنجیریں ٹوڑ ڈالیں۔“

”تم نے قوت کیوں کیلی ہے؟“

”تم کوئی تو آئندہ آواز نہیں سناؤں گا۔“

”یہ بات نہیں ہے۔ میں یقین کرنا چاہتی ہوں کہ تم سچ بول رہے ہو۔ اس کے لیے اپنے دماغ میں آئے دو۔“

”دماغ کے حساب سے بتاؤ میری سچائی کو مجھے میں کتنا وقت لوگی؟“

”آدھا گھنٹا کافی ہے۔“

”گھنٹے کے حساب سے نہیں دماغ کے حساب سے۔“

”یہ کیا نیک ہے، جیو یا غم نہٹ کم کرو، جہاں ہو وہاں سے نکل پڑو اور برید چیتے رہو۔ اگر تم سچے ہوئے تو پچیس منٹ بعد ملاقات کرو لو گی۔“

”لو، دماغ کے دروازے کھول دیے۔ میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔“

مورنیا نے دسیور رکھ کر کہا ”بہنار ڈا میرے ساتھ جیو۔ ذرا کا دروازہ کھولتے رہو۔ میں دوسری دور سے غلام باقی کو دیکھتا اور پرکھتا چاہتی ہوں۔“

وہ کا ریش آگڑھ گئی۔ اس سے پہلے ہی وہ غلام باقی کے دماغ میں بیٹھ گئی تھی۔ پہلے تو یہ سوچ کر کہ تعجب ہوا کہ وہ بہت مٹنے بولیں ہی قیام کر رہا تھا اور بہترین سوٹ میں بیوس تھا۔ اس کی جیب میں ہزاروں ڈالر تھے۔ وہ دماغ کی تہ میں پہنچ کر معلوم کرنے لگی کہ ہتھیار سب کچھ اسے کیسے حاصل ہو گیا؟

غلام باقی نے اپنے دماغ کو آندازہ چھوڑ دیا تھا کہ وہ دن مانی معلومات حاصل کر کے اسے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ فریاد نے کیا ہے۔ اسے ہر گنگولی کے توہمی عمل سے نکال دیا ہے۔ وہ شاد بری غلامی سے بھی آزاد ہو گیا ہے۔ غلام باقی نے کہا ”یوٹا! کیا تمہیں باؤں نے فریاد صاحب نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہیں مجھے سے ملائیں گے وہ زبان کے ذہنی ہیٹس کا وقت آچکا ہے۔“

مورنیا خیال غوانی کے دوران برنارڈ کی رہنمائی کرتی رہا تھی کہ اسے کن راستوں سے گزرنا ہے۔ پھر ایک جگہ غلام باقی پیدل چلنا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے کہا ”غلام! آؤ مجھ سے جا رہا ہے۔ تم اتنا ہی فاصلہ رکھو۔ کسی کو شہینہ نہ ہو کہ ہم اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔“

”کیا تم اس کے دماغ سے معلوم نہیں کر سکتے ہو؟“

”بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ وہ میرے دماغوں کے چنگل نکل چکا ہے۔ پھر بھی اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ میں شاد پر رہا ہوں۔ اس کا تعاقب تو نہیں کر رہے ہیں۔“

وہ دوسری دور سے اس پر نظر رکھتی جا رہی تھی۔ غبر و غبرا کے بعد وہ اسی بول کے سامنے رگ گئی۔ گاڑی سے اتر کر بولی آ جاؤں میں آ جاؤں گی۔“

غلام باقی تھوڑی دیر تک بیدل چلتا رہا پھر اس نے گھر دیکھتے ہوئے کہا ”مورنیا! پچیس منٹ پوسے ہوئے والے میں۔“

”میں تمہارے بول کے کوسے میں انتظار کر رہی ہوں۔“

”وہ فوراً ہی بولنے کی جانب ہٹ کر تیزی سے چلتے ہوئے بولا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ میں نے کہنے کی جانی کا ڈنٹر بیچنے کی تجویز کی۔“

”مکن کیسے نہیں ہے۔ میں نے ٹیل پیٹھی کے ذریعے کا ڈنٹر کلرک کو ٹریپ کیا۔ اس سے چابی لی۔ پھر تمہارے کوسے میں آ گئی۔“

وہ تیزی سے چلنا ہوا بول میں داخل ہوا۔ دماغ کے ذریعے جو بھی منزل پر پہنچا پھر اپنے کوسے کے دروازے کو کھول سامنے بیٹھ پڑا۔ وہ جیسے ہی کا فرانڈ انداز میں لٹھی ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے ایک تو لوگ ایسے ہی اس کے دیوار ہوئے ہیں۔ اگر آوازوں سے بھر جائے تو وہ دیوانہ دوڑا چلا آ گا۔ اس نے سر گھما کر غلام باقی کو دیکھا تو ایک دم سے اٹھ کر آ گئی۔ وہ تیسری سوٹ میں اتنا شاد نگ رہا تھا کہ دل گھٹاپا رہا تھا۔

وہ بہتر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ امریکا اور یورپ پر بلا کون دل والا تھا جو اس کا دلوانہ نہیں تھا۔ ایک سے ایک خورد زحمت والے ایک سے ایک تو مرد جوان تھے۔ دولت مند تھے اسے عزت اور شہرت کی بندلیوں پر لے جا سکتے تھے۔ لیکن اس کا دل کالے پر آ گیا تھا۔

وہ سحر زدہ سی ہو کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے سامنے پہنچ گئی۔ اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ کچھ کی موس ہو رہی تھی وہ اسے چھو کر دیکھنے لگی۔ بچہ پریشان سی لگ رہی تھی غلام باقی نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

”تم اچھے لگ رہے ہو لیکن یوں لگتا ہے جیسے اس لباس نے تمہیں چھپا لیا ہے۔“

وہ اس کے بازو اور اس کے سینے کو چھو کر ٹھول کر بولی ”یہ ہے پتھر ہو کر نظر نہیں آ رہے ہو۔“

”یسی بائیں کر رہی ہو؟ میں تمہارے سامنے پورا کا پورا کھڑا ہوا ہوں۔“

”اچھا، یہ کوٹ اتارو۔“

اس نے کوٹ اتار دیا۔ مانی بھی اتار دی۔ وہ بولی ”اپنی قیوں بھی اتار دو۔“

اس نے قیوں اتار دی۔ تب اس کا چٹان جیسا کالا بدن بچنے لگا۔ وہ ایک گہری سانس لے کر کہتا ہے ”ہوئی بولی! اسے نیچے ہی بند ہے۔“

”یہ کہہ کر اس نے اپنے لالنے لالنے ناخن اس کی بنیان میں چھو دیے۔ پھر ایک جھٹکے سے اسے پھاڑ دیا۔ اب سیاہ جھٹکا ہوا بدن اور زاوہ نمایاں ہو گیا تھا۔ اسے دیکھ کر مورنیا کی آنکھیں خرابی ہو رہی تھیں۔ چہرہ تترتا رہا تھا۔ پھر پڑا لالنے لالنے ”تم میرے خود میرے دفا دار رہو گے۔ سلام میرے غلام رہو گے۔“

غلام باقی نے اس کے دونوں بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کہتا ہے ”کما۔“ اس خوش فہمی کو دل سے دماغ سے نکال دو۔ میں غلام نہیں، آزاد ہوں اور ایک آنا انسان کی طرح تم سے محبت کر سکتا ہوں۔ تمہاری غلامی نہیں کر سکتا۔“

مورنیا کی آنکھیں سبھی کمال تو ساری غلامی اس کے قدموں میں جھکتے کو تار تھی اور کہاں یہ سنا کا غلام رہتے والا ہے۔ وہ کانٹے کر اٹھ کر ہاتھ دھختے۔ وہ تمہیں کھینچ کر بولی۔ تمہاری اتنی جوانی تم اور مجھے دھکتا رہے ہو۔ میں تمہارے دماغ میں ازل کر بیدا کر دوں گی۔“

”دماغ کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔“

وہ پاؤں پٹخ کر بولی ”میرے سر کو چاہتا ہے تو اسے زبردستی حاصل کر لیتا ہے۔ میں محبت نہیں چاہتی ہوں۔ تمہیں زبردستی حاصل کر لوں گی اور اس کے لیے تم کو مکر مار دوں گی۔“

”دھوکہ مارنا تو بید کی بات ہے۔ پہلے حاصل کر کے دیکھو۔“

وہ اسے گھورتی ہوئی ذرا پیچھے چلی گئی۔ مقابلہ جیتنے میں ازل آنے کے لیے اس نے جتنے ہتھکنڈے آزمائے تھے، وہ ایک ایک کر کے اس کے سامنے آزمائے گئے۔ عورت کے متعلق کسی گمانا ہی پڑھنا کسی کی زبان سے سننا یا کسی فلم میں وہ منظر دیکھنا اور بات ہوتی ہے۔ میں دکھا ہوں کے سامنے وہ منظر ہو تو انسان کا ارادہ ڈگمگاتے لگتا ہے۔“

غلام باقی آخر انسان تھا۔ قدرت نے مورنیا کو ہتھیار دیا اور غضب ناک جوانی دی تھی۔ وہ ایک ماڈل کی طرح ناوی بدل کر بولی ”میرا حشر کیا ہے؟“

وہ سحر زدہ سا ہو کر بولا ”جانتی آنکھوں کا توئی عمل ہے۔“

وہ باریک بینی پرش کے پیچھے چھپتی اور نکلتی ہوئی بولی۔

”میری اور میں کیسی ہیں؟“

”بجلیاں ہیں جو ایک بادل سے نکلتی ہیں اور دوسرے میں چھپتی ہیں۔“

وہ ہنستی ہوئی قیوں کرتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر بولی ”میں جانتا ہوں کہ تمہیں کر دوں تو کیا دوں گے؟“

”میں قدرت کا اس سے بھی بیش بہا عطیہ پیش کر لوں گا جسے محبت کہتے ہیں۔“

”صرف محبت؟“

”وفا بھی۔“

”نہیں، منظور نہیں۔ میں خود کو تمہارے سہو کر رہی ہوں۔ تم خود کو سر سے پاؤں تک میرے حوالے کر دو یا اس لیے سے لولو تو میری زبان سے دیکھو تو میری آنکھوں سے سوچو تو میرے دماغ سے جیو تو میرے اشاروں پر۔“

وہ اسے سجدگی سے دیکھ رہا تھا۔ دل دھڑک دھڑک کر عمل پر لگا تھا کہ اسے حاصل کر لے لیکن وہ خود برسر کرتے ہوئے بولا ”تمہاری بات کا جواب برنارڈ ڈیسری کے پارٹنر ٹ میں دوں گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی ”مجھے نادان سمجھتے ہو۔ پہلے مطلب نکالنا چاہتے ہو اور یہاں سے مل کر اس پارٹنر ٹ میں جواب دو گے۔ آخر کیوں؟“

”میں دہیں مل کر بتاؤں گا۔“

”جب تک تمہیں بتاؤنگے تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔“

اس کا خیال تھا وہ دیوانہ وار آنے کا اور اس کی خوشامد کرنے کا لیکن وہ پتھر کے جیسے کی طرح جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

وہ کن آنکھیں سے دیکھنے لگی۔ اسے غصہ آ رہا تھا غلام باقی پر نہیں اپنے آپ پر آ رہا تھا۔ کیوں اس کی دیوانی ہو گئی ہے کیوں اسے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ابھی اس کا دل دھڑک دھڑک کر اس سماہ نام خوب کو بکار رہا ہے۔ گزربان سے کہ نہیں سکتی تھی۔

اپنا انا اور خودداری کو نہیں سمجھتی تھی۔

اس کا دماغ اور زیادہ غصے سے کھولنے لگا۔ کج بخت نے اتنا ہی نہیں کیا تھا۔ ”میری جان، لگ جاؤ مجھے سے سمیٹو تاکر لو۔“

یہ مردانہ جہ اندر ترپتے ہیں مگر بولتے نہیں ہیں۔ بولنے سے

ان کی مردانگی کو پیش پیش ہوتی ہے۔

وہ جھجلا کر مٹھیاں جھینکتی ہوتی بولی "کیا تم مرد ہو؟" میرا خیال ہے مرد اسے کہتے ہیں کہ آنکھیوں سے شباب سے کہتے اور وہ چٹان کی طرح اپنی جگہ سے نہل سکے؟ وہ باؤں جھینکتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "میں تمھارا منہ تو بچ لوں گی؟"

اس نے لائے لائے ناخن اس کے چہرے کی طرف بڑھائے اس نے دونوں ہاتھ بڑھ لیے وہ خود کو چھڑانے کی تہذیب نہ کرنے لگی۔ غلام باقی نے اس کی دونوں گلزاروں طرف بائیں ہاتھ سے پکڑی نہیں پھیرا وہیں ہاتھ سے اس کے گالی پر ایک گلا پڑا سید کر دیا۔ وہ لڑکھڑا کر ہنسنے لگی۔ ایک دم سے سکتے میں آگئی۔ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ جو غلام تھا اور اسے مالک کہتا تھا وہ تجھ پر مار دے گا۔ وہ کہہ رہا تھا "یہ میرے قبیلے کی رہا ہے جو عورت قابو نہیں آتی اسے لات اور جوتوں سے سیدھا کیا جاتا ہے۔ ابھی تو میں نے ایک ہاتھ جھما کیا ہے۔"

وہ آگے بڑھنے لگا۔ یہ سہم کر پیچھے ہٹنے لگی۔ پھر ایک ہاتھ ہی غلام باقی نے اسے پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ کے گھٹنے میں اس کے بڑوں کو بکھڑا لیا۔ وہ خود کو جھپٹا اٹھا جتنی بھی گڑبگڑا کر رہ جاتی تھی۔ تب اسے محسوس ہوا وہ بھی مارتا ہے اس کے منہ و شباب کی ترنا کرنے والے بیگ مالٹے تھے مگر جو جن دار ہوتا ہے وہ مانگتا نہیں بچیں دیتا ہے۔

لیکن وہ جھینپتے جھینپتے رہ گیا۔ اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھا کر بستر کے اوپر بیک دیا پھر کہا "بب جاؤ؟" وہ سحر زدہ سی ہوئی تھی کسی اور میں دنیا میں پہنچ گئی تھی۔ جب اس نے چلنے کے لیے کہا تو مسلم ٹوٹ گیا۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولی "کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں تمھاری زبان سے بول نہیں سکتا تمھاری آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا، تمھارے دماغ سے سوچ نہیں سکتا اور تمھارے اشاروں پر چل نہیں سکتا لہذا ہمارے راستے الگ ہیں؟"

اب اسے غصہ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسے ہر حال میں جیت لینا چاہتی تھی۔ اس نے التجا آمیز لہجے میں کہا "پتھر میرے پاس آجاؤ۔ میں سمجھتی ہوں۔ تمھاری مجبور بن کر رہ سکتی ہوں۔ مالک میں کر نہیں رہ سکتی؟"

غلام باقی نے کہا "مجھت کرنے والے ایک دوسرے کی بات ملتے ہیں کیا تم میری ایک بات مانو گی؟"

"تم ہمارے بائیں منوا لو مگر میرے پاس آؤ؟"

"میں نے پہلے وہ کہہ کر وہ"

"ہاں ناؤں کی جلدی بولو؟"

"مگر جو دائری شاد پر کے ترخانے سے چڑا کر لائی تھی میرے حوالے کر دو؟"

"تم کیا کرو گے؟" پھر وہ جھجلا کر بولی "دائری کی ایسے تیسری میں کوئی سوال نہیں کروں گی تم سے دونوں کی؟"

"مجھے ابھی چاہیے؟"

"کیا تمھارا دماغ بیل گیا ہے۔ کیا یہی تمھاری عیبت ہے؟" "بزنار ڈسٹری سے رابطہ قائم کرو اس سے سو کو کرو؟" "دائری لے کر سبج جاتے؟"

وہ جھجلا کر تھکی تھکی گمخیزاہ دور ہفتہ دکھا بھی نہیں سکتی تھی مجبور تھی نکالوں کے سامنے کلاباز تھا جس سے گولا کر جانے لگی چاہتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ برنار ڈسٹری سے "میرے بیڈروم میں جو آئی ہے اس کے اندر ایک سیاہ جلد دائری ہے اسے اسی ہونٹوں میں لے آؤ جہاں میں تمھارے ما کار میں آئی تھی؟"

"میں ابھی لے کر آتا ہوں؟"

"یاد رکھو؟" وہ دائری بہت اہم ہے۔ میں چپ ہار تمھارے دماغ میں موجود رہوں گی۔ حصو کا دینے کی کوشش نہ کرے تو جان سے جاؤ گے؟"

"سورینا نام جانتی ہو؟" "دائری کی کانیں، تمھارا دل اور جہاں اچھی لارا ہوں؟"

سورینا نے آنکھیں کھول کر کالے پیاز کو دیکھا پھر کہا "وہ دائری لے کر رہا ہے؟"

مجھے کئی بار شاد پر کے دماغ میں جانے کا موقع ملا اب اسے لکھ گیا تھا۔ میں آئندہ بھی آ جا تا رہ سکتا تھا لیکن اس پر تیزی میں کہنے کا سانس بڑھتا تھا۔ جب سے دماغ میں جگہ ملی تھی اس پر عمل کرنے تھا۔ ایک طرف غلام باقی نورین سے دائری حاصل کرنے کے بڑھنے والا تھا اور میں اسے سن کر ٹوٹ گئے۔ والا تھا پھر اس دائری کو دینا مناسب ہوتا۔

دوسری طرف پوری شکار گونجنے والی تھی میں نیویارک سے اس کے پاس پہنچنا چاہتا تھا اسی دوران فرانسیسی سفارت خانے کی فدریلے وال کے ایک استاد دولت مند فرنانڈو سے دوستی ہو گئی تھی اس نے کہا تمھاری نیویارک میں انتظار کرو۔ وہ ہنسنا کی باتیں کر رہا ہے۔

میں دودھ مہ سلی کا پتھر ہمیشہ اپنی تحویل میں رکھنا چاہتا تھا

اس نے کہا "دو کیا اور جنوں، سہی کا شہنشاہ ہم کو دے گا۔ اسے مجھ سے ملنے کی بڑی تمنا تھی۔ میں نے نہ دیا تھا "مسٹر فرنانڈو میرے ہوئے پونچ کر ڈسٹرب نہ کرو۔ میں ضروری خیال خوانی میں مصروف ہوں۔ جیسے ہی فرصت ملے گی خود تمھارے پاس دوں گا" میں جھلا آؤں گا۔ وہ جیسے ہی بعض نیویارک پہنچنے میں ایک گھنٹا کے فاصلے پر تھا اور ایک گھنٹے سے پہلے مجھے فرصت مل جائے؟"

بہرام گنگولی کے آگے لگا شاد پر کو مٹھی میں چھین پار کرنے کے بعد اٹھا والے آئے تھے۔ وہاں لیکن اسٹوٹس سے تقریباً بیس کے فاصلے پر ایک ہسپتال تھی جہاں زیادہ تر میکسیکو کے لوگ آ رہے تھے۔ شاد پر کو لے جانے والے بھی میکسیکو سے تعلق رکھتے تھے جب سے وہ بیمار بن گیا تھا اسے باقاعدہ علاج کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ بہرام گنگولی اسے لے لیے جھا کا پھر رہا تھا۔ اب اس کے آگے کا راستہ چھوٹی سی بستی میں لے آئے تھے اس وقت بھی اسے ہلکا سا بخار تھا۔ ایک بستر پر لٹا دیا گیا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے ان آگے کا روں سے کہا "مجھے دو گھنٹے سونے دو باہر سے دروازہ بند کر دو کوئی مداخلت نہ کرے؟"

وہ لوگ پہلے گئے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ تب میں لے لیا تھی کے ذریعے تھیک تھیک کر مسلاتے لگا۔ جب وہ گری فینڈر میں ڈوب گیا تو اس کے خوابدہ دماغ کو خودی عمل کے ذریعے تسخیر کرنے لگا۔ اسے اپنا معمول بنانے لگا۔ بیماری کے باعث اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا۔ اس کے ارادے کمزور ہو گئے تھے۔ بہرام گنگولی نے اس پر جو توجہ بھی عمل کیا تھا وہ کمزور ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بڑی آسانی سے میرا معمول بن گیا تھا۔

میں نے پہلا سوال کیا "بہرام گنگولی تمہیں کہاں لے جانا چاہتا تھا؟"

وہ سحر زدہ لہجے میں بولا "مجھے معلوم نہیں ہے؟"

"کیا اس نے اپنا آئندہ ہر فرام نہیں بتا تھا؟"

"وہ صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ میں نے اس کے ذریعے اس کے دماغ میں ٹیلی پتھی کی صلاحیتیں بھر دی جاتی ہیں؟"

"میں جانتا ہوں، اس مشین کو استعمال کرنے کا موقع نہیں مل سکا پھر بھی اطمینان کے لیے پوچھ رہا ہوں۔ کیا بہرام گنگولی کی نیرواش پوری ہو گئی ہے؟"

"اس کی یہ خواہش اچھی پوری نہیں ہوئی ہے؟"

"کیا تم نے اسے مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھ کر دیا ہے؟"

"اس نے اپنے خودی عمل کے آخر کی مدت کیا بتائی تھی؟"

"اس کے مطابق ایک ہفتے تک زہرا اثر سے لگتا تھا؟"

"اب میں تمھارا عمل ہوں۔ تم کس کے زیر اثر ہو گے؟"

"تم میرے معاملے میں ہو گے۔ تمھارے عمل بن کر ہوں گا؟"

"میں تمھیں حکم دیتا ہوں۔ تم بہرام گنگولی کی کسی بھی فریڈ کو مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ نہیں بتاؤ گے؟"

"میں بہرام گنگولی کی کسی بھی شخص کو مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ نہیں بتاؤں گا؟"

"بہرام حالت مجبوری بتانا چاہے تو طریقہ کار میں کچھ ترمیمیں چھوڑ دو گے؟"

اس نے وعدہ کیا مجبوری کی حالت میں وہ کچھ ترمیمیں چھوڑے گا میں نے سوال کیا "تمھارے علاوہ مشین آپریٹ کرنا اور کون جانتا ہے؟"

"سورینا جانتی ہے اور میرا بھائی آرمر؟"

میں آرمر کا نام سن کر چونک گیا۔ اسے الکل کی جھلادیا تھا۔ مشین کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں نہیں آئی تھی کہ آرمر بھی آپریٹ کرنا جانتا ہو گا۔ میں نے کہا "تم اپنی بہنوں اور بھائیوں سے بظاہر ہر دل و جان سے محبت کرتے رہے لیکن انھیں قریب دیتے رہے۔ ان سے یہ بات چھپائی کہ تمھارے پاس مشین مکمل صورت میں موجود ہے۔ دروازہ اور لار پر کے پاس جو دو جھتے تھے کیا وہ اصلی تھے؟"

"ہاں، انھیں میں اپنی مشین کا فاضل حصہ سمجھتا تھا۔ تمھارے سوچ کر ان کے حوالے کر دیا تھا کہ یہ مشین کوئی نرالی پیدا ہوگی تو وہ جھتے ان سے حاصل کر لوں گا۔ میں نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان میں سے کسی کے پاس مشین اپنی مکمل صورت میں نہ ہو؟"

"تم نے بہنوں اور بھائیوں سے اور کیا بات چھپائی؟"

"میں نے ایک دوسرے سے تمام باتیں چھپائیں۔ شدا روزانہ کے بیڈروم سے مشین کا وہ حصہ چھپا کر لے گیا اور اسے خیر نہ ہونے دی۔ میں نے اپنے ایک آگے کے ذریعے روزانہ کی گردن کٹوائی اور اسے اس قبر میں پھینکا دیا جہاں ہار پنے اپنا حصہ چھپا کر رکھا تھا؟"

"روزانہ کا حصہ ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ہار پر رکھا تھا کمال ہے؟"

"وہ بھی میری شکار گولی خفیہ رہائش گاہ کے ترخانے میں تھا۔ بہرام گنگولی اسے جلدی میں چھوڑ آ رہا ہے۔ میں نے بھی زیادہ اہمیت نہیں دی کیوں کہ وہ ایک فاضل حصہ تھا؟"

مجھے کھینے کا موقع نہیں ملا؟"

”مہ نے اپنی بہنوں اور بھائیوں کو اور کیا دھوکے دیے؟“
 ”میں نے اپنے بھائی کو اور دھوکے میں رکھا ہے اسے
 یہ نہیں بتایا کہ روزانہ کی گردن میں نے کھانا ڈار پر کوم نے شرب
 پلا پلا کر مار ڈالا اور جو...“
 وہ کہتے کہتے لگ گیا کہ کیا بات پوری کر تو تم نے
 جو بچے کے ساتھ کیا دھوکا کیا ہے؟“
 وہ بچوں سے بچکانہ ذہن رکھتی تھی۔ میں چاہتا تو لانا غار
 مشین کے ذریعے کسی ذہین ترین صورت کی ذرات اس کے دماغ
 میں منتقل کر سکتا تھا لیکن مہائی ڈار کی تسی کے لیے اسے شلی مہتی
 کی صلاحیتیں دین اور اس بات کو دوسرے وقت کے لیے
 مثال دیا کہ جو کونہیں ذہین بنایا جائے گا پھر میں نے اس کا
 موقع آنے نہیں دیا۔“
 میں نے کہا میں ہم دیتا ہوں تم ایک ہفتے تک میرے
 توی عمل کے زیر اثر رہو گے۔ اگر ہر ماہ ملے تو تم پر عمل کرنا چاہیے
 تو تم اپنا ہر معمول بن جاؤ گے لیکن اس کے عمل کا اثر نہیں لو گے۔“
 اس نے وعدہ کیا کہ میرے حکم کی تعمیل کرے گا۔ میں نے
 کہا ”دو گھنٹے کے لیے آرام سے سو جاؤ۔ بیدار ہونے کے بعد اس
 توی عمل کو قبول جاؤ گے۔“
 اس نے وعدہ کیا ”میں دو گھنٹے تک سوتا رہوں گا بیدار
 ہونے کے بعد توی عمل کو قبول جاؤں گا۔“
 پھر میں نے اسے سوونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے ایک
 آگے کار کے دماغ میں آکر کہا ”میں شارپر بول رہا ہوں مجھے
 گری فینڈ آرہی ہے۔ میں دو گھنٹے تک سوتا رہوں گا۔ شک
 دو گھنٹے بعد یہاں کے کسی تجربے کا رد ڈاکٹر کو لے آنا یہ افاقہ
 علاج ہونا چاہیے۔“
 اب میں دماغی طور پر حاضر ہونا چاہتا تھا۔ لنگ فرنا ڈو
 میرا انتظار کر رہا ہو گا لیکن اسی وقت ٹرانسپیر پر اشارہ معمول
 ہوا۔ اس آگے کار نے ٹرانسپیر کو آپریٹ کیا تو دوسری طرف
 سے ہر ماہ مل گئی کہ آواز سنانی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا ”کیا شارپر
 کوخیریت سے پہنچا گیا ہے؟“
 ”ییس سر، مگر وہ بدستور بیمار ہیں۔“
 ”فورا کسی اچھے ڈاکٹر کو بلا کر علاج کرواؤ۔“
 ”اچھی وہ ہے جسے دماغ میں بول رہا تھا۔ دو گھنٹے تک سوتا
 رہے گا اس کے بعد ڈاکٹر کو بلا کر علاج کروا جائے۔“
 ”کیا اچھی شارپر تھا جسے دماغ میں موجود ہے، کیا میری
 آواز سن رہا ہے؟“
 میں نے شارپر کے لب و لہجے میں اس آگے کار کے

ذریعے کہا ”ہاں، میں شارپر بول رہا ہوں بہت کمزوری ہو
 کر رہا ہوں۔ خیال بخانی کرنے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ
 بڑی مشکل سے باتیں کر رہا ہوں۔ مجھے دو گھنٹے کے لیے
 جانے دو۔ اس کے بعد کسی ڈاکٹر سے کنسلٹ کروں گا۔“
 وہ جھٹلا کر بولا ”تمہاری بیماری مجھے نقصان پہنچا
 ہے کم از کم مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ تو کھنڈو۔“
 ”میں انھیں کھول نہیں سکتا۔ خیال بخانی کی پرواز نہیں
 سکتا۔ تکلیف محسوس کر رہا ہوں اور تم اپنے مطلب کی بات کر
 ہو گیا تمہیں میری تکلیف کا فائدہ احساس نہیں ہے۔“
 ”اچھا اچھا، زیادہ مدت بولو، دو گھنٹے لے جاؤ گے کہ ڈاکٹر
 سے کنسلٹ کرنا۔ دو اسیں کھلتے ہی طریقہ کار کھنڈ دیتا۔“
 ”ضرور کھوں گا۔ اب میں سو رہا ہوں۔ زیادہ خیال خوا
 نہیں کر سکتا۔“
 میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ ٹرانسپیر سے ہر ماہ مل گئی
 کا رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم
 کر سکتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے اور ابھی کہاں چھپا ہوا ہے۔ یہ
 دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہوش کے کمرے سے نکل کر نیچے وینگ
 میں آیا تو لنگ فرنا ڈو ایک موٹے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مجھے
 پہچان نہیں سکتا تھا۔ میں اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ وہ بہت
 ریڑر رہنے والا شخص تھا۔ کسی بھی اجنبی کے ساتھ بیٹھا اسے
 نہیں کرنا تھا۔ اس نے غور کر دیکھا۔ میں نے ذریعہ کارڈازول
 انڈاز میں کہا ”خوب صورت لڑکیاں ہیں گیسے تو دکھاؤ۔“
 اس نے مجھے حقارت سے دیکھا پھر کہا ”تم جیسے لوگ
 بڑے بڑے ہوٹلوں میں آجاتے ہیں اور جانا وقت برباد کرتے
 ہیں۔ مجھے لڑکیوں کے دلالوں سے سخت نفرت ہے۔“
 میں نے پوچھا کیا دوستانہ انداز میں خوب صورت لڑکیا
 پیش کرنا دلائی ہے؟“
 وہ غصے سے بولا ”کیا دلائی نہیں ہے؟“
 ”تو پھر تم اپنے سبکی کا پٹر میں خوب صورت لڑکیاں کیوں
 لاتے ہو؟“
 ”میں کروہ چونک گیا مجھے حیرانی سے متکے لگا میں نے
 کہا تم اپنے ایک نئے دوست کو خوش کرنے اور اس سے دوستی
 کرنے کے لیے لڑکیاں پیش کرنے والے ہو۔“
 وہ جھینپ کر بولا ”تم کون ہو؟“
 ”پہلے اس بات کا اعتراف کرو کہ دوستانہ انداز میں
 لڑکیاں پیش کرنا دلائی نہیں ہے۔“
 وہ پریشان ہو کر بولا ”جنیو اعتراف کرتا ہوں اب بولو

”کون ہو؟“
 ”میں تمہارا دوسرا دوست ہوں جس کا انتظار کر رہے ہوں۔“
 وہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ میں بھی اٹھی مگر سے
 اچھے بھر دوڑوں باز بھیلاد دیے۔ وہ مجھ سے لگ کر بولا۔
 ”فرار! تم نے مجھے جکڑا کر رکھا تھا۔“
 ”کیا میں نے تمہیں غلط سبق دیا ہے؟“
 ”نہیں یار! سچ کہہ رہے تھے۔ لڑکیاں خواہ پیشہ وارانہ انداز
 میں پیش کی جائیں یا دوست نہ انداز میں، وہ ایک طرح کی دلائی
 ہوتی ہے۔“
 پھر وہ مجھ سے الگ ہو کر بولا ”یاز تم تو خاصے حسن پرست
 ہو۔ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟“
 میں نے ہنستے ہوئے پوچھا ”یہی سوچ کر تم نے میرے
 لیے دو حسین ترین لڑکیوں کا انتخاب کیا ہے۔ بہتر ہوتا یہی
 تم میری ہر شے پھرتے لیتے یا میرے کسی قریبی جاننے والے
 سے معلومات حاصل کر لیتے۔“
 ”آخر بات کیلئے؟“
 ”میں اس انداز میں بیٹی کی کے ساتھ وقت نہیں گزارتا نہ
 بازار سے لڑکیاں خریدتا ہوں نہ انھیں کسی کے ذریعے تحفے کے
 طور پر قبول کرتا ہوں۔“
 اس نے بڑی بے تکلفی سے میرے سینے پر ایک ہاتھ
 مانتے ہوئے کہا ”تمہارے کارڈ کارڈ پر پلو مجھے بتائیں ہے
 ایک قوم شرب نہیں پیتے۔ دوسرے لڑکیوں کے متعلق یہ
 پانڈی کا نمبر کر دی یا رائیسے قرہ آئے گا۔ ہم کیسے ننگین لہرات
 گناریں گے؟“
 ”فرنا ڈو! اس حسین لڑکیاں نہ ہوں۔ ایک وقت جن
 حرف ایک چاہنے والی مجبور ہو تو اس کے ساتھ کتنے حین لہرات
 گنستے ہیں۔“
 ”کیا ایسی کوئی ہے؟“
 ”ہے، اسی لیے تو میں دوسری لڑکیوں کے لیے تو بہر کر
 رہا ہوں۔ حقل کے لیے مجھے معاف کرو۔ ہم دوسرے موضوع پر
 گفتگو کروں گے۔“
 ”تمہارا دوسرا موضوع میں جانتا ہوں۔ تم سبکی کا پٹر کے
 لیے پوچھو گے۔ میں نے دو وعدہ کا انتظار کر دیا ہے۔ اور ضرورت
 ہو تو بولو۔“
 ”دو ہی کافی ہیں۔“
 اس نے بڑا سناٹا بنا کر پوچھا ”ہمارا وقت کیسے گزرتا ہے؟“
 ”مجھے تمہاری پریشانی دور کر کے خوشی ہوگی۔“

”ہاں، میرے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا وہ ڈائریکٹر رابرٹ بھی اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ اس نے فون پر بس ایک ہی بات کہہ دی ہے کہ میں جلد سے جلد انجیل سے شادی کا اعلان کروں ورنہ بات بگڑ جائے گی“

ہم فلائنگ کلب پہنچ گئے۔ وہاں وہ دو حسین لڑکیاں تھیں جنہیں فرنا نڈو نے میرے لیے منتخب کیا تھا۔ بلاشبہ وہ بہت ہی حسین اور پُرکشش تھیں، میں نے کہا ”انہیں رخصت کر دو، ہم یہی کامیٹر میں ذاتی قسم کی گفتگو کریں گے میرے کو سننا نہیں چاہیے“

اس نے اپنے بریف کیس سے نوٹوں کی دو گزریاں نکالیں۔ دو نوٹ لڑکیوں کو ایک ایک گزری دے کر کہا ”تھاری ضرورت نہیں ہے، جا سکتی ہو“

ہم یہی کامیٹر میں آکر بیٹھ گئے۔ فرنا نڈو نے اسے اشارت کرتے ہوئے زمیں سے نڈک کیا۔ پھر فضا میں ایسی خاصی ہندی پر پہنچ کر بولا ”یا تم سب کچھ جانتے ہو لیکن اس کا کوئی حل بتاؤ۔ میں انجیلا اور اس کے باپ کے حال سے نکلنا چاہتا ہوں“

”حال میں تم خود چھپنے ہو، تمہارے لیے حسین ترین عورتوں کی کی نہیں تھی۔ انہیں انجیلا پر باہر رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”بس کیا تاؤں، حماقت ہی سمجھو۔ ویسے عورت بیوہ بننے کے بعد کچھ زیادہ ہی حسین اور پرکشش ہو جاتی ہے، کم قیمت نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا تھا یا پھر شراب کا نشہ تھا جو اس کی طرف لے گیا تھا، بہر حال جو کچھ بھی ہوا بڑا ہوا اب بھلا کیسے ہوگا؟“

میں مسکرتے لگا کر فرنا نڈو کی اس روداد کا تعلق نظا ہر میری داستان سے نہیں تھا لیکن کچھ نہ کچھ تھا۔ میں اس کے کام آکر ہی امریکا جیسے ملک میں زیادہ سے زیادہ سوتلیں حاصل کر سکتا تھا، جب کہ ماسک میں سے اب محدود تعلقات رہ گئے تھے۔ میں اپنے بہت سے رازوں میں ریڈ پاور والوں کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے کنگ فرنا نڈو میرے لیے بہت اہم ہو گیا تھا۔

اس نے کئی آنکھوں سے دیکھا، پھر کہا ”میری حالت پر مسکرا ہے ہو کوئی جواب کیوں نہیں دیتے؟“

”اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ تمہاری پریشانیوں پہلے ہی دور کر چکا ہوں“

وہ ایک دم سے خوش ہو کر بولا ”کیا سچ کہہ رہے ہو؟“
 ”جب مجھے دوست کہلے تو دوستی پر شبہ کبھی نہ کرتا“
 ”آئی ایم سووری، مجھے تمہیں معاف کرنا میں خوشی میں

مبھول گیا تھا کہ کس سے بات کر رہا ہوں مجھے بتاؤ، تمہارے ہے، تم نے کس طرح میری پریشانی دور کر دی ہے، کیا مجھے اور اس کے باپ سے نجات مل جائے گی؟“

یہی کامیٹر تک ایک ڈنگ لگانے لگا۔ ذرا نیچے کی طرف جاملے لگا۔ اس نے بڑی مہارت سے اسے سنبھال لیا، میں سا پوچھا ”کیا یہ ہو گیا تھا؟“

”میں خوشی سے کانپنے لگا تھا۔ یہی کامیٹر بھی کانپنے لگا مجھے فوراً بتاؤ کیسے نجات ملے گی، اگر قسطوں میں خوشخبری سننا رہو گے تو مارے خوشی کے یہی کامیٹر نیچے گر پڑے گا“

”کیا یہ تمہارے ساتھ نبی کی سزا ہوئی؟“
 ”مجھے میرا دل الٹ پلٹ رہا ہے، جلدی بتاؤ لگایا کرو گے تم کیسے نجات دلاؤ گے؟“

”پہلے تم انجیلا اور اس کے باپ کے متعلق اصل بات سوجھو، تم نہیں جانتے لیکن سننے سے پہلے ایک شرط ہے“
 ”ادہ، تم بہت زیادہ سبسپس پیدا کر رہے ہو، جو کئی نکلنا ہر شرط ماننے کو تیار ہوں، بولو، کیا بات ہے؟“

”میں جتنی خوشخبری سنا تا جاؤں، اس کے جواب میں یہی کہہ دوں گا، یہی نہیں ڈنگ لگانا چاہیے، تم مجھے خبریت شکر کا گویا بنائے اگر خود کو اس قابل نہیں سمجھتے ہو تو جگہ بدل لو، میں اس کی پرمٹ جاری رکھوں گا“

”نہیں یا ربا میں سنبھال کر چلاؤں گا۔ تم بتاؤ، اصل باز کیا ہے؟“

”یہ ہے کہ انجیلا اور اس کا باپ دونوں تم سے فرار ڈر رہے ہیں، وہ تمہارے بچے کی ماں نہیں بن سکتی“

”کیا؟“ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا، میں نے کہا ”یہ سب کے دیکھو، یہی کامیٹر کو سنبھالو“

اس نے کہا ”میں خود اسے لے کر لیڈی ڈاکٹر کے پاس گیا تھا، وہ ڈاکٹر میری بیسوں کی شٹا سنا ہے۔ مجھے تھوڑے نہیں بول سکتی“

”تو پھر میں جھوٹ بول رہا ہوں؟“
 ”مجھے نہیں کان بچڑتا ہوں۔ تمہیں جھوٹا کیسے کہ سکتا ہے تم تو انڈر گیس کر صحیح بات معلوم کر لیتے ہو“

”صحیح بات سہنے انجیل نے اس لیڈی ڈاکٹر کو سنا ہوا ڈال رہے ہیں۔ اس نے ایک دن میں اتنی رقم کبھی نہیں کمانی ہوگی، پھر بھلا انجیلا کے حق میں کیسے پورٹ نہ دیتی؟“

”اب سارا کھیل میری سمجھ میں آ گیا۔ انجیلا جھوٹ موٹ میرے بچے کی ماں بننے کا دعویٰ کر رہی ہے، اس کا باپ بے

دھمکیاں دے رہا ہے کہ اس کی عزت نہیں رکھی جائے گی اس کی بیٹی سے شادی نہیں کی جائے گی تو وہ میرے بڑے بڑے کے اہم راز فاش کر دے گا۔
 وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا سوچنے لگا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟

”میں اس رات کو عورت سے کبھی شادی نہیں کروں گا لیکن اس کا باپ میرے کاروبار میں راز داس ہے، وہ اپنی دھمکی پر قائم رہے گا۔ اس کا بھی کچھ نقصان ہو گا لیکن اس سے کئی گنا زیادہ نقصان میرا ہو گا اور وہ مجھے ضرور نقصان پہنچائے گا۔“
 ”میں کہہ چکا ہوں، دو گھنٹے بعد تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔ وہ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

اس نے حیرانی سے پوچھا ”کیا تم اسے ختم کر دو گے؟“
 ”میں غواہ غواہ کیوں اس کی زندگی سے کھیلوں۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کے بعد بھی کچھ حقائق ہیں جنہیں تم نہیں جانتے“

”میرے دوست! میری جان! جلدی جلدی بتاؤ تم نے تو میری زندگی میں آتے ہی دشمنوں کا پانسلا پٹ دیا۔“
 ”قتلہ یوں ہے کہ جب تم انجیل سے شادی کر لیتے تو وہ شادی کے دو برسے یا تیس برسے دن زینے کے اوپر سے جان بوجھ کر گرتی تم اسے پھر لٹی ری ڈاکٹر کے پاس لے جاتے اور وہ رپورٹ دیتی کہ بچہ مرنے ہو چکا ہے۔“

وہ دانت پس کر بولا ”معلوم ہوتا ہے تمہاری ان باب بیٹی پر اسے کرم ہو گئی ہے۔“

”اور اس کے شو۔ انجیل کے باپ نے تمہارے لیے ایک ایسی دوا رکھ چھوڑی ہے جو دمخ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ انجیل تمہاری ناخوشی میں وہ دوا اگلی رات ہی اور تم رفته رفتہ دفعتی مریض بنتے جاتے۔ پھر کاروبار بند کرنے کے قابل نہ رہتے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں یہ فیصلہ ہوتا کہ تمہاری جگہ انجیل کو بٹھایا جائے۔ وہ تمہارا کاروبار سنبھالے گا۔ اس طرح سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری دولت اور جان نڈا کا کیا حشر ہونے والا تھا۔“
 ”اوہ گاڈ! فریڈم تم میرے لیے فرشتے بن کر آئے ہو، اب جلدی سے بتاؤ مجھے اس طرح نجات ملے گی؟“

”ابھی بتانا ہوں۔“
 یہ کہہ کر میں نے آنکھیں بند کیں اور انجیل کے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ کھانے سے پہلے پیٹے میں مصروف تھا اور اسی قسم کی پلاننگ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کے سلسلے میں بے یو پر غور کر رہا تھا۔ میں نے آنکھیں کھول کر پوچھا ”فریڈم؟“

انجیل کا باپ کھانے سے پہلے بہت کم پیتا ہے۔ کھانے بعد دس بجے سے پینا شروع کرتا ہے پھر رات کے دو بجے پینا رہتا ہے۔ اس کے بعد سو جاتا ہے لیکن آج تو وہ کچھ زبردستی پی رہا ہے۔“

”تمہیں میری بات کا جواب دینا چاہیے تم اس کے کی بات کر رہے ہو۔ مجھے کبھی کسی وہ اصول کے خلاف بھی سپینہ لگتا ہے۔“

”میں ابھی آ کر بات کرتا ہوں۔“
 میں پھر اس کے پاس ہی گیا۔ اسے وہاں سے اٹھنا الماری کی طرف لے گیا۔ الماری کے ایک خانے میں وہ دو رکاب ہوئی تھی جو فریڈم کا ڈو دماغی مریض بنانے کے لیے لگائی گئی تھی اس نے وہ دو اٹھائی حلال کر وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ یہ دو رکابوں اٹھارہ ہے لیکن وہ میرا تالے فرمان تھا جو میرے کتا تھا وہ کرتا تھا۔ وہ واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ اب جام میں شراب تھی اس میں شیشی کی دوا انڈیل رہا تھا ساتھ پریشان ہونا جا رہا تھا کہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟

جب میں نے وہ جام اس کے ہاتھ میں دیا اور اسے پینے پر مجبور کیا تو وہ نہیں نہیں کہ انداز میں سہلانے لگا لیکن اس کے ہاتھ سے جام کچھوٹے نہیں دیا اس کے ہونٹوں لگا دیا پھر اس میں جو کچھ تھا وہ اس کے منہ میں اترا جلا گیا۔

پینے کے بعد وہ کھرا کھتا جاتا تھا۔ شیشی فون کے باہر جانا چاہتا تھا۔ طبی امداد حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کے ہاتھ سے دوسرا جام بنا لیا اس میں بھی تھوڑی سی دوا انڈیل اور اسے پینے پر مجبور کیا۔ اس کے ہاتھ سے تیسرا جام بنانے کا ارادہ تھا لیکن میں نے تمہیں اس کا دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے کنٹرول میں رکھوں۔ جو دوا تھوڑی تھوڑی کر کے وہ چہارے میں فریڈم کے حلق سے اتارنا چاہتا تھا اس کی آہ سے زیادہ شیشی میں نے ایک ہی سینٹ میں خالی کرادی تھی۔ ظاہر ہے جلدی جلدی بیٹھتا ہوا تھا اور وہ ظاہر ہونے لگا۔ اس کے ہاتھ سے جام چھوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے کی کوشش کی مگر سانس والی میز پر اوندھے منہ گر پڑا۔ میں نے آنکھیں کھول دیں پھر فریڈم نے کہا ”میں تمہیں دو گھنٹے بعد جان دلانا چاہتا تھا لیکن ابھی نجات مل گئی ہے۔“

”تم پھر تیسریں میں مبتلا کر رہے ہو؟“
 ”اس نے تمہیں دو مٹی مریض بنانے کے لیے جو دوا رکھی تھی وہ میں نے اسے زبردستی پلا دی ہے۔ اب اس کا دماغ الٹ گیا ہے۔ وہ کاروبار کرنے اور بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بیٹھ

کے قابل نہیں رہا۔“
 فریڈم خوشی سے چیخ کر دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا کر لگے گنا جاتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے پھر ایک نئی سینٹ پر چھڑا دیا۔ اس کے دماغ کو ذرا آنا دیا۔ معلوم ہوتا ہے آج تم مجھے مار کر ہی رہو گے۔ خدا کے لیے کہیں سبلی کا پڑا تو اب نہ میں تمہارے کام آؤں گا اور نہ ہی کوئی خوشخبری سناؤں گا۔“

وہ شرمندہ سا ہو کر بولا ”یار! مجھے گدھا سمجھ کر معاف کر دو مجھے اتنی ساری خوشیاں دے کر ناراض ہو جاؤ گے تو میں مر جاؤں گا۔“

”اور اتنی ساری خوشیوں کے نتیجے میں سبلی کا پڑنے پڑنے پر توبت اچھلے گا۔“
 ”میں اس لمحے دل و جان سے دعا مانگ رہا ہوں کہ خدا میری زندگی بھی نہیں لے لے۔“

پوچھنے ایک جوں میں کرا رہا کہ اگر الٹا تھا میرا انتظار کر رہی تھی میں نے کہا ”وہ عدد نہ لیا کاپر لگا انتظام ہو چکا ہے۔ میں شک کو پہنچ رہا ہوں۔“
 ”کیا میں ڈراما شری حاصل کرنے بڑا ڈوسلری کے پاؤنٹ میں جاؤں؟“

”اب اس کی ضرورت نہیں رہی اسے غلام باقی نے حاصل کر لیا ہے۔“
 ”میں یور ہو رہی ہوں۔“
 ”دراصل تمہیں ناکامی برداشت کرنے کی عادت نہیں ہے۔“

اس لیے فریڈم کی طور پر جھجھکا ہٹ میں مبتلا ہو کر مجھ سے نکلے اور جوں کے فرائض طور پر جاؤ۔ خوب انجیل نے کرو۔ دوسروں کے ساتھ جھینے لوٹنے میں خود کو گم کر دو۔ انشاد ائمہ تم کل سچ سچ لیا کاپر میں غلامی کر لیں گے اور ہر ام لنگولی تک پہنچ جائیں گے۔“

”شار پک کا کیا بنا؟“
 ”میں نے اسے اپنا معمول بنا لیا ہے۔ وہ ہر ام لنگولی کے طلسم سے نکل چکا ہے۔ میں نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ وہ شیشی آبرٹ کرنے کا صحیح طریقہ نہ بنے اگر بتائے یہ رجبو ہونو لیں غامی چھوڑنے اور وہ ایسا ضرور کہے گا۔“

”اس کا مطلب ہے ہر ام لنگولی جب شار پک سے الٹ ہو گا تو مورینا کی طرف رخ کرے گا کیوں کہ وہ شیشی آبرٹ کرنا چاہتی ہے۔“
 ”وہ یقیناً ایسا کرے گا۔“

”فریڈم! کیا اسے شبہ نہیں ہے کہ تم شار پک کے دماغ میں پہنچ گئے ہوں؟“

”میں نے اس کے آلہ کار کے ذریعے اس سے شار پک گرفتار کر لی۔ ظاہر تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی ہو سکتا ہے، شبہ کر رہا ہو اور ظاہر نہ کرنا ہو۔“

”ایسی حالت میں وہ مورینا کی طرف رخ کر چکا ہو گا خود نہیں آئے گا کیسے اس کے آدمی مورینا کو اغوا کرنے کی کوشش کریں گے۔“

”میں زیادہ فکر نہ نہیں ہوں۔ غلام باقی اس کے پاس ہے۔“
 ”تم مجھے ڈانس فلور پر جا کر دل بہلانے کو کہہ رہے ہو لیکن میرا دل کام میں لگتا ہے۔ یعنی زیادہ مصروف رہتی ہوں اتنی بسے زیادہ خوش رہتی ہوں کیا میں اس کے ابارٹمنٹ کی طرف جاؤں کسی طرح معلوم کروں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ شاید اس ابارٹمنٹ کے آس پاس میں ہر ام لنگولی کے آدمیوں کو شکار کر سکوں۔“

”تم ہمیشہ اپنی کوشش میں رہنا چاہتی ہو یہ ابھی بات ہے۔ ٹھیک ہے جاؤ وہاں پہنچتے ہی میں تمہارے پاس چلا آؤں گا۔“
 لگتے فریڈم ڈار بار بائیں آنکھوں سے میری طرف دیکھتا تھا جب میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اس نے نہ سکتے ہوئے پوچھا ”خیال خانی کر رہے تھے؟“

”میں نے چند کینڈے میں اس کی سوچ بڑھی پھر کہا تو تم جانتے ہو میں انجیل کے باپ کے پاس جاؤں اور معلوم کروں وہ پاگل کا بچہ واقعی پاگل ہوا ہے یا نہیں؟“

وہ سکلانے لگا۔ میں انجیل کے باپ کے پاس پہنچا۔ اس کے دماغ میں بڑا انتشار تھا۔ کوئی سوچ ایک جگہ نہیں بٹھتی تھی وہاں عجیب طرح کی سنسنائٹ تھی۔ کبھی کبھی دل لگتا جیسے ایک ہانڈی میں چھوٹے چھوٹے کنگر بھر کر اسے بلا جا رہا ہو اور بے مٹھی آواز میں پیرا ہو رہی ہوں۔ وہ اپنے ہوش میں نہیں تھا اپنی ذات سے بے گانہ ہو چکا تھا۔ خود کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ اب اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اس کے آس پاس کون لوگ ہیں یہ میں نہیں سمجھ سکتا تھا کیوں کہ اس کے ذہن میں کسی کی آواز بھی نہیں سن سکتا تھا۔ جب دماغ درست نہ ہو تو کالوں میں چٹنے والی آواز میں نہ وہ سمجھ سکتا ہے نہ اس کا دماغ ہمیں سمجھا سکتا ہے۔

”میں نے فریڈم کو اس کا کیفیت بتائی اس نے پوچھا کیا انجیل کے پاس جا کر معلوم کر سکتے ہو؟“

”میں نے ابھی تک انجیل کی آواز نہیں سنی ہے۔ اس کے متعلق جتنے حقائق بتائے ہیں وہ میں نے اس کے باپ کے ذریعے

معلوم کیے ہیں؟

”اگر میں اس سے فون پر بات کروں تو کیا تم اس کے بارے میں پہنچ جاؤ گے؟“

”ہے شک پہنچ جاؤں گا اور اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کر سکوں گا۔“

”تم آدھے گھنٹے میں شکار گاہ کے فلڈنگ کلب پہنچ گئے۔ دوسرا ایلی کا میٹر میرے لیے تیار تھا۔ فرنانڈو مجھے اس ایلی کا پٹر کے اندر لے گیا۔ کتنے لگا: یہ لٹسٹ ماڈل ہے۔ اس میں ہر طرح کی سولٹین میں گی۔ ہر سیٹ کے ساتھ ایک پیرا شوٹ ہے۔ خطے کے وقت بندی سے چھلانگ لگتا ہے تو اس کی بیرونی باڈی بلسٹ پروف ہے، یہ سامنے اسکرین پر ٹارگٹ بنا ہوا ہے۔ اس پاس کے دشمن طیاروں یا ایلی کا پٹروں کو اس ٹارگٹ میں دیکھ کر صحیح نشانے لے سکتے ہیں۔ جو کہ پیرا شوٹ ایلی کا پٹر اور طیاروں کو خطرناک اسلحہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے یہ ایلی کا پٹر ایسی اسلحے سے خالی ہے لیکن بیج سورس سے میرے آوی ہاں جوڑی چھپے آئیں گے، پھر یہاں تین گین میں تین بلسٹ اور ایرو ڈکٹ سے بھر دیں گے۔ ایرو ڈکٹ سے تم کسی بھی ایلی کا پٹر کی پٹروں کی نیکی میں سوراخ کر سکتے ہو۔“

”یہ ٹرانسمیٹر ہے ڈیش بورڈ کے خانے میں ایک کارڈ رکھا ہوا ہے جس میں مجھ سے رابطہ قائم کرنے والی فریکوئنسی لکھی ہوئی ہے، اس خانے میں ایک لاکھ ڈالر نقد رکھے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ یہاں اسپیشل پیمنٹ کارڈز ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کارڈ کسی بینک میں لے جا کر منتہی رقم بھر دینے میں لیا جاسکتا ہے۔ کوئی تم سے یہ سوال نہیں کہے گا کہ یہ کارڈ کھانے پاس کہاں سے آئے؟“

”اس نے ٹیلیفون کارڈ پر دیکھا کہ کیا تم یہاں بیٹھے بیٹھے کہیں بھی ڈال کر سکتے ہو؟“

”اس نے ڈانٹنگ کی پھر ذرا انتظار کرنے کے بعد بولا۔“

”ہیلو انجیل!“

”دوسری طرف سے انجیل کے رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔“ اودہ فرنانڈو راجتھب ہو گیا۔ میرے ڈیڑھی اچانک پاگل ہو گئے ہیں۔“

فرنانڈو نے سسکتا ہوتے حیرانی کا اظہار کیا۔ یہ اچانک کیسے ہو گیا؟

”جانتیں، جہاں وہ بیٹھ کر شرابی رہے تھے وہاں ایک ایسی دماغ لکھی ہوئی تھی جو استعمال کرنے کے بعد دماغ پر اثر ڈالتی ہے، کئی لازموں نے ڈیڑھی کو بڑی مشکل سے

قالب کیا۔ پھر ڈاکٹر نے آکر معائنہ کیا، اب انھیں اسپتال پہنچا دیا ہے۔ میں وہاں جانے والی ہوں۔ کیا تم آ رہے ہو؟“

فرنانڈو نے جواب دینے سے پہلے میری طرف دیکھا اور نے سوچ کے ذہن لگا دیا۔ آج اس سے آخری ملاقات کرو اور جو وصول کر سکتے ہو، سو وصول کر لو۔“

”دوسری طرف سے انجیل نے پوچھا: تم خاموش کیوں گئے، کیا کہہ رہے ہو؟“

”ہاں، آج دل چاہتا ہے تمھارے ساتھ ساتھ ساتھ گزارا لیکن تمھارے گھر میں ٹرینڈی جو گئی ہے، لٹڈ میں نہیں آؤں، خواجوا موڈ خراب ہو گا۔“

”تم بہت خود غرض ہو، کیا میرے دکھ درد میں شریک نہیں ہو گے؟“

”شریک تو ہو جاؤں گا لیکن تمھارے پاس آکر دل قابو میں نہیں رہے گا۔“

”پہلے آؤ میں تمھیں بورنیں ہونے دوں گی۔“

”اچھا بات ہے، میں پہنچ رہا ہوں۔“

اس نے لیسور رکھ کر کہا: تمھارے کہنے سے میں نے اس کے پاس جانے کا وعدہ کر لیا لیکن تمھیں چھوڑ کر کیسے جاؤں گا؟“

”میں کہیں جھاگنا نہیں جا رہا ہوں، پھر ملاقات ہوگی ابھی ڈسٹرب نہ کرو میں ضروری معلومات حاصل کر رہا ہوں۔“

میں انجیل کے پاس پہنچ گیا، وہ منٹ کے بعد واپس آگ بولا: فرنانڈو! تم بہت ڈہین برس میں ہو لیکن عورت کے معاملے میں گدھے ہو۔“

”یہ تو میں پہلے کہ چکا ہوں، جو غلطی ہو گدھا سمجھ کر معاف کرو، آخر بات کیا ہے؟“

”تم انجیل کی باتوں میں آکر اس کے باپ پر ادھار اعتماد کرنے لگے تھے۔ اس نے اب تک پانچ کروڑ ڈالر کا فین کیا ہے اس کا لے ڈھن کو انجیل سے ایسی جگہ چھپا کر رکھا ہے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔“

”کیا تم بھی نہیں؟“

”میں تو پہنچ چکا ہوں۔“

وہ پھر خوشی سے کہتے ہوئے دونوں بازو پھیلا کر مجھ پر آ کر لڑکھا۔ اپنی دانست میں گلے مل رہا تھا۔ میں نے کہا: ہاں میں تمھیں کوئی خوشخبری نہیں سنائوں گا۔“

وہ جلدی سے الگ ہو کر بولا: کیوں، مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟“

”تم لے قابو ہو جاتے ہو۔ یہاں سے خوشی خوشی، سی کا پٹر بن جاؤ گے راستے میں اگر میں نے کوئی اچھی بات سنائی تو جان سے جاؤ گے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بحیرت زمین پر پہنچ چکا ہوں۔“

”میں وہ دیکھ کر تباہ ہوں، اب خود کو قابو میں رکھوں گا۔ کیا بری آئی تھی رقم مجھے واپس مل جائے گی؟“

”تم یہاں سے اپنی رہائش گاہ میں جاؤ گے وہ اپنے ریف کیس میں تمام رقم لے کر خود تمھارے پاس آئے گی اور خانے حوالے کر دے گی۔“

وہ بچوں کی طرح اناٹاں بجا کر ہنستے ہوئے بولا: ”یعنی تم نے نیلی پتی کے ڈنڈے مار مار کر میرے پاس پہنچاؤ گے۔“

”ہاں، وہ اس کے علاوہ ایسے اہم کاغذات بھی لے کر آئے گی جنہیں دیکھ کر تم حیران رہ جاؤ گے، آکر وہ کاغذات اس کے پاس لے جاؤ گے تو تم بھی طرح تباہ ہو جاتے۔“

اس نے میرے بازو کو پکڑ کر پھر بڑھتے ہوئے پوچھا: وہ کاغذات کیسے ہیں؟“

میں نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا، پھر کہا: ”اب میں روزانہ طمانچہ ماروں گا۔ تمہارے ملک میں گدھے کو ڈنڈے مارے جاتے ہیں، میں ملاپے پر اکتا کر لوں گا۔“

”یار! تم مجھے جوتے مار لو مگر تباہ وہ کاغذات کیا ہیں؟“

”ابھی نہیں بتاؤں گا، یہاں سے چلے جاؤ ورنہ خوشی کے مالے کسی حادثے کا شکار ہو جاؤ گے۔“

وہ میرے ساتھ فلڈنگ کلب کے دفتر میں آیا، وہاں اس ایلی کا پٹر کو عارضی طور پر میرے نام کیا، کاغذی کارروائی ہوئی، اس کے بعد ہم باہر آئے، اس کی ایک شاندار سیٹ ڈیکوری ہوئی تھی، اس نے کہا: ”یہ گاڑی تمھارے لیے ہے، میں دوسرے ایلی کا پٹر میں جا رہا ہوں، مجھ سے رابطہ قائم کرتے رہنا، دیکھو اگر مجھ سے ملنے لے کہیں غائب ہو جاؤ گے تو میں تمھارا کچھ بگاڑ نہیں سکوں گا لیکن تمام عمر تمھاری مدد کی کا وعدہ سستا رہوں گا اور شاید وقت سے پہلے مر جاؤں گا۔“

میں نے سسکا کر کہا: ”فرنانڈو! اتنے جذبہ بانی نہ ہو جاؤ اور انجیل سے اپنی رقم اور اہم کاغذات وصول کرو، میں رابطہ قائم کرتا رہوں گا۔“

وہ گویا کہ میں نے کار کی اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی پھر فرما کر کہا: ”ہاں، میں پہنچ گیا جہاں پوری نے کہہ کر ریزرو کر لیا تھا، میں نے گاڑی پر جا کر اس اور پوری کا فرضی نام پوچھا۔“

کاغذات لے کر گئے جہاں میرے حوالے کر دی، میں اس کے پاس آکر

دروازے کو اندر سے بند کر کے بستر پر لیٹ گیا، یہ کہہ پوری نے ہمارے لیے ریزرو کر لیا تھا، مجھے پہلے اس کے پاس پہنچنا چاہیے تھا لیکن ڈائری سب سے زیادہ اہم تھی لہذا میں باقی کے پاس آ گیا۔

وہ مورینا کو دیکھ رہا تھا، اس حید کا کلاب جیسا چہرہ زرد پڑ گیا تھا، وہ تک ہار کر سو گئی تھی، وہ سوچ رہا تھا، کیا انسان اسی کے لیے دلوایا ہوتا ہے، کس طرح آئشی انار کی طرح بندی تک جگا ریاں چھوڑتا ہے پھر آہستہ آہستہ سرد پڑ جاتا ہے، یہ عیادت کیا ہے، اس کے لیے مرد دنیا سے لڑتا ہے، اور یہ مرد ہے جس کے لیے عورت اپنا تن میں سب کچھ ہار جاتی ہے پھر گری نیند سو جاتی ہے۔

میں نے اسے مخاطب کیا، باقی! فلسفہ بعد میں سوچنا۔ وہ ڈائری کھولا اور مجھے ٹھہ کر سناؤ۔“

وہ ڈائری اٹھا کر کھولنے لگا، میں نے کاغذ اور قسم سنبھال لیا تھا، وہ بڑھ کر سنانے لگا، میں سس کر کھینے لگا۔ وہ بڑے کام کی ڈائری تھی، دنیا کی سب سے عجیب و غریب ایجاد کو ابریٹ کرنے کی ایک ایک تفصیل کو میری طرف منتقل کرتی جا رہی تھی جب اس نے شروع سے آخر تک سب کچھ لکھا اور تو میں نے کہا: ”وہ شاری کی ڈائری ہے، اس میں کچھ اہم یادیں لکھی ہوں گی، تم ورق اٹکتے جاؤ اور پڑھتے جاؤ، میں سس رہا ہوں۔“

وہ میری ہدایت کے مطابق ورق اٹک اٹک کر پڑھنے لگا، اس نے خانے میں ٹرانسڈار شین کے علاوہ جو دوسری شینیں لکھی ہوئی تھیں، ان کے متعلق کچھ ٹیکنیکل باتیں لکھی ہوئی تھیں، جن سے مجھے دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی، میں نے کہا: ”باقی! تم نے

لاہور قارئین کے دل کی دھڑکن

محی الدین نواب

کہ (اشکاتی معنی) کہانیاں کے کاغذی مجموعہ

ایمان کا نثر

مکملے کا تہ

مکتبہ نعت

پر مشتمل ۱۲ جلدوں پر مشتمل

شانے ہو چکا ہے:

تجزیہ کیلئے طلب کریں یا روایت کیلئے

۳۰ روپے

ٹرانسفار مشین کو آپریٹ کرنے کے سلسلے میں جو طریقہ مجھے لکھوا یا ہے صرف اتنے صفحات اس ڈائری سے نکال لو اور انہیں ابھی بلا دو۔

وہ فوراً ہی بستر سے اٹھ گیا۔ میں نے اسے ہدایت کی تھی وہ مری ہدایت کو حکم سمجھتا تھا فوراً اس کی تعمیل کرتا تھا۔ اس نے وہ تمام کاغذات اس ڈائری سے نکال لیے پھر ہاتھ روم میں جا کر انہیں جلایا اور اس کی راکھ کو ڈھ میں ڈال دی پھر فرش کے ذریعے بھاری۔

وہ اس کام سے فارغ ہو کر ہاتھ روم سے باہر آیا اور وہاں سے کو بند کیا پھر بستر پر لیٹنا چاہتا تھا مگر ایسی وقت محسوس ہو جیسا کہ اس کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس نے سوچا۔

”خطرہ ہے؟“
میں نے کہا ”تم درست سوچ رہے ہو، تم نے دروازے کو اندر سے لاک کیا ہے باہر سے کوئی کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔“

پہلے یہ تاؤ مورینا کے متعلق تھا دیکھا گیا کہ اسے ہے؟“
”میرے آقا! اگر یہ مجھ سے وفا کرے گی تو میں ساری زندگی اس سے نباہ کروں گا۔“

”تو پھر اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو ہر دم لنگو لی اپنے آؤیوں کے ذریعے مورینا کو اغوا کرنے کی کوشش کرے گا تم اس کی حفاظت کرو گے، لیکن اپنی حفاظت کو مقدم سمجھو گے میں تمہیں زندہ سلامت دیکھنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری ضرورت پڑے گی۔“

”میرے آقا! یہ میری خوشی نہیں ہے کہ میں کسی رگسی ہر ہر بچاؤ کے لیے ضروری ثابت ہو سکتا ہوں۔“

اس کی بات سن کر ہوتے ہی کوسے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا وہاں چار شخص نظر آئے۔ وہ فردا ہی اندھا گئے ان میں سے ایک دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ باقی تین باقی اور مورینا کے سر اٹے۔ ایک کے دائیں ہاتھ میں ریڈیو اور تھا، بائیں ہاتھ میں ایک جھوٹی سی جوتی تھی اس نے وہ جوتی باقی کی طرف بڑھادی باقی سے لے کر بیٹھے لگا۔ اس میں لکھا تھا ”مورینا جو ڈائری شاپ کے رہائشی تھے خاندان سے لے کر آئی ہے وہ ہمارے حوالے کی جانے لگی ہے اس کی جیل و محنت میں وقت ضائع کر دے تو گوئی ماندی جائے گی۔“

باقی نے سر اٹے کی میز کی طرف اشارہ کیا۔ ریڈیو اور ولے نے ادھر دیکھا سیاہ رنگ کی ڈائری رکھی تھی اس نے لیک کر اسے اٹھا لیا۔ اسے کھول کر دیکھا۔ شاپر کا نام لکھا تھا۔ اسے ڈائری کے سلسلے میں اور بھی نشانیاں بتائی گئی ہوں گی اس لیے

وہ طہن ہوا پھر ورق اٹھنے کے دوران بے اختیار بول پڑا۔ اس کے درق چھٹے ہوئے ہیں۔“

باقی نے ہنستے ہوئے کہا ”تم تبسے متحاط ہو کر آئے تھے لیکن اپنی آواز سن رہے ہو۔“

وہ چونک گیا جسم کر پیچھے ہٹ گیا۔ مورینا کی آنکھ کھلی گئی تھی۔ وہ اجنبیوں کو ریڈیو اور سمیت دیکھ کر جسم ہی تھی۔

میں نے کہا ”باقی! میں خواہ مخواہ خیال خوانی کا مظاہرہ تو کر کروں گا۔ انہیں اس کشمکش میں رہتے دو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یا نہیں ہوں؟“

میری بات سمجھتے ہی اس نے اجانک ریڈیو اور ولے کے ہاتھ پھینک کر ماری اس کا ہاتھ خالی ہو گیا۔ ریڈیو اور اترتا ہوا مورینا سے ذرا فاصلے پر لگا رہا اس نے فوراً ہی اٹھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ آئی دیر میں دوسرے شخص نے ریڈیو اور نکال لیا تھا اور دھمکی دینا چاہتا تھا کہ مورینا اور باقی اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں ورنہ کوئی مارے گا۔

لیکن مورینا کو دیکھتے ہی وہ دھمکی دینا بھول گیا۔ ریڈیو اور پراس کی گرفت ٹھہری پڑ گئی۔ باقی نے اس پر بھی ایک ٹھوکھوڑا ریڈیو اور اترتا ہوا لگا۔ موم ہوتا تھا جیسے باؤنگ ہوری سے اور ٹھیک وکٹ پر آ رہی ہے۔ دوسرا ریڈیو اور بھی مورینا کی وکٹ پر گیا۔ اس نے اسے بھی اٹھا لیا لیکن آٹے والے اور حملہ کرنے والے اپنی جگہ ساکت کھڑے رہ گئے تھے۔ سب کے سب وکٹ کو دیکھ رہے تھے۔ تب اسے احساس ہوا۔ وہ چیخ مارا پھر کبل میں لٹس گئی۔

باقی نے ڈانٹا اٹھا کر ایک کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

”اسے لینے کے ہو اب جاؤ۔“

اس نے ڈائری لیتے ہوئے کہا ”لیکن اس کے کوئی درق چھٹے ہوئے ہیں۔“

مورینا جب اسے لے کر آئی تو درق چھٹے ہوئے تھے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

وہ باہر باہر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں وہ چھپی ہوئی تھی، دونوں ریڈیو اور بھی چھپے ہوئے تھے مگر صاف چل پڑا تھا اور سب نشانے پر ہیں، انہیں مجبوراً وہ ڈائری لے کر جانا پڑا۔ وہ ایک ایک کر کے کوسے سے نکل گئے۔ باقی نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔

میں نامراد جاننے والوں کے ساتھ تھا۔ وہ تیری سے ملنے ہوئے ہوں گے باہر آئے پھر اپنی کار میں بیٹھ کر جانے لگے میں ان کے درمیان خاموش رہ کر ان کا ایک انداز ڈا

علم کو سنا تھا میں بومی کے پاس آ گیا۔ اس نے جابر اجنبیوں کو لے کر بیٹھے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی، یہ لوگ یا تو مورینا کو اٹھا کر لے جانے کی کوشش کریں گے یا باقی کے ہاتھوں مار کر لوش گئے یا ہو سکتا ہے باقی پر بجاری پڑیں اور مورینا کو اٹھا کر باہر لے جاتے تو صرف ڈائری لے کر بھاگ جائیں۔

بہر حال وہ ان کا انتظار کر رہی تھی جب وہ باہر آ کر کار میں جانے لگے تو یہی ان کا تعاقب کرنے ہی اس نے پوچھا ”کیا وہ لوگ ڈائری لے جا رہے ہیں؟“

میں نے مختصر طور پر کہا ”ڈائری کے خاص اوراق جلا دیے گئے ہیں، مگر میں جا کر انہیں خاصی مایوسی ہوئی، نامر لوہا میں جا رہے ہیں، میں ان کے درمیان ہوں۔ تم بھی آئی رہو ان کے کسی اور آؤسے کا پتلا جانے گا۔“

میں پھر ان کے درمیان پہنچ گیا۔ ان کے جس ساتھی نے اپنی آواز سنائی تھی، وہ پچھلی سیٹ پر لپٹے دو ساتھیوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا ”یقین کر دو میں نے جہاں بچھ کر آؤ انہیں نکالی تھی۔“

اس کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ لولا ”مجھے اپنی ڈائری دیکھ کر میں بھلا گیا تھا۔ بے اختیار بول پڑا تھا البتہ وقت باؤنٹوں پر لگا کر نگاہیں کر رہا ہے، کبھی ہم ٹوٹے ہیں کبھی نہیں بے یقین کھاتے نہیں کسی سے بھی بھول چک ہو سکتی ہے۔“

اس کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ساتھی نے جیب سے جاقو نکال کر ایک کھٹکے سے کھولا۔ وہ بڑبڑ کر اس کی طرف کھوم گیا اور چٹے سے لولا ”کیا ارادہ سے تمہارا؟ مجھے کوزہ نہ سمجھتا۔“

بات ختم ہوتے ہی اس کے منق سے کراہ نکلی۔ بائیں طرف بیٹھے ہوئے ساتھی نے جاقو پوسٹ کر دیا تھا۔ اسے دوسری طرف سے لگے کی توقع تھی تھی۔ وہ جی دار تھا۔ جاقو پوسٹ ہونے کے باوجود اس کی طرف پٹا لیکن دائیں طرف والے نے اس کے جسم میں جاقو تار دیا۔ وہ ان کے درمیان چھینس گیا تھا ایک کلاؤ کو دکھانا تھا تو دوسری طرف سے حملہ ہوتا تھا۔ دوسری طرف روکنے کی کوشش کرنا تو بائیں طرف سے جاقو جسم میں اتر جاتا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا پھر پھینچا رہا تھا۔ آخر کھٹکا پڑ ہی گیا۔ گاڑی شہر سے باہر جانے والی شاہراہ پر تیز رفتار سے جا رہی تھی۔ اجانک ہر ایک کی آواز رات کے سناتے میں دوڑک چیتھی ہوئی گئی گاڑی ایک لمبے کوئی بھلا دروازہ کھلا اس میں سے ایک مردہ جسم لڑکھتا ہوا باہر آیا۔ فرش پر اگر جا رہا تھا۔ چت ہوا۔ پھر گاڑی آگے بڑھتی ہوئی اسی تیز رفتاری سے جمانے لگی۔

چونکہ وہ ایک شہر کو دوسرے شہر سے لانے والی شاہراہ تھی اس لیے گاڑیوں کی کافی آمدورفت تھی۔ وہاں سے گزرنے والوں نے بیج شہر پر لاشوں کو دیکھا ہو گا مگر کسی نے گاڑی نہیں روکی۔ ہنر سکتا ہے دور جا کر ٹیلیفون کے ذریعے پولیس کو اطلاع دی ہو۔ میں نے پوچھی کے پاس آ کر کہا ”اب میں ان کے درمیان نہیں رہ سکتا۔“

بومی ان کے تعاقب میں تھی۔ اپنی گاڑی کی بیڑا لاش کے ذریعے اگلی گاڑی سے کسی کو کار سے نکل کر لڑکھتے ہوئے اندر شہر پر آ کر گرتے ہوئے دیکھا تھا لیکن وہ بھی نہیں مڑا تھا۔ ہوش سے کترا کر ڈرائیو کرتی ہوئی، رفتار بڑھاتی ہوئی ان کے پیچھے جا رہی تھی۔

میں نے کہا ”اب اس مرنے والے کے دماغ میں تھا۔ وہ یہ برائت نہیں کر سکتے تھے بہت محتاط ہیں اپنے ایک ساتھی کو مار کر بھینک دیا ہے۔“

وہ مسکراتے ہوئے بولی ”یعنی تمہاری بی بی چیتی کو مار کر پھینک کر چلے گئے۔“

”یہی سمجھو۔ تم ان کے آؤسے تک پہنچ سکتی ہو۔ میں تمہاری دیر کے لیے جا رہا ہوں۔“

”کہاں جا رہے ہو؟“

”کنگ فرنانڈو کے لیے بہت کام کر رہا ہے۔ مجھے بھی اس کا تھوڑا سا کام کرنا ہے۔ آجی آ جاؤں گا۔“

میں نے فرنانڈو کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ انتظار کر رہا تھا۔ میں نے کہا ”وہ تمہاری دیر میں پیچھے والی ہے۔“

میں انجیلا کے پاس آ گیا۔ اس کے دماغ پر قابض ہو کر اس کے ہاتھ میں ایک ایچی پڑائی پھر ادھر لے گیا جہاں اس نے کالا دم چھبھا کر رکھا تھا۔ وہ تمام نقد رقم ایچی میں بھرنے لگی۔ پھر اسے اٹھا کر ٹرن سیف کے پاس آئی۔ اسے کھول کر رقم اہم کاغذات نکال کر ایچی میں رکھنے لگی۔ یہ کام کرنے کے بعد اس نے آٹرن سیف بند کیا۔ ایچی کو بھی بند کیا۔ پھر ملازم کو آواز دے کر بلا لیا۔ اس کے آٹے پر حکم دیا ”ایچی کو لار کی ڈکی میں رکھو۔“

ملازم نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر اٹھی گاڑی اشارے کرنے کے بعد فرنانڈو کی رہائش گاہ کی طرف جانے لگی۔ وہاں سے میں منٹ کا فاصلہ تھا۔ میں نے اسے فرنانڈو کے پاس پہنچا دیا۔ اس کی زبان سے ”کہا میں فرنانڈو بول رہا ہوں۔ اس ایچی میں جتنا مال ہے سب نکال کر آٹرن سیف میں رکھ لو۔“

جلدی کر دیکھے دوسری جگہ بھی مصروف رہنا ہے۔“

اس نے فوراً ہی ایچی کھولی۔ تمام ملال اور اہم کاغذات اٹھا کر آٹرن سیف پر رکھے۔ انجیلا نے ایچی اندر دیکھی میں نے اس کے

103

فریے کیا۔ میرے واپس اس کی رہائش گاہ میں پہنچا رہا ہوں تم
 پچیس منٹ بعد فون کے اسے اپنے پاس لانا
 میں نے اسے واپس پہنچا دیا وہ کانے آ کر ڈرگڈی کھول
 کر خالی اچھے لے کر اپنے کمرے کی طرف جلتے ہی غلام نے کہا۔
 ”میں ابھی اٹھا لیتا ہوں“

میں نے اس کی زبان سے کہا۔ ”نین میں خود لے جاؤں گی“
 وہ اپنے بیڈروم میں آگئی جہاں سے ابھی نکالی تھی۔
 وہ لے جا کر کھڑی بیچ کر اہم سے بیڈ ریلٹ گئی۔ میں نے
 اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک دم سے ہلڑا کر بیٹھی
 سوچنے لگی اسے کچھ ہوا تھا؟ لیکن کیا ہوا تھا؟ مجھ میں نہیں آ رہا
 تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”میں نے انھیں بند کی تھی۔ یہ تو
 دیر کے لیے شاید تین ماہ گئی تھی“

یہاں اس کے پاس سے جلا آیا ہاں وہ کچھ بھی سوچتی ہے
 میرا کام ہو چکا تھا۔ وہ بھی مجھ میں پائے گی کہ پانچ کروڑ ڈالر اور
 وہ اہم کا غنڈا کہاں چلے گئے۔

میں نے فرمائندہ طور پر مخاطب کئے ہوئے کہا۔ ”اب تم اسے
 فون کر کے سو تم نے جو کچھ اس سے حاصل کیا ہے اس کا ذکر کبھی نہ
 کرنا۔ ہمیشہ انجان بن کر رہنا“

”فرلہ! میں تمہارے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوں“
 تم کیا چیز ہو؟

”اس چیز کے بارے میں سوچو جیسے ہمارے ہو یہ
 وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ”ہاں، اس ذہن عورت کو صبح بڑے
 ہی دھتکاروں کا“

”کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے بات بڑھنے کا امکان
 ہو صبح ہوتے ہی تم دو چار دشمنوں کو معلوم ڈاکٹروں کو بلاؤ گے۔
 انجلا سے کوئی گناہ سب مستند ڈاکٹر ہیں۔ ان میں سے کوئی
 یہ کہہ دے کہ تم مال شینے والی ہو تو میں ابھی شادی کا اعلان
 کر دوں گا“

وہ خوش ہو کر بولا۔ ”ہاں، یہ تمہارا ہی ہے۔ اس طرح
 اس کے ہوش اڑ جائیں گے۔ وہ مجھ سے نہیں کر لے گی۔ شاید
 بھاگ چلے گی۔ دوسرے حریف استعمال کرنے کے لیے اپنے
 گھر پہنچتی تو اہم کا غنڈا نہیں میں گے۔ باپ کا سہارا اپنے
 ہی ٹوٹ چکا ہے۔ وہ اب پاگل خانے میں ہی زندگی گزارے
 گا۔ فریڈ میری جان...“

میں نے بات کا ٹکڑا کر کہا۔ ”اس لیے زیادہ بولنے کی ضرورت
 نہیں ہے۔ میں دوسری جگہ مصروف ہوں“

میں پوی کے پاس آ گیا۔ سوچا تھا جلد سے جلد کہنے

کی کوشش کروں گا لیکن ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا
 وہ تینوں اپنے پوتھے ساتھی کو قتل کرنے کے بعد ایسی خفا ہوئی
 سے گھر رہے تھے جہاں گاڑیوں کی آمدورفت تھی۔ اس لیے
 تعاقب کا مشہور نہیں ہوا۔ وہ اپنے طور پر مطمئن تھے کہ بولنے
 والے کو قتل کر دیا ہے۔ اب کوئی ٹیلی فنی پیغامنے والا ان کے
 دماغ تک نہیں پہنچ سکتا۔

وہ ایک ماں گودام کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ پوی
 نے باہر گاڑی روک دی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ وہ ان
 ایک لمبا چوڑا سا بیورڈ لنگا ہوا تھا جس پر رکھا تھا۔ البرٹ
 اینڈ البرٹ تھی۔ شاکا گونا تھا۔“

اس نے کار واپس پوزی کر لی۔ کانی لسی ڈرائیونگ تھی اس
 دوران میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔ ”میں آ کر ہی
 ہوں۔ تم ٹیکسٹون ڈرائیونگ میں البرٹ اینڈ البرٹ گئی۔ باہر
 دیکھو وہاں کسی بولنے والے سے رابطہ ہو گا۔ پھر تمہیں ٹرٹی
 سے کڑی تھی جلتے گی“

”میرا خیال ہے اب تم شہر میں داخل ہونے والی ہو“
 ”ہاں، ایک بات یاد رکھو۔ اس لیے سے میرے دماغ
 میں نہ آنا۔ آگے تو سائیں روک لوں گی“

”یہ پابندی کیوں؟“
 وہ سکھاتے ہوئے ذرا شرماتے ہوئے بولی۔ ”بس
 یونہی تم صبح تک میرے دماغ میں نہیں آؤ گے“

میں نے ایک ٹھہری سانس لے کر کہا۔ ”اچھی بات ہے“
 میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سر ہانے رکھی ہوئی شیٹون
 ڈائریکٹری کے اوراق اٹنے لگا۔ جلدی نمبر لے کر اور جلد
 ہی رابطہ بھی قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ ”ہیلو
 اربٹ اربٹ اینڈ البرٹ کپنی“

میں نے ریسیور رکھ دیا اور بولنے والے کے پاس پہنچ
 گیا۔ وہ گودام کا افتتاح تھا۔ اس نے دو چار بار ہیلو ہیو کہا۔
 پھر ریسیور کو گھور کر کھیل پر تھکتے ہوئے دوسری طرف سے فون
 کرنے والے کو گالی دینا چاہتا تھا اس لیے پہلے ہی میں نے
 اس کی زبان دانوں کے درمیان دبا دی۔ وہ ٹھنڈا کر کھا ہو گیا۔
 دونوں ہاتھوں سے منہ دھانپ کر ہلے ہلے کھڑے رہے۔ لیکن
 نے اس کے دماغ میں سوچ بیدار کی۔ ”ابھی سیاہ رنگ کی
 گاڑی میں کون لوگ کھڑے تھے؟“

وہ جواباً سوچنے لگا۔ ”اور کون ہو گئے؟ میں وہی چھٹے
 ہوئے دماغ میں ہوں گے۔ باس نے انھیں سر پر چڑھا کر
 ہے۔ کام کاج کرتے نہیں ہیں۔ شرب پیتے اور عیاشی کرتے

رہتے ہیں۔ سبھی کبھی باس کے کسی کام سے جاتے ہیں۔ پھر واپس
 آ جاتے ہیں“

میں نے چپ چاپ معلوم کیا اس کے سامنے بڑی ہونئی
 میں نے فائلوں اور کاغذات کے حوالے سے کوئی ایسا مفروضہ
 نہیں بنایا تھا۔ اس کے لیے باس سے رابطہ قائم کرنا پڑے۔ وہ سوچنے
 لگا۔ گودام نمبر تین کا ایئر کنڈیشنر بار بار غراب ہوا جا رہا ہے۔
 وہ سوچ رہا تھا اور میں اس سے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائری کو آ رہا
 تھا۔ پھر باس سے رابطہ قائم ہوا۔ وہ گودام نمبر تین کے سلسلے
 میں شکایت کرنے لگا۔ دوسری طرف سے باس نے سخت لہجے
 میں کہا۔ ”اس کے لیے مجھے ڈسٹرب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
 جودام کے انجنیئر اور کثیر سے بات کرو“

میں باس کے دماغ میں بیٹھ گیا۔ وہ بہرام گنگوئی کو جانتا
 تھا۔ میں اس سے زیادہ معلوم نہ کر سکا۔ دروازے پر دستک
 ہونے لگی۔ میں اٹھ کر قریب گیا۔ پھر دستک سنائی دی۔ میں نے
 پوچھا۔ ”کیا تم ہو؟“

”ہاں، دروازہ کھولو“

میں کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ اندر آئی۔ دروازے کو بند کر
 دیا۔ پھر اس سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ ہم ایک ٹیبلن مدت کے بعد
 ایک دوسرے کے روبرو آئے تھے۔ وہ جتنا شک کی کہ تھی ایسا
 خوب صورت جسم تھا جو خالوں اور خالوں میں نہیں بننا۔ اس کے
 لیے برسوں کی ریاضت دکھارہی تھی۔ وہ اس نے بڑی ٹھن اور
 جان لیوا محنت کی تھی۔ ہم چند لمحوں تک خاموشی سے ایک
 دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر وہ بولی۔ ”ہیلو“

میں نے اس سے سوچ بگا گیا۔ سگراتے ہوئے بولا۔ ”تمہاری
 کیا تعریف کروں۔ الفاظ نہیں مل رہے ہیں۔ کسی فلائنگ کپنی کے
 الفاظ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ بے مثال حسن باکمال دقتیہ“
 میں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ اس نے اپنا دایا ہاتھ میرے
 ہاتھ میں دیا۔ میں نے سر جھکا کر اسے تعظیم دی۔ اس نے جلدی
 رہے۔ ہاتھ چھڑا لیا۔ دوسرے ہی لمحے میرے کتلا کر آہستہ آہستہ
 چلتی ہوئی وارڈروپ کے پاس گئی۔ اسے کھولا۔ اپنے لیے لباس
 نکالا۔ پھر میرے ایک نظر ڈال کر سگراتے ہوئے ہاتھ دم میں سے
 نکالی۔

میں نے ہاتھ دم کے دروازے کے قریب آ کر سنا۔ شاد
 سے ہائی ٹرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں اطمینان سے آ کر بیڈ ریلٹ
 گیا۔ ابھی اس کے آنے میں دیر تھی۔ لہذا البرٹ اینڈ البرٹ
 پکڑنے کے لیے باس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کا نام البرٹ تھا۔ کاروبار
 کے سلسلے میں بہرام گنگوئی سے دوستی ہوئی تھی۔ بہرام اس

کے زیر زمین خفیہ گودام میں کوکین اور چرس کا ذخیرہ کرتا تھا
 اس گودام سے مال سلائی ہونے کی صورت میں البرٹ کو بھی
 اس کی آمدنی میں حصہ ہوتا تھا۔

اس کی سوچ سے تیار تھا۔ آج میں امریکائی مورینا
 کو اس زیر زمین گودام میں لاکر قید کیا جائے گا پھر مناسب
 موقع دیکھ کر وہاں کے کسی دوسری بگ مشین کیا جلتے گا۔

اس سلسلے میں اس کے چارہ دماغش گئے تھے اور میں
 واپس آئے تھے۔ انھوں نے ریورٹ دی تھی۔ باس بہرام گنگوئی
 نے سختی سے ہدایت کی تھی۔ کوئی آواز نہ سنانے کے وہ کہتے
 بول بڑا تھا اس کے ذریعے فریڈ ہم سب کے دماغوں میں
 اٹھتا تھا۔ آپ کے پاس بھی پہنچ سکتا تھا لہذا ہم نے اسے
 راستے میں ختم کر دیا“

اس نے پوچھا۔ ”کیا مورینا تھی؟“
 ”نہیں، ایک نیگرو اس کے بیڈروم میں تھا۔ وہ اچھا
 فائٹر معلوم ہوتا ہے۔ دو بار لائیں چلا کر دو ریو اور ہاتھ سے
 نکال دیے“

البرٹ نے فحشے سے کہا۔ ”ریو اور ہاتھ سے بچکتے ہی تم
 لوگوں کا دم بچکتے لگا۔ بزدلوں کی طرح بھاگ آئے“

”ہم صرف تیلی فنی کے خوف سے چلے آئے۔ وہ ہمیں
 ریو اور لڑکی زبرد کر رہے تھے۔ نہ بولتے تو کوئی
 مار دیتے۔ ہماری ہر طرح شکست تھی۔ اس لیے چلے آئے“
 ”ہائیں نہ ناؤ۔ میں اتنا حق نہیں ہوں۔ جب تم لوگوں نے
 اپنے ساتھی کو ختم کر دیا تو پھر کس بات کا خطرہ رہ گیا تھا؟“

”آپ ہماری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے دونوں
 ریو اور ان کے پاس چلے گئے تھے۔ ہم کیا کر سکتے تھے؟“
 البرٹ نے خود بڑی دیر تک سوچنے کے بعد پوچھا۔ ”کیا
 تم لوگوں کا تعاقب کیا گیا تھا؟“

”ہمارا تعاقب کون کر سکتا تھا۔ وہ نیگرو کے ساتھ بیڈروم
 میں تھی۔ کسی تیسرے نے نہیں نہیں دیکھا۔ بول میں جن لوگوں نے
 دیکھا وہ ہیں وزیر شہر سمجھتے رہے۔ ہوائے نکل آنے کے بعد
 بھی ہم نے بارہ عقب نما آئیے میں دیکھا، میں کسی خاص گاڑی
 پر شبہ نہیں ہوا“

”تم لوگوں نے بخیر بڑی شاہراہ پر اسے قتل کیا اور پس
 پیچھے بچا تو؟“

”میں اس طرح کا راز نہ کر سکتے۔ پولیس کو ڈانچ دینے کی کوشش
 کرتے۔ اگر پکڑے جلتے تب بھی آپ پر پانچ نہ آئی۔ آپ جانتے
 ہیں ہم کتنے ڈھیلے ہیں جو بات جانتے اندر ہوتی ہے اسے کوئی

اس نے پریشان ہو کر کہا میں بہرام انگلو کی کوکی جواب دوں گا اس سے مجھے ہلاکوں کا نامہ ہونا ہے ایک عرصے بعد اس نے ہلے سپرد ایک کام کیا وہ ہم نہ کر کے تم لوگوں کی وجہ سے کتنی شرمندگی ہوئی

اب اس سے تھوڑی سی مدد ملے ہم مورینا کو ضرور اٹھلائیں گے اپنے ایک آدمی کو ہٹوں اور دوسرے کو برنارڈ کے اپارٹمنٹ کی طرف بھیج دو وہ لوگ اس پر نظر رکھیں گے وہ آٹو کی پیٹی بس امریکان کر ایک کالے سے دان لگا رہی ہے ہم گورڈن کا منہ کالا کر دیا ہے ہم امریکیوں کی کیسی اسلٹ ہو رہی ہے اسے ذرا احساس نہیں ہے وہ تینوں غسل کمنے اور لباس بدلنے ملے گئے کیوں کر ان کے کپڑوں پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے تیسرا ساتھی چوکر ڈرائیو کر رہا تھا وہ کالے اندرونی حصوں سے تمام دھتوں کو بانی سے دھوئے گیا تھا قریباً پانچ منٹ بعد بہرام انگلو نے فون کے ذریعے البرٹ سے رابطہ قائم کیا پوچھا میرے کام کا کیا بنا ہے

البرٹ نے اسے مفصل حالات بتائے وہ جھینلا کر بولا اتنا سا کام تم نہ کر سکتے ڈیٹیکٹو مارتے تھے کہ تمہارا سے آدمی بہت تیز طرز میں بہت اچھے فائر میں بڑے جہاں تیار ہیں بہرام خواہ مخواہ غصہ نہ دکھاؤ خللات کو سمجھو تم نے ان کے دلوں میں بی بی پیٹی کا خوف پیدا کر دیا تھا مالال کہ وہاں کوئی بی بی پیٹی ہلنے والا نہیں تھا اگر ہوتا تو اس بولنے والے کے دماغ پر قبضہ جما لیتا اس کو کچھ تھل نہ ہونے دیتا تم نہیں جانتے وہ لوگ کتنے چالاک ہیں ریچرٹ چاہ دماغ میں رہتے ہیں اپنی موجودگی کا احساس نہیں ہونے دیتے میں مانتا ہوں لیکن بولنے والا مارا جا رہا ہو جب وہ چپ رہ کر کیا کرے گا جب کہ اس کے بعد اسے باقی تینوں کے دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی اور نہ ہی مل سکتی

ہو سکتا ہے اس وقت کوئی بی بی پیٹی ہلنے والا نہ ہو مگر غلام باقی ان کے ساتھ مل گیا ہے انہوں نے پہلے اسے اغوا کیا پھر شاید تو ہی عمل کے ذریعے اپنے بس میں کر لیا ہے بہرام تمہاری یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کسی کو غلام بنانے کے بعد کیا اتنی آرازی سے چھوڑا جا سکتا ہے کہ وہ سب سے ملنے ہوئی میں رہے اور امریکائی سب سے حسین عورت کے ساتھ وقت گزارے

فردا کئی تیسرا دن اپنے کام آنے والوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ کہتا ہے اور جو کہتا ہے اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد ہوتا ہے وہ چاہتا تو اس معمولی غلام کو مورینا کے پاس اپارٹمنٹ میں بھیج سکتا تھا لیکن اسے منٹے ہونے میں رکھتا اور وہاں مورینا کو بلانے میں جو بات ہوگی وہ ابھی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے اتنی آج بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ مورینا کا تحفظ ہونے میں کر سکتا ہے اپارٹمنٹ میں نہیں

جب وہ ہٹوں میں تحفظ کر رہا تھا تو اس نے بولنے والا کے ذریعے جہاں سے آدمیوں کو نقصان کیوں نہیں پہنچایا بلکہ بہرام میری بات تسلیم کر لو فردا اس نیکو کے ساتھ نہیں ہے اگر نہیں ہے تو پھر کسی دوسرے مسئلے میں الجھا ہو گا نکالنا آدمیوں کو یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ کسی وقت بھی بی بی پیٹی ہلنے والے سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے لہذا بچاؤ کی طرف ایک صورت ہے کہ وہ گولے بن کر رہیں

اچھی بات ہے اب میرے آدمیوں سے حماقت نہیں ہوگی مورینا کو کب تک اٹھوا لیا ہے وہ آج وہ ہوشیار رہیں گے کل کسی وقت اسے ضرور فرغانے والے کو دام میں بہنچاؤں گا

کل دن کے ایک بجے تم سے رابطہ قائم کر دوں گا یہ خیال ہے مورینا کو اغوا کرنے کے لیے اتنا وقت کافی ہے ان کی گفتگو ختم ہو گئی ریسپورڈر دکھ دیا گیا میں سوچ رہا تھا اچھا ہی ہوا کہ میں نے بولنے والے کے دماغ کو نہیں بھیجا اور پوری البرٹ اینڈ البرٹ کیپٹی کے احاطے میں نہیں گئی اس طرح میں خاموش رہ کر البرٹ کے دماغ سے معلوم کر سکتا تھا کہ وہ کل کی بجے فون پر کیا بات کرے گا اور مورینا کو کب سال ملانے کا دے گا

میں نے خیال خوانی ختم کر دی انہیں گھول کر دیکھا کہ میں نیم تاریکی میں ایک عجیب سی آہستہ کر دینے والی خوشبو محسوس رہی تھی پوری نے تیز روشنی بجھا دی تھی اور ایک کمزوری لائٹ آن رکھی تھی اس روشنی میں وہ دھندلی سی لنگ رہی تھی ریکارڈر میں ایک کیسٹ رکھ کر ان کو دکھا تھا چند لمحوں کے بعد جسے پاپ میوزک کی ٹی بی آواز سنائی دی بہت ہی خوبصورت سا آکر ٹھٹھا اس کے شہر کے ساتھ بوی کا بدن تھر تھر لگا پہلے سمجھ میں آیا اور بعد کر رہی ہے پھر سمجھ میں آیا جتنا شک کے مختصر سے لباس میں بوی کے مختلف آسنوں کا مظاہرہ کر رہی ہے روشنی کم گئی تارنگی زیادہ تھی یوں لگ رہا تھا جیسے روشنی صرف وہاں ہے جہاں وہ موجود ہوتی ہے اندھیرے میں شمع کی ٹوکی

دکھائی دیتی ہے پھر بوی کا آسن بدل کر دوسری طرف چلا جاتا ہے

کمال ہے تھا کہ وہ موسیقی کی تال کے مطابق نکل کر رہی تھی اس کے منٹے شہروں کے مطابق بدلنے کے خوبصورت ناویے بنا تھی۔ اچھیں نگاہ ایک ناویے پر پھر ترقی نہ تھی کہ دوسرا ناویہ بدل جانا تھا وہ جتنا شک والی اپنے مخصوص انماز کے ساتھ میری زندگی میں آ رہی تھی وہ ایک عرصے سے میرے لیے تڑپ رہی تھی۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ کئی مقامات ایسے آئے جہاں ہم مل سکتے تھے لیکن حالات نے ہمیں جدا کر دیا ایک دوسرے کے سامنے آنے کا بھی موقع نہیں دیا۔

میرا کیا ہے میں خیال خوانی میں وقت گزار لیتا تھا مجھے تنہائی کا احساس کم ہوتا تھا لیکن وہ تنہا رہتی تھی ماس کی ٹکڑیوں میں ماس کے خوابوں میں اس کے ارادوں میں میں ہی تھا وہ میرے نینبڑ تھائی دور رہیں کر سکتی تھی اسے آج کا انتظار تھا وہ آج آگیا تھا مگر غمورہ نمائی کے تقاضے باقی تھے وہ بوی کے مختلف آسنوں ناویوں سے جلدو آتا تھی اور میرے تڑپا رہی تھی

وہ نہیں مل رہی تھی۔ ادھر سے ادھر پائے کی طرح چل رہی تھی اس کی دوستی اور دشمنی میں صرف اتنا فرق تھا کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں سے بچنے کے لیے اسے ہب کی آواز کا تھی تھی بچی بھی تھی اور ان کے چلنے بھی پھرتی تھی میرے ساتھ دوستی تھی اس لیے وہ آواز نہیں تھی مگر چلے چل رہی تھی پسینہ پسینہ کر رہی تھی انہوں نے مجھ پر بکرہ وعدہ غلامی کی اور اس کے دماغ میں بیٹنے کی کوشش کی میرا خیال تھا وہ سانس روک لے گی لیکن آسن نے دروازہ کھلا رکھا عورت خواہ کتنا ہی تڑپائے کتنا ہی کھرتے اپنے آدمی کے لیے ایک چور دروازہ ضرور کھلا رکھتی ہے

وہ زبان سے کچھ بولنا نہیں چاہتی تھی اسی لیے اس کی دیر سے خاموش تھی اب سورج کے ذریعے اظہار حال کا موقع آیا تو وہ شرمانے اور نہتے جھپٹانے لگی۔ فولادی شہروں سے دشمنوں کے قدم اکھاڑنے والی بوی ایسے وقت ممکن عورت بن گئی تھی ایسی بات نہیں ہے کہ عورت تیز و طرار نہیں ہوتی۔ ضرور ہوتی ہے لیکن ایسے مرحلے پر اپنی چوڑی جھول جاتی ہے پوری جتنا شک کے قرب جھول گئی تھی

ہم بڑی رات تک جاتے رہے کچھ جگہ جیتے جیتے رہے مگر نہ ملنے رہے میں نے خیال خوانی کے ذریعے باقی کو بتا دیا کہ بہرام انگلو بہرام میں مورینا کو حاصل کرنا چاہتا ہے لہذا وہ ہوشیار رہے۔

اس نے کہا میرے آقا! آپ مجھے کاٹھڑیوں میں رکھا

کرنا چاہیے؟

میں ابھی بتا رہی ہوں

میں نے پوری سے کہا بہرام انگلو کی کل دن کے ایک بجے البرٹ کو فون کرنے کا اس وقت تک مورینا کو ہر حال میں اغوا کرنے کی کوشش کی جیلے گی۔ میں چاہتا ہوں تم مورینا کے ساتھ رہو

ہرگز نہیں اس قدر انتظار کرنے کے بعد سے ہوا درب چاہتے ہیں مورینا کے پاس چلی جاؤں

پہلے میری پوری بات سنو۔ بات میرے ساتھ رہے گا میں کل صبح اس کے ساتھ بہرام انگلو کے خفیہ اولڈ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ یہی کا پٹرلے کہ جاؤں گا اور شام تک واپس آ جاؤں گا۔ دن کے وقت میں اور وہ ساتھ رہیں گے رشام سے صبح تک تم میرے ساتھ رہو گی

میں بڑی سے بڑی محم میں تھا میرے ساتھ بنا چاہتی ہوں یہ وقت بھی آجائے گا اچھی مورینا کو تمہاری جیسی ساتھی کی ضرورت ہے تم اس کی حفاظت کر سکو گی دشمنوں کو ضرور موبول نے سکو گی۔ باقی جہانی طور پر بہت طاقتور ہے کچھ پھر دار بھی ہے لیکن ہم جن حالات سے گزرتے ہیں ان کا سے تجربہ نہیں ہے وہ میرے ساتھ رہے گا تو کچھ ٹریک حاصل کر لے گا

وہ بے دلی سے بولی اچھی بات ہے تم نے تم سے تو صبح مورینا کے پاس چلی جاؤں گی

مورینا ہم سب کے لیے اہم ہے وہ شین آپرٹ کرنا جانتی ہے ہم اسے بہرام کے ہاتھ لگنے نہیں دے ساسی میں ہلاکی جیت ہے

ہم کب تک اس کے پاس سے دہرا کر رہیں گے ہر طرف بڑا سفار مشین ہاتھ آنے تک

اساڑی دنیا اس کے پیچھے پڑی ہے وہ اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتے کوئی نہ کوئی ہمارے آڑے آتا رہے گا کوئی ایسا راستہ نکالو کہ مورینا کسی ایک جگہ محدود ہو جائے وہاں سے باہر نہ نکلے نہ کوئی اسے دیکھ سکے نہ چرکے

فی الحال یہ ممکن نہیں ہے مورینا جیسی آڑا تو کسی ایک مکان میں بند کر نہیں سکتے ہر حال یہ بعد کا معاملہ ہے اچھی رات کا ایک بجایا ہے تم ٹھیک جاوے گیے بیان سے شکوئی اور مورینا کے پاس جاؤ گی۔ باقی میرے پاس آجائے گا

ہاں بہرام انگلو کی کے آدمی غلام اور مورینا کی نگرانی نہیں کر رہے ہوں گے؟

بلے شک کر رہے ہیں میں ان کے دماغوں میں ہتھیار کھتا ہوں

میں نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم چار بچے ہیں
سے نکلو گے اور میرے پاس آ جاؤ گے پوری وہاں بیٹھے گی اور
کل شام تک مورینا کے ساتھ رہے گی۔ یہ بات اپنی دیوانی محبوبہ
کو اچھی طرح سمجھا دو کہ کوئی گڑبڑ نہ کرے ورنہ بہرام اسے اٹھلے
جلنے کا۔

معاذ نے رابطہ ختم کر دیا پوری نے کہا کہ یہ بہرام ہے کیا بچہ؟
میں بچپن سے ایسے جا دو گوں کو دیکھتی رہی ہوں جو ایسی بچہ پر کر
حیرت انگیز جا دوئی کلمات دکھاتے ہیں اور شاہینوں سے داد
وصول کرتے ہیں۔

میں نے کہا کہ کالا جاو محض دو ہفتہ میں مبتلا کرنے لگی تیز
ہے۔ تم نے زندگی میں پہلی بار اس جا دو گے سے ٹکرا کر خود یہ تجربہ
کیا ہے دو ہفتہ انسان کو مارتی ہے جا دو میں بار بار آتا۔ اگر تم دو ہفتہ
میں مبتلا ہو جاتے تو اس کے ہاتھوں ماری جا میں کوئی بھی دیکھنے
والا یہی کہتا کہ ایک بہرام کے چہ بہرام ہو گئے تھے اور چھینے
دل کر تھیں مار ڈالا بابت کچھ ہوتی مگر کچھ اور بھی بدست دی جاتی
ہی کہ پانچ بہرام فریب فریب نظر تھے۔ وہ دکھانی دیتے تھے مگر ان کا وجود
نہیں تھا۔ ان کی تلوار ہاتھ سے جسم کے آریا رہتی تھی لیکن تیز وہ پائیہ
اس کی وجہ یہی ہے کہ تلوار کا بھی کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ محض ڈرانے
اور دھمکانے کی چیز تھی۔

”میں یہی سوچ رہی ہوں۔ یہ دو دن کے کا جا دو گے ہیں کتنے دنوں
سے پریشان کر رہا ہے اور اتنی آہم مشین کے لیے میں دو ڈار ہانپتے
”کل نہ کرنا آتشہ اللہ کل ہم بہرام تک پہنچ جائیں گے۔“
وہ چھت کی طرف دیکھتی ہوئی پھر بول رہی تھی پھر کہہ لوں
بات کھٹ کر رہی ہے کئی دنوں سے کھٹ کر رہی ہے۔“

”آخو کیا بات ہے؟“
”ایک معمولی جا دو گے جو برائی طور پر مشین معمولی قوت کا حامل
ہے مگر بہرام سے سامنے ہے کیا وہ میرے مقابلے پر آ کر فریب لگتا
مشین کے کھجک گئی لیکن جو بات کھٹ کر رہی ہے وہ یہ کہ دنیا
کی تمام مشینوں تک تنظیمیں کماں سوگئی ہیں۔“
”یہی سوال مجھ سے سونیا نے کیا تھا؟“

”ظاہر ہے یہ ہٹکنے والی بات ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں
ہوئے۔“ جب تمام مشینوں تک تنظیمیں اور چیرا تھیں اس ٹرانزیشن
کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔ اس مشین کے ایک حصے کو چرلانے کی ابتدا
شیلڈ نے اپنے پاس سے کر لائی تھی۔ اس کے بعد وہ تمام تنظیمیں
پارک کے پیچھے پڑ گئی تھیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سرد پڑ گئیں۔
سب اپنی اپنی پناہ گاہوں میں چلی گئیں۔ نہ کوئی پارک کے پیچھے پڑا
سے ڈٹا ٹرانزیشن حاصل کرنے کی فکر میں ہے اور نہ ہی کوئی

ہماری طرف توجہ دے رہا ہے بلکہ ہمیں غیر راہم سمجھ رہا ہے۔
”سونیا نے بڑے پتے کی بات کہی تھی کہ میں اور زونو
بار کھل کر ہمیں میں نے۔ یہ بات دور دور تک پہنچی ہوگی۔ ار
سے پہلے ہم جہاں میں ملنا چاہتے تھے دنیا کی ساری دشمنی تو
ہماد سے پیچھے پڑ جاتی تھیں۔ بیرون میں ایسا نہیں ہوا۔ اگر ہر
حکومت نے ہماری مخالفت کے سلسلے میں بڑے سخت انتظام
کیے تھے لیکن دشمن طاقتیں اور سپر پاورز ایسے انتظامات کو
کب خاطر میں لاتی ہیں ویسے یہ بات تشریح ناک ہے کہ
خاموش ہیں۔ پتا نہیں کیا عمل کھلانے والے ہیں۔“

پوری نے گھڑی دیکھنے ہوئے کہا کہ ”اوہ گاڈ! دکھانی رنگ
ہیں کل شام تک بچھڑنے کے لیے صرف ڈیڑھ گھنٹہ گھنٹا لگایا
دوسروں کی باتیں جلدیے دو ہم اپنی باتیں کریں گے۔“
جو واقعہ اور جو حکایت اپنے آپ پر بیٹے سے آپ بیتی
کرتے ہیں۔ میں بھی چاہتا تھا۔ وہ بھی چاہتی تھی کہ ہم دونوں پر
وقت اس طرح بیٹے کہ ہم ساری زندگی یاد رکھیں۔

جب چار بچے میں طرف پندرہ منٹ رہ گئے تو وہ اٹھ کر
جلنے کے لیے تیار ہونے لگی۔ البرٹ کے ان تین آدمیوں میں
سے ایک اس ہونل کے سامنے والے بس اسٹاپ پر موجود تھا۔
وہ کبھی بار میں جا کر ایک ادھر پیگ بیٹا تھا۔ پھر ٹھنڈے لگتا تھا۔
بار بار ہونل کی طرف دیکھا جاتا تھا۔ اگر وہاں سے مورینا اور سلام
نکلنے ہوتے دکھانی دیتے تو اس کی جیب میں چوٹا سا ٹرانزیشن تھا
جس کے ذریعے وہ اپنے لوگوں کو اطلاع دے سکتا تھا۔ پھر ان کے
پاس موٹر سائیکل تھی۔ اپنے خاص لوگوں کے پیچھے تک ان کا تعاقب
کر سکتا تھا۔ سارے انتظامات مکمل تھے۔

میں نے غلام باقی کے پاس پہنچ کر دیکھا وہ ہونل سے نکلنے
کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ میں نے کہا کہ انتظار کر دو۔ میں ابھی آ رہا
میں نے پوری سے پوچھا کہ مورینا کے ساتھ اسی ہونل میں بڑ
نی یا سے دوسری جگہ نہ جاؤ گی؟

”میرا خیال ہے مورینا کو اس ہونل میں نہیں رہنا چاہیے۔
خواہ مخواہ نگرانی ہو رہی ہے۔“
”تم گاڑی لے کر نکلو۔ ہونل کے سلسلے والے بس اسٹاپ
کے پاس جا کر رگ جا دو مورینا اور غلام باقی تمہاری کار میں آگے بیٹھ
جائیں گے۔“

اس نے پوچھا اور وہ نگرانی کرنے والا کہاں ہے؟
”اسی جگہ ہے جہاں تم گاڑی روکو گی۔“
وہ حیران سے بولی یہ کیا کہہ رہے ہو کیا وہ مجھے...“
وہ کہنے کہنے ٹک گئی پھر ہنسنے لگی۔ ”اوہ سوری میں بھول

میں تھی خیال خوانی کے ذریعے اسے اپنی گرفت میں رکھو گے اور
وہ ہیں دیکھ نہیں گے گا۔ دشمن دی نہیں کھٹکے۔“
وہ بیٹے سے پیار سے نصیحت ہو گئی۔ میں نے غلام باقی سے
کہا کہ مورینا کو فوراً تیار کرو۔ اسے بھی یہاں سے نکالنا ہے۔“
جب غلام نے اسے یہاں سے چلنے کے لیے کہا تو وہ
نکلنے کرنے لگی۔ میں اتنی جلدی کیسے تیار ہو سکتی ہوں ایک ٹپ
میں پڑا ہوا لگتا ہے۔ ساری دنیا مجھے جانتی ہے۔ میری ایک مشین
بیرونی میں کوئی فرق آئے گا تو کل کے اخبارات میری موجودہ تصویر
چھاپنے کے لیے نمبر شائع کریں گے۔ اس کی طرح کے اس کیڈنٹل
کھڑے کریں گے۔ اس کیڈنٹل کھڑا کرنے کے لیے تمہارا میرے
ساتھ رہنا ہی کافی ہے۔“

غلام باقی نے کہا کہ ”ہائیں نہ بنا دو تم خطرے میں ہو۔ اس
وقت اپنے حق کے متعلق کچھ نہ سوچو۔ اپنی جان بچاؤ۔ جان ہے
تو جان ہے۔“
وہ اٹھکھوڑ سے دیکھ چکی تھی کس طرح چار اجنبی کمرے میں
گھسائے تھے اور ڈائری کا مطالعہ کر رہے تھے۔ غلام نے بھی
طرح سمجھا دیا تھا آیا کیوں ہو رہا ہے۔ بہرام کو ایک ایسی تھی
کی صورت ہے جو مشین آپریٹ کرنا جانتی ہو اور یہ وہی کہہ سکتی تھی

مورینا مجھ پر ہر جلدی جلدی میک آپ کر کے باس تبدیل
کرتے لگی۔ ادھر میں پوری کے پاس موجود رہا۔ جب وہ ہونل کے
قرب پہنچنے لگی تو میں نے غلام سے کہا کہ چلو مورینا کے ساتھ
لنگ پڑو۔“
ان کے پاس کوئی بھاری بھاری کمرہ نہیں تھا۔ وہ کمرے
سے نکل گئے۔ اسے لاک کیا۔ پھر نیچے آ کر گاؤنٹریز جانی جمع کی بن
اد کیا وہاں سے پلٹ کر باہر آئے تھے تو میں اس نگرانی کرنے
والے کے دماغ پر تباہی ہو گیا۔ میں نے اسے دوسری طرف
پٹا دیا۔ وہ میری مشین کے مطابق ایک ڈبل پیگ طلب کرنا تھا
باہر کیسے اس کی کڑاؤش کے مطابق ڈبل پیگ سامنے لاک رکھ دیا
پوری کی گاڑی وہیں قریب آ کر رک گئی تھی۔ میں نے غلام باقی کو
گاڑی کا نمبر بتا دیا تھا۔ اگر اسے خبر نہ رہتا تب بھی کوئی فرق
نہ پڑتا۔ پوری نے دور ہی سے ایک نیگرو اور ایک سین امریکی
کو دیکھ کر پچان لیا۔ ہاتھ ہلکا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ دونوں اس
کی طرف چلے آئے۔ غلام باقی نے احتیاطاً گاڑی کا نمبر دیا پھر
مسکرا کر اس سے معاف کرتے ہوئے بولا کہ مجھے آپ سے کئی رشتہ
ہو رہا ہے۔“

جو کچھ میں نے پوری کو بھیجا تھا اس لیے وہ میری طرف پریشانی
کا اظہار کر رہا تھا۔ ہم ایک وہ پوری کے متعلق یا یہی ساتھی عورتی

کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا بلکہ میرے بارے میں بھی بلے نام
معلومات تھیں۔
مورینا پوری کے ساتھ اٹھی سیٹ پر آ کر بیٹھے گی غلام پھیل سیٹ
پر چلا گیا پھر گاڑی اسٹارٹ ہو کر وہاں سے چلنے لگی۔ جب بہت
دور نکل گئی تو میں نے نگرانی کرنے والے کا پچھا پوچھ دیا۔ اسے
ذمیرے آئے کہ احساس ہوا نہ چلنے کا۔ وہ ڈبل پیگ میں پانی ملا
کر پی رہا تھا تاکہ نشہ زیادہ نہ ہو اور وہ صبح تک نگرانی کرتا رہے
میں نے اس فرماں بردار کو اس کی ڈیوٹی دینے کے لیے پچھو ڈیوٹی
مورینا بار پوری کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے پوچھا کہ میں
نے فریڈا زونو اور سونیا کی ہنسی پڑھی ہے۔ ان میں بار پوری
کا ذکر آیا ہے۔ کیا تم وہی ہو؟
”ہاں میں وہی ہوں۔“

مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی پوری کوں ہے اور فریڈا کی مشین
کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ
میں پینچنا چاہا پوری کو جیسے ہی برائی سوچ کی لہر کا احساس ہوا اس نے
پوچھا کیوں ہے؟
مورینا نے سوچ کے ذریعے کہا کہ دوست ہوں دشمن نہیں۔“
یاد می نے بنے ہوئے کہا کہ جب دوست ہو اور پاس بیٹھی
ہوئی ہو تو زبان سے کھٹ کر دو۔“

مورینا جھینپ گئی۔ اس سے نظریں ہڑاتے ہوئے دنگا کر
کے پار دیکھنے لگی۔ پھر بولی کہ کیا تمہیں پرانی سوچ کی مہریں محسوس
ہو جاتی ہیں؟
”یہ تم دیکھ رہی ہو۔“
”تم نے کیسے معلوم کیا نہیں ہی سوچ کے ذریعے بول رہی ہو۔“
”فریڈا زونو تھی اور سونیا میرے دماغ میں آنے سے پہلے
کو ڈور ڈور ڈہرتے ہیں اور وہ کوئی دیکھیں معلوم نہیں ہیں۔“
”ان کے علاوہ کوئی اور بھی خیال خوانی کے ذریعے آ سکتا ہے۔ تم
نے مجھے کیسے تاڑا لیا؟“

نی الحال کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ شاپ پیار
ہے۔ اس کا جہاں آ رہی ذات میں محدود رہنے والا آدمی ہے۔ وہ
خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتا۔ اور ایک خیال خوانی کرنے والی جو جو
ہے جو بہت ہی محسوس ہے وہ میرے دماغ میں آتی تو میں اسے
پہچان لیتا۔ مہراں میں نے تمہیں پہچان لیا۔“
پوری نے اس ہونل کے سامنے گاڑی روک دی جہاں میرا
قیام تھا۔ غلام شکر یہ ادا کرتے ہوئے گاڑی سے اتر گیا۔ پوری مورینا
کو لے کر ملی گئی۔ غلام میرے کمرے میں آیا۔ مجھے دیکھتے ہی کے ٹپ
کھٹنے ٹیکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کہ خبردار اسید صے کھڑے رہو۔

مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی پوری کوں ہے اور فریڈا کی مشین
کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ
میں پینچنا چاہا پوری کو جیسے ہی برائی سوچ کی لہر کا احساس ہوا اس نے
پوچھا کیوں ہے؟
مورینا نے سوچ کے ذریعے کہا کہ دوست ہوں دشمن نہیں۔“
یاد می نے بنے ہوئے کہا کہ جب دوست ہو اور پاس بیٹھی
ہوئی ہو تو زبان سے کھٹ کر دو۔“

مورینا جھینپ گئی۔ اس سے نظریں ہڑاتے ہوئے دنگا کر
کے پار دیکھنے لگی۔ پھر بولی کہ کیا تمہیں پرانی سوچ کی مہریں محسوس
ہو جاتی ہیں؟
”یہ تم دیکھ رہی ہو۔“
”تم نے کیسے معلوم کیا نہیں ہی سوچ کے ذریعے بول رہی ہو۔“
”فریڈا زونو تھی اور سونیا میرے دماغ میں آنے سے پہلے
کو ڈور ڈور ڈہرتے ہیں اور وہ کوئی دیکھیں معلوم نہیں ہیں۔“
”ان کے علاوہ کوئی اور بھی خیال خوانی کے ذریعے آ سکتا ہے۔ تم
نے مجھے کیسے تاڑا لیا؟“

نی الحال کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ شاپ پیار
ہے۔ اس کا جہاں آ رہی ذات میں محدود رہنے والا آدمی ہے۔ وہ
خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتا۔ اور ایک خیال خوانی کرنے والی جو جو
ہے جو بہت ہی محسوس ہے وہ میرے دماغ میں آتی تو میں اسے
پہچان لیتا۔ مہراں میں نے تمہیں پہچان لیا۔“
پوری نے اس ہونل کے سامنے گاڑی روک دی جہاں میرا
قیام تھا۔ غلام شکر یہ ادا کرتے ہوئے گاڑی سے اتر گیا۔ پوری مورینا
کو لے کر ملی گئی۔ غلام میرے کمرے میں آیا۔ مجھے دیکھتے ہی کے ٹپ
کھٹنے ٹیکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کہ خبردار اسید صے کھڑے رہو۔

مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی پوری کوں ہے اور فریڈا کی مشین
کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ
میں پینچنا چاہا پوری کو جیسے ہی برائی سوچ کی لہر کا احساس ہوا اس نے
پوچھا کیوں ہے؟
مورینا نے سوچ کے ذریعے کہا کہ دوست ہوں دشمن نہیں۔“
یاد می نے بنے ہوئے کہا کہ جب دوست ہو اور پاس بیٹھی
ہوئی ہو تو زبان سے کھٹ کر دو۔“

مورینا جھینپ گئی۔ اس سے نظریں ہڑاتے ہوئے دنگا کر
کے پار دیکھنے لگی۔ پھر بولی کہ کیا تمہیں پرانی سوچ کی مہریں محسوس
ہو جاتی ہیں؟
”یہ تم دیکھ رہی ہو۔“
”تم نے کیسے معلوم کیا نہیں ہی سوچ کے ذریعے بول رہی ہو۔“
”فریڈا زونو تھی اور سونیا میرے دماغ میں آنے سے پہلے
کو ڈور ڈور ڈہرتے ہیں اور وہ کوئی دیکھیں معلوم نہیں ہیں۔“
”ان کے علاوہ کوئی اور بھی خیال خوانی کے ذریعے آ سکتا ہے۔ تم
نے مجھے کیسے تاڑا لیا؟“

نی الحال کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ شاپ پیار
ہے۔ اس کا جہاں آ رہی ذات میں محدود رہنے والا آدمی ہے۔ وہ
خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتا۔ اور ایک خیال خوانی کرنے والی جو جو
ہے جو بہت ہی محسوس ہے وہ میرے دماغ میں آتی تو میں اسے
پہچان لیتا۔ مہراں میں نے تمہیں پہچان لیا۔“
پوری نے اس ہونل کے سامنے گاڑی روک دی جہاں میرا
قیام تھا۔ غلام شکر یہ ادا کرتے ہوئے گاڑی سے اتر گیا۔ پوری مورینا
کو لے کر ملی گئی۔ غلام میرے کمرے میں آیا۔ مجھے دیکھتے ہی کے ٹپ
کھٹنے ٹیکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کہ خبردار اسید صے کھڑے رہو۔

مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی پوری کوں ہے اور فریڈا کی مشین
کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ
میں پینچنا چاہا پوری کو جیسے ہی برائی سوچ کی لہر کا احساس ہوا اس نے
پوچھا کیوں ہے؟
مورینا نے سوچ کے ذریعے کہا کہ دوست ہوں دشمن نہیں۔“
یاد می نے بنے ہوئے کہا کہ جب دوست ہو اور پاس بیٹھی
ہوئی ہو تو زبان سے کھٹ کر دو۔“

مورینا جھینپ گئی۔ اس سے نظریں ہڑاتے ہوئے دنگا کر
کے پار دیکھنے لگی۔ پھر بولی کہ کیا تمہیں پرانی سوچ کی مہریں محسوس
ہو جاتی ہیں؟
”یہ تم دیکھ رہی ہو۔“
”تم نے کیسے معلوم کیا نہیں ہی سوچ کے ذریعے بول رہی ہو۔“
”فریڈا زونو تھی اور سونیا میرے دماغ میں آنے سے پہلے
کو ڈور ڈور ڈہرتے ہیں اور وہ کوئی دیکھیں معلوم نہیں ہیں۔“
”ان کے علاوہ کوئی اور بھی خیال خوانی کے ذریعے آ سکتا ہے۔ تم
نے مجھے کیسے تاڑا لیا؟“

نی الحال کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ شاپ پیار
ہے۔ اس کا جہاں آ رہی ذات میں محدود رہنے والا آدمی ہے۔ وہ
خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتا۔ اور ایک خیال خوانی کرنے والی جو جو
ہے جو بہت ہی محسوس ہے وہ میرے دماغ میں آتی تو میں اسے
پہچان لیتا۔ مہراں میں نے تمہیں پہچان لیا۔“
پوری نے اس ہونل کے سامنے گاڑی روک دی جہاں میرا
قیام تھا۔ غلام شکر یہ ادا کرتے ہوئے گاڑی سے اتر گیا۔ پوری مورینا
کو لے کر ملی گئی۔ غلام میرے کمرے میں آیا۔ مجھے دیکھتے ہی کے ٹپ
کھٹنے ٹیکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کہ خبردار اسید صے کھڑے رہو۔

تم مسلمان ہو۔ خدا کے سامنے جھکتے ہو گیسو کسی انسان کے سامنے نہ جھکتا؟

اس نے سر کو جھکا لیا۔ ادب سے کھڑا رہا۔ میں نے پوچھا۔
"کیا اسی طرح کھڑے رہو گے؟ میں تمہیں پیچھے ہی کھینچا چکا ہوں۔ تم میرے غلام نہیں ہو۔ میاں آؤ اور بستر پر لیٹ جاؤ۔"
اس نے شہید جراتی سے مجھے دیکھا۔ پھر کہا "کیا میں آپ کے ساتھ بستر پر لیٹ جاؤں؟"

میں نے پوچھا "کیا مورد و ایاز ایک صفت میں نماز نہیں پڑھتے تھے؟ کیا وہ مسلمان ایک بستر پر سوئیں گے؟"
"میرے آقا آپ بہت کریم ہیں۔"
"ایک بات یاد رکھو۔ آئندہ کبھی میری تعریف نہ کرنا۔"
"میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔"
"فرور پوچھو۔"

"آپ کا کوئی ملازم تو ہوگا؟"

"میرے تو جوں میں دنیا کی ساری دولت ہے لیکن میرا ایک بھی ملازم نہیں ہے کیونکہ میں کسی انسان کو اپنے سے کتر نہیں سمجھتا۔ میں تمہیں کوئی حکم دوں گا اور تم اس کی تعمیل کرو گے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تمہارا آقا اور تم میرے ملازم ہو۔ میں ایک دوست بن کر تم سے کوئی کام کرنے کے لیے کموں گا اور تم سے کرو گے۔ اس لیے کرو گے کہ میں عمر میں تم سے بڑا ہوں۔ تجربے میں بڑا ہوں۔ صلاحیتوں میں بڑا ہوں۔ تمہارا فرض ہے میری بات ماننے نہ ہو۔ میرا حکم کی تعمیل کرتے رہو اور میرا فرض ہے کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ بہلا دیتا ہوں۔ بلنے کی کوشش کروں۔"

وہ میرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ جب نظریں ملتیں تو عقیدت سے لگا ہنسی بھرا لیتا تھا۔ میں نے کہا "اب وقت ضائع نہ کرو۔ بیچ ہونے والی ہے۔ تمہیں تھوڑی سی نیند پوری کرنا ہے۔ پھر آج صبح میں مصروف رہنا ہے۔ چلو بستر پر آ کر لیٹ جاؤ۔" وہ بہت جھومر ہو کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا بستر کے سرے پر جھپکتے ہوئے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا "میں نے تمہارا دعا کے ساتھ کوئی پرائی سوچ کی لہروں کے لیے لاک کر دیا ہے۔ صرف میری سوچ کی لہر تم قبول کر سکتے ہو۔"

میں نے اسے خیال خواتی کے ذریعے بستر پر لٹا دیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ میں نے اس کے داغ کو ہر ایت دی کر وہ آٹھ بجے تک سو تا رہے گا۔ پھر آٹھ بجھ جائے گی میں نے تھوڑی دیر میں ہی اسے سلا دیا۔ پھر خود آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند کیں۔ داغ کو ہدایات دیں۔ اس طرح صبح آٹھ بجے تک سونے کا راز کر کے لڑی نیند میں ڈوب گیا۔ اور صبح پانچ بجے تک کلب گئی تھی۔

ہمارے لیے ایک سہیلی کا پتہ موجود تھا۔ دو سہیلیوں کا پتہ فرنا تھا لیا تھا لیکن وہ سے کے مطابق صبح ہونے سے پہلے داپے پہنچا چکا تھا لہذا دوسرا بھی ہمارے لیے موجود تھا۔

وہاں میں نے اور پوری نے فرزند غرضی نام اختیار کیا تھا اور کے مطابق کنگ فرنا ڈولے وہ نام غلام کلب میں درج کر لیا تھے۔ اس نے دونوں سہیلیوں کو عارضی طور پر ہمارے نام دیا تھا۔ اس سلسلے کے تمام کاغذات میرے اور پوری کے پاس تھے۔ پوری نے اپنے کاغذات دکھائے تو اسے جملے کی اجازت مل گئی۔ مورنیا نے پوری کے ساتھ آٹھ لاکھ پانچ سو بیس تھپتھے ہوئے لاکھ لیا۔ اسے اڑا سکتی ہو؟

وہ ہنستے ہوئے بولی "اگر نانا اسکی تو ہم دونوں گر پڑیں گی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا؟"
"ایسی بات نہ کرو مجھے ڈر لگتا ہے۔ میں ابھی زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا تمہیں زندگی سے بہت پیار ہے؟"
"اپنی زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا۔"

"میتھی بیٹی جانتے والوں کو اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو زیادہ دیکھی نہیں ہوتی۔ یہ بات ہمارے دو ماٹوں میں اٹل ہوتی ہے کہ کاتب تقدیر نے ہمارے نام جتنی لکھ دی ہے، ہم اس لیے تک فرور نہیں گے۔ اس سے پہلے موت بھی نہیں مارنے کی۔"

جب بیٹی کا پتہ فرنا میں بند ہو گیا تو پوری نے لیسو پر شاگرد کنگ فرنا نڈو کے مخصوص قبر ڈالنے کے فرنا نڈو اس نمبر پر خالی لوگوں سے باہر کرنا تھا۔ اس وقت صبح کے پانچ بجے تھے۔ گہری نیند میں تھا۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ آنکھ نہیں چاہتا تھا۔ آخر اس نے سمجھا کہ لڑی لیسو پر شاگرد چھو رہا ہے۔ کون ہے؟ کیا یہ کوئی فون کرنے کا وقت ہے؟

"اگر ایسے وقت فرنا فون کرے تو؟"
وہ ہل ہل کر اٹھ بیٹھا۔ پھر بولا "لیکن آواز تو کسی دو فون کی لگ رہی ہے؟"
"میں فراد کی وی گول فریڈ ہوں جس کا ذکر وہ تم سے کہ چکا ہے۔"
"اچھا تو پوری ہو؟"
"میں بس امریکا کے ساتھ آ رہی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "کیا بس امریکا میرے ہاں آ رہی ہے؟"
"ہاں سگروہ دوسرے کی امانت ہے تیرا خراب نہ کرنا۔ فراد خداید ہی نیند میں ہیں۔ برآمد ہونے کے بعد تمہیں بتائیں گے کہ مورنیا ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہم اسے چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں لہذا اس سلسلے میں تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

• فراد کے لیے جان حاصر ہے۔ میں تم دونوں کو خوش آمدید بنا ہوں۔ میں اسے اچھی طرح چھپا کر رکھوں گا۔ کوئی اس کی پرچھائی بھی نہیں دیکھے گا۔ ابھی ایک گاڑی فلائنگ کلب بیچ رہا ہوں۔"

• تم کہے ہو مورنیا پر کسی کی نظر نہیں پڑے گی لیکن ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ ہے۔ کیا وہ ہمیں نہیں دیکھے گی؟
وہ مسک کر بولا "میری رہائش گاہ دس ہزار گز کے رقبے پر چھٹی ہوئی ہے۔ میری سرحد کے بغیر رہائش گاہ کے ایک حصے کی غیر دوسرے حصے تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایجنسی گہری نیند میں ہے۔ تم دونوں میاں آؤ گی تو اسے فیر نہیں ہوگی۔ اطمینان رکھو۔ میں فراد کو شایستگی کا موقع نہیں دوں گا۔"

• ادھر شہار پر کا باقاعدہ علاج ہوا تھا۔ رات بھر میں طبیعت سنبھل گئی تھی۔ دو دنوں کے زبردست اتر دکھا تھا۔ صبح ہوتے ہوتے وہ خیال خواتی کے قابل ہو گیا تھا۔ ہیرام لنگولی ہر دو چار گھنٹے بعد اس کی غیریت دریافت کرتا تھا۔ جس اس نے کہا "ٹرانسپیر ہند کر دو۔ میں سوچ کے ذریعے بات کر سکتا ہوں۔"

اس نے داغ میں آنے کی جگہ دی۔ خوش ہو کر پوچھا "کیا تم چلنے پھرنے کے قابل ہو؟"

"کسی حد تک چل چکر سکتا ہوں۔ جہاں تک زوری محسوس کر رہا ہوں۔"

لینا سفر نہیں کر سکتی گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ فوراً کاغذ قلم کے پیشہ اور مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ پوری تفصیل سے لکھ دو۔"

میں لکھ رہا ہوں لیکن یہ تحریر بہت اہم ہوگی۔ تمہارے پاس کون پہنچائے گا؟"

"لکھنے کے بعد داغی رابطہ قائم کرو۔ پھر سناؤں گا۔"
وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے پاس آ گیا۔ پھر کسی پر بیٹھ کر کاغذ قلم سنبھال کر لکھنے لگا۔ میں اور غلام ہانی ٹھیک آٹھ بجے بیٹھ کر بیٹھے۔ میں نے ہاتھ رو میں جانے سے قبل شہار کی ضرورت معلوم کی۔ اس وقت وہ لکھنے میں مصروف تھا۔ میں نے کہا "غلام ہانی! میری پتلون کی جیب میں وہ کاغذات ہیں جن پر مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھا ہوا ہے۔ فوراً لے آؤ۔"
وہ میری جیب سے کاغذات نکال کر لے آیا۔ میں نے کہا

"مجھے فراد پر ہوگی تم ہاتھ رو جا سکتے ہو۔"
میں کبھی شہار پر کے داغ میں جاتا تھا کبھی حاضر داغ ہو کر اپنے کلبے ہونے کاغذات کو پڑھتا رہتا تھا۔ وہ بالکل اسی طرح لکھتا جاتا تھا لیکن ایک آدھ جگہ خامیاں بھی چھوڑتا جا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے۔ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ ابھی طرح بلانے کے باوجود ایک آدھ جگہ غلطی کیسے کر رہا ہے؟

میں نے اس کے خوابیدہ داغ پر تنوکی مل کیا تھا۔ یہ بات اسے یاد نہیں رہی تھی۔ میں نے اس کے داغ میں جو کچھ نقش کیا تھا وہ اسی کے مطابق نانا ایشی میں مل کر تاجا رہا تھا۔

میں نے وہ کاغذات اپنی جیب میں رکھ لیے شہار پر پوری تفصیل لکھنے کے بعد ہیرام سے رابطہ قائم کرنے والا تھا اور ابھی یہ طے پانے والا تھا کہ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ جن کاغذات پر لکھا ہوا ہے، وہ کاغذات ہیرام تک کس طرح پہنچائے جائیں گے اور یہ بہت اہم بات تھی۔

میں شہار پر کے داغ میں تھا اور وہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھنے کے بعد اس نے خیال خواتی کی پرواز کی۔ ہیرام نے پہلے تو ساساں روک لی پھر پوچھا "کون ہے؟" میں شہار پر ہوں۔ میں نے لکھ لیا ہے لیکن بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔"

وہ آواز سے بولا "تم عورتوں سے کبھی لگے گا رہے ہو؟"

شہار پر نے ہنسی آواز سے جواب دیا "مجھے لطف نہ دو میں کچھلے چوبیس گھنٹوں سے بخار میں مبتلا رہا ہوں۔ تم خود غرض ہو مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جھگڑے رہے۔ تمہیں صرف مشین کی فکر تھی۔ میرے علاج کی فکر نہیں تھی۔"

"بحث نہ کرو۔ اس طرح آپس میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔"

"میں بھی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ آرام سے جا کر لیٹنا چاہتا ہوں۔"

بولو یہ کاغذ کس کے حوالے کیا جائے؟"

"میں کسی پر بھروسہ نہیں کروں گا۔ جو سکتا ہے دشمن ہماری ناک میں ہوں تمہاری نگرانی کر رہے ہوں۔ وہاں سے جو بھی تمہیں نکلے گا اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ میں ایسی جگہ ہوں جہاں کسی کو پہنچنے کا موقع نہیں دوں گا۔ لہذا تم وہ کاغذ پڑھ کر سناؤ۔ میں مشتاجاؤں گا اور رکھتا جاؤں گا۔"

میں نے ایک گہری سانس لی میں یہ بھول گیا تھا کہ جو طریقہ میں نے غلام ہانی کے ساتھ اختیار کیا تھا یعنی وہ پڑھ رہا تھا اور میں لکھ رہا تھا۔ یہی طریقہ دشمن بھی اختیار کر سکتا ہے۔ میری یہ خوش فہمی ختم ہوئی کہ کسی شخص کے ذریعے میں اس کے خفیہ آفسے تک پہنچ سکتا ہوں۔

میں سوچ میں پڑ گیا۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ اس طرح ہم کبھی ہیرام تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ پتا نہیں کجوت مشین کے ساتھ کہاں چھپا بیٹھا ہے۔ جب تک اپنے داغ میں ٹیلی پیج کی صلاحیتیں منتقل نہیں کرانے گا وہاں سے نہیں نکلے گا۔

اگر میں اس تحریر کے ذریعے نہ پہنچاؤں تو آئندہ شہار پر کے ذریعے پہنچ سکتا تھا کیونکہ شہار پر کے داغ سے ٹیلی پیجی اس کے

دماغ میں منتقل ہونے والی تھی۔ تیسرا ذریعہ مورینا تھی۔ مورینا کے ذریعے بھی جی عمل ہو سکتا تھا۔ جس طرح میں اس تحریر کے مسئلے میں ناکام ہو رہا تھا۔ ہو سکتا تھا آئندہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ ہو سکتا ہے شارپر کو بے ہوش کرنے کے بعد بہرام گنگولی کے پاس پہنچایا جاتا تھا۔ میں شارپر کی منتقلی کے دوران اس کے غنیمت ڈسے ملک نہیں بیخ کن سکتا تھا۔

ہم مورینا کی حفاظت کر رہے تھے لیکن آنے والے حالات کیا ہوں گے؟ یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا۔ صرف اندازہ کیا جا سکتا تھا۔ میں گنگولی کے ذہن سے بے درپے ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا۔ ایک تو اتنی جلد وہ جس کے بعد میں ہمت سے نکل گیا تھی۔ دوسرے ہمارا بیٹا پاس اسرار میں پھنسا دیا گیا تھا۔ ان ناکامیوں کے پیش نظر میں مناسب وقت کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔

شارپر ابھی گنگولی کے پاس لے رہا تھا اور بڑی مشکل سے خیال خزانہ لگتا ہوا وہ تحریر پڑھ کر رہا تھا۔ ابھی اس نے ایک ہی حصہ سنایا تھا کہ میں نے اسے اور گنگولی کے پاس لے کر بیٹھ کر دیکھا۔ وہ نہ نکال سا ہو کر میز پر جھک گیا۔ بہرام نے پوچھا: "خاموش کیوں ہو گئے۔ کھولتے کیوں نہیں؟"

"میں محسوس کر رہا ہوں زیادہ درخشاں خزانہ نہیں کھول سکوں گا۔ بہت تھک گیا ہوں۔ جسم کے ساتھ ساتھ دماغ بھی کمزور ہو رہا ہے۔" وہ پریشان ہو کر بولا: "تو اسے تم کو ہی نہ جاؤ۔ کسی طرف یہ طریقہ کھو دو۔"

"یو ڈشٹ آپ۔ تم بہت خود غرض ہو۔ میں جا رہا ہوں بستر تک جانا بھی میرے لیے دوپہر ہو رہی ہے۔"

میں نے شارپر کو وہاں سے اٹھا دیا وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار کا اور لاڑی کا سامنا کرتا ہوا بستر تک آیا۔ پھر میرے دم سا ہو کر گر پڑا۔ ایسی حالت میں دماغی رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ میں جا رہا تھا اور بہرام گنگولی بڑھے پستی سے انتظار کر رہا ہو گا اور میں بیٹھتا ہوں۔ منجھلا ہو گا۔ میں نے اس کے دماغ میں بیخ کن کرنا ہی طرح گنگولی کے ساتھ میں لیتے ہوئے کہا: "بہرام! دریا انتظار کرو۔ میں اپنے آپ کو بیٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

وہ ذرا نرم پڑ کر بولا: "اچھی بات ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ تمہارے پاس جو دوامی رکھی ہیں، ان میں استعمال کرو۔ جس قدر توفانی محسوس کرو گے۔"

میں اس کے دماغ سے لگیا۔ شارپر واقعی کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ میں نے اسے کچھ اور کمزور بنا دیا تھا کہ تحریر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہونے پلے۔ میں چاہتا تو اسے دوامی استعمال نہ کرنے دیتا لیکن ابھی اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس

مکان کے دوسرے کمرے میں وہ لوگ موجود تھے جو شارپر کے یہاں لائے تھے۔ میں بہت پہلے ہی ان سب کے دماغوں پر جگہ بنا چکا تھا۔ ان میں سے ایک نے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ اشارہ ہو سکتا تھا وہ اسے آپریٹ کرنے لگا۔ دوسری طرف بہرام گنگولی کو قرار نہیں تھا وہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے پوچھ رہا تھا: "شارپر کی طبیعت کیسی ہے؟"

"باس! اہم کھڑکی سے جھانک کر دیکھتے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے وہ میز پر جھکا ہوا کچھ رکھا رہا تھا۔ اب بستر پر گر پڑا ہے۔"

"فرا آکرے میں جاؤ اور اسے دوامی کھلاؤ۔"

"ہم نے دیکھا ہے وہ ابھی دوامی استعمال کر رہا تھا۔"

"اب کیا کر رہا ہے؟"

"آنکھیں بند کیے پڑا ہوا ہے۔"

"اس کے پاس جاؤ اور پوچھو کیا بات کرنے کے قابل ہے؟"

"وہ ٹرانسمیٹر پر شارپر کے پاس آیا۔ اسے آواز دی۔ شارپر نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر چلتے ہوئے بولا: "باس"

"تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"اس نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیا۔ پھر کہا: "بہرام! میری حالت"

"بہت خراب ہے۔ میں ابھی کھولتا ہوں۔ تم بہت بے چین ہو تو اپنے آدمی سے کہو، وہ ٹرانسمیٹر منے رکھ کر پڑتا ہے اور دماغ ختم رہتا ہے۔"

"بہرام نے کہا: "میں نہیں چاہتا، کوئی اس کا فذ کو پڑے اور مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ یاد کرے۔ وہ کاغذ کہاں ہے؟"

"میز پر پڑا ہوا ہے۔"

"اوہ! شارپر بڑھم بہت بے پروا ہو۔ اتنی اہم چیز وہاں چھوڑ رکھی ہے۔"

"میرا جان پر یعنی ہوتی ہے۔ اب میں اپنے سوا کسی کی پروا نہیں کر سکتا۔"

"میرے آدمیوں سے کوئی چیز سے کاغذ کو اٹھائیں، اسے پڑھے بغیر نہ کریں اور تمہاری جیب میں لاکر رکھ دیں۔"

"شارپر نے یہی حکم دیا۔ ٹرانسمیٹر لائے میز پر سے کاغذ کو اٹھا کر پوکھا پھر اس کی جیب میں لاکر رکھ دیا۔"

"شارپر نے کہا: "یہ کاغذ میری جیب میں آگیا ہے۔"

"فرا آؤ ٹیک! مجھے آدمی کرنے دو ورنہ کام بگڑ جائے گا اور آج اور زیادہ کمزور ہو جائے گا پھر میں خیال خزانہ نہیں کھول سکتا۔"

"ہے مہا کا! میں اپنے لیبوں سے لڑا ہوں۔ تجھے خوش کرنے کے لیے انسانوں کی جی دے رہا ہوں پھر بھی یہی نہیں بیٹھی"

"ہاں مجھے دور ہونا چاہیے۔ سنو شارپر! میں زیادہ سے زیادہ آدمی گھنٹے کا وقت دیتا ہوں۔ آرام کرو اور میرے دماغ میں آکر وہ طریقہ کھو دو۔"

"رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ شخص ٹرانسمیٹر لے کر کمرے سے چلا گیا۔"

"شارپر نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے اسے تھک تھک کر آگے کھینچنے کے لیے سلا دیا۔ میں اس آدمی سے گھنٹے میں غلغلے سے فارغ ہو کر باس تبدیل کرنے کے بعد غلام کے ساتھ نکل پڑا۔ غلام نے لاکر اسٹیزنگ سیٹ نبھالی۔ میں نے اسے فلائنگ کلب چلنے کے لیے کہا۔ پھر روشنی کو خاموش کیا۔ وہ تل ابیب میں اپنے بیٹے کے ساتھ آئی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: "تعمین! اطمینان ہونا چاہیے۔ بیٹا خیر ہے۔"

"سب سے اٹھنے جا چا تو اسے فلائنگ خراش نہیں آنے کی تم گھنٹے دو گھنٹے کے لیے بیٹھ کر چھوڑ دو۔"

"کیا کام ہے؟"

"میں اسی کا پڑ میں پانکٹ کی سیٹ پر رہوں گا۔ ایسے میں خیال خزانہ نہیں کر سکتا۔ تم شارپر کے پاس رہو۔ وہاں پوچھ کر رہنا ہے۔"

"مجھے اس سے باخبر رکھو۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے وہاں کے حالات بتاؤ۔"

"میں اسے تمام حالات بتانے لگا۔ اس نے سننے کے بعد کہا: "پہلے میں شیبہ کے پاس جا رہی ہوں۔ اسے پارک کے پاس بھیجوں گی پھر میں شارپر کے پاس جاؤں گی۔"

"وہ چلی گئی۔ میں نے پوری حالت معلوم کیے۔ وہ فرنانڈو کے پاس آرام سے تھی۔ میں نے کہا: "میں شاید دو گھنٹے میں خیال خزانہ نکال سکوں۔ کوئی ضروری بات ہو تو مورینا سے کہنا، مجھ سے دماغی رابطہ قائم کرے۔"

"بہرام فلائنگ کلب پہنچ گئے۔ وہاں میں نے ضروری کاغذات دکھائے۔ کچھ ضروری کاغذی کاروائیاں ہوئیں پھر مجھے وہی کا پڑ لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ دس منٹ بعد ہی ہم اس میں پر دراز کر رہے تھے۔ میں غلام کی کوہیل کا پڑ کے اندرونی نظام کے متعلق بتا جا رہا تھا اور یہ بھی سمجھا جا رہا تھا کہ کس طرف لے پانکٹ کا سیٹ پر آکر پرواز کرنا چاہیے۔"

"آدمی گھنٹے بعد روشنی لے گیا۔ فرا! اس مشین کو آپریٹ کرنے کا جو طریقہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا، وہ کاغذ شارپر کی جیب میں نہیں ہے۔"

"وفاقت سے بتاؤ۔"

"جیب شارپر زمین سے پیدا ہوا تو ایک ڈاکٹر اس کے حملنے کے لیے آیا تھا۔ میں ایسے وقت موجود تھی۔ ڈاکٹر اسٹیٹس کاپ کے ذریعے اس کے سینے پر ادھر سے ادھر ہاتھ کر کے معائنہ کر رہا

"تھا۔ اسی وقت اس نے بڑی صفائی سے کاغذ نکال لیا۔ خارپر کو شاید پتہ نہ چلتا لیکن میں نے اس کے دماغ میں رکھ کر یہ حرکت دیکھ لی۔"

"میں نے کہا: "اس کا مطلب ہے وہ ڈاکٹر نہیں بلکہ بہرام کا بھیجا ہوا آدمی تھا۔"

"یہی بات ہے۔ وہ گونگا بنا ہوا تھا جبکہ ڈاکٹر مریضوں سے ان کی حالت پوچھتے ہیں۔ کچھ نہیں کہتے ہیں۔ تمہیں دیتے ہیں لیکن وہ زبان نہیں کھول رہا تھا۔ جب اس نے شارپر کی جیب سے وہ کاغذ نکالا اور اپنی جیب میں رکھنے لگا تو شارپر نے بڑی مرضی کے مطابق اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پوچھنے لگا: "تم کو ہونے میری جیب سے وہ کاغذ کیوں نکالا ہے؟"

"ڈاکٹر نے اشارے سے جیب رہنے کے لیے کہا۔ پھر اپنی جیب سے ایک برقی نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ شارپر نے لے کر پڑھا۔ میں نے اس کے ذریعے معلوم کیا کاغذ پر ٹاپ کی ہوئی تحریر تھی اور وہ تحریر بہرام کی طرف سے تھی۔ اس نے کہا: "تھا۔ یہ میرا خام آدمی ہے اسے کاغذ لے جانے دو۔ بولنے پر مجبور مت کرو۔"

"تحریر کے نیچے بہرام کا نام لکھا ہوا تھا۔ شارپر نے جھلکی سے اٹھ کر دوسروں کو آواز دیں اور ڈاکٹر کا گریبان پکڑ کر پوچھا۔

"میں کیسے یقین کروں اسے بہرام نے لکھا ہے۔ دوسرے کمرے سے بہرام کے آؤ کار دوڑتے ہوئے آئے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر شارپر کی جیب سے ایک کاغذ نکال کر جا رہا ہے تو انہوں نے اسے ریو ایڈ کے نشانی پر رکھ لیا۔ اس نے ٹاپ اور پڑھو نکال کر ایک شخص کو دی۔ اس میں پیغام لکھا ہوا تھا: "اگر بڑھاپے تو مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرو۔"

"رسو تھی نے مجھ سے کہا: "اب وہ ٹرانسمیٹر پر گنٹو کر رہا ہے۔"

"ڈاکٹر گونگا بنا ہوا ہے اور وہ کاغذ لے جائے گا۔ میں اس کا تعاقب کسی طرح کر سکتی ہوں۔"

"تم نے وہاں کتنے آدمیوں کی آواز کی تھی؟"

"دوسرے کمرے سے آنے والے وہ آدمی بول رہے تھے۔"

"ایک کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اسے باہر لے جاؤ۔ اگر ڈاکٹر کسی گاڑی میں آگیا ہے تو جو بوری بے کاغذ لے جانے دو۔ صرف گاڑی کا رنگ اس کا ڈالو اور اس کا نمبر یاد کر لو۔ میں ایک گھنٹے بعد آتی ہونگی۔"

"میں نے اس کے متعلق کچھ معلوم کر سکا۔"

"وہ ایک شخص کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ اسے کمرے سے باہر لے گئی۔ وہ مکان کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا برفی دروازے پر آیا۔ باہر گئی میں کچھ کھیل رہے تھے۔ رسو تھی اس کے ذریعے دیکھ

رہی تھی۔ ایک تجربہ بہت شرمزینہ تھا۔ اچانک اسے ایک تندرستی ہوئی اس نے اس آدمی کے ذریعے اس پتے کو مخاطب کیا۔ تجربہ بات کرنے لگا۔ روستی نے فوراً ہی اس شخص کو واپس مکان میں پہنچا دیا اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جایا۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھا اور یہ سمجھ رہا تھا جیسے وہ اپنی مرضی سے گیا تھا اور وہ اسے واپس آلیا۔

اور شہر پر کے آس پاس پھر ادینے والے لوگ ایسا کرنے آئے تھے۔ کبھی مکان کے باہر جا کر دور دور تک دیکھتے تھے پھر اندر آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ ان کی ڈیوٹی تھی لہذا اس شخص کو شبہ نہیں ہو کر کسی شبہی ہستی والے نے اسے اندر سے باہر اور پھر باہر سے اندر پہنچا دیا۔

روستی اس پتے کے دماغ میں پہنچ گئی اسے گاڑی کی پچھل سیٹ پر پہنچا دیا اور وازے کو اندر سے بند کیا۔ اس پتے کو دونوں سیٹوں کے درمیان پھپ کر رہنے پر مجبور کیا۔ وہ کوئی دس برس کا بچہ تھا۔ عادتاً تہمت شہر تھا۔ اسے یہ پچھانک رہا تھا۔ اُدھر ٹرانسپیر کے ذریعے تعہد لیا ہو گیا تھی کہ ہر ام گنگولی نے اس جسی ڈاکٹر کو اس مقصد کے لیے بھیجا ہے لہذا اسے کاغذ سے جانے دیا جائے وہ ڈاکٹر اپنی کارڈ اسٹریٹنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ درد نے کو بند کیا۔ پھر اسے اشارت کرنے کے بعد تیز رفتاری سے ڈاکٹر کو تار چلا گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔ بچہ سر اٹھا کر دیکھنا چاہتا تھا لیکن روستی نے ایسا نہیں کرنے دیا ڈراور بند ہی اس جسی ڈاکٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سیکورٹی سائنٹ گائی کاننگ سیدہ ہیوسٹن سائنٹ گائی کاننگ

روستی کو معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر اس پتے پر گنگولی ہو رہی ہے۔ وہ اب جسی ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ گئی تھی لیکن پتے کے پاس رہی۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آٹھ گریٹ پر بیٹھ جائے گا یا کوئی شرارت کرنے لگا۔ اس جسی ڈاکٹر کو دوسری طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا وہ پھر کہہ رہا تھا: "ہیلو، ہیلو، ہیلو، انڈیشی کی بات نہیں ہے۔ میں نے ایک دراز زبان میں کہوں کسی نے میری آواز نہیں سنی۔ سنی کہ کھلنے اور کھانکے لے کر آواز بھی کوئی نہیں سن سکا۔ پہلے اندیشہ تھا کہ شہر پہنچی جانے والے ان پہرے داروں کے دماغوں میں سے ہوسکتے ہیں جو شہر پر کے آس پاس ہیں لیکن ان میں سے کسی نے مجھے بولنے پر مجبور نہیں کیا اور میں عقب نما آیتے میں دیکھ رہا ہوں کوئی گاڑی میرے تعاقب میں نہیں ہے"

اس نے با بار یقین دلانے کے بعد پوچھا: "مجھے بتایا جائے اس کاغذ کو کہاں پہنچانا ہے؟"

کمر رہی تھی۔ اوٹا و اساتو تھا، اسٹریٹ نمبر تھری فور میں جاؤا لیے گرین بنگلو کا دروازہ کھلا ہوگا۔ دیش آل"

رابطہ قائم ہو گیا۔ روستی اس پتے کو چھوڑ کر ڈاکٹر کے میں پہنچ گئی۔ وہ گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا ابھی کی پیچیدہ گھوڑوں سے کر پڑی شاہراہ پر پہنچ رہا تھا۔ دوسری گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں اس کے گردنے کے لیے گنگولی میں ملا تھا۔ آدھروہ پتے سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر نے دروازہ کھلے آواز سنی لیکن روستی نے فوراً پلٹے کا موقع نہیں دیا۔ اس نے بے رحمی سے سرگما کر دیکھا۔ اس وقت تک بچہ نکل چکا تھا۔ طرف دروازہ کھل کر نظر رہا تھا۔ اس لیے جرات سے کہا: "تو بے دروازہ کی کھل گیا؟"

اس نے اٹھی سیٹ سے اٹھ کر پچھلے دیکھا کوئی نظر نہیں آیا وہ بچہ اتنی در تک کار میں سفر کرنے کی وجہ سے بہت خوش تھا اچھا لگاؤ والا ابھی جسی میں واپس جا رہا تھا۔ روستی نے ڈاکٹر کی ہم میں کہا: "تو بے دروازہ کی کھل گیا؟" وہ پچھلے دروازے کو اچھی طرح بند کر کے اپنی سیٹ پر گیا۔ گنگولی پر رہا تھا۔ گاڑی اشارت کر کے آگے بڑھ گیا۔ روستی پر پاس آکر یہ باتیں بتانے لگی۔ میں نے خوش ہو کر کہا: "تم نے ایک پتے کے ذریعے اس کا تعاقب کر کے بڑی ذہانت کا ثبوت دیا" وہ مسکاتے ہوئے بولی: "پھر انعام دو"

کیا جانتی ہو؟

مجھے اپنے بیٹے کے پاس جانے دو۔ اتنی لمبی ڈیوٹی نہیں کروں گی؟

تم بیٹے کے لیے جاؤ۔ اچھا جاؤ۔ پہلے اس عورت کے ہاتھ جو ٹرانسپیر پر جواب دے رہی تھی۔ اگرچہ پرواز کے دوران مجھے خیال خوانی تھیں کہ تم چاہتے لیکن میں چند سیکنڈ کے لیے تھک سا تھا اس کے دماغ میں پہنچ کر واپس آ جاؤں گا؟

اس نے ایسا ہی کہا۔ میں اس کے ذریعے اس عورت کے نام میں پہنچا۔ اس کے لب و لہجہ کو یاد کیا۔ پھر واپس آکر لوڈ ایک اور کرد۔ شبلیہ کے پاس جاؤ۔ اسے بھی ڈاکٹر اور اس عورت کے نام پہنچاؤ۔ پھر بولی جانا

مجھ میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں شادی شدہ ہوں۔ میں نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے۔ اس نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔ کس سال ہی پیدا ہوئے۔ پھر اس کے اندر عینا کہاں سے آئی؟

میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ میں جانتا تھا شبلیہ اس طرح دل کی گمراہیوں سے باز آؤں گا جانتی ہے اور اس کے لیے ایسی ماں بن گئی ہے جو اپنے بچے کو دنیا کا منعم ترین انسان بنانا چاہتی ہے اور یہ کارنامہ وہ میرے لیے انجام دے رہی ہے۔ تاہم میں اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کروں گا اس بات کو تسلیم کروں گا اس نے صبح معزز میں صرف مجھ سے محبت نہیں کی میرے بیٹے کو بھی پھر پلور سٹاڈی ہے۔ اب یہ بات میں روستی سے مصافحہ طور پر نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے کہا: اگر وہ پاس آؤں گے تو میں پھر پلور سٹاڈی سے ہے تو اس میں تھا رہا ہی بچلا ہے۔ تم اس بحث میں نہ پڑو۔ وہ غصے کو لے کر تھکے دو۔ اسے اتنا جاؤ دیکھا میں ایک گھنٹے کے اندر اوٹاوا پہنچنے والا ہوں۔ اس کے بعد وہاں کے معاملات خود سنبھال لوں گا۔ پھر وہ اپنے بیٹے پاس آؤں گے ساتھ لگی رہے"

اچھی بات ہے۔ جارہی ہوں؟

وہ چلی گئی۔ میں ایک گہری سانس لے کر دوسری کی طرف دیکھنے لگا۔ ہوا اوٹاوا کے قریب پہنچ رہے تھے۔ دو عدد پارکس لے کر وہاں پہنچا اور وہاں کے معاملات سنبھال لیں ان کی ماؤں نے مجھے زیادہ اچھا ہی پڑا تھا۔ روستی اپنے بیٹے کے پاس چلی گئی تھی۔ شبلیہ محبت جو رہی تھی وہی رہی ہے۔ یہ اپنے پارکس آؤں گے تو اسے اس کے غصے سے تھکے ہوئے ہوا کو دیکھ کر اس کی سانس لگنے لگی

اور نہ ہی مجھے بتانے کی کہ وہ جسی ڈاکٹر اور اس ٹرانسپیر پر بولنے والی کے پاس پہنچ کر کیا کچھ معلومات حاصل کر رہی ہے۔ وہ یہ سب کچھ نہ سنا کر بتائے گی اور مجھے سونپنا سے معلوم کرنا ہوگا۔ ہر شہر کے فلائنگ کلب میں فریڈا ڈیڈی کار میں موجود رہتی تھیں تاکہ وہاں سے آکر کسی ٹیکسی وغیرہ کا متاج نہ ہونا پڑے۔ میں نے غلام سے کہا: تم کار ڈرائیو کرو۔ میں سیکسٹی منٹا جانا ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے کچھ معلومات حاصل کر رہا ہوں؟

وہ اطمینان سے ڈرائیو کرنے لگا۔ میرے سامنے دو ٹارگٹ تھے۔ ایک جسی ڈاکٹر اور دوسری وہ عورت جس نے ڈاکٹر کو گرین بنگلو میں جمانے کی ہدایت کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عورت بھی کچھ اہمیت رکھتی ہے۔ سیکس میں پہلے ڈاکٹر کے پاس پہنچانا تاکہ اس کاغذ کے سیکس ڈیٹن کے بارے میں معلوم کر سکوں۔

وہ ڈاکٹر کو گرین بنگلو سے واپس آچکا تھا۔ وہ کاغذ کسی کے

مل کر تھی۔ اس شخص نے اسے بستی سے اٹھا کر بندھی پر پہنچا دیا تھا۔ وہ ایک نام ڈاکٹر تھی۔ وہ اپنی امراض کے علاج کے سلسلے میں اسپیشلسٹ مینس تھی۔ اس شخص نے اسے اسپیشلسٹ کی باقاعدہ سند دلوائی تھی۔ اسے وہاں کے بہت بڑے اسپتال کی لیڈی ڈاکٹر بنا دیا تھا۔ ویسے یہ سب کچھ دکھاوے کے طور پر تھا۔ اندرونی بات یہ تھی کہ اسے اس شخص کی طرف سے دس ہزار ڈالر ماہانہ ملتے تھے۔ رہائش کے لیے ایک جنگلگاہت ملا ہوا تھا۔ ایک خوبصورت سی گاڑی تھی۔ اس کے علاوہ بھی چیزیں ضرورت ہوتی وہ جلی جاتی تھی جو سلسلہ ہوتا مل جو جانا تھا اور یہ وہی شخص کرتا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا: تمہیں اپنی زندگی میں سب کچھ ملے گا کبھی مجھے دیکھنے یا میرے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو اور نہ بنی سے کسی کی طرف ایسے پھینکوں گا کہ دوسری سانس نہیں لے سکی۔ لیڈی ڈاکٹر مینس واکر کے خیالات بڑھ کر معلوم ہو رہا تھا، ہمارے متعلق یہ کوئی بڑا سراغ شخص آ رہا ہے اور ہم ایسے بڑا سراغ دشمنوں سے تنگ آ چکے تھے۔ اگر اس ٹرانسفارمیشن کا مسئلہ ہوتا اور یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اب لیکے بعد دیگرے ٹیلی ویشن چلنے والے پیدا ہوتے ہیں گے تو ہم ان سارے حالات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں کم از کم ایک طویل عرصہ سوچتی اور اپنے بچوں کے ساتھ گزارتا۔ بچوں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دیا تھا مگر دو ہو گئے تھے۔ جب ہیرام گنگولی جیسا دونوں کے جادو گر خود کو ایک سے جدا نہیں کرتا ہے تو قدرت میرے لیے ایک سے دو پتے کیوں نہ بناتی۔ انسان کی ممتا اور قدرت کی ممتا میں یہی فرق ہے وہ چہ عدد فریب نظر تھے اور میرے دو عدد زندہ جاوید حقیقت تھے۔

وہ شیخ آریٹھ کرنے والا کاغذ لیڈی ڈاکٹر کے پاس پہنچنے والا تھا اور اس کے ہاتھ سے اس بڑا سراغ شخص تک جانے والا تھا۔ میں نے لیڈی ڈاکٹر مینس واکر کے خیالات کچھ اور تو جیسے پڑھے۔ اس کے دماغ کی کچھ اور گہرائی میں اترا تو پتا چلا۔ شارب نے بس کاغذ پر شیخ کو آریٹھ کرنے کا طریقہ دکھا ہے وہ کاغذ لیڈی ڈاکٹر کے پاس نہیں پہنچے گا صرف اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی پہنچے گی اور اصل کاغذ ہیرام گنگولی کے پاس جائے گا۔ یہ کوئی چتر تھا۔ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کیوں کرانی جاری تھی اور وہ کاپی لیڈی ڈاکٹر کے پاس پہنچنے والی تھی۔ یعنی لیڈی ڈاکٹر کی پشت پر جو نامعلوم شخص تھا، وہ ہیرام گنگولی سے تعاون کر رہا تھا۔ اس کے لیے ایسے آدمی فراہم کر رہا تھا جو شارب پر کی مخالفت بھی کر سکیں اور اس کے تحریک کردہ کاغذ کو اس کے پاس پہنچا سکیں لیکن یوں تعاون کرنے کے دوران وہ نامعلوم شخص اسس کی

فوٹو اسٹیٹ کاپی اپنے پاس منگوا رہا تھا۔ اب کوئی نیا اور پیچیدہ چکر چل رہا تھا۔ میں نے سونیڈ پاس پیچ کر پوچھا: شیبکا رپورٹ سناؤ؟ تم لیڈی ڈاکٹر مینس واکر کے دماغ میں پیچ کر تم معلوم حاصل کر سکتے ہو۔ جہاں تک میرا خیال ہے تم نے اس جعلی ڈاکٹر ذریعے کچھ ٹھکانہ لیا ہے۔ شاید میرے پہنچے ہو گے۔ تمہارا خیال درست ہے کیا اس جعلی ڈاکٹر کے بارے میں کوئی اہم بات ہے؟ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ وہ گرین جنگوں گیا تھا۔ وہاں ہا شخص سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے شارب کا تحریر کردہ کاغذ کے حوالے کر دیا پھر واپس چلا گیا۔ شیبکا اس شخص کے دماغ میں بھی پہنچ گئی تھی۔ وہ کاغذ کے دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ وہاں نے فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بنائی تھیں۔ پھر اس نے اصلی تحریر کو ایک لفافے میں رکھا تھا اور اس لفافے پر یہ پتا لکھا تھا۔ مگر گنگولی تھری سیون کینیڈی ایویو نیوسونٹی ٹھی؟

میں سمجھ گیا۔ میں نے ہیرام گنگولی کے ترجمان آڈے کینیڈا میں دریافت کیے تھے ان میں سے یہ دوسرا اڈا تھا۔ نیچے ہیرام کے انتہائی خوبصورت ساحل پر ایک شہر تھا جس کا نام موسونٹی تھا۔ شہر کے کینیڈی ایویو نیوسونٹی ہاؤس تھری سیونٹی گنگولی رہتا ہے۔ اس لفافے پر لکھے ہوئے ایڈریس کے مطابق وہاں تک پہنچنا کچھ مشکل نہ تھا۔ میں نے اس کے آڈے کاروں کے ذریعے کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ موسونٹی شہر سے ذرا فاصلے پر ایک آبشار تھا۔ اس آبشار کے سامنے میں غارتھا اور اس غار میں سائینوں کی بت تھی۔ اعلانہ تھا کہ ہیرام گنگولی شاید واقعی سائینوں کے غار میں رہتا ہے۔ ہیرام حال ہی تو موسونٹی شہر پہنچ کر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

میں نے غلام سے کہا: "واپس فوٹنگ کلب چلو" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ پھر واپس فوٹنگ کلب کی لائٹ موڑتے ہوئے پوچھا: میرے آقا کیا میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ میرے ساتھ رہ کر نا نامی سے لنگٹا کی کرو؟ ہم یہاں شارب پر کو اغوا کرنے آئے تھے۔ پھر واپس کا مطلب کیا ہے؟ مجھے ہیرام گنگولی کے ٹھکانے کا علم ہوا ہے۔ شارب سے زیادہ ہیرام اہم ہے۔ اس نے جہاں پناہ لی ہے وہاں چھاپا مارا چاہتا ہوں؟ آگے گئے بعد ہم اپنے پہلی کا پٹر میں پروا کر رہے تھے میں نے غلام باقی کو پانکٹ سیٹ پر بٹھا دیا تھا اور اسے عملی تربیت دے۔ ہاتھ آریٹھ پر خیر فوٹائی تھا سیکھ لے اپنے آپ پر اعتماد دیا

میں خیال تو ان کے ذریعے غلام باقی کے دماغ کو کنٹرول میں رکھنا چاہتا تھا۔ وہ کوئی غلط نہیں کرے گا اور ایسا ہی ہو رہا تھا۔ وہ بہت خوش تھا ایک پانکٹ کے فرائض انجام دیتے ہوئے میرا شکر یہ ادا کر رہا تھا۔ میں نے کہا: اپنے کام کی طرف توجہ دو ورنہ تیرے کھینچ سکو۔ میں نے پھر میں نے پومی سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے کہا: میں نے وعدہ کیا تھا، ہم جنم دن ایک دوسرے سے الگ رہیں گے آگے کو ہی ہوں میں اگر نہیں گے۔ شاید یہ ایسا نہ ہو سکے۔ ہیرام گنگولی کے لئے آڈے کا علم ہوا ہے۔ ایسی صورت میں تمہیں ملاؤں گی میں کرسکتا تم میرے ساتھ بڑی سے بڑی مہم میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔

اب وقت آ گیا ہے؟ وہ خوش ہو کر بولی: کیا واقعی؟ ہاں تم اپنے اپنے کام پٹر کے ذریعے موسونٹی فوٹنگ کلب پہنچو؟ میں ابھی یہاں سے نکل رہی ہوں؟ اس سے پہلے اس بات کا تھیں کہ کوکر میرے دوست فرائیڈ کے ہاں مورنا ہر طرح محفوظ ہے اور کسی کی نظروں میں آئے گی؟ میں ابھی فرائیڈ سے بات کرتی ہوں؟ وہ میں کروں گا تم مورنا کو بھگا دو کہ جب تک تم واپس نہیں آؤ گے اور نہ ہی اس کا وہ باہر نہیں لکے گی اور نہ ہی کسی کی نظروں میں آئے گی؟

میں فرائیڈ کو پاس پہنچ گیا۔ اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا: مجھی تم سے بڑی ذمہ داری والا کام لینا ہے؟ تم مجھے جان مانگو اگر نہ دوں تو یہ میرے ذمے داری ہوگی؟ میں اتنی قربانی نہیں چاہتا۔ مورنا تمہارے ہاں مقیم ہے۔ پومی ابھی وہاں سے نکلنے والی ہے۔ تمہیں ساری مصروفیات چھوڑ کر آگیا ہاں شارب کا وہ میں رہتا ہے اور مورنا پر نظر رکھنا ہے تاکہ وہ کسی کی نظروں میں نہ آئے اور نہ ہی اس رہائش گاہ سے باہر نکلے؟ میں اس کی نظروں میں کروں گا اور کوشش کروں گا کہ وہ میرے قابو سے باہر نہ ہونے پائے؟

وہ نیکی بیٹی جی جاتی ہے ہوسکتا ہے اس کی ذہنی رو بہک جانے اور وہ تمہیں ٹریپ کر کے نکلنا چاہے میں موٹھی نہیں آیا آپس ہی کے علاقوں میں رہوں گا۔ تم کسی طرح بھی مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میری گھبراہٹ ہوگی کہ میں وقتاً فوقتاً تمہارے پاس آ کر مورنا کے حالات معلوم کرتا رہوں۔ دیکھیں آں پر ملاقات ہوگی؟ ہم موسونٹی شہر کے فوٹنگ کلب میں پہنچ گئے۔ میں نے وہاں سے ایک گاڑی میں بیٹھ کر کینیڈی ایویو کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ غلام باقی: تم یہاں کے بہترین ہوٹل میں میرے اور پومی کے نام

کو رو بہرہ رکھو۔ اپنے لیے دوسرا کمرہ ریزرو کر سکتے ہو۔ ہیرام گنگولی تمہیں اچھی طرح پہچانے گا۔ لہذا تم در کے لیے مجھ سے الگ رہو۔ میں تمہارا اس کے آڈے کی طرف جاؤں گا؟ میرے آقا ہیرام دل نہیں چاہتا تھا کہ وہاں تنہا جانے دوں۔ کیا ایک آپ کے ذریعے میری صورت نہیں بدل سکتی؟ "صورت بدل جانے کی پھر بھی تم ٹیکو رہو گے اور ہیرام گنگولی کسی بھی ٹیکو کو دیکھ کر ہلکے جائے گا؟"

میں نے اسے ایک جگہ اتار دیا۔ پھر ہیرام گنگولی کی طرف تنہا جانے لگا۔ گھاٹ گھاٹ کا پتلا پینے کے بعد اتنی کچھ تھوڑے آگئی تھی کہ سیدھا اس پتے پر نہیں پہنچنا چاہیے۔ پہلے دور ہی دور سے معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ لہذا میں نے تھری سیونٹی کینیڈی ایویو سے بہت دور ایک جگہ کا کوچھوڑا۔ پھر بیدل اس طرف چلے لگا۔ ہیرام گنگولی وہاں اس کے آدمی مجھے صورت شکل سے پہچان نہیں سکتے تھے۔ ایک عام راہ گیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے۔ میں نے ایک ٹیکسی کو روک کر پھر اسے کینیڈی ایویو پہنچنے کے لیے کہا۔ میرا خیال تھا وہ کوئی رہائشی علاقہ ہو گا اور وہاں بڑی بڑی کوششیاں ہوں گی۔ وہاں پہنچ کر پتلا چلا، وہ ایک کار و بار کا علاقہ ہے اور تھری سیونٹی کوئی کوشش نہیں بلکہ مندر عمارت ہے اس پر بڑے بڑے تھری سیونٹی سے لکھا ہوا تھا۔ دی کی ریٹ انشورنس کینیڈا؟

میں نے وہاں پہنچ کر دیکھا۔ اچھے خاصے لوگوں کا ہجوم تھا لوگ عمارت کے اندر آ جا رہے تھے۔ وہ کسی ذمہ دار کے معاملات میں مصروف تھے۔ میں میں ٹیکو رخصتوں اور مردوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ میں نے غلام باقی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہوٹل میں ریزرو کرانے کے بعد تھری سیونٹی میں پہلے آؤ۔ یہ دس منزلہ عمارت ہے۔ یہ کاروبار کی جگہ ہے۔ ٹیکو اچھی خاصی تعداد میں دکھائی دے رہے ہیں۔ تم بہترین سوٹ پہن کر انھوں پر عیب لگا کر پھینک دو۔ مجھے دو روز ہی دو روز ہنڈ میں خیال خوانی کے ذریعے تمہیں کا ٹیکو تیار ہوں گا؟ میں نے انہر ہاں میں آ کر دیکھا۔ ایک طرف بڑے بڑے نیسے اور چھتے ہوتے دکھائی دیے۔ دوسری طرف کئی فلٹ کے دروازے تھے۔ دیواروں پر بڑے بڑے بورڈ نصب کیے ہوئے تھے۔ جن میں پہلی منزل سے لے کر دسویں منزل تک کے دفاتر کے نام اور ان دفاتر میں بیٹھنے والے عہدیداروں کے بھی نام لکھے ہوئے تھے۔ میں انھیں پڑھنے لگا۔ اس طرح اعلانہ ہوا تھا اور عمارت ایک ایک کپڑی کی ملکیت تھی اور وہاں دوسرا کاروبار نہیں ہوتا تھا۔ پہلے اور دوسرے فلور پر انشورنس بائیس سے تقسیم تھے۔ دس دفاتر تھے۔ تیسری اور چوتھی منزل میں اس کی پہلی نے ایک بہت بڑا بنگ قائم کیا تھا۔ پانچویں منزل سے دسویں منزل تک مختلف ممالک کے بائیس

ہولڈرز اور کاروباروں سے تعلق رکھنے والے دفاتر تھے۔ میں وہ تمام بورڈز پڑھنے کے دوران اندازہ کر رہا تھا کہ شارب کی جو تحریر بذر لیکر ڈاک ٹھکانے کی سیون کیپٹری میں جاری کی ہے وہ اس دفتر میں پہنچے گی۔ اس لیے جوڑے بورڈز پڑھنے کے دوران بڑی برویت ہو رہی تھی۔ لیکن اوقات ایسا آتا دینے والا کام بھی کرنا پڑتا ہے آخر تیسرا چھاپی نکلتا ہے پھر مجھے دسویں منسل پر ہرام گھولنا کام نظر آ گیا۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو ہم سے چھپتا پھر رہا ہے اور خالص طور پر مشین کو چھپانا پھر رہا ہے اس کا نام یوں چلی حرفوں میں دسویں منسل کے خانے میں نظر آئے گا۔ ایٹائیٹ مالک میں جو لوگ پالیسی ہولڈرز تھے ادرا اس انشورنس کمپنی سے یہ اس کے بلک سے قرضہ ہے کہ اسپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کر رہے تھے ان ایٹائیٹ لوگوں کا تعلق دسویں منسل سے تھا اور وہاں کا ہیڈ آف ڈی ڈپارٹمنٹ ہرام گھولنا تھا۔

یہ سوچ کر کھو پڑی گھوم جاتی تھی کہ ہرام آخر ہے کیا چیز نیلے تو بنی چلا کوئی دیکھنے کا چادو کر رہے لیکن اچھا خاصا کر جو بیٹ بھی ہے تو ہی عمل میں اپنا اتائیٹ نہیں رکھتا۔ اسے غیر معمولی علم حاصل کرتے رہنے کا خطرہ ہے۔ اسی لیے ٹیلی بیٹھی سمجھنے کے لیے دو ایڈیٹور ہوا تھا لیکن موسیقی شہر میں ایک انشورنس کمپنی سے اس کا تعلق ہوگا اور وہ ایٹائیٹ مالک کے پالیسی ہولڈرز اور بزنس میں فنڈ لینے سے رکھتا ہوگا۔ میں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ یہ معاملہ ہرام کی دنیا سے بالکل مختلف تھے۔

پوری دنیا کا پڑھتا آرہی تھی۔ میں نے اسے یہاں کے حالات جانتے پھر کہا۔ ہرام گھولنا تمہیں پہچانتا ہے اپنے چہرے پر کبھی کسی تبدیلی کرنا اور اس عمارت کے اندر کوئی پھرتی رہو۔ کوئی تم سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ یہاں ہزاروں افراد اور پورے نیچے آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں۔

”میں انشاء اللہ آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گی“

میں ایک جگہ آرام سے بیٹھ گیا۔ پھر کل فرنا ندو سے رابطہ قائم کرنے کے بعد پوچھا۔ ”مورینا کہاں ہے؟“

”اپنے بیڈ روم میں ہے۔“

”کیا دی گریٹ انشورنس کمپنی سے تھا اور کوئی تعلق ہے؟“

”ہاں جب سٹیج ہانس سے چھوٹی کمپنیوں میں ہاں ہلا جاتا ہے تو وہ انشورنس کمپنی ہمارے مال کی ضمانت دیتی ہے۔“

”کیا تمہارا ایٹائیٹ مالک سے کوئی تعلق ہے؟“

”نہیں ہائی دی وائس تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“

”میرا دشمن اسی انشورنس کمپنی کی عمارت میں کہیں چھپا ہوا ہے

دسویں منسل میں جو دفاتر ہیں وہ ان کا انچارج ہے مجھے یہاں سے پینچنے کا بہانہ چاہیے۔“

”یہ بات ہے تو پتہ کسے ہوتا۔ میرے ایک اسٹنٹ میٹر کا تعلق ہرام سے ہے اس نے وہاں انشورنس پالیسی لی ہے۔“

”اپنے اسٹنٹ میٹر سے فون پر بات کرنا اور اس سے معلوم کرو۔ انشورنس پالیسی کے سلسلے میں کوئی چھوٹا بڑا پراپرٹی ہولڈر وہ مجھے بتائے تاکہ اس ہمانے میں اپنے مطلوبہ آدمی تک پہنچ سکوں۔“

فرنا ندو نے فوراً ہی ریسورٹس کیا اپنے میٹر سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے انشورنس پالیسی کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا اس سلسلے میں کوئی پراپرٹی ہولڈر نہیں ہے لیکن انشورنس کی رقم جمع کرنے کا وقت آ گیا ہے۔“

فرنا ندو نے پوچھا۔ ”کتنی رقم جمع کرو گے؟“

”دو ہزار ڈالر۔“

”اپنا پالیسی نمبر بتاؤ۔ میرا ایک آدمی وہ رقم جمع کروا دے گا۔ تم سے اس سلسلے میں پوچھا جائے تو کہہ دیتا۔۔۔“

میں نے اسے گنگے کتنے سے روک دیا۔ میرے دماغ میں بات آئی فرنا ندو کے اسٹنٹ میٹر کا تعلق ہرام سے ہے اس سلسلے میں پوری کوشش تدریج کرنا چاہیے۔ میں نے فرنا ندو سے کہا۔ ”اس سے کہو اگر انشورنس کمپنی سے کوئی پوچھ گچھ ہو تو وہ کہنے سے کہ اس نے رقم جمع کرنے کے لیے ایسی ایسی میسر کریں گی۔“

یہ بات فرنا ندو نے اسے سمجھا دی۔ میں نے اس سے رابطہ ختم کر کے پوری کو مخاطب کیا۔ وہ موسیقی شہر کی کئی عمارتوں سے لیکر کر ایک ٹیکسی کے ذریعے میری طرف آرہی تھی۔ میں نے اسے موجودہ حالات سمجھائے۔ پھر کہا۔ ”تم اس کی ٹیکسی سیکرٹری کر دسویں منسل میں جاؤ گی اور کسی نہ کسی طرح ہرام گھولنا تک پہنچنے کی کوشش کرو گی۔“

غلام باقی بھی اس عمارت میں آ گیا تھا۔ میں نے کہا۔ ”ہم دور رہو اور اوپر سے نیچے آتے جاتے گھومتے پھرتے رہو۔“

تھوڑی دیر بعد پوری پتہ چلی۔ اس نے غمناک ہوا پہنا ہوا تھا۔ بہت ہی خوبصورت اور اسٹارٹنگ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ ”تم اپنی چلیاں آرہو گی۔“

”ہم مختلف لفٹوں میں آگے پیچھے دسویں منسل پر پہنچنے میں ہال کے وینک ہال میں بیٹھ گیا۔ ایک رسالہ لے کر بیٹھنے لگا۔ پوری ہال کاؤنٹر پر کئی جہاں رقم جمع کی جاتی تھی۔ اس نے اسٹنٹ میٹر کی انشورنس پالیسی کا ڈیٹا نمبر بتا دیا۔ پھر کہا۔ ”میں یہی رقم جمع کرنے آئی ہوں۔“

کاؤنٹر لوک نے کہا۔ ”آپ ذرا انتظار کریں۔ میں فائل لے کر آتا ہوں۔“

”وہ اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ پولی نے کہا۔ ایک پراپرٹی ہولڈر اسٹنٹ میٹر جو حاجت دو ہزار ڈالر جمع کرنے کے لیے دینے چھے لیکن یہاں آکر پتا چلا اس میں دو سو ڈالر کم ہیں۔“

”اس میں پراپرٹی کی کیا بات ہے۔ آپ پوری رقم لے کر کل تشریف لے آئیں۔“

میں بار بار نہیں آسکوں گی۔ یہ دو سو ڈالر آئندہ قسط میں آنا کر دوں گی۔“

”آپ کبھی بائیں کرتی ہیں۔ یہ سراسر اصول کے خلاف ہے۔ ایسا بھی نہیں ہوتا۔“

”آپ کے انچارج ایسا کرنا چاہیں تو کوئی روک نہیں سکے گا۔ میں مسٹر گھولنا سے ملنا چاہتی ہوں۔“

”وہ بہت ٹیپے اور صرف آدمی ہیں۔ دو سو ڈالر کی خاطر آپ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کریں گے۔ آپ کو مایوسی ہوگی۔“

”بہتر مجھے ایک بار ان سے ملاقات کرنے کا موقع دیں میں انہیں سمجھاؤں گی۔“

”کاؤنٹر لوک انٹر کام کا مہن دانا چاہتا تھا۔ پولی نے کہا۔ ڈاڈا لوک نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ پولی دو سو ڈالر بہت معمولی سی بات ہے۔ اگر ان سے یہ کہیں گے کہ میں اس کے لیے مسٹر گھولنا سے ملنا چاہتی ہوں تو مجھے بھی شرمندگی ہوگی۔ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ ان سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔“

اس نے انٹر کام کے ذریعے اپنے میٹر سے رابطہ قائم کیا۔ پھر کہا۔ ”میرا ہمارے ایک پالیسی ہولڈر مسٹر کارسامی کی سیکرٹری مسٹر گھولنا سے ملنا چاہتی ہیں۔“

میٹر نے پوچھا۔ ”کیوں ملنا چاہتی ہیں؟“

”ان کا پریل پراپرٹی ہے۔ ان سے ہی ڈیکس کریں گی۔“

”ابھی بات ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔“

میں پولی کے ذریعے ہر ایک کے دماغ میں پہنچانا چاہتا تھا۔ میٹر نے براہ راست ہرام گھولنا سے رابطہ قائم کیا۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی جب اسے پتا چلا کہ کوئی ٹیکسی سیکرٹری ملنا چاہتی ہے تو اس نے کہا۔ ”مجھے تنگ فرنا ندو بہت بڑا آدمی ہے جب اس کے ٹیکسی سیکرٹری ملنا چاہتا ہے تو آئے دو۔“

میٹر نے پوچھا۔ ”سراسر دفتر میں چھپی جاؤ گے؟“

”میرا آدمی آ رہا ہے۔ اس سیکرٹری کو کاؤنٹر سے گا۔“

”میں نے پولی کو یہ بائیں بتا میں۔ پھر کہا۔“ میٹر نے پوچھا تھا۔

تھیں کس دفتر میں بھیجا جائے؟ اس کا مطلب ہے یہاں ہرام گھولنا کے ایک سے زیادہ آڈٹے ہیں۔ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں لہذا تمہارے ساتھ چلوں گا۔“

جب میں وینک ہال سے لیکر کر پولی کے پاس پہنچا تو ایک شخص اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ پولی جلتے ہوئے۔ میں ان سے پوچھ کر فائل سے پتہ چلا کہ وہ لفٹ کے پاس پہنچے اور اس شخص نے لفٹ کے دروازے کو کھولا تو پولی کے پیچھے میں بھی تیزی سے اندر چلا آیا۔ گاؤنڈ کر کے والے نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پولی نے کہا۔ ”یہ میرے ساتھ ہیں۔“

”پھر تیا گیا کیسے کہ آپ اکیلی آرہی ہیں۔“

”یہ تمہارے کاؤنٹر لوک اور میٹر کی غلطی ہے۔“

گاؤنڈ نے مجھے گھور کر دیکھا۔ پھر دروازے کو بند کر دیا۔ اس نے ایک ایسے مہن کو دیا جو اس پر یوٹی لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کے دماغ سے معلوم کیا۔ پولی کا مطلب انڈر گراؤنڈ تھا۔ یعنی وہ مہن گراؤنڈ فلور سے بھی نیچے کیس لے جا رہا تھا۔ یہ بات میں نے پولی کو بتا دی پھر غلام سے کہا۔ ”وہاں میری کار کی طرف جاؤ گے۔ اس عمارت کے سامنے کہیں پارکنگ ایریا میں انتظار کرو۔ ہم جلدی آسکتے ہیں یا ہاری داپس ایسی میٹر جی رہ سکتی ہے۔ میں تم سے بعد میں رابطہ قائم کروں گا۔“

لفٹ ایک جگہ پہنچ کر لوک گاؤنڈ کی ہاری طرف دیکھنے لپڑ کھلے ہوئے دروازے سے گزرتا چلا گیا۔ وہ دروازہ اس طرح کھلا ہوا گیا تھا۔ ہم تھوڑی دیر وہاں کھڑے دو دو تک نظر آنے والے ٹرے سے ہال کو دیکھنے لپڑے تھے۔ وہ ہال ایسا ہی تھا جیسا کہ عموماً تو خانوں میں ہوا کرتا ہے۔ درمیان میں کئی جگہ موٹے موٹے ستون تھے۔ تنگ بہت کھنڈ نظر آئے والا تھا۔ ہم لفٹ سے نکل آئے۔ ہمارے نکلنے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

وہ تو خانہ کو کام کے طور پر استعمال ہوتا ہوگا۔ وہاں بہت سی کولروں کی پٹیلیاں اور مین کے ڈوم رکھے ہوئے تھے۔ دو عمارت نما دروازے دکھائی دیے جن کے دوسری طرف بھی تو خانے کے کچھ حصے ہوں گے۔ ہم آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے۔ ہال کے درمیان میں وہ انجیلیاں اور سٹاپس لکھے ہوئے تھے جن میں ٹرانسپارٹ مشین کے مختلف حصے لائے گئے تھے۔ یہ چیزیں ہم نے نشیمن جھیل کے ساحلی علاقے میں ہرام گھولنا کے پاس دیکھی تھیں اور اب یہاں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اور پولی نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ مسکاکر بولی۔ ”میں شرط لگاتی ہوں۔ یہ انجیلیاں اور سٹاپس خالی ہیں۔“

غلام نے ہرے وہ اتنی اہم مشینوں کو ہوا سے حوالے نہیں کرنے دے وہ سامان ایک بڑی سی ٹرالی پر رکھا ہوا تھا۔ ہم نے اب تک

زبان میں کھولی تھی دماغی رابطے پر گفتگو کر رہے تھے۔ وہ بول رہا تھا "جان چیزوں کی موجودگی بتا رہا ہے کہ ہیرام میری اہمیت سے واقف ہے؟" پوچھنا نہیں زبان سے گفتگو کرنا چاہیے۔ وہ میں بیٹھا ہوا ہاں سے بولنے کا نشانہ نہ تھا کہ ہوا ہوگا۔ ہمیں خاموشی باکر سب سے بولا خیال لے آئے گا کہ ہم خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کر رہے ہیں؟"

پوچھنے نے زبان سے پوچھا "تھرا کیا خیال ہے۔ ان سوٹ کی اور انہیں میں کیا ہو سکتا ہے؟"

میں نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا "تم مجھے پسندیاں بھرا رہی ہو پتا نہیں کہاں لاکر چھینا دیکھو۔ یہ کون سی جگہ ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "جب مجھ سے مشق کر رہے ہو تو یہ بھی دیکھو کہ ماسق کتنے دو شماروں سے گزر رہے؟"

وہ بڑے نازد انداز سے میرے پاس آئی میں نے پوچھا "کی مرسلے پر جان چل جانے کی تو مشق کا فائدہ کیا ہوگا؟"

"تم دم توڑتے وقت کہنا۔ نہ خدا ہی انہی دو صالحی نظم۔ ذرا کر کے رہے نہ آدمی کر رہے؟"

اس کی بات تم سمجھتے ہو ہی اس دوران سے ہال میں تالیوں کی آواز گونجنے لگی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ ہیرام گنگولی کمر ہاتھ اتار کر بولی "تو تو بڑی پٹا نہیں ہے پھر میرے پیچھے پیچھے چلی آئی؟"

ہم کھم کھم کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا "اس بار ایک سرخا پھانس کے لائی ہے۔ کون ہے یہ؟"

"یہ کون ہے اسے دیکھو گے تو مجھ لوگے اور دیکھنے کے لیے تمہیں سناٹے آنا ہوگا؟"

"کیا اس نے بھی تیری طرح میک آپ کر رکھا ہے؟"

"اگر ڈینٹنگ کیم مل جائے تو ہم دونوں اپنا میک آپ اتار کر صورت دکھادیں گے؟"

"تو میک آپ اتارنے کی بات کرتی ہے۔ کھال اتارنے کا سامان بھی مل جائے گا۔ اپنے سیدھے ہاتھ والے دروازے کو کھول کر بیٹھی جاؤ؟"

وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے پاس آئی۔ پھر اسے کھول کر دیکھا۔ ادھر بھی ایک بڑا سا ہال تھا۔ اسی طرح کمر کی کیمیشیاں اور مین کے ڈوم رکھے ہوئے تھے۔ ایک زینہ اوپر کی طرف تھا ہوا دکھائی دیا۔ ایک دیوار پر واٹس بین لگا ہوا تھا۔ اس کے اوپر چھوٹا سا ایک تھا جس پر منہ ہاتھ دھونے کے لیے کچھ سامان تھا۔ قریب جانے پر پتہ چلا۔ وہاں ڈینٹنگ کیم بھی لگی ہوئی تھی۔ پتہ چلا ہر نئے ترخانے میں ایسی چیزیں لگی نہیں جاتیں۔ جب پوری لے میک آپ

اتارنے کی بات کہی تب ہیرام کا کوئی آواز فوراً ہی اسے دکھ کر گیا ہوگا شاید اسی زینے سے اوپر لگا ہو۔ پوری واٹس بین کے پار جا کر میک آپ اتارنے لگی۔ مجھ سے بھی قریب آنے کے لیے آگے نکلنے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "تم تو جتنی میک آپ اتار رہی ہو سو میں ہرگز اتار نہیں کروں گا؟"

وہ بولی "مافی ڈیڑھا قاتی ہو تو کہنا ہی پڑے گا۔ میں ظاہر ہوں کہ تم دونوں میک آپ میں نہیں؟"

میں وہاں ایسا کردار دیکھ کر پوری کے مشق میں گرفتار ہو کر چلا آیا تھا اور وہ مجھے جیسے کسی خاص مقصد کے لیے لائی تھی جب میں نے اپنے چہرے سے میک آپ اتارنا تو آئیے میں صاف طور سے فراد علی نمود دکھائی دے رہا تھا۔ پھر تالیوں کی آواز سنائی دی ہم آئیے میں دیکھ کر میک آپ اتار چکے تھے۔ تو ایسے چہرہ خشک کر رہے تھے۔ اسی آئیے میں دوزینے پر کھڑا ہوا ہیرام گنگولی دکھائی دیا جو تالیوں بجانے کے بعد کمر ہاتھ اتار کر ایک چوڑی کمری تو فریاد کو ساتھ لائی ہے؟"

میں چراتی سے اس کے تدار جسامت کو دیکھ رہا تھا۔ لائے لائے ہاتھ پاؤں اور پھیلے ہوئے پنجے تھے کہ بڑے سے بڑے شہزادوں کو دیکھ کر پوچھنا تو وہ نکل نہ پاتا وہ دھمکی اور لڑکھانے ہوئے تھا۔ شانے پر گریوے رنگ کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا "پوری آتم کسی سرنگولی سے ملنے آئی تھیں؟ یہ تو کوئی ہندوستانی صاحبو دکھائی دیتا ہے؟"

وہ بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے گھور رہا تھا۔ جیسے کھینچی کوشش کر رہا ہو۔ پوری نے آگے بڑھ کر کہا "ہیرام گنگولی! اس رات تم مجھ سے بھاگ کر نکل گئے۔ آج میں فراد علی تو رو کر ساتھ لائی ہوں تمہارا بہتری اسی میں ہے کہ وہ مین ہمارے حوالے کر دو؟"

اس نے باری باری ہم دونوں کو دیکھا پھر کہا "لڑکی! میں نے تجھے تو اتار لیا ہے۔ ذرا دیکھو، یہ تیز فراد کتنے پائی میں ہے؟"

پھر اس نے زینے کے اوپر کسی صفحے کی طرف دیکھنے ہوئے کہا "توئی! انیک! اور صراو؟"

دوست صفحہ منظر قسم کے آدمی نظر آئے۔ وہ زینے سے اترتے ہوئے ہیرام گنگولی کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ ہیرام نے کہا "فراد کا چوکنا تھا۔ سامنے ہے۔ اب یہ پتہ چل گیا ہے یا نہیں؟ اس سے انکھاؤ؟"

وہ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے لیکن قریب پہنچنے سے پہلے ہی بولی "اچھ! ایک فلائنگ کب اداری۔ ایک کونزین پڑا۔ دو سر میری طرف پتہ چلا۔ میں نے ان تالیوں کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے نکلے کو روکنا چاہا مگر ہاتھ کچھ چلا گیا۔ ہیرام گنگولی

نے ہاتھ اٹھا کر کہا "بہن کرو۔ واپس آ جاؤ؟"

پوری کی لات کھا کر گرنے والا جوانی حد کرنے کے لیے بیٹھا ہاتھ اٹھا ہاں کا حکم کر کے پچھے ہٹ گیا۔ ہیرام کمر ہاتھ اتار کر کہا "اس کا باپ بھی فراد میں ہو سکتا؟"

میں نے پوری سے کہا "یہ گرتے کا بچہ ہے۔ جھلا کر باپ فراد کیسے ہو گا جبکہ میں فراد ہوں کیا اس کا باپ ہیرام گنگولی ہو سکتا ہے جبکہ یہ خود ہیرام ہے۔ پوری ہم نے ہاتھ میں ٹھیک ہی کہا تھا کہ یہ گرتے کا بچہ ہے؟"

"تو شٹ آپ۔ تم دونوں گرتے ہو۔ اگر ذرا بھی مقل ہوتی تو اس ہال میں کبھے ہوئے سوٹ کیوں اور انہیں کھول کر دیکھتے مشین ہتھ سے ہاتھ آجاتی؟"

پوری نے کہا "یقیناً ان میں مشین کے مختلف حصے ہوں گے لیکن ایہ نقلی ہال بنا رہا بہت مہیا ہے؟"

ہیرام نے سر ہٹا کر کہا "اس کا مطلب ہے خیال خوانی کے ذریعے حقیقت معلوم کر لی گئی ہے۔ میری سمجھ میں ہے نہیں آتا تم لوگوں کو کس طرح ہمارے اہم اقدامات کا پتہ چل جاتا ہے۔ تم کس طرح یہاں تک پہنچ گئیں؟"

"ہم یہاں سوال و جواب کے لیے نہیں آئے ہیں۔ مشین ہمارے حوالے کر دو؟"

"اور نہ کیا ہوگا؟"

پوری نے ایک تھلا بازی کھائی۔ پھر اس کے منہ سے آواز نکلتی تھی "ہاہب بہت تھوہ میسی ہاتھوں کے بل بھی پاؤں کے بل تھلا بازی کھا رہی تھی یہی نفسا میں تھلا بازی کھاتے ہوئے ہیرام گنگولی کے آگے سے پیچھے بڑھتی تھی۔ وہ بار بار ہٹ کر بھی آگے بھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں دیکھتا تھا۔ پھر اس نے گری کر کہا "میں کستا ہوں۔ یہ تو حاشا بہت بکر دو؟"

اس کی بات تم سمجھتے ہوئے ہی منہ پر شوکر ٹپکی۔ وہ لڑکھڑاہا ہال کے وسط میں آ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ پوری ایک تھلا بازی کھا کر اس سے ذرا دور دونوں پاؤں پر کھڑی ہو گئی پھر دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر بولی "یاد آیا۔ اس رات کسی آہنی سلاخیں منہ پر پڑتی تھیں۔ ہر کب تک ایک لڑکی سے لائیں کھاتے رہو گے؟"

اس کے ماتحت نے ریو اور ریکال کر کہا "اگر تم نے حرکت کی تو قلابا زبان کھلنے سے پہلے ہی گر پڑو گی؟"

وہ بولی "یہ کھوٹا ناچیب میں کر لو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں یہاں کوئی گولی نہیں چلا سکتی۔ فلائنگ کی آواز اور پیچھے کی اسے علامت میں ہزاروں لوگ ہیں پوئیں والے بھی موجود ہیں گولی چلا سکتے ہو تو نہ چلاؤ؟"

اس نے پھر جتنا شک کے کرتب دکھانا شروع کیے "ہاہب بہت کی آواز کے ساتھ ہیرام گنگولی کی طرف جاتی تھی مگر اس سے تیز کر ریو اور والے کی طرف آئی تھی۔ وہ اسے نشانے پر لینا چاہتا تو بھی کی طرف لپکتی ہوئی دوسری طرف پہنچ جاتی تھی کبھی اس کے اوپر سے قلابا بازی کھا کر پیچھے جاتی تھی۔ ایک باجیب اس نے پلٹ کر دیکھا تو ایک شوکر ٹپکی۔ ریو اور والے اس کے ہاتھ سے نکل کر میری طرف آیا۔ میں نے فراد ہی اسے سچ کر لیا۔"

اب ہیرام گنگولی میرے نشانے پر تھا لیکن وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ کہنے لگا "یہ میرے لیے بھی کھوٹا ہے۔ تم بھی فلائٹیں کر سکو گے کیونکہ آواز اور پتہ چل جائے گی؟"

میں نے کہا "تم میرے متعلق درست اندازہ لگایا میں فراد نہیں ہوں لیکن فراد صاحب میرے دماغ میں بول رہے ہیں۔ ان کا شور ہے؟ میں فلائنگ کی گونجی ہوئی آواز کی بردار کر دوں۔ تمہیں اس قدر زخمی کروں کہ تم سانس روکنے کے قابل نہ رہو پھر وہ تمہارے دماغ میں پہنچ جائیگی۔ پوئیں والے ٹکس گے تو انہیں تمہارا تمام کپا چھٹا سائیں گے اور انہیں تمہارے تمام نظریوں تک پہنچا دیں گے۔ پوئیں اب کیا کہتے ہو؟"

وہ پریشان نظر لگا۔ اسے تمہارا ساری چکر لایا ہوا تھا۔ کلا جا دہمی نہیں کر سکتا تھا۔ ابھی بے پناہ جہاں قوت سے بھی کام نہیں لے سکتا تھا۔ وہاں اس کی حفاظت کے لیے درجنوں فٹزے تھے گرا نہیں آتے۔ بھلا یہی نہیں سکتا تھا۔"

انکھڑا ہوا ہاتھ ہمارے مقابلے میں بڑے شہزاد آتے ہیں۔ بیٹے پراسرار مجرم ہنگلے بر پار کرتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا ان کی منہ ہی ہو۔ وہ جب جائیں گے پاؤں تلے سب کو رو نہ ڈالیں گے۔ وہ ہار کی راتوں کی نیندیں اڑا دیتے ہیں۔ ہمیں وقت پر کھانے پینے کا موقع نہیں دیتے۔ دن رات مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں لیکن جب ہمارے ہاتھ آتے ہیں تو خمیر جوئی ثابت ہوتے ہیں۔"

جس طرح خاتم کی عمر بہت کم ہوتی ہے اسی طرح اس کے ظلم کی عمر بھی بہت کم ہوتی ہے۔ جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو اس کا فوڈ جھک جاتا ہے۔ اس کا ظلم ٹٹ جاتا ہے۔ حالات اسے مجبور کرتے ہیں۔ قدرت اس کی کمزور دیتی ہے وہ اس قدر مجبور ہوا ہے کہ کاپی دولت اپنی قوت اپنی ذہانت اور اپنی غیر معمولی صلاحیتیں استعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا جیسے کہ ہیرام گنگولی میرے ایک ریو اور والے کے سامنے بے بس ہو گیا تھا۔ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ایک گولی چلے گی تو وہ زخمی ہوگا پھر سانس لینا بھول جائے گا۔ ایک تو فراد اس کے دماغ میں آجائے گا۔ دوسرے وہ دھیان لگانے سے ستر کا چاٹ نہیں کر کے

گو خیال خوانی کے ذریعے اس کے منتروں کو بھی بھلا دیا جائے گا۔ لیکن ہم اس خوش قسمی میں مبتلا نہیں تھے کہ دشمن کے سلسلے میں اتنے عرصے سے کیسے جانے والے ڈرامے کا یہ آخری سین ہے۔ اب ہر ام گنگولی مرحلے کا اور دشمن ہمارے ہاتھ آجانے لگا۔ کیا ایسا ہی ہوگا؟ نہیں! وہ دنیا کی عجیب و غریب ایجاد تھی۔ اس کے ذریعے جتنے گندہ زین اور طبی جسم کے لوگ ہیں ان کے دماغوں میں دوسروں کی صلاحیتیں بھری جاسکتی تھیں۔ دوسروں کے دماغ کے راز چرچا کر اپنے دماغ کی جوڑی میں چسپائے جاسکتے تھے۔ اس مشین کے ذریعے یہی نتیجہ حاصل کیا جاسکتا تھا۔ وہ مشین کیا تھی جو انسان کو فرعون اور شیطان بنا سکتی تھی اور ساری دنیا کو ان کے قدموں میں جھکا سکتی تھی۔

اب ہر ام گنگولی مرحلے کا اور دشمن ہمارے ہاتھ آجانے لگا۔ کیا ایسا ہی ہوگا؟ نہیں! وہ دنیا کی عجیب و غریب ایجاد تھی۔ اس کے ذریعے جتنے گندہ زین اور طبی جسم کے لوگ ہیں ان کے دماغوں میں دوسروں کی صلاحیتیں بھری جاسکتی تھیں۔ دوسروں کے دماغ کے راز چرچا کر اپنے دماغ کی جوڑی میں چسپائے جاسکتے تھے۔ اس مشین کے ذریعے یہی نتیجہ حاصل کیا جاسکتا تھا۔ وہ مشین کیا تھی جو انسان کو فرعون اور شیطان بنا سکتی تھی اور ساری دنیا کو ان کے قدموں میں جھکا سکتی تھی۔

ہر ام دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا کر فائرنگ سے روکنے کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ رگ جاؤ، ٹھہر جاؤ دیکھو! اسی گولی زچہ لاند میری بات سن لو۔ میں نے کہا: فراد صاحب کہہ دے یہی گولی چلانے کے بعد ہی تم سے بائیں کی جاسکتی ہیں۔ ہم تمہیں تکل نہیں کریں گے صرف زخمی کریں گے۔ میری بات ختم ہوتے ہی اس بڑھانے میں ایک آواز گونجنے لگی۔ ہر ام، رام، رام، رام میں نے تمہیں پہلے ہی بھجایا تھا، آج بھلا تھا ان کے سامنے، اگر نہ کھڑا، او، او، او، او... اس پورے دماغ کی آواز کی بازگشت عجیب سی تھی کیوں کہ میں بچ رہی تھی۔ میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی جھلاٹ لگائی۔ اس کے دماغ میں پینٹا چاہا اس نے سانس روک لی۔ میرے سینے چوٹے کہا: فراد! ہاں ہاں ہاں۔ اسی بھی جلدی اچھی نہیں ہوتی، آئی، آئی۔ پہلے ہر ام گنگولی سے تو ٹٹ ٹٹ اور او، او، او... میں نے انکار ہی سے جاؤں طرف گھوم کر دیکھا پھر بلند آواز سے کہا: فراد صاحب کہہ دے، میں نے اپنے بولنے کا یوں بولی انداز بند کرو۔ مائیک سے منسلک رہنے والی اینٹی ٹیوشن کو الگ کر دو۔ ساؤنڈ سسٹم میں ایک آگہ ایب ہوتا ہے جسے ہانک سے منسلک کر دیا جائے تو بولنے والے کی آواز جاؤں طرف گونجنے ہے اور بار بار کانوں سے گزر کر آتی ہے چند سیکنڈ کے بعد ہی پھر اس بولنے والے کی آواز آئی۔ اب بازگشت نہیں تھی۔ سیدی ام اور صاف آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا: فراد! ابھی اچھی طرح سمجھا ہوں، تم کسی دشمن سے ٹکرائے کے لیے سلسلے نہیں آؤ گے تمہاری ہسٹری کے زبانی یاد ہے۔ لیکن فراد دماغی طور کو گرفتار کیا گیا۔ اسے ہانک بھی لگا گیا۔ بعد میں انکشاف ہوا دشمنوں نے بڑی خوش قسمی میں مبتلا ہو کر ڈی فراد کو ہانک کیلئے۔ یا اسے قیدی بنا کر رکھا ہے۔

میں شطرنج کا مانا ہوا کھلاڑی ہوں۔ ایسی چالیں چلانا ہر ایک مقابل کے ہوش اڑھانے میں جب تم یہاں سے واپس جاؤ گے تو تمہارے بھی ہوش اڑ جائیں گے۔ تمہاری تمہاری بھریں آئے گا، شطرنج کے کس کھلاڑی سے پلا کر اپنے۔ پھر اس نے ہر ام گنگولی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "مگر گنگولی جب میں تمہیں آواز دیتا ہوں تو تم کیا کہتے ہو؟" ہر ام گنگولی نے سیدی طرح کھڑے ہو کر مارا مارا کر کہا "میں آواز دیتا ہوں، ماسٹر؟" آواز آئی: فراد! تم نے سنا۔ یہ مجھے میں ماسٹر کہتا ہے۔ آواز ہی ایسی ہے جسے ماسٹر کہتا ہے تو اس کے معنی ہیں: اچھا ہاں سر آقا۔ اور اگر گریز ہی حرفت ایسی کتاب ہے کہ میں، ماسٹر تو تم کچھ کو میں کون ہوں؟ میں نے پوچھا: ماسٹر! پھر خدایا میں جانتے ہوئے بولا: اچھا تو تم سپر ماسٹر ہو؟

ہاں مگر وہ نہیں جو تمہاری زندگی میں آئے ہیں۔ ٹھیک کرنا ہو چکے ہیں۔ میں کچھ اور ہوں۔ دوسرے احمقوں کی طرح یہ دعویٰ نہیں کروں گا کہ تمہارا ہر ایک ہمت خیز دور ہوں۔ بڑے بڑے ذرا لگا ہانک ہوں۔ میں نے کچھ بھی نہیں ہوں۔ میں صرف شطرنج کا کھلاڑی ہوں اور اپنے مقابل کو ہر حال میں مات دینا جانتا ہوں۔ اسی لیے تمہارے مقابل آئے سے پہلے میں نے یوگا میں سعادت حاصل کی اور...." وہ بول رہا تھا۔ اس کی ایک بات میرے دماغ میں بچھڑی تھی کہ جب میں یہاں سے واپس جاؤں گا تو اس کی شطرنجی چال کے مطابق میرے ہوش اڑ جائیں گے۔ آخر وہ کیسی چال چل رہا ہے؟ میں نے اس طرح ہر ام گنگولی کو نشانہ بن کر رکھا تھا اور خیال خوانی کی پروا کرتا ہوا اپنے ساتھیوں کی خبریت معلوم کر رہا تھا۔ پہلے ہی

میں غلام باقی کو دیکھا۔ وہ بجز تھکا۔ باہر گاڑی میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا۔ مورینا میرے دوست فرنا ڈاکو کے ہاں محفوظ تھی۔ میں نے سوچا کہ اسے راپٹ قائم کیا۔ اپنے بیٹے کی خبریت معلوم کا سونپا کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ اسے کوئی پریشانی تو نہیں ہے لیکن ہر طرف سے اطمینان بخش جواب ملا۔

اطمینان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ہمارے تمام مسائل ختم ہو چکے ہیں۔ پارس جب تک وہاں ممان قیدی بنا رہا تھا، ہمارے مسائل بڑھتے ہی بڑھتے تھے۔ ٹرانسفا ر مشین جب تک ہمارے ہاتھ نہ آئی اس وقت تک نئے نئے ٹیلہ تیار جاننے والے پیدا ہوتے رہتے اور بنیادی بات یہ کہ میں اپنی چاہتے والی عورتوں کے ساتھ کسی ملک کی شہر یا کسی جزیرے کے علاقے میں ایک اطمینان بخش زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔ جب تک دنیا جی کا خطرہ نہ تھا، ہانک کے پاس تھا، دشمن ہمیں سکون سے کبھی بیٹھنے نہ دیتے۔

پوری نے مجھے سمجھوڑتے ہوئے پوچھا: تم کس کھولنے ہو؟ میں نے چونک کر کہا: "وہ فراد صاحب مجھ سے فروری ہاتھ کر رہے ہیں۔ ان کا مشورہ ہے کہ میں ہر ام گنگولی کو زخمی کر دوں۔ میری بات سنتے ہی سپر ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ماسٹر فراد! آپ اسے مشورہ دینے سے پہلے میری بات پر توجہ فرمائیں، ہر ام گنگولی کو زخمی کر کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ پہلی بات تو یہ کہ فائرنگ کی آواز اور ہانک جانے لگی۔ پولیس والے آگئے۔ قانونی کارروائی شروع ہوں گی۔ اس کے دماغ میں بچ کر رہنے کا راز آپ معلوم کریں گے اور اس طرح اسے قانون کے حوالے کریں گے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بعد میں اسے سبیل سے نکال لوں گا؟"

"آخر تم سپر ماسٹر ہو۔ وسیع ذرا لنگ کے مالک ہو۔ اس ملک کے تادیبہ حکمران ہو۔ تم بہت کچھ کر سکتے ہو لیکن آدمی کی فطرت ہے وہ دوسرے کے نازوں کو جانتے کے لیے مٹیاب رہتا ہے۔ لہذا فراد! تمہیں میرا مفروضہ جا دو اور گے دماغ میں ضرور بیٹھے گا۔ اس کا فیصلہ تم کو کرنا کیسے پینٹا چاہیے؟"

سپر ماسٹر نے کہا: ہر ام! اسی لمحے سے فراد دماغی طور کے لیے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ یہ جب بھی آتا چاہیں کبھی انکا نہ بکرو۔ میں ماسٹر! میں آپ کے حکم سے انکا نہیں کر سکتا۔ میرے دماغ میں بچ کر رہا ہے۔ ماسٹر جھلا دے گا میرے بارے میں بہت کچھ معلوم کرے گا؟

یہ چپ چاپ اگر معلوم کرنے تو اس میں تمہاری جھلائی ہے، تم کو کچھ بھی طرح جانتے ہیں۔ یہ اس وقت تک تمہاری کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھائے گا جب تک تم اس سے چھپ رہے ہو۔

یہ ٹیلہ تیار کیے ذریعے دنیا کے تمام جہازوں کے راز معلوم کر سکتا ہے لیکن نہیں کر سکتا اور جن کے راز معلوم کرنا ہے ان میں کبھی کبھی نہیں کرتا۔ فراد ہوا ڈاکو سے ملتا ہے مگر ہم اس کی خوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ میں نے کہا: فراد صاحب فرما رہے ہیں ان کی تعریفیں کر کے انہیں خوش نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی وہ اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ یہاں سے جانے کے بعد جب ہر ام گنگولی نظروں سے دور ہو جائے گا اور کسی پتہ کا وہ گاہ میں چسپ جائے گا تب بھی اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھے گا؟

ہر ام گنگولی نے کہا: جب اس ماسٹر نے حکم دیا ہے تو وعدہ کرتا ہوں! اپنا دماغ تمہارے لیے ہوش کھلا رکھوں گا۔ میں نے کہا: سپر ماسٹر! میں تم سے مخاطب ہوں، مجھے اسی بات کی ضمانت چاہیے کہ میں چو بیس گھنٹے تک کسی وقت بھی اس کے پاس نہیں جاتا ہوں گا؟

"ابھی اس بات کی ضمانت دی جائے گی۔ ذرا انتظار کرو۔" میں اور پوری کڑی کے ڈٹوں پر بیٹھ گئے۔ ہم سے ڈاؤن ہر ام گنگولی کوڑی کے ایک ڈبے پر بیٹھنا چاہتا تھا لیکن اس کے وزن سے کڑیاں کراہتے لیکن پھر دیکھتے ہی دیکھتے ٹوٹ گئیں۔ وہ ڈبے کے اندر دھنسی گیا بڑی مشکل سے اٹھایا۔ اس کے سعلق پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کجنت غیر معمولی جسمانی قوتوں کا مالک ہے اور وزن بھی غیر معمولی ہے جب جھٹے میں پاؤں مارتا ہے تو آواز کی زین دھنسی جاتی ہے اگر گزشتہ تہہ ہر وہ تڑخ جاتا ہے۔

وہ جھٹے رقب اور دہلے سے ہٹا کر زمین میں آیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ شخص اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور جسمانی قوتوں کے باعث جہاز کی دنیا میں سرفراست ہو گا لیکن کیسے ہو سکتا تھا؟ ہم اور آپ حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے۔ ہمارے دنیا میں دو ہی بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک سپر ماسٹر دوسرا مالک ہیں۔ ان کے پاس ساری دنیا میں حکومت کرنے کے تمام لوازمات ہیں۔ یہ دونوں طاقت نئی سائنسی ایجادات کے مالک ہیں۔ جدید ترین خطرناک ہتھیار ان کے پاس ہیں۔ ان کے پاس دنیا کی سب سے جدید ہتھیاروں کی تیار اور فضائی ایجاد ہیں۔ جیٹ اور ہوا کو گرنے کو بولتے تو ساری رھا یا کاپنے گئی تھی۔ سپر ماسٹر اور مالک میں صرف چھینٹے ہی تو دنیا زچہ لاند ہے۔ یہ دنیا اس طرح ان کے پاؤں تلے ہے کہ یہ ایک ہرے پر کھڑے ہو کر کھڑے ہیں تو ان کا تھک دینا کے دوسرے ہرے پر جا کر گرتا ہے۔

ان دو طاقتوں کی مختصر سی تعریف کے بعد یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ ہر ام گنگولی میرے جہازوں کی طاقت اور غیر معمولی صلاحیتیں خریدی جاتی ہیں۔ یہ دونوں طاقتیں مجھے آج تک اسی لیے ہیں سے کہیں

بیٹھے نہیں دیکھیں کہ میں بکتے سے انکار کرتا ہوں۔ ان کی دنیا میں رہ کر میں اور میرے ساتھی جتنے عرصے سے جاپے ہیں، یہ اللہ کا کام ہے اور نہ شاربہ سے بھی میرا طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ بکتے سے انکار کرتا رہا تھا۔ ان سے روپوش رہتا تھا۔ خود کو براسرار بنائے رکھتا تھا اور اپنی بات عموماً کسی کو گوشہ نشین کرتا تھا تاکہ اس کی حرکت معلوم نہ ہوتی۔ اس کے بارے میں جس کے نتیجے میں آج وہ بہرام گنگولی کی قبر میں تھا اور اس کا دلخیز تیری مٹی میں تھا اور دم دونوں سے الگ ہو کر بھی اس کے بہت قریب تھا۔ اس ملک کے چتے چتے پر اس کی نادیہ بھرائی تھی۔ وہ جب چاہتا شاربہ کو اس کی جگہ سے اٹھا سکتا تھا لیکن واقعی وہ شطرنج کا کھلاڑی تھا۔ بے صبری اور جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ اس نے شاربہ کو ہار سے لیے چارہ ہت کر رکھا تھا۔ یہی پتا نہیں اس طرح اٹھا تا جا رہا تھا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہونے والا تھا۔ آخر وہ شاربہ پر کیوں ہاتھ نہیں ڈال رہا ہے، یہ بات فی الحال مجھ میں آنے والی نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد دو آدمی اس تو خلتے میں آئے۔ ان میں ایک ڈاکٹر تھا۔ دوسرا اس کا اسٹنٹ جو بیگ اٹھائے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر نے میرے پاس آکر انگلی کی شیخی دکھاتے ہوئے کہا "آپ اسے پڑھ کر ہوا صاحب کو سنا میں انھیں معلوم ہو گا کہ کیس طرح اعصاب کو کمزور کرتی ہے؟"

میں نے وہ شیخی اسے دکھا کر پڑھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر کہا "فراد صاحب اس سے ملتی ہیں؟"

ڈاکٹر نے اپنے اسٹنٹ سے کہا "انگلش تیار کرو؟"

وہ انگلش تیار کرنے لگا۔ بہرام گنگولی نے پریشان ہو کر کہا "ایسا ماسٹر ای میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے، کیا مجھے جہان طوری پر کمزور بنا دیا جائے گا۔ کیا میں سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہوں گا؟"

پھر ماسٹر کی آواز آئی "بہرام تم ابھی طرح جانتے ہو؟ میں نہیں پسند کرتا ہوں۔ تم نے آج کے دور کی سب سے اہم اور عجیب ترین بیماریا کو میرے پاس پہنچا ہے۔ میں نہیں تباہ ہونے نہیں دوں گا۔ اس انگلش کا اثر آدھ گھنٹے تک رہے گا۔ اس کے بعد تھوڑی قوتانی بحال ہونے لگی۔"

انگلش تیار ہو چکا تھا۔ بہرام گنگولی تھوک نکلتا ہوا ڈاکٹر کی طرف اور بھی سرخج کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر ماسٹر نے کہا "ماسٹر مزاج تم نے جو نہیں گھنٹے کی ضمانت طلب کی تھی میں آٹھ دس گھنٹے کے لیے آپ کو مطمئن کر رہا ہوں۔ اگر آپ اس عرصے میں اس کے مکمل خیالات نہ پڑھ سکے اور اس سے رازوں سے اتفاق نہ ہو سکے تب اسے مزید آٹھ دس گھنٹوں کے لیے کمزور بنا دیا جائے گا۔"

ڈاکٹر بہرام گنگولی کے بازو میں انگلیش لگا دیکھا۔ اس میں یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس ماسٹر نے پوچھا "ماسٹر فراد! کس پوزی اور تھوڑی دیر کس راستے سے جانا پسند کریں گے؟"

"ہم زینے سے اوپر جائیں گے لیکن ابھی نہیں؟"

"کیا اور کچھ رہ گیا ہے؟"

"میں پہلے انگلش کی کاری اسٹیٹ دیکھوں گا۔ اس کے داغ میں پہنچ کر اطمینان کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کو جاننے کے لیے کسوں کا وہ انگلش گھنٹے کے دوران بہرام گنگولی میں کے ڈوم پر بیٹھا ہوا تھا۔ صرف ایک منٹ کے بعد ہی وہ کھڑکی محسوس کرنے لگا۔ اس کے چہرے سے پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ وہ دونوں مٹھیاں کچھ بند کر رہا تھا۔ کچھ کھول رہا تھا۔ پھر کٹھ کر کٹھنا چاہتا تھا مگر کٹھ کے ڈوم کو تھام کر رکھ گیا۔ وہ سہمی طرح کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ کھڑکی سانس لے کر فری ہو بیٹھ گیا۔ کبھی بے چینی سے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کبھی سر کے اٹا کو مٹھی میں جکڑ کر کھینچنے لگا۔ وہ ان کاروں میں سر ہلا کر رہا تھا۔ نہیں نہیں میں اس قدر کمزور نہیں ہو سکتا۔ یہ میری توہین ہے۔ بہرام گنگولی بہت شہ زور ہے۔ اسے اس قدر کمزور نہیں ہونا چاہیے میں ماسٹر! یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟"

وہ ابستہ ہتھ لیٹ گیا۔ ایک کورٹ بدل کر گھنٹے موٹیلے پھر اپنے سر کو گھونٹوں کی طرف جھکانے لگا۔ وہ اپنے آپ میں مست جا رہا تھا۔ جیسے بہت بند ہی سے گھنٹے کے بعد ہستی میں پہنچ کر حقیر ساہ گیا ہو۔ ایسے وقت میں بڑی آسانی سے اس کے داغ میں پہنچ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا "آہ! میں اسی دن کے لیے فراد سے بچ گیا ہوں چاہتا تھا۔ برسوں سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ دور ہی دور سے کی تھی کاظم حاصل کرنے کے لیے لہار ہاتھ پھیرا میں ماسٹر نے میرے لئے ٹرانسفارمیشن کا چارہ ڈالا۔ مجھے لالچ دیا کہ میں اسے حاصل کروں گا تو تیل پتھلی کی صلاحیتیں میرے داغ میں میر جاؤں گی اس کی علم کو حاصل کرنے کی دیوانیوں نے آج مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔"

ابھی اس کے داغ کو بہت دور تک پڑھنا تھا۔ میں ماسٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں نے تمہاری بات مان لی تھی۔ بہرام کو گولی نہیں ماری۔ تمہی نہیں کیا۔ تمہا یہ کام کا آدمی ہے سلامت بے صرف اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو گیا ہے اور تمہیں اطمینان ہے کہ یہ آٹھ دس گھنٹے بعد پھر تمہارے کام کے قابل ہو جائے گا۔"

"کیا تم اس کے داغ کو پڑھ رہے ہو؟"

"میں نے اس کے داغ میں پہنچ کر اطمینان حاصل کیا ہے۔"

اب اپنے ساتھیوں کو حکمت سے باہر پہنچاؤں گا تاکہ تمہارا کوئی آدمی

میں نے پھانسی نہ بچائے۔ پھر بہرام کے داغ میں وہاں اس کی تفصیلی صورت حاصل کروں گا؟"

میں نے پوزی کے ساتھ زینے پر چڑھتے ہوئے ریوا اور کے پیچھے تمام گولیاں نکال لیں انھیں جیب میں رکھا۔ ریوا اور کو اسے تھکانے میں چھینک دیا۔ ہمارے وہاں سے زندہ سلامت لوٹ جانے تو اس ریوا اور کے باوجود وہیں نکلنے نہ دیتا۔ وہ صرف پوزی کو اپنی قید میں رکھ کر اسے ریوالنگ ہٹا کر مجھ سے پراپی تائیں خواہتا تھا اور نہ ہی کوئی فائدہ حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے برعکس میں رسوئی اور شہادت پتھلی کی صلاحیتوں کے ذریعے اس کا جینا حرام کر سکتے تھے۔ وہ شطرنج کا کھلاڑی تیری سوسٹ سے جا لیں جیل رہا تھا۔ نہ خود کو ہار کر چاہتا تھا نہ میں پہنچ کر چاہتا تھا نہ اپنی طاقت کا غرور دکھانا تھا۔ اس وقت شطرنج کی سیما پر رشک کی جگہ وہ ٹرانسفارمیشن کی ہوئی تھی۔ وہ اسے حاصل کرنے کے لیے استعمال کر کے اس سے ذاتی طور پر استفادہ کرنے کے بعد شاید ہمارے سامنے کھل کر آنا چاہتا تھا۔ ہم بغیر بہت عمارت سے باہر آگئے۔ میں نے پوزی کے ساتھ ٹیکسی کی چھپی سیٹ پر بیٹھ کر غلام باقی سے کہا "ہم ٹیکسی میں جا رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے چلے آؤ؟"

یہ سچ میں آنے والی بات تھی کہ اس میں ماسٹر کے آدمی ہماری نگرانی کر رہے۔ اس لیے میں نے غلام باقی کو اپنی اگال خود سے دور رکھا تھا۔ ہم تھوڑی دیر تک آگے پیچھے چلنے والی گاڑیوں کو دور دراز تک دیکھتے رہے۔ جب یقین ہو گیا کہ تعاقب نہیں ہو رہا ہے تو ہم نے ٹیکسی ایک جگہ روک لی۔ اس کا کرایہ ادا کیا۔ پھر غلام باقی کو اپنے پاس بلا لیا۔ میں کچھ رہا تھا یہ بچکانہ احتیاطی تدابیر ہیں۔ اس کا کوئی بھی معلوم ہو گا کہ ہم کس کا پہلی کا پٹر استعمال کر رہے ہیں اور کہاں سے کہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

اپنی کار میں بیٹھنے کے بعد پوزی نے پوچھا "فراد! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"بڑی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ میں نے اس ماسٹر کو پوزی کو دیا تھا کہ وہ اپنی اس ماسٹر کا داغ پڑھوں گا لیکن اس کی چال کچھ عجیب ہے۔ اسے مجھے مورینا اور شاربہ کے پاس موجود رہنا چاہیے۔ ٹرانسفارمیشن ہاتھ آنے کے بعد وہ دونوں میں ماسٹر کے لیے اہم ہو گئے۔ جیڈ"

"تو پھر عدلی کرو۔ پہلے مورینا کی خبر لو؟"

"نہیں ابھی میں اس ماسٹر کو ڈانج دینے کے لیے بہرام کے پاس جا رہا ہوں؟"

میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ بالکل صبح وقت پر پہنچا تھا۔ اس ماسٹر پیکر کے نیچے مجھے منگ کر رہا تھا۔ ماسٹر فراد! آپ اپنے

ساتھیوں کو عمارت کے باہر چھوڑ چکے ہیں۔ اب تو آپ کو بہرام کے خیالات پڑھنے چاہئیں؟"

میں نے کہا "ایس ماسٹر! اگر تم مجھے اسی طرح مخاطب کرتے رہے تو میں مسلسل تو جبر سے خیالات نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر ڈاکٹر نہ کرو؟"

"اچھی بات ہے۔ میں جا رہا ہوں؟"

میں نے اسے یقین دلایا کہ مسلسل تو جبر سے خیالات پڑھتا رہوں گا اور کسی طرف حسیان نہیں دوں گا۔ بہرام گنگولی نے خلتے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک انتظار کرتا رہا اس کے بعد ڈاکٹر میں کر سکتا تھا۔ لہذا میں نے مورینا کے داغ پڑھ کر دکھا۔ اس نے سانس روک لی میں نے دوسری بار دنگ دیتے ہی کہا "میں بے داغ میں آؤ؟"

وہ آگئی۔ میں نے کہا "میں بھی سانس روک کر تمہیں باہر کر سکتا ہوں۔ کبھی تو حالات کی نزاکت کو سمجھا کرو۔ اس وقت تم خطرے میں ہو۔ تمہیں کسی دوسری جگہ پناہ لینا چاہیے بہرام! ابھی میرے داغ میں رہو۔ میں فرنا ڈاکٹر سے بات کر رہا ہوں؟"

میں نے کنگ فرنا ڈاکٹر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "کیسا تمہارے پاس کوئی ایسا شخص ہے جسے جہاں پولیس اور ایٹمی جیس ڈالنے نہ پہنچ سکیں؟"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا "یہ پولیس اور ایٹمی جیس ڈالنے میرے یہاں کیوں نہیں آتے؟"

"میرا سب سے بڑا دشمن اس ماسٹر مورینا کو وہاں سے انکار کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے وہ اپنے ذرائع کے مطابق پولیس اور ایٹمی جیس والوں کا استعمال کرے گا۔ ان کے سامنے تم مجبور ہو جاؤ گے۔ تم درست کہتے ہو۔ میں ان پولیس والوں سے ہمیشہ دور رہ رہتا ہوں۔ ایسا کرو مورینا سے کسر دو وہ گاڑی لے کر یہاں سے نکل پڑے۔ میں تمہیں ایک ایڈریس بتاتا ہوں۔ تم مورینا کو وہاں پہنچاؤ؟"

مورینا نے کہا "ماسٹر فراد! میں جا رہی ہوں؟"

"بیک جاؤ مگر میرے لیے داغ کے دو واٹسے کھلے رکھو اور اس بات کا یقین رکھو! انھی کو ٹیلی جیٹی جہاں سے والا دشمن تمہارے داغ میں نہیں آئے گا؟"

"کیا شاربہ نہیں آسکتا؟"

"وہ ہمارے کمرے ہے۔ خیال خوانی کی پرداز نہیں کر کے کہو؟"

"اچھی بات ہے۔ تم جب چاہو آسکتے ہو؟"

وہ کوٹھی کے پیچھے دروازے سے نکل کر اس بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتی ہوئی احوال کے پچھلے گڑبٹ سے نکل گئی۔ میں نے کہا۔

ڈورا ٹیکر کرتے وقت مقب نما آئینے میں دیکھتی رہو۔ میں تمہارے ذریعے معلوم کروں گا تعاقب ہو رہا ہے یا نہیں؟

وہ میری ہدایت پر عمل کرتی رہی اور مجھے اطمینان ہوتا رہا۔ اور میں اس ماسٹر کو بھی اطمینان ہو گیا تھا۔ کچھ دیکھ رہا تھا میں بزمِ گلشن کے دماغ میں جو مودرہوں کا ایسا ہی میں میرا نوا خوا گیا جائے تو میں اسے چلانے کے لیے جیل آسکوں گا۔

میں وہ جو تھی کہ کنگ فرنا نڈو کی کوشش کے اطراف بہرا دینے والے پولیس اور انٹیل جنس کے لوگ سلسلے والے گیمٹ کی طرف آگے تھے۔ انہیں فرانسس کے ذریعے اس ماسٹر کی طرف سے ہدایت مل رہی تھی۔ فوراً حملے میں پہنچ کر کوشش کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے اور کسی کو باہر جانے کی اجازت نہ دی جائے تا وقتیکہ پتہ پتا ہاتھ نہ آجائے۔

میں نے سوچنا کہ کبھی یا تم کسی ڈیڑھ گھنٹہ اسٹور میں جاؤ۔ وہاں سے ایک آپ کا سامان اور لینے کے کچھ لباس وغیرہ خریدو۔ پھر کسی ہومل کا ایک کروڑو خریدو اور ڈراؤ۔ میں تمہارا ایک آپ کروں گا تمہارا حلیہ بدلنے کے بعد ہری وہاں سے کسی دوسری جگہ پہنچاؤں گا؟

وہ بولی "کیا تم میرا ایک آپ کرتے آؤ گے؟"

"میں خیال تو ان کے ذریعے تمہیں گائیڈ کروں گا تم خود یہ کام کرنا چاہو گی؟"

"یہ باتیں سمجھانے کے بعد میں کنگ فرنا نڈو کے پاس آیا اس کے سامنے ٹیلی جنس کا ایک افسر اور اس کے دو ماتحت ٹھہرے ہوئے تھے۔ افسر کہہ رہا تھا "مسٹر فرنا نڈو آپ بہت معزز ہیں آپ نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا ہے تاہم آپ کے ہاں جو ایک گمان لڑکے سے اب جسے بس امریکا کو لگانے کا اعزاز حاصل ہے تم اسے لینے آئے ہو؟"

فرنا نڈو نے کہا: "آپ تشریف لائیں وہ آپ نے اپنے میں دیر کر دی وہ تھوڑی دیر پہلے گئی ہے۔ شاید تھوڑی دیر بعد واپس آجائے۔"

آئینہ سنے ہنسنے ہوئے کہا: "ہم نے آپ کی کوشش کا اعتراف کر رکھا تھا۔ ابھی ایک منٹ پہلے معاملہ توڑ کر میں آئے ہوں۔ وہ اتنی جلدی کہیں نہیں جاسکتی۔ کیا آپ ہمیں تفریح لینے کی اجازت دینگے؟"

میں نے کہا: "فرنا نڈو اب بھٹ دکرنا۔ اجازت دے دو۔"

"یہ آپ کا گھر ہے جہاں جا رہی تھی کہہ سکتے ہیں؟"

میں نے اس کے دماغ سے ایک خفیہ پتہ گاہ کا پتہ معلوم کیا پھر اس سے رخصت ہو کر شام کے متعلق سوچنے لگا۔ فرانسس اور مشین کے سلسلے میں وہ بہت اہم تھا۔ میں بیک وقت سوچتا اور

شار کو نہیں پاس جاسکتا تھا۔ روٹنگی پاس کے ساتھ گئی ہوتی تھی میں نے اجا تک ہی شبیکہ کے دماغ پر دھک دی۔ اس سے پہلے کہ وہ مارا روٹی میں نے کہا "شار پر شار پر شار پر..."

یہ کہنے کے بعد میں شار کے دماغ میں آ گیا۔ پھر دوسرا ہی ملے اس کی آواز سنانی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "سیرو شار پر اسب تمہاری طبیعت کیسے ہے؟"

وہ بولا "تم نے کیا بتاؤں۔ کسی طبیعت سے متعلق ہے۔ کسی بولنے ہے۔ یہ لوگ اچھی طرح علاج کرانے کا موقع نہیں دے سکتے ہیں مجھے اور صر سے اور دھچھپاتے پھر رہے ہیں۔ پھر بتائیں مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے؟"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جاکر کہا "میں فرنا نڈو بل رہا ہوں ابھی دوسرے معاملات میں تیری طرف مصروف ہوں۔ شار کی طرف دھیان نہیں دے سکتا۔ مختصر طور پر بتا رہا ہوں۔ وہ ٹرانسفر مشین اس ماسٹر کے ہاتھ لگ گئی ہے اب وہ سو رہا تھا شار پر کوئی طرح حاصل کر کے اس مشین سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور یہ میں ہونا چاہیے۔"

میں بول رہا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں خاموشی سے سن رہی تھی۔ پھر میں نے کہا "میں تمہیں براہ راست مخاطب نہیں کرنا تم نے یہ حق مجھ سے چھین لیا ہے لیکن اتنا کرو کہ اگر کوئی شار کے دماغ میں لے آؤ اس سے ان جہازم کا اعتراف کرو جن کا تعلق ان کی ہون اور جہازوں سے ہے اس کے بعد شار پر کا فیصلہ تمہارے کرو۔ یا تو اسے ختم کرو۔ یا ان انوار کرنے والوں سے نجات لاؤ اور اسے کسی خفیہ پتہ گاہ تک پہنچا دو۔ میں جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری بات رہ گئی ہو تو شار کے دماغ میں بلا لینا۔"

میں نے شار کے دماغ پر بوری طرف قبضہ نہیں جمایا تھا۔ جب آسے آزاد چھوڑا تو وہ ایک دم سے تڑپ کر گئے۔ گانہ نہیں آئی میں نہیں مروں گا۔ مجھے زندہ چھوڑ دو۔ میں تمہیں کمانا ہوں اگر وہ مشین اس ماسٹر کے پاس ہے تو اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

میں اس کے دماغ سے جا چکا تھا یہ باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں جب میری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ کہنے لگا "تم میرے دماغ میں کون ہو جو فرنا نڈو سے باتیں کر رہی تھیں کیا تم مادامِ روتھی ہلا کیا شہباز ہو کوئی بھی ہو میری ہنس میں ہو۔ مجھے جھانکی کچھ کرنا دے دو۔"

میں ساری زندگی تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔"

شبیکہ نے کہا "روزانہ تمہاری ہنس تمہاری تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "وہ وہ تو میں نے مجبور ہو کر کیا کیا تھا۔ ہنس کا رشتہ بہت مقدس ہوتا ہے۔ اس کے سامنے مجبوراً

گرا جا جاتا ہے ہنس کو نہیں؟"

"وہ آواز اور دیکھیں تمہیں اپنے مطلب کے لوگوں کو تیرے دوستی کے حال میں جانتی تھی؟"

"تم نے مجھے فرنا نڈو کو بھانسنے کے لیے اپنی ہنس کا جال پھینکا تھا اس وقت تمہیں غیرت آئی تھی؟"

"میں اتنا کرتا ہوں، پہلی باہمی ہوں جاؤ۔ مجھے معاف کر دو میں تمہارے بہت کام آؤں گا۔"

اسے موت کا یقین ہو گیا تھا اس لیے وہ سوچ کے ذریعے بولنے بولنے تڑپ کر زبان سے بولنے لگا "اسے اغوا کرنے والے خیرانے سے کچھ رہے تھے۔ وہ زبان سے پوچھ نہیں سکتے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کیوں اس قدم سہا رہا ہے کسی سے باتیں کر رہا ہے۔ وہ جانتے تھے زبان کھولنے ہی ٹیلی ویژن کا شکار ہو جائیگا۔"

شار کے ساتھ ٹریڈ میچی کر رہا ان انوار کرنے والوں سے بھی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا اس کے باوجود ان میں سے دو اشخاص نے رپورٹوں پر کال کیے تھے۔ پھر انہیں پتہ چلی ہوئی گاڑی کے باہر چھینک دیا۔ تیسرے کے پاس چاقو تھا۔ اس نے چاقو تھی چھینک دیا۔ وہ مطمئن تھے، ہم ٹیلی ویژن کے ذریعے ان کے ہتھیار بھی پر استعمال نہیں کر سکتے تھے۔"

شار نے اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے گڑ گڑا کر کہا "مجھے بچاؤ میری جان بچاؤ تم مجھے جہاں بھی جا رہے ہو وہاں ملک میں زندہ نہیں جاسکوں گا۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں اس ماسٹر کو مشین آریٹ کرنے کا طریقہ بتاؤں۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ میرے دماغ کی ٹیلی ویژن اس ماسٹر کے دماغ میں منتقل ہو۔ تم سب خاموش کیوں ہو؟ میرے بھائی کی تدبیر کرو۔ اگر تم نے مجھے پھانسیا تو میں اپنی ہنس کے کام آؤں گا اور اگر خرابی اس کی سہمی نے بچاؤ تو میں ان کا ٹھکانہ بنا جاؤں گا۔ مجھے زندگی چاہیے۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔"

ایک نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا "کیسے؟ ہم تمہارے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

"میں کسی ٹیلی ویژن شاپ کے سامنے گاڑی روکو کسی ڈاکٹر سے بیوی کرو یا خود دیکھنا یا انجانے آؤ سے لگاتے ہی میں بے ہوش ہو جاؤں کوئی ٹیلی ویژن جاننے والا ہے ہوشی کے دوران نہ میرے پاس آسکے گا اور میرے بارے لگا۔ اس وقت تک تم مجھے اس ماسٹر کے پاس پہنچاؤ گے۔ تمہارا ماسٹر یقیناً میری حفاظت کرے گا۔ اسے میری ضرورت ہے۔"

اسی گونٹ نے ٹریڈ میچی تدبیر بتائی تھی۔ اس کی یہ جہاں ملوگا۔ ذریعے میں وہاں نہیں تھا اور شبیکہ آکر کے پاس چلی گئی

تھی تاکہ اسے شار کے دماغ میں بلا لے۔ آدرا ب تک ماسٹر کی قبر میں تھا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو اس ماسٹر سے بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتا کیونکہ وہ بھی ٹرانسفر مشین آریٹ کرنا جانتا تھا اور اس کے دماغ سے ٹیلی ویژن منتقل کرانی جاسکتی تھی۔

شبیکہ نے آکر کو مخاطب کیا "ہیلو امریکا میں اپنے جہانی کی خبر ہے؟"

وہ ایک سرد آہ بھیر کر بولا "میری خبر کون لے رہا ہے۔ کوئی مجھے پوچھنے والا نہیں ہے۔"

"کیا شار پر تمہارے پاس کسی نہیں آتا؟"

"اسی بات کا قصد میرے۔ میں اس کے دماغ میں نہیں جاسکتا کیونکہ اس کے پاس میں قصور میرا ہے۔ میں بہت شراب پیتا ہوں کوئی بھی میرے دماغ میں چلا آتا ہے۔ اسی لیے وہ مجھ سے دور رہتا ہے۔ اپنی بات کہنے بعض اوقات اپنی جان بچانے کے لیے خون کے رشتوں کو بھی چھوڑ دینا پڑتا ہے۔"

"اور تمہارے جہاں کی پاسیوں سے بچ کر اپنی جان بچانے کے لیے خون کے رشتوں کو بھی مارنا چاہیے؟"

"ایسی بات نہ کہو۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے مگر ہم ہنس بچاؤ کے خلاف کبھی سوچ نہیں سکتا۔"

"آہ آج شار پر کا دماغ کھلی کتاب کی طرح ہے۔ میں شبیکہ تمہیں اپنی آواز اور لب و لہجہ سن رہی ہوں۔ میرے دماغ میں آؤ اور میرے ذریعے وہاں پہنچ کر خود اپنی آنکھوں سے تماشا دیکھو۔"

اس نے خوش ہو کر پوچھا "کیا تم میرے جہانی شار پر تک مجھے پہنچا سکتی ہو؟"

"ہاں اس کا آخری وقت لگ گیا ہو تو اس کے رشتے داروں سے اسے ملانا نہیں ہے اور میں یہ نیک کام کر رہی ہوں۔"

وہ میرا پیٹ سے بولا "تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

"کیا میں تمہارے دماغ میں آؤں؟"

"صرف پانچ منٹ میرا کرو۔ میں آئی ہوں۔"

وہ دائمی طور پر حاضر ہو گئی۔ کوشش کی یا کوئی میں آکر دیکھا۔ اس وقت جو جوار پارسی ٹریڈنگ سے نہیں گزر رہے تھے۔ ان کے کھینے کا وقت تھا اور وہ قلعے کے بہت بڑے باغ میں تھے۔ پارسی بھاگ رہا تھا اور جوار اس کو مارنے کے لیے دوڑ رہی تھی۔ شبیکہ نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "جو ایک جگہ آرام سے بیٹھو اور خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ میں آؤ۔"

"میں نہیں آؤں گی۔ میں نے اتنا خوبصورت گلدستہ بنا لیا تھا۔ پارسی چھین کر جھاگ رہا ہے۔"

کے متعلق ضرور معلوم کر دو میرے بھائی شاد پر کا تعلق مجھ سے ہے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرا بھائی کیا ہے اور کیا ہے؟
 شیبانے کہا "مشترک آتما اور جو جڑ خوارہ خوارہ وقت خانہ کرب سے ہوا ہے شیبانے کی دوسری فلینک استعمال کر دو اور اس کے دماغ کی تہ میں بیچ کر حقیقت معلوم کر لو۔ یہ سانس نہیں روک سکے گا اور تم لوگوں سے اپنے چند خیالات چھپائیں گے گا"
 جو جڑا ملک کے دماغ کی تہ میں اتار کر جو خیالات بڑھنے لگے آرمز نے کہا "میں ان سب سے علم میں برتا ہوں۔ باپ کا رد یہ رکھتا ہوں اور باپ بالآخر اپنی اولاد کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ میں نے معاف کیا ہے میں جا رہا ہوں شاد پر تم جیسے بھی تھے اور جیسے بھی ہو زہری مدد سے خلا تھیں معاف کر دو"
 آرمز کی بات سچ ہوتے ہی جو جو کر کے رونے کی آواز سنائی دی اس نے پوچھا "کیا بات ہے جو جو تم آج چاہتے کیوں رونے لگی ہو؟ وہ دوتے روتے ہوئی "بھائی آرمز! اگر مجھ کو سونایا تھا اور شیبانے ہی پناہ نہ دیتیں۔ مجھے بیٹی نہ بتائیں تو یہ میرا بھائی مجھے بھی بس روزانہ کی طرح مار ڈالتا۔ اس نے روزانہ کی گردن کاٹ کر اس قبر میں چھپائی تھی جس میں بھائی ہار پڑنے شیبانے کا اپنا سہرا چھپایا ہوا تھا۔ پھر اس نے بھائی ہار پر کوئی شاد پر اتنی شراب پلائی اتنی پلائی کہ اس کا دم نکل گیا۔ یہ بھائی نہیں قصائی ہے"

وہ چھوٹا چھوٹا کر رونے لگی۔ شیبانے رحمت سے بچ پاتے ہوئے کہا "جو جو اگر مردہ نہیں ایک طویل زندگی میں نہ جلنے لیا کچھ دیکھنا ہے جو حوصلہ رکھو۔ مہر سے کام لو اور ہارس کے ساتھ کھینچو جو جو چاہی گئی تو شیبانے مخالف کیا۔ مشترک آتما مجھے انکسوس ہے تم کچھ سننا نہیں چاہتے تھے مگر تمہیں اس بہن نے سنا دیا ہے تم بھی جانتے ہو ایک مضموم بیٹی کی زبان سے تم نے اپنے بھائی کے ہر ایک کلمے کی حقیر سی داستان سن لی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو اسے اب بھی زندہ رہنا چاہیے؟
 آرمز کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شیبانے تھوڑی دیر کے لیے شاد پر کو بھول ڈالا پھر آرمز کے پاس بیچ کر دیکھا تو وہ جس جگہ قید کیا گیا تھا وہاں بٹھا رہا تھا۔ رومال سے آنسو پونچھتا جا رہا تھا پھر شراب کی بوتل کھول کر منہ سے لگے لگے شیبانے پوچھا کیا شراب میں غم کھول کر پیئے سے دنیا بدل جاتی ہے؟ وہ سبھی بدل جاتی ہے؟ یہاں جو ہمارا بتا ہے کیا وہ آئندہ نہیں ہوتا؟ کیا تمہیں اتنا اپنی بہن جو جو کے لیے زندہ نہیں رہنا ہے؟
 اس نے دو چار گھنٹے لیے پھر بوتل سامنے رکھ کر سردا ہ بھرتے ہوئے کہا "یہ سب کچھ میری بھاری ہے۔ یہ ایسا علم ہے جو ان کی زندگی میں موت دیتا ہے اور جب تک موت نہیں آتی پھر شیبانے

ہی پریشانیاں تھی ہیں۔ نہ رات کو سونوں سے نیند آتی ہے نہ کھانے کے وقت بھوک لگتی ہے یہ وہ ذرا دیر کو گھب ہوا دو چار گھنٹے کے لیے پھر ایک گھری سانس لے کر بولا "میرا ہی سب شیبانے تھا اور فریاد کا جتنا بھی احسان مانوں کہے۔ تم لوگوں نے میری بہن کو بی بنا کر رکھا ہے۔ میں جانتا ہوں تم لوگوں کو بھی سکون نصیب نہیں ہوا اور نہ ہو گا تم سب خود سو رہا اور نہ مزاج رکھتے ہو کسی کی غلامی نہیں کر سکتے کسی طاقت کی طرف جھک نہیں سکتے۔ اس لیے آخری سانس تک اسی طرح دوڑتے بھاگتے اور ہاپ پتے رہو گے"
 اس نے بوتل کو منہ سے لگایا۔ دو چار گھنٹے لیے پھر سانس رکھ کر بولا "لیکن میں نے کیا کیا ہے؟
 وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر بیچ بیچ کر گتے لگا۔ مجھے قید کرنے والوں! بتاؤ میں نے کیا کیا ہے کیا میں نے کسی کی بہن بیٹی کی طرف بڑی نظر ڈالی؟ کیا میں نے کسی کی عورت چھین لینے کی کوشش کی؟ کیا میں نے کسی کو گالی دی؟ کیا میں نے اپنی شیلی بیٹی سے آج تک کسی ایک شخص کو بھی نقصان پہنچایا؟ یہ تو ایک گوشہ نشین ہوں جب اپنے گھر میں تھا تب بھی ایک کمرے میں دن رات بیٹھا بیٹا رہتا تھا بس یہی اپنی ہی جو بیوی تھی پوری کرنے کے لیے اسے سہو و فریج کے لیے جاتا تھا پھر گھر کی چار دیواری میں قید ہو جاتا تھا۔ میں کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ میں نے آج تک کسی سے دوستی نہیں کی اور کسی سے دشمنی بھی نہیں کی۔ پھر مجھ سے کیوں دشمنی کی جا رہی ہے؟
 وہ تھوڑی دیر تک پاپتار رہا پھر بوتل اٹھا کر بولا "لوگوں جواد نہیں دے سکتا۔ اس بات کا کوئی ذمہ جو اب میں نے گام میں جانا ہوں اور شیبانے تمہیں سن لو اور فریاد کو بھی سنا دینا۔ یہ شیلی بیٹی ہونا دشمن ہے۔ آج تم لوگ ایک خوشحال گھر میں زندگی گزارنا چاہو تو کسی نہیں گزار سکو گے۔ میں کسی سے دوستی اور دشمنی نہ کروں تب بھی اس کا طرح قید میں رکھا جاؤں گا اگر آنا کر دیا گیا تو کوئی دوسرا مجھے قید بنا لے گا۔ شاد پر یہ تم ہو جانے کا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا اس کے بعد مجھے حاصل کرنے کے لیے بڑی طاقتوں کے درمیان رہنا پڑتا شروع ہو جائے گی"

شیبانے اسرا میں جانے پر اعتراض کر رہی تھی۔ اس نے سونیا سے کہا "مجھ سے پوچھو بغیر یہ فیصلہ کیوں کیا گیا؟ سونیل نے سمجھایا۔ تم تمام فیصلے مجھ پر چھوڑ دیتی ہو پھر اس فیصلے پر کیوں اعتراض کر رہی ہو؟
 کیا یہ تمہارا فیصلہ ہے؟
 "ہاں تم سے پوچھو بغیر اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ تمہارا وطن ہے۔ تم وہاں جاؤ گی جہاں پیدا ہوئی تھیں۔ جہاں تم نے پنپنے سے جوانی کا زمانہ گزارا ہے۔ اس شہر سے تمہاری روح کی داسگی ہے یہاں تمہاری قوم کے لوگ ہیں۔ وہاں تم نے شیلی بیٹی کا غیر معمولی مسلم حاصل کیا ہے۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی قوم اور اپنے ملک کے کام آؤ۔ میں تم اور بیویوں میں کسی دوستی نہیں ہوتی ماس کے برعکس تم بیوی ہو اور ہمارا ایسی دوست کہ ہم پر ہوا صا احتیو کرتی ہو ہم تمہیں تم پر اس کھ بزدل کے بھروسہ کرتے ہیں۔ تم ہی ایک ایسی سستی ہو جو وہاں رہ کر ہمارے درمیان دوستی بھی قائم کر سکتی ہو اور اسے پائیدار بھی بنا سکتی ہو"
 "تم تو کتنی سستی کی بار بار دوستی کے دیکھی۔ ہمیشہ وہاں سے چلیا زبیاں اور سرکاریاں سلنے آئیں اور تم لوگوں کو نقصان پہنچاتی کی کوشش کی گئی؟"

"یہ ہمارا تجربہ ہے تمہارا تم نے ہمارا بیان سنا ہے اس سلسلے میں تمہارا کوئی لائی تجربہ نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں تم وہاں رہ کر اپنی انکسوس سے دیکھو اور دیکھو ہمارا دوستی کے درمیان کمال غلط پڑتا ہے کون آگ لگا تاسے۔ کون ہمارے درمیان غلط نہیں پیدا کر تاسے اگر کوئی غلط نہیں پیدا نہیں کرنا اگر کوئی دوسرا آگ نہیں لگتا آگ ہلنے درمیان ہی بھڑکی ہے تو یہ دیکھو کہ ہم ملے سے کون بھڑکا تاسے تھا ذاتی تجربہ بہت اہم ہو گا۔ تمہیں وہاں جانا چاہیے"
 "سونیا! مجھے یہ منصوبوں کا کیا ہو گا؟ کیا میں ہارس کو ایک بہت عزیز فریضی صلیبوں کا مالک ایک مثالی انسان بنانا چاہتی تھی۔ قیدی طبیعی کی چار دیواری میں رہ کر یہ کام کتنے آرام اور سکون سے کرتی آ رہی تھی۔ کیا اپنے لوگوں میں جانے کے لیے اپنے بیٹے کو چھوڑ دوں؟

"ماں اپنے بیٹے کو کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ وہ میرا ہے بولی۔ کیا میں ہارس کو اسرا میں لے جاؤں دو دن ہارس کے وہاں رہنے سے کیا بھاری تمام کر دوں یا ان کے ہاتھ نہیں آجائیں گی؟
 "دو ہارس وہاں نہیں رہیں گے۔ ایک تمہارے ساتھ جائے گا دوسرا وہاں آجائے گا"
 "اس طرح میرا بیٹا ان کا منان قیدی بن کر رہ جائے گا"

پارک کے ساتھ اسرا میں انکسوس کی دوسری میٹنگ کا وقت آ گیا۔ پول میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فریاد سے دوستی قائم ہوگی۔ دوستی کی ضمانت کے لیے شیبانے اسرا میں آئے گی اور انھیں شاد پر سے نکلوا دے گا۔
 ۴

میں نے شاد پر کے دماغ میں بیچ کر کیا۔ شیبانے کہہ رہی تھی یہ ہم سے بچنے کے لیے ان آدمیوں کے ذریعے بے ہوشی کا انکسوس لگوا رہا ہے۔ ایک شخص وہ انکسوس خریدنے گیا ہے۔ وقت بہت کم ہے۔ میں نے کہا "میں تو اس کا فیصلہ تم پر چھوڑ چکا تھا"
 "آخری فیصلہ میں نہیں کروں گی میں جا رہی ہوں"
 میں نے شاد پر سے کہا "ہم جب تک اس دنیا میں جیتے ہیں ایک دوسرے سے کچھ لیتے دیتے اور چھینتے جھینتے رہتے ہیں۔ تم نے ٹرانسفر مشین کے ذریعے جہاز میرے دماغ سے شیلی بیٹی اپنے دماغ میں منتقل کرائی تھی اب میں تمہارے اندر سے زندگی کو موت کی طرف منتقل کر رہا ہوں"

کہتے ہی میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ تڑپ کر سانس لینا چاہتا تھا مگر دماغ پوری طرح میرے قبضے میں تھا جب میں اجازت دیتا بھی وہ ایسا کر سکتا تھا وہ اندر سے آدھر چلنے لگا اسے انکار کرنے والے پڑ رہے تھے۔ اپنے درمیان دو بوج سے تھے۔ وہ سانس لینے کے لیے ٹھیک رہا تھا اس کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو سکتا تھا کہ سانس نہیں آ رہی ہے۔ وہ زندہ رہنے کی آخری نالام کوشش کر رہا ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دم نکل گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ جسم ساکت ہو گیا میں نے یہ سب کچھ محسوس کیا پھر بیکارگی دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس کے سر کو دماغ نے میری سوچ کی لہروں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس دماغ نے فانی میں ہر چیز کا اختتام ہے۔ یہ داستان بھی پختہ چلتے اپنے آخری حرف پر دم توڑ دے گی۔ ہو سکتا ہے اس آخری حرف سے پہلے ہی آخری سانس چھوڑ دوں۔ دلیسے جب تک ٹر ٹر ہے تب تک دشمن آخری سانس چھوڑتے جا رہے ہیں۔

پارک کے ساتھ اسرا میں انکسوس کی دوسری میٹنگ کا وقت آ گیا۔ پول میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فریاد سے دوستی قائم ہوگی۔ دوستی کی ضمانت کے لیے شیبانے اسرا میں آئے گی اور انھیں شاد پر سے نکلوا دے گا۔
 ۴



ہم ان سے شرائط منوائی گئے۔ ان شرائط کے مطابق ہی ہمیں آزادی حاصل رہے گی۔
 کیا وہ مان لیں گے؟
 نہیں مانیں گے تو بات ختم ہو جائے گی۔ دوستی کا سماں ہی پیدا نہیں ہوگا۔

”میں پہلے ہی سوچ رہا تھا۔ تم نے ہندوستان میں مجھے اپنا پناہ بنا لیا تھا۔ ایک دن میرے پاس پناہ مانو گے۔ اسے میرے پاس مجھے معاف کر دے۔ مجھے میرے دین و دایں جانے دے۔“
 ”یہ تمہیں تمہاری جھلانی کے لیے ہی ارد گرد رکھ رہے ہیں۔ کیسی جھلانی؟“

شبیانے پوچھا، فرقی کرو، وہ تمام شرائط مان لیں۔ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤں۔ وہاں رہوں لیکن جو حریت میاں لے رہے ہیں وہاں کیا وہاں بھی لے کر کوں گی؟
 ”تم ایب دنیاء کے بہترین شہروں میں سے ہے۔ اسرائیل دن و دن فلاح پزیر رہتی رہتی رہ رہا ہے۔ وہاں ہمارے پاس کو بہت کچھ کھانے کے لیے کی چیز کی نہیں ہوتی۔“
 شبیہ تو ڈری دریک سوچتا رہی پھر بولی، ”اچھی بات ہے میں تمہارے کہنے سے مان لیتی ہوں لیکن ایک شرط پر اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤں گی۔ میرے ساتھ تم بھی رہو گی۔“
 ”میں تو اسرائیل میں موجود ہوں۔ پاس اولم دونوں کی آن کا مسئلہ ہے۔ تم دونوں کو لیے یا مرد و گارگہمیں نہیں چھوڑوں گی۔“
 وہ خوش ہو کر بولی، ”ہائے سو سنا! بات پسند ہے ہو جاتی تو میں اتنا جھگڑانا کرتا۔ تمہارے ساتھ تو میں جہنم میں بھی رہ سکتی ہوں۔“
 ”کیوں مجھے جتنی تیار ہی ہو۔“

”اپنے ملک میں پولیس انٹرن کور لیوری دکھانا کوئی بڑی بات نہیں ہے کیا تم اسرائیل میں دلیوری نہیں دکھاؤ گے کیا یہاں نام نہا نہیں کرو گے کیا بین الاقوامی شہرت حاصل نہیں کرو گے؟“
 پاس بولتا ہوا ہاتھ اوردوہن کر خوشی سے کہتا جا رہا تھا، اس کی باجھیں پھیل گئی تھیں۔ دانت نکل آئے تھے۔ وہ جلدی سے گھٹنے ٹیک کر بولا، ”کیا پتہ کد رہے ہو؟“
 ”اس نے منگواتے ہوئے کہا، ہاں میاں ایک عورت ہے۔“
 ”پھر یہ عورت؟ وہ ایک دم سے آٹ کر چھپنے کی طرف گرا۔ پھر جلدی سے اٹھ کر بولا، ”ہرگز نہیں۔ میں یہاں ایسی کوئی دلیوری نہیں دکھاؤں گی۔ میری بھی کوئی عزت ہے۔“
 ”میں تمہاری عزت بڑھانے کی بات کر رہا ہوں۔ پسند پوری بات تو سنو۔ میں نے اس بیٹلے میں ایک عورت دیکھی ہے۔ اس سے دوستی کرو۔“

وہ جلدی سے قریب آکر رازدارانہ انداز میں بولا، ”کیسی بڑی جوان ہے یا پورے عرصے کی خوبصورت ہے یا بدصورت؟“
 ”کسی بوڑھی عورت سے دوستی کر کے کوئی اہم کارنامہ کھانے کا موقع ملا تو کیا انکار کر دو گے؟“
 اس نے نہیں کے انداز میں سر ہلایا پھر بولا، ”ہرگز نہیں میں بوڑھی اور بدصورت عورت سے بھی دوستی کروں گا مگر یہاں کچھ بڑے بڑے کارنامے ضرور انجام دوں گا۔“
 ”وہ عورت جو اس بیٹلے کے ساتھ خوبصورت بھی ہے بڑی جوان بھی ہے۔ اس سے دوستی کرو گے تو میری ماما اور پاپا تمہارے ذریعے اس کے دماغ میں بیج جنائیں گے۔ پھر اس کے ذریعے وہ لوگ تک نہیں گے جہاں بھی کوئی لڑکی ہوتی ہوگی، کوئی بزم میں ہو رہا ہوگا تو تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا اور تم عین وقت پر جا کر بزم کرو گے ہاتھوں پکڑ لو گے۔“
 وہ سن رہا تھا خوش ہو رہا تھا پھر پاس کے ہاتھ کو پکڑ کر چوستے ہوئے پاس کو کچھو کچھو سے ہونے بولا، ”ہمارے کرشن جھکان بھی ایسے ہی تھے۔ بالکل ایسا ہی تھا۔ بڑی شرارتیں کرتے تھے لوگوں کا بھلا کرتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کرشن جھکان تمہارے روپ میں آگئے ہیں۔“
 دروازے پر دستک سٹائی دی۔ پاڈے نے جلدی سے اٹھ

دروازہ کھولا۔ باہر ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ادب سے سلام کیے ہوئے کہا، ”ماستر پارکس اینڈ میٹنگ کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ کا انتظار برا ہے۔“
 پاس نے کہا، ”آج کی میٹنگ میں دو خواتین کی شمولیت ضروری ہے ایک خاتون کے ذریعے میری ماما اور دوسری خاتون کے ذریعے میری شیاہمی گنگو کر گی۔ اب تم جاؤ، میں بندرہ منڈ میں آ رہا ہوں۔ وہ شخص چلا گیا۔ پاس نے کہا، ”ماستر پاڈے! امیر الباس نکالو۔ اس کے لیے چند گھنٹوں میں بہترین لباس تیار کرانے کے لیے۔“

پاڈے نے اسے ایک عمدہ سوٹ پہنایا۔ اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا جائزہ لیتے ہوئے کہا، ”ماستر پاڈے! کچھ میٹنگ کرنا ہے۔ یہ کوئی عورت کو لیے ظاہر کر دینے میں عورتیں اچھی لگی ہیں آج کی میٹنگ میں خواتین شریک ہو رہی ہیں، تم ان میں دلچسپی لو گے ان سے میٹنگ کے علاوہ بھی شے کی خواہش ظاہر کر دو گے۔“
 پاس تیار ہو گیا۔ منگل پاڈے نے اس کے لیے کمرے کا دروازہ کھولا۔ باہر دو سٹخ فوجی ٹھہرے تھے۔ انھوں نے پاس کو دیکھتے ہی الارٹ ہو کر سیٹھ کیا۔ پھر فوجی انداز میں آگے بڑھ کر دوسری طرف رخ بدل لیا۔ گویا اس طرف پاس کو جاتا تھا۔ پاس ان کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ آگے چلنے کے ان کے پیچھے منگل پاڈے چلا رہا تھا۔ میٹنگ میں اس سے پہلے دو خواتین نظر آئیں۔ وہ بھی اچھے چارہ تھیں۔ پاس کو دیکھ کر رنگ نہیں۔ ادب سے سر جھکا کر سلام کیا۔ ایک فوجی انفر نے کہا، ”ماستر پارکس! آپ کے حکم کے مطابق ان دو خواتین کو میٹنگ میں شریک کیا جا رہا ہے۔“
 پاس نے ہلٹ کر پاڈے کو دیکھا اور کہا، ”میرا باڈی گارڈ ان کے ساتھ بیٹھے گا۔“
 پاڈے نے ان کے پاس چلا گیا۔ پاس فوجیوں کے ساتھ آگے بڑھا۔ وہ سب ایک بڑے سے ہال میں داخل ہو گئے۔ اس ہال میں بیٹھے والوں کی ترتیب اسمبلی ہال جیسی تھی۔ ان کے سامنے ایک بڑے سے اسٹیج پر پاس کے لیے شاہانہ طرز کا صوف رکھا ہوا تھا۔ اس سے ذرا فاصلے پر دونوں طرف تین مین صوف رکھے ہوئے تھے۔ پاس کے آتے ہی سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ بیٹھیاں بڑھتا ہوا اسٹیج پر آیا۔ ہاتھ اٹھا کر سب کو میٹھے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا، ”میں یہاں دو خواتین کی شمولیت کے لیے کہا تھا۔ وہ یہاں موجود ہیں جو لوگ ان کے ذریعے میری دو مائیں گنگو کر گی گنگو کر گی اس کے بعد بڑے بڑے میٹنگ کی شکل پاڈے کو خیال خولنے کے ذریعے سمجھا گیا کہ جہاں میں صوفے رکھے ہیں، وہ درمیانی صوفے پر بیٹھ جائے۔ وہ خواتین سے پہلے جا کر بیٹھ گیا جس کے نتیجے میں دونوں عورتوں کو اس کے پاس بیٹھنا پڑا۔ باقی مین صوفوں پر ستر اٹھان بیٹھے

زندگی زندگال کے لیے ایک شاندار مزیدہ کی خوں رنگ مرکز نشتر
 ایک مقبول سلسلہ

اب رہناں خاں کی آپ جیتی، جگ جیتی
 قیمت فی حصہ ۲۰ روپے ڈاک سہ سہ ۵۰ روپے
 کتبائی صورت میں شائع ہوگی۔

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ بکس ۲۳ کو اچی ۱

تینوں کے بولنے کے باوجود ان کی آوازیں الگ الگ دیکھا رہیں۔
جب ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو پارک نے کہا یہ تینوں خاموش
ہیں۔ ہر نون کو آپس میں بھیج رکھا ہے یہ کچھ نہیں بولیں گے لیکن
میرے ہی تک بولتے ہی بولنے لگیں گے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک دو تین کہا۔ اس کے ساتھ
بہا وہ تینوں بیک وقت بولنے لگے۔ سینئر مشنری زبان سے بول
رہا تھا۔ باقی دو عورتوں کی زبان سے شہیا اور روتھی بول رہی تھیں۔
اس وقت نہ ہمیں جو جڑ کا خیال تھا اور نہ ہی اسرار علی افسران کو خیال
آیا کہ ایک اور لڑکی ہمارے پاس خیال خوانی کرنے والی ہے شاید
وہ شہیا کی جلد دوسری عورت کی زبان سے بول رہی ہو۔ مگر حال اس
وقت اسکی کوئی بات نہیں ہوئی۔ دماغوں نے شہیا کی اور نہ ہی ہم نے
اتنے سنجیدہ معاملے میں جو جو کو یاد کیا۔

ہم تینوں بندہ سیکنڈ ٹیک ان کے دماغوں میں بولتے ہیں
پھر خاموش ہو گئے۔ پارک نے سناؤ نڈر دیکھا روتھی سے کہا۔ آپ
حاضر ہیں کو ان کی آوازیں الگ الگ مٹائیں۔

میں نے پارک اور روتھی سے کہا میں جا رہا ہوں ضرورت
ہو تو بلائیے۔

میں وہاں سے چلا آیا۔ ہاں میں بیٹھے ہوئے لوگ الگ الگ
آواز سن رہے تھے۔ پہلے میری آواز سنائی دی۔ میں اس امر کی زبان
سے کہہ رہا تھا۔ میرے بیٹھے نے پہلی سینگ میں دوستی اور شہریالی
کے جذبات کا شہوت دیا ہے ان ہم اسے علی جاہر پناہ میں گے
میں دوسرے معاملات میں بہت عہد ہوں فی الحال اس سینگ
میں شہریالی نہیں رہ سکتا۔ ان خواتین کی صورت میں روتھی اور شہیا
موجود رہیں گی۔ خدا حافظ۔

دوسری آواز سنائی گئی۔ روتھی کہہ رہی تھی میں آپ کے ساتھ
پہلی سینگ میں بھی شہریالی تھی۔ پچھلے روز جو کچھ طے پایا تھا ہم
آج اس پر عمل کرنے کے سلسلے میں ایسا طریقہ کار اختیار کریں گے
کہ ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے کوئی شکایت نہ آج ہو اور نہ
آئندہ ہو سکے۔

تیسری آواز کا ٹیپ سنایا گیا۔ شہیا کہہ رہی تھی ہمیں ایک ٹول
عرصے کے بعد اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب ہوتے وقت بیٹھا
خوشی محسوس کر رہی ہوں جب ہمارے بیٹھے پارک نے میری آمد کے
سلسلے میں یقین دلایا دیکھتے تو میں انکار نہیں کروں گی۔ میں آپ
لوگوں کے درمیان آ رہی ہوں۔ کب آ رہی ہوں ہاں اس کا فیصلہ آج
کی سینگ میں ہو جائے گا۔

پورا ہاں تالیوں کے شور سے گونجنے لگا۔ لوگ اٹھ کر کھڑے
ہو گئے تھے اور شہیا کو آنے سے پہلے ہی خوش آمدید کہہ رہے

تھے اس طرح چند سیکنڈ تک خوشیوں کا اظہار کرنے کے بعد
اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے پارک نے کن انھیں بولنے دیکھا۔ مگر
ایک خاتون کی طرف جھکا ہوا سر گوشی میں باقی کر رہا تھا اور خاتون
مسکرا رہی تھیں۔

دوسری خاتون نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا معزز حضرت
ابھی ہمارا پارک بیٹا آپ کو ٹرانسفاور مشن اور شار پر کے حلقے بتا
گا۔ میں تھوڑی دیر کے لیے غیر حاضر ہوں گی پھر آپ کے درمیان
آ جاؤں گی۔

یہ کہہ کر وہ خاتون بیٹھ گئی۔ شہیا بھی جا چکی تھی۔ پارک نے
جگہ سے اٹھ کر سامنے اسٹیج کے سرے پر آ کر کہا۔ ٹرانسفاور مشن
کی کہانی بہت طویل ہے۔ میں مختصر طور پر بتا رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ
جانتے ہیں دنیا کی تمام خطرناک تنظیمیں اور غیر قانونی اور قسم
بین الاقوامی سطح کے مجرم اس مشن کو حاصل کرنے کے لیے پتا
نہیں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی بہت کچھ کیا ہے۔

وہ ذرا چپ ہوا۔ پھر بولا۔ اسٹیبل میں میرے بھائی پارک
نے مشن کے ایک حصے کو سب سے پہلے حاصل کیا تو پھر اہل
دنیا میں اہل علم کی ایک کھنسا سا پتہ اتنا بڑا کارنامہ کیسے انجام
دے سکتا ہے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی وہ مشن کا ایک فاضل
حصہ تھا، مشن میں تھی۔ شار پر ساری دنیا کو دھوکا دیتا رہا پارک
کے پاس پہلے ہی ایک مکمل مشن موجود تھا۔

یہ حیران کر دینے والی بات تھی اس لیے حاضرین میں
سے کچھ لوگ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں کچھ نہ کچھ کہنے
لگے۔ پارک نے کہا وہ مشن ایک مجر بہت جس کے ہاتھ
آجائے، اس کے لیے کارآمد پیدا ہوا ہے۔ میرے معصیت سے۔ ابھی
آپ اور ہم سبھی پریشان ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس مشن نے
پہلے پانچ عدالتوں میں جیتنی جیتنے والے پیدا کیے۔ ایک آدمی دوسرا
شار پر تیسرا بار پر پھر ان کی بسن روزانہ اور جو۔ ان میں جو جو
ہے جو جو ہی طور پر پرتی ہے۔ خیال خوانی برائے نام کسٹمی سے سب
کسی سنجیدہ معاملے میں حصہ نہیں لے سکتی۔ اس کے برعکس ان کی ہی

روزانہ بہت ہی تیز رفتار تھی۔ میں کہہ رہا ہوں تھی اس لیے کہ
اب نہیں ہے۔ اس کے اپنے بھائی شار پر نے اسے قتل کر دیا
ہر بار کو بھی اسی طرح ٹھکانے لگا دیا۔ وہ سنا بھائی ہو کر یہ نہیں
چاہتا تھا کہ اس کی بہن اور بھائی اس کے لیے کسی وقت بھی مڈا سہ
جان بن جائیں اور ان کے ذریعے فراد و غیرہ اس کے دماغ میں
پہنچ جائیں۔

وہ اپنی معصوم بہن جو کبھی ٹھکانے لگانا چاہتا تھا لیکن
وہ ہمارے پناہ میں آ گئی ہے۔ اللہ اللہ! اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے

۴۔ شار پر کو اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے بڑے بھائی آدمی کو بھی
ٹھکانے لگا تا۔ جب اسے اپنی بسنوں اور بھائیوں سے زیادہ
دیکھ کر ہونے لگا تو وہ ایک ایک کر کے سب کو ختم کرنے لگا۔
اپنے ہی وقت پر پارک کے آفتوں نے آدمی کو اغوا کر لیا۔ اب
وہ ہسپتال کی قید کی بنا رہا ہے۔

اس بات پر بھی حاضرین میں یہ سیکوئیاں ہونے لگیں۔ اس
نے کہا یہ ٹرانسفاور مشن پانچ بہن اور بھائیوں کو کھینچی کا علم
دینا تو اتنی تشویش کی بات نہ ہوتی کیونکہ ان میں سے دو تم ہو چکے
ہیں۔ تیسری بہت معصوم ہے اور بالکل بے ضرر ہے۔ وہ ہمارے پاس
ہے جو تھا اور بہت ہی جھلا مانس ہے۔ اس نے کسی بھی کو نقصان
نہیں پہنچایا اس نے کوئی تشویش کی بات نہ ہوتی کیونکہ ان میں سے دو تم ہو چکے
بنانا تھا کسی کو دشمن۔ اس کے بلو جو اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔

اگر یہ ایک طرف دیکھی جیتی جاتے والے یعنی روزانہ اور بار
مہرے ہیں تو دوسری طرف اس مشن نے دو اور سٹیبل پہنچی جاتے والوں
کو پید کر دیا ہے۔

اس بات پر پھر حاضرین میں ہلچل مچی۔ وہ سب سیدھے ہو کر
بیٹھ گئے پارک کو ایک ٹک دیکھنے لگے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی کہ
چکا ہوں وہ مشن ہم سب کے لیے عذاب جان ہے۔ وہ جب تک
رہے گا کبھی جیتی جاتے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ آپ
لوگوں نے اس امر کی بات کی جس مورینا کا نام سنا ہو گا وہ اور اس کی
بہن تھانے شار پر کو ٹریس کر کے اس مشن سے شہیا کی موت پتی
حاصل کر لی ہیں۔ تینا نہ ہی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد چاک
کیسے کم ہوگی ہے لیکن میں جانتا ہوں ہمارے پاس ہے۔

اس بات پر سب خوش ہو کر تالیوں بجانے لگے۔ اس نے
کہا۔ یہ بھی ایک ایسی کہانی ہے کہ اس طرح مورینا نے شار پر کو ٹریس
کیا۔ سب سے پہلے وہ بلا کی بہن نے شاید اسی لیے اس امر کی بے شمار
بہت طرز قاعدگی گزارا تھا لیکن مورینا کو دیکھنے کے بعد اعتیاد
دھڑکی کی دھڑکی رہ گئی جو تیسرے اور تیسرے نہیں مرنے انہیں عورت
کے سن و شباب کی ایک جھلک مار دیتی ہے۔ آپ کے سامنے
زندہ مثال موجود ہے۔ آپ میرے باڈی گارڈ کو دیکھیں یہ حضرت
کس طرح خواتین میں دل چڑھے ہے بہت ہیں۔

اس بات پر روزوار قہقہے کو بوجھنے لگے۔ کئی سیکنڈ تک قہقہے
بند نہیں ہوتے تھے۔ روتھی نے اس کے دماغ میں کہا بیٹے!
یہ ٹریس بات ہے۔ سنجیدہ مسائل پر گفتگو کرتے وقت چہرہ تھکا
ہوا کرنا چاہیے۔ تم بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہے ہو۔ چلو
تعمیل اصل موضوع کی طرف لا رہی ہوں۔

پھر وہ روتھی کی مرضی کے مطابق بولنے لگا۔ محترم حاضرین!

ہماری زندگی میں بہرام گنگولی نامی ایک نیا مجرم آیا۔ وہ اس قدر
ہمیت ناک اور غیر معمولی بہرہ نوت کا مالک ہے کہ دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہے۔ اس نے شار پر کو ٹریس کیا اور مشن کے ساتھ لے
اسوا کر لیا۔ بہرام گنگولی کے امر کے کابینہ نے اڈے ہیں۔ جن سے
پتا چلا کہ یہ بہت ہی خطرناک مجرم ہے اور بیٹھے پتے بہت بڑا
سٹڈ ٹیکٹ رکھتا ہے۔ بعد میں یہ دیکھ کر یابوسی ہوئی کہ وہ سپر اسٹر
کا لہ کار تھا اور آپ لوگوں کو یہ سن کر یابوسی ہوئی کہ وہ ٹرانسفاور
مشن اب سپر اسٹر کے پاس پہنچ چکی ہے۔

تمام حاضرین کو چپ کی سگ گئی۔ ابھی چند منٹ پہلے قہقہے
کو خ ڈرے تھے۔ اب اپنی سکوت طاری ہو گئی تھا۔ پارک نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ زندگی آسوں اور تمہوں کا کھیل ہے۔
آپ پھر قہقہے لگتے ہیں یہ سن کر کہہ کر وہ مشن سپر اسٹر کے لیے
بالکل بے کار ہے کیونکہ اس مشن کو آپریشن کرنے والی مورینا
ہمارے پاس ہے اور اسے ریزڈ پارک قیدی بنا ہوا ہے اس طرح
کوئی بھی مشن آپریشن کرنے والا سپر اسٹر کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔
ایک آفیسر نے اٹھ کر سوال کیا کیا سپر اسٹر پارک! آپ شار پر
کو بھول رہے ہیں۔

مجھے شار پر اپنی طرح یاد ہے اور بے جا رہے یاد ہے گا میں
نے کبھی سینگ میں آپ سے وعدہ کیا تھا۔ آپ لوگوں کو اس
سے نجات دل جانے لگا لہذا ہمیشہ کے لیے نجات مل چکی ہے۔ اب
وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔

ایک اور افسر نے اٹھ کر پوچھا کیا سپر اسٹر اس مشن کو اس
کی ساخت کو اس کی جھلک کو ماہرین کے ذریعے نہیں سمجھ سکتا؟
کسی بھی چیز کا جو یہ کیا جائے تو اس کی ایک ایک بات الگ الگ سمجھ
میں آجاتی ہے اسی طرح مشن کو آپریشن کرنے کا طریقہ بھی سمجھ میں
آجائے گا۔

پارک نے کہا۔ بیشک وہ ماہرین کے ذریعے مشن کا طریقہ کار
سمجھ سکتا ہے لیکن شہیا کیسی کا علم حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ شار پر کو یابوسی
مقصد کے لیے اغوا کر لیا تھا لیکن وہ لستے ہی میں مر گیا۔ مورینا کو
اغوا کرنا چاہتا تھا۔ میرے پاس اسے سب سے پہلے کہا گیا کہ اسے نہیں ہونے
دیں گے۔ ہمارے پاس جو سٹیبل تھی جاتے والے ہیں انہیں اغوا
کرنے اور ان کی صلاحیتیں اپنے دماغ میں منتقل کرنے کے سلسلے
میں سپر اسٹر کو بچنے کے چنے جینا پڑیں گے۔ ہاں ایک آدمی
جو ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اگر اسے ماسک میں لے بھی لیں
سنبھال کر رکھا اور اسے کسی کے ہاتھ لگے دیا تو پھر سپر اسٹر مشن
کو لے کر بیٹھا ہی رہ جائے گا۔

ایک افسر نے اٹھ کر کہا۔ معافی چاہتا ہوں ماسٹر پارک!
135

پھر ما سٹر اس سے فائدہ مند اور اٹھانے کا اس مشین کو بچھنے کے بعد ایسی ہی دو سری مشین مندر تیار کر دانے کا تاکہ ایک اس کے ہاتھ سے نکل جلتے تو دوسری معمولاً سب سے ایک فائدہ تو اس کا یہ ہوا دو سزا فائدہ یہ ہے کہ سو رہنا امر یگانہ ہے۔ وہ اپنے علاقے کے پینچنے پر ہی جاسوسی آلات کے ایسے جال بچھا دے گا کہ کسی دسکی وقت وہ ہضر و گرفت میں آئے گی تیسری بات یہ کہ آپ ستانہ کو بھول رہے ہیں۔ بیشک وہ کم ہو گئی ہے لیکن اس بات کا امکان ہے کہ وہ پھر ما سٹر کے ہتھ پڑھ گئی ہے۔

”یہ ساری باتیں میری ماما اور میرے پاپا کے ذہن میں ہیں۔ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے کہ پھر ما سٹر کے پاس کوئی مشین ہے تو اسے کوئی نئی مشین ملانے والا نصب نہ ہوا اگر اس کے نصب سے کوئی مل گیا تو ہم آپ کا کیا کر سکتے ہیں صرف تجد وجد ہی کر سکتے ہیں۔ کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں“

وہ افسر بیٹھ گیا۔ دوسرے افسر اٹھ کر کہا ”ما سٹر پاپا! ہم دوستی کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے بے چین ہیں۔ آپ نے جو کچھ شہر پر اور اٹھانے مشین کے متعلق بتایا ہے ان میں سے بہت سی باتیں خوش ہیں اور بہت سی تشویش ناک۔ اس موضوع پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔ کیا ہم دوستی کے موضوع پر گفتگو شروع کر سکتے ہیں؟ ایک عورت نے اپنی بگ سے اٹھ کر کہا ”پارسیہ بیٹے تم پیشہ جاؤ۔ میں تمہاری تھی بول رہی ہوں“

پارسیہ اپنے سونے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس خاتون نے اسٹیج کے سرے پر آ کر کہا ”میں شیدا! آپ کی قوم کی بیٹی آپ سے مخاطب ہوں“ پھر ایک باسپ لوگ تالیان بجانے لگے۔ تھوڑی دیر تک تالیان

کا شور مچا رہا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ شیبانہ نے کہا ”جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ہم جس غریبی پیشہ کو بہت محترم اور مہرز جیتے تھے اس نے مجھے بالوں کیا۔ وہ میری ماں کو گل کرانا چاہتا تھا۔ اس کی جگہ میرا باپ قتل ہو گیا۔ اس محترم پیشہ نے اپنی جتنی غلطیاں کیں اور جس طرح مجھے گراہ کیا میں اس کے پیچھے نہیں اپنی قوم سے الگ ہو گئی۔ آج اس بات پر فخر محسوس کرتی ہوں اور خوشی کا اظہار کرتی ہوں کہ پھر آپ لوگوں کے درمیان آ کر ہی ہوں“

پھر تالیوں کے ذریعے خوشی کا اظہار کیا گیا شیبانہ نے کہا ”مجھے غرا اس بات پر ہے کہ میں آپ کے پاس تنہا نہیں آ کر ہی ہوں۔ آپ کے پاس میں آؤں گا، بیٹھا جانتے والے لاری ہوں پھر پراڈروٹی اور چورچور سب کے سب اٹھ کر نالیان بجانے لگے اور خوشی کے نعرے لگانے لگے۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بول ”میری تقدیر میرے خدا ہی میں لے گا اور یہ بہت اچھا ہوا۔ میں نے وہی جا کر بہت کچھ دیکھا۔ میں نے وہاں بے غرضی دوستی اور بے لوث محبت کے جو جذبات

دیکھے محسوس کیے اور پھر اپنے دل میں آپ کے لیے لاپرواہی مجھے پورا یقین ہے کہ جب میں آپ کے پاس آؤں گا تو آپ مجھے فرما اور اس کی پورک نام سے اسی طرح بے غرضی دوستی اور بے لوث محبت کا ثبوت دیں گے۔“

ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ ”بیشک، بیشک، ہم بے غرضی اور بے لوث محبت کریں گے اور مرتے دم تک کرتے رہیں گے۔ بیشک، بیشک“

”جیسا کہ میں کہ چکی ہوں، اپنے ساتھ میں نکل ہی جاتا ہے۔ لاری ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سب برفس نفس نہیں آئیں گے۔ البتہ دو آئیں گے اور باقی دو خیال خوانی کے ذریعے ہی درمیان موجود ہا کریں گے۔ اس طرح آپ لوگوں کے پاس پھر خیال خوانی کرنے والوں کی طاقتیں ہوں گی۔“

یہ ایسی باتیں تھیں کہ ہر بات پر تالیوں کا شور مچنے لگتا تھا۔ ہر طرف سے خوشیوں کا اظہار ہونے لگا تھا۔ شیبانہ نے کہ پھر معزز ہم و ملو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں پارسیہ ایک نئی دو عدوی اور یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سا پارسیہ لینی ماں روتی اور اپنے باپ فریاد کا بیٹا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ان کا بیٹا ہوگا یہ دونوں پارسیہ استے ڈڈا مانی انداز سے ہمارے سامنے آئے اور ہم پر اپنی مصیبت کا جادو جگایا ہمیں متاثر کیا۔ ہمارے دونوں میں اتنی محبت بھردی کہ ہم دونوں پارسیہ کو اہل سمجھے ہیں اور کسی کو بھی قتل کتنے وقت دل کی گھرا بیٹیوں سے کچھ محسوس کرتے ہیں“

وہ ایک ذرا توقف سے بولی ”بات یہ ہے کہ ایک پارسیہ روتی کی زیر نگرانی رہتا ہے جو ابھی آپ کے سامنے موجود ہے“ ہم اسے پارسیہ دوم کہتے ہیں۔ میں پارسیہ اول کی پرورش کر رہی ہوں اسے تعلیم و تربیت دے رہی ہوں میں نے اس طرح سے میں اس قدر اس کے لیے متا محسوس کرتے ہیں کہ اس سے ایک منٹ کے لیے بھی الگ نہیں رہ سکتی۔“

اس نے چپ ہو کر ایک بہرے سے دوسرے سرے تک حاضرین کو دیکھا۔ پھر کہا ”اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے پارسیہ اول کو ساتھ کیسے لاؤں جبکہ یہاں پارسیہ دوم پہلے سے موجود ہے اور اگر یہ موجود ہے تو میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر نہیں آسکتی۔“

پورے ہال میں گہرا سا اچھا گیا۔ سب سے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ بولی ”میں صرف اس شرط پر آؤں گی کہ میرے ساتھ پارسیہ اول آئے گا اور پارسیہ دوم یہاں سے چلا جائے۔ سب لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ منجھوں جیسے جھنڈا ہٹ پورے ہال میں گونج رہی تھی شیبانہ نے کہا ”آپ اپنے طور پر فیصلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہاں ہونے والی تمام کارروائیاں

کو دوسری طرف لٹی وی اسکرین پر دیکھا جا رہا ہے ہمارا ہی نامی سٹی جا رہی ہیں۔ وہیں سے سٹی فیصلہ شتا جانے لگا۔ میں اس سے پہلے وضاحت کر دوں۔ میری اس بات میں کوئی فریب نہیں ہے آپ کو اپنی قوم کی بیٹی پر اعتماد کرنا چاہیے آپ کے بھروسے کے لیے پہلے میں یہاں آؤں گی اپنے ساتھ جو بوجھ لاؤں گی۔ اس طرح آپ کے ہاں دوستی چھٹی جانے والی تو میں موجود ہوں گی۔ اس کے بعد پارسیہ دوم یہاں سے چلے گا اور پارسیہ اول میرے پاس آئے گا ایک افسر نے اٹھ کر کہا ”میں بڑی معذرت سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ کے اس فیصلے سے ثابت نہیں ہوتا کہ پارسیہ دوم ہی اصل پارسیہ ہے؟“

شیبانہ نے کہا ”اصل اور نقل کی بات کرنے سے یہی دو کچھ پتا ہے۔ لہذا اس کو نہ چھیڑا جائے۔ میں آپ لوگوں کے اطمینان کی خاطر پہلے یہاں آ کر ہی ہوں“

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر کپیوٹر کے ذریعے ٹی وی اسکرین پر دوسری طرف سے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا ”میں شیبانہ سے بحث نہ کی جائے۔ ان کی ہر شرط منظور ہے لیکن ایک سوال ہے۔ پہلے بھی ہم ڈی شیبانہ کی وجہ سے دھوکا کھا کھاتے تھے۔ ان بات کی ضمانت ہے کہ اب جرفیبا ہمارے پاس آ رہی ہے؟ وہ ہمارا اپنی ہوگی؟“

شیبانہ نے کہا ”اس کے لیے اعتماد کرنا ہوگا کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پھر دوستی کا مطلب پابندی نہیں ہوتا۔ جب میں جوڑاؤ پارسیہ اول کے ساتھ آؤں گی تو کسی کی پابندی میں نہیں رہوں گی نیز میرے لیے اس ملک کی سرحدیں کھلی نہیں ہیں“

وہ ذرا چپ رہ کر بولی ”آج سے پہلے میں فریاد سے دوستی ہوتے ہوئے رہی اور ایسا اس لیے ہوا کہ ہمارے درمیان اعتدال کمزور رہا جب تک ہم ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا نہیں سیکھیں گے اس وقت تک دوستی ناممکن ہے۔“

وہ اٹھ کے ایک بہرے سے دوسرے سرے پر جاتے ہوئے اور حاضرین کو دیکھتے ہوئے بولی ”اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پارسیہ دوم کو فوٹو کر کے اسے فریال بنا کر ہمیں دوستی پر مجبور کیا جاسکتا ہے تو اس سے پہلے بھی آپ بہت کچھ کر چکے ہیں اور ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ اس با بھی اثناء انٹ آپ کو ناکامی ہوگی۔ ہم جب چاہیں گے پارسیہ دوم کو یہاں سے نکال کرے جائیں گے لیکن...“

اس نے بات اور صورتی چھوڑ دی۔ ذرا جھٹس پیدا کرتے ہوئے حاضرین پر ایک نظر ڈالی۔ پھر کہا ”لیکن اس بار ایک فرق ہوگا۔ اب سے پہلے میں بار بار لوگ فریاد روتی اور سونیلا سے ٹکراتے رہے۔ اس بار پارسیہ دوم کو قیدی بنا کر رکھنے کے سلسلے

میں اپنی ہی قوم کی بیٹی شیبانہ سے مجھونا ہو گا اور میں قسم کھاتی ہوں۔ اگر ہمارے درمیان دوستی نہ ہوئی اور میں نے ان مسلمانوں پر یہ ثابت نہ کیا کہ یہودی دوستی کرنے کے قابل ہیں تو عدالتی قسم میں پارسیہ دوم کو مکھن کے بال کی طرح یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی“

ٹی وی اسکرین پر کپیوٹر کے ذریعے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا ”بس شیبانہ! آپ جذبات میں آ کر ہی نہ۔ اس کے باوجود آپ نے بہت اچھی بات کمردی کہ آپ مسلمانوں کے سامنے یہودیوں کو دوست قرار ثابت کرنا چاہتی ہیں۔ اس کے لیے ہم آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے۔“

”بس شیبانہ! جب ہم ضمانت کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم فریاد یا اس کی ٹیم پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔ بیشک ہے۔ کچھ ہم اعتماد کرتے ہیں کچھ نہیں کرنا چاہیے۔“

”تم کسی بوجہ یہاں آؤں تو پارسیہ دوم یہاں سے چلا جائے گا۔ اس کے بعد تمہارا بیٹا پارسیہ اول کے ہم کتنے ہیں اس کی نقلی ضرورت نہیں ہے ہم تمہارے آنے سے پہلے ہی کل میسج تک پارسیہ دوم کو یہاں سے روانہ کر دیں گے۔ ہمیں تم پر اعتماد ہے لیکن کچھ ہم بھی تو بھروسہ کر سکتے ہیں؟“

شیبانہ نے پوچھا ”آپ کس قسم کا بھروسہ چاہتے ہیں؟“

”جیسا کہ میں معلوم ہوا ہے، مادام سونیلا نے یہاں موجود بیٹی لیکن رپوش ہیں۔ ہم چاہتے ہیں وہ ہماری معزز زمانہ بن کر رہیں۔ جیسے ہی وہ خود کو ظاہر کریں گی، ہم پارسیہ کو یہاں سے پھیر پھینچا دیں گے۔“

رسوئی یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ جب انھوں نے یہ یقین دلایا کہ بیٹا فوراً ہی ماں کے پاس پہنچ جائے گا تو وہ تڑپ گئی۔ فوراً ہی شیبانہ کے دماغ میں آکر بولنے پھیرنے خضاکے لیے ان کی بات مان لو۔ میرے بیٹے کو میرے پاس پہنچا دو۔“

”رسوئی! ذرا صبر و تحمل سے کام لو۔ یہ باتیں بظاہر دوستانہ ہیں لیکن ان کے پیچھے کیا سیاسی چالیں ہیں یہ میری اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی چنانچہ سونیلا سے پوچھنے میں اس نے حاضرین سے کہا ”میں چند منٹ کی اجازت چاہتی ہوں۔ کچھ مشورہ کرنے کے بعد آپ کو جواب دوں گی۔“

وہ اور رسوئی سونیلا کے پاس پہنچ گئیں۔ یوں بھی رسوئی دہن اس اجلاس کے حاضرین کو مخاطب کرتی یا اپنے بیٹے کے ذریعے بولتی تھی تو شیبانہ ساری باتیں سونیلا کو آگے تیار تھی اور جب شیبانہ بولتے میں صورت رہتی تھی تو رسوئی نے رپورٹ اس کے پاس پہنچاتی رہتی تھی۔ اس طرح سونیلا کو اس کارروائی کا پورا علم تھا۔ رسوئی نے کہا ”سونیلا اجلاس کے لیے میری متنا خیال کرو۔ وہ کہہ رہے ہیں

اگر تم خود کو ظالم نہ کہو تو میرا بیٹا پارس فوراً ہی میرے پاس پہنچا دیا جائے گا۔
 سو نیلنے سکراتے ہوئے پوچھا: پریشان کیوں ہوتی ہو؟
 جب بیٹے کو سمجھا رہے ہیں پوچھنے کی شرط یہی ہے کہ مجھے ظاہر ہو تا پڑے اور ان کا قیدی بنا پڑے۔ اگر بد نصیبی سے دوستی نہ ہو اور پھر ان کی طرف سے طرح طرح کی سزائیں جھگڑتا پڑیں تو میں حاضر ہوں۔ ابھی یہاں سے ٹیلیفون کے ذریعے بتا دیتی ہوں کہاں آجپی ہوئی ہوں؟

اس نے ریسور کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن روتی نے یہ سید پکڑنے نہیں دیا۔ خیال خوانی کے ذریعے روک دیا۔ پھر جاؤ، میں پاکی ہوں۔ دیوانی ہوں تمہاری ماری ہوں۔ اپنے بچوں کی محبت میں دم کروں جو محول جاتی ہوں اور تم دوسری کب ہو تم کو قیدی ذات کے اندر ہو تم وہ عورت ہو جس نے میری خاطر دین بن کر کبھی مزہا دے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صرف اس لیے تم میری کون نہیں بننا چاہتا تھیں۔ سو نیلنا میں تمہیں مرتے دم تک سلام کرتے رہتا ہوں گی۔ آج میرے سامنے آزمائش کی گھڑی ہے میں تمہارے لیے اپنے بیٹے کو بھی قربان کر سکتی ہوں۔ میں ان کی یہ شرط بھی تسلیم نہیں کروں گی کہ تمہیں ظاہر ہونا چاہیے؟

سو نیلنے ہنستے ہنستے کہا: "روتی! میں تمہیں جھڑکا رہی تھی اور نہ میں کسی کو ناپا چاہیے۔ پارس کو پہلی فرصت میں یہاں سے واپس کر دینا چاہیے۔ میری فکر نہ کرو۔"
 "کیوں نہ کرو؟"
 "کیا تم نے زندگی میں کسی سے عقیدت رکھی ہے؟"
 "ہاں میں جناب شیخ الغفار کی بہت زیادہ عقیدت مند ہوں۔ انھوں نے میرے اندر ایسی روحانی قوت پیدا کی ہے کہ میں پستا نہیں کیا سے کیا ہو گئی ہوں؟"

سو نیلنے کہا: "پھر فرما سوچو۔ میں باپا فرید واسطی صاحب کی لاڈلی ہوں مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے اپنی تنہائی میں صرف مجھے بلاتے رہے۔ وہ ایک باپ تھے۔ بزرگ تھے۔ ایک بہت بڑے دل الٹ تھے۔ انھوں نے جب سے میری پیشانی کو چومنا ہے میں ذہانت کی بلند لڑی برآ رہی ہوں۔ مجھے ان سے بے پناہ عقیدت ہے اور میرا ایمان ہے کہ جو یہ شگفتگی انھوں نے کہ ہے وہ درست ثابت ہوگی اور ان کی پیشگوئی بے گم نامہ فرما دے گی کہ شریک حیات سہیلیک اس کے آخری وقت صرف میں ساتھ رہوں گی اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ جب تک فرما دے آخری وقت نہیں آئے گا اس وقت تک کوئی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی مجھے مار نہیں سکتا اور جب مجھے ایک مخصوص وقت

تک زندہ رہنے سے تو پھر تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ میں خود کو مار کر دوں گی۔ تم یہاں سے جاؤ یا لے لو۔ سو نیلنے کہا: "یہ کیا بچکانہ ذہن ہے سالیجی دیر عورت نہیں بونگی۔"
 "دلیری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہیں خطرات میں مبتلا کر دوں۔"

سو نیلنے کہا: "روتی! ایک بات بتاؤ! میں تمہارا بھائی نہیں ہے۔ تم جو میں گھننے اس کے ساتھ گاہتی ہو تاکہ کوئی براؤ آئے تو اس کے لیے ڈھال بن سکو۔ جب پارس یہاں سے چلا جائے گا اور میں تمہارے جاؤں گی تو کیا تم زیادہ سے زیادہ وقت میرے ساتھ نہیں رہو گی کیا میرے لیے ڈھال نہیں بونگی؟
 "خدا کی قسم بونگی۔ تمہارے سوا کسی کی طرف تو میری نظر نہیں پڑے گی۔ تو ماسی جنبے سے جاؤ۔ پارس ان لوگوں میں آ گیا ہے۔"
 فوراً جاؤ؟

وہ چلی گئی۔ سو نیلنے پوچھا: "شیبا! تم موجود ہو؟"
 "شیبا نے ایک گہری سانس لے کر کہا: "ہاں موجود ہوں۔"
 "تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیوں گہری سانس لے رہی ہو؟"
 "سو نیلنا! تم بہت متعلم عورت ہو۔"
 "میری عظمت کے گن کیوں گا رہی ہو؟"
 "انجان! نہ جو عورت کی عظمت کو اپنی طرح جھتی ہو پھر عورت

چاہتی ہے اس کا ایک چاہنے والا ہو اور وہ صرف اسے چاہے اور سوکنے کے تب بھی اسے چاہتا رہے۔ اس کے بچوں کو چاہتا رہے اور دل و جان سے چاہتا رہے۔ یعنی عورت میں دو شدید ترین خواہشات ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرد کی محبت صرف اسے ملے دوسرے اولاد کی محبت ملے لیکن تم کی عورت ہو کہ تم نے روتی کی خاطر فراد کی سہانگ ہنسنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد سے اب تک اپنی شاکو کیوں رہی ہو تم چاہتیں تو فرماؤ کہ چوں کہ میں ان کی بن گئی تھیں لیکن تم اپنی بڑی قربانی سے رہی ہو جو شاید یہی کوئی عورت دے سکے؟"

"شیبا! تم بھی روتی کی طرح جذبات میں بہ رہی ہو۔ یہ دنیا باتوں کا وقت نہیں ہے۔ میں اہم مسائل پر گفتگو کرتا رہے۔ جاؤ اور اس اجلاس میں اعلان کرو کہ پارس کو کب سے پہلے چار ڈھالیا رہے کے ذریعے پھر میں روتی کے پاس پہنچانا چاہئے۔ سو نیلنا خود کو ظاہر کر دے گی۔"
 روتی پارس کے دماغ میں آکر خاموشی تھی۔ شیبا کا اظہار کر رہی تھی۔ پھر ڈھال دیر بعد وہ اس خاتون کے دماغ میں آکر بولی۔ "معزز حاضرین! میں شیبا آپ سے مخاطب ہوں۔ سو نیلنے

نورہ کرنے گئی تھی۔ اس وقت شام کے پانچ بجے ہیں۔ اگر آپ صبح ہونے سے پہلے پارس کو کس چار ڈھالیا رہے کے ذریعے پھر میں پہنچا دیتی ہوں تو پارس کے روانہ ہونے سے پہلے ہی سو نیلنا خود کو ظاہر کر دے گی؟"
 "تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ڈھال دیر بعد پارس کے پاس پہنچے۔ ذریعے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں کھٹا ہوا تھا۔ ہمیں منظور ہے۔ کل رات سے پہلے ایک مخصوص طیارے میں پارس کو بھیجنا چاہئے دیا جائے گا لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے پارس کی روانگی سے کم از کم دو گھنٹے قبل ادا م سو نیلنا کو ہمارے سامنے آجانا چاہیے؟"

شیبا نے کہا: "یہ شرط منظور ہے؟"
 ایک افسر نے اٹھ کر کہا: "آج کی اس میٹنگ میں دوستی کا ایجنڈا زیادہ اہم ہے۔ اس ایجنڈے کے تحت جو باتیں ہمارے فیصلے کے مطابق سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں۔ ہماری تو مکی میں شیبا یا تشریف لاری ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور خیال خوانی کرنے والی رہتی ہو جو بھی ہو گی۔"

دوسری بات یہ کہ وہ خیال خوانی کرنے والی ہستیاں ہمارے ہاں نفس نہیں موجود ہیں گی۔ باقی فرماؤ اور روتی خیال خوانی کے ذریعے ہمارے درمیان رہا کرے گی۔ اس طرح ہمیں چار ٹیلی بیٹی کی تو میں حاصل رہیں گی۔

تیسری بات یہ کہ ہمیں اہم اعتماد کمال رکھنے کے لیے پارس دو م کی یہاں سے روانگی سے ادا م سو نیلنا خود کو ظاہر کر دے گی یہ ہمارا وعدہ ہے کہ ادا م سو نیلنا ایک معزز زمان کی حیثیت سے رہیں گی۔ کیا ادا م روتی اور اس شیا کو ایجنڈے کے مطابق یہ کام فیصلے منظور ہیں؟ روتی نے پارس کے ذریعے کہا: "منظور ہیں، شیبا نے بھی اسے منظور کیا۔ پھر اس افسر نے کہا: "ہم ٹرانس فائر شیمن کے حصول کے سلسلے میں کل ایک میٹنگ میں بحث کریں گے۔ میں اپنے افسران بالا

سے پوچھ رہا ہوں کیا یہ میٹنگ برخواست کر دی جائے یا کوئی اہم بات رہ گئی ہے؟"
 "تھوڑی دیر بعد ڈھال دی اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا۔ ابھی ہم نے ایک طیارہ مخصوص کیا ہے۔ وہ اسے چار گھنٹے بعد پارس کو لے جائے گا۔ ادا م سو نیلنا کو وعدے کے مطابق دو گھنٹے پہلے ظاہر ہونا چاہیے؟"

شیبا نے کہا: "سو نیلنا اپنا وعدہ پورا کرے گی؟"
 اجلاس برخواست ہو گیا۔ روتی خوشی سے کھل جا رہی تھی۔ کہہ رہی تھی: "یہ اب جلدی چلو اور سفر کی تیاری کرو؟"

منگل پانچ بجے پارس کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ کر کہا: "میری کچھ میں نہیں آتا، مجھے خوش ہونا چاہیے یا نہیں۔ اس میٹنگ سے پہلے میں اپنے ملک واپس جانا چاہتا تھا مگر تم نے مجھے عورتوں میں اچھا دیا۔ وہ دونوں مسکرا کر کہیں کر رہی تھیں انھوں نے مجھے اپنے فون نمبر بھی دے دیں اور وعدہ کیا ہے کہ میں جب بھی آئیں بلاؤں گا۔ ان کے ساتھ کہیں گھومنے پھرنے کی فرمائش کروں گا وہ فوراً چلی آئیں گی؟"

پارس نے کہا: "مہنڈستان میں تمہاری کہیں دو بیویاں ہیں؟ وہ ذرا بچکا پتے ہوئے بولا: "اب میں آپ کو کیا سمجھاؤں؟"
 "زیادہ باتیں نہ کرو۔ پیرس چلنے کی تیاری کرو۔"

"میں مانتا ہوں، پیرس میں آپ کی ما اور پایا مجھے دیکھ کر دکھانے اور کارنسے انجام دینے کا موقع دیں گے لیکن ہم اسرائیل آگئے ہیں۔ یہاں بھی میرا ایک آدھ کا نامہ ہو جانا تو شہرت میں آتا ہی ہوتا؟"
 "تمہیں اتنا ہی شوق ہے تو میرے ساتھ نہ جاؤ دوسرا

کالی کالیان

☆ جراثیم ☆
 ☆ جاؤڈ ☆
 ☆ آلودگی ☆
 ☆ شیطان ازم ☆
 ☆ ذہانت ☆
 ☆ حفاظت ☆
 ☆ اسلام ☆
 ☆ طنز و مزاح ☆

- ☆ ایک انسانی کردار جو زندہ ہو گیا تھا۔
- ☆ ایک حیرت انگیز قصہ جو اپنی بہت بڑی بات کا تھا۔
- ☆ ایک جہول سا آدمی جس کے پاس کبھی نہیں ڈرا کہ تقریر تھا۔
- ☆ وہ شخص جس نے حیات الہی کا راز پایا تھا۔
- ☆ ایک بزرگ اور بزرگ سے پاس ادا م کی حالتیں تھیں۔
- ☆ ایک شخص جس کے اندر ایک بہت بڑا تھا۔
- ☆ وہ استثنائی مجرم جس نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔

☆ جیت - ۱۲ روپے

مکتبہ انیسات

بڑے سٹریٹ ۲۳۳، کراچی

پارک آہلہ نے اس کے ساتھ مرہو اور کارخانے انجام دیتے رہو، وہ خوش ہو کر بولہ دراصل میں ہی چاہتا ہوں۔ دیکھنا میں اچانک چلا جاؤں گا تو وہ بے چاریاں بہت مایوس ہوں گی۔"

سونیا اور شیا اس دوران تمام فتنے دارانہ فران کے ناموں میں جاتی رہیں۔ چپ چاپ معلوم کرتی رہیں کہ پارک کو وہاں سے روانہ کرنے کے سلسلے میں کیا کیا جا رہا ہے۔ دونوں کو خیال خوانی کے ذریعے اطمینان ہو رہا تھا۔ پارک کے لیے پرج لیڈہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ ٹھیک دو گھنٹے پہلے شیا نے ایک فتنے دار فرسے کہا: سونیا! یہی دیوہوں کے درمٹک روم میں انتظار کر رہی ہے اس کے لیے گلاڑی بھیج دیں۔"

"کیا ہم ایڈام کو پہچان سکیں گے؟"

"جہاں وہ اپنے اصلی روپ میں ہے۔"

سونیا اس ہونٹ کے دیشنگ روم میں بیٹھی کھڑکی کے پابند کا نظارہ کر رہی تھی۔ چھوڑی دیر بعد پارک کا ڈیڑھ گھنٹے کے ساتھ آ کر وہ کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ ان میں کوئی فوجی گاڑی نہیں تھی۔ آگے والے بہت ہی عمدہ لباس میں تھے اور بڑے ہی مذہب نظر آتے تھے۔ انھوں نے دیشنگ روم میں آکر سونیا کو پہچان لیا۔ ادب سے کھڑے ہو کر کہا: "ہاں! ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔" سونیا نے اٹھ کر ان لوگوں سے مصافحہ کیا۔ پھر ان کے ساتھ آکر گاڑی کچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ کاروت اس کے لیے مخصوص تھی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد پارک کے پچھلے گاڑیوں میں اس کے بیٹا تھے۔ اسے کسی دوسری گاڑی میں پہنچایا گیا۔ سونیا نے وہاں داخل ہوتے ہوئے پوچھا: "کیا پارک یہاں ہے؟"

"جی نہیں، وہ دور سے جیلے میں ہے۔ آپ نے ہمیں بہت کم وقت دیا ہے۔ ماسٹر پارک کی روانگی کو اب پونے دو گھنٹے بچ گئے ہیں اور آپ سے بہت سی اہم باتیں کرنا ہیں۔"

وہ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے ایک شخص نے کہا: "ہمارے درمیان ابھی اعتماد کی فضا بحال ہو رہی ہے لیکن مکمل اعتماد قائم نہیں ہوا ہے اس لیے آپ ہماری بات کا پورا خیال رکھیں۔ ہمارے ماہرین آپ کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے اصلی روپ میں ہیں یا ایک آپ میں کوئی اور ہے۔"

سونیا نے مسکراتے ہوئے کہا: "میں سانسے بیٹھی ہوں جس طرح اطمینان کرنا چاہتے ہیں کریں۔ ویسے آج سے پہلے ہی ڈیڑھ گھنٹے اور ڈیڑھ گھنٹے کی طرح ٹیک گیا تھا اور ہمارے ماہرین نے یہ رپورٹ دی تھی کہ بلاک سر جری کا میک اپ نہیں ہے۔"

اس وقت تک دو ماہرین کمرے میں آگئے تھے۔ ان میں سے

ایک نے کہا: "آپ درست فرماتی ہیں۔ بلاک سر جری اتنی ڈیڑھ گھنٹے ہو چکا ہے کہ اب بلاک اور انسانی کھال کے ریشوں میں تیز کرنا بہت دشوار ہو گیا ہے۔ پھر بھی ہم اپنی نسی کر لینا چاہتے ہیں۔"

وہ اپنے آلات نکال کر سونیا کے چہرے کا لٹو دھا کر لگے۔ چند لمبے بعد ایک نے ذرا جھکتے ہوئے کہا: "ہاں! آپ کو کتنا تکلیف ہوگی؟"

"میں جانتی ہوں آپ میرے چہرے کی کھوڑی سی جلد کو ہٹا رہے ہیں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں۔"

"واقعی آپ جو حسے والی عورت ہیں اور ہم سے بھرا ہوا کھانا کر رہی ہیں؟"

ایک ماہر نے تیز دھا کر آکر نکالا۔ پھر سونیا کے دائیں کان کے نیچے سے ذرا سی جلد کاٹ کر نکال لی۔ پھر اس جگہ کی سر جیٹھی کر دی۔ ان کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ سونیا کے اس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: "ہاں! آپ یہاں آنے کے بعد کہاں وقت گزار رہی تھیں؟"

"جو وقت گزار چکا ہے، اس کے بارے میں سوال نہ کیا جائے۔ میں جہاں بھی تھی میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اب آپ کے درمیان ہوں اور کھلی کتاب کی طرح ہوں۔ ابھی میری سچائی ثابت ہو چکی ہے۔ آدھے گھنٹے کے بعد ہی دونوں ماہرین نے رپورٹ دی کہ چہرے پر بلاک سر جری نہیں ہے۔ یہ ہاں! ماہر سونیا کا ایک بیوی ہے وہاں جو باتیں ہو رہی تھیں اور رپورٹیں سنائی جا رہی تھیں، ان کی طرف بھی اعلیٰ افسران بیٹھے سن رہے ہوں گے۔ یقیناً وہ آگے بڑھیں گے۔ اتنی مشکل رپورٹ سننے کے بعد بھی بھروسہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے کیونکہ بہت پہلے عہد کے چہرے کا بھی اسی طرح معائنہ کیا گیا تھا۔ اس کے چہرے کی جلد کو بھی کاٹ کر میڈیکل رپورٹ حاصل کی گئی تھی کہ اس میں بلاک سر جری شامل نہیں ہے اور یہ اصل چہرہ ہے۔"

یہ رپورٹ حاصل کرنے کے بعد وہاں بیٹھے ہوئے افراد اٹھ کر چلے گئے۔ سونیا اس ڈرائنگ روم میں تنہا تھی۔ پانچ منٹ کے بعد ہی اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ اس کو کھٹی کے چاروں طرف مسخ فوجی پھیل رہے تھے اور ڈیڑھ گھنٹے کے لیے اپنا اپنی جگہ الٹ ہو گئے تھے۔ چھوڑتے پر دستک سنائی دی۔ سونیا نے جھٹک کر کہا: "نہیں!"

دروازہ کھلا اور ایک فوجی جوان نظر آیا۔ اس نے کہا: "ہاں! ماہر سونیا! ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ماسٹر پارک کا پتہ ہم سے پہلے ہر ذمہ دار کے پاس ہو گیا ہے۔ اس لیے ہمیں اس کا پتہ نہ لگے۔ میں اس مقصد کے لیے ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ ہم آپ

کے ذریعے مشرفاڈا ماہر سونیا اور اس فینیلے اس اجلاس میں شریک ہونے کی درخواست کر رہے ہیں۔ سب سے بھی درخواست ہے کہ ہمارے ساتھ تشریف لے جائیں۔"

سونیا آگے بڑھی وہ بیٹھ کر جانے لگا۔ کمرے کے باہر آگے پیچھے چار مسخ فوجی جوان کھڑے ہوئے تھے۔ سونیا ان کے درمیان چلتے ہوئے ایک بڑے سے ال پیس بیٹی جہاں وہی افراد نظر آ رہے تھے جو اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ وہ ایک آرام کزی کر بیٹھ گئی۔ ماہر نے لہجے سے اٹھ کر کہا: "ہاں! ماہر سونیا! آپ کی آمد ہمارے لیے باعث مسرت بھی ہے اور باعث پریشانی بھی ہے۔ ہمارے ماہرین کی رپورٹ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہاں! ماہر سونیا ہیں لیکن اس سے پہلے ہم کئی بار ایسی رپورٹوں سے دھوکا کھاتے رہے ہیں کیا آپ کی دانست میں ایسا اور کوئی طریقہ ہے جس سے آپ کو سونیا ثابت کر سکیں؟"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولے: "اب تک دنیا کی بے شمار جموٹی بڑی بیماریوں کا علاج دریافت ہو چکا ہے لیکن شک کا کوئی علاج اب تک دریافت نہیں ہو سکا۔"

"کیا آپ کے ٹیلی جینی جاننے والے موجود ہیں؟"

"ہاں موجود ہیں۔"

"کیا اس سے پہلے ڈیڑھ گھنٹے میں فریڈا کو یہاں بھیج کر وہاں دھوکا نہیں دیا گیا؟"

"ہم اسی وقت دھوکا دیتے ہیں جب ہم سے دشمن کی جاتی ہے جس دور کی آپ بات کر رہے ہیں اس دور میں جو سوک آپ لوگوں کی طرف سے ہو جاتا ہے، ہم نے بھی دہری طریقہ کار اختیار کیا۔"

افسر نے کہا: "آج بھی ہمارا طریقہ دوستانہ نہیں تھا۔ ہم نے جبراً پارک کو انوکھا اور مریاں لے آئے کیا جو اب ہمیں دھوکا دینے کا کوشش نہیں کی جا رہی ہے؟"

"خاصا ہتر جانتا ہے۔ ہم نے اب تک کوئی دھوکا نہیں دیا ہے اور نہ ہی ایسا کوئی ارادہ ہے ہاں! آپ کا رویہ بدلاتا تو پھر ہم خود چھوڑ گئے۔"

"کیا آپ خدا کو مافوقیہ مظاہر جان کر یہ سچ بتا سکتی ہیں کہ اصل پارک کون ہے؟"

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتی ہوں، ہم میں سے کوئی اصل پارک کی نشاندہ نہیں کر سکتا۔"

"بھگت ہو سکتا ہے۔"

سونیا نے پوچھا: "تو پھر سچ کیا ہے؟"

"ہمارے پاس جو پارک ہے وہی اصل ہے۔ یہی ہاں! ماہر سونیا، ماسٹر پارک کا ٹیبلہ ہے۔ ہمیں دھوکا دیا جا رہا ہے۔ وہاں سے کس

ڈی پارک کو مریاں لایا جائے گا۔ اس سے پہلے اسے وہاں بھرا جا رہا ہے کیا؟"

دوسرے افسر نے کہا: "پچھلے دو اجلاس میں ہمیں یقین دلا گیا کہ شیا زہدہ ہے لیکن ہمیں وہ زہدہ نہیں ہے۔ پچھلے اجلاس میں دو گھنٹے کے ساتھ ساتھ بول رہی تھیں اور ہمیں یہ تاثر دیا جا رہا تھا کہ ایک کے ذریعے ہاں! ماہر سونیا اور دوسری کے ذریعے شیا بول رہی ہے لیکن یہ بھی سراسر دھوکا تھا۔ دوسری عورت کے ذریعے شیا نہیں جو بول رہی تھی سونیا نے کہا: "آپ لوگوں نے جو جو دیکھا نہیں ہے، شیا کی زبانی شاید کچھ سنا ہو۔ وہ بے حد مصمم ہے اور زہدہ معاملات میں ایسی کٹنگ نہیں کر سکتی جیسی کہ شیا اس عورت کے ذریعے کر رہی تھی۔" پلو جہاں بیٹھے ہیں وہ جو جیٹھی تھی لیکن موریانہ فریڈا کوئی موریانہ فریڈا کے قہقہے میں ہے۔"

سونیا نے کہا: "تعجب ہے، پچھلے اجلاس میں جب شیا اس عورت کے ذریعے بول رہی تھی تو اس کی ایک ایک بات پر آپ تائیاں بجا رہے تھے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ اعتراض کیوں نہیں کیا؟"

ایک نے جواب دیا: "ہم بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ہمیں شیا کے زہدہ رہنے کی خبر ملی تو ہم دہرانے ہو گئے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہونے لگا کہ ہمارا قوم کی ٹیلی جینی جاننے والی بیٹی بنا۔ آگے سے اور اس وقت ہم سے مطالبہ ہے لیکن اجلاس کے بعد ہمارے اعلیٰ افسران نے یہ حکمت آٹھا یا کہ دوسری عورت کے ذریعے شیا نہیں جو بول رہی تھی اور اگر جو جیٹھی نہیں تو پھر موریانہ بول رہی تھی سونیا نے پوچھا: "آپ کو کیسے یقین آگے کہ شیا زہدہ ہے؟"

دوسرے نے جواب دیا: "ہمارے پاس کوئی ایسی کوئی نہیں ہے۔ کوئی ایسی ایسی سٹین میں ہے جس کے ذریعے ہم اصل شیا کو پہچان سکیں۔ آپ لوگوں نے اپنی اپنی ڈیٹا میں کچھ مافیہ قریب دیے ہیں کہ اب یقین کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

سونیا آرام سے سیٹ کی پشت سے آگ گئی۔ پھر بولی: "اس کا مطلب ہے تم لوگوں میں پہلے سے بے یقینی تھی۔ جب ہم نے خود کو ظاہر کر دیا تو یہ بے یقینی ظاہر کر رہے ہو۔ ہمارے درمیان خود کو ظاہر ہونے والی تھی، اسے اب مشکوک بنا رہے ہو؟"

"ہاں! ماہر سونیا! دوسری ہوشی نہیں ہو جاتی۔ اس کے لیے اپنا خون ہا کر بھی اپنا خون قائم کرنا پڑتا ہے اور ہمارے بغیر کوئی رشتہ بنا سکتا نہیں رہ سکتا۔"

"آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ مطلب کی بات کریں؟"

"جو پارک ہمارے پاس ہے وہ ہمارے ہی پاس رہنے دیں اگر شیا کا کوئی وجود ہے تو وہ یہاں چل آئے۔"

” شیبہ اپنے پاس کو چھوڑ کر نہیں آسکے گی؟“

وہاں بیٹھے ہوتے ہی لوگ ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا: یہ کیسی پیکانہ ذات ہے شیبہ کی شادی نہیں ہوئی، اس نے کسی پتھرو جنم نہیں دیا اور ایک منہ مٹا کر اسے چھوڑ کر نہیں آئے گی۔ مادام سونیہ! آپ کی زبان سے یہ بچوں جیسی باتیں زیب نہیں دیتیں؟ دوسرے شخص نے کہا: پیٹھے ہم اس پر بحث نہیں کریں گے۔ شیبہ زندہ ہے یا نہیں۔ اگر زندہ ہے تو وہ اپنے بیٹے کے ساتھ جہاں ہے وہیں آرام سے رہے۔ یہ چونکہ مادام رونجی کا بیٹا ہے اور ہمارے پاس ہے، اس لیے شیبہ کی جگہ مادام رونجی ہیساں آجائیں اور اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں۔“

سونیہ نے پوچھا: ”یعنی یہ آپ کا اتوری فیصلہ ہے کہ جہاں بازاری دو مہیاں سے نہیں جانے گا اور آپ نہیں جانے نہیں دیں گے؟“

”یہ زور زدتی والی بات ہوگی اور ہم ایسی بات نہیں کہہ سکتے ہم دوستی کرنا چاہتے ہیں۔“

”دوستی کا لفظ تم لوگوں کی زبان سے زیب نہیں دیتا۔ ہم نے اپنے طور پر بہت خوش نشینی کر لی مگر تمھیں دوست نہ بنا سکے اور نہ شاید کبھی بنا سکیں۔“

شیبہ نے ایک عورت کے ذریعے کہا: ”میں شیبہ ہوں تم لوگوں کے یقین نہ کرنے کے باوجود خرا کے فضل و کرم سے زندہ سلامت ہوں۔ دوستی کے لیے فریاد اور اس کی ساتھی عورتوں کے دل کتنے کشادہ ہیں، تم جیسے تنگ دل اور تنگ نظر نہیں سکتے۔ انھوں نے مجھے راضی خوشی تمھارے پاس بھیج دینے کا فیصلہ کیا تاکہ میں اپنی قوم کے ساتھ رہوں۔ اپنے دل کی خدمت کروں اور یہاں رہ کر آپس میں دوستی اور اتحاد کو مضبوط کرتی رہوں لیکن تم لوگوں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہودی کبھی مسلمانوں کے اچھے دوست نہیں ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ ہمارے دوست نہیں بن سکتے، ان میں سے ایک نے کہا۔“

شیبہ نے پوچھا: ”کی مسلمانوں نے تمھارے کسی پتھرو کو اغوا کیا ہے اور اسے فرغان بنا کر تمھیں مجبور کر دیا ہے، ہن کہ ان کے دوست بن جاؤ؟ تم چوری بھی کرتے ہو، زمین زور کی بھی کرتے ہو۔“

سونجی نے دوسری عورت کے ذریعے کہا: ”اگر تمھاری بہت صاف ہوتی اور اراڈے نیک ہوتے تو میرے بیٹے کو اغوا نہ کرتے کسی اور ملک کی زمین پر ہم سے ملاقات کرتے۔ تم ایک بار دوستی کے لیے ہاتھ بڑھا سکتے تم اپنے قوموں سے چل کر تمھارے پاس چلے آتے لیکن تم نے جارحانہ اقدام کیا ہے۔ یہ مست سوجھ کر ہے بیٹے کو بریال بنا کر ہمیں مجبور کر دو گے۔ خدایا اگر اس پر ڈرا بھی بیغ آئی تو ابھی دیواروں کے پیچھے بیٹھے ہوئے تمھارے اشرانہ بالا بن

سے کوئی نہیں بچے گا۔ میں تم لوگوں کو صرف چھ گھنٹے کی مسلت دے رہی ہوں۔ چھ گھنٹے بعد ہم تمھارے یورجیم کے خیمے سے اترنا بلاٹ کو تیار کر کے رکھ دیں گے۔ تمھاری بھری بری اور فضا ذبح کا کوئی راز نہیں رہے گا۔ ساری دنیا یہ تماشا دیکھ کر ہلکے ہلکے فوج آپس میں کسی طرح لڑتی ہے تمھاری فوجیں ایک دوسرے سے لڑ کر خود ہی تباہ و برباد ہو جائیں گی۔“

ایک انفر نے کہا: ”ہم تسلیم کرتے ہیں، ایسا ہو سکتا ہے پہلے صرف ایک ٹیلی فون کی طاقت تھی۔ ایک فریاد کی صورت میں اب مورینا اور جو سمیت تمھارے پاس پانچ ٹیلہ بھیجی کہ تم اپنی تم اتنی دیکھیں اس لیے ہمارے ہر ہر دہشت زدہ ہو کر ڈرا ہی پارک کو آؤ اور کوئی لیکن آپ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں، اگر ہم آئے زائد کیا اگر ہم نے اپنی تباہی و بربادی کا انتقام تمھارے بیٹے سے لیا۔ اگر سونیا کو یہی ہلاک کر دیا تب کیا ہوگا؟ کیا پارک سے زیادہ رشتہ کوئی اور ہے؟“

”میں مانتی ہوں، پارک ہماری جان بچانے زندگی ہے۔ ہم سب کا ڈر لا رہے۔ ہم اس کے بدن پر ایک ہلکی خراش بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر اس کی ہلاکت کیسے برداشت کریں گے لیکن یہاں ہوں جب سے میں نے بیٹے کو ہم دیا ہے تب سے اسے ایک ہتھ سے دوسرے ہاتھ اغوا ہوتے دیکھ رہی ہوں۔ کبھی وہ میری گردن مستقل نہیں رہا۔ میں اس کی جدائی کا زخم آج تک سہی نہیں ہوئی۔ خدا کو میری منظور ہے کہ میرا بیٹا تمھارے ہاتھوں میں آجائے تو میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں اس کی ساری زندگی جیلوں کی گھونٹا کا قوم شنی میں مل جائے گی۔ میری اس بات کو دیکھی نہ مجھو چھ گھنٹے بعد یہاں قیامت آنے والی ہے۔“



مورینا میری ہدایات پر عمل کر رہی تھی، ایک ایک کا سامان خرید کر ہونٹا کے کمرے میں آگئی تھی۔ دروازہ بند کرنے کے بعد بڑے سے آئینے کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ ایک ایک کا سامان نکال نکال کر سامنے رکھ رہی تھی۔ میں اسے تیار ہاتھ کو کون سی چیز کو استعمال کرنا ہے اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔ وہ ہاتھ روم میں گئی۔ منتہا ہاتھ اچھی طرح دھونے کے بعد تو بے سے خشک کر کے آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کے بعد میری ہدایات کے مطابق ایک ایک کرتے گئی۔ اس نے پوچھا: ”مشارہ کی طبیعت کیسی ہے؟“

”اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔“ وہ ایک ایک کرتے کرتے ٹوک گئی۔ آئینے میں حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی: ”کیا واقعی؟ میں وہ تو صحت مند تھا۔ ایک دن کی

پارک سے میری کیا؟ ”میں بیٹھتی جا رہی تھی، ہم سب کو باہر رہتی ہے، میں سے لوگ مر جاتے ہیں، کچھ مرنے کے لیے رہ جاتے ہیں۔“

”تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو تم ایک عرصے سے کسی طرح زندہ ہو؟“

”ہمارے ساتھ کاپ تقدیر کی عمر مانی ہے، ہم تیرے ساتھ ہیں تقدیر ساتھ دیتی رہتی ہے۔“

”وہ کیسے مر گیا؟“

”اپنی غلط حکمت عملی کی وجہ سے۔ وہ صرف زندہ رہنے کے خواہش کرتا تھا مگر زندہ رہنے کی تدبیر نہیں کر سکتا تھا۔ اس ماشر کے پاس پیچ کر اسے بھی ٹرانسفارمیشن کے ذریعے ٹیلی فون کا علم کھانا چاہتا تھا۔ اگر میں اسے ڈھیل دیتا تو ٹیلی فون بھی جانے والے بہت بڑے دشمن کا اضافہ ہو جاتا، لہذا میں نے اسے تم کو دیا۔“

”وہ سم کر بولی، اس ماشر میرے پیچھے چل گیا ہے۔ اگر وہ مجھے اغوا کرے گا تو کیا مجھے بھی مار ڈالو گے؟“

”تمھیں مارنا ہوتا تو یوں بیانی کی فکر نہ کرتا۔ جو میرے اپنے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں ان کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں، تم میرے لیے برائی نہیں ہو، تم غلام ہانی سے محبت کرتی ہو اور غلام ہانی مجھ سے محبت کرتا ہے، جب تک محبت کا یہ سلسلہ سچائی اور فداوار سے قائم ہے، تمھیں دشمنوں کے ہاتھوں میں پھینکے کے بعد بھی نہیں اڑیں گے۔ تمھیں دو بار کے ساتھ ساتھ نکال لائے گی، ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

”وہ پریشان ہو کر بولی: ”میں نے کیا علم لیا ہے یہ تقدیر سے لیے مصیبت بن گیا ہے۔“

”یہ تم نے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔ اچھا ہو کہ اس کے ذریعے کو بھول گئی ہو یا کوئی تو کوئی دشمن ٹیلی فون بھی جاننے والا تمھارے ذریعے تنا نہ تک پہنچ جائے گا۔“

”وہ سوچتی رہی اور میری ہدایات کے مطابق ایک آپ کرتی رہی۔ پھر اس نے پوچھا: کیا دوسرے تو ہی عمل کے ذریعے پہنچے تو ہی کا توڑ ہو سکتا ہے؟“

”یشک ہو سکتا ہے، جیسا کہ میں نے غلام ہانی اور شار پر پر کیا ہے لیکن جس پر پہلے تو ہی عمل کیا گیا ہو، وہ یا تو بھلا ہو یا کسی نہ کسی طرح اعلیٰٰ کی گزرواریوں میں مبتلا ہو۔ میں نے غلام ہانی کو اعلیٰٰ کی گزرواریوں میں مبتلا کیا تھا اور شار پر تو خود ہی بیمار پڑا ہوا تھا۔ ان دونوں کو اپنا معمول بنائے اور ہر کام کا طقم ٹوٹنے میں مجھے خوار می بیٹھ نہیں آئی۔“

”کیا ایک تو ہی عمل کرنے والا میرے دماغ سے تناؤ کی آواز اور دل دینے کو معلوم کر سکتا ہے؟“

”جب تک تم دماغی اور جسمانی طور پر صحت مند رہو گی تو یہ تو ہی عمل نہیں کرے گا۔ پھر یہ کہ ہر ناراضی تو ہی نے تمھارے دماغ کو اچھی طرح ایک کیلپ کوئی خیال خوانی کے ذریعے وہاں نہیں پہنچ سکے گا۔ تم قری الحال ہر طرح سے محفوظ رہو، تمھیں ابھی چھپا کر رکھنے کا سلسلہ ہے۔ اس لیے یہ روپ بدلا جا رہا ہے۔ تمھیں کچھ ادا کار بھی کرنا ہوں گے۔ اپنا لہجہ بدل کر دوسروں سے بولنا ہوگا۔ تمھیں صورت تبدیل سے اور آواز

”سب دیکھو، اپنے خالص لوگ پہچانتے ہیں۔“

”وہ سوچنے کے ذریعے کہہ رہی تھی۔ حیرانی سے آئینے میں دیکھتے ہوئے خوش ہو کر بولی: ”ادہ گاڈا میں تو بالکل ہی بدل گئی ہوں۔ چہرہ کچھ سے کچھ ہو گیا ہے۔ اب مجھے ایک پ کرنا آ گیا ہے۔“

”جو کچھ وہ اناڑی تھی، اس لیے ایک آپ میں دو گھنٹے تک کھڑی کھڑی کھڑی ہو گئی۔ ڈرا دور جا کر آئینے میں دیکھتے اور ہنسنے ہوئے بولی: ”میں خود کو نہیں پہچان رہی ہوں، ادہ کتنا اچھا لگ رہا ہے، اپنے اندر چھپ گئی ہوں، آئینے آپ سے آنکھ جوئی کھیل رہی ہوں؟“

”میں نے مسکراتے ہوئے کہا: ”فورا اب اس تبدیل کرو۔ میں جا رہا ہوں۔ پندرہ منٹ کے بعد آؤں گا۔“

اس نے لباس تبدیل کرنے کے لیے دماغ کے دروازے بند کر لیے، میں نے ماشرک میں کو مخاطب کیا۔ اس نے خوش ہو کر پوچھا: ”ہیو طر ادا صاحب، فرمائے کیسے یا دیا گیا؟“

ناسک میں گوز بردست شاگ پہنچا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔
 "اوه لوئے تو بہت برا ہوا"
 وہ شین حاصل کرنے کے باوجود اسے اپنے فائدے کے لیے استعمال نہیں کر سکے گا۔
 "کیوں نہیں کر سکے گا؟"
 "اس کے لیے کسی ٹیلی فون تھیں جاننے والے کی ضرورت ہے جس کے دماغ سے یہ علم وہ اپنے دماغ میں منتقل کر سکے۔ میں نے شاہر کو ختم کر دیا ہے۔"
 وہ خوش ہو کر بولا۔ "اوه شینس گاڈ" اس نے نواسک میں دم کر دیا تھا۔ آخر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔
 "اس شین کے متعلق ضروری باتیں یاد رکھو۔ شین افراد اس شین کو آپریٹ کرنا جانتے ہیں۔ ایک میں دو سرورس مورینا تیسرا آڈیو جو آپ کی تہذیب ہے۔ ہم شینوں میں سے کوئی بھی ایس ماسٹر کے ہاتھ لے گا تو وہ پہلا فرسٹ میں یہ علم حاصل کر لے گا۔"
 "یہ اچھا ہی ہوا کہ میں نے آپ تک آدم کو تہذیب میں رکھا ہے۔"
 "اسے آپ قیدی بنا کر رکھیں۔ انہاں بنا کر رکھیں۔ اسے ہزاروں کامیوں والا مقام بنا جائے۔ صرف اتنی احمقیاں رکھیں کہ جہاں اسے رکھا جائے وہاں پر بندہ بھی پڑتا مار سکے۔"
 "میں ایسے انتظامات کر چکا ہوں۔ آپ کی سفارش براسے زیادہ سے زیادہ سوئٹیں دوں گا۔"
 "شین کے بارے میں دوسری بات تھیں۔ ایس ماسٹر جو ہر کار ملیک اور ماہر ہیں کے ذریعے اسے آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کر سکتا ہے۔ جب شین کا تجربہ کیا جائے گا، ایک آپریٹرز کو سمجھا جائے گا کہ اس کے فکشن کے متعلق معلوم ہوگا تو طریقہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس میں کچھ وقت لگے گا۔ بہر حال اسے شین آپریٹ کرنا آجائے گا۔"
 "یہ بات نشوونما ناک ہے۔"
 "اس سلسلے میں تیسری بات یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ٹیلی فون جاننے والا نہیں ہے۔ آدم آپ کے پاس ہے۔ مورینا اور جو جویر پاس ہیں۔ باقی رومنی اور شینا خود اپنی حفاظت کرنا جانتی ہیں۔"
 وہ بات سنتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھنے سے شین لگا۔ اس کے اندر کھلبلی پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ ایک سپر پاور تھا۔ اس کے مقابلے میں ایک سپر پاور ٹیلی فون کا علم حاصل کرنے والا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو وہ ناسک میں سے کسی ٹائپرز اور طاقتور ہو جاتا۔ سب سے اہم بات یہ کہ خیال تو اتنی کے ذریعے رفتہ رفتہ ناسک بنا رہا تھا۔ ناسک میں کے ملک کے ایک ایک راز ناسک پہنچ سکتا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "فریڈا کچھ کرو۔ وہ شین اس کے پاس

میں رہتا چاہیے۔"
 "میں اس لیے امریکا میں ہوں۔ فی الحال میں مورینا کو رکھنا ہے۔ ابھی وہ ایک آپ میں ہے۔ گریٹ آپ بیچ کر دیا ہے۔ اب مجھے ایک خفیہ پناہ گاہ کی ضرورت ہے جو آپ ہی کے ذمہ حاصل ہو سکتی ہے۔"
 "یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میرے پاس محفوظ اور سہل پناہ گاہیں ہیں۔ سپر ماسٹر کا دھیان بھی کسی ادھر نہیں چلے گا۔"
 "میں ایسی ہی کسی پناہ گاہ میں سو رہا کرو چھاپنا چاہتا ہوں۔ میں اس کو محکم دے رہا ہوں۔ وہ آپ کے محکم کی قیادت کرے گا آپ کو مختلف پناہ گاہوں تک پہنچانے کا جو پلنگہ ہے۔"
 "ناسک میں اس سلسلے میں ایک بات کا تعصیب اچھی ہو جائے گی۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"
 "ہم شین کے مسئلے میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ وہ شین جس کی ہاتھ آئے گی وہ وقت کا دعویٰ ہو گا۔ دوسرے معاملات میں ہم دوست ہیں اور دوست رہیں گے۔ لہذا مورینا کو بھی چھپا کر رکھوں اسے آپ انوائس کر دیں گے اور کسی دوسری جگہ مجھ سے چھپا کر رکھیں گے۔"
 "آپ کسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی ناسک کے لیے ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میرے پاس شین بیچ جانے والا آدم موجود ہے۔"
 مورینا کے مسئلے میں اس سے دھوکا نہیں ہو سکتا تھا اور اگر وہ بھی جانتا تو وہ ان حالات سے نشا آتا ہے۔ یہ بعد کی بات تھی۔ فی الحال مورینا کو چھپانے کے لیے ناسک میں کا تعاون لازمی تھا۔ اس لیے پوجھا۔ فریڈا صاحب! کیا ایس ماسٹر سے آپ کی عاقبات ہوں گی؟"
 "صرف اس کی آواز تھی ہے۔ وہ لوگ انا ماہر ہے۔ سانس لوگ لیتا ہے۔"
 "میں آپ کو اس کے گھر تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ میں نے جلدی سے پوجھا۔ وہ ایسے ہو گیا آپ اسے جانتے ہیں؟ وہ شین کا ناچار اگلا ڈی ہے۔ اس کے متعلق اتنی ہی معلوم ہیں کہ وہ پہنچنے سے شین چھپتا آ رہا ہے۔ یہ اس کا خرابی کا شہ ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کے ذریعے اس کے نامی تک پہنچ سکتا ہے۔ میرے آدمی اس کے متعلق معلومات فراہم کر رہے ہیں کہ چھپنے میں کیا سکتے شین کے طے ہونے کا ڈی وقت اور ٹائمٹ میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ان کے نام اور پتے معلوم ہونے کے بعد ہم اس کو لائیو رکھیں گے کہ شین کے کون سا کھلا ڈی سیاست

ن حصہ تیار رہا ہے پھر رفتہ رفتہ امریکا کی سیاست میں بہت بڑا دارا دار کرنے لگا ہے۔ ایسا ہی کوئی آدمی آج کا سپر ماسٹر ہے۔"
 "آپ بہت دوڑ تک معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے گھر تک مجھے پہنچا دیں گے۔ میں دن کا انتظار کروں گا۔ آپ اپنے پاس کو محکم دین کر میرے لیے خفیہ آڈیو جانا ڈی فائلز اور ان کے ذمہ پھر ہم تیار کر کے کسی وقت بھی کسی چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"
 "میں نے مورینا کے پاس آکر دیکھا وہ لباس تبدیل کر کے بارہوی تھی۔ میرا انتظار کر رہی تھی۔ آگنے کے سامنے محکم محکم رکھ رہی تھی۔ خود کو ایک نئی دوشیزہ کے روپ میں دیکھ کر خوش دوری تھی۔ میں نے کہا۔ "اسی کرے میں انتظار کرو۔ میں تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر حاضر ہوں گا۔ اپنے معاملات نمٹاؤں گا۔ ہر تھیں یہاں سے لے چوں گا۔"
 ہزاری کا بہت پہلے ہی فلاننگ کلب کے قریب پہنچ گئی تھی۔ غلام باقی نے گاڑی روک دی تھی۔ وہ میرا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا۔ "ہم پہلے گا پٹر کے ذریعے نہیں جائیں گے۔ پھر پوری نے پوجھا۔ کیا ہم شین کو نہیں چاہیں گے؟"
 "شین تم جانتی ہو؟ ایس ماسٹر یہاں جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس نے مورینا کو حراست میں لینے کے لیے پولیس اور ایٹل جیس والوں کو بلانڈ کر کے ان کو ہاتھ باندھا۔ اگر ایک منٹ کی تاخیر ہو جاتی تو مورینا رختا ہر جاتی۔ اب وہ ایک ہوٹل میں ہے۔ ایک آپ ہو چکا ہے۔ اس سے لیکے کو تیار رہے۔ شین ہم پہلے گا پٹر استعمال کریں گے تو ایس ماسٹر کے سر اغراں ہم پر نظر رکھیں گے۔ وہ جانتے ہیں فریڈا نڈو ہادی پشت پر ہے اور اس کے پہلے گا پٹر میں سفر کرنے والے فریڈا کے ہمراہی ہو سکتے ہیں۔"
 "میں نے پوری براہ راست نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ تم اپنے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کرو اور لباس تبدیل کر لو۔"
 غلام میرے محکم پر ڈنگ سے ایک بیگ نکال کر لے آیا۔ میں نے کہا۔ تم یہاں سے جاؤ گھومتے چہرے۔ یہاں میں تم سے رابطہ قائم کروں گا کہ تم جہاں رہو گے وہاں تمہارے لیے گاڑی بیچ جائے گی۔ وہ چلا گیا۔ ہماری کار کے شینے کو ڈھتے۔ باہر والوں کو نظر نہیں آسکتا تھا۔ اندر کیا ہوا ہے۔ ہمارے بیگ میں ریڈی سیٹ میک آپ تھا۔ پوری نے سامان نکال کر میک آپ شروع کیا۔ آئینہ دیکھتے ہوئے اپنی چھوٹی ڈرامونی کر لیں۔ آنکھوں کے دوؤں کناروں کے پاس ایک ایک ہینڈ سار پڑ گیا۔ یہ پڑھنے سے جلد کو ایک طرف ڈرا لیتا تھا۔ اس طرح اس کی دوؤں انہیں ڈرا ڈی کھینچ لیں۔ آنکھیں بند رہنے سے انسان کا چہرہ بھی بڑی حد تک بدل جاتا ہے۔

اس نے ناک کے دونوں ٹخنوں میں چھوٹے چھوٹے سے اسپرنگ لگائے جس سے ناک پھیل گئی۔ پھر اس نے بالوں کی وگ اپنے سپر لگی۔ ادھر میں نے اپنے چہرے پر پورے اور ڈرامی ادا کیا۔ آنکھوں پر سیاہ گارگڑ چڑھا۔ جو ناک پناہ ہوا تھا وہ دوؤں کا تھا۔ اسے الٹ کر پناہ جاتا تو وہ سینے رنگ کا ہر جاتا پوری نے بیگ سے اپنا ہاس نکالتے ہوئے کہا۔ "ادھر منہ کرو۔"
 "میں نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ تھوڑی دیر بعد ہم کار سے نکلے تو کوئی ہمیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ بدخلنے میں ہمراہ نگل کے ساتھ جتنے آدمیوں نے میں دیکھا تھا، وہ بھی میں دیکھ کر صو کا کھا جاتے۔ جن سر اغراں لوں کا ہارا اس اور خلیہ بتایا تھا، وہ ہم تک پہنچ نہ پاتے۔ میں نے وہ بیگ ہتھال لیا تھا۔ ہم پیدل چل رہے تھے۔ پوری نے پوجھا۔ کتنی دور جا رہے گے؟"
 "میں نے کہا۔ "ایک گاڑی آنے والی ہے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ناسک میں سے کر دیا تھا۔ فلاننگ کلب سے ڈرا لنگ کے فاصلے پر وہ گاڑی کھڑی ہوگی۔ اس کا رنگ اور نمبر مجھے معلوم ہے۔ میں نے جیتے ہوئے غلام باقی کو مخاطب کیا اور پوجھا۔ تم جہاں ہو دوں ان کی اہم نشانی بتاؤ اور انتظار کرو۔"
 "اس وقت میں اپنا تجربہ کر کے سلتے ہیں۔"
 "دوڑیں گاڑو۔"
 "میں نے ریڈ پاور کے پاس سے کہا۔ میرا نیگرو ساتھی اپنا منہ تعمیر کے پاس کھڑا ہوا ہے۔ وہاں گاڑی بیچ دو۔"
 "اس نے مجھے گاڑی کا رنگ اور نمبر بتایا جو میں نے غلام باقی کو بتا دیا۔ اس وقت تک ہم اپنی کار کے پاس پہنچ گئے تھے۔ میں نے راز کھول کر اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کہا۔ تم ڈرا نیگرو لو۔"
 "اس نے کار اشارت کر کے آگے بڑھا دی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے غلام باقی کو مخاطب کیا لیکن زبان سے بھی بولتا ہاں تا کہ پوری سن لے میں نے اس سے کہا۔ اس شہر سے سات میل دور ہانی ہے پورے لوگو ہوٹل ہے تم اس ہوٹل کے سامنے گاڑی روک کر گاڑی ہی میں بیٹھے رہو گے۔ ایک شخص آکر تمہاری گاڑی کا دروازہ کھولے گا۔ پھر تمہیں ہوٹل کے کمرے میں پہنچا دے گا۔ کمرے میں دو چار لوگ ہوں گے جو تمہارا خلیہ تبدیل کریں گے اور تمہیں چور دروازے سے باہر کریں گے۔ ہم بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہاں کے دوسرے کمرے میں ہمارا بھی خلیہ تبدیل کیا جائے گا۔ ہم بھی چور دروازے سے نکلیں گے۔"
 "میں نے پوری کی طرف دیکھا۔ وہ بولی۔ "میں اس طرف جا رہی ہوں۔ ڈرا سنت رختاری سے چلا رہی ہیں مورینا کے ساتھ ہوں گا۔ لوگو کو ہونے کے سامنے پہنچ کر مجھ سے مخاطب ہو سکتی ہو۔"

میں نے مورینا کے پاس آکر کہا "ہمیں سے ٹھوکرے کا دروازہ بند کرنا لگا کر نہ کرنا۔ چالی وہیں چھوڑ دو"۔

"چالی تو گاؤں پر جمع کی جاتی ہے"۔

"مرد مورینا نہیں ہو چکا ڈنٹر سے چالی لے کر کمرے میں آئی تھی تم کوئی وزیٹر ہو کر کسی سے ملنے آئی تھیں اب اس جا رہی ہو تم سے کوئی چالی کے متعلق نہیں پوچھے گا؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولی "اوہ گاؤں میں بھول ہی گئی تھی کہیں کوئی دوسری لڑکی بن گئی ہوں؟"

وہ کمرے سے نکل آئی پھر لفٹ میں پہنچی وہاں سے گراؤنڈ فلو پر کئی لفٹ سے نکلنے کے بعد گاؤں کے قریب پہنچے ہوئے بولی "کوئی مجھے پہچان تو نہیں لے گا؟"

"تم اندر سے مورینا اس لیے اندر میں مبتلا ہو تھیں ایک آپ کرنے اور روپ بدلتے رہنے کی عادت ہو جائے گی تو بڑی دلیری سے کسی بھی جان پہچان والے کے سامنے کھڑے ہو کر گفتگو کر سکتی۔ نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ تمہیں پہچان سکے گا۔"

بھی کوئی نہیں پہچان سکتا دیکھو میں نے تمہیں باتوں میں لگا کر ڈنٹر کے پاس سے گزارا دیا ہے۔ تم باہر آگئی ہو۔ اب آگے بڑھ کر پانک لنگ ایریا میں دیکھو ایک سفید رنگ کی کار کے پاس ہلکی سی وردی پہنے ہوئے ایک ڈنٹر ہے۔ تم اس کے سامنے پہنچو وہ تمہارے لیے گاڑی کا دروازہ کھول دے گا؟"

اس نے ایسا ہی کیا۔ جیسے ہی اس کے قریب پہنچا ڈنٹر اور وہ ادب سے سلام کیا۔ پھر پھیل سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ جھپٹتے ہوئے بولی "اوہ فریڈ ایس سب کامیوں جیہا لنگ رہا ہے یوں لگتا ہے جیسے ہی کوئی پاسورس اور ڈنٹوں سے چھپی چھپس رہی ہوں۔ بڑا مزہ آرہا ہے۔"

"میری ہور ہا ہے۔ فرق صرف اتنے ہے کہ یہ کہا نہیں تھا وی زندگی کی حقیقت ہے۔"

"میں کہاں جا رہی ہوں یہ کسی کا بے تم اتنی جلدی سارے اختلافات کیسے کر لیتے ہو؟"

"یہ بائیں رشتہ ذمہ معلوم ہو جائی گی۔ ابھی کام کی بات سنو۔ یہ کار تھیں فلنگ کلب پہنچنے لگی۔ وہاں دو شخص تمہاری گاڑی کے پاس آئیں گے کار کا دروازہ کھولیں گے تم ان کے ساتھ چلی جانا۔ وہ تمہیں یہی گاڑی میں لے جائیں گے۔"

"کہاں لے جائیں گے؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"تم اپنے دامخ کے دروازے میرے لیے کھلے رکھو گی تو میں تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا۔ تمہیں جہاں لے جایا جا رہا ہے مجھے اس جگہ کا علم نہیں ہے۔ میں تمہارے ہی ذریعے وہاں کا پتہ لگانا

معلوم کر سکتا ہوں؟"

"یعنی ڈرنے کی بات نہیں ہے؟"

"پینٹ پینے دل سے ڈرنے کا دورم نے نیک بھی سیکھ کر اپنے لیے ایسی زندگی گزارنے کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ میں پھر وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ حالات تمہیں کہیں سے کہیں پہنچانے میں لے کر تم تک ایک ڈنٹر رہو گی؟"

گاڑی ایک فلنگ کلب کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ دو شخص گاڑی کے پاس آئے۔ ایک نے پھیل سیٹ کا دروازہ کھولا۔ مورینا باہر آئی۔ انھوں نے ادب سے سلام کیا اور آگے جانے لگے۔ وہاں کے پیچھے چلنے کی تیزوں کی گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔ اسی وقت بولی نے مخالف کیا۔ میں نے کہا "مورینا! میں تمہارے پاس آؤں گا۔ تمہیں پھر کھانا ہوں۔ اپنے دل سے ڈرنے کا دورم نے نیک کر رہا ہے۔ میں بہت جلد غلام باقی کو تمہارے پاس پہنچاؤں گا۔"

میں اسے تسلیاں دے کر دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہانک لنگ گولو ہوئی کے سامنے لگی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے آکر دروازہ کھولا۔ اسے باہر گئے۔ پھر اس کے ساتھ چلتے ہوئے چوٹی کے اندر پہنچے وہاں سے لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ کر ایک کمرے کی داخلی ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

بر کام سہولت سے سگر تفریحی ہے ہوتا جا رہا تھا۔ وہاں ایک کاسا مان اور ہمارے لیے خدمت کہاں رکھے ہوئے تھے۔ یہاں کمرے والے بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے جوان بوڑھے کی تصویر دکھائیں۔ ان کی تصویریں مختلف زاویوں سے اتاری گئی تھیں۔ ان کے مطابق ہمارا ایک آپ شروع ہو گیا۔ اس نے کہا "جناب! ان دونوں کی آڈیوں کا کیٹ بھی ہے۔ کیا آپ سنا چاہیں گے؟"

"تھوڑی دیر بعد سنوں گا۔ پھر ان کے متعلق سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ تم کچھ جانتے ہو وہ بتاؤ۔"

اس نے بتایا "ٹولی کا نام انا میرا ہے اور جان کا نام جی ہے۔ یہ دونوں کیپ ٹائوں کے رہنے والے ہیں۔ ان کی ان کا شاکا ہوئی ہے انھوں نے ہون میں مٹانے کے لیے نیٹو انڈیا کے پاس ایک کا بیچ ریزو کر دیا تھا۔ ان کا تعلق ریڈ پاؤرس سے ہے۔ ہمارے پاس نے انھیں نیو یارک بلائی ہے جب آپ نیٹو انڈیا کے کالج میں پہنچیں گے تو ان کا میرج سٹریٹ کیٹ ادارن سے تعلق رکھنے والے تمام اہم کا فزٹ وہاں موجود ہوں گے۔"

میں نے پوچھی "کہاں میں مورینا کی خبر سنا رہا ہوں گا؟"

انا میرا کی آواز سنو کہ اس کا ب و جیہا اور گفتگو کا انداز اختیار کر کے میں باقی معلومات ان کے دامخ سے حاصل کروں گا۔"

اس شخص نے ریکارڈ قریب لاکر رکھا۔ اس میں انا میرا

آواز کا کیٹ لگایا۔ پھر اسے آن کر دیا۔ میں نے مورینا کے دامخ میں جا کر دیکھا۔ وہ وہاں کا پٹر میں سرگرد رہی تھی مجھے دامخ سے ہون کر کے سکرانے لگی۔ میں نے کہا "تمہاری سکرابٹ بتا رہی ہے، دل سے ڈرنے لگ گیا ہے۔"

وہ بہتر مسکراتے ہوئے بولی "دراصل میں نے ایسی زندگی بھی نہیں گزاری۔ کبھی سورج بھی نہیں سکی تھی، ایسے حالات سے دو چار ہونا مجھے ہے۔ تم لوگوں کی طرح میرا دل بھی رشتہ رشتہ مضبوط ہو چکا ہے۔"

"اس کا تھیں بھی بدل گیا ہے۔ وہ بہت جلد تم سے ملے گا۔"

"میں نے ایک آدھ بار اس کے دامخ میں بیٹھنے کی کوشش کی۔ وہ سانس روک دیتا ہے۔ فی الحال کوئی دشمن نہیں جانتی جانتے والا نہیں ہے۔ اسی لیے تو میں نے بھی اپنے دامخ کو تمہارے لیے آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ پھر میرا راستہ کیوں روکتا ہے؟"

"وہ صرف میرے کو ڈر ڈر کر دامخ کے دروازے کھولتا ہے۔ میں اسے سمجھا دیتا ہوں۔ تم چند کیمنڈ بعد اس سے سوچنے کے ذریعے گفتگو کر سکتی؟"

"میں نے غلام باقی سے پوچھا تھا کیا تم مورینا کو بھی دامخ میں نہیں آنے دیتے ہو؟"

"آپ نے میرے اور اس کے درمیان کو ڈر ڈر مقرر نہیں کیے ہیں اس لیے احتیاطاً سانس روک دیتا ہوں۔"

"فی الحال کوئی دشمن نہیں جانتے والا نہیں ہے۔ تم مورینا کے ساتھ کو ڈر ڈر مقرر کرواؤں گا۔ مطابق سورج کے ذریعے گفتگو کر سکتی ہیں اسے سمجھا کر دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہمارے چہروں پر ایک آپ ہور ہوا تھا۔ میری آنکھیں بند تھیں۔ ریکارڈ سے ابھرنے والی انا میرا کی آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ میں وہ آواز سننے لگتی تھی اس کے دامخ میں پہنچ گیا۔ وہ کل ہی دامن بنی تھی۔ اپنے دلہلے کے ساتھ تھی۔ میں فوراً واپس آ گیا۔"

میں نے انھیں کھول کر آئیے میں دیکھا۔ ایک آپ کرنے والے بڑی مہارت سے چہرہ تبدیل کر رہے تھے۔ میں تصویر کے مطابق جے ڈنٹر بنا جا رہا تھا۔ بڑی تقریباً انا میرا بن چکی تھی میں ریڈ پاؤرس کے ہاں کے پاس لگا۔ وہ اس کے ساتھ تھا جہاں مورینا پہنچنے والی تھی۔ میرے مخالف کرنے ہمارے لئے کہا "جناب! انا میرا سے آڈیوں کے اطلاع دی ہے جس مورینا کا جو پوائنٹ فریڈ ہے وہ نیٹو ہے۔"

"ہاں یہ میں بتانا بھول گیا تھا۔"

"اس کا نیٹو ہونا ہمارے لیے برا بلہ پید کرے گا۔ آپ جانتے ہیں کہاں آئے دن نسلی فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ لوگوں کو

کانوں سے عداوت سے اور کانوں کو گوارا دینے سے نفرت سے۔ یہ یاد رکھنا کہ ایک بہت ہی قابل عورت ایڈی ہینا اس جگہ میں رہتی تھی۔ اس کا ایک جوان عاشق تھا۔ ہم نے سوچا تھا مورینا اور اس کے پوائنٹ فریڈ کو اس روپ میں یہاں رکھیں گے۔"

"میں دشواری سمجھ گیا۔ ایڈی ہینا کا فریڈ گوری جی والہ ہے۔ لہذا میرا سٹی غلام باقی وہاں مورینا کے ساتھ جگہ میں نہیں رہ سکے۔ جگہ کے کوڈر میں میں نیٹو ولازم میں ہیں ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔ اس مرد کی جگہ غلام باقی کو ایڈ جٹ کر سکتے ہیں۔"

"شک ہے یہی سی؟"

"آپ غلام باقی اور مورینا کو سمجھا دیجیے۔ اس علاقے میں وہ ملکہ اور ملازم کی حیثیت سے رہیں گے۔ ان میں بے تکلفی ہوئی کسی کوشید ہو کر ایک گوری عورت کسی کا لے آئی کے ساتھ رہتی ہے تو ایسا بھی فسادات شروع ہو جائیں گے۔"

"میں نے کہا یہ بڑا برا بلہ ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دیوانے ہیں اور کوئی بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ میں کہاں تک ان کی نگرانی کروں گا؟"

"وہ کچھ سوچ کر پولا نہ نسلی فسادات اگلے ڈر اور امریکا میں ہو رہے ہیں کیا مورینا کی دوسرے ملک میں نہیں رہ سکتی؟"

"میں نے مورینا کے پاس پہنچ کر پوچھا موجودہ حالات میں تمہارا ایک نیٹو کے ساتھ رہنا سبب نہیں ہے کیا تم غلام باقی کے ساتھ جیکر جاسکتی ہو؟"

"وہ عرض ہو کر بولی "موجود جاؤں گی۔"

"میں نے ریڈ پاؤرس کے پاس سے کہا "آپ دونوں کو بہری روانہ کر دیجیے۔"

"میں اختلافات کر رہا ہوں۔ غلام باقی سے کہہ دیجیے، میرے آڈیوں کے ساتھ نیو یارک چلا آئے۔ مورینا بھی یہاں پہنچ جائے گی۔"

میں نے غلام باقی سے کہہ دیا ہے نیو یارک جانا ہے۔ اور ہمارا ایک آپ ہو چکا تھا۔ لہذا میں نے اسے انا میرا کی تصویر میں اور میرے سامنے جے ڈنٹر کی جگہ میں رکھ کر میرے زونے سے کبھی تصویر لے کر دیکھ رہے تھے اور میرا اپنے آپ کو پھر میں نے اطمینان خاطر کیا۔ اسی وقت دامخ میں سورج کی لہروں میں روشنی کی آواز سنائی دی "فریڈ! تمہیں معلوم ہے، میں نے اسرائیلی حکام کو پہنچا لیا ہے۔ تین گھنٹے گزر چکے ہیں باقی تین گھنٹوں میں میں ہر اس شخص کے دامخ تک پہنچتا ہے جس کے ذریعے ہم آٹھ تین ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

"اب تک تم نے اور شبانے کچھ نہ تو کیا ہی ہوگا؟"

"ہم بہت ہی اہم لوگوں کے دامخوں تک پہنچ چکے ہیں۔"

147

اس کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا ہے یہاں متضاد موجودی ضروری ہے۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر میرے بیٹے کے پاس آؤ۔
 میں سونیا کے پاس پہنچ رہا ہوں۔
 سونیا کا دماغ ہمیں نہیں دیکھتی جلتی جلتی والوں کا مرکز بن گیا۔ میں نے پوچھا: روتھی نے جو چیخ کیا ہے اس کے تعلق تمہاری کیا بات لگتی ہے؟
 اور وہ چار گھنٹے بعد آکر پوچھتے تو چہا چہا ہوتا۔ جب اس نے اتنا بڑا چیخ کیا تھا تو ہمیں فوراً میرے پاس آنا چاہیے تھا۔ یہ نہ کتنا بڑی طرح معروف تھا۔ یہ سنتے سنتے کان پلگتے گئے ہیں۔
 میں کچھ نہیں کون گا؟
 تم کیا کر رہے تھے؟
 عیناً کمری کا تھا۔
 منہ پھلا کے جواب ہے ہر ہے ہو؟
 کام کی بات کرو۔
 روتھی نے کہا: فرہاد! اس وقت یہ باتیں ابھی نہیں ہیں۔
 تم موروں کو جو کرنا ہے وہ کرتی رہو۔ مجھے جو کرنا ہو گا کروں گا۔
 سونیا کی بات پر ناراضی نہیں ہونا چاہیے۔ اکثر لوگ ایسے ہی معروف ہو کر اپنی اولاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی ابھی بات تو نہیں ہے یہیں معلوم ہے کہ شائستہ مریشین کے لیے تم کس طرح دن رات معروف رہتے ہو لیکن اس سے ہم نام بیٹھے۔
 بیٹے کا حالہ نہ دو۔ آج تک اسی لیے گھر بونوئی نہ کرنا سکھ دین حالات اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر میں تمہاری طرح بیٹے سے لگا رہ سکتا تو ایک گھر بھی بنا سکتا تھا۔ بہر حال ہمت میں وقت ضائع نہ کرو۔ میرا خیال ہے نامک میں کے آدمیوں کے ذریعے تم اور شیاہام انصران تک پہنچ چکی ہو۔
 ہم ایسا کر چکے ہیں لیکن سونیا کتنی ہے، ہم گھنٹے سے پہلے ہی میرے مطالبات تسلیم کر لیں گے۔ میرے بیٹے کو یہاں سے جلنے کی اجازت دے دی جلتی گئی۔
 میں نے کہا: یہ بڑی بلی بڑی ایشوال ہیں۔ ان کی پیشگوئیاں ہمیشہ درست ہوتی ہیں۔ پھر گھر لے آئے کیا بات ہے؟
 میری بات تم پر ہوتی ہے ہی دروازے پر دستک ہوتی سونیا نے کہا: کم ان؟
 دروازہ کھلا۔ وہاں دونوں انصران کھڑے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا: مادام ہم دوستی کے نئے جذبے سے آئے ہیں۔ کیا آپ ہال میں چنا پسند کریں گی جو ہاں سے میرے سے کنگو ہوگی آپ کو اسٹرا پارس کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا؟
 اس نے کہا: مجھے انسو ہے۔ میں تمہاری کسی میٹنگ میں

شریک نہیں ہو سکتی۔ پہلے پارس کو یہاں سے لے جاؤں گی۔ بعد میرے ٹیل: بیٹی جاننے والے تمہاری میٹنگ میں شریک ہو کر دونوں انصران نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ چہا چہا تھے۔ سونیا نے کہا: اپنے پر وہ نیشن اعلیٰ انصران سے کہہ دینا باافرید واسلی صاحب کے ادارے سے ایک چارٹرڈ طیارہ ہارا آئے گا۔ ہم اس میں جا سکتے ہیں۔ چکر چکر ہمارے درمیان انصران کا دفتر ہے لہذا تم تمہارے طیارے میں سفر نہیں کریں گے۔
 دونوں انصران چلے گئے۔ دروازہ بند ہو گیا۔ سونیا نے کہا: "روتھی! اپنے صاحب سے کہو کہ بڑی بلی کی پیشگوئی درست ہے۔ میں کوئی کال نہیں کرتی۔ حالات کا جائزہ سے کمریات کرتی ہوں۔ اب سے پہلے بھی ہم نے ایک ہمت بڑا چیخ کیا تھا۔ اس کے مطابق تو اب تک کے جنرل کو ہم نے دھماکوں سے آزاد یا تھا۔ کئی نیچے میں پورا ضرورتاً یہی میں ڈوب رہا۔ جب طرح کی ہفت چھیل گئی وہ پھر ایسا نہیں چاہیں گے۔ میری ہی بات ہے دنیا کا کوئی ملک شائستہ جاننے والوں سے اپنے اہم لڑنے چکا نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کھیلنا جاننے والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے ہمارے گرد پ میں خیال خراب کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک ہوا کار کے توبائی خیال خرابی کرنے والے ہوسے ملک میں زلزلہ پھیل گیا۔ بانی دی وئے تمہارے بڑے صاحب کو میری پیشگوئی درست دکھ پتی ہے۔"
 میں نے کہا: بڑھاپے میں یہ علم کام آئے گا۔ ایک ٹوٹ کے ساتھ دکان کھول کر بیٹھ جانا۔ خاصی آمدنی ہوگی۔
 روتھی نے پوچھا: کیا تم دونوں لڑتے ہی رہو گے؟ کوئی کام کی بات نہیں کرو گے؟
 سونیا نے کہا: کام کی بات ہمارے دشمن کر رہے ہیں۔ دروازے پر دستک سنا دی۔ سونیا نے کہا: دیکھا۔ ہم کام کی بات کرنے آئے۔ پھر اونچی آواز میں لہلی: ہم ان؟
 دروازہ کھلا۔ وہی دونوں ایشوال نظر آئے ان میں سے ایک نے کہا: مادام! آپ خاص طیارہ منگوا سکتی ہیں۔ جب چاہتے ہو ہاں میں لیکن طیارے کے آئے تک ہلدی میٹنگ میں شریک ہو جائیں پیران کار نہ کریں۔
 سونیا نے کہا: میٹنگ میں جتنے حضرات شریک ہوتے ہیں وہ سب نامی ہوتے ہیں۔ نہ ان کی باتوں میں کوئی وزن ہوتا ہے۔ نہ ہی وہ اپنے طور پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فیصلہ کرنے والے ساتھیوں کے پیچھے ہستے ہیں۔ ان سے کہو۔ اسنے بڑے ہال میں میٹنگ کرنا ہلدی آواز میں ریکارڈ کرنا اور کیمروں کے ذریعے دستاویزی فلم تیار کرنا تفصلاً ہی باتیں ہیں۔ اگر ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ

چھپ کر بھی کیپورٹ کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ یہاں میرے سامنے ہانگ اور میٹری ڈی رکھا جا جائے۔ جب میں بلی جاؤں گا تو فرہاد روتھی اور شیاہام ڈی کے ذریعے اسی طرح کنگو کر لیں گے۔
 وہ انصران چلے گئے۔ اس دوران روتھی نے شباب فرہاد اللہ سے کہا: یاد تھا کہ طیارہ وہاں سے روانہ کر دیں۔ تمہاری دیر بعد فوجی جوائنٹ نے سونیا کے لیے میں ہانگ اور میٹری ڈی لاکر رکھا دیا۔ میں نے ہزار ہزار کر کہا۔ ان لوگوں کو میٹنگ کرنے کی یہی بات لگتی ہے۔ چنانچہ اس کا ایک جواں کرنا چاہتے ہیں۔
 انھوں نے ہانگ کو سونیا کے سامنے رکھا۔ اس سے کہنے والے پرانی دی رکھ دیا گیا۔ پھر اسے آن کر کے کمرے کے باہر چلے گئے۔ دروازہ بند ہو گیا۔ سونیا نے ہانگ کو آن کرنے کے بعد کہا: "ہیو! میں اپنی آواز سن سکتی ہوں۔ آپ فرمائیں کیا کرنا چاہتے ہیں؟
 اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا: مادام سونیا! ہم آپ کے ذریعے فرہاد روتھی اور شیاہام معذرت چاہتے ہیں۔ پھیل میٹنگ میں ہمارے درمیان تمہاری پیدا ہو گئی تھیں۔ ہمارے خیال جو بے اعتبار ہے اس سے ہم دونوں کو نقصان پہنچ سکتے ہیں۔ درست ہے کہ میں بہت زیادہ نقصان پہنچا بلکہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور آپ لوگوں کا نقصان بہت کم ہوتا۔ پھر میری نقصان زیادہ ہو یا کم ہو نقصان ہی ہوتا ہے۔"
 اسکرین پر وہ جوانی عمر میں مسٹ گئیں۔ اب دوسری عمر میں ابھرنے لگیں۔ ناپ نے ہمارا فیصلہ لیا ہے۔ آپ اسٹرا پارس کو جب چاہیں یہاں سے لے جا سکتی ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ مادام کہہ رہے ہیں کیا آپ کی جانب سے بھی ایسا ہی کیا جائے گا؟
 سونیا نے کہا: "میٹنگ ہم زبان کے پابند ہیں۔ جو کہتے ہیں وہ ضرور کرتے ہیں۔ کل شام تک شیاہام میں پہنچ جانے کی بات کی تھی وہ خطرناک اعتماد ہی تمہیں نہیں ہوتا۔ جب تک طاقت کا توازن نہ ہوگا کسی کو کسی سے خوف نہ ہو۔ دوستی کے معاملے میں ایک پیدا نہیں ہوتی۔ ابھی ہی دی اسکرین سادہ تھا۔ یہ سونیا اپول رہی تھی۔ دوسری طرف وہ کھ رہے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی: ہمارا آپ کا معاملہ حقیقت ہے۔ آپ طاقت کا توازن چاہتے تھے۔ اس لیے پارس کو ہم کو اور شیاہام کو یہاں رکھنا چاہتے تھے تاکہ ہم قیدی بن کر رہیں۔ ہمارے اطراف اتنا سخت پیرا ہو کہ ہم یہاں کی سرحد پار نہ کریں اور آپ اپنی باتیں ہم سے منوا سکیں۔ بہر حال آپ نے دیکھا ہے۔ روتھی ہمیں منگائی ماری عورت نے اپنے بیٹے کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں بھی جان دینے کو تیار تھی لیکن یہ طاقت کا توازن نہیں تھا۔ ہم صرف دو تھے اور یہاں تمہاری پوری قوم بہت دنا بوند ہونے والی

تھی۔ لہذا آئندہ اس بات کو یاد رکھنا کہ اعتماد خوف سے پیدا ہوا ہے۔ دوستانہ جذبے سے نہیں۔
 اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں کھتا تھا: آپ کی باتیں بڑی عجیب ہیں۔ مجھے ہم حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ وعدے کے مطابق کل شام تک میں شیاہام قتل ہو گیا۔ تم ان کے لیے خصوصی طیارہ روانہ کر دیں؟
 جی ہاں شیاہام کو اپنی قومی ایشوال کے طیارے میں سفر کرتے ہوئے خوشی ہوگی۔ آپ اسے انقرہ بیچ دیں؟
 میں نے کہا: اب سارے معاملات طے ہو چکے ہیں۔ میری ضرورت نہیں رہی۔ میں جا رہا ہوں۔ کوئی اہم بات ہو تو بلا لینا۔
 میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ہم نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ میرے سامنے انامیا باکر می ہوتی تھی اور روتھی کے سامنے جے واٹر دکھائی دے رہا تھا۔ ہمارے لیے جوسٹ کس لائے گئے تھے۔ انھیں کول کر دیکھا۔ میرے سوٹ کس میں بہترین جوڑے اور میری ضرورت کا سامان تھا اسی طرح پوچی کے لیے الگ سوٹ کس میں بہترین سوٹ اور ضرورت کی چیزیں تھیں۔ ہم پوٹل کے پچھلے دروازے سے نکل کر ایک کھڑ میں بیٹھے گئے۔ وہاں سے ہمارا نیا سفر شروع ہو گیا۔
 اور سونیا کو اپنے چارٹرڈ طیارے کے لیے سارے تین گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ جب اطلاع دی گئی کہ طیارہ پہنچ گیا ہے تو وہ پارس کے ساتھ ایک کار میں گر بیٹھ گئی۔ منگل پارڈے کو وہاں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اب اسے شیلے کے ہمراہ لے جانے والے پارس کے ساتھ رہنا تھا۔ شیاہام سونیا۔ روتھی اور پارس کے داغوں میں موجود تھیں تاکہ کوئی خطرے کی بات ہو تو فوراً پھاڑا کی تدبیر کی جاسکے۔
 جب وہ پارس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر اپنے پورٹ کی طرف روانہ ہوئی، تب ہی شیلے نے گھبرا کر کہا: میں جا رہی ہوں۔ یہاں قلعے میں چانگ فائرنگ شروع ہو گئی ہے۔
 وہ چلی گئی۔ زارید آکر بولی: سونیا! روتھی! یہاں خطرہ ہے ہمارے قیدی قلعے پر حملہ ہو ہے۔ کئی بلی کاپٹر نے واٹر کھسے ہیں اور پھل شوش کے ذریعے حملہ آور قلعے کے اندر اتر رہے ہیں۔ سونیا نے کہا: "اوہ خدایا! یہ کیا ہو گیا۔ دیکھو شیاہام تمہاری کامیابی ہی ہوگی کہ تم اپنے خواں میں رہو۔ اگر جو خاصی ملاحظہ کیا تو دشمن غالب آجائیں گے اور روتھی اسرائیلی انصران کو یہ پتا نہ چلے کہ شیاہام پر کیا افتاد آپڑی ہے۔ درندہ بھی سوچیں گے کہ یہ کل یہاں نہیں آئی گی۔ لہذا مجھے اور پارس کو روک لیا جائے گا۔"
 شیاہام بلی۔ روتھی نے کہا: میں تمہیں اور پارس کو چند سیکنڈ کے لیے چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ ابھی آتی ہوں۔
 وہ میرے پاس آکر بولی: شیاہام خطرے میں ہے۔ اس کے

قلعے پر اچانک بڑے جیلے پر حملہ کیا گیا ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو۔
 وہ اطلاع دے کر چلی گئی۔ میں پارک اول کے دروازے میں
 پہنچ گیا۔ تو ڈانٹا ٹانگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اسپیکر کے ذریعے منہ
 بول رہی تھی: "شیا! جو جواد پارک کو لے کر اپنے میڈیوم میں رہو۔
 خطرہ بڑھ رہا ہے۔ جو دروازے سے نکل جانا۔"

شیا نے آمنتہ کے دروازے میں پہنچ کر کہا: "میں بزدل نہیں ہوں۔
 تمہیں خطرے میں پھرنے نہیں چاہوں گی۔ جو جواد پارک میرے میڈیوم
 میں محفوظ رہیں۔ میں خیال تو اتنی کے ذریعے دیکھ رہی ہوں کہ کہاں کیا
 ہو رہا ہے۔"

میں نے اس کے دروازے میں پہنچ کر کہا: "دیکھو اس دروازے
 میں معلوم کرنا چاہتا ہوں؟ آخر یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ کیوں لوگ
 ہیں۔ تمہارے ذریعے پندرہ لوگوں تک پہنچنے کے بعد دروازے سے باہر
 جاؤں گا۔"

وہ بالکل بیوقوف اور دیوانہ لڑکے سے دیکھنے لگی۔ باہر تار بگڑنے سے
 اچھی طرح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ قلعے کے اندر اچھی خاصی روٹی
 کا انتظام تھا لیکن آمنتہ نے مکمل اندھیرا کر رکھا تھا۔ بہت سے لڑکوں
 سے اترنے والے زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی گولیوں کا کاشناؤ سن
 گئے تھے مگر کچھ لڑکے بھی تھے جو صحت سلامت اتر آئے تھے۔ شیا
 کے مسخ آبیوں سے ان کا باقاعدہ مقابلہ ہو رہا تھا۔ پارک آٹھ کر
 بیڑ لیا تھا اور جو کچھ بھجور لگا کر چھوڑنا چاہتا تھا۔ شیا نے پلٹ کر کہا۔
 "اسے سونے دو۔"

میں نے میری رائے سے کہا: "کیا تم ان حالات میں جو جو کوسٹلے
 رکھنا چاہتی ہو؟"

"بجور ہے۔ میں نے اس پر توجہ ہی عمل کیا تھا۔ وہ دو گھنٹے کی
 نیند پوری کر کے گئی۔"

"یہ میریوں کیا تھا؟"

"سونیا کا مشورہ تھا۔ میں ابھی تفصیل بتا نہیں سکتی۔"

وہ دوڑتی ہوئی پارک کے باہر آئی پھر آمنتہ کو مخاطب کرتے
 ہوئے بولی: "جو کچھ کیا ہوگا؟"

آمنتہ نے کہا: "اسے سونے دو۔ تم پارک کو لے کر خانے میں
 چلی جاؤ۔ حالات بگڑ گئے تو میں جو جو کوسٹلے کرواؤں پہنچ جاؤں گی۔"

شیا نے کہا: "تم مجھے کیوں جھگانا چاہتی ہو؟ کیا تم مجھے ہرگز نہیں
 تمہیں تنہا چھوڑ دوں گی؟"

"شیا یہ حالات کو کچھ کرتے تو خانے میں رہ کر بھی خیال تو اتنی کے
 ذریعے دشمنوں سے لڑ سکتی جو میرا ان کے رد بردہ کر سکتا ہے۔ اگر تار
 ہے۔ ہم دونوں میں بہت فرق ہے۔ جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ اس وقت
 تمہارا دماغ کام نہیں کرے گا۔"

میں نے کہا: "آمنتہ درست کہہ رہی ہے۔ تم پارک کو لے کر
 میں جاؤں گی آمنتہ کے ساتھ رہوں گا اور جو کچھ حفاظت کر دوں گا
 میں آمنتہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ سانس روکنا چاہتی تھی
 کہا: "میں فرما رہی ہوں۔ کوئی بھی دشمن مقابلے پر آئے تو اس پر گولیوں
 سے پہلے کسی طرح ہونے پر مجبور کرنا۔"

وہ ایک تاریخی قلعہ تھا۔ اس کے چاروں طرف بہت اونچ
 اور مضبوط دیواریں تھیں۔ پہلے زمانے کی توپ کے گولے ان دیواروں
 کو توڑ نہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود وہ قلعہ پہلے زمانے کی چھڑیاں
 یہ مضبوط دیواریں کسی کام نہیں آئیں۔ دشمن طیاروں اور ہیلی کاپٹر
 ہیں اور پیراشوٹ کے ذریعے اندر پہنچ جاتے ہیں۔

آمنتہ میری ہدایت پر عمل کرنا چاہتی تھی لیکن دشمن موقع نہیں
 رہے تھے۔ وہ کسی طرح شیا کے جانناؤں کا حاصرہ تو کر اس عمل کا
 میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ جہاں شیا نے پارک جو جواد آمنتہ کے
 ساتھ ہائٹ اختیار کیا ہوتی تھی۔ ان کے انداز سے بتا چل رہا تھا
 شیا یا پارک یا دونوں کو اغوا کرنا چاہتے ہیں یا دونوں کو ختم کرنا چاہتے
 ہیں تاکہ ایک ہی جیتنی کی قوت تک ہو پارک اور شیا کو اغوا کر کے وہ ہاتھ
 لیے دشوار یاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

پیراشوٹ سے اترنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ بہت
 زبردست حملہ تھا۔ جانناؤں لگا لگا کر رہے تھے۔ کچھ زخمی ہوئے۔ کچھ
 رہے تھے۔ میں نے کہا: "آمنتہ فوراً اندر جاؤ۔ دشمن غالب آ رہے ہیں
 جو جو کوسٹلے چلو۔"

وہ دوڑتی ہوئی کوشمی کے بیرونی دروازے تک آئی۔ اس کا
 کی طرف تڑا تڑا کر ٹنگ ہونے لگی۔ وہ اندر سے نہر بڑی چھڑتی
 پر رہتی ہوئی گئے لیکن کچھ عرصہ اور ہی دوڑنے آ رہے تھے۔ وہ چھڑ کر
 جھانسی گئی۔ مصیبت یہ تھی کہ اب تک کسی بھی حملہ آور کی آواز سنائی
 نہیں دی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ شیا میں ہی ٹپتی جانتے والی کے قلعے
 پر حملہ کرنے آئے تھے۔ وہ دم توڑتے وقت ہی آواز نہ لگنے لگا
 کوشش کرتے اداسی میں ان کا کیا بانی تھی۔

آمنتہ ان سے آگے نکل گئی تھی۔ ایک کمرے میں جا کر اس نے
 الٹی کوریوری طاقت سے دیکھ کر گرا دیا۔ پھر اس کے پیچھے
 آنے والوں پر گولیاں چلانے لگی۔ یکے بعد دیگرے کئی حملہ
 گولیاں لگا کر گئے۔ جو پہلے وہ دائیں بائیں چٹ گئے کوٹھلی کے
 دوسرے حصے سے گزرتے ہوئے شیا وغیرہ کو تلاش کرنے لگے۔

آمنتہ وہاں سے آٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی میڈیوم میں پہنچی
 جو جو آٹھیں بند کیے بغیر سو رہی تھی۔ اس نے آٹھیں گن کوشانے
 سے لٹکا اور اس کی طرف بڑھی تاکہ اسے کاندھے پر لاد کر حملہ
 دروازے کی طرف چل جائے۔ اسی وقت ٹھانسی سے گولی چلتی

آواز سنائی دی۔ آمنتہ کے حلق سے بیخ نکل گیا۔ وہ اچھل کر فرش پر پڑی
 پھر جلدی سے سنبھلنے کی کوشش کی۔ اس کا زخم اچھے اچھوں کو مار ڈالنا
 چاہیے یہ غنیمت تھا کہ گولی باز کو جھینٹ ہوتی لگتی تھی۔ اس نے
 دوسرے ہاتھ کے سارے اٹھنے کی کوشش کی پھر دوسری گولی لگی۔
 وہ تڑپ کر ڈرا اچھلی۔ پھر فرش پر گر پڑی۔ آنے والے چھ تھے۔

ان میں سے ایک نے جیب سے ایک بڑی سی تصویر نکالی اسے
 دیکھتے ہوئے جو جو دکھایا۔ پھر ملٹیں ہو کر تصویر جیب میں رکھی اپنے
 ساتھیوں کا اشارہ کیا۔ ایک نے آگے بڑھ کر جو جو کو اٹھایا اور
 اپنے کاندھے پر لاد لیا۔

آمنتہ موت سے لڑ رہی تھی۔ اس کے ذریعے دیکھ رہا تھا
 اس کے اندر وہ کراس کی قوت پر برداشت میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس
 نے اچانک ہاتھ بٹھا کر جانے والے کی ٹانگ پکڑ لی۔ وہ لاکھڑا
 جو جو جیت کر گنا چاہتا تھا۔ دوسرے نے جو جو کو نبھال لیا اسے
 لے کر وہاں سے بھاگنے لگا۔ آمنتہ نے فرش پر دیکھتے ہوئے آگے
 بڑھنے کی کوشش کی لیکن قوت پر برداشت جواب دے گئی۔ وہ کجاویں
 فرش پر چاروں شانے جیت ہوئی۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ اب میں اس کے ذریعے نہ دیکھ سکتا
 تھا اور نہ اغوا کرنے والوں کا تعاقب کر سکتا تھا۔ میں شیا کے پاس
 آ گیا۔ وہ فرخانے کے چور دروازے کے پاس کھڑی کان لگا کر
 سن رہی تھی۔ آمنتہ کے ذریعے وہ بھی سب کچھ دیکھ رہی تھی جب
 وہ بے ہوش ہو گئی تو یہ تڑپ کر چور دروازے سے نکلنا چاہتی
 تھی۔ ایسے ہی وقت میں نے اسے سدوک دیا۔ "خبردار! ایسی غلطی نہ کرو۔"

"میں میں جاؤں گی۔ وہ جو جو کو لے جا رہے ہیں۔"

"وہ صرف جو جو کے لیے نہیں تھا۔ اسے اور پارک کے لیے بھی
 آئے تھے تھے۔ تمہیں کوئی بھی ہٹا کر رہے ہیں۔ تم تھانہ ان کا مقابلہ کیسے
 کرو گی جیکوہ اپنی آواز میں سن رہے ہیں۔ ان حالات میں ٹپتی تھی
 کا ہتھیار بالکل بے کار ہے۔ تمہیں اس ترخانے سے نہیں نکلنا چاہیے۔"

میں نے اسے باتوں میں لگا کر چور دروازے سے زینے کے
 ذریعے نیچے آگیا اور ترخانے میں پہنچا دیا۔ وہ جو جو تک بولی: "اے
 میں باتوں ہی باتوں میں یہاں چلی آئی تو ہاں آمنتہ بے ہوش ہو گئی
 ہے۔ اسے فوراً طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

"شیا! تمہیں نے اتنا عرصہ باا صاحب کے ادا سے میں دیکر
 یہی ٹریننگ حاصل کی ہے کہ ایسے وقت اپنے حواس بجا نہ رکھ سکو
 اور مثل سے کام نہ لے سکو۔ اگر اپنے کسی لے کو اغوا کیا جا رہا ہے تو
 اپنا کون سا سگڑا فرسوں سے سچو رہو کہ بے ہوش ہو گیا ہے تو ایسے جذباتی
 لحاظ میں خود کو دشمنوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہیے۔ دست کا
 انتظار کرنا چاہیے۔ آمنتہ کی طرف تمہارے کتنے ہی جاننا زخمی پڑے

ہوں گے۔ ان سب کو طبی امداد کی ضرورت ہوگی۔
 وہ جھنڈا کہ نہیں نہیں بلوٹی ہوئی، زینے پر چڑھتی ہوئی گئے
 لگی۔ "نہیں آمنتہ میری بہن ہے۔ میری موجودہ مملکت کی سلامت ہے۔
 وہ نہ ہوتی تو میں اتنے کا زمانے انجام زدے سکتی۔ میں جاؤں گی۔
 اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر جاؤں گی!"
 وہ جیتنی چلاتی زینے پر چڑھتی ہوئی چور دروازے کے پاس
 پہنچی۔ اسی لمحے نے دروازے کو جھٹکا دیا۔ اس کے حلق سے بیخ نکل
 وہ اپنا توازن نبھال نہ سکی۔ نیچے گری اور زینے پر سے لڑھکی ہوئی
 ترخانے میں گر پارک کے قدموں پر گر گئی۔ پارک نے جلدی سے
 جھک کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا: "تمہیں کیا ہوا؟
 آپ کو کیا ہو گیا؟"
 وہ دماغی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے غصے سے
 بولی: "فرخاد! آئی ہیٹ! میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ سنت نفرت
 کرتی ہوں۔ سب تمہیں کبھی دروغ میں نہیں آنے دوں گی۔ چلے جاؤ یہاں
 وہ سانس روکنا چاہتی تھی مگر وہ نہ سکی۔ اس کے دروازے
 میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اس کا اثر تھوڑی دیر تک قائم رہتا تھا۔ میں
 نے کہا: "تم مجھ سے لاکھ نفرت کرو مگر میں تمہیں حرام موت مرنے کے
 لیے دشمنوں کے سامنے چلنے نہیں دوں گا۔"
 وہ فرش پر بیٹھے ہوئے بولی: "میں فرخاد جاؤں گی۔"
 پارک نے پوچھا: "تمہیں کیا آپ پاپا سے جھگڑا کر رہی ہیں؟"
 وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی: "ہاں بیٹے! دشمنوں نے جو جو کو اغوا
 کیا ہے اسے کہیں لے جا رہے ہیں۔ آمنتہ کی طرح زخمی ہے۔ بے ہوش
 ہو گیا ہے لیکن تمہارے پاپا مجھے وہاں جانے تئیں دیتے۔"
 پارک نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ پھر دوڑتا ہوا بیڑھاں چڑھتا
 ہوا جانے لگا۔ "جو جو نہیں میں جو جو کہیں جانے دوں گا۔ وہ بہت
 اچھی ہے کسی کو اس سے کیا دشمنی ہے۔ میں ان کا راستہ روک لوں گا۔"
 شیا نے کہا: "تم نے مجھے تو دماغی جھٹکا پہنچا کر ادھر سے نیچے
 گرا دیا۔ اب ذریعے کو دماغی جھٹکا پہنچاؤ۔"
 "شیا! وہ تجھ سے کتنی بیٹھی کا جھٹکا برداشت نہیں کر کے
 گا ورنہ میں اسے بھی روک دیتا۔ خدا کے لیے اسے روک اس کے
 ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ ہو سکتا ہے وہ دشمنوں کے ہاتھ آجائے۔
 کیا تم اسے دشمنوں کے حوالے کرنا چاہتی ہو؟"
 وہ تڑپ کر پہنچ پڑی: "پارک! خبردار! دروازہ نہ کھولنا! دیکر
 طرف دھکانا!"
 وہ پلٹ کر بولی: "تمہیں ایسی جاؤں گا جو جو کو لے کر آؤں گا۔"
 "یہ اٹھو اسے لے جا چکے ہیں۔ تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔
 میرے اچھے بیٹے! میری بات مانو۔ دیکھو دروازہ نہ کھولنا!"

اسے ضرور حاصل کروں گی! چاہے اس کے لیے میں بائیس ماہ روک ٹوک سے بڑا چیلنج کر پڑے۔“

میں نے کہا۔ رسوئی آئینہ اس طرح کے چیلنج کرنا۔ اول تو یہ بات مصدقہ نہیں ہے کہ میں بائیس ماہ روک ٹوک سے اسے اٹھا لیا ہے اور اگر اس نے ہی ایسا کیا ہے تو ہم انشانہ ہو جو کو وہاں سے نکال لائیں گے۔ تمہیں ممبر وکیل سے کام لینا ہو گا۔“

عجب حالات تھے میں رسوئی کو ممبر وکیل سکھا رہا تھا اور رسوئی شیبہ کو ممبر نا سکھا رہی تھی کہ وہ ابھی آئینہ کے پاس نہ جلائے پارٹی کو لے کر جو رولر سے سے گزر جلتے تھے ہر حال میں دوسرے دن قن ایب پو پختا تھا۔ شیبہ پارٹی کے ساتھ چورلر سے سے گزرتے ہوئے پولیٹ رسوئی آئینہ ہوش میں آئے گی تو میرے متعلق کیا سوچے گی؟

”وہ خوش ہوگی کہ تم غیریت میں اس سے نکل گئی ہو۔ پھر آئینہ تنہا نہیں ہے۔ میں خیال خواتین کے ذریعے اس سے گفتگو کروں گی۔ فریاد اس سے تائیں کر رہے گے۔ اسے حوصلہ ہو گا کہ ہم نے ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔“

رسوئی نے اسے سمجھانے کہ پارٹی کے ساتھ اس تعلق سے نکال دیا۔ انہیں ہاشم بیگ بیگ بیچا دیا۔ ہاشم بیگ نے انہیں دیکھتے ہی کہا کہ ”میلیم میں بہت پریشان تھا۔ اب ان کے لیے ریلے رابطہ قائم کر رہا تھا۔ کوئی ایڈیٹر نہیں کر رہا تھا۔ آئینہ صاحبہ کا بیان شیبہ نے اسے منظر حالات بتائے۔ ہاشم بیگ نے کہا۔

”جب آپ سمجھتی ہیں کہ جو جو کو اٹھانے والے تھے اس کی تصویر دیکھی تھی اور پھر اسے اٹھا کر لے گیا ہے تو دشمن آپ کو کچھ لیتا ہے یا چاہتے ہوں گے۔ آپ یہاں بیٹھ کر چہرہ تبدیل کر لیں پھر میں آپ کو لے چلوں گا۔“

وہ ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے اپنا کلیہ بدلتے گی۔ ہاشم بیگ نے کہا کہ ”میلیم ایک بات ذہن میں اور رکھی ہے۔ آپ کو رات کے وقت کارڈ میں سفر نہیں کرنا چاہیے۔ جسٹس میں بھی راستہ روک سکتے ہیں۔ میں آپ کو بائی وے پر چھیننے والی میں میں چھانڈوں گا۔ آپ عام مسافروں کی طرح پارٹی نہیں گئے کے ساتھ سفر کریں گی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ آپ جیسی نکلی بیٹی جانتے والے آتے بڑے نکلنے کی مانگ عام مسافروں کی طرح میں میں سفر کر رہی ہے۔“

شیبا کو اس کا یہ آئیڈیہ پسند آیا۔ بہر حال وہ اپنے اور پارٹی کے چہرے پر ہاشم کی تبدیلی کرنے کے بعد ہاشم بیگ کے ساتھ کارڈ میں بیٹھ کر نکلی پھر ایک سب آڈے پر بیٹھ کر ان کے ساتھ جانے والی میں میں سوار ہو گئی۔

رسوئی آئینہ کا آپریشن کرنے والے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ ہاشم بیگ کی

میں شیبہ کے پاس تھا۔ حالانکہ شیبہ نے مجھے اپنے پاس آئے سے منع کیا تھا۔ اگر اسے پتا چلتا کہ میں ہوں تو وہ سانس روک لیتا۔ رسوئی کو اپنے دماغ میں سمجھ رہی تھی۔ میں عاشقانہ انداز میں اس کے پاس نہیں تھا۔ اس کی مخالفت کرنا میرا فرض تھا۔ ان کے پاس ہاشم بیگ کوئی ایسی بات ہو سکتی تھی جہاں خودی طور پر فیصلہ کر کے کوئی نامہ اقدام کرنا پڑتا اور رسوئی ایسا کر سکتی۔ اس لیے میں نے اسے ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا خود شیبہ کے پاس موجود رہا۔

ہاشم بیگ کے بیٹلے میں اپنا کلیہ بدلتے کے بعد اس نے ہاشم بیگ کو لے کر شیبہ کے پاس لے گیا۔ ہاشم بیگ نے رسوئی کے لب و لہجے میں کہا کہ ہاں بیٹلے کا نام داکو بتا ہے۔ کوئی اتنی تو میری دسے گا۔ خدا خواست کوئی پہچانے والا آئے گا تو میں موجود ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔“

جب وہ میں میں آرام سے بیٹھ کر پارٹی کے ساتھ سفر کرنے لگی تو میں نے رسوئی سے کہا کہ ”وہ پتا نہیں کہ اب ان کے لیے ریلے اتنی دیر اس کے پاس نہیں رہ سکتا۔ لہذا تم جاؤ۔ میں ڈاکٹر کے پاس پہنچنے کے لیے ڈاکٹر نے آئینہ کے ہم سے کوئی نکال لی تھی۔ ممبر میں چھوٹی ہوئی اور اس کی سوچ تیار ہی تھی کہ آئینہ خطرے سے باہر ہے۔ میں نے ہوش کو تیار کیا۔ رسوئی نے شیبہ کو تیار کیا۔ شیبہ نے ہوش کو تیار کیا۔ ہر حال میں سب نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ ہماری ایک بہترین ساتھی آئینہ جی تھی اور اس نے چاہا تو اساتذہ رہ سکتی تھی۔“

تقریباً نو گھنٹے بعد شیبہ نے بتایا کہ جو جو کی تنوی نے ہوش کو تیار کیا ہے ہم سب نے ایک ساتھ اس کے دماغ میں خیال خواتین کی چھانڈ لگائی۔ وہاں بیٹھ کر دیکھا۔ وہ آٹھ ماہ بہتر رہی تھی۔ اس کے ذریعے پتا چلا کہ ہاشم بیگ بہتر کسی طیارے میں ہے۔ یعنی ایٹل کا پٹر سے آئے والوں نے اسے اٹھا کر لے کے بعد کسی طیارے میں منتقل کر دیا تھا۔

وہ خود کو تنہا پارٹی کے ذریعے میں دیکھ کر پریشان ہوا۔ رسوئی تھی۔ گھر آ رہی تھی۔ شیبہ نے کہا کہ ”میری بیٹی ابھی ہے جو ابھی تھلے پاس ہوں۔ دیکھو رسوئی بھی موجود ہے۔ ہم سب تمہارے پاس ہیں۔ گھر آنا نہیں۔ بہت سے کام لینا۔ تم بہت دیر لڑائی ہو۔“

وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی ”پارٹی کہاں ہے؟“ یہ سوال سن کر ہمارے دل میں درد سا اٹھا۔ دونوں میں ہی تھی جنت تھی۔ آٹھ ماہ کے لیے تڑپ رہا تھا۔ باہر یہ سب سہیلے کسی کام میں تھی تو وہ پارٹی کا ہی نام ہوتا تھا۔ یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے۔ جنت اور ہوش میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ پارٹی پانچ برس کا تھا اور جو اسے نو برس بڑی تھی۔ اس کے باوجود وہی طور پر پڑتی تھی۔ ان دونوں کی محبت میں

مصہوبیت اور تقدیر کے ساتھ ساتھ شرارتیں تھیں۔ یہ شرارتیں کہیں روایت کی لطافت اشارہ کرتی تھیں۔ تاہم اس میں ہوش کا شائبہ بلب نہیں تھا۔ اگر اس سے کوئی یہ تجربہ اندر کرے کہ فریاد کا بیٹا بھی عاشق مزاج ہے اور پانچ برس کی عمر سے عشق کو لے چاہے تو میرے سوچنے والے کی سراسر ان وانی ہے۔

ان جو جو پارٹی کی محبت اس کی جان نزاری سے متاثر ہو کر کہتی ہے ”میں وہ مروجہ ہیں کہ عشق جھانک آ کر لے گا تھا۔ مردوں سے دور رہنا تو اب میں دور نہیں رہوں گی۔ اس کے چہاڑ بننے کا انتظار کروں گی۔ یہ جو جو کا اپنی سوچ ہے۔ وہ اپنی حرکت کے مطابق نادرانگی میں تمام مصہوبیت کے ساتھ ایسا سوچتی ہے کہ پارٹی کیسے ہی کھیل میں اس کی تھیلی کی پشت کو چوم لیتا ہے اور ہنستا ہوا چلا جاتا ہے اور جو اس تھیلی کو اپنے کانوں سے لگاتی ہے تو یہ جو جو کے اندر چھپی ہوئی وہ رومانیت ہے جسے وہ شعوری طور پر خود بھی نہیں پاتی۔“

شیبا اور رسوئی اس کے اندر حوصلہ پیدا کر رہی تھیں۔ جو جو بستر پر بیٹھ گئی تھی۔ اسے ایک اسٹیورڈ ڈنظر آیا۔ وہ اٹھ لیں کھانے پینے کی بہت سی چیزیں لے کر آیا تھا۔ اس نے سکر لے کر ہنسا۔ ”بس جو جو میں جانتا ہوں تم خیال خواتین کرتی ہو۔ میرے دماغ میں آنا چاہا ہوگی۔ نا کام ہوگی۔ تو تمہارے بڑے میرے دماغ میں آتا چاہیں گے۔“

پھر اس نے ہنستے ہوئے اور ٹھیکہ دکھاتے ہوئے کہا۔ ”لیکن جن میں سانس روک تیا ہوں۔ ذرا ناش ضرور ہے۔“ شیبہ نے اس کے دماغ کی طرف چھانک لگائی اور نا کام رہی۔ پیلے تو اس نے سانس روک لی۔ پھر ہنستے ہوئے کہا کہ ”دیکھا میں نہ کتا تھا۔ کوئی نہ کوئی میرے دماغ میں آئے گی کو کوشش کرے گا اور نا کام رہے گا۔ بہر حال آئے جلتے والے آتے جلتے بہتے ہیں تم کچھ لادو۔ ذرا تو اتنا حاصل ہوگی۔“

وہ بہتر بیٹھی بیٹھی پھرتے پھرتے کہہ لگی۔ ”میں نہیں کھاؤں گی۔ میں پارٹی کے ساتھ کھاؤں گی۔“ اسٹیورڈ نے ایک سرواڈ چکر کر کہا کہ ہمارے آدمیوں کی ہی کوشش تھی تمہارے ساتھ پارٹی کو بھی لایا جائے۔ پارٹی کی قی کو بھی لایا جائے لیکن پتا نہیں وہ کہاں چھپ گئے تھے یا کیسے فرار ہو گئے۔ کچھ کچھ میں نہیں آیا۔ شیراز اتوں کو جلتے دو۔ کچھ کھاؤ۔“ ”میں کہہ چکی ہوں کہ نہیں کھاؤں گی۔ زیادہ بولو گے تو پیلٹیں اٹھا کر تمہارے کند پر پڑے ماروں گی۔“ شیبہ نے سمجھا یا نہیں؟ جنہیں کہ کراؤم دو دھ میں اور دھیک مار کر پتا چاہیے۔“

”آپ جانتی ہیں؟ میں پارٹی کے بغیر نہ کھاتی ہوں نہ بیٹی ہوں۔“ ”میری تو بڑی عادت ہے کہ کبھی حالات بدلتے ہی میں۔ ایسی مصہوبیت نازل ہوتی ہیں کہ اپنے اپنے جہازوں سے پھرتے جاتے ہیں۔ ان حالات میں اپنے دل کو ضبط رکھنا پڑتا ہے۔“

اس نے شیبہ کے خوب کھانے منانے پر دودھ میں اودھیک لایا۔ پھر شیبہ کے اس چہرے سے مگ کو اپنے ہونٹوں سے لگایا لیکن ایک گھنٹہ نہیں لیا۔ فریاد کہہ کر کوئی نہ لگا پارٹی کہاں ہے؟ مجھے بتائیے۔ پارٹی کہاں ہے۔ مجھے تو اس کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی ہے۔“

رسوئی اسے سمجھانے لگی۔ پارٹی تمہارے پاس جلدی آئے گا بلکہ تم اس کے پاس پہنچ جاؤ گی۔ اچھی بیٹی کی طرح اسے پی لو۔ وہ مندر کر رہی تھی۔ آخر میں نے پارٹی کے سب دلچسپ میڈلے مناجاب کیا۔ بیسیلو جو جو کہ میری آواز سن رہی ہو۔ وہ ایک دم سے خوش ہوئی۔ آنکھیں چھاڑ کر خلو میں نکلتے ہوئے بولی ”اسے پارٹی تو تمہاری آواز سن رہی ہے۔“

میں نے کہا کہ ”میں تمہیں ایک سربراہ لاد دینا چاہتا ہوں۔ تم کبھی تمہیں خیال خواتین جانتی ہو جی۔ مجھے سمجھا تھا کہ میں یہ صلاحیت ظاہر نہ کروں۔ اچانک ہی دن میں سربراہ لادوں آج تمہیں شکر کرتے دیکھ کر مجبور ہو گیا۔ اس لیے تمہارے دماغ میں آنا ہوں جو دودھ میں اودھیک پی لو۔“

وہ ٹھنک کر بولی ”میں بیوں گی۔ جاؤ میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ تم نے مجھے یہ خیال خواتین والی بات کیوں چھپائی؟“ ”تم سے چھپانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تمہارے پاس عقل نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو سمجھتیں۔ جب میں بیٹی مار کر بیٹھا ہوں اور شمع کی کوکھ دیکھتے ہوئے اپنے دماغ کو صرف ایک خیال کی طرف مرکوز کر لیتا ہوں تو سمجھنا چاہیے کہ میں کتنی بیٹی بکھرا ہوا ہوں۔“

وہ دوڑ کر بولی ”میں نہیں سمجھتی تھی تم سمجھتے تھے تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی؟“

”بہت سی باتیں سربراہ لادو نے کے لیے چھپائی جاتی ہیں۔ بس آج تو تمہارا یہ ہے۔ کیوں اسے ختم کر دیا ہو۔ دودھ نہیں پیو گی تو میں دماغ سے چلا جاؤں گا۔“

وہ جلدی سے مگ اٹھا کر بولی ”میں بھر دانا نہ جانا۔ میں پی رہی ہوں۔“

وہ پیلے گئی۔ رسوئی نے میرے دماغ میں آکر کہا کہ تم نے بہت اچھا طریقہ استعمال کیا ہے۔“

میں نے کہا کہ ”بیٹیوں کے ساتھ بچہ بنا کر رہتا ہے۔“ شیبہ نے جو جو کے ذریعے اسٹیورڈ سے پوچھا ”اسے کہاں

لے جا رہے ہو؟
 وہ سکتا ہے ہوئے بولا میں جھلا کماں لے جا سکتا ہوں لے
 مقدر لے جا رہا ہے؟
 تم کس کے لیے کام کر رہے ہو؟
 وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا پانی پیٹ کے
 لیے کام کر رہا ہوں؟
 کیا تم سیدی طرح جواب نہیں دو گے؟
 میرا جواب بالکل سیدھا سادہ ہے؟
 شیبانے جھنڈا کر پوچھا: یہ کس ملک کا طیارہ ہے؟
 جب طیارہ زمین سے اڑ جا رہا ہے تو زمین پر رہتا ہے نہ آسمان
 پر وہ ملک عدم کا طیارہ ہو جا سکتا ہے؟
 میں نے سوچنے سے کہا: شیبانے کو سن کر وہ خواہ مخواہ سوالات
 کے بجائے ہٹ میں مبتلا ہو رہا ہے۔ وہ اٹیورڈ سوڑ رہا ہے۔ اسی
 انداز میں جواب دیتا رہا۔ ہمیں کوہ معلوم نہیں ہو سکے گا؟
 اٹیورڈ نے کہا: جو جو اترتی زمین اور معلوم ہو۔ تمھارے
 چہرے پر جھنڈا ہٹ اچھی نہیں لگتی؟
 میری تم کو فضا آ رہا تھا۔ وہ جھنڈا کر بول رہی تھی اب نہیں
 بول رہی۔ تم بتاؤ کس کی بس بائیکاٹ کو آٹھ کرے جانا اچھی بات ہے۔
 کیا تمہیں پتا نہیں ہے ان مڈیاں گناہ دیتے ہیں؟
 اٹیورڈ ہنسنے لگا۔ شیبانے کہا: میں اس لڑکی کو ذہانت کی باتیں
 سمجھاتی ہوں۔ یہ سمجھتی بھی ہے لیکن تمدنی طور پر وہی بچی بن جاتی ہے؟
 سوچنا ہے کہا: یہ سبے چارے کیا جانے لگا ان لوگوں کے دل میں
 خدا کا خوف نہیں ہوتا یہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ یہ سب کو اپنی ہی طرح
 معصوم اور ضلے ڈسنے والا سمجھتے ہیں؟
 میں نے ماسک میں کو خفا طلب کرتے ہوئے کہا: ایک بڑی
 خبر ہے؟
 میں نے تو اچھی خبر تو کہی ہے مادام سونیا ماسٹر پارکس کو لے کر
 تم ایب سے لگ گئی ہیں اور پیرس پہنچنے والی ہیں۔ پھر بڑی خبر بھی ہے؟
 جو جو کراخا کر آیا کیا ہے؟
 کیا؟ وہ جو تک پڑا اسے اغوا کا مقصد ہے میں اس کا تھا۔
 میں نے کہا: اغوا کرنے کا مقصد تو یہ نہیں بات واضح ہے میں ہاں ہاں
 کو ایک ٹیلی جی ملنے والے یہ والی کی ضرورت ہے؟
 اس نے تائید میں سر ہلا کر کہا: تم نے شاعر پر کو ختم کر دیا۔ مورنا
 کو چھاپا یا۔ وہ مادام سوچی اور میں شیبانے پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔
 اس لیے ایک نامان لڑکی کو اغوا کرنے گیا۔ کیا وہ ایس ماسٹر تک پہنچ
 گئی ہے؟
 ابھی تو طیارے میں سفر کر رہی ہے؟

فرزاد صاحب! اسے ایس ماسٹر تک پہنچنے سے روکا گیا
 ورنہ غضب ہو جاتا۔ وہ شخص ٹیلی جی کا علم حاصل کسے گا؟
 شیطان بن جائے گا؟
 جو جو کو وہاں تک پہنچنے سے روکنا ہمارے بس میں نہیں رہ
 وہ بڑی احتیاط سے کام لے رہا ہے۔ ہمیں طیارے میں موجود افراد تک
 پہنچنے کا بھی موقع نہیں مل رہا ہے؟
 وہ زیادہ دیر خود کو چھپانے لگے گا۔ جو جو وہاں پہنچے گا وہاں
 اس کے ذیلے وہاں کے ماحول اور لوگوں کو کچھ سیکس کے نشانے کیسے
 واضح میں پہنچنے کا موقع مل جائے؟
 ہم اسی امید پر جو جو کے ساتھ تھے ہوئے ہیں؟
 میں نے پوچھا: ہاں پاور کے پاس کو علم دیتا ہوں۔ امریکا میں ہمارے
 جتنے آدمی ہیں اور جتنے ذرائع ہیں ان سب کو استعمال کیا جا سکتا
 معلوم کیا جائے کہ جو جو کراخا کر پڑا ہمارا جا رہا ہے؟
 میں نے اس سے رابطہ قائم کر دیا۔ اسرائیل کے سینئر افسر کو کہی
 کو خفا طلب کیا۔ اس نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: فرزاد صاحب! آپ
 میرے پاس آئے ہیں۔ غیر مت تو ہے؟
 آپ فوراً اپنے اعلیٰ حکام کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ فرانس اور
 مشین ایس ماسٹر کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس نے جو جو کراخا کر آیا ہے۔
 ہم سب نے مل کر جو جو کو روکا تو وہ ان ملک ٹیلی جی کا علم حاصل
 کرے گا؟
 جناب! آپ میرے پاس موجود رہیں۔ میں ابھی پیغام بھیج
 رہا ہوں۔ جواب موصول ہوتا ہے گا؟
 اس نے کہی: ٹرکے ذریعے پیغام ارسال کیا۔ وہ پیغام کس
 دوسری جگہ پہنچا۔ وہاں سے تمام اعلیٰ حکام اور فوجتے دار اسرائیل تک
 پیغام پہنچا گیا۔ اس کے بعد ہی میری ہام کے سامنے رکھے ہوئے
 مائیکرو ڈی کی پر جواب موصول ہونے لگا۔ فرزاد صاحب کا پیغام بولا
 ہوا ہے۔ جو جو کراخا ہوا ہوا اسرائیل ماسٹر تک پہنچا ہم سب کے لیے
 تفتیش کی بات ہے۔ بیٹن فرزاد صاحب! آپ ہمیں جو جو کی موجودہ
 پوزیشن بتائیں؟
 میں نے کہی: ہام سے کہا: اس وقت وہ کسی طیارے میں سفر
 کر رہا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ طیارہ کہاں اتارا جائے گا
 اور جو جو کہاں پہنچا جائے گا؟
 فی والی اسکرین پر تحریر پڑھ رہی تھی۔ اگرچہ ہمیں جو جو کی منزل
 معلوم نہیں ہے تاہم کوشش کی جا سکتی ہے۔ امریکا میں ہمارے جتنے
 بھی ایجنٹ ہیں وہ سب مختلف شہروں کے چھوٹے بڑے ایجنٹ
 ہیں۔ انہیں لگے اور کسی خصوصی طیارے پر منتقل رکھیں گے۔ ہماری ہی کوشش
 ہوگی کہ جو جو ایس ماسٹر تک پہنچنے نہ پائے۔ ماسٹر فرزاد کو موجودہ

رت حال شیبانے آمد پر شاعر انداز ہوئی؟
 ہرگز نہیں! شیبانے اپنے وعدے کے مطابق تل ابیب پہنچا؟
 ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں جو جو کراخا ماسٹر سے دور رکھنے
 کے لیے اتنے تمام ذرائع استعمال کریں گے؟
 میں نے ان سے بھی رابطہ قائم کر دیا۔ یہ بات یقینی تھی کہ میں
 خطرناک تنظیموں اور بڑے طاقتور ایس ماسٹر کو ٹیلی جی کا علم حاصل نہیں
 کرنے دیں گی۔ اسے روکنے کے لیے جی جان کی بازی لگانا پڑے گا۔
 اپنا اثر و رسوخ اور تمام ذرائع استعمال کریں گی۔ اور ہم بھی محتاط
 تھے۔ جو جو کے ذریعے دیکھنا چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا
 ہے۔ وہ یقیناً فرانس اور مشین تک پہنچا جانے والی تھی۔ ایسے ہی
 وقت ہم اس مشین کو بھی وہاں سے پا کر لے کر تیسری سرحد سے تھے
 ہم چھ گھنٹے تک بہت معروف ایسے بھی جو جو کے پاس
 رہتے تھے کہی اسرائیلی ایجنٹوں کے پاس پہنچتے تھے کہی ماسک میں
 کے انتقامات کا جائزہ لیتے تھے۔ آخر وہ طیارہ ایک جگہ اترنے
 لگا۔ میں ماسک میں سے رابطہ قائم رکھتا تھا۔ سوچی اسرائیلی ایجنٹوں
 کے پاس جاتی تھی۔ ہم نے مشین بتا کر طیارہ اترنے والے
 تمام ایجنٹوں پر بڑے خفیہ ایجنٹ اور جاسوس جانے کہاں کہاں
 چھپے ہوئے دوڑیں لگا کر کسی طیارے کو پھینکے کی کوشش کر رہے
 تھے۔ سب کی رپورٹیں بھی کہی کہ انہیں وہ خصوصی طیارہ دکھائی نہیں
 دے رہا ہے۔
 وہ طیارہ ٹرک گیا تھا۔ پانچ کسین کا دروازہ کھل گیا تھا۔ جو جو
 کو وہاں لایا گیا۔ ایک دروازہ کھولا گیا۔ نیچے میری لگتی تھی۔ جب
 وہ طیارے سے باہر نکل کر شہر سے اترنے لگی تو ہم نے دیکھا: وہ
 کوئی ایران کی جگہ تھی۔ ہجاز کو اترنے کے لیے دور تک پہنچے ہی
 سے ایک پختہ سڑک بنائی گئی تھی۔ ہم دوسروں تک اطلاع پہنچاتے
 جا رہے تھے۔ انہیں بتا رہے تھے کہ وہ جگہ جیسی ہے کہاں طیارہ
 اتارا گیا ہے اور طیارے کے پاس چار دروازے لگائے ہیں۔ ایک
 گاڑی میں جو جو کو بٹھا یا گیا ہے۔ باقی اس گاڑی کے آگے جیسے چیل
 رہی ہیں۔
 ہم نے جو جو کے ذریعے دو گاڑیوں کے بھی پوچھے تھے
 ان کے رنگ بھی بتا دیے تھے۔ ہماری رپورٹ سننے کے بعد اس کی
 اور اسرائیلی تنظیم کے خصوصی پہلی کا پٹر پرواز کرنے کے لیے تھیں وہ
 کئی دور تک پرواز کر سکتے تھے۔ امریکا کے مشرق کے لیے مغرب
 تک اور جنوب سے لے کر شمال تک کی ہزار میل کے رقبے تک
 چھلنا ہوتا تھا۔
 ہم ماسک میں کے آدمیوں اور اسرائیلی ایجنٹوں کو زیادہ دیر
 تک کا نہیں دیکرے۔ جو جو کو گاڑی میں بٹھانے کے بعد اس کی

آنکھوں پر شی باندا دھ دی گئی تھی تاکہ ہم اس کے ذریعے راستوں
 کی نشاندہی نہ کر سکیں۔ ہم صرف اتنا جانتے تھے کہ ان کی گاڑیوں میں
 راستے سے گزر رہی ہیں، وہاں اب دوسری گاڑیوں کے گورنر تک آواز
 بھی سنائی دیتی ہے۔ کہی کہی ہمیں ہیری ٹریک کی آواز بھی آتی ہے لیکن
 ہماری یہ رہنمائی کام نہیں آ رہی تھی۔ آخر کار وہ گاڑیاں کس پہنچ کر
 رک گئیں۔ میں اس دوران کہی کہی پاس کارول ادا کرتا تھا۔ جو جو
 کے واضح میں اپنے بیٹے کی آواز اور بولنے والے میں بولتا تھا اور وہ
 بہت ہی تڑپتی تھی۔ اگر ایسا نہ جاتا تو وہ پاس کے لیے چھنا شروع کر
 دیتی۔ ہماری کسی بات پر عمل نہ کرتا۔ اسے کار سے اتار کر دو آدمیوں
 نے ہاتھ پکڑ کر کہا: یہاں اسے کسی عمارت کے اندر لائے۔ پھر
 انکھوں سے شی شادی سان گاڑیوں کو یقیناً تیار لہجے میں پہنچا
 دیا گیا ہو گا تاکہ تلاش کرنے والوں کی نظر میں نہ آسکیں۔
 ہم نے تمام جھگ دوڑ کر لے والوں کو بھگا دیا وہ اپنی
 کاروں اور تیل گاڑیوں میں ایندھن کے ڈنکوں میں جو جو چار دیواری
 کے اندر پہنچا دی گئی ہے۔ وہاں تک کس کا پہنچنا ممکن نہیں ہے تو ہم
 جو جو کے ذریعے یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہاں کے
 خاص نشانیوں معلوم کر سکیں یا کوئی ایسا شخص ہو جس کے واضح میں
 پہنچ سکیں۔ پھر وہاں کے شہر کی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔
 ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ جہاں وہ پہنچاں گئی ہے اس
 عمارت میں بھی ایک تہ خانہ ہے۔ ظاہر ہے ماسٹر فرانس اور مشین جیسی
 اہم چیز کو چھپانے کے لیے تہ خانہ لازمی ہوتا ہے جو جو کے آگے
 پیچھے دو شخص جیل سے تھے۔ وہ ان کے درمیان بیٹھی ہوئی ایک
 چور دروازے سے گزر کر زمین سے اترتی ہوئی بڑے سے ہال میں
 پہنچی۔ وہاں بیچ کر احساس نہیں ہوتا تھا کہ وہ تہ خانہ ہے۔ ایسی ناگ
 روشی کا انتظام تھا۔ وہاں دو شخص نظر آئے۔ جب ایک نے غالب
 کیا تو تہ خانہ، وہ ایس ماسٹر ہے۔ اس نے سکرٹے ہونے آگے بڑھ
 کر جو جو سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پھر کہا: میں تمہیں
 پاکر بہت خوش ہوں تم میری بیٹی کی ہم پر ہو۔ میں تمھارے باپ
 جیسا ہوں۔ یہ عجیب سی بات ہے۔ آج ہی باپ کو وہ دولت دینے
 آئی ہے جو دنیا کی کوئی بھی کسی کو نہیں دے سکتی؟
 جو جو نے میری عمر میں کے مطابق کہا: اور یہ بھی عجیب بات
 ہے، آج تک کسی نے ایسی لڑکی کو اغوا نہیں کر لیا ہو گا جسے بیٹہ
 سمجھتا ہو؟
 وہ ہنسنے ہوئے بولا: تمھاری زبان سے ٹیلی جی جملے
 والے بول رہے ہیں؟
 ہم جو جو کے ذریعے اس تہ خانے کا جائزہ لے رہے تھے۔
 ایک طرف شیشے کا بڑا سا کسین تھا۔ اس دھندلے شیشے کے

پہچھے کوئی شخص ایڑی چڑھ کر بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی کوئی اہم آدمی ہو گا جو اس طرح پراسرار انداز میں پیشے کے کلبوں کے اندر خاموشی و تماشائی بنا ہوا تھا۔

اس پیشے کے کلبوں سے تقریباً دس گونے فاصلے پر دو میٹر بچھے ہوئے تھے۔ ان کے سر ہانے وہی ٹرانسفاڈریشن پیکچر اور ٹی وی وغیرہ دکھائی دے رہے تھے۔ دوسرا شخص اس مشین کو اچھی طرح چیک کر رہا تھا۔ اس ماشر نے کہا: "مشر فراد! تمہیں یہ معلوم کر کے انسو ہو گا کہ ہم نے مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے۔ ہمارے پاس دنیا کے بہترین دماغ ہیں۔ بہترین ماہرین ہیں۔ ہم ابھی ثابت کر دیں گے کہ ہم اس مشین کے بال بونٹ اس نے حکم دیا: "انھیں لایا جائے" پھر جو جو لوگ ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھے کے لیے کمانڈے خانے کے آخری سرے پر ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کھل گیا۔ دو شخص کسی کو دونوں طرف سے جاد کر لے رہے تھے۔ وہ آتا نہیں جا پاتا تھا۔ وہ جبراً کھینچے لے رہے تھے۔ پھر انھوں نے اسے ایک میٹر پر لٹا دیا اس کے ہاتھ پاؤں دسی سے باندھ دیے۔ اس طرح جکڑا کر وہ بل میں لے گیا تھا۔ اس کے منہ پر ٹیپ لگا ہوا تھا۔ اگر وہ بولنے کے قابل ہوتا تو ہم اس کے دماغ میں پہنچ سکتے تھے۔

اس ماشر نے کہا: "مشر فراد! ابھی یہ بندھا ہوا ہے۔ اس کے منہ سے ٹیپ بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بولے گا۔ تم اس کے اندر پہنچو گے لیکن ہمارا کام بگاڑ نہیں سکو گے کیونکہ یہ میٹر سے اٹھ نہیں سکتے گا ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا لیکن ہم اسے لو لگا ہی رکھیں گے۔"

میں نے کہا: "میں کچھ گیا۔ یہ یقیناً اتنا اہم آدمی ہے اور ایسے رازوں سے واقف ہے کہ ہم اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بہت کچھ معلوم کریں گے۔"

اس ماشر نے سکرانے ہوئے کہا: "ایسی باتیں بڑی جلدی سمجھ لیتے ہو۔ ہر حال یہ میرے پیشے سے تعلق رکھنے والا بہت اہم شخص ہے بہت اہم رازوں کا امین ہے۔ میں پتا چلا کہ ڈیڑھ ماہ تک میں سے معاملات میں کر رہا تھا۔ یہ بہت لاپرواہی سے زیادہ سے زیادہ دولت مند بننا چاہتا ہے۔ اس کا لپٹنے آج اس میٹر تک اسے پہنچا دیا ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ صرف معاملات طے ہو رہے تھے۔ ابھی ہمارے بہت سے راز ماہک ہیں کی طرف منتقل نہیں ہونے تھے اور اب کبھی ہر نہیں سکیں گے۔ ہم اسے زندہ رکھیں گے مگر یہ کسی کو کچھ بتانے کے قابل نہیں ہے گا۔"

اس نے حکم دیا: "دوسرے کو لاؤ۔"

پھر وہی دروازہ کھلا دو شخص کسی کو دونوں طرف سے پکڑ کر

لانے گئے وہ تھقتے لگا رہا تھا۔ ان کی گرفت میں اچھل اچھل کر رہا تھا۔ اسے ادھر سے نہ پکڑا گیا۔ گدگد ہو رہی ہے۔"

اس ماشر نے کہا: "جے جاہ یاگل ہے۔ اس کے بدن کی کسی سے بھی پکڑاؤ تو گدگد محسوس کرتا ہے نہ پاؤں یا ہاتھ پکڑاؤ پکڑو کسی کو سمجھا سکتے ہے۔"

ان آدمیوں نے اسے پاگل کی طرح دوسرے میٹر پر لٹا کر لے گیا باندھ دیا۔ سر ہانے کھڑا ہوا شخص ان کے سروں پر آہنی کیپ پہنا رہا تھا اور انھیں ٹرانسفاڈریشن سے منسلک کر رہا تھا۔

اس ماشر نے کہا: "میں کوئی خطرہ ہوں لیکن انہیں جانتا ہوں کہ اس انجینئر نے کمال تک مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے۔ اس نے جو کچھ بھی معلوم کیلئے، اس کا اچھی مظاہرہ کر رہا ہے اگر یہ کامیاب رہا تو پھر پھر پر اور جو جو برسی عمل کیا جائے گا ان کی ٹیبل پیشگی کی صلاحیتیں میرے دماغ میں منتقل کی جائیں گی۔"

وہ شخص مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ اس دوران میں ماہک میں کے پاس جاتا تھا۔ سوئی اسرائیلی انجینئروں کے پاس پہنچ رہی تھی۔ شیا سونیا کو بتاتی جا رہی تھی۔ یعنی ہم میٹروں جو دیکھ رہے تھے وہاں کی کڑی کرتے جا رہے تھے۔ ہماری کڑی مشین دالے تمام لوگ تجسس میں مبتلا تھے۔ جیتا نہیں کیوں ہونے والے۔ کیا وہ شخص کامیاب ہے مشین کو آپریٹ کر کے لکھایا اس ماشر نے پیشگی کی صلاحیتیں جاننا کسے گا؟

وہ آپریٹنگ مکین ہو گیا۔ ٹی وی اسکرین پر پیکچر ڈرے لے پتا چل رہا تھا ایک کی صلاحیتیں دوسرے کے دماغ میں منتقل ہو چکی ہیں۔ دونوں کو کم از کم ایک گھنٹے تک سونے دیا جائے گا۔

یہ ایک گھنٹہ بھی ہمارے لیے قیامت تھا۔ ایک ایک گھنٹہ ایک ایک منٹ بھاری بھاری تھا سگوا ایسا لگ رہا تھا جیسے پورا ایک گھنٹہ کسی نہیں گزرے گا۔ کیونکہ مشین کے ذریعے ٹی وی اسکرین کے جو بتایا تھا اس سے ثابت ہوا ہوا تھا کہ مشین کو کامیابی سے آپریٹ کیا گیا ہے۔

ایک گھنٹہ گزر گیا۔ وہ دونوں ہندسے بھیدار ہو گئے۔ پاگل تو بیٹھے ہی پاگل تھا۔ سگوا دوسرا ہوش مند بھی کچھ پاگل سا لگ رہا تھا وہ انھیں کھوتے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ چاروں طرف ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس جگہ کو پامال ہو دیکھ رہا ہو۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو تھام لیا تو وہ ہنسنے لگا۔ جلدی سے بازو چھڑا کر بولا: "دھر رہا تھا نہ لگاؤ۔ گدگد کی ہوتی ہے۔"

پہلے پاگل نے ہنسنے ہنسنے کہا: "میرے کسی طرف اسے بھی گدگد کی ہوتی ہے؟"

پھر ماشر نے کہا: "مشر فراد! ہم اس شخص کے دماغ میں

جاسکتے ہیں جس کے منہ پر ٹیپ لگا گیا تھا سگوا یہ بول رہا ہے۔" میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہاں عجیب سا تھا۔ وہ جس کی بات سنتا تھا اسے سمجھتا تھا مگر وہ بات فوراً ہی دماغ میں گم ہو جاتی تھی یا ذہن میں رہتی تھی۔ پھر وہ جو کتا تھا وہ بات بھی کہنے کے بعد محسوس جاتا تھا مثلاً اس نے ابھی کہا تھا۔ ہاتھ لگانے سے گدگد کی ہوتی ہے۔ یہ بات وہ محسوس کیا تھا اور جب یہ جوں کی تھا تو وہ اہم راز اسے کیسے یاد رکھ سکتے تھے؟

یعنی وہ شخص کامیابی سے مشین کو آپریٹ کر چکا تھا۔ ایک شخص کا پاگل بن دوسرے کے دماغ میں منتقل کر چکا تھا۔ اب جو کہ دماغ سے اس ماشر کے دماغ میں ٹیپ منتقل کرنے والا تھا ہماری کڑی سن کر سب پریشان تھے۔ ماہک میں اور اس کے ملک کے حکمران اور اسرائیلی حکمران سب اپنا اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے۔ کوئی سکون سے بیٹھ نہیں سکتا تھا سب اضطراب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ادھر سے ادھر شہل رہے تھے۔ ایک دوسرے سے مشورے لے رہے تھے۔ ہمیں مشورے دے رہے تھے۔

پکڑ کر فراد سوئی شیا معرفت میں ہی ایسے ہو کر اسے دکھ سکتے ہو۔ اگر پھر ماشر کے دماغ میں ٹیپ منتقل ہوگی تو قیامت آجائے گی۔

ہم اپنی ہی سب سے ظاہر کر رہے تھے۔ ویسے کبھی کیا سکتے تھے جو جو کہ میٹر پر لٹا دیا گیا تھا۔ دوسرے میٹر پر لٹا دیا گیا تھا۔ اسے یاد دلاؤ کہ یہ میٹر پاگل ہے۔ اس کے دماغ میں منتقل ہو گیا۔

میں نے پارس بن کر کہا: "میں تمہارے پاس ہوں۔ ایسے وقت تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔"

"تم باتیں کرتے رہو تو مجھے ڈر نہیں لگے گا۔"

مشین کو آپریٹ کرنے والا ان کے سروں پر آہنی کیپ پہنا چکا تھا۔ انھیں مشین سے منسلک کر رہا تھا۔ دوسری طرف ماہک میں اور اسرائیلی مقام ہم سے اتنا کر رہے تھے۔ "فراد! سوئی شیا! یہ قربانی پیش کرنے کا وقت ہے اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ جو جو لوگوں کو درد۔ وہ شیطانی عمل ہیں ان کے خواب دیکھا جانے گا۔"

ہم انھیں جواب دے رہے تھے۔ "جو جو ہماری بیٹی ہے۔ ہمارے وجود کا ایک حصہ ہے۔ ہم مر جائیں گے مگر اسے بھول کر بھی ہمیں ماریں گے۔ اب تو وہی ہو گا جو تمہیں رکھا ہے۔"

جو جو ہمیں سے منسلک ہوئے ہیں غافل ہو گئی تھی۔ ہم سب سونیا کے دماغ میں آگئے تھے۔ جب تک وہ ہوش میں نہ آئی ہم وہاں کے حالات معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ آخری بار ہم نے یہی کہا تھا کہ تمہارے دماغ میں موجود رہنے والے دوسرے ماتحت چلے گئے

سولنے بڑا ہی معقول مشورہ دیا تھا اور شہ بانے بروقت
 ہر م اظہار تھا جن وقت قلعے پر حملہ ہوا، جو ترمیمی تین پوری
 کر رہی تھی، اسے انکار کرنے والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ
 ٹیلی پتیمی کی صلاحیتوں سے خالی کر دی گئی ہے۔ نہیں نے شیبا اور
 پارس کو اسی ترخانے میں بیٹھنے پر مجبور کیا تھا۔ شیبا جن بات میں
 آ کر وہاں سے نکلنا ہوا تھی، میں نے مجبور ہو کر اسے دماغی جھگڑے
 پہنچانے تھے، اسے بڑی درینک تکلیف میں مبتلا رکھا تھا اور
 میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ وہ دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتی تو
 آج وہ ماشا نہ ہوتا جو اب پیش آنے والا تھا۔

جو ہوا اور میں ماسٹر اپنے اپنے بستر پر آنکھیں بند کیے پڑے
 تھے۔ کیونکہ نہ تو ایسا تھا کہ دشمنیں ہر عمل پورا ہو چکا ہے۔ ایک کبے
 دماغی صلاحیت دوسرے میں منتقل ہو گئی ہے۔ لہذا اب انھیں ایک
 گھنٹے تک سوئے دیا جائے۔ ہم کمزری کرتے جارہے تھے۔ میں
 ماسک میں کے پاس جا تھا۔ رسوخ اسرائیلی ایجنٹوں سے رابطہ رکھ
 ہوتے تھی اور شیبا سولنے کے پاس جا کر تمام حالات بتا رہی تھی۔

ماسک میں اور اسرائیل حکام ہماری طرف سے پالیسی جو گئے
 تھے، عقہ دکھانیں تھے۔ ہم نے ان کی بات نہیں مانی، ان کے
 مشورے کے مطابق ہم نے جو جو کچھ ہلاک نہیں کی تھا، ان کی دولت
 میں جو چیز ہو جاتی تو قلیل پتیرنگ کا قہر ہی ختم ہو جاتا۔ اس ماسٹر کے
 ایک ماہر نے مشین کو آپریشن کرنا سیکھ لیا تھا۔ اس کے باوجود
 اسے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

اسرائیل حکام، ماسک میں اور دنیا کی کتنی ہی خطرناک تنظیمیں
 اس اختلاف میں نہیں کریم ہونے تک ایک نیا ٹیلی پتیمی جاننے
 والا پیدا ہو گا کیلئے میں ہم نے خوش خبری سنائی، ایسا کبھی نہیں ہو گا۔
 اس ماسٹر کے دماغ میں ٹیلی پتیمی منتقل نہیں ہو گی۔

یہ خوش خبری منی کسب ہی چونک گئے۔ سبھی نے سر سے
 سے دلچسپی لینے لگے اور بوجھ گئے۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکے گا؟ کیا
 مشین میں خرابی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا آپریشن کرنے والے سے غلطی
 ہو گئی ہے؟

ہم نے جواب دیا: ایسی کوئی بات نہیں، یہ سبھی سی بات
 ہے۔ ہم نے جو جو کے دماغ سے ٹیلی پتیمی کی صلاحیتیں منادی ہیں،
 اس سے زیادہ کمزری کی ضرورت نہیں پڑی۔ سبھی طے
 خوشی کے سبب ہر سڑے بولتے، ہوئے اچھل پڑے تھے۔
 ہر جگہ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جا رہا تھا، ایک دوسرے
 کو گھنے لگا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد اس ماسٹر نے ناگامی کا منہ
 دیکھنے والا تھا، اس کی پیشین گوئی خوش خیالی منائی جانے لگی تھی لیکن
 وہ کٹنگز رہیں رہا تھا۔ وہ لوگ خوش خیالی بھی منارہے تھے اور

ان حملات کا انتظار کر رہے تھے جب وہ آپریشن بیل پر غفلت
 کے بعد آنکھیں کھولے گا۔

سب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کیا تغیر
 نکلے گا؟

کیا وہ جو جو کی طرح لڑکی بن جائے گا؟
 سب ہنسنے لگے، ہم نے کہا: ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔
 لیکن ایک کے دماغ کی صلاحیت دوسرے میں منتقل ہوتی ہے،
 جہاں صلاحیتیں منتقل نہیں ہوتیں اور نہ ہی جہاں تبدیلی عمل
 میں آتی ہے۔

ہر طرف سے ایک ہی سوال پوچھا جا رہا تھا: اس ماسٹر کو
 کیا بنے گا؟

ہم نے کہا: ابھی ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جب وہ غفلت سے
 سے بیدار ہو گا، آٹھ کر بیٹھے گا تو جو دیکھتے جائیں گے اس کی کمزری
 سناتے جائیں گے۔

قیامت آتی تو گزر جاتی کروہ ایک گھنٹا میں گزر رہا تھا۔
 اسے گزارنے کے لیے اسرائیل حکام نے خود کو ذرا معروض رکھ
 احکامات صادر کیے کہ کل شیبا کے استہلال کی تیاریاں کی جائیں
 کن ایب کو ڈسٹن کی طرح ہایا جائے اور ایسے زنگار رنگ پر وگرم
 ترتیب سے جائیں کہ شیبا انھیں کبھی نہ جھٹلا سکے۔

ماسک میں مواصلاتی سیمار سے کے ذریعے اس ماسٹر کو
 مہربان دیتے ہوئے اپنے ملک میں آنے کی دعوت دے رہا تھا
 اور اس بیٹھا کا خاصہ یہ تھا کہ اگر وہ بیٹھیں نہیں نہ آئے تو خیال خرابی
 کے ذریعے ہم سب کے دماغوں میں ضرور تشریف لائے۔

ایک گھنٹا پورا ہونے سے پہلے ہی وہ طنز پر پیغام اس ماسٹر
 کے پیشے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ انھیں اس بات کا اظہار ہو گیا تھا کہ
 وہ جو جو سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اب انھیں خود بنا
 کی نگر تھی۔ ہر طرف سے ہی پوچھا جا رہا تھا: سوچنا کہاں ہے؟
 اسے کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے؟ ذرا سی غلطی ہو گی تو وہ اس ماسٹر
 کے ہتھے چڑھ جائے گی۔ ماسک میں کو معلوم تھا کہ مورخ ناپاٹے
 ماضی خفا یا باقی کے ساتھ پیرس کی طرف سفر کر رہی ہے۔ وہ کہہ رہا
 تھا: ذرا صاحب! آپ جانتے ہیں میرے پاس آرم موجود
 ہے، میں آپ سے کبھی دفاع میں کروں گا اور مورخ کو انکار کرنے
 کی حماقت نہیں کروں گا لیکن آپ اس سلسلے میں باخبر رہیں اور
 میری خدمات حاصل کر سکتے رہیں۔ ہم ایک دوسرے کے تعاون
 سے مورتیا کو کاسیائی کے ساتھ کہیں دیکھیں چھپا دیں گے۔

میں نے کہا: پیرس پہنچنے کے بعد کوئی ہزار نہیں رہے گی۔
 آپ جانتے ہیں وہاں ہمارا ادارہ ہے۔ ہم مورتیا کو اس اقلے

کی پار دیواری سے نکلے نہیں دیں گے۔
 اسرائیلی حکام رسوخ سے پوچھ رہے تھے: مورخ کیا کمال
 ہے، پیرس اسے چھپانے رکھنے کے سلسلے میں ہمارا ہی خدمات
 حاصل کریں؟

رسوخ انھیں وہی جواب دے رہی تھی جو میں ماسک میں
 کہنے رہا تھا۔ آخر وہ ایک گھنٹا گزر گیا۔ اب ہم جو کچھ دیکھ رہے تھے،
 وہی رابطہ قائم کرنے والوں کو سنا رہے تھے۔ پہلے جو کچھ آنکھیں کھلیں
 کے چند سیکڑے بعد اس ماسٹر میں بیدار ہو گیا۔ دو فون آنکھیں کھول کر
 جت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پہلے ان کی آنکھیں نہیں آیا وہ کمال ہیں
 اور اس حال میں ہیں۔ پھر رساری باتیں بیچھ میں آنکھیں۔ جو جو آٹھ کر
 بیٹھ گئی، اور اس ماسٹر نے بیٹھے ہوئے جو جو دیکھا جھپٹنے
 کر کوسلائے لگا، جو جو نے پوچھا: پارس! تم کہاں ہو؟ میں کب سے
 مورخ ہوں میرے پاس آؤ مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔

اس ماسٹر نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا: یہ
 پارس کون ہے؟ اس کا نام اسن کر میرا دل دھڑکنے لگا ہے۔ میرا
 جی چاہتا ہے، میں اسے دیکھوں، اس کے پاس جاؤں یا اسے
 اپنے پاس بلاؤں؟

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں پارس خود کو کہہ دل میں، اس کے دماغ
 کی ترمیم اس کے لاشعور اور صحت الشعور میں بسا ہوا ہے۔ وہ جاگتی
 ہے تو پارس کو پوچھتی ہے۔ سونے سے پہلے پارس کو دیکھ کر سوچتے
 ہے، اس کے ساتھ کھاتی بیٹھی ہے، اس کے ساتھ وقت گزارتی ہے۔
 وہ نہ ہوتی اسے دنیا ایک بہت بڑا قبرستان لگتی ہے جہاں اسے
 کوئی زندہ نظر نہیں آتا۔ صرف وہ پارس کی زندگی کے تعلق رکھتی ہے۔

وہ پارس کے متعلق اتنی شدت سے سوچتی ہے کہ وہ سوچا
 اس کے دماغ کا ایک اہم حصہ بن گئی ہے۔ چونکہ وہ اہم حصہ بن
 گئی ہے اس لیے وہ بھی اہم عناصر مشین کے ذریعے اس ماسٹر کے
 دماغ میں منتقل ہو گئی۔ اب وہ پارس کے سلسلے میں مقبض تھا۔
 سوچ رہا تھا کہ کیا یہ اولیٰ اس پارس کے لیے کھنچا جا رہا ہے، جو
 فرادہ ہی جو کچھ بیٹھا ہے؟

جو جو نے اسے گھور کر دیکھا، پھر کہا: خبردار میرے
 پاس سے دوستی نہ کرنا۔ وہ صرف میرا دوست ہے۔
 اس ماسٹر نے کہا: دوستی تو بہت اچھی چیز ہے۔ ہم تینوں
 دوست بن کر رہ سکتے ہیں؟

جو جو نے انکار میں صراحت کر کہا: تم مرکز نہیں، تم بہت ظالم ہو
 میں نے یہاں تمہارے ظلم کا تماشا دیکھا ہے۔ تم نے ایک پاگل کے
 دماغ کی تمام خرابیاں دوسرے ہوش مند کے دماغ میں منتقل کر
 دی تھیں اور اسے بھی پاگل بنا دیا تھا۔

اس ماسٹر نے رسوخ سے کہا: یہ تو جو جو کی طرح معصوم میں
 کمال ہیں، مجھے یاد ہے، میں نے ایسا کیا تھا۔ تو یہ تو یہ، یہ تو بہت
 بڑی بات ہے، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ انڈیا میں گتہ
 دیتے ہیں؟

رسوخ نے کہا: یا حیرت! یہ تو جو جو کی طرح معصوم میں
 گیا ہے؟
 یہ کمزری ہم نے دوڑ تک پہنچانی، تمام لوگ حیرانی سے
 پوچھ رہے تھے: کیا واقعی؟ کیا یہ ماسٹر جو جو کی طرح معصوم میں
 گیا ہے؟ کیا اس کی ظالمانہ ظفرت ختم ہو گئی ہے؟

ہم نے جواب دیا: ابھی ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے، وہ آپریشن
 کے بعد غفلت سے بیدار ہو کر جو کہہ رہا ہے، جو کہہ رہا ہے، وہ
 باتیں ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ آئندہ اس کی ظالمانہ ظفرت غالب
 آنے لگی جو جو کی معصومیت؟ ہمیں بھی اس سوال کے جواب کا
 انتظار ہے۔

ادھر ہم نے اس شخص کو جھجلا دیا تھا جو شیٹے کے کہیں میں
 بیٹھا تھا، ہم نے جو جو کے ذریعے اسے جب سے دیکھا تھا تب سے
 وہ خاموش تھا، دھندلے شیٹے کے اس پار دھندلا سا دکھائی دے
 رہا تھا۔ پھر ایک لمحہ ہی بولنے لگا، اس کی آواز ترخانے کے بال
 میں کوچ رہی تھی حالانکہ وہ بہت دبیسی آواز میں بول رہا تھا۔ اس ماسٹر
 کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا: تم مجھ سے بیدار ہوئے ہو۔ اس طرح
 کے ساتھ بچوں میں باتیں کر رہے ہو، خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا
 ہے۔ ثابت کر دو کہ ٹیلی پتیمی کی صلاحیتیں تمہارے دماغ میں منتقل
 ہو گئی ہیں؟

اس ماسٹر نے دو فون ہاتھوں سے سرکھام کر آنکھیں بند کر لیں
 وہ اپنی سوچ کی لہریں کسی کے دماغ میں پہنچانا چاہتا تھا، میں نے خرابی
 کی بربادی اور شیٹے کے کہیں میں بولنے والے کے دماغ میں پہنچنا
 چاہا مگر ناگامی ہوئی، اس بولنے والے کو یہ علم نہیں تھا کہ میں
 خیال خرابی کے ذریعے اس کے پاس آنا چاہتا ہوں مجھے اس کا
 دماغ نہیں بل رہا تھا، میں جو آواز ہم تک پہنچ رہی تھی، اس آواز نے
 کا کوئی جھرو نہیں تھا۔

ایسا ہماری زندگی میں پہلی بار ہو چکا ہے۔ ایک مجرم نے جو
 بہترین سا ڈنڈا کر ڈسٹ تھا، ایسے آلات استعمال کیے تھے
 جو ایک کے پاس بولنے والے کی آواز کو اسپیکر تک پہنچتے پہنچتے
 تبدیل کر دیتے تھے۔ بولنے والے کی آواز اولدب والوہ کہہ سکتے
 ہو جا کا تھا۔ یہ سسٹم اس شیٹے کے کہیں کے اندر بھی تھا، شخص
 بول رہا تھا اس کی لہریں آواز کہیں کے اندر تک محدود تھی اور وہ
 آواز ناگ سے نکلتی تھی۔ وہاں سے گزر کر اسپیکر تک آتی

تھی لیکن درمیان میں مختلف آلات کا کارکردگی اسے ہرگز کوئی حق وہ پوچھ رہا تھا کیا بات ہے ایس ماسٹر! کیا تم خیال خوان نہیں کرتے پتا؟

ایس ماسٹر نے کہا: میں کر سکتا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مجھ میں یہ قوت ہے، لیکن طریقہ کار یاد نہیں آ رہا ہے۔ جو جو نہ ہنسنے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بچاتے ہوئے کہا۔ اتنا بڑا آدمی ہو گیا ہے اور خیال خوانی کرنا نہیں آتی اسے پتہ تو جس کے دماغ میں پہنچنا ہو پیلے اس کا تصور کرو۔ پھر اس کی آواز اور لب لہجے کو یاد کرو۔ پھر لہجہ کو یاد اور عقین کے ساتھ سوچو گئے خیال کی لہجہ بردار کرتی ہوئی اس کے دماغ تک پہنچ رہی ہیں۔ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اسے باہر سے بھی دیکھ رہے ہو۔ اندر سے بھی دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد خود محسوس کرو گے کہ اس کے دماغ میں پہنچ چکے ہو۔

شیخے کے کہیں میں بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ایس ایم! بڑے شرم کی بات ہے۔ ایک لڑکی تھی طریقہ کار کا ہی ہے جبکہ ٹیلی بیٹھی کے متعلق بازار میں ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں۔ خراب کر کے دیکھ رہی ہیں تم بہت کچھ پڑھ چکے ہو۔ اب خاموش کیوں بیٹھے ہو خیال خوانی کرو۔ اسے تمہارے کے دماغ سے جسے میں بہرام گنگولی انتظار کر رہا ہے۔ اس کے دماغ کے دروازے کھلے ہیں، اسے یہاں بلاؤ۔

جب سے ایس ماسٹر بیار ہو کر بولنے لگا تھا تب سے سونیل نے غصہ کو مشورہ دیا تھا کہ اس کے دماغ میں تم کو ہتھ جاؤ اور اس کی تین پہنچ کر جتنے راز معلوم کر سکتی ہو معلوم کر کر رہو اور اہم باتوں کو نوٹ کرتی رہو۔ یہی بات اس نے سونی کو سمجھائی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ شیخے کے کہیں میں بیٹھے والے کے پاس پہنچ نہیں سکتا اور جو کہ پاس رہنا ضروری نہیں ہے تو میں بھی ایس ماسٹر کے دماغ میں آ گیا۔ رات نامہ فرشتوں کے عمل سے گزرنے کے بعد آدمی تھوڑی دیر تک سماں اور دائمی طور پر کمزور رہتا ہے، اس لیے سانس روک نہیں سکتا۔ وہ یہیں اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔ پریشان ہو رہا تھا اور دل سے جلد خیال خوانی کا مظاہرہ ہو کر اسے اس شخص کو مطمئن کرنا چاہتا تھا جو شیخے کے کہیں کے اندر تھا۔

اس کی سوزنے لگی وہ یہیں وہ بتایا جو ہم پہلے سے جانتے تھے لیکن ہم نے اس پر تو جہنم میں ہی تھی یعنی پیرا ماسٹر کسی معاملے میں عملی طور پر سامنے نہیں آتا۔ فرشتہ لائن میں ایک آدمی پیرا ماسٹر ہوتا ہے جو کسی بھی معاملے میں پیش پیش رہتا ہے۔ جو ایس ایم ہمارے منہ میں تھا وہ فرشتہ لائن میں رہنے والا پیرا ماسٹر تھا اور جو اصل ایس ماسٹر تھا وہ شیخے کے کہیں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہی شرطیہ کا کھلاڑی تھا اور وہی اب تک اتنی گری جا نہیں پاتا آیا تھا۔ اب

اس نے سخت لہجے میں پوچھا کیا بات ہے ایس ایم! تم خیال خوانی نہیں کر رہے ہو؟ خراب جواب دو کیا تم سانس روک سکتے ہو؟ کیا تم اپنے دماغ میں کسی دماغ کو رکھ رہے ہو؟

”ہاں ہاں، میں سانس روک سکتا ہوں۔ خیال خوانی میں کر سکتا ہوں مگر سنبھلے کسی بیٹھی کی، اس لیے بات کچھ بھی نہیں آ رہی ہے۔“

پیرا ماسٹر نے شیخے کے کہیں کے اندر سے کہا: ”بہرام گنگولی کو یہاں بھیج دو۔“

چند سیکنڈ کے بعد ہی وہ خاتے کا دروازہ کھلا۔ وہاں سے وہ قہراً دوڑ پھاڑ جیسا ڈبل ڈول والا بہرام نظر آیا۔ وہ بائیں طرف چھوڑتا ہوا شیخے کے کہیں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ پیرا ماسٹر نے کہا: ”بہرام گنگولی! تمہارا ایس ماسٹر ٹیلی جی کا علم حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ مجھ سے چھوٹ بول رہا ہے۔ اس حقیقت کو چھپا رہا ہے کہ اس کے دماغ میں ٹیلی بیٹھی جاننے والے موجود ہیں۔ مجھے یہ تجربہ بہت متکا بڑا ہے۔ اسے فوراً ختم کرو۔“

بہرام گنگولی نے پوچھا تم نے اپنے ایس ماسٹر کو دیکھا۔ شیخے کے کہیں سے آواز آئی: اگر تم اس ملک میں زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اسے فوراً ہٹا کر دو، پتا نہیں، خیال خوانی کرنے والے کی پتہ معلوم کر رہے ہیں۔“

ایس ماسٹر سے اسے پھیل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ڈیجے بیٹھے ہوئے بول رہا تھا: ”نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میرے دماغ میں رہ کر کوئی کچھ معلوم نہیں کر سکتا۔ تم لوگوں کو غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ مجھے ہٹا کر کے بعد میں پتہ چتاؤ گے۔“

ایس ماسٹر! تھوڑی دیر پہلے تم نے اپنے ہی شیخے کے ایک اہم آدمی کو زندہ رکھا مگر اسے مردوں سے برتر کر دیا۔ اسے باگ بنا دیا لیکن تمہاری ناکامی کی سزاوت ہے۔“

اس وقت تک بہرام گنگولی نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا تھا۔ ایس ماسٹر طاقتور تھا۔ اس نے اس کے پتے سے نکلنے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ بہرام گنگولی نے اسے ایک ہاتھ سے دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے سر کو تھام لیا تھا۔ پھر اس نے ایک زور کا جھٹکا دیا۔ کڑا کڑا کہ ایک زوردار آواز سنائی دی اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ ہم خیال خوانی کرنے والے ایک شخص سے باہر آ گئے۔ اب اس کا دماغ ہمیں جنوں میں کر سکتا تھا۔

بہرام گنگولی نے اس کے مزہ کو ختم کر دیا۔ پھر شیخے کے کہیں کے پاس آ کر دماغ سے کھڑا ہو گیا لیکن وہ جو کچھ ذہنیے کہا پیرا ماسٹر کیا، بتانا ضروری ہے کہ ہم نے میں منٹ کے اندر تمہارے ایس ایم کے دماغ میں رہ کر کیا کچھ معلوم کیا ہے۔

ہم اپنی بات کرنا نہیں چاہتے۔ اتنا بتا دیں کہ نہیں بچ سکتے ہیں اس اندر گراؤ ڈسٹور میں پہنچ سکتا ہوں، جہاں پورٹیم کا ذخیرہ کیا گیا ہے۔ سونی بھی اتنی ہی جلدی تمہاری سب سے بڑی سائنس یار ڈی کے اہم افراد کے دماغوں میں پہنچ سکتی ہے اور شیبانے اس خفیہ ایجنٹوں اور کانسپ میں سرنگ بنا لی ہے، جہاں جلدی پورٹیم کے میرا اہل تیار ہو رہے ہیں۔“

وہ چپ چاپ سنا رہا تھا۔ میں ان تمام شبیوں کے اعلیٰ اور فتنے دار انسان کے نام اور ٹیلی فون نمبر بتا رہا تھا اور وہ عموماً کر رہا تھا: ہم ان خبروں کے ذریعے ان کے دماغوں تک پہنچ چکے ہیں اب تم بتاؤ پیلے کہاں دھماکا کیا جائے۔ اگر کوئی دھماکا منظور نہیں ہے تو جو جو کنڈیٹ آرام اور سولت سے تل ابیب پہنچاؤ۔ اگر اس کے بعد بھی سبھی سبھی خراب نہیں آتی تو تمہارے اندر گراؤ ڈسٹور خفیہ ایجنٹوں میں ابھی دھماکے ہونے لگیں گے۔“

شیخے کے کہیں سے بھڑائی ہوئی آواز سنائی دی: ”مسٹر زانا! تمہارے قریب بھی ہم بھجھ لیتے۔ تم لوگ جس ملک میں جاؤ وہاں تمہارا ہٹا کر کے۔ پورے لوگ پیلے زمین میں تمہارے ڈرتے تھے پھر بندوق سے ڈرتے لگے، پھر ہم سے، اس کے بعد ایشیم اور ٹائیڈرو جین ہم سے آج کا سب سے خطرناک ہتھیار ٹیلی بیٹھی سب کو دہشت میں مبتلا رکھتا ہے، مخصوص بڑی طاقتوں کو۔“

وہ مٹھ مٹھ کر بول رہا تھا: اس علم سے پہلے ایشیم نے جاپان کے دو شہروں میں ویٹنا اور ناگاساکی میں قیامت برپا کی تھی۔ آج بھی کوئی ملک ایشیم کو بنا سکتا ہے تو پوری دنیا بیچ اٹھتی ہے اور عزائمات کرنے لگتی ہے۔ ہم اگر جاپان تو دنیا کے تمام ملکوں کو تباہ کر دیں صرف بڑی طاقتیں اور ان کے ملک میں رہنے والے باشندے زندہ رہیں لیکن ہم سے بنا وہ قوتوں کے مالک ہونے کے باوجود چھوٹے ملکوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ ہاں، انھیں پانچا بنا کر رکھتے ہیں۔ جو ظالم نہ بنا جائے اسے بڑی بڑی املاؤں سے کرنا محتاج بناتے ہیں۔ اسے سیاست کرنے میں تمام چھوٹے ملکوں کو زندہ رکھ کر ہم وہاں سے خام مال حاصل کرتے ہیں، ان ملکوں میں لینے ہاں سے قیاد کی ہوئی کاریں، ہیلی کاپٹر، طیارے، سبھی جہاز اور ہتھیار فروخت کرتے ہیں۔ دوسری بڑی طاقت کے خلاف محاذ بنانے کے لیے ان ملکوں میں فوجی اڈے قائم کرتے ہیں۔“

وہ ایک ذرا توقف سے بولا: ”مختصر یہ کہ تم اپنی بے پناہ قوتوں سے ہمیں تباہ کر دیا کرو گے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے اور ہم سب طاقتیں کھلانے کے باوجود جو جو جیسی ایک جگہ کو ہلاک نہیں کر سکیں گے کیونکہ ہم نادان نہیں ہیں۔ ہم کمزوروں کو مارنے نہیں ہیں اپنے مقصد کے لیے زندہ رکھتے ہیں۔ تم

میں نے مقصد کے لیے ہماری سلامتی کی بات کرو۔ تباہی سے کچھ نہیں ہے گا۔“

میں نے کہا: جو بات ہم کہ چکے ہیں، وہی تم کہ رہے ہو مگر گھبرا کر کہ رہے ہو۔ مقصد سلامتی اور محفوظ ہے۔ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو اور وہ تمہارے حق ہے۔“

”ہم اس پر تو بھی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے ٹیلی بیٹھی کی صلاحیتیں والیں آجائیں۔ جو چیز ہماری تحویل میں ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا حق میں ہے۔“

”اگر تم جو جو پر تو بھی عمل کرانے کے بعد اس کی ٹیلی بیٹھی کے صلاحیتیں مجال کر سکتے ہو تو بے شک فائدہ اٹھاؤ۔ میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

”لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم بھی عمل کے دوران تم میں سے کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا مداخلت نہیں کرے گا۔“

”وہ تو ہم کر گئے تھوڑے کریں گے۔ جو جو ہونے والا کوئی بھی عمل ناکام بنا نہیں گے۔ ہم یہ کیوں چاہیں گے کہ ہماری ہی اس جگہ پر کوئی ایسا ایسا عمل کیا جائے۔ یہ اتنی معصوم ہے کہ اسے ٹیلی بیٹھی کی متعلق نہیں ہونے دیتے۔ اسی لیے اس کی صلاحیتیں ختم کر دی ہیں تاکہ یہ اپنی عمر لینے مزاج اور اپنی ذہانت سے زیادہ کوئی علم اپنے پاس نہ رکھ سکے۔“

پیرا ماسٹر نے کہا: ”مجھے بھی حد پڑتا تو یہی عمل کر ڈالنا کہ تو تم لوگوں کی طرف سے مداخلت ہوگی، لہذا جو جو ہمارے کام کی باتیں آسکتی ہیں اسے ابھی رواد کرنے کا حکم ہے رہا ہوں۔“

پھر اس نے اپنے خاص آدمی کو حکم دیا جو جو جاؤ اور فریڈیا کے میں بڑے آرام سے تل ابیب پہنچا دیا جائے۔“

تھوڑی دیر بعد ہی چار مسلح جوان آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ”میں جو جو آہم آپ کے خادم ہیں، آپ کو اپنے پورٹ تک لے جائیں گے وہاں سے آپ طیارے میں سفر کریں گے اور تل ابیب پہنچ جائیں گی۔“

پارس نے پاؤں سے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمام مامزین سے کہا: "یہ چارہ شرابا ہے۔ پلیز آپ میں سے کوئی کمرے کے میرے پاس سے نہیں ڈرتا۔"

اس بات پر کسی کے چہرے سے مسکراہٹ ناہٹ ہو گئی۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے، کوئی کھنکھارنے لگا، کوئی میٹ پر میرھا ہو کر بیٹھ گیا، کوئی پھول بدلتے لگا، شیبانے کہا: "پارس! یہ کیا شرارت ہے، چپ چاپ بیٹھو۔"

"اہہ تم! چپ چاپ بیٹھنے کا کا تو پاپا کرتے ہیں۔ آپ ہی تو کہتی ہیں جہاں جگہ چلتی ہے بیٹھ جاتے ہیں خیال خوانی کرتے کرتے اداوں سال گزار رہے ہیں۔"

سب لوگ مسکرائے گئے۔ شیبانے ڈانٹ کر کہا: "اب کچھ یوں گے تو میں جو جو کام جواز میں ایب تک پہنچنے نہیں دوں گی گولتے ہی سے واپس کر دوں گی؟"

اس نے زور دار قسم لگا لگا کر کہا: "وہ تم! ایک تو آپ میرے دماغ میں دنیا میں اس کے علوم محفوظ رہتی ہیں۔ پھر پھر کھڑا کھڑا ہی رہی ہیں کہ طیارے کو داپس بیج دیا جائے گا جب کہ یہ بین الاقوامی قوانین کے خلاف ہے۔ کوئی بھی طیارہ اس وقت تک واپس نہیں ہو سکتا یا اسے نہیں بدل سکتا جب تک موسم اتمائی غراب نہ ہو۔"

شیبانہ چھپا کر مسکرائے لگی۔ ایک اعلیٰ عہدے دار نے پوچھا: "کیا تم نے پارس کو اس قدر ذہین بنایا ہے؟"

وہ پارس کو دیکھتے ہوئے بولی: "میری خیال خرافی اسے ایک شاہکار بناتی جا رہی ہے۔ سلیٹی تھی ہمت، اچھا علم ہے اگر اسے صرف ماں باپ سیکھ سکیں تو ایسے بچوں کے دماغ میں ذہانت کوٹ کوٹ کر بھر دیں، خیال خرافی کا یہی فائدہ ہے۔ لیکن ہماری دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ ہم اپنی قوت سے جرز خیزوں کو ذہانت کے قابل بناتے ہیں لیکن ہم انسانوں اور ملکوں کو تباہ کرتے ہیں۔"

سب تائید میں سر ہلاتے گئے۔ شیبانے کہا: "اگر کوئی نہیں دشمن بن کر نہ چھڑے۔ ہمیں گو خیز تنہائی میں پر سکون گھولونڈی گزارنے کا موقع دے تو ہم صرف اپنے بیٹے پارس ہی کو نہیں دینا کے تمام ذہن دہن بچوں کو بھی منارت ذہین بناسکتے ہیں۔ یہ دنیا ہمارے بچوں کی ہے۔ یہاں جو کچھ ہے ہمارے بچوں کو ملتا چاہیے لیکن ہرے ان کا حق سمجھنے اور چھلنے ہوتے ہیں۔ یہ کیسا دلوں میں ہے کہ آپ ان کے ہتھے ہاتھوں میں کتاب دیتے ہیں اور پھر انہیں مار ڈالنے کے لیے اڑھم تیار کرتے ہیں؟"

مجھے بھی قسمت تھی، اس لیے میں کہیں پارس اول اور کہیں مشکل پانڈے کے دماغ میں رہتا تھا اور ان کے ذریعے دوزخیں

کی باتیں سننا تھا میں وہاں موجود رہنے والے چار مسلح افراد تک پہنچ گیا تھا۔ ابھی باجموں تک پہنچنے میں آیا تھا کہ نے مشکل پانڈے کے ذریعے دیکھا، وہ باجموں مسلح فرما ہوا اپنے بولٹ سے دیوار اور شمال رہا تھا جو تکوئی اس کے دماغ پہنچ نہیں سکتا تھا، اس لیے میں نے دوسرے مسلح کا رو کو ہوا چلائے ہوئے اس کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ ریوارڈر نکالنے نے جھنگلا کر پوچھا: "یہ کیا طریقہ ہے۔ تم ادھر کیوں چلے آئے؟ وہ پریشان ہو کر نولٹا اداہ سوری میں ذرا ہاتھ دوم کی طرح جا بھا ہتا تھا مگر آج سے اسے اجازت لینا ہوگی۔"

اس نے کہا: "تم جرم میں جاؤ گے میرے سامنے تو چلے جا آتی سی دیر میں، میں نے اس کے خیالات پڑھ لیے۔ وہ ایک اعلیٰ عہدے دار کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ جیسے ہی سامنے واقعہ مسلح گارڈوں سے ہوا، وہ پھر بولٹ سے ریوارڈر نکالنے لگا۔ وقت میں مشکل پانڈے کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ اس کے ذہن گدبان اٹھا کر اس کے ہاتھ کی طرف زور سے پھینکا۔ جب مسلح ہو تو کامیابی کیسے نہ ہو۔ ریوارڈر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اتنی دیر میں مشکل پانڈے اچھل کر جتنا تک کے انداز میں لگا ہوا کھانا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ اس کے ذہن پر ایک گھونسا رہ گیا، پھر بیٹھ کر ایک گھونسا مارا۔ وہ تکلیف کی شدت سے کہنے لگا: "جھکا ہاتھ نے آسے دو توں ہاتھوں سے اسٹاکر فرس پڑھ کر پھر اس کے اوپر چھ کر اس کا گلا جاتے ہوئے پوچھا: "تم نے مزخکوس کا نشانہ لیا تھا۔ بو کیوں؟"

وہ آئی ہی روم میں گھسیٹتی تھی۔ شیبانہ کی آمد پر دستاویز داخلہ تیار کرنے کے لیے کیمبرے اپنا گاڑی سے تھے۔ ان کا ذہن مشکل پانڈے کی طرف ہو گیا تھا۔ اب اس کا ہاتھ کمرے کے آئینے سے لگا رہا اور ہاتھ مسلح گارڈوں اور ہمت سے افران ان کے قریب آگئے تھے۔ میں اس قافل کو بولے رہی ہوں کہ گارڈوں کے ہاتھ سے ہونے لگا۔ نہیں۔۔۔ میں خوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چھوڑ دو مجھے، چھوڑ دو۔ مجھے دس ہزار ڈالر کی ضرورت ہے، مجھے وہاں میں سے قتل کرنا ہے۔"

مسلح گارڈوں نے اسے قافلہ میں لایا تھا۔ اچھے طرح کھڑا لیا تھا۔ ایک ذہن دار افران نے پوچھا: "تم مزخکوس کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ شیبانے کہا: "اس کے جواب بالکل صحیح دینا غلط ہونے لگا تو میں تھکے دماغ سے صحیح بات معلوم کروں گی۔"

وہ تھوٹک لنگھ کر کہنے لگا: "میں نہیں اس سے کھولنے لگا۔ مزخکوس نے لیے سپاہیوں اور افران کی ایک ٹیم تیار ہو کر بنائی ہے جس کا علم ہمارے پاس کو نہ ہو سکا۔ جب تم جس سے بھلا ہوا،

یہ مرد ہار کر کے تل ایبب کی طرف آ رہا تھا تو مزخکوس کی اس آنے سے بچ گیا اور اس کے ذریعے وہ ہمارے پاس تک پہنچ لے اور اسے بھی گرفتار کر لیا۔"

وہ پھر تھوٹک لنگھ کر ہوا۔ اسرائیل کی حدود میں جس استقبال رہنے والے کو سخت سزا سنائی دی جاتی ہیں اور اسٹاکل کرنے والے سزا سنوت دی جاتی ہے۔ ہمارے پاس کو بھی سزا سنوت ہوگی۔ اس سے پہلے ہم دہشت پھیلا چاہتے ہیں۔ ہم مزخکوس کو قتل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو سزا سنائی گئی تو فیصلہ ماننے والے بیخ کو بھی اس طرح ہلاک کر دیا جائے گا اس طرح دہشت پھیلے گی، آئندہ کوئی اسرائیلی افسران یا نڈاری سے اسمگلروں کو گرفتار نہیں کرے گا۔"

اس کی بیان کی روشنی میں مزخکوس نے بہت بڑے اسمگلروں کو گرفتار کیا تھا۔ ان تمام افسران اس کی طرف دیکھ کر کھانیاں بجانے لگے۔ مزخکوس نے اسے بڑھتا ہوا اسمگلر پانڈے کے پاس لگا، پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو پھینک کر اسے شک، یہ جان کی بازی لگانے والا دیکھنے لگا۔ اس میں شیبانے میں سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ آج سے مزخکوس پانڈے انتہائی جس ڈیڈ ٹینٹ کے اعزاز میں افسروں کے اور انھیں ہر طرح کی سونئیں تیار ہوگی۔ انھیں ہر طرح کے اختیار دیے جائیں گے۔ ان کے لیے طائرین اور گاڑیاں مینا کی جائیں گی، یہ جب چاہیں گے جہاں چاہیں گے اسرائیلی حدود میں سلی کا پٹر کے ذریعے ہوا کر سکیں گے، انھیں کل جج تک مخصوص یا پٹینٹ لیٹر فراہمائے گا۔"

مشکل پانڈے کی ہاتھیں کھل گئی تھیں۔ وہ ہر طرف مسکرائے اور دیکھ رہا تھا اور ہمت سے پریس فوٹو گرفتار اس کی تصویریں آتا رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ صرف اسرائیلی اخبارات میں ہی نہیں، بلکہ دنیا کے تمام اخبارات میں اس کی دیریں اور کارنامے سے تعریف رکھنے والی تصویریں شائع ہوں گی اور ہر سٹا ہے جو ڈو قوم تیار کی جا رہی تھی، تل ایبب میں ہمارے میسر اس کا مطالبہ کرے اور اسے تجارت روانہ کرے تاکہ وہ بھی ایک بھارتی افسر کا نامار موما کو دکھایا جا سکے۔"

اسی وقت اعلان ہوا۔ جو جو کا طیارہ آ گیا ہے اور اب انہیں پھارتسے والا ہے۔ وہ سب دی آئی ہی روم سے نکلے رہتے، پارس اول اور مشکل پانڈے ایک کار میں بیٹھ گئے۔ آگے پیچھے تھی گاڑیوں میں دوسرے اعلیٰ افران تھے۔ وہ سب جو جو کے استقبال کے لیے جا رہے تھے۔ شیبانہ کی آمد پر اسرائیلی قومی ترانہ بجانے والا آکر سڑا کر دہ رن سے پر ہوا دھتا۔ جب جو جو کا طیارہ رن سے ہٹا کر گاڑیوں کو دکھایا گیا۔ وہ کھڑا ہے پارس کو

دیکھ کر ہاتھ ہلا رہی تھی۔ پھر دوڑتی ہوئی دروازے کے پاس آگئی تھی اور ہوش نے اسے دیکھتے ہوئے کہا: "ایزی، بس جو جو ادا ہوا کرسں سامہی دروازہ کھلے گا، میری گنگی پھر آپ بیچے جائیں گے۔"

وہ دوڑتی ہوئی پھر قریبی کھڑکی کے پاس آئی وہاں سے ہاتھ ہلا کر بیٹھنے لگی۔ پارس نے نہیں دیکھا۔ میں آگئی، ہوں، بس آ رہی ہوں، دیکھ لو، اچھی طرح دیکھ لو، میں آگئی ہوں۔"

اس وقت تک دروازہ کھل گیا، وہ دوڑتی ہوئی دروازے تک آئی۔ ایسی ہیڑھی نہیں لگی تھی۔ وہ دروازے کے قریب آ رہی تھی۔ دروازے اور میرے سے تقریباً ایک ڈیڑھ گڑھ کا فاصلہ ہوا، اس نے ایڑ ہوش کو ایک طرف دھکا دیا۔ کیا گڑھ چلا گیا، لگائی اور دروازے سے میری بیچ بیچ گئی، اگر وہ مام ہی میری ہوتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن اس ہیڑھی کو چھو ہوں سے سمایا گیا تھا، جہاں جہاں وہ حکم کرتی وہاں وہاں کھلے ہوئے گلاب خوشبو نکالتے رہتے۔ جو جو کو اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ اس کے استقبال کے لیے کتنے پھول بچائے گئے ہیں اور کتنے اعلیٰ حکام اور عہدے داران چھوڑوں کے پار لیے ہوئے کھڑے ہیں۔ کتنے افسران ہیں جو چھوڑوں کی چٹیاں بٹھا کر دیکھنے والے ہیں، اسے کی بات سے سزا سننے تھی، چھلانگ لگا کر کھڑے ہو کر میری آئی تو اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی، اس کا پاؤں پھیلا، شیبانے کے حلق سے بیخ نکل، "اری باڈی، کیا کیا پوچھیں کہیں جھگا جا رہا ہے؟"

پھر اس نے فوراً ہی اس کے دماغ میں آکر اسے ہر رنگ کو پھونک سہلنے کا موقع دیا وہ سنبھل گئی۔ جلدی سے بھرتے آکر دوڑتی ہوئی پارس کی طرف آئے لگی، درمیان میں کئی اعلیٰ حکام اور افران چھوڑوں کے پار لیے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ انھیں دھکا دیتی ہوئی، ایک طرف ہٹا لی ہوئی، دوڑتی ہوئی، ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ وہاں کا فرش چکنا تھا، گرتے ہی پھلے ہوئے پارس کے قہقہوں میں بیخ لگی۔

پارس نے آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا اور ان میں کہا: "یا اللہ! تم میری کسی نعمت کو چھل نہیں سکتے، تو نے میرے باپ کو بھی ایسی چاہنے والی ہندی ہوگی میرے پاپا کے پاس سب ہی ہوش مند ہیں۔ تو نے ایک اور اپنی میرے نام لکھ دی۔"

پھر وہ کھٹے ٹیک کر ٹھک گیا، اسے سارا دیتے ہوئے بولا: "معتصم، بتا ہے، یہ ایڑ پورٹ کا فرش ہے۔ تمہارا بستر نہیں ہے، خدا کے لیے اٹھو، تماشائے بنو۔"

وہ آٹھ کر بیٹھ کر پوچھی مار کر بولی: "پارس! بلا مزہ آیا تھا، وہ آدی ٹرانس فادر مشین کے ذریعے میرے دماغ سے ٹیلی تھی حاصل کرنا چاہتا تھا، مگر جب نیند سے بیدار ہوا تو میری طرف بولنے لگا، اور

تھیں یا دیکھنے لگا، میں نے کہا: خبردار! پاس میرا دوست ہے، میں نے ٹھیک کہا، تاہم تم مجھے چور دیکھ کر اس سے دوستی کر دے گا، پاس کے کہہ بولنے سے پہلے ہی وہ ایک ایک تہہ لگاتے ہوئے بولی: مگر تم ٹھیک سے دوستی کرو گے، وہ تو مزہ چکا ہے، ایک بہت لمبا چوڑا آدمی آیا تھا، اس نے اس کی گردن پکڑ کر توڑ دی اور وہ دم سے مر گیا۔

شباب اس کے پاس آکر نکال بیڑے ہوئے بولی: جو جوتھیں کب عقل آئے گی، کچھ جتنا ہے یہاں اعلیٰ حکا کھڑے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے عدلے داران ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو جلد سے جلد پھر باور بستے کے خواب دیکھ لے ہیں اور یہ جتھیں پار پھلانے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں اور تم پاس سے باتیں کر رہی ہو۔

شباب نے کان پکڑ کر اٹھادیا۔ پھر افران کی طرف دیکھتے ہوئے بولی: سو... سو... سو... یہ ابھی بچی ہے تو سنی شوخی کرتی رہتی ہے۔ آبلے بار پھلانے لگے ہیں۔

وہ آگے بڑھ کر اسے پار پھلانے لگے، ایک بار پھلانا تھا، وہ بار بار کرا کر پاس کے گھنے میں ڈال دیتی تھی، پھر کوئی دوسرا پار پھلانا تھا تو وہ دوسرا پار بھی پاس کو پھینا دیتی تھی، پھر وہ ہنستے ہنستے بولی: پاس! ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ گڈے گڑا کی مشاوری کر رہے ہیں۔ ہل پھلانے جا رہے ہیں، کیا ہماری شادی ہو رہی ہے؟

اس لمحے ہم اس داستان کو پڑھنا بھول جائیں اور سوچیں کہ ہمارے پچھتے پچھتے معصوم ہوتے ہیں، وہ آپس میں متادی کرنے کی بات کرتے ہیں، لیکن اس کے لیے گڈے گڑا کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ الفاظ اس بات کے گواہ ہیں کہ سب سے اندر سے کتنے خرد شہت ہوتے ہیں۔

اگر دنیا کے تمام بڑے اور ذلت دار لوگ ایک منٹ کے لیے یہ سوچیں کہ انھیں صرف اقتدار کے لیے نہیں لڑنا ہے، حکمران پارٹی کی ٹرکسٹیاں پھینکنے کے لیے نہیں لڑنا ہے، صرف اپنے منصوبوں پر کرا کر نہا ہے جن کے ذریعے بچوں کو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، تحفظ حاصل ہوتا ہے، ان کی نگاہوں کے سامنے بھول ہی بھول سکتے ہیں اور ہر طرف محبتیں ہی محبتیں ہوتی ہیں تو یہ دنیا کتنی خوبتر ہو جائے گی اور ہماری آنے والی نسلیں بڑے فخر سے ہمارا نام لیتی رہیں گی۔

تہہ

وہ فرانفادر مشین اسی تہہ خانے میں رکھی ہوئی ہے۔ اگر سب سے سزا کو کوئی ٹیلی پیجی جلتے والی والی انہیں لے گی تو مشین اسی طرح رکھی ہے گی، وقت گزرتا جائے گا، اسے تلاش کرنے والے رستے ہیں گے اور نئے تلاش کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے لیکن

کوئی اس مشین تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اس تہہ خانے تک پہنچنے کا راستہ اتنا پیچیدہ تھا اور اتنے سخت حفاظتی انتظامات تھے کہ وہاں تک کسی کا پہنچنا تقریباً ناممکن تھا، صرف چند افراد ایسے تھے جو اس تہہ خانے کے راستے کو سمجھتے تھے، یہ تہہ خانہ اندر ہی اندر بہت دور تک پھیلا ہوا تھا، یہ بات سمجھ کر اسے کہتے تھے تھامبر مارٹر نے نہیں بنایا ہوگا، جین انجینئرز نے اس کا ڈیزائن تیار کیا اور اسے جن مزدوروں سے مل کر لے کر لے کر آیا گیا، ان سب کو برا تو مخم کر دیا گیا ہوگا یا ہمیشہ کے لیے گونگا بنا کر لیں، چھوڑ دیا گیا ہوگا، وہاں صرف فرانفادر مشین ہی نہیں تھی، یوریم کا ذخیرہ بھی تھا، جدید ترین میکانوں کے نقشہ اور نقشے تھے اور بہت کچھ تھا، پھر اس کا اسی بات کی فکر تھی کہ جو کچھ لایا کر لے کر لے، یہ وہ نقصان میں رہا ہے، جتنی دیر میں ہیرا منگولیا کر لیں، اس کو ہاک کرنا، تیار کرنا، اور میں، ہم نے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔

اُسے شہ تھا اور یہ حقیقت تھی کہ ہم نے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا، اگرچہ ہم نے جو جو کے سلسلے میں دیکھی وہ سبھی کچھ ہم اس کے اہم رازوں سے واقف ہیں اور اس کے تمام خفیہ اڈوں کو تباہ کر کے ہیں، لیکن ہم نے یہ نہیں کیا تھا کہ یہ معلومات ایسے ماسٹر کے دماغ سے حاصل کی ہیں، یہ بات کہنے سے زیادہ سمجھنے کی تھی، ٹیلی پیجی سامنے والے صرف ایک ایسے ماسٹر کے محتاج نہیں رہتے، وہ پتائیں کئے، ہاک کے اہم رازوں سے واقف ہیں اور دن رات کتنے خفیہ اڈوں کے انچارج اور عدلے داران تک پہنچتے رہتے ہیں، وہ اپنی بات کے لیے ہمارے دشمن تھے کہ ان کا کوئی راز راز نہیں رہتا تھا، ٹیلی پیجی کا اکثر نشان ہمارا ہر ملک میں تھا، کسی وقت بھی یہ اکثر تھا، پھٹ پڑتا تو اس ملک کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

ہیرا منگولیا کے ہاتھوں ہاک ہونے سے پہلے ایسے ماسٹر کے درمیان میں بنایا تھا، اس تہہ خانے کے چار انچارج ہیں، ان میں سے ایک پیر ماسٹر تھا، جاتی تین انچارج، ایک شپ وون، ایک شپ ٹو اور ایک شپ تھری کہلاتے تھے، وہ ان چاروں کے اصل نام اور پتے جھٹانے نہیں جانتا تھا، ہم نے پیر ماسٹر کے سامنے وہی کی حکاکم بڑے اہم لوگوں کے نام اپنے اور فرائض منبر جانتے ہیں اور ان کے دماغوں میں پہنچے ہوئے ہیں تو یہ بات درست تھی لیکن یہ چاروں ابھی تک ہماری ٹیلی پیجی سے محفوظ تھے۔

ایسا تھا ان چاروں کا ذکر کروں گا، حالانکہ ان میں ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا، بعد میں جو کچھ معلوم ہوا وہ واقعات ایسی پیش کرتا ہوں، اس طرح قارئین کو یہ معلوم ہوگا کہ ادھر ہم تقریباً ایک برس کے کسی توڑ اطمینان سے زندگی گزار رہے ہیں، ادھر ہماری نادانگی میں مشین کے متعلق کیسی کسی کھجولیاں پک رہی ہیں اور وہ کس طرح ایک ہاتھ سے

دوسرے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔

پیر ماسٹر وہاں جیکو گون تھا، وہ دس برس پہلے شطرنج کا سب سے بڑا چیمپئن کہلاتا تھا، جب اس نے سیاست میں حصہ لیا تو فوٹو منٹ پر تین چھوڑ دیا، اپنی پھانی بولی، سیٹاپ پرسیاس موزوں کو چلنے لگانا اور سیلاب ہوتا گیا، اگر وہ چاہتا تو امریکا کا صدر بننے کے لیے لیگن اور کتا تھا اور کالیسیاب بھی ہو سکتا تھا، لیکن وہ حکمران بننا نہیں چاہتا تھا، بلکہ حکمرانوں کو چلنے والی مشین ہی کا ایک اہم پڑا ہ بنا چاہتا تھا۔

آخر وہ اپنی جد و جہد میں کامیاب ہو کر پیر ماسٹر بن گیا تھا۔

ملک کے صدر اور پیر ماسٹر میں فرق تھا کہ صدر اپنے ملک کے اہم رازوں کو نہیں جانتا تھا، وہ نہیں جانتا تھا کہ یوریم کا ذخیرہ، میزائلوں کے نقشے اور نقشے کس تہہ خانے میں چھپا کر رکھے جاتے ہیں، جبکہ پیر ماسٹر یہ جانتا تھا، یہ عمدہ حاصل کرنے کا یہ نامہ ہوا کہ فرانفادر مشین اس کے قبضے میں آگئی تھی۔

لیکن اس تہہ خانے تک وہ نہیں جاسکتا تھا، وہاں جانے کے لیے باقی تین افراد کی منظوری لازمی تھی جو ایک شپ کہلاتے تھے، ان میں ایک کا نام ڈی کو تھا، وہ فوج میں جنرل رہ چکا تھا۔ اس حوالے سے جنرل ڈی کو را کہلاتا تھا۔

جنرل ڈی کو رابہت حساس ذہن رکھتا تھا، وہ اس تہہ خانے

تھا کہ ملکی سے ہلکا آہٹ بھی سن لیتا تھا، زمین سے کان لگا کر بتا دیتا تھا کہ ایک فرانگ دور ایک ایک سے زیادہ آدمی چل رہے ہیں، دھڑ سے منکر بتا دیتا تھا کہ آدمی آ رہا ہے، گھوڑا آ رہا ہے، اکتا آ رہا ہے، ماگوئی کا گلاڑی آ رہی ہے، اس کے چھوٹے کے جس اتنی تیز تھی کہ وہ کسی شخص کو اس چیز کو چھو کر اس کا دھڑ چلاتا بتا سکتا تھا، وہ ساؤن برس کا بوڑھا تھا، مگر جوانوں سے زیادہ جانتا، وہ چوہن نظر آتا تھا، ہر صبح ایک میل کی دوڑ لگاتا تھا، اس عمر میں آنکھوں کی بیانی حیرت انگیز تھی، رات کو نیم تار بھی میں دو کی چیز پہچان لیتا تھا۔

دوسرے بیک شپ کا نام جم کلار تھا، چونکہ نوجو میں کزن رہ چکا تھا، اس لیے کزن کہہ لیتا تھا، وہ تمام بولنے اور جدید طرز کے ہتھیاروں کو استعمال کرنا جانتا تھا، نشانے کا سپا تھا، ایسے میں آوازی سمت پہچان کر دشمن کو گولی مار دیتا تھا۔

تیسرے بیک شپ کو جو بڑا شٹ کہتے تھے، وہ میکینکل تیار تھا، کتنی ہی پیچیدہ مشین ہوا، اسے کھول کر اس کے فنکشن کو معلوم کر لیتا تھا، پھر اسے دوبارہ جوڑنے کے بعد بڑی کامیابی سے آپریٹ کرتا تھا، یہ تہہ خانے میں اسی مشین آپریٹ کی تھی۔

یہ تین بیک شپ اور ایک پیر ماسٹر جالیے شخص تھے

دلچسپ ترین سلسلے

کتابتیں

ہر دل عذریہ شخصیت صبیحہ بانو کے قلم سے ایک سنسنی خیز نثر نگار

قیمت ۱۵ روپے

ڈال خرچ ۵ روپے

جالا

قیمت ۲۰ روپے

ڈال خرچ ۵ روپے

شہزاد (مکمل)

۰ ایک پراسرار شخصیت کا کہانی جس کیلئے کوئی کجاہم نکل نہیں تھا

۰ اس شخص کا قصہ جس کے چہرے کی عمر ۱۳۰ سال تھی

اور قیہ جسم کی عمر ۲۵ سال

۰ ہمنزاد سخر کرنے کے طریقے۔

۰ ایک ایسے انسان کی کہانی جسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

۰ جب اس نے آنکھ کھولی تو ایک عجیبی میں سفر کر رہا تھا۔

۰ دنیا کی بڑی بڑی ٹیمیں اس کے تعاقب میں تھیں۔

۰ اس پر نہ کوئی گولی اترتی تھی اور نہ ہی کوئی زہر۔

دونوں کتابتیں ایک ساتھ منگنے پر ڈاک خرچ معاف

کتابتیں کے کسٹمر سروس کے ذریعے

جو اس تعلقہ کے کچھ راج تھے۔ وہاں کے ساہوکاروں کے ہانگ تھے۔ صرف وہ چار آدمی تعلقہ میں جا سکتے تھے کسی بھی شخص کو اجازت نہیں ہوتی تھی۔ جس جگہ میں جو جو کو لایا گیا تھا اور وہاں کے چدرانے سے ترخانے میں پہنچا گیا تھا اس جگہ میں مسلح فوجوں کا سخت پھرا ہوا تھا۔ انھیں پوری اجازت تھی کہ چھاپار کے علاوہ کوئی باجواں آدمی نظر آئے تو اسے بے دریغ قتل کر دیا جائے۔ جس دن جو جو کو لایا گیا اسی دن سپرماٹر نے خصوصی اجازت حاصل کی تھی۔ تجربے کے لیے چند لوگوں کی ضرورت تھی اس لیے انھیں بھی تعلقہ میں پہنچا گیا تھا۔ گویا اس بات کی کئی نشانی تھی کہ افسانہ مرثیہ کو آ زمانے کے لیے اس کی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے لیے خصوصی اجازت مل جاتی تھی اور یہ بڑی دلچسپ بات تھی کہ جو لوگ اجازت دیتے تھے وہ خود اس تعلقہ میں نہیں جا سکتے تھے۔ کبھی مہمان کے لیے یا کسی قسم کا شہرہ ہوا اسے دیکھ کر دیکھ کر کہیں بھی سپرماٹر اور تینوں بیک شپ سے اجازت حاصل کرنا پڑتی تھی۔ یعنی سب ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج تھے۔

میں نے یہ عقیدہ پیش کیا اور چاروں کا مختصر سا تعارف بھی پیش کیا اب اصل داستان کی طرف آ جاؤں۔

جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں، سپرماٹر پیشہ کے کہیں میں تھا۔ اس سے جو جو کی رہائی کا حکم دیا تھا اس کے بعد وہ کہیں فرش میں دھنستا جا رہا تھا۔ دراصل وہ ایک لفٹ تھی جو تعلقہ کے اس فرش سے ہو کر بیچ والے ترخانے میں پہنچ گئی تھی اور اس کہیں کی چھت اس فرش کے برابر ہو گئی تھی جہاں جو جو موجود تھی۔ ادھر وہ کہیں نیچے والے ترخانے میں پہنچا۔ تینوں بیک شپ یعنی منزل ڈیکورا، کرنل جیم اور سپرماٹر موجود تھے۔ سپرماٹر پیشہ کے کہیں سے نکل آیا۔ وہ چاروں تیزی سے چلتے ہوئے اسی ترخانے کے ایک کمرے میں پہنچے۔ اس کمرے میں انسانی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ وہ سب شراب کے کینڈٹ کے پاس آئے اسے کھول کر اپنی اپنی پسند کی شراب نکالی اور چھوٹے گلاس میں ڈال کر بوتل کا ڈز پر چھوڑ کر گلاس ہاتھوں میں لیے صوفوں پر برا کر بیٹھ گئے۔ جنرل ڈیکورائے کہا: آج کا تجربہ بے ناکام رہا۔

سپرماٹر نے کہا: ہم اسے ناکام نہیں کر سکتے۔ نہیں نے بڑی کامیابی سے مشین کو کیریٹ کی حصار دو بار باہر کیریٹ کرنے کے بعد یہ تجربہ ہوا کہ ہتھیار ہو یا مشین، انھیں چلاستے چلاستے ہی چلانا آتا ہے۔

سپرماٹر نے کہا: میں شرطی کی چال چلتا ہوں۔ میرا دماغ بیچ بیچ کر رہا ہے کہ ہم سب کو غلط لائق ہے اس لیے اس ماسکو ہانگ

کرنے میں چند وقت کا اتنی دیر میں وہ ٹیلی تھی چلنے والے پیرے راز معلوم کر کے میں شام ہانگے بارے میں بھی معلوم کیا ہوا۔ جنرل ڈیکورائے کہا: کیسی باتیں کرتے ہو ایس ماسٹر اصل نام اور پتا کھٹکا ہا نہیں جانتا تھا۔

کرنل جیم نے کہا: ٹھیک ہے وہ نہیں جانتا تھا۔ آج یہی آئندہ اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ تجربے کے وقت کوئی ایڈی آدمی استعمال نہ کریں جو ہم رازوں سے واقف ہو۔

ہم ایسی احتیاطی تدابیر ضرور کریں گے لیکن ہمیں ٹیل پوز جاننے والوں سے خود کو محفوظ رکھنا ہے۔ ہم چاروں بہت اہم ہیں اگر وہ خیال خرابی کرنے والے ہمارے دماغوں تک نہیں پہنچ سکتے تو وہ کبھی اس مشین کی بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ سپرماٹر بولا: جنرل ڈیکورائے کہا: یہ درست ہے۔ خیال خرابی کرنا والوں سے محفوظ رہنے کا سبب ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمیں بھی لوگا ہونے چاہیے۔ لوگا میں مہارت حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اگر افسانہ مرثیہ ایجاد ہو تو ہمارے ٹیلی تھی کیسے کا پتہ لگے گا۔ نہایت کوشش کرنے والے شیخ کی نوپز نظر میں ہمارے وہ حسیان گیان نہیں کر سکتے جو اس علم کا تقاضا ہے۔ یہ افسانہ مرثیہ کا گولڈ بیک ہے۔ اس کے دریلے ہم اپنے دماغ کو بہت حساس بنا سکتے ہیں اور خیال خرابی کرنے والوں کو اپنے دماغ میں محسوس کرتے ہی ڈاؤن کر کے لیے سانس روک کر انھیں باہر کر سکتے ہیں۔ بے شک ہم شراب پیتے ہیں لیکن ہمیں سیکڑے تک تو سانس روک سکتے ہیں۔

ایک نے سوال کیا: کیا وہ خیال خرابی کرنے والے میں کچھ سیکڑے بعد میں آئیں گے؟

سپرماٹر نے کہا: اس کا فائدہ ہے کہ ہمارا دماغ حساس ہوگا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہم پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکیں گے اگر کوئی راز کی بات کہے ہیں تو وہ بات اس وقت نہیں کرے گا۔ آئندہ کے لیے ٹال دیں گے اگر وہ بیٹھ میں سیکڑے بعد ہلکے دماغ میں آئیں گے تو ہم سانس لیتے ہی پھر سانس بندہ سیکڑے کے لیے سانس روک سکتے ہیں۔ اس طرح ہم سانس روکنے میں لگے گا وہ باہر چلتے رہیں گے۔

جنرل ڈیکورائے نے سینہ تان کر کہا: اس طرح میں بھی میری سانسیں قابو میں رہتی ہیں۔ میں روزانہ صبح ایک میل میلو دوڑ لگاتا ہوں، ایک منٹ تک سانس روک لیتا ہوں، اگر اس مشین کے ذریعے میرا دماغ حساس ہو جائے تو کوئی بھی میرے دماغ میں نہیں آسکے گا۔

میرا سٹنٹ نے کہا: ہمیں پہلی ضرورت میں ایسا آدمی میاں لانا ہے جو سانس روکنے میں ماہر ہو۔ ہم اس کے احساس کی قوت کو ٹیل کے ذریعے اپنے دماغ میں منتقل کر سکتے ہیں۔

سپرماٹر نے کہا: ایسا آدمی کو دھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انگولی موجود ہے۔

سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ہر تعلقہ میں موجود ہر کڑے دوسرے تیسرے دن لانا پڑے گا تو اس کے لیے خصوصی اجازت کی ضرورت پڑے گی چونکہ آج موجود ہے لہذا آج ہی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

اس رات انھوں نے یہ کیا۔ سپرماٹر اس تعلقہ کے اس حصے میں آئے جہاں مشین رکھی ہوئی تھی اور وہ ستر بجے ہوئے تھے۔ وہاں ہر انگولی کو بھی لایا گیا۔ سپرماٹر مشین کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ہر انگولی کو ایک بیٹر پر لٹایا گیا، دوسرے بیٹر پر بیٹے سپرماٹر آ کر لیٹ گیا۔ مشین آن کر دی گئی، جب کپیوٹر نے اپنا کمرل مکمل ہو گیا ہے تو اسے آن کر دیا گیا، انھیں ایک گھنٹا سونے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو سپرماٹر بستر سے اٹھ گیا اور جنرل ڈیکورا آ کر لیٹ گیا۔ پھر مشین کا عمل شروع ہوا اس عمل کے ختم میں جو حال اور معمول ہوتے تھے وہ دونوں پر غفلت طاری ہو جاتی تھی۔ ہر انگولی پر کھٹے کھٹے کے بعد غفلت طاری ہوتی تھی ایسے میں انسان کمزور ہوا ہے۔ اس کا دماغ بھی کمزور ہوتا ہے۔ یہ اندیشہ تھا کہ اس کے دماغ کی کمزوری دوسروں میں منتقل ہو جائے گی لیکن وہ بے پناہ ہمتی توڑوں کا مالک تھا اور ہمت انگریز قوت پر واقف رکھتا تھا، اس لیے اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ وہ تینوں اس آپریشن سے گزر گئے۔ آخر میں سپرماٹر نے کہا: اب تم میں سے کسی ایک کو مشین آپریٹ کرنا چاہیے۔ میں طریقہ بتا رہا ہوں اور یہ بہت آسان ہے۔ میاں میں نے ایک کھنڈ پر لکھ دیا ہے۔ اگر آپ کہیں جتوں میں تو اس کا فائدہ دیکھ لیں، جتوں کوئی بات یاد آ جائے گی۔

اس نے کرنل جیم کو مشین آپریٹ کرنا سکھایا۔ اس میں کافی دقت صرف ہوا لیکن سپرماٹر کا بھی کام ہو گیا۔ ہر انگولی کے دماغ میں جو احساس کی قوت تھی وہ اس میں بھی منتقل ہو گئی تھی۔ سپرماٹر نے کہا: میں اس مشین کو دیکھتا ہوں تو سینے سے ایک مرد آہ نکلتی ہے۔ ٹیل ٹیلی جیٹ سیکھنے کے لیے ایک نرس سے بے چین ہوں لیکن کچھ مامل نہیں ہو رہے۔ سب یہ مشین ہاتھ آگئی ہے تو کوئی ٹیلی جیٹ جاننے والوں میں مل رہا ہے۔

سپرماٹر نے کہا: ایک دن ہم اسے بھی میاں لے آئیں گے۔ تین دن کے بعد سپرماٹر نے تینوں بیک شپ کو اپنے ہاں لاک ٹیل پارٹی دی۔ اس پارٹی میں صرف وہی چار سٹے کوئی باجواں

نہیں تھا۔ جب شراب کا دور شروع ہوا تو کرنل جیم نے کہا: میں کچھ رات نیند میں بڑبڑا رہا تھا۔ میری والدت نے جب یہ بات کہی تو مجھے یقین نہیں آیا وہ جانتی تھی کہ مجھے یقین نہیں آئے گا لہذا اس نے میری بڑبڑاٹ کو دیکھا اور کہا کہ لڑکیا تھا میں نے اسے سنا تو حیران رہ گیا۔ میں ہر انگولی کی طرح کوئی منتر پڑھا رہا تھا۔

یہ بات سن کر تینوں بریشان ہو گئے۔ سپرماٹر جنرل ڈیکورا اور سپرماٹر نے اپنے اپنے گھر تنہا سوئے تھے۔ ان کے ساتھ تو یہی ہوتے تھے مگر ہمیں گئے ہوئے تھے لہذا میں نے ان کی بڑبڑاٹ میں سنی ہوئی لیکن کرنل جیم کا بیان ظاہر کر رہا تھا کہ ان کے ماملوں میں بھی ہر انگولی کے منتر سامنے گئے۔

میرا سٹنٹ نے کہا: بیٹے کل سے ڈون لگ رہا ہے جیسے میری موت طاقتور ہو گیا ہوں کسی بھی چیز کو پیکر کر توڑے مردہ کو بھی جا ہٹا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے ہر انگولی کتنا طاقتور ہے جب وہ زمین پر پاؤں مارتا ہے تو اس کے پاؤں دھن جاتے ہیں انہیں نے بھی یہ آدمی نے اپنے فرش پر پاؤں مارا تو فرش کا کچھ نہیں جگڑا میرے پاؤں کی بڑیاں کھٹے گئیں۔ لیکن میرے اندر خواہش پیدا ہوتی رہتی ہے کہ میں اپنی قوت کا مظاہرہ کروں۔ سپرماٹر نے اخروٹ دانت میں لے کر اسے توڑنا چاہا۔ وہ بڑی مشکل سے ٹوٹ تو گیا لیکن ابھی تک میرے دانتوں میں درد ہو رہا ہے۔ سپرماٹر نے بریشان ہونے کا کہنا: میں بھی ایسا ہی محسوس کرتا ہوں جیسے ہر انگولی کی طرح جلدی عقدہ آ جا رہا ہے۔

جنرل ڈیکورائے کہا: یہ کوئی تشویش ناک بات نہیں ہے۔ اگر بے خیالی میں ہم ستر بڑھ لیتے ہیں یا قوت کا مظاہرہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے یا ہمیں خواہ مخواہ عقدہ آتے تو کوئی بات نہیں، ہم برداشت کریں گے لیکن یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ ہر انگولی کے احساس کی قوت بھی ہمارے دماغوں میں آگئی ہے جو کبھی ہلے اندر کوئی پرانی سوچ کی لہر نہیں آ رہی ہے اس لیے ابھی ہم آڑنے کا موقع نہیں مل رہا ہے لیکن ثبوت مل رہا ہے کہ افسانہ مرثیہ کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔

انھوں نے اپنے اپنے گلاس میرے سپرماٹر کو گلاسوں کو کھولتے ہوئے کہا: یہ جام اس سترتے کے ساتھ کہ ہمیں خیال خرابی کرنے والوں سے کسی حد تک نجات مل گئی ہے۔

وہ گلاس ہونوں سے لگا کر بیٹے گئے۔ سپرماٹر نے کہا: ہم نے پہلی بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے، ابھی بہت کچھ حاصل کرنا ہے لیکن ایک تشویش کی بات ہے، ہمیں اس پر غور کرنا ہے اور کسی ایسے نتیجے تک پہنچنا ہے۔

کوئی سی تشویش ناک بات ہے؟

سپرماٹرنے کہا: "ہماری بڑی بکری اور فضا کی افواج کے بڑے بڑے انٹرن خفیہ طور سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ میرے پاس اگر کئیے رازدارانہ اناڈارڈز میں کئیے ہیں تو اس مشین کے ذریعے انھیں بھی ٹیلیٹیو سکھایا جائے۔ سینٹ کا پیرٹین بھی یہی کہتا ہے۔ ہاتھ اب اس ملک کے کتنے بڑے بڑے ذمے دار اعلیٰ انٹرن ایسی بات کہیں گے اور ہم بے دواؤ ڈالیں گے تو ہم مشکل میں پڑ جائیں گے کیا یہ مناسب ہے کہ ان سب کو ٹیلیٹیو سکھا دیا جائے؟"

کرنل جیم نے کہا: "کوئی ٹیلیٹیو نہیں جاننے والا ہمارے ہاتھ آئے گا اور ہم اس کے ذریعے اس علم کو اپنے ذمے دارانہ میں منتقل کر لیں گے جب دوسروں کے بارے میں سوچیں گے۔"

جنرل ڈیکورڈ نے کہا: "کرنل! ہمیں پھر اسٹریٹک باؤں پر نوکرنا چاہیے۔ آج ہمارے پاس کوئی ٹیلیٹیو نہیں جاننے والا نہیں ہے لیکن کوئی ڈکوئی ہتھیے جسے گا۔ ہم جان بوجھ کر کبھی ایک ٹیلیٹیو جاننے والا اس مشین تک محدود نہیں آئیں گے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کیا ایک سرے سے اتنی سرے تک تمام انٹرن کو ہم ٹیلیٹیو نہیں سکتے چلے جائیں گے؟ کیا یہ کوئی کھیل ہو گیا ہے۔ یہ تو اتنی بڑی طاقت ہے کہ اسے کوئی بانٹنا نہیں چاہتا۔ ہم چاہوں میں اتنا حصہ ہمہراہی ملے گا کہ دوسرے کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ہم یہ علم آپس میں بانٹ لیں گے لیکن دوسروں کو اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

سپرماٹرنے کہا: "میں سنیے بات اسی لیے چھیڑی ہے کہ ہم ٹیلیٹیو نہیں سکتے صرف اتنی ذات تک ہی دور رکھیں گے۔ کسی پانچوں تک نہیں پہنچنے دیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے وہ ہمیں اپنی فوج سے اپنی سینٹ اور اپنی اسمبلی کے حصے دارانہ سے مدد طلب قبول لینا ہوگی؟"

"ایسا وقت آنے والا ہے۔"

سپرماٹرنے کہا: "ایسا وقت آنے سے پہلے میں اس مشین سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیہ ہے۔"

سب اُسے دیکھنے لگے۔ اُس نے کہا: "ہم چاہوں میں الگ الگ خوبیاں ہیں۔ سپرماٹرنے کو ٹیلیٹیو چاہنا چاہتا ہے۔ جنرل ڈیکورڈ میں اپنی صلاحیتوں کے علاوہ ایک اور صلاحیت کا اعتراف ہوتا ہے گا۔ پھر یہ کیسی نیکلی انجینئر ہوں۔ بڑی سے بڑی شیڈوں کو کھول کر جو ٹانا اور ان کے کشنرز کو ہتھیار سے لے کر بائیں ہاتھ کا کھیل ہٹا میری یہ صلاحیتیں بھی جنرل ڈیکورڈ میں منتقل ہو جائیں گی؟"

جنرل ڈیکورڈ عرض ہو کر اس کی باتیں سن کر اتنا سپرماٹرنے نے کہا: "میں تمہارا آئیڈیہ سمجھ گیا ہوں، ٹھیک اسی طرح جنرل ڈیکورڈ

کے پاس جو دیکھنے سُننے، چھوٹے اور سوچنے کی غیر معمولی صلاحیتیں وہ میرے ہتھارے اور کرنل جیم کے ذمے دارانہ میں منتقل کر دی جائیں گی۔ سب سب ہتھارے پھر تو مزہ آجائے گا۔ ہم سب ایک دوسرے کی صلاحیتیں اپنائیں گے۔"

جنرل ڈیکورڈ نے کہا: "ہم چار الگ الگ شخص ہیں جب تک کی صلاحیتیں ہر ایک کے ذمے دارانہ میں منتقل ہوں گی تو ہم فوراً ان دنوں کھلائیں گے۔"

سب نے اس بات پر قطعہ لگا یا پھر گلاس جیسے گڑے بوجھرائٹ نے اپنی بیب سے ایک کاغذ نکال کر پھر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "میں نے خصوصی اجازت مانے کے لیے یہ ڈیڑھ لکھی ہے۔ اس میں ہر پریشانی ظاہر کی گئی ہے کہ انسانی ذہن میں کبھی کبھی خرابی پیدا ہوا جاتا ہے لہذا اسے پوری طرح کا رمدینا کے لیے کم از کم ایک ہفتے تک تفریح میں ممانعت ہونی چاہیے۔"

سپرماٹرنے کہا: "ذریعہ لگا، اس کا مطلب ہے اگر ہمیں اجازت ملے گی تو ہم روز تفریح میں جائیں گے اور روز ایک ماہ کی صلاحیت دوسرے میں منتقل کرتے رہیں گے اس طرح کسی کو شبہ نہیں ہوگا۔"

سپرماٹرنے کہا: "ہماری کامیابی اسی صورت میں ہے کہ ہمیں کم از کم ایک ہفتے تک روز تفریح میں جانے کی خصوصی اجازت مل جائے۔"

"اجازت کیسے نہیں ملے گی۔ میں سپرماٹرنے کو پھر اس بات پر سب نے خوشی کا نفر ہو گیا پھر آپس میں گلاس ٹھونکنے اور پینے لگے۔ اسی وقت ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہونے لگا۔ سپرماٹرنے اُن سے کہا: "سب خاموش رہیں، میں بات کر رہا ہوں۔"

اُس نے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اُن کی پتلیاں دوہا طرف سے ہلکے گنگولی لول رہا تھا۔ سپرماٹرنے ناگوری سے متنباتے ہوئے کہا: "ابھی تمہیں مطالب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"جناب! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے ذمے دارانہ میں کئی صلاحیتیں آپ لوگوں کے ذمے دارانہ میں منتقل ہونی چاہئیں؟"

اُس نے طنز پر انداز میں کہا: "ہاں تمہارے سارے منتزعی منتقل ہو گئے ہیں۔"

"جناب! میں اصل بات پوچھ رہا ہوں۔ میں تو یہی عمل کو بہت بڑا ماہر ہوں، کیا اس عمل کی صلاحیتیں آپ لوگوں میں منتقل ہونی چاہئیں؟"

وہ سب چونک گئے۔ سپرماٹرنے کہا: "ہم نے تو پھر یہی ہی نہیں دیا تھا۔ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم تو یہی عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟"

"آپ اس کے طریقہ کار کو اچھے طرح سمجھ لیں، اس کے بعد

کے عمل کر کے دیکھیں۔"

انھوں نے سلام گنگولی کو دوسرے دن ایک خفیہ ڈے میں لایا۔ اُس نے بڑی تفصیل سے انھیں ایک ایک بات سمجھائی۔ پھر خفیہ ڈے کے باہر گیا اور دو اشخاص کو اپنے بازوؤں میں دوپٹے کر لے لیا۔ انھیں دیکھو اور دکھا کر بستر پر لیٹنے کے لیے کہا گیا۔ جنرل ڈیکورڈ نے اُس کے پاس کہا: "ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ تمہیں کچھ انعام دے کر یہاں سے رخصت کریں گے لیکن جو کچھ میں اُس پر غاصب سے مل کر روایتی م کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ دماغ پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالو ورنہ کچی سے لگے ہوئے دیکھو اور سے گولی چل جائے گی۔"

وہ بے چارہ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر چاروں شانے چت لیٹا۔ جنرل ڈیکورڈ نے ان کے احوال کے مطابق اس پر عمل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ شخص ٹرانس میں آ گیا۔ اُس کا معمول بن گیا۔ جنرل ڈیکورڈ نے اُس سے کہا: "میں تمہارا معاملہ ہوں اور تمہارے معمول ہونے اُس شخص نے کہا: "آپ میرے معاملہ میں نہیں آئیں، آپ کا معمول ہوں۔"

"جو کم دنوں کا اُس پر عمل کرو گے۔"

"آپ جو معمول دیں گے اُس پر عمل کروں گا۔"

اُس نے کہا: "میں تم کو تین دنوں میں سوئے رہو گے۔ بیدار ہونے کے بعد باہر جاؤ اور پھر کسی تیز رفتار بھاری بھکم گاڑی کے سامنے آکر خودکشی کرو گے۔"

اُس شخص نے یہی بات دہرائی۔ پھر اُسے خفیہ تیز سلا دیا گیا۔ دوسرے کسے میں دوسرا شخص لیٹا ہوا تھا۔ سپرماٹرنے اُس پر تو یہی عمل کرنا چاہا مگر ناگوری کا ہر ہلکے گنگولی نے کہا: "مجھے پہلے ہی شہتاک کہ آپ کامیاب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس عمل کے لیے آزاد میں رعب اور ذہن پر لازمی ہے جنرل ڈیکورڈ صاحب، کرنل جیم صاحب اور سپرماٹرنے صاحب فوج سے تعلق رکھتے ہیں، اُن کی آواز میں رعب اور ذہن پر ہے۔ اس لیے یہ تینوں کامیاب نہیں ہوں گے۔ آپ کے ذمے دارانہ میں تو یہی عمل کرنے کی صلاحیتیں ہونے کے باوجود آپ نہیں کر سکیں گے۔ میں اسی لیے دو آدمی بچلا لایا تھا۔ ورنہ انہیں اُن کے لیے ایک ہی کافی ہے جب آپ میں سے کوئی ایک تو یہی عمل کر سکتا ہے تو سب کر سکتے ہیں۔"

ایک گھنٹے بعد وہ شخص تو یہی تیز سے بیدار ہوا، پھر وہاں سے اُٹھ کر جانے لگا۔ انھوں نے اُسے نہیں روکا۔ وہ سب اُس خفیہ ڈے کے اوپر ہی منزل پر آ گئے اور وہاں سے اُسے باہر جاتے ہوئے دیکھنے لگے۔ ذرا فاصلے پر ہی ایک شاہراہ تھی، جس پر گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ ایک بیوی رنگ دوسرے سے چلا آ رہا تھا۔ وہ شخص لوٹ کر کے ان کے پاس ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس پر کیا عمل

کر لیا گیا ہے، اُسے کیا کرنا ہے اس کے جیسے ہی رنگ قریب آیا، اُس نے ایک معمول کی حیثیت سے چھانگ لگا لی اور اس کے سامنے آکر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا۔"

یہ دیکھتے ہی وہ چاروں خوش ہو کر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے لگے، انھیں پھر ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی، اس کے بعد اُن کے حوصلے بڑھ گئے۔ سپرماٹرنے یہ اجازت حاصل کر لی کہ ٹرانسمیٹر مشین کے سامنے میں ایک ہفتے تک تفریح میں رہ سکتے ہیں۔"

پہلے دن تفریح میں ہی بحث چل رہی کہ سب کے صلاحیتیں اس کے ذمے دارانہ میں منتقل کی جائیں گی، ہر ایک چاہتا تھا کہ سپرماٹرنے کی شہرت چاروں کیلئے اُس کے ذمے دارانہ میں منتقل کیا جائے۔ سپرماٹرنے کہا: "کیا یہ میری صلاحیتیں ہے۔ یہ سب اعتماد ہی کی بات ہے، میں آئندہ کے لیے ایک طریقہ کار اختیار کرنا چاہتا ہوں تاکہ اگر کوئی ٹیلیٹیو جاننے والا ہمارے ہاتھ آئے تو اس وقت ہمارے درمیان ایسا کوئی جھگڑا نہ ہو کہ سب کے ذمے دارانہ میں ٹیلیٹیو نہیں منتقل کی جائے لہذا آج ہی فیصلہ ہو جائے کہ ہمیشہ قریب انداز کی چلے گی۔ جس کا نام پہلے اُس کے ذمے دارانہ میں کسی کی بھی صلاحیت منتقل کی جائے گی۔ اسی طرح جب ٹیلیٹیو نہیں جاننے والا آئے گا تو اس وقت بھی قریب انداز ہی ہوگی اور اس شخص کے ذمے دارانہ میں پہلے ٹیلیٹیو نہیں منتقل کی جائے گی، جس کے نام قریب منتقلے گا۔"

یہ طریقہ کار طے ہونے کے بعد قریب انداز ہی کی گئی سب سے پہلے سپرماٹرنے کا نام عامل کی حیثیت سے اور جنرل ڈیکورڈ کا نام معمول کی حیثیت سے آیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سپرماٹرنے کی صلاحیتیں جنرل ڈیکورڈ کے ذمے دارانہ میں منتقل کی جائیں۔ لہذا اس کے مطابق ان دونوں کو بستر پر لیٹا پڑا اور مشین پر بیٹھ کر سنے والا دیو سپرماٹرنے تھا۔ جب یہ عمل پورا ہو گیا اور کبھی بڑی برادیت کے مطابق انھوں نے ایک گھنٹے کی ٹینڈ پوری کر لی تو اس قریب انداز ہی کے مطابق دوسرے دن جنرل ڈیکورڈ کی صلاحیتوں کو سپرماٹرنے کے ذمے دارانہ میں منتقل کیا جاتا تھا لیکن یہ کئے وئے لکل کی بات تھی، انھوں نے طے کیا تھا کہ روزانہ دو بار مشین پر بیٹھ کر جانے لگا۔ لہذا دوبارہ سپرماٹرنے کا نام معمول کی حیثیت سے لکھا۔ اس حساب سے مشین کو سپرماٹرنے پر بیٹھ گیا۔ ان کے پاس سپرماٹرنے کا کھٹا ہوا طریقہ کار موجود تھا۔ لہذا انھیں کوئی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔

تقریباً کہ روز دو بار مشین پر بیٹھ کر سنے اور

ایک دوسرے کی صلاحیتیں اعمال اور معمول بن کر منتقل کرتے جاتے تھے۔ یہ کام کو بورد ہا تھا اور ان کی شاخیں ایک دوسرے کے ہاں نمودار ہی تھیں۔ وہاں وہ ایک دوسرے کے لئے فرانسفا در مشین کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ مثلاً پیرا سٹرو پاں بیٹھے بیٹھے موزنگ کرنا تھا۔ ہا ہر جاؤ اس شکلیے کے قہر بہت ڈور ایک کتا نظر آئے گنگے کے سامنے کچھنا صلہ پر ایک ایسے شخص کی نو آری ہے جس نے کئی دن سے مشل نہیں کیا ہے۔

اس کی باتیں سن کر دوسرے سامتی شکلیے کے آگے اور پیچھے گئے۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ بہت دور ایک کتا سرک کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور شکلیے کے سامنے سے ایک ایسا شخص گزر رہا تھا جو بیٹھے چمکٹا پڑے بیٹھے ہونے تھا اور دور ہی سے پتا چلتا تھا کہ اس نے کئی دن سے مشل نہیں کیا ہوگا۔

انہوں نے فرانسفا در مشین کو ذبا کی آپریٹ کرنا میں سیکھا تھا۔ تجربہ دیکھ دیکھ کر اُسے آپریٹ کرنے سے لگن جب سے میجر برنٹ صاحب عامل بنا تھا اور ان کے دماغوں میں اس کی صلاحیتیں منتقل ہوئی تھیں، انہیں مشین آپریٹ کرنا آ گیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر ذبا بناتے تھے کہ مشین کو ضرور سے آفرنگ کس طرح آپریٹ کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی وہ بیچول بھی جاتے تھے۔ میجر برنٹ انہیں تقریرتا تو کیا دیا جاتا تھا۔ اس بات پر انہوں نے توجہ نہیں دی کہ مشین کے سلسلے میں وہ کیوں لگ جاتے ہیں یا کبھی کوئی چیز بیچول جاتے ہیں۔ پیرا سٹرو سمری طور پر یہ شکایت کی، میجر برنٹ نے کہا: "مشین آفر مشین ہوتی ہے کچھ اور سے غلطی ہوجاتی ہے تو فرانسفا در مشین سے بھی کوئی بیچول چوک ہوجاتی ہوگی۔"

اس نے تینوں کو مطمئن کر دیا تھا۔ اس قصے کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ ان چاروں میں میجر برنٹ کو سب سے زیادہ اہمیت تھی۔ مننے کے لحاظ سے پیرا سٹرو سب سے برتر تھا۔ لیکن صلاحیتوں کے اعتبار سے سب ایک دوسرے کے برابر ہو گئے تھے لیکن قصہ کو دور تھا۔ میجر برنٹ میکینیکل انجینئر تھا۔ مشینوں کے ایک ایک کٹن پڑنے سے واقف تھا اور کسی ہی پیچھے مشین ہوا سے آپریٹ کر لیتا تھا۔ وہ دور بردہ لینے تینوں ساتھیوں کو دھوکا دے رہا تھا۔ میں یہ بات ذرا وادعت سے سمجھا دوں فرانسفا در مشین میں لوں تو کئی ٹین اول ک پڑنے سے جن کی کارکردگی کا خیال رکھنا پڑتا تھا لیکن دوسب سے اہم تھے ایک بن پائو ٹو تھا یعنی مثبت اور دوسرا نیگیو یعنی منفی۔ اگر ایک بستر پر عامل لیتا ہوا اور دوسرے پر معمول اور صرف پائو ٹو یعنی مثبت بن دیا جائے تو عامل کے چنے مثبت خیالات اور مثبت صلاحیتیں بنیں وہ سب معمول میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ میجر برنٹ نے جو طریقہ کار کا ذکر کیا ہے وہ فرانسفا در مشین

میں پانچ چار سمجھا دیا تھا کہ نیگیو یعنی منفی ٹین کو موزنگ نہ دیا جائے۔ صرف پائو ٹو ٹین کو دیا جائے۔ جب کہ پیرا سٹرو اس مشین کو آپریٹ کرنا آتا تو تحریر کے مطابق صرف پائو ٹو ٹین نہ باا اور یہ ایسے وقت ہوتا تھا جب میجر برنٹ ایک معمول بن کر بستر پر لٹا ہوا تھا۔

اور جب دوسرے عامل اور معمول بن کر بستر پر لٹے ہوتے اور مشین کو آپریٹ کرنے کی ذمے داری میجر برنٹ پر ہوتی تھی پائو ٹو کے ساتھ ساتھ نیگیو ٹین بھی دیا جاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عامل کی مثبت صلاحیتوں کے ساتھ منفی صلاحیتیں بھی دوسرے میں منتقل ہوجاتی تھیں۔

ہرمل گنگولی کی مثبت صلاحیتیں یعنی احساس کی قوت اور توجہ عمل کے علاوہ منفی صلاحیتیں منتر، جمنٹر اور غصہ خواہ غمناہ طاقت کا مظاہرہ بھی دیکھا میں ان کے دماغوں میں منتقل ہو گیا تھا۔ اگر میجر برنٹ نے یہی ان منفی صلاحیتوں کا اعتراف کیا تھا تو حقیقت یہ نہیں تھی۔ جب ہرمل گنگولی کی صلاحیتیں میجر برنٹ کے دماغ میں منتقل کرنے کی بات آئی تو میجر برنٹ نے اسی طرح مشین آپریٹ کی جس طرح آکر انے طریقہ کار کا ذکر دیا تھا یعنی صرف مثبت ٹین دیا گیا تھا۔ میجر برنٹ کے دماغ میں ہرمل گنگولی کی صرف مثبت صلاحیتیں منتقل ہوئی تھیں۔

اس فرانسفا در مشین میں ایک اور ٹین ایسا تھا جس کے متعلق وہ تینوں نہیں جانتے تھے۔ وہ ٹین مدت کا تعین کرتا تھا کہ جو صلاحیتیں دوسرے میں منتقل کی جا رہی ہیں، ان کی مدت کیا ہوگی، عارضی یا دائمی۔ جب میجر برنٹ کو عامل بن کر بستر پر لٹنا پڑا اور اس کی صلاحیتیں دوسروں میں منتقل ہونے لگیں تو اس نے عارضی دماغ میں ٹین کو دیا تھا یعنی اس کی جو بھی صلاحیتیں دوسروں میں منتقل ہو رہی تھیں وہ اپنا رد نہیں تھیں۔ دو چار روز یا دو چار ہفتوں میں ختم ہوجانے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ تیغوں میجر برنٹ کے دماغ سے حاصل ہونے والی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے تھے تو کبھی بھی اٹھنے لگتے تھے، بیچول بھی جاتے تھے۔ میجر برنٹ انہیں یاد دلانا تھا اور باتیں بنا تھا کہ کبھی کبھی مشین میں کوئی گڑبڑ ہوجاتی ہے۔ جب سے میجر برنٹ کے دماغ میں پیرا سٹرو کی غلطی بھی پھیلی منتقل ہوئی تھیں، تب سے اس کے دماغ میں یہ پیرا سٹرو کی غلطی بھی پھیلی فرانسفا در مشین کو چار طرح سمجھا گیا ہے، اگر چہ چاہا جائے کہ میں بیٹھ کر اس مشین کا ڈیزائن بنا کر رکے اور اس کا ایک ایک تفصیل نوٹ کر کے رکے تو وہ ایسے ہی دوسری مشین تیار کر سکتا ہے یہ خیال دماغ میں آتے ہی اس نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پیرا سٹرو کی چارین دوسروں کے دماغوں میں بھی منتقل ہوئی تھیں۔ یہ بات جنرل ڈیکورا بھی سوچ رہا تھا۔ اگر وہ فرانسفا در مشین

بازگول کر جوڑے تو اسے بھی اس مشین کو کھولنا، جوڑنا اس ایک ایک پڑے کو نوٹ کرنا، اس کو ڈیزائن کرنا آجائے گا۔ اس طرح وہ ایک دوسری مشین تیار کر سکتا ہے۔

مشکل یہ تھی کہ وہ مشین کو کھولنا، پھر جوڑنا تو دوسرے بیٹھ کر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے، اس کے ارادے کیا ہیں۔ وہ کسی کو یہ نہیں بتا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا سبب یہاں سارا سبب یہ تھا کہ وہ نیکی انجینئر میجر برنٹ کو اپنا راز دار بنا لے۔

اس نے اس قصے کے لیے میجر سے خفیہ ملاقات کی، اسے سمجھایا۔ روٹی لٹے پتھن جانتے والا ہمارے ہاتھ لگ جائے اور ہم باس ملنے تک نہ بیٹھ سکیں تو مشین سے کوئی فائدہ نہیں آسکتا۔ گے چروہ لٹی تھیں جلنے کے علاوہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لہذا اسے پاس ایک ایک ڈیزائن پیش ہونا چاہیے۔

میجر برنٹ نے کہا: کیا یہ بات پیرا سٹرو اور کزنل جیم بھی لیتے ہیں؟

"نہیں" یہ میرا انڈیا ہے اگر ہم ذرا چالاک سے کام لیں تو مشین صرف میرے اور تمہارے پاس رہ سکتی ہے اور جو اصل مشین ہے اسے ہم لگا ڈیوں گے، کوئی ایسے استعمال نہیں کر سکے گا۔"

میجر برنٹ نے تائید میں سر ہلا کر کہا: "میرے دماغ میں بھی یہی انڈیا پیک اپ تھا لیکن میرے ذرا لگتے وسیع نہیں ہیں، لیکن مشین کے اختراعات پر اسے نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا مفرد حصے ملان کا حاصل کر سکتا ہوں۔"

جنرل ڈیکور نے کہا: "اس کی فکر نہ کرو۔ تمہیں ہر چیز مہیا کر دی جائے گی۔"

"میری ایک شرط ہے۔"

"تم پیرا سٹرو میں پیش کر دو، میں تسلیم کروں گا۔"

"مشین ایک مینڈو تیار ہوں گی اور تم دو مشینوں کے اختراعات برداشت کرو گے، ہمارے پاس ایک ایک مشین ہوگی تو تم آپس میں جھگڑا نہیں کریں گے، ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیں گے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ جب ہمارے پاس ایک ایک مشین ہوگی تو تم ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کریں گے۔"

ان کے درمیان یہ بات طے پا گئی۔ کرنل جیم کے دماغ میں بھی یہ بات لگ رہی تھی، آخر اس کے دماغ میں تو پیرا سٹرو کی چارین منتقل ہوئی تھیں۔ اس نے بھی اسی طرح میجر برنٹ سے خفیہ ملاقات کی اور خفیہ معاہدہ کیا۔ میجر برنٹ نے کہا: "میں ایک مشین دو مشینیں تیار کر دے گا، تم جیم کو ایک دوسرے سے مشین کے لیے جھگڑا کرنا۔"

وہ جیم اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ انہوں نے یہ چال بازی ان پیرا سٹرو کے دماغ سے حاصل کی تھیں۔ پیرا سٹرو کیسے قہر جاتا

اس سے ہی میجر برنٹ سے خفیہ ملاقات کی کہ اس سے کہا: تم جانتے ہو، میں لگنے وسیع ذرا لگ گیا ہوں۔ اس مشین کو تیار کرنے کے لیے تمہیں ایسی سوئیں فراہم کروں گا جو دوسرا نہیں کر سکتا۔"

میجر برنٹ نے کہا: "میں کسی دوسرے کے ساتھ یہ مشین تیار کرنے کی حماقت نہیں کروں گا لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"ایک مینڈو تیار کر دو، میں تسلیم کروں گا۔"

"ایک مینڈو دو مشینیں تیار ہوں گی، ایک تمہارے پاس ہے گی اور ایک میرے پاس، تاکہ ہم مشین کے معاملے میں ایک دوسرے کو دھوکا نہ دے سکیں۔"

پیرا سٹرو نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا۔ وہ تین اپنی اپنی دانست میں بڑی چالیں چل رہے تھے مگر اصل چال باز میجر برنٹ تھا۔ جب سے پیرا سٹرو کی چال بازی اس کے دماغ میں منتقل ہوئی تھی وہ کچھ زیادہ ہی شاطر اور حکمرا ہو گیا تھا۔ ہر ایک کو اس کی جگہ مطمئن کرتا جا رہا تھا۔

وہ رات کو گھر آنے کے بعد جاڑ ڈیزائن بنا دیتا تھا۔ ایک ڈیزائن اصلی ہوتا تھا اور باقی تین نقل ہوتے تھے۔ وہ اس بات کا پورا خیال رکھتا تھا کہ نقلی ڈیزائن پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے اور اصل کسی کے ہاتھ نہ گئے۔ اسے ایک اصلی ڈیزائن تیار کرنے میں دس دن لگ گئے، کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ نقلی ڈیزائن بھی تیار کرنے پڑتے تھے اور نقلی ڈیزائن پر بھی بہت زیادہ محنت ہوتی تھی۔ آخر کار وہ چار ڈیزائن تیار ہو گئے۔ اس نے اصل کو چھپا لیا اور باقی تین کو تینوں میں الگ الگ خفیہ ملاقات کے دوران تقسیم کر دیا۔

ہر ڈیزائن کے ساتھ ایک نمونہ تھی جس میں اخراجات کا تخمینہ دیا گیا تھا اور میں چیزوں کی مزودت تھی، ان کی تفصیل دی گئی تھی وہ تینوں اپنے اپنے ذرا لگنے استعمال کر کے وہ چیزیں حاصل کرتے تھے۔ اس میں ایک دلچسپ بات یہ تھی کہ ان تینوں کے ڈیزائن نقلی تھے مگر جن چیزوں کی نمونہ بنائی گئی تھی وہ اصلی تھیں۔ اس نے سوچا کیا تھا، مشین تیار کرتے وقت اندر سے اصل پڑنے غائب کر دے گا اور نقلی پڑنے لگا دے گا۔

اسے اس سلسلے میں بڑی محنت کرنا پڑی تھی۔ تینوں کو الگ الگ مطمئن کرنا پڑتا تھا۔ الگ الگ خفیہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ پھر ان کے لیے تین الگ خفیہ آڈے قائم کیے تھے جہاں ان کے ہاتھ کی مشینیں تیار ہوتی تھیں اور اصلی مشین وہ لینے گھر میں تیار کر رہا تھا۔

تقریباً ایک ماہ بعد جنرل ڈیکور نے دیکھا، خفیہ آڈے میں دو مشینیں تیار ہو گئی تھیں، ایک اس کے لینے لیے، دوسرے میجر برنٹ کے لیے۔ اس نے کہا: "ہیں اس مشین کو مانا جاسیے کسی کے دماغ کی صلاحیت کسی دوسرے میں منتقل کرنا چاہیے۔"

اس نے کہا: "میں اس مشین کو مانا جاسیے کسی کے دماغ کی صلاحیت کسی دوسرے میں منتقل کرنا چاہیے۔"

میر برائٹ نے کہا: فی الحال تم اپنی مشین کہیں سے لے جا کر چھپا دو۔ میں اپنی مشین لے جا رہا ہوں۔ موقع ملے ہی ہم کسی کو بچا لائیں گے پھر اس کے درمیان میں میں کو آئے گا۔

جنرل ڈیکورا ملٹن جو کہ اپنی مشین لے گیا۔ اس کے ساتھ دن اور وقت مقرر ہو گیا تھا کہ کس وقت اس مشین کو اڈنبرا لایا جائے گا۔ اس نے پورا سزا اور کرل ٹم کے ساتھ بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا۔ ایک ایک مشین سے دی اور ان کے ساتھ ایک ایک نقلی مشین لے لیا اور ایک ایک دن اور وقت مقرر کر لیا کہ اس دن وہ اپنے ہاں اس مشین کی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔

وہ بڑی سلاطین کا حلیہ میں مل رہا تھا۔ اس کے گھر میں اصل مشین رکھی ہوئی تھی۔ جب جنرل ڈیکورا اس کے ہاں مشین کو آڑ ماننے کے لیے آیا تو اس نے اصل مشین کے بدلے اس کی کارکردگی کا مظاہرہ کر لیا۔ دو ماہ اور معمول کو رکھا گیا۔ اس مشین نے بڑی کامیابی سے اپنے نتائج پیش کیے۔ جنرل ڈیکورا ملٹن ہو کر چلا گیا۔

میر برائٹ اور کرل ٹم کے ساتھ بھی حلف دن اور وقت مقرر کیا تھا۔ اس نے انھیں بھی ملٹن کر دیا۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ خوش خیمی میں مبتلا تھے کہ وہ طرانسفاہر مشین صرف ان کے اور میر برائٹ کے پاس ہے۔ باقی دو ساتھی اس سے محروم ہیں۔

اب نئی مجال بننے کا وقت آیا۔ میر برائٹ نے پھر اس سے خفیہ ملاقات کی اور کہا: ہم ایک نئی جگہ میں جنرل ڈیکورا اور کرل ٹم کو لگائے گئے۔ پھر یہ طے کریں گے کہ جب تک کوئی ہل چلتی جائے والا ہمارے ہاتھ میں آتا، اس مشین کو قابل عمل نہیں رہتا چاہیے اس کا نذر سے کہ لیے بجز نہ نکال دیے جائیں جن کے بعد کوئی اسے استعمال نہ کر سکے۔ صرف ہم چاہا دی ہی اسے ہینڈل کر سکیں۔ جب جنرل ڈیکورا اور کرل ٹم اس بات پر راضی ہو جائیں گے تو یہ طے پائے گا کہ اس مشین سے جتنے بجز نہ نکالے جائیں گے وہ ہم چاہوں میں برابر تقسیم کر دیے جائیں گے تاکہ ایک ساتھی کے بغیر باقی تین ساتھی اس مشین کو قابل استعمال نہ بنائیں۔

یہ فیصلہ بھی مان لیتے کیونکہ کسی کو یہ خوش نصیبی تھی کہ ان کے لیے اپنے گھر میں ایک مشین رکھی ہوئی ہے۔ اگر خانے کی مشین کے بجز نہ لگتے ہیں تو نکلے دیں۔ میر ان میں سے کہہ کر بڑے ان کے ہاتھ بھی آجاتے۔ ٹھکر کی بات نہیں تھی شیعہ کی گونا گوش نہیں تھی۔ میرا دل وہ تینوں اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے مطابق انھوں نے پھر خصوصی اجازت نامہ حاصل کر لیا۔ اس درخانے میں گئے۔ مشین کو کھولا گیا اس کے بجز نہ نکالے گئے اور چاروں میں برابر تقسیم کر دیے گئے پھر اس مشین میں نقلی بجز نہ لگادیے گئے جو کسی کا نہیں لگتے تھے۔ میر برائٹ کی مجال بازی قابل واد تھی۔ اس کے ساتھ یہ مرد

تینوں بھی کہہ پا رہا تھا۔ میں نے اسے اپنے عمدہ پلاننگ کا کوئی کس کو اس پر شہر میں ہو سکتا تھا۔ تینوں کو ایک ایک نقلی مشین دے کر ملٹن کر دیا گیا تھا اور اصرار ملٹن کو یہ کارہ بانٹنے کے لیے اس کے بجز نہ نکال کر چاروں میں تقسیم کر دیے تھے۔ اپنے ہاتھ میں جو بجز نہ رکھے تھے، وہ سب سے زیادہ اہم تھے۔ ان کے بغیر طرانسفاہر مشین کسی کام کی نہ رہتی۔ ان بجزوں کی عدم موجودگی میں کوئی ٹیکہ نہ انھیں جو سکتا تھا۔ ان کا ڈیوائس تیار کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی ٹیکہ میں تیار کر سکتا تھا۔

مشین کا مرحلہ ہو گیا تھا۔ اب ایک ایسی جینیں جاننے والے کی ضرورت تھی۔ ان کی خدمت میں خرابی دہلی تیمور، روسی، قبیلہ جو جو، مورینا اور امرتھتے۔ انھوں نے میرا نام کاٹ دیا تھا۔ وہ میرا متعلق یقین سے نہیں کر سکتے تھے کہ جو میرا اصلی چہرہ ہے، وہ اصلی ہے یہی نہیں، اتنی بار میری ڈی سے دھوکا کھا چکے تھے کہ اب ایسی حماقت کرنا نہیں چاہتے تھے۔ لہذا میرا نام ہی کاٹ دیا تھا۔

میر سے بعد جو جو کا نام لیا ہوا تھا۔ انھیں بتایا گیا تھا کہ اس کے دماغ سے ٹیلہ پتھری کی صلاحیتیں ہمیشہ کے لیے مرناد ہی ہیں۔ لہذا انھوں نے جو جو کو بھی خدمت سے نکال دیا۔ اس کے بدلے میں ہم نے اس کے جو میکروٹ اینجٹ تھے انھیں خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ آرمز کا پتلا نہیں بنے تاکہ اس کا چھپا کر رکھا گیا ہے۔ مقرر ملنے ہی اسے وہاں سے انکار کر کے پورا سزا کے پاس پہنچایا جائے۔

ان کی خدمت میں تین عورتیں رہتی تھیں، روسی، شیبلا اور ڈوینا۔ اگر ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ ٹیلہ پتھری کی صلاحیتیں اپنے دماغ میں منتقل کر سکتے تھے۔ اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ ہم انھیں کوئی نقصان پہنچانے کی دیکھ دیں گے۔ جب ان کا تعلق کسی ایک سے، کسی خلیہ سے نہ ہوتا تو انھیں کسی نقصان کی پروا نہ ہوتی۔ وہ تو ذاتی طور پر شیبلا اور ڈوینا میں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بہرام لنگولی کے ذمے ہے ان کے ذہن بہت زیادہ حساس ہو گئے تھے۔ وہ ہماری سوچ کی لہروں کو باہر نکال دیتے انھیں ہر طرح سے اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔

وہ چاروں اپنے اپنے حصے کی مشین حاصل کرنے تک اپنی حفاظت کے لیے کبھی راز داری سے انتظامات کر رہے تھے۔ میرا سزا جانا تھا۔ جب تک وہ اس حملے پر رہے دنیا کے ایک ہر سے دوسرے ہر سے تک اس کے آزار کو موجود نہیں لگے۔ عمدہ ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ کسی ہر حکم نہیں چلا سکے گا۔ انھیں اپنی حفاظت کے لیے استعمال نہیں کر سکے گا۔ لہذا جب چاہا اپنی ایک الگ تنظیم قائم کر رہا تھا۔ اس طرح جنرل ڈیکورا اور کرل ٹم بھی یہی کر رہے تھے۔ میر برائٹ نے کہا: دو سو تو میرے

ایک دوسرے کے تعاون سے دنیا کی عظیم و مغرب مغین حاصل کر رہے ہیں۔ اب ہمیں ایک دوسرے سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن یہ حکومت میں کسی دن بھی ہمارے مہموں سے بظرف کر سکتی ہے۔ ہاتھ میں بی بی ہوئی تاکہ مشین کا پول کسی دن بھی کھل سکتا ہے۔ میں اس سے پہلے ہی یہاں سے جانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں اپنا استعفا پیش کر چکا ہوں۔

میرا سزا، جنرل ڈیکورا اور کرل ٹم نے کہا: میرا ہم خود کئے والے تھے کہ تمہیں استعفا دینے کے لیے اس ملک سے چلے جانا چاہیے۔ جب مشین کے کارہ ہونے کا راز کھلے گا تو ہم صاف طور پر کہہ سکتے ہیں کہ میر برائٹ کی ذمہ داری تھی۔ ہمیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اس مشین کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

میر برائٹ نے ہنستے ہوئے کہا: سارا الزام میرے سر توڑنا چاہیے ہو، لیکن مجھے پروا نہیں ہے۔ میں یادوں کا یار ہوں۔ تم لوگوں کی خاطر یہ الزام اپنے سر لے لوں گا۔

اس کا استعفا منظور کر لیا گیا۔ اس نے مشین کو کھول کر اس کے مختلف حصے مختلف سوٹ کیموں اور جھپوں میں رکھ دیے تھے۔ گھر میں جو ضروری سامان تھا وہ بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ باقی کہہ کر چھوڑ دیا کہ پہلے مشین کو کھینچا کر آئے گا، پھر گھر کا سامان لے جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنی دیکھیں کار میں بیٹھ کر رخصت ہو گیا۔ وہ سب جانتے تھے، ان کے ہاتھوں میں ایک خفیہ معمولی ہے۔ ٹیلہ پتھری کی صلاحیتیں حاصل ہونے کے بعد وہ اور غیر معمولی بن جائیں گے۔ ایسے میں ساری دنیا ان کے پیچھے پڑ جائے گی۔ لہذا پہلے سے ہی اپنی حفاظت کے انتظامات پورے تھے۔ میر برائٹ درپردہ انتظامات کرتا رہا تھا۔ مشین کو کھولنے کے بعد اس کے کئی حصے ہو گئے تھے۔ وہ سب سوٹ کیموں اور جھپوں میں رکھے ہوئے تھے۔ اتنا سامان لے کر اس ملک کی سرحد سے نکلنا پونوں کا کھیل نہیں تھا۔ وہ کسی بیک پورٹ سے نکل کر یہی دوسرے ملک جا سکتا تھا۔ لیکن اس میں بھی خطرہ تھا۔ کسی بھی بیک پورٹ پر خطرناک جھڑپوں سے ٹکراؤ ہو سکتا تھا اور مشین ہاتھ سے نکل سکتی تھی۔ لہذا اس نے سب سے پہلے مشین کو چھپا کر رکھنے کا انتظام کیا تھا۔

وہ ایسی عملی بنا کر رکھی تھی جتنا تھا جس میں نہ خانہ مزدوروں، لیکن ایسی کوٹھی نہیں مل رہی تھی۔ اس نے فی الحال ایک ایسا مکان خرید لیا تھا جس کے پیچھے ایک خاص قبیلہ کا قبرستان تھا۔ اس مکان کے دروازے والے مرنے کے بعد وہیں دفن کیے جاتے تھے۔ وہاں ایک بڑھیا اور بڑھیا لیا تھا۔ دو نوٹوں میں بڑی مکان کو بیچ کر ایک ایک کو چاہے تھے۔ میر برائٹ نے اس مکان کو

کے ذمے نام سے خرید لیا۔ خریدنے کے لیے اپنے ایک دست بردار کو سامنے رکھا۔ اس نے جٹ وارنرین کر کا فدا کر دیا۔ اس طرح میر برائٹ اس مکان کا اور پیچھے والے قبرستان کی زمین کا مالک بن گیا۔

اس نے مکان خریدنے کے علاوہ اور دو کام کیے تھے۔ ایک تو بلاسٹک سرجری کے ڈاکٹر سے چہرے کی سرجری کے سلسلے میں وقت مقرر کر رکھا تھا۔ دوسرے ایک نئی دیکھیں کار خرید کر لائے۔ اس کے گھر میں رکھی تھی، وہ اپنے تینوں ساتھیوں سے رخصت ہو کر دیکھیں کار میں گیا تھا۔ سزا میں لایا جانے کے بعد اس کے گھر تک پہنچا۔ وہاں اپنی دیکھیں کار رکھ کر لیا۔ اس کا سامان نئی دیکھیں کار میں منتقل کیا۔ اس کے بعد پرائیویٹ دیکھیں میں بیٹھ کر ٹیس میں ڈور ایک چھوٹے سے ماڈن میں پہنچا گاڑی کو ایک جگہ چھوڑ دیا۔ وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر لوہے کے پورے گھرنے کی طرف آیا۔ ٹیکسی والے کو کہہ دے کہ رخصت کیے۔ میر نئی دیکھیں کار میں بیٹھ کر اپنے نئے مکان میں آیا۔ وہاں اس نے تمام مشین کے حصے اور اپنی ضرورت کا سامان کروں میں رکھا تھا لگایا گیا۔ وہاں سے پہلے پتلا ہوا جگہ ڈور گیا۔ پھر وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر بلاسٹک سرجری کے ڈاکٹر جیمز بولڈن کے پاس پہنچ گیا۔

ڈاکٹر جیمز بولڈن اس کا بچپن کا ساتھی تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی نظرت سے اچھی طرح واقف تھے۔ جیمز بولڈن جو ہر روز زندگی گزار رہا تھا۔ ان سے صحاری معاوضہ وصول کرتا تھا۔ سرجری سے پہلے طے ہو جاتا تھا کہ چہرہ کس قسم کا ہو گا یا اس سے شہادت رکھتا ہو گا۔ پہلے ہی اس چہرے کا ایک خاکہ بنا لیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سرجری ہوتی تھی۔ سرجری کے بعد جو چہرہ تبدیل ہوتا تھا، اس کی تصویر اتارنے کے لیے ڈاکٹر جیمز بولڈن نے خفیہ انتظامات کر رکھے تھے۔ ان جھڑپوں کو بنا نہیں چلتا تھا۔ چہرہ تبدیل ہونے کے دس منٹ بعد ہی ان جھڑپوں کو ان کے نئے چہروں کی تصویریں بن جاتی تھیں اور جیمز بولڈن دارننگ دیتا تھا: اگر اپنے نئے چہروں کو راز میں رکھنے کے لیے مجھ جیسے راز دار کو ختم کرنے کی کوشش کرو گے تو یہ تصویریں تاوان کے معاملات تک پہنچ جائیں گی، میں پہلے ہی ایسے انتظامات کر لیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس لاکر کو کھولا جائے گا جو میرے نام سے ہے۔

متمسیر یہ کہ وہ جھڑپوں کو بلیک میل نہیں کرتا تھا۔ صرف اپنی حفاظت کے لیے لیا کرتا تھا۔ میر برائٹ نے کہا: میں تمہارے ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں تمہیں نئے چہرے کی تصویر اتارنے میں مدد دوں گا۔ اپنے چہرے کا خاکہ خود بنانا اور ایک ایک کو چاہے تھے۔ میر برائٹ نے اس مکان کو

بلایک سرجری کرتے وقت مختار سے سامنے بیٹھ کر وہ اور وہ جو خفیہ تجربے بنادیاں سے بنا دیے جائیں گے۔ میں متلا دوست ہوں یہ نہ سمجھتا کہ کراڈ گولم۔ ہم معاوضہ لینا چاہو گے تو معاوضہ دوں گایا میرے ساتھ ہمیشہ وفادار دوست بن کر رہو گے تو تمہیں ایک عزیز بنوں گا۔

”میرے پاس انشا فرمیشن ہے، ہم دونوں اس کے دلینے میں تیسری کا صلہ حاصل کر سکتے ہیں۔“

ڈاکٹر جیمز بولٹن تیار ہو گیا تھا۔ اس نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے تمہیں کھائیں کہ وہ ہمیشہ وفادار ساتھی بن کہے گا اور دونوں ایک ایسی خفیہ تنظیم بنائیں گے، ایسے جان نثار محافظ رکھیں گے کہ ان پر کسی آج نہیں آئے گی۔ میرا بولٹن جیمز بولٹن نے پہلے ہی سے معاملات طے کر لیے تھے۔ لہذا بلائیک سرجری ہو گئی تھی صرف اتنا ہی نہیں، اس نے اپنے ہاتھوں کی دس انگلیوں کی بھی سرجری کرائی تاکہ پہلی انگلیوں کے نشانات کے ذریعے کبھی بچاؤ نہ جائے۔ اس کے سر کے بال مرضی نائل نم سے تھے۔ اس نے بالوں کو سیاہ کر لیا۔ وہ اس تبدیلی کے سلسلے میں ڈاکٹر جیمز بولٹن کے ہاں ایک دن اور ایک رات رہا۔ دوسرے دن وہ دونوں اس نئے مکان میں کے سب مشین کو چھپانے کا مسئلہ تھا۔ وہ کوئی پرامن مشینیں بنا تھا۔ دونوں دوست شام کو بیٹھ کر خوب چیتے رہے، مستقبل کے لیے منصوبے بناتے رہے نہ بہت سہولت ڈراگہری ہوئی تو انھوں نے باہر کی تیاں بچھا دیں، کڑاں اور بیچلے کر قبرستان میں گئے پھر ایک بڑی قبر کھودنے گئے۔ انھیں یہ کام کرنے کی عادت نہیں تھی۔ پسینہ پسینہ ہو رہے تھے جو جی تھی، اس کا نشہ آتا جا رہا تھا، وہ بوتل منڈے لگا کر دو چار گھنٹے بھرے کے بعد بھر کھوٹے اور پیلے سے مٹی ہٹانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔

آخر وہ قبر کھول گئی۔ اندر ایک سڑا ہوا کڑی کا بوتل تھا جس میں دیکھ اور جاننے کیسے کیسے کڑے گئے ہوتے تھے۔ کوئی کرود ہو گئی تھی۔ اندر اسان ڈھا پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے پوچھا کیا ڈھا پڑا ہوا بوتل کی کڑی میں بھی بڑھ کر لانا ہوں گی؟

”کوئی ضروری نہیں ہے۔“
 پھر چلو وہ مشین میاں لائیں۔
 میرا بولٹن نے ایک ریو اور نکالا، جیسا کہ ہمیں پتہ تھا۔ پھر کہا۔ یہ قبرستان کے لیے نہیں ہے۔ وہ بے چاری تو خاموش رہتی ہے۔ تم بولتے رہتے ہو، کہیں بھی بول سکتے ہو کسی سے بھی بول سکتے ہو۔ وہ ہم کو بلا۔ کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ اپنے دوست کو ہلاک کرو گے؟

پہلے سے حاصل کرنے کے لیے خون کے دشمنوں کو بھی ختم کر دیا ہوا۔ تم تو زبان کے دشمن رہو اور جرموں کی زبان پر بھی مجبور ساتھی ہو۔ وہ بولٹن کر رہا تھا۔ پھر جیسا کہ اس نے گولی جادی۔ آخر وہ بولٹن تھا۔ ہم تار تار کے باوجود پتہ نشانہ لگا سکتا تھا۔ پھر جیسا کہ بولٹن نے سلاستیں اس کے دماغ میں منتقل ہو چکی تھیں، لہذا دوسری گولی بھرنے نہیں گئی۔ وہ تڑپ کر گیا۔ جو قبر کھودی تھی، اس کے کنارے ہی میرا بولٹن نے اسے ایک عکس کراری تو وہ لڑکھاتا ہوا قبر کے اندر گیا۔ یہ کام تو ایسے ہی وقت کے لیے ہے کہ انھی اپنی قبر کھودو۔ اس رات میرا بولٹن نے بڑی منت کی، بعد میں اسے بولٹن نے قبر کھودنا پڑی۔ وہاں اس نے مشین کو لے کر جا کر چھپایا۔ بات صرف چھپانے کی تک نہیں تھی۔ ان دو قبروں کو کم از کم آٹھ دس سال پرانا نظر آنا چاہیے تھا۔ اس کے لیے وہ پہلے ہی سینٹ، ریت وغیرہ کا اضافہ کر چکا تھا۔ اس نے دونوں قبروں کو پھیلے پختہ بنایا۔ ان پر پتھر لگا کر ڈالا۔ پھر اپنے کمرے میں آکر سو گیا۔ صبح اٹھ چھ اٹھ کر اس نے دو درازوں کو جا کر دیکھا۔ وہ بہت آدرا مشینوں پر تھی جس میں مکان اور قبرستان کے چاروں طرف اونچے چار دیواری تھی۔ باہر سے دیکھ لے جانے کا اندازہ نہیں تھا۔ اس نے تیراب کی ایک بوتل کھولی، پھر اس میں سے تھوڑا تھوڑا تیراب دونوں قبروں پر بھرتے لگا۔ جہاں تیراب کے قطرے گر رہے تھے وہاں کی سینٹ تھوڑی گھنے لگتی تھی۔ اس نے بوتل کو بند کر دیا۔

پھر اس نے پیلی کو مٹایا اس سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر دونوں قبروں پر ڈالنے لگا۔ وہ مٹی تیراب کے ساتھ بہت سہولت پر جمتی جا رہی تھی جیسے برسوں سے مٹی جی ہو تیراب کے اثر سے سینٹ کا رنگ اڑ گیا تھا۔ کوئی انھیں دیکھ کر کہہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ دو قبروں سے بچتی رات ہی چست کی گئی ہیں۔

اس نے دن کے باہر کچھ تک یہ کام مکمل کر لیا۔ صرف اسے اطمینان ہو گیا۔ مشین چھپادی گئی تھی تو وہاں تک پہنچنے میں سکتا تھا اور کوئی اسے صورت و شکل سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ پہلے ہی دنوں سے وہ ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے میں بولنے کی مشق کر رہا تھا۔ یہ مشق جاری تھی اور وہ کامیاب ہو گیا تھا۔

مجرم اپنا جرم چھپانے کے لیے ہر پہلو، ہر نکتے پر غور کرتا ہے۔ ان نام کا مول سے فارغ ہو کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ سونے کا مکان سالیبا پلو ہے، جو میری کمزوری میں سکتا ہے؟
 بہت سوچا کہ کیا وہ بعد یاد آیا کہ اس نے یہ مکان خریدا؟ اگر اس کے تینوں ساتھی دشمن بن کر اسے تلاش کر رہے ہوں تو ان سے یہ پتہ چھپانے کے لیے کمزور رہے۔ وہ بڑا سفاک فرمیشن چھپانے کے لیے ضرور دیکھ لونی مکان یا کوئی وغیرہ خریدا ہے گا۔ پھر اس پر بہت ہنسنا پڑا۔

وہ جو سکتا ہے کہ دشمن کی قبر میں چھپائی گئی ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک اس پہلو پر سوچتا رہا پھر اس نے ٹرانسپیرر لے لیے اپنے دست راست کو مخاطب کیا۔ اُسے حکم دیا۔ آج ایک کسی عورت کو میاں کرانے دار کے طور پر بلاؤ۔ اگر وہ جوہر لدا والی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ اس کے ساتھ کسی مرد کو تو ہونا یہ اور نہ ہی کسی مرد سے اس کے تعلقات ہونے چاہئیں۔ میں ہاؤں، تمہیں یہ مکان خالی ملے گا۔ آج شاہک کرانے دار کو باپلا ہے۔“

اس نے ٹرانسپیرر کو بند کر کے اپنے سوٹ میں کھول کر بیٹھی بیٹھ کر اپنے لیے داڑھی اور مونچھیں نکالیں۔ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے چہرے پر لگا لیا۔ آٹھوں پر ایک ٹینک چھانک کر اس کے ہاتھ رکھا پھر اپنا نام اسان آٹھ کر لائی میں رکھ دیا۔ وہاں سے بڑھا اس دفتر میں پہنچا جہاں جاننا دھڑکنے اور بیٹھنے والوں کے (رجسٹر میں درج ہوتے تھے اور ان کے کاغذات پر مہر میں لگائی ان تھیں۔ وہ میدھا سینڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کے پاس پہنچا پاس نے کہا۔ تشریف رکھتے ہیں آپ کی کی خدمت کر سکتا ہوں؟

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ خدمت تو میں کون سے آیا ہوں؟
 اس نے بریت کہیں کھول کر ٹوٹی کی گڈیاں نکالیں پھر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ دس ہزار ڈالر میں دینا کے ایک ہسٹے سے دوسرے ہسٹے تک ڈالر کی حوم ہے۔ سب اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر یہ ڈالر کام نکالنے کے کام آتا ہے، خود چل کر آپ جیسے افسروں کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

”بہت دلچسپ آدمی ہو، ویسے تو کیا ہے؟“
 آج سے پندرہ دن پہلے ایک مکان کی سہیجا اور کسی سفر پر آیا۔ آپ کے رجسٹر میں خریدنے اور بیچنے والے کا نام آتا ہے۔ فریو دے ہے نہیں چاہتا ہوں وہ نام مشاودا جاتا ہے۔
 ”نام تو سٹ جائے گا لیکن وہ حیکر خال رہے گی۔ وہاں کس کا نام لکھا جائے گا؟“

”آپ پہلے ہی گڈیاں سنبھال کر رکھ لیجیے، ڈالر کو بڑی جلدی تو رکھیں سبکیا آپ اپنے کھولیں گے کہ ان پر کسی کی نظر پڑے؟“
 اس نے گڈیاں اٹھا کر اپنے بریت میں رکھ لیں۔ پھر بڑھ چلا۔ ہاں جاؤ اور رجسٹر میں کس کا نام ہو گا؟
 میرا بولٹن نے سوٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر کہا۔ وہ مکان میں ٹیک لاکھ دس ہزار ڈالر میں خرید لے۔ دیکھنے میں پلانا سا ہے کہ ہزار ہزار روپے گزرتے ہیں اس کے ساتھ ہے۔ اتنا مکان اس کے نام ہو گا۔

وہ افسر ایک دم سے چونک کر سیدھا بیٹھ گیا۔ پوچھنے لگا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ اس مکان سے میرے نام کیسے ہو گا؟ میرا بولٹن نے مکان کے کاغذات نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے۔ وہ تھوڑی دیر تک کاغذات کا مطالعہ کرتا رہا پھر پریشان ہو کر بولا۔ آخر اتنا کیا ہے؟ میرے نام کیسے کیا جائے گا اور جیسا میں اپنے نام کیوں کروں گا؟

”ایک لاکھ دس ہزار ڈالر کا مکان آپ کو مفت مل رہا ہے کیا آپ لینے سے انکار کریں گے؟“
 ”آخر اس میں گھبرا گیا ہے۔ ضرور کوئی بچہ وہ معاملہ ہے؟“
 ”آپ میرے ساتھ ہی چل کر وہ مکان دیکھ لیں۔ اگر کسی قسم کا خفیہ ہو تو بے شک آپ انکار کریں۔“

اس نے پوچھا۔ آپ مکان میرے نام کریں گے لیکن وہی ہزار روپے میں؟
 ”وہ بھی آپ کے؟“
 وہ حیرانی سے بولا۔ تکال ہے ایسی یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ ایسا کیوں کر کہتے ہیں؟
 ”پہلے آپ میرے ساتھ چل کر اپنے شوک و شہادت دیکھ لیں۔“
 اتنی بڑی دولت اور ناماداد تھا۔ اتنی ہی سہلا وہ کب سے چھپنے والا تھا۔ فوراً اٹھ کر اس کے ساتھ ہو گیا۔ اپنی کار میں آکر چھپا پھر ٹریف کرتے ہوئے اس مکان کی طرف جانے لگا۔ سیر برائٹ نے کہا۔ میں آپ کی پریشانی دور کروں۔ کچھ دشمن میرے پیچھے گئے جو تھے ہیں۔ وہ جانتے ہیں میں بہت دولت مند ہوں، کہیں چھپنے کے لیے کوئی مکان خریدیں سکتا ہوں لہذا وہ خریداری کے کاغذات دیکھنے کے لیے آچکے دفتر ضرور آئیں گے۔“

وہ اس مکان میں بیٹھ گئے۔ افسر نے اسے اندر لاد باہر سے اپنی طرح دیکھا پھر قبرستان کو دیکھتے ہوئے بولا۔ یہ سب کیا ہے؟
 ”میں نے جن سے خریدنا ہے ان کے عزیزوں اور بزرگوں کی قبروں میں، انھوں نے درخواست کی تھی کہ کم از کم ایک دس ٹیک ان سے وہہ کیا تھا لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ ہو سکے تو آپ ان کی خواہش کا احترام کیجیے اور یہ قبریں ایک برس تک یونہی رہنے دیں۔“

”مجھے تو لگتا ہے جہاں ان قبروں میں اسلگنگ کا سبب چھپایا گیا ہے۔“
 میاں کڑاں اور پیلی دونوں ہی موجود ہیں۔ میں کڑاں سے کھودتا ہوں، آپ پہلے سے مٹی ہٹاتے جائیں۔ جس قبر کو دیکھنا چاہیں، دیکھ سکتے ہیں۔“

دہ ہشتے ہوئے پولا نہ تیریں، میں تو منہ لک کر ہاتھ داسی قبر میں
کھونٹے میں ہی دن لگ جائیں گے۔

”آپ اطمینان سے ایک ایک دن ایک ایک جہر کھو دو کر
دیکھتے جائیں لیکن اس جہر سے میرے نام کو شفا ملے گی۔ اس کی جگہ
کسی دوسرے کا نام آنا چاہیے اور کوئی دوسرا ایسے بہتر کون ہو سکتا ہے؟“

”وہ داییں دفتر کی طرف جلتے ہوئے پولا نہ اچھی بات ہے، میں
تمسا لیا کیا کر دیتا ہوں لیکن ان قبروں کو کھود کر دیکھتا رہوں گا۔“

”میرے شک، مزدور دیکھیں لیکن یہ قبریں میں نہیں چھو رہی ہیں
گردیں، لیکن جو ہیں پورے جوڑے سے میں نے اسے خریدیا ہے وہ
میراں کبھی کبھی ضرور آیا کرے گا۔ میں ان کو دل میں تو زنا چاہیے۔“

”یہ ایسا ایسی کر لیا گیا؟“

”وہ دفتر پہنچ گئے وہاں افسر نے وہ ہڑت ملو گیا اپنی درواز
کھول کر ایک ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی میں ایک ایسا لوش تھا جو کسی بھی تحریر
پر صبر دیا جاتا تو وہ جھٹ جاتی تھی۔ کانڈ پینڈ کی طرح سادہ، جو جاتا تھا۔
ان کا ہاتھ تھا جہاں پیر برائٹ نے زعفرانی نام لکھوایا تھا وہ مٹا دیا
گیا۔ اس پر لڑنا کا نام لکھوایا گیا اس طرح لڑتے ہی جہڑی آگئی، جہاں
زفری خیر لکھوایا تھا وہاں افسر نے اپنے دستہ کو کہہ دیا۔ اس
طرح کام پتہ ہو گیا۔ پیر برائٹ نے اس سے معافی لیا۔ پھر زہمت
ہو کر اپنی گاڑی میں آیا، اس کے رنگین مٹی سے چڑھانے پیر لڑنا کھال
کر اپنے دست راست کو غائب کیا۔ پھر چھوٹا کھسرت کا بندوبست ہوا۔“

”جناب! اچھی کر رہے ہیں۔“

”اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ مکان اسی طرح خالی
بہنے دو۔ میں نے دوسرے کے نام کو دیا ہے اب آدھ کا کڑھ کرنا۔“
”اس نے لڑنا نہیں بند کر کے اطمینان کی گری ماسٹری لے لیا اب اتنا
پتہ کام ہو گیا تھا کہ وہ تینوں آسے کبھی تلاش نہیں کر سکتے تھے اور نہ
ہی لڑنا تھا زفری میں کب پہنچ سکتے تھے۔ اس نے اب تک کہتے ہی
کا کہے آسے میں کر لیتے تھے۔ آٹھ مہی ایک مضبوط اور خطرناک تنظیم
کی تشکیل کے لیے ایسے لوگوں کو تلاش کرنا تھا اور سب سے پہلے تلاش
ایک ٹی ٹی ٹی جاسٹھ کی تھی۔“

”اب ذرا ان تینوں کو دوا دینی۔ پیر ماٹھ جہڑی ڈیکور رار
اور کرنل ہم زیادہ دنوں تک خوش رہ سکے۔ پیر برائٹ دوسرے
دن اپنا سامان لینے نہیں آیا۔ اس کی جگہ جس افسر کی تقرری ہوئی تھی،
اُسے وہ ہنگامے والا تھا لیکن وہاں پیر برائٹ کا سامان رکھا ہوا تھا۔
اس کا استخفا متلو کر کے والوں نے اس کے نام کو لٹس سمجھا لیکن ٹوٹس
کمان پھینچا، جبکہ وہ لپٹا تھا۔ آخرا پیر سے یہ احکام صادر کیے
گئے کہ اس کو اتنا سامان اٹھا کر سڑوٹ کارڈ میں لگ کر دیا جائے جب

وہ آئے گا تو لے جائے گا۔ وہ بھلا تھا آفسر کے لیے کھول دیا جا رہا
پیر ماٹھ نے کلمہ ہلا دیا ایک اجتہاسا تھی تھا پتہ نہیں لگا
چلا گیا۔ اگر اجازت ہو تو ہم امانت کے طور پر اس کا تمام سامان
رکھ لیتے ہیں۔“

”انہیں اجازت مل گئی۔ کرنل ہم اپنے ساتھ ایک جہڑا لڑا کر
لے کر آیا مزدور سامان اٹھا کر اس پر لادنے لگے۔ جب ایک
اسٹور روکھو کھولا گیا تو کرنل ہم حیران رہ گیا۔ وہاں تین عدد لڑنا تھا
میشینیں رکھی ہوئی تھیں، اس نے جلدی سے دوزار سے کھنڈ کرنا
پھر فن کے ذریعے جہڑی ڈیکور کو اطلاع دی۔ جہڑی ڈیکور نے پیر
پیر ماٹھ کو پتہ چلایا۔ وہ دونوں دوسرے چلے آئے۔ یہ ذریعہ طور
سمجھ میں نہیں آیا کہ تین عدد لڑنا تھا زفری مشینیں اسٹور میں کون پڑھیں
پیر ماٹھ نے پوچھا: کیا اس نے چار عدد مشینیں بنائی تھیں
ایک اپنے ساتھ لے گیا لیکن کویاں لاک کر گیا۔“

”وہ اتنا نادان نہیں ہے کہ اتنی اہم مشینیں چھوڑ کر چلا جائے
میرا خیال ہے یہ مشینیں ناکاہ ہیں۔ اس کے گا کی نہیں تھیں اس لیے
چھوڑ گیا ہے۔“

”پیر ماٹھ نے کہا: ہم میراں اس سلسلے میں بحث نہیں کر سکتے
ان مشینوں کو لہوا دوا دینے گھرے چلو۔“

”وہ تینوں مشینیں جہڑی ڈیکور لے کر دوسرے سامان کے ساتھ
پہنچ گئیں۔ وہ تینوں اپنی اپنی پسند کی بوتلیں اٹھا کر بیٹھ گئے۔ پیر ماٹھ
نے پوچھا: آخر یہ کیا پیکر ہے؟“

”تینوں کے دلوں میں چہمت تھی۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ سوچ رہا
تھا۔ میں نے پیر برائٹ کے ساتھ دو لڑنا تھا زفری مشینیں بنائیں ایک
خود رکھی دوسری برائٹ کو دی۔ برائٹ اپنی مشین لے گیا۔ پیر ماٹھ
مشینیں کہاں سے آگئیں؟“

”جہڑی ڈیکور نے کہا: پیر برائٹ نے لڑنا تھا زفری مشین کا جو
نقشہ بنایا ہے اور جہتی ڈیکور کا نقاشہ میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان سب
کی بیوی مرٹ بنائی جائے، ہم اس بیوی مرٹ کے ذریعے کسی بہت
بڑے مینڈک سے رابطہ کریں گے اور اس سے یہ معلوم کریں گے کہ
یہ تینوں مشینیں بالکل ہی ناکاہ ہیں یا کارآمد ہو سکتی ہیں۔“

”کرنل ہم نے کہا: یہ کتنا غلط ہے کہ ہم میں سے کوئی اس کام
شریک تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے کسی اور کو زوار دیا ہو یا نہ؟“

”سوال ہی پیدا نہیں، ہوتا مشین تیار کرنے کے لیے اس کے
بڑے بڑوں کی اور مشینوں کی دھلائی کرنا ہوتی ہے، وہ ہر جگہ نہیں ہو
سکتی، وہ صرف ہم اور تم اپنے اپنے ذرائع سے کر سکتے ہیں۔ پیر ماٹھ
نے یہ کام بہت کم مدت میں کیا ہے اس کا مطلب ہے، بڑی جلدی
اور بڑی آسانی سے سو تین لڑنا تھا ہم کی گئی ہیں اور یہ ہم میں سے کوئی
ہی کر سکتا ہے۔“

”آخر تم اس بات پر کیوں زور دے رہے ہو کہ ہم اس کے
ساتھ شریک تھے؟“

”اگر ہم نے غلطی کی ہے اور ہماری غلطی سے پیر ماٹھ فائدہ
لے گا تو اس کے لیے تو اب بھی ہم سنبھل سکتے ہیں، ہم پہلے غلطیوں سے
ذہر کر کے سنبھل کر اسے تلاش کر سکتے ہیں۔ آخر وہ جانے گا کہاں،
اپنی جلدی اتنا بڑا ملک چھوڑ نہیں سکتا۔ مشین کے کئی حصے ہیں، وہ تمام
حقوں کو لے کر سرحد پار نہیں جا سکتا۔ بلیک پورٹ سے بھی جاتے
گا اس کے لیے ضرور ہے لہذا وہ اس ملک میں ہے اور میں اسے
چمکے، بل سے بھی کھنڈ لٹاؤں گا۔“

”جہڑی ڈیکور نے پیر ماٹھ سے کہا: تم درست کہتے ہو۔ تمہاری
طرح ہم بھی بڑے ذرائع کے مالک ہیں۔ ہم بھی اس کے پاس نہ کہیں
سے چھوڑنا نہیں لگے۔ آخر وہ کچھ کرمان چاہے گا لیکن یہ بات مان
یے نکال دو کہ ہم جس سے کسی نے سازش کی ہے اور اس کا اس سلسلے
میں ساتھ دیا ہے۔“

”کرنل ہم نے کہا: وہ متناہہ لاکر ہاتھ اس کی پشت پر کوئی
مضبوط ہاتھ تھا۔ وہ چھپ چاپ نقشہ بنانا تھا سامان تیار کروانا
تھا اور مشین کے حصوں کو اسبل کرنا تھا۔ اس طرح اس نے تین ناکاہ
مشینیں بنائیں اور جہتی میں کامیاب ہو گیا۔ میں میں کامیاب ہوا کہتے
لے چھپ چاپ نکل گیا۔“

”دیکھا اس کے نقشے اور اس کی تفصیلات کا جائزہ لیا لیکن جب انہیں
طور پر آپریشن کرنا چاہا تو مشینیں اسٹارٹ نہیں ہوئی، اس کی غراموں
کو سمجھنے کے لیے اسے کھولنا پڑا۔ کھولنے کے بعد انکشاف ہوا کہ
اس کے اندر جو بڑے بڑے ہیں وہ اس مشین سے تعلق نہیں رکھتے ہیں
اور وہ ہی اس نقشے میں ان کو کوئی ذکر ہے اور میں انکشاف میں ان
بڑوں کی تفصیل کبھی گئی ہے ان سے یہ مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔
صاف ظاہر ہو گیا کہ بہت بڑا فراڈ کیا گیا ہے اور اب وہ مشین کسی
کا کی نہیں رہی ہے۔“

”یہ زبردست نقصان تھا۔ اُسے حکمران برداشت نہیں کر
سکتے تھے۔ فریج کا عمل انشان نے پیر ماٹھ جہڑی ڈیکور اور کرنل
ہم سے جواب طلب کیا۔ حیلہ کیا جواب دیتے۔ وہ ایک ایسی بات
کہتے تھے کہ مشین کا تعلق پیر ماٹھ سے تھا۔ وہ کیا تھا تھا تھا تھا
میں نہیں آتا تھا۔ جیسا بھی اس تھا ہم کھیتے تھے اس نے دو بار
کامیاب تجربے کیے، ہم سب مطمئن ہو گئے، آپ تمام لوگ ہی مطمئن
تھے لیکن بعد میں اس نے پیر ماٹھ یا اس میں اس کا کلمہ دہرانا۔“

”ایک دن دارا افسر نے کہا: اسی طرح اس خفیہ خانے سے
ہمارے اہم راز کبھی چوری ہو گئے تب بھی آپ لوگ ایسے لگے چوری
جہڑے کی ہے، آپ اس کے نقشے دارا نہیں ہیں۔“

”دو دنوں تک ان تینوں کے خلاف سخت کارروائی ہوتی
رہی، پھر آخری فیصلے کے مطابق تینوں کو ان کے عدلوں سے برطرف
کر دیا گیا، یہ فیصلہ منانے سے پہلے ہی ہو گیا۔ ان سے جواب لپسی ہو
رہی تھی تو جہڑی ڈیکور ہاتھ پاٹ کر رو پڑا ہو گیا تھا۔“

”اس کی رو پڑی ہوئی کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس نے بھی خفیہ طور
سے ایک میکانیکل انجینئر سے رابطہ قائم کر کے اپنی مشین اس کے
ساتھ رکھو دی تھی۔ بیٹھنے میں موجود تھا۔ اس انجینئر نے مشین کو
کھول کر وہی رپورٹ دی جو پیر ماٹھ کی جگہ آئے والے آخر
نے دی تھی۔ جب یقین ہو گیا کہ پیر ماٹھ اسے نہیں دھکا دے گیا
ہے تب اس نے قسم کھائی کہ اس سے انجام ضرور لے گا۔“

”اس کی رو پڑی ہوئی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے ہم عدلوں سے
تکلیف جانے کے بعد لہذا کارڈی طور پر رو پڑا ہو گیا ہے۔
چنانچہ، ان اہم عدلوں کے بارے میں بڑے بڑے راز چھپنے سے واقف
ہوتے ہیں، انہی ذہن کی کیسے گردن ہے۔ راز نہ ہونے کے لیے جب ان کا
ریکارڈ صاف تھا تو ہاتھ سے انہیں ایک جگہ نظر بند کر دیا جاتا ہے۔
ریکارڈ خراب ہو تو انہیں کہیں غائب کر دیا جاتا ہے۔ ساتھ ساتھ
سزا دینے کے لیے کوئی ایجنٹس دھونڈ کر باہر لایا جاتا ہے اور
پانچ خانے کے مخصوص وارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں سخت پہرہ ہوتا
ہے۔ اگر اتنا بڑا عدلوں کے وارڈ کوئی بہت بڑی غلطی کرے، کسی بہت

بڑے جرم کا مرتکب ہو تو سزا موت بھی دی جاتی ہے۔
 فی الحال انھیں سزا کے طور پر عہدے سے الگ کر دیا گیا تھا۔
 پھر پراسرار اور گزرتے جرم سے لگا گیا تھا کہ وہ خانے میں جا میں اور سنے
 عہدے داروں کو وہاں کا چارج سونپ دیں۔ وہ حکم کی تعمیل کے
 لیے درخانے میں آئے وہاں مشیت کے کہیں میں ایک شخص بیٹھا تھا
 اسے دیکھتے ہی تھیں وہ اگیا۔ یہ بنا پراسرار ہے۔
 اس کی اولاد سنا دی۔ دو دن پہلے تم اس کی کسی پرستے آج
 میں ہوں۔ ہو سکتا ہے آنے والا لگ جائے جسے تمہاری جگہ پہنچا دے۔ یہ
 صرف عقید کی بات نہیں ہوتی۔ انسان کی حکمت عملی بھی کچھ ہوتی ہے۔
 آج تک بتتے پراسرار آئے ان میں گرام ہارڈ نے سب سے کامیاب
 رہا۔ وہ برسوں پراسرار میں کرہا کی زندگی گزارا۔ اس نے سوئی
 سوئی اور مر جا دہیں ناقابل شکست صورتوں کو کامیابی پہنچا دیا۔
 مر جا نہ فلا کسلاتی تھی، اس کی زندگی کو ہم کی طرح پچھلا کر رکھ دیا۔
 وہ فراد کو لینے قانون میں نہ کر سکا۔ یہ اس کی ناکامی تھی۔ ناکام ہونا اور
 بات ہے، تم لوگوں کی طرح غبار ہونا اور بات ہے۔
 پراسرار اور کر سنے کہے کہ ماہم ہر خدائے میں ہیں۔ ہمارا فیصلہ
 ہونے کا ہے۔ آپ کا کی بات کریں۔ ہم یہاں چارج دینے آئے ہیں۔
 "اس سے پہلے ہی میں نے چارج سنبھال لیا ہے۔ تم لوگوں
 کے سلسلے میں رہی آخری فیصلہ شایا نہیں گیا کہ نہ جزل ڈیکورا
 فرار ہو گیا ہے۔ وہ کہاں چلا گیا۔ گنہت چاہتا ہے اس کے ساتھ
 چھپے پنی کا کھیل کھیلا جائے تو یہی ہے، ویسے تم دونوں کا آخری
 وقت آچکا ہے۔"
 وہ فراد ایک گئے۔ شیشے کے کہیں کی طرف دیکھتے ہوئے
 پوچھا: "آپ کیا کہتا ہیں؟"
 "میں تم دونوں کی باتیں دیکھتا ہوں یہی لگا لگا ہے۔
 دو ٹرانسفر مشین کیسے ناکا ہو گئی اور میرا برائے کہاں ہے؟"
 "ہم نہیں جانتے، تم کہہ سکتے ہیں ہمیں مشین کے بارے میں
 کچھ نہیں معلوم ہے۔"
 سنے پراسرار نے آواز دی "برہم انگلی!"
 ترخانے کا دروازہ کھل گیا۔ اس دروازے پر قد آور سپاڑ
 بیسا برہم انگلی دونوں ہاتھ کر پر رکھے، پاؤں پھیلائے کھڑا تھا۔
 پراسرار نے کہا: "ان سے مشین کے بارے میں حقیقت آگواؤ۔"
 وہ ہاتھ کی طرح جھوٹا ہوا ان کی طرف آئے لگا۔ دونوں چپے
 ہتھے ہوئے تھے، "میں، یہ علم ہے، یہ سراسر ظلم ہے۔ دوسرے کے
 جرم کی سزا میں ہی رہی ہے، ہم کو نہیں جانتے۔"
 سنے پراسرار نے کہا: "برہم! انھیں جان سے مارنا نہیں
 ایسی بیانی کرنا کہ زندہ رہنے کے لیے کھ پونے پرمشور ہو جائیں۔"

وہ برہم انگلی کے فولادی شکنے سے بچنے کے لیے ہر اہم
 سمجھتے گئے۔ پراسرار نے کہا: "برہم! تم میرے دو فادار تھے، یہاں
 میں پراسرار میں رہا لیکن انسان کو اپنی وفاداری میں جھوٹا پاپا ہے۔
 وہ ہتھے ہوئے بولا: "میں تمہارا میں، اس حکومت کا نظام
 ہوں۔ مجھے تم سے نہیں، اس حکومت سے مراعات حاصل ہوتی ہیں،
 جو پراسرار میں لگا، انہیں اس کا فادار ہوں گا۔ تمہاری بھلائی اس
 میں ہے کہ مار کھائے سے پہلے ہی آگے دوڑتے تم اپنی پراسرار کے
 دور میں دیکھ چکے ہو، میرے ہاتھ کی کسی کو کھ کر جانے نہیں جیتے۔"
 وہ باتیں کرتے کرتے انھیں دوڑنے لگا۔ یہ اس کا کھیل تھا
 زندہ جانوروں کو دوڑانا تھا۔ جھلاک لگا کر انھیں دبوچ لینا تھا۔ پھر
 ان کی گردن مردود کر کے خورے پر روانہ کر دیا کہ اسے کھاتا کہ ذبح
 کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ دونوں تو انسان تھے۔ اس سے
 کب تک بچ سکتے تھے۔ اس نے دونوں کو ایک وقت دبوچ لیا۔
 وہ گردن کر کے گئے۔ "ہم بتائیں گے، ضرور بتائیں گے، ہم جو کہیں
 گئے، تم کہیں گے اور تم کے سوا کچھ نہیں کہیں گے۔"
 برہم نے انھیں نہیں چھوڑا لیکن گرفت ڈھیلی کر دی۔ وہ جلدی
 جلدی بولنے لگے۔ ساری داستان شروع سے آج تک سنانے لگے۔
 اس جرم کا اعتراف کر لیا کہ وہ میرا برائے کے ساتھ بل کر تھی ٹرانسفا
 حشین بنا لیا ہے۔ سنے جگہ پراسرار نے نالی ہے اور اسے لے کر کہیں
 رو پوش ہو گیا ہے۔ اور یہ ترخانے چھوڑنے سے پہلے ٹرانسفا مشین کو
 لگا رکھا ہے۔ کوئی اب اسے قابل استعمال نہیں بنا سکا گے۔
 جب ساری باتیں اگل دی گئیں تو سنے پراسرار نے کہا: "تم
 خود اپنی فدا کی اعتراف کر چکے ہو، تم لوگوں نے اتنی اہم ٹرانسفا
 مشین کو ناکارہ بنا دیا اور میرا برائے کو دوسری مشین سے جانے کا
 موقع دیا۔ سات صرف مشین کی نہیں ہے اور بہت سے راز تم لوگوں
 کے دماغوں میں ہیں۔ آج اس مشین کے معاملے میں فدا کی کال دوسرے
 رازوں کے معاملے میں بھی کر سکتے ہو، لہذا تم لوگوں کو ذمہ نہیں رہنا
 چاہیے۔ برہم انگلی، اپنا کام لیا کرو۔"
 اس کے ساتھ ہی پراسرار اور کر سنے جرم چھینے درخانے میں
 گونہنے گئیں۔ شیشے کا وہ کہیں آہستہ آہستہ فرس میں دھنسا ہوا تھا۔
 پھر کہیں کی ادھیڑ چھت فرس کے برابر ہو گئی۔ وہ کہیں کے ساتھ
 نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ترخانے کے شیشے میں کوئی وی سکن
 پر دیکھنے لگا۔ وہ برہم انگلی کی گرفت میں ڈب ڈب کر رہا ہے
 تھے۔ آخراں کا توڑنا تم ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ برہم نے
 انھیں فرس پر پھینک دیا۔ سنے پراسرار نے ہاتھ کے ذریعے کہا
 "لاشیں وہاں سے لے جاؤ، اپنا کارڈ بچ کر اور اپنا نکل جاؤ۔"
 وہ خاموش رہ کر فی اور اسکرین پر آئے دیکھتا رہا۔ جب حکم

کی تعمیل ہو گئی تو اس نے فی وی اور ایک کو آف کر دیا۔
 جزل ڈیکور اپنے دفاعی انتظامات کے مطابق ایک خفیہ
 ہاتھ لگا گیا۔ سنے گیا کتاب اسے مستقل طور پر چھپ کر بنا تھا اور
 مستقل چھپنے کے لیے چہرہ بھی ہمیشہ کے لیے تبدیل کرنا تھا۔ دور جا فر
 میں سر جری کی نئی ٹیکنیک نے یہ مسئلہ ناریت آسان کر دیا تھا۔ جزل
 ڈیکور کے لیے یہ اور بھی آسان یوں تھا کہ پلاسٹک سر جری کرنے والا
 اس کا اپنا مادہ تھا۔ اس نے فرار ہونے کے بعد پلاسٹک کام کی کیا تھا۔ فر
 پر اپنے داماد کو ہدایت دی کہ پلاسٹک سر جری کا تمام ضروری سامان
 تیار کر کے، میرا ایک آدی آ رہا ہے۔ تم سامان کے ساتھ چلے آنا۔
 ڈیکورا اچھی طرح جانتا تھا، اس کا داماد نہایت سچا، ایماندار
 اور بچہ دہن ہے اس لیے اس نے حقیقت نہیں بتائی جب وہ خفیہ
 رہائش گاہ میں پہنچا تو اس نے کہا: "ماتنی سن! میں حکومت کے ایک
 خفیہ کام سے تیز ملک جا رہا ہوں، ایک سیکورٹ ڈیپٹمنٹ کی حیثیت سے
 اپنے چہرے پر پلاسٹک سر جری لازمی ہے۔ میں نہ اس کا کہے تھے میں
 منتخب کیا ہے۔ آؤ ایک ایسا چہرہ بنا دو کہ میری عمر بھی کم نظر آئے اور
 کوئی مجھے کسی طرح بھی پہچان نہ سکے۔"
 اس نے خوش ہو کر کہا: "آپ واقعی وطن کے لیے اس عمر میں
 بھی نظرت سے کھیلتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے میں یہ کام اپنا قومی فرض
 سمجھ کر کروں گا۔"
 اور وہ قومی فرض سمجھ کر کرتا رہا۔ کئی پھلکی سر جری ایک گھنٹے
 میں ہو جاتی ہے لیکن اس نے کئی گھنٹے لگاے۔ بڑی محنت سے کام کیا۔
 اسے ایسا خوب بنایا کہ وہ تیس برس کا جوان دکھائی دینے لگا۔ ہاتھوں
 پر بھی سر جری کی تاک کہیں سے بڑھا پا نہ جھلکے۔ اس طرح انگلیوں کی بھی
 سر جری ہو گئی۔ ان انگلیوں کے پھلے نشانات ختم ہو گئے تھے بن گئے۔
 جزل ڈیکور نے قیاد آد آئی کے سامنے اپنا جائزہ لیا۔ پراسرار
 کے شانوں کو پتہ لگے ہوئے کہ ماہ تاباش ماتنی سن! تم نے میری مشکل
 آسان کر دی۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اگر میں تمہارے سامنے
 ایک جرم کی حیثیت سے آ جاؤں تو کیا کرو گے؟
 وہ مسکرا کر بولا: "میں کسی آپ کو جرم تسلیم ہی نہیں کروں گا۔"
 "میں جنید کے سے پوچھ رہا ہوں۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ میں غلط
 ہوں اور قانون کے محافظ بن کر تاش کر رہے ہیں تو کیا کرو گے؟"
 "آپ لیڈر کے فادر ہیں۔ میں ہی آپ کو لاؤں گی جگہ سمجھتا ہوں
 لیکن ہم وطن سے ہیں اور وطن ہم سے ہے ہمارا ملک ایک پراسرار اور
 ہے۔ اس میں ہماری ایمان داری اور حب الوطنی شامل ہے اگر آپ
 جرم کی حیثیت سے سامنے آئیں گے تو میں آپ کو قانون کے حوالے
 کر دوں گا۔"
 "ہو سکتا ہے تم مجھے قانون کے حوالے نہ کر سکو اور خود جان

سے جاؤ۔"
 "کوئی بات نہیں، ایک اعلیٰ مقصد کے لیے بڑی عمر شری سے
 جان دے دوں گا۔"
 "تو پھر تم جان سے ہی دو؟"
 "یہ آج آپ کیسے باتیں کر رہے ہیں؟"
 "اپنے دماغ میں بائیں دیکھو۔"
 اس نے سر جری کر کے دماغ میں پھر بائیں دیکھا۔ دو شخص ریلا اور
 لیے کھڑے ہوئے تھے۔ ریلا اور کی نالوں پر سائلنگ لگے ہوئے تھے۔
 اس نے جرنالی سے پوچھا: "یہ کیا مذاق ہے؟ کیا اب تک جو باتیں ہوتی
 رہیں، وہ سچ ہیں، آپ جنہد کی سے یہ کہہ رہے تھے؟"
 "کیا میں نے کبھی تم سے مذاق کیا ہے؟"
 "لیکن آپ تو مجھ وطن تھے۔ مجرم کیسے بن گئے کیا واقعی قانون
 کے محافظ آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ کسی جرم کے سلسلے میں فراد ہیں؟"
 "یہ ایک لمبی داستان ہے۔ میں نے جرم کیا ہے۔ اپنے منہ
 سے بھلا دیا گیا ہوں۔ مجھے سزا موت ہونے والی تھی عمر میں نے
 فرار کا راستہ اختیار کیا۔ اس سلسلے میں تم نے بڑی مدد کی، اسے یاد
 رکھوں گا۔ اس احسان کے بدلے میں تمہیں کچھ دے دوں میں سکتا البتہ
 لینے پر مجبور ہوں۔ تمہیں یہاں سے ذمہ نہیں چاہا ہے۔"
 "آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جانتے ہیں، آپ کی بیٹی مجھے کتنا چاہتی
 ہے۔ آپ کی بیٹی سے میرے لیے ایک بچے کو ہم دیا ہے۔ میں آپ
 کا داماد ہوں، آپ کی بیٹی کا شوہر ہوں۔ آپ کے نواسے کا باپ ہوں
 اور آپ مجھے جان سے مارنا چاہتے ہیں؟"
 "تم بھی تو اپنے کس کو قانون کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ میں
 جانتا ہوں کہ یہاں سے ذمہ مارا گئے تو سزا دیا گیا کرو گے۔ یہ پلاسٹک سر جری
 میرے لیے بے کار جانتے گی۔"
 "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی
 کو بچو کرنا چاہتے ہیں۔"
 "اسی یقین دلاتا ہوں۔"
 اس نے اپنے آرموں کو اٹھا دیا۔ طائیں طائیں کی کچھ بیٹھی
 آواز کے ساتھ گولیاں چلیں۔ وہ اوجھل کر فرس پر گر اور ترشے لگا۔
 دو گولیاں اور اس کے جسم میں آخاری گئیں۔ ذرا سی دیر میں وہ
 ساکت ہو چکا تھا۔
 جزل ڈیکور نے سزا دیا کہ وہ نئی بات نہیں تھی انسانی تاریخ میں
 جزلوں لاکھوں بار لیا ہوا ہوا ہے۔ باپ بیٹے کو قتل کر کے، بیٹا
 باپ کو قتل کر کے، سسر و داماد کو اور داماد سسر کو قتل کر کے کرنی
 کا تاج پہنتے رہے ہیں۔ جزل ڈیکور نے ایک سرو آہ بھر کر کہا: "آج
 میری بیٹی بیوہ ہو گئی کوئی بات نہیں دو چاروں انسو بہا سکے۔ آخر

جزاں ہے۔ لہجہ عمر بڑی ہے۔ ایک نیا جیون ساتھ لاش کرسے گی اس کے لیے زندگی گزارنے کے ذرائع محدود ہیں۔ وہ ہنسی کھیلتا، اپنے بچوں کے ساتھ زندگی گزارے گی، داماد اٹھ کر رہے۔ وہ جو پھر پڑائے گھرے آئے، کوئی بات نہیں، ایک اور آجائے گا،

اس کے دونوں ماتحت لاش چھپانے لگتے تھے۔ وہ اپنے نئے چہرے کے ساتھ صرف اُن دونوں کے سامنے آتا تھا۔ انھیں برسوں سے آزما مارا تھا۔ وہ قابل امتنا تھے۔ اس کے باوجود وہ چاہتا تھا، نئے چہرے کے ساتھ کوئی نہ چھپائے۔ اُس نے پلاسٹک سرجری سے پہلے ہی لڑائی کے ذریعے اپنے ایک خاص ماتحت کو حکم دیا تھا: "میرا حکم تو ہے سنا اور اس پر عمل کرو۔ پلاسٹک سرجری کے بلاکلیم چار کے سامنے رہو۔ وہ چار گھنٹے بعد اس بلنگے میں رہنے والے دو اشخاص ایک بڑا سا نڈل سے کمر باہر نکلیں گے اُسے سفید کار کی ڈکی میں رکھیں گے۔ جب تک بلنگے سے نکلنے والے ہوں گے تو میں لڑائی کے ذریعے اشارہ دوں گا۔ کوئی بات نہیں کروں گا صرف اشارہ منے گا تم کار کے آہن کے پاس ایک طاقتور ڈرائیور رکھو گے۔ اس کی پلاسٹک کے لیے میں منٹ کا وقت مقرر کروں گے جو وہاں سے چلے جاؤ گے، اس کے بعد کسی اور کوئی کی طرف رخ نہیں کرو گے"۔

جب اُس کے ماتحت ڈراما ڈال لاش کو پلاسٹک کے تھیلے میں پیک کر کے لگے تو اس نے پوچھا کتنی دیر میں یہاں سے نکلو گے؟ ایک نے کہا: "مرا پانچ منٹ لگیں گے"۔

جزاں ڈیکورڈ لڑائی کے ذریعے اشارہ پھیلا دیا۔ سچا اپنی جگہ سے اٹھ کر شلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا۔ ہر دے کی آواز سے دیکھا اس کا خاص ماتحت سفید کار کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس کا یونٹ اٹھا۔ کمر بچ جگ گیا تھا۔ ڈیکورڈ بھی اُدھر اور کبھی اُدھر دیکھ رہا تھا۔ شیک پانچ منٹ بعد وہ دونوں لاش اٹھانے لگے۔ اُدھر کراہنے نہیں ہوا تھا۔ ڈیکورڈ نے کہا: "ذرا صبر و سیر سے چند سولوں کے جواب دہ کیا ڈکی میں صرف لاش رکھی جائے گی؟"

"تو سزا ہم نے پورے میں سبب کے کئی ڈوکرسے دیکھے ہیں۔ لاش کو ڈکی میں رکھنے کے بعد اس ڈکی کو سببوں سے بھر دیں گے۔ اقل تو ہم ایسے راستوں سے گزریں گے، جہاں کوئی چیک پوسٹ نہ ہو اور نہ ہی کسی کو شبہ ہو، اگر کسی نے شبہ کیا اور ڈکی کھول کر دیکھنا چاہا تو اُسے صرف سبب ہی نظر آئیگی۔"

ڈیکورڈ راکن اٹھیں۔ وہ سبب کے کھڑکی کے پار دیکھ رہا تھا۔ ان کا خاص ماتحت اپنا کام کر چکا تھا اور وہاں سے جا رہا تھا۔ اُس نے اپنے ماتحتوں سے کہا: "میں تم لوگوں کے کام سے بہت خوش ہوں، واپس آؤ گے تو یقین اٹھائے گا۔"

وہ دونوں لاش اٹھا کر چلے گئے لیکن انعام لینے کبھی واپس نہ آئے۔

دوسرے دن کے اخبارات میں ایک ایسی کارکی تصویر منظر پر تھی جس کے پیرچھے اڑ گئے تھے۔ اس میں تین آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ تیسرے کے متعلق خیال تھا کہ اُس کے سر میں چار گولیاں لگی ہیں۔ یقیناً اُن کے چہرے اس قدر بگڑ گئے تھے کہ کشتِ شناخت ممکن ہی نہیں تھی۔

جزاں ڈیکورڈ نے بوتل کھول کر منڈ سے لگائی۔ اب وہ اپنے سے محفوظ تھا۔ کوئی اُسے نئے چہرے سے پہچان نہیں سکا تھا۔ جتنے بھی وفادار ماتحت تھے، انھیں اُس کی آواز سن کر بھڑکی تھی کرتا تھا۔ اُس کا پلاسٹک سرجری تھا کہ جلد سے جلد سرجری لاش کو تیار کیا جلتے۔ اُسے تلاش کرنے کے لیے چند اہم باتوں کا خیال رکھنا تھا۔ پہلی بات، اُس نے ہی خود کو چھپانے کے لیے چہرے سے پلاسٹک سرجری کرائی، بوگی یا اس کا موٹو نہ بٹا ہو تو عارضی میک اپ میں ہو گا۔

دوسری بات، اُس کے پاس بہت بھاری سامان تھا۔ اُسے چھپانے کے لیے کوئی ملنا کوئی خرید چکا ہو گا۔ اگر وہ ایسی مشکلات میں ہو گا تو سامان کو کسی قبرستان میں چھپانے کی کوشش کرے گا۔

تیسری بات، بعض اسمگلروں کے پاس ایسی گاڑیاں ہوتی ہیں جن کے پھلے جتنے ہر بوسے کے پینڈ ہوتی ہے۔ اس پینڈ اور گاڑی کے پھلے جتنے کے درمیان اتنی جگہ ہوتی ہے کہ اسمگلنگ کا مال چھپایا جا سکتا ہے۔ وہ بھی اپنا سامان اسی طرح چھپا کر رکھ سکتا ہے۔

چوتھی بات یہ کہ مہیاں کے تمام ٹیک پینڈ کی اُس کے آدمیوں کو جہیں گھسنے لگوانا چاہیے۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں کی کسی ریاست میں جا کر پناہ لے گا۔ اُسے ڈھونڈ نکالنے میں ایک دن بھی لگ سکتا ہے اور ایک سال بھی لیکن اُس کی تلاش پختہ کرنا ہے۔ وہ ایک ڈیکورڈ کے ماتحتوں کے ذریعے ڈیکورڈ نے اپنے آدمیوں سے کہا: "وہ کوئی ملنا کوئی خرید چکا ہو گا جہاں وہ خاندان ہو سکتا ہے۔ تم لوگ ہر منٹ کے اس خطے میں جاؤ جہاں کاما کوئی خرید و فروخت کے سلسلے میں افرار ہوتا ہے۔ پچھلے ایک مہینے میں جتنے نئے ہارے مکانا ت، اٹلے اور کوشیاں خریدی گئی ہیں، ان سب کے نام بتیے تو فٹ کر کے لے آؤ۔"

جزاں ڈیکورڈ لڑائی کے ذریعے ہدایات دے رہا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ اسے پاس ستر آدمی ہیں، جنھیں میں منڈ مانگی تو کیا دیتا ہوں۔ تم انھیں اچھی طرح کھلایا جلا کر دے، ان کا ہر ملہا ہوا کرو، لیکن کام پورا کیا کرو۔ انھیں چھ گھنٹے سے زیادہ سوسے کا اجازت نہیں دینا ہے۔ ساترین گھنٹے سے وہ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں اور اپنے کام سے لگ جائیں۔ اگر یہ لوگ تہہ ہی سے تلاش کریں گے تو اُم

جس کے ڈھونڈ نکالیں گے۔ انھیں ایسے ویران قبرستانوں میں بھی اتا ہے جہاں لاشیں چھپا کر لائی جاتی ہیں اور قبرستان کے کارکنوں کو یونین سے کرائیں قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ تم ہمیں ان کارکنوں کو بڑھیں، دو گے تو ان قبروں کا سرخ مزور مل جائے گا اور ہر قبر کو خود رو دیکھا جائے گا۔"

جزاں ڈیکورڈ اُن سے پوچھتا تھا، اُن کے کاموں کا حساب یہاں تھا کہ وہ کس طرح کا کر رہے ہیں، ایسے تلاش کر رہے ہیں، اگر کوئی کوئی کرنا تو اسے طنزنگ دہی جاتی ہے اور فائدہ تھے جنھیں دو بار وارنگ دہی گئی تھی، تیسری بار گولیاں دہی گئی تھی۔

وہ فوج میں جزاں رہ چکا تھا، عادتاً تھا، اپنے ماتحتوں کو کس طرح اپنی کار میں رکھنا چاہیے، یہاں بھی اُس نے وہی فوجی انداز اختیار کیا تھا جس کے نتیجے میں اسے روز اطلاق منٹی تھی کہ فلاں ریاست کے فلاں ضلع میں فلاں شہر میں ملے۔ مکان فروخت ہوئے، خریدنے والوں کے نام اور پتے بھی معلوم ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے مطابق اُس کے ماتحت وہاں پہنچتے تھے، پہلے وہ وہی دودرے لگوانی کرتے تھے۔

یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ خریدنے والے کا قریب ہے، بنامت کس ہے، اُس کی چال میں فوجیوں جیسا انداز ہے یا نہیں، یہ ماری بائیں جزاں ڈیکورڈ نے اپنے آدمیوں کو سمجھادی تھی کہ سچا پراٹ جتا بھی سمجھیں بدل لے، وہ ایک فوجی کے انداز میں چلے گا، اُس کے قیام جہاں کے بارے میں بھی بتایا جاتا تھا۔ خود اپنی کار میں ایسے مقامات تک پہنچاتا تھا۔ دوسری دفعہ سے اُن کی بھڑکی کرتا تھا۔ اس طرح اپنے لوگوں کی کارکردگی بھی دیکھتا تھا۔

اس طرح سات ماہ گزر گئے۔ ایک دن اچانک ایسے مکان کی اطلاع ملی، جسے اس تاریخوں میں خرید گیا تھا۔ جب میسرور اعلان سے رخصت ہوا تھا اس سلسلے میں جس بات سے جزاں ڈیکورڈ کو چونکا یا تھا وہ یہ تھی کہ مکان کے پھلے جتنے میں چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس مکان میں برسوں سے ایک خاندان آباد تھا۔ اُن کے عزیزوں اور بزرگوں کو مرنے کے بعد وہاں دفنایا جاتا تھا۔

ایک ہات ملاس گئی تھی اور وہ دیکر بڑا ڈراما س کے سبب سے بڑے ڈراما نے اُسے خرید لیا تھا۔ سوال پیدا ہوا تھا کیا وہ افسر بھرتی سے بلا ہوا ہے، کوئی نامکن بات نہیں تھی دونوں میں گھبر بھرتی ہو سکتا تھا۔

ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ سچا پراٹ نے اس افسر کی ہم موجودگی اور لاطمی میں وہاں کی کسی قبر میں مشین کو چھپا دیا ہو۔

اُس کے ماتحت نے بتایا: "وہ مکان ہمیشہ ویران رہتا ہے۔ دن کو ایک بار وہ افسر نظر آتا تھا۔ کسی ٹھیکیدار سے مکان کے سلسلے میں کوئی بات کر رہا تھا۔ شاید اسے توڑ کر دوسرا بنانا چاہتا ہو اس کی

مرمت کرنا چاہتا ہو۔"

جزاں ڈیکورڈ نے حکم دیا: "آج سے تم ہر رات اپنے آدمیوں کے ساتھ اُس قبرستان میں جاؤ گے اور ایک ایک قبر کو کھود کر دیکھو گے۔ نہیں نے ایک بہت ہی خوشحال آدمی کو پناہ لگا کر اپنے پر مشورہ کر دیا ہے۔ اُس کا نام مارک میلن ہے جو کچھ وہ مکان ویران رہتا ہے اس لیے رات نو بجے کے بعد وہاں سناٹا اور میرانی مچا جاتی ہوگی، میں نے وہ جگہ دیکھی ہے، چاروں طرف اونچی چار دیواری ہے اس لیے اس سے گزرنے والے اندر دیکھ نہیں سکیں گے۔ لہذا ہر رات دس بجے میرا ہنیا اٹھا کر اٹھنا، دوپہلے بیٹھ کر دیکھو گے۔ تم سب اس کے امکانات کی تجویز کرو گے۔ تمہارے کام کی رپورٹ مجھے مارک میلن سے منی دے دے گی۔"

اُس شام جزاں ڈیکورڈ نے اپنے کے سامنے بیٹھ کر مارک میلن سے ایک آپ کیا کہ موجودہ چہرہ بہا نامہ جا کے ایک آپ کرنے کے لیے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ رات کے وقت کوئی پہچان نہیں ملتا تھا۔ کبھی اُس نے اچھا خاصا ایک آپ کر لیا۔ ٹھیک دس بجے مارک میلن بین کراس مکان کے پھلے جتنے میں پہنچ گیا جہاں اُس کے آدمی منتظر تھے، اُن قبروں کی گھڑائی ہونے لگی، ایک وقت میں چار قبروں کو ہدی جا رہی تھیں وہ ہر قبر کے پاس جا کر دیکھتا جاتا تھا۔ ہر قبر سے ہر آمد ہونے والے ڈھانچے اور سڑی ہوتی گولہ کی تابوت ظاہر کر رہے تھے کہ انھیں دفنانے برسوں گزر گئے ہیں۔ جب دونوں قبر کو ہدی گئی تو وہاں غیر معمولی بات تھی، اُس قبر میں برسوں پرانا انسانی ڈھانچا تھا۔ لیکن اس پر ایک اور ڈھانچا تھا جس کا گوشت پوری طرح نہیں گلا تھا، کپڑے بھی اسی جیسے تھے۔ اُس قبر میں مارٹن کی روشنی میں بار بار دیکھا گیا وہاں مشین کے چھپانے کی گنجائش نہیں تھی۔

اس قبر پر بھی پڑی ڈال دی گئی۔

کھوٹے کا کام جاری رہا۔ جب باڑیوں قبر کو ہدی گئی تو جزاں ڈیکورڈ وہاں پہنچ گیا۔ قبر کے اندر ایک بہت پرانا ڈھانچا تھا۔ قبر خالی تھی وہ تختے کیڑا کر ستر گھنٹے لگا۔ اُس کے موٹے کی غیر معمولی جس بتا رہی تھی، وہاں کوئی غیر معمولی بات ہے۔

وہ مارچ کے قبر میں آکر گیا، جھک کر ڈھانچے کو دیکھنے لگا، پھر لوہر جھک کر اس ڈھانچے کو موٹے لگا۔ اُسے ہلکی گھڑکی کی بو محسوس ہو رہی تھی۔

اسی طرح پر سچا پراٹ مات کھا گیا۔ ہوا یونین تھا کہ اُس نے وہ انصار مشین کے کئی بڑوں میں ہر جگہ گریں لگائی تھی تاکہ میں دفن ہونے کے بعد اسے ڈنگ دنگے پھر اسے پلاسٹک کے تھیلے میں بیٹھ دیا گیا تھا۔ اپنے کے بعد جس قبر میں بھی ڈیکورڈ آتا ہوا تھا اسی قبر کے اندر ہی اندر اُس نے ایک طرف کی دیوار کو کھود لیا تھا۔ مشین وہاں آسانی سے چھپ گئی تھی۔ پھر اُس نے قبر کی اُس اندرونی

دیوار کو مٹی سے بھر دیا تھا لیکن وہ گریس اس بلا شک میں بھی لگی ہوئی تھی جس میں وہ مشین لیٹ گئی تھی مگر برائٹ کے ہاتھوں میں بھی گریس لگی ہوئی تھی۔ وہ ہاتھ اس بڑی کے ڈھانچے پر بھی گتے رہے ہوں گے جو دہاں پڑا ہوا تھا اگر ڈھانچے پر بھی اگر گرتی تو شاید گریس ختم ہو جاتی لیکن وہ ڈھانچا ٹوٹے ہوئے تابوت میں ہی ہے محفوظ تھا۔ اس لئے آدھوں کو حکم دیا اس ڈھانچے اور ٹوٹے ہوئے تابوت کو نکال کر باہر ڈال دو۔
 فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس نے حکم دیا اس قبر کی اندرونی دیوار کو آہستہ آہستہ کھودو۔

وہ قبر میں آ کر اندرونی دیوار کو آہستہ آہستہ کھونٹنے لگے ذرا سی کھدائی کے بعد وہ مشین برآمد ہوئی جنرل ڈیکورا کی خوشی کا ٹھکانا تھیں تقارسات مینے بعد تھوڑی بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ اپنے زمانے کا سکندر اعظم تھا۔ اپنی دانت میں ساری دنیا کو مٹھی میں لے رہا تھا۔

اس کے آدھوں نے مشین کو گاڑی میں لاکر رکھ دیا۔ پھر اس کے حکم کے مطابق اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر چلے گئے۔ وہ اطمینان سے ڈرائیو کرتا ہوا پلے، پٹلے میں آیا کہ اسے آکر پٹلے باہر کی بیتیاں بجا لیں۔ اندر کی بیتیاں پٹلے ہی بھی ہوئی تھیں۔ اس نے ڈائی کھول کر اس مشین کو اٹھایا۔ اگرچہ وہ بھاری تھی لیکن وہ کسی کسی طرح اسے اٹھا کر اپنے بیڈروم تک لے گیا۔ بانگ کے نیچے چھپایا۔ باہر آکر اس لاکر کی مشین نمبر پلیٹ آکر دو ہاں اصل نمبر پلیٹ لگا دی۔ وہ پٹلے پٹلے رنگ کے کار تھی۔ اس نے چار اونچے چوڑے سیاہ اسٹیکر کی لابی ٹی اس کار میں چپکائی تھی۔ وہ اس کار کا ڈرائنگ لگتی تھی اس نے ایسی تین بیٹیاں چپکائی تھیں۔ دوسرا سیاہ اور ایک سفید اس نے ان بیٹیوں کو نکال دیا۔ اب وہ صرف پٹلے پٹلے رنگ کے کار تھی اس کے ماتحت بھی اس کار کو اس کے رنگ سے اور تھری پلیٹ سے نہیں پہچان سکتے تھے۔

اس نے پٹلے پٹلے کے باہر کی بیتیاں روشن کر دیں۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے بیڈروم میں آیا۔ پھر بیڈروم کے دروازے کو بھی اندر سے بند کر دیا۔ اس خواب گاہ کے ساتھ ایک اٹوٹو م تھا اس نے دروازہ کھولا۔ وہاں پٹلے سے ریت اور سینٹ کی پوری یاد دہی ہوئی تھی۔ اس نے نکال گئے کو اسٹور روم کے فرش کو کھودنا شروع کیا۔ بے چارے بھر برائٹ نے بھی اسی طرح محنت کی تھی، آج یہ کر رہا تھا۔ چنانچہ اس کا کیا انجام ہونے والا تھا۔
 فی الحال وہ اپنے جوتے جہد میں کامیاب تھا۔ صبح ہونے سے پہلے اس نے مشین کو ہاں چھپا دیا تھا۔ اس کے اوپر بسکے کاٹھن رکھیں۔ ان کے اوپر کڑی کیڈیٹیاں رکھیں۔ یوں راج ستری کا کام

کرتے ہوئے اس فرش کو پینے کی طرح برابر کر دیا۔
 اس نے یہ کام اپنے کیا تھا جسے مالی ماٹ میں پھانسی لگا کر لیے بیج کوڑا ہوا۔ مٹی برابر کر رہا ہوا اس امید پر کہ یہاں ایک پودا ہوگا پھر وہ تیار و درخت بن کر پھیل جائے گا۔ اس نے اسے اپنی خوشی میں بوتل کھولی، شتر سے لگا کر غٹا غٹ پیا پھر ایک لاکر اساتر لے کر پولا۔ اب ایک ہی تلاش رہ گئی ہے۔ اسے کہا کہ میری بیٹی تمہیں جاننے والی میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں۔ اس نے پھر بوتل منتر سے لگاٹی اور غٹا غٹ پینے لگا۔

کاتب تقدیر نے میرے نام کو عرصے کا آرام و سکون کھو گیا تھا میں اور پوی بہت پٹلے ہی امریکا سے واپس آئے تھے۔ امریکا کی اور پارس کے ساتھ تیس برس میں تھا۔ ہمارا بیٹا ایک خوب صورت جھیل کے کنارے تھا وہاں فرانسیسی حکومت کی طرف سے حفاظت کے عمل انتظامات تھے۔ اس کے علاوہ سوینا، اصل نی نی بڑی اور واشوروی کے ہمارے پٹلے سے کچھ دور مختلف کالجوں میں رہنے لگے تھے۔ یہ ایسی فولادی دیواریں تھیں جنہیں دشمن چھلانگ نہیں آسکتے تھے۔

بہت عرصے بعد پیرس پہنچے ہی میں نے سوینا سے خاص طور ملاقات کی۔ ساتھ تھا اس پر چھب تکھا رہا ہے۔ وہ ایک خوب فرزند لگتی ہے۔ دیکھا تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ قدرت کا کمال تھا۔ رنگان دین کی محبت میں رہ کر اس میں ایسی روحانیت پیدا ہو گئی تھی جس نے اس کے چہرے پر ایک عجیب سا نور پیدا کر دیا تھا۔ چہرے پر ایک تھی۔ زندگی میں پہلی بار میں نے اسے دیکھا کہ اس کے لیے ہوسا محسوس نہیں کی، وہ دل سے چل کر اتنا کم محبت سے آغوش میں لے لیا جیسے لیکن اس نے ہاتھ لگائے نہیں دیا۔ ڈور ہو کر لوٹے لوٹے فاصلہ رکھو۔

میں نے پوچھا کیا تم سوینا میں ہو؟
 "مزدور ہوں۔"
 کیا تم میرے محبت میں کرتی ہو؟
 "مزدور کرتی ہوں۔"
 کیا تم میرے دل کی جھڑکوں سے نہیں لگتی رہی ہو؟
 "وہ لگن اور تھی، یہ لگن اور ہے۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"
 کرتی رہوں گی، لیکن پھول کو چھوٹا، چنگی میں لینا اور سٹنا کیا مزدوری ہے؟
 "کیا تم وہ پھول ہو جو میرے مزار پر چڑھے گا؟
 وہ گھونسا دکھا کر لہولی، "یہ تو اس مت کرو کہ وہ تھوڑو تھوڑو تھیں شرم نہیں آتی جاؤ پگنی پوی کے پاس۔"

پارس دوڑتا ہوا آیا "پتیا پتیا، میں دوسرے دیکھ رہا تھا، پتیا گھونسا مارنے والی تھیں۔ میں نے سوچا ایسے نازک موقع پر آپ کو بچا سکتا ہوں۔"
 سوینا نے اسے گود میں اٹھا کر چمکنے کے بعد کہا "تم نے تمہیں انوکھ بچایا ہے۔ تمہارے باپ کا گھر آستہ بھول گئے ہیں، مان کی انگلی پھلے مرے جاؤ۔"

پارس نے میری انگلی پکڑ کر اپنی ماما کے پاس پہنچا دیا۔ ان ماما اور ن ماما اور بہرہات شب برات تھی۔ میں نے امریکا نے وقت رسو تھی سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی اس کے ساتھ ایک بیڑے سکون زندگی گزاروں گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا تھا۔ رفتی خیال خرابی کرنے نہیں دیتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ اپنی ذات میں روت رکتی تھی، اگر میں خیال خرابی کرنا چاہتا تو وہ کبھی نہ چپ پتا نہ بیٹھو، میرے بیٹے کے ساتھ کھینٹے رہو۔ تم جس کی خدمت میں کرنا چاہتے ہو، جس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو، پتیا پتیا بھی مجھے مصروف رکھتا تھا۔ ایک تو قدرتی طور پر بن تھا۔ پھر ہم سب بیٹیاں چھین جانے والے اس کی ذہانت میں نادر کرتے جا رہے تھے۔ اسے مختلف علوم سکھانے کے لیے علم وقت کی باندی کے ساتھ آتے تھے۔ واشوروی کے ہمارے پٹلے کے قریب ایک کاغذ میں تھا اسے کچن چنگی کر ننگ حاصل ہوتی رہتی تھی۔ دو فون پارس پر برابر توجہ دی جا رہی تھی۔ دو فون کو ایک ہی تربیت ایک جیسا ہنر ایک جیسا علم سکھا جا رہا تھا۔ اب یہ ان دونوں کی ذہانت پر تھا کہ کون کس سے زیادہ سیکھ جاتا ہے۔

ادھر شیبائاں ایبب میں شہزادوں کی طرح زندگی گزار رہی تھی۔ ان کے زخم سہرے تھے۔ وہ بھی اس کے پاس پہنچ گئی تھی، فی الحال وہی پارس اول کو شرننگ دیا کرتی تھی۔ لیکن یہ ہم نے طے کر لیا تھا کہ پارس کے بعد دونوں بیٹیوں کو یا صاحب کے ادارے میں واشوروی کے ہاں کر دیا جائے گا تاکہ وہ سب کچھ سیکھ سکیں جو اس نے جانا۔ لہذا وہی کو سکھایا تھا اور آخر کار انہیں فولاد بنا کر تیار کیا تھا۔

قل ایبب میں جو چوراہا پارس کی شہزادوں میں عروج پر تھیں، وہ ہمارا بیٹا تھا اور افضان کا تقاضا ہے تھا کہ میں اس کے ساتھ بھی زیادہ سے زیادہ وقت گزاروں۔ اس سلسلے میں ہم سب نے شہرہ کیا۔ کوئی ایسا نہ فرما دیا اور سوچی قل ایبب چلے جائیں اور شیبائاں سے چلنا آئے۔ وہ یہاں پارس دم کے ساتھ پھر عرصہ گزارے گا ادھر آدو فون پارس اول کے ساتھ رہ سکے۔ اس طرح اسے ماں یا پاپا کی بارے میں گمان نہ ہوگا۔
 ہم نے یہ فیصلہ شیبائاں کو سنایا وہ راضی ہو گئی اور جب امریکن

حکام کو یہ پتا چلا کہ شیبائاں سے جا رہی ہے اور روسی اور فراد کو کہے ہیں تو انہوں نے بے مدد خوشی کا اظہار کیا اور ہمارے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے۔ شیبائاں اس عرصے میں اپنی بیٹی کے ذریعے اپنی قوم کو اپنے ملک کو بہت سے فائدے پہنچائے تھے لیکن یہ صاف طور سے کہو یا تھا کہ ہم میں سے کوئی سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی مداخلت ہوگا۔ البتہ وہ ملک و قوم کی ترقی کے لیے سماج اور معاشرے کی ترقی کو بہبود کے لیے بڑے بڑے ممالک سے باہمی سمجھوتہ کرنے میں خیال خرابی کے ذریعے مداخلت کرتی تھی۔ انہیں امریکن حکام کے مطالبات منظور کرنے پر مجبور کرتی تھی اور اس کا علم دوسرے ممالک کو نہیں ہوتا تھا۔

جب سے شیبائی تھی، ملک میں جو عظیم پشاورا کی سرگرمیاں تقریباً ختم ہو گئی تھیں۔ اسٹیکر سہروں کی طرف جاتے ہوئے کرتے تھے۔ مشکل پانڈے نے ایک سال کے اندر خطرناک تجربوں کے دو گروہ اور دو خطرناک اسٹیکر کو گرفتار کر لیا تھا اور انہیں گرفتار کرنے کے سلسلے میں بڑی دلیری کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کا نام امریکن سے کر رہوستان ملک کو سب سے بڑا ہتا تھا چونکہ وہ بین الاقوامی شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا لہذا طے پایا کہ وہ شیبائاں کے ساتھ پیرس آئے گا اور پورے تمام ممالک میں بڑے بڑے کارنامے سر انجام دے گا۔

شیبائاں مشکل پانڈے کے ساتھ پیرس آگئی۔ میں اور روسی قل ایبب پہنچ گئے۔ ہماری آمد پر پورے شہر کو دلن کی طرح مہیا کیا گیا تھا۔ وہاں کے تمام حکام اور ذمے دار حضرات ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ جو چوراہا پارس بھی آئے تھے۔ پھلا ہمارا بیٹا ہمارے استقبال کے لیے کیوں نہ آتا لیکن جو جو اس کا ہاتھ کھینچے ہوئے بار بار کہیں چل کر کھینچنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ کھینک کر کہہ رہا تھا کہ آج میری ماما اور پاپا سے پہلی ملاقات ہو رہی ہے، تم نہیں جانتیں میرے ماما کی کتنی مہربانی سمجھ رہی ہیں۔

تمہیں مزدور خوش ہونا چاہیے، تمہارے ماما پاپا جو آئے ہیں، میں نے تو اپنے ماں باپ کو آج تک نہیں دیکھا۔
 "کیسی باتیں کرتی ہو گی، جیسا تمہاری ماں نہیں ہیں؟"
 "مزدور ہیں؟"
 "عامتھا ہیں؟"
 "کیا میری ماما اور پاپا جو آ رہے ہیں یہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟"
 "ہو سکتے ہیں مگر انہوں نے مجھے کہیں بھیجی کہ کہ نہیں بچاؤ۔"

"مختصین یعنی بھی نہیں کیوں گے اور خوب پیار بھی کریں گے انھیں۔"

"اگر یہ بیٹی سمجھتی ہیں تو خود میرے پاس آئیں گے۔"

وہ اس سے ہاتھ چڑھا کر چلی گئی۔ اس وقت ہمارا طریقہ رن نے پڑھ کر لیا تھا۔ سٹیٹھیوں کو لگانا جاری تھی۔ جو چوڑا اور جاکر اس ایجنٹ پر بیٹھ گیا تھا اور اس کے ذہن کو جلد سے تھمتے۔

جو جو کھٹکا کھٹکانے کی عادت تھی۔ غیبیا اور آہستہ آہستہ کہیں جنت سے اور کبھی ڈانٹ کر کھمائی تھیں، کھٹکانے کا ناطہا ہے۔ وہ ان کی بات مان تو لیتی تھی لیکن چٹپ کر تھوڑا اٹھ کر لیتی تھی۔ اس وقت بھی اس کی عیب میں بیٹوں کی کھلی ہوئی ہنسی بھی دکھی تھی۔ اس نے ایک بھانگ ٹکانا، آہستہ زبان پر رکھا تو کتنے پن کو موسیٰ کرتے ہی ایک چٹخارا لیا۔ اس پر ساڑھن بھانے والے آئے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے دو ساڑھن چانگ رک گئے مگر ساڑھن کر دیا مال سے رال پر پھینکے گئے۔

جو جو نے دیکھا تو ہنستے ہوئے کہا: "ارے کیسے لالچی ہیں رال ٹپک رہی ہے۔"

تما ناڑھنے پریشان تھے۔ کتنی چور کو دیکھ کر سہی کے منہ میں پانی آتا ہے۔ کتنے ہی ساڑھن بے پرواہت کر رہے تھے۔ ماڈرن باندھ پانی لنگر رہے تھے اور بھانے دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ جو جو کوئی معمولی بڑا نہیں تھی۔ آئے کہہ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ ستم یہ کہ وہ ان کی طرف متحرک نہ کیوں جانتے اور چٹخارے لینے لگی تھی۔

ادھر میں روسوتی کے ساتھ زینے پر بٹھا گیا تھا۔ اوپر ایک سیٹی کا پیڑ پر وار کرنا تھا۔ وہاں سے ہم پھیر پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ روسوتی تیزی سے اترتی ہوئی آئی پھر دوڑ کر پارس کو یاد دوڑوں میں اٹھالیا۔ آہستہ سینے سے لگا کر چڑھنے لگی۔ میں وہاں کے اعلیٰ حکام اور افسران سے مصافحہ کرنے لگا۔ اسی وقت پتہ چلا، قومی دھن بھانے والا آکسٹریٹے سٹرا ہو گیا ہے۔ دو افسران غصے سے آگے بڑھتے ہوئے اسٹیج کی طرف آئے۔ اسی وقت پر آکسٹریٹے لڑکھانے کی مزاحمتوں میں وی جاسکتی تھی، ہمیں انھیں ڈانٹنے کا ارادہ تھا۔ اس سے پہلے ہی ایک ساڑھن سے لگا کر تھپا، ہمارا قانون نہیں ہے! اپ ڈا ہس جو جو کو دیکھیں۔"

انھوں نے آئے دیکھا تو سٹیٹھا کر رہ گئے، سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا کریں ایک نے اس کے چڑھ کر کہا: "بے بی بی، بیٹھنا اب ہمارے ساتھ چلیں آپ کی ماما اور باپا آتے ہیں۔"

میں اور روسوتی خیال خزانے کے ذریعے سمجھ گئے، یہ جو جو کی حرکتیں ہیں، ہم ان افسران سے مصدقہ چاہتے ہوئے یہ دیکھا اسٹیج کی طرف گئے۔ وہ کسی کی بات نہیں سن رہی تھی۔ کیوں جاٹ رہی سے ملتا ہے۔

تھی اور ایک ہاتھ سے دوسرے لمبوں کی چھانگ ساڑھنوں کی طرف بڑھا رہی تھی۔ سبے چاہے افسران کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ اپنا قوی تڑا نہیں سمجھا نہیں سکتے تھے۔ ان حالات میں یہ طریقہ تھا کہ ساڑھن سے رہ رہ کر دوال سے اپنا منہ بونچھتے جاتے تھے۔ نے ہاس آکر کہا: "بیٹی، ایک ہم سے ناراض ہو؟"

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ پارس نے کہا: "میرے پاپا ہیں۔"

وہ آگے بڑھ کر آئی۔ میرے سامنے کھڑے ہو کر سر جھکا کر بول:

"باپ کیسے ہوتے ہیں، میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان سے کس طرح ملے ہیں، میں نہیں جانتی۔"

میں نے اس کے دونوں ہانڈوں کو تھما کر اپنے طرف کھینچا اور سینے سے لگا لیا۔ اس کی پشانی کو چوم کر کہا: "باپ! اسی طرح ملے ہیں اپنی بیٹی کی پشانی کو چومتے ہیں اور دل سے اس کی خوشحالی کے لیے دعا میں مانگتے ہیں۔"

روسوتی نے اس کے پھول جیسے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں میں سے کر کہا: "ماشاء اللہ، ہماری بیٹی اتنی خوبصورت ہے۔"

اس نے چوٹی اٹھکھی سے اپنی ٹانگ سے کامل لیا۔ پھر اس کی پشانی پر لگا کر بولی: "تھیں نظر نہیں لگی۔ ہمارے ساتھ آؤ اور دیکھو یہاں کدے کدے داد لوگ ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کی طرف توجہ دینا چاہیے نہیں تو وہ ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟"

ہم پھر استقبال کرنے والوں کے درمیان آگے ایک ایک اکر دوڑے۔ تمام اعلیٰ حکام اور افسران سے تعارف کرنا تھا۔ وہ پہلے ہی شیشا کی آمد پر کھٹک کر گئے آگے تھے۔ اب مجھ سے بھی پردہ نہیں تھا۔ کھٹکے ہوئے بے پناہ مسرتوں کا اظہار کر رہے تھے اپنی آواز سن کر یہ ثابت کر رہے تھے کہ ہمیں ہم پر اعتماد ہو گیا ہے۔

ان سے زیادہ ہمارا اعتماد مستحکم تھا۔ اس لیے پہلے شیشا کو بھیجا اور لب روسوتی کے ساتھ خود میرا لیا گیا۔ صرف اس بات کا خیال رکھا کہ تمام ٹیکہ میں جانتے والے ایک جگہ نہ ہوں۔ اس لیے مشابہ ہمارے آنے سے پہلے ہی جی۔ ادھر ہم دو لڑکیوں جانتے والے تھے۔ ادھر شیشا اور دودو بیٹھیں۔ ایک بڑس گزرنے کے بعد بھی ہم چڑھنا پر پوری طرح اعتماد نہیں کر رہے تھے۔ کیونکہ ہر متون مزاج میں ناپاوان سے بے حد محبت کرتی تھی لیکن یہ محبت دیکھ کر دمک ہوئی تھی، اس کے ساتھ باہر نکل کر گوری چلری والوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے سچا پابندت موسیٰ کرتی تھی۔ لوگ ایک حسین عورت کو ایک نیٹرو کے ساتھ دیکھتے تھے۔ کچھ کہتے تو نہیں تھے لیکن ان کی آنکھوں سے جیران لگا رہتی تھی یا وہ طنزیہ انداز میں مسکراتے تھے۔ موندنا نے ایک باہر پریشان ہو کر کہا: "مجھے کسی بلا تک سرجی کے ماہر سے ملنا چاہیے۔"

غلام باقی نے ہنسی کہا: "کیوں؟"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کیا سر سے ہانڈوں تک تھاری جری ہو سکتی ہے۔ تھاری جلد کالی سے گوری ہو سکتی ہے؟"

"اگر میرا رنگ لالہ لالہ نہیں ہے تو تم پر ہر رنگ کون ہو؟"

وہ دل سے مجھ سے تھی، کبھی باسو جا، اسے جھوڑے مگر کسی اور دل نہیں آتا تھا۔ ایک سے ایک گونے رنگ کے خوبصورت منہ ان اس کے قریب آنا چاہتے تھے۔ امریکا سے لے کر یورپ تک ہر رنگ لوگ اس کے دلوانے تھے۔

وہ غلام باقی کے ساتھ پیرس، لندن، میونخ اور دم و دینہرہ کی ریر کرتی رہی۔ کہیں ایک ماہ، کہیں دو ماہ تک میٹن کرتی رہی، پھر اپنے وطن کی یاد تانے لگی۔ غلام باقی اس سے اسرار کرنے لگی: "ہیں امریکا آجس جانا چاہیے؟"

"میں اس سلسلے میں رہنے آتا سے اجازت لوں گا۔"

وہ جڑ کر بولی: "کیا تم بائیسویں، غلام! ہو گئے ہو۔ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتے؟"

"میں آزاد ہوں۔ اپنی مرضی سے کچھ کر سکتا ہوں لیکن اپنے آقا کے حالات کو سمجھتا ہوں۔ ان کی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن ہم پر شہب خون ماریں۔ تمہیں اچھا کرنے چاہیں اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں۔"

"آخر میں کب تک میک اپ میں چھپی رہوں گی میرا پاپا ایک قدرتی جن ہے۔ میرے چہرے نے میری قدرتی خوبصورتی سننے لگی ایک اونچا تھا کہ آیا ہے۔ مجھے اس امریکا بنا دیا ہے، لوگ مجھے اس چہرے سے پہچانتے ہیں، اس چہرے سے کوئی نہیں پہچانتا۔"

"ایک بات تم سمجھو رہی ہو، میں چہرے کے حسن نے تمہیں اس امریکا بنا دیا ہے اور جس چہرے کے حسن کو ساری دنیا پہچانتی ہے، اس حسن کو موت بھی پہچانتی ہے۔ جب تک موجود ہو رہا ہے، وہ ہوا سیات کو سچوٹا نہیں چاہیے۔"

وہ بے بس سے بولی: "مجھے عجب کر رہا ہے ہوگا، لیکن ہم امریکا تو جا سکتے ہیں۔ مجھے اس روپ میں کوئی نہیں پہچانے گا۔"

"مدون میرا تھا اور اساتھ دشمنوں کو شہ سے ہٹا کر کے کہاں تم گوری چوڑی والوں کے درمیان میرے ساتھ رہتے ہوئے احساس کرتی رہا تھا۔ ہوتی جا رہی ہو۔ وہاں تمہارے امریکی گورنر مجھے تمہارے ساتھ پرواہت نہیں کریں گے۔"

"کیا نہیں کسی اپنے وطن میں جا سکتی ہیں؟"

"میں دن میرا ساتھ چھوڑ دوں گی، وطن جانے کا راستہ آسان ہے۔"

اور میں حقیقت تھی۔ اسے اپنے لوگ یاد آتے تھے۔ آہستہ آہستہ

ہاتھوں ہتھ لہا آ تھا، کس قدر پھیرائی ہوتی تھی۔ ایسا ہوتا ہے جو چیز دوسرا، اس کی کشش زیادہ ہوتی ہے اور جو قریب ہوا اس کی کشش رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہے۔ غلام باقی ایک برس سے اس کے ساتھ تھا اس لیے اپنی کشش کم ہو رہا تھا۔

اب وہ اکثر تنہا باہر جایا کرتی تھی، کوشش کرتی تھی، ساتھ میں دیگر محبوب نہ ہو۔ وہ بھی سوچتا تھا سب سے جاری کیا کسے، اپنی خود پرستی اور حسن پرستی سے مجبور ہے۔ اس کی انقباض کو سمجھتے ہوئے ڈھیل دینا چاہیے، باہر نکلنے کے لیے تنہا چھوڑ دینا چاہیے۔

وہ ہم سے دور رہتے تھے۔ کبھی سیٹوں میں اور ہمیں ہزاروں میل کی دوری ہوتی تھی۔ میں نے خیال خزانے کے ذریعے مشورہ دیا ہے بے شک آزاد چھوڑ دو مگر وہ رہی دور سے نکلنا کی کر دیا، اسانہ ہوا غلط ہاتھوں میں پڑ جائے۔"

"میں خیال خزانے کے ذریعے اس کی ٹھکانی نہیں کر سکتا تھا۔ کبھی ماٹس روک لیتی تھی، جب اس کے تویس عمل کرنے والے ہر ناڑھن سلیٹی نے اس پر عمل کیا تھا تو میں نے اس میں ایک گھٹنے کی گنپا لٹھ رکھی تھی، جو جاکر مجھ سے پانچ بجے تک اس کا دماغ حساس نہیں رہتا تھا اور وہ برائی سوچ کی لہرو محسوس نہیں کرتی تھی۔ میں نے یہ گنپا لٹھ اپنے لیے رکھی تھی تاکہ کسی وقت اس کے جو رخیالات پڑھ سکوں۔ ویسے اب تک پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہمارے ساتھ ٹھیک چل رہی تھی۔ اب اس کا دماغ پھر رہا تھا۔ امریکا جانے کی فکر کر رہی تھی۔ غلام باقی کے ساتھ رہ کر وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو رہی تھی۔ ہونے مشورہ دیا اب اسے ڈھیل نہیں دینا چاہیے۔ آج صبح چار بجے اس کے دماغ میں پوچھنے برے سے تخیلی عمل کر دیا اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دو کہ ہمارے ساتھ وفاقا رہا ہے۔ غلام باقی کے ساتھ رہ کر احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوگی اور امریکا جانے کا ارادہ ترک کر دے گی۔"

"میں اس رات بارہ بجے تک جاگتا رہا۔ دوس بجے تک تو پارس نے سوئے نہیں دیا۔ میں نے اور روسوتی نے آہستہ آہستہ چھوڑ دیا۔ تم سو جاؤ۔ میں تمہیں ساڑھن سے تین بجے جگا دوں گی۔"

"میں خود دماغ کو بہا دیتے دے کر جاگا سکتا ہوں۔ تمہیں جگانے کی کیا ضرورت ہے؟"

"بس میرا ہی چاہتا ہے کہ تم سوئے رہو، میں جاگتی رہوں اور تمہیں دیکھتی رہوں۔"

"میں نے آہستہ آہستہ سے سمجھ لیا۔ پھر مجھے کوشش کیا۔ میں نے چونک کر کہا: "اسے مجھے چار بجے بیدار ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔"

اُس نے پوچھا "کیوں؟"
 "مرزا نے سٹیج پر اُسے لے کر لیا اور اُس کے لیے یہ وقت مقرر کیا تھا۔ اب جب امریکا میں صبح کے چار بجیں گے تو اسٹریٹل میں صبح کے نو یا دس بج رہے ہوں گے۔ ہمیں اسی کے مطابق امریکا کے ممالک میں پہنچنا ہوگا۔"
 اُس راستہ ہم سو گئے۔ صبح اطمینان سے بیدار ہوئے۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد امریکا کے وقت کے مطابق اُس کے ممالک میں پہنچنے کی کوشش کی۔ کوشش کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پہنچ نہیں پائے۔ اُس نے سانس روک لی تھی۔ ہم نے پھر دس پندرہ منٹ بعد کوشش کی پھر اُس نے سانس روک لی۔ اُسے دھننے کے بعد بھی ہمیں ناکامی ہوئی۔ ہمیں فوراً اطلاع یانی کو مخاطب کیا اور پوچھا "موریا کہاں ہے؟" میرے آقا، وہ دیکھنے کی ایک کھب میں رات گزارنے گئی تھی۔ اب صبح کے دس بج رہے ہیں لیکن واپس نہیں آئی۔ ہمیں اُسے تلاش کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ (ردم) ایک بہت بڑا شہر ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہاں تلاش کروں؟"
 "ہمیں بے کما تھا اُس کی نگرانی کرتے رہو۔"
 آقا ہمیں اُس کے چہرے لگا رہا۔ وہ ایک ایسے کلب میں گئی تھی جس کا مالک انگریزوں سے تعلق رکھنے والا انگریز ہے۔ اُسے کال سے سخت نفرت ہے۔ اس لیے اُس نے اپنے کلب میں کالوں کا دخل ممنوع قرار دیا ہے۔ کسی نے مجھے اندھانے کی اجازت نہیں دی۔ میں کال سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"
 "اب تو یہی صورت ہے کہ گاڑی میں بیٹھو اور شکر پیکر لگاتے رہو۔ دیکھو وہ کہاں یا نہیں آسکتی ہے؟"
 میں کافی پی رہا تھا۔ اچھوری چھوڑ کر اٹھ گیا۔ روٹی نے پوچھا۔
 "کیا ہوا؟"
 "معلوم ہوتا ہے، اب مجھے پھر گھر سے بے گھر ہونا پڑے گا۔ موریا اچھا کب غائب ہو گئی ہے؟"
 "اوہ خدایا! یہ بیٹھے بیٹھے پریشانی شروع ہونے لگی ہے۔ آپ یہاں کے افسران سے کچھ تعاون حاصل کریں؟"
 ہم نے خیال غمناکی کی پرواز کی وہاں کے اعلیٰ افسران کو مخاطب کرتے ہوئے موریا کے متعلق بتانے لگا۔ وہ اٹھی گئی تھی۔ (ردم) شہر میں تھی اور کل رات سے غائب ہے۔ اس شہر میں آپ کے جتنے ایجنٹ ہیں، انھیں حکم دیجیے کہ کسی طرح اُسے تلاش کریں؟"
 افسران نے پوچھا۔ "اُس کی کوئی تصویر ہے؟"
 "ہمیں امریکا موریا کو سب جانتے ہیں، دنیا کے ہر ممالک میں اُس کی تصویریں شائع ہو چکی ہیں۔ ان دنوں وہ میک آپ میں رہتی تھی۔ کس سے غائب ہونے کا مطلب ہے کہ وہ میک آپ میں

نہیں رہے گی۔ اگر کسی نے اُسے اغوا کیا ہے تو دوسرے میک آپ میں کہیں نہ جائیں گے۔ اگر وہ کسی بولنے والے کے ساتھ گئی ہے تو وہ ایک آپ آتا رہے گی۔ اُسے سلیپتے سے میک آپ کرنا نہیں آتا ہے اور وہ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ بھی نہیں رہے گی۔ اُسے اپنے ہاں کا خطرہ ہے۔ لہذا کسی ناٹائی کی طرح میک آپ کسے گا اور وہ دوسرے پہچانی جائے گی؟"
 "اچھی بات ہے، ہم کوشش کرتے ہیں۔"
 پھر میں نے اسک میں کونسا اطلاع دی۔ اُسے پوری تفصیل بتائی۔ اُس نے کہا "آب اطمینان رکھیں۔ ہمارے آدمی اُسے ڈھونڈ نکالنے کی پوری کوشش کریں گے۔"
 "میرا خیال ہے، اب میرا اطمینان ختم ہو رہا ہے۔ پھر مجھے گھر سے نکلنا ہوگا۔"
 "فرما دو صاحب، ایک اہم اطلاع ہے۔ ہمیں بتانا چاہیے۔"
 "کیا یہ بات معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے؟"
 "ہاں جب کوئی نیا سپراسٹار آتا ہے تو دنیا کے ایک کورسے سے دوسرے تک اُس کے تمام خاص ایجنٹوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کسے سپراسٹار سے خارج بننا چاہیے۔ اب اس کے احوال کا جاننا ہونے کے لئے وہ سابقہ سپراسٹار کی آواز نہیں سن سکتیں گے۔"
 "ہمیں بے کما تھا؟ اِس کا مطلب ہے، اُس کی آواز ہمیں سنانی نہیں دے گی یعنی وہ مزاحیہ ایما ڈال گیا ہے۔"
 "ہاں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جنہیں سمجھنے میں وقت لگتا ہے۔ اب ہمیں دیکھنے کے ایک سال اور دو ہفتے گزر گئے ہیں، اب تک کوئی نظر مشین کی کوئی سن نہیں ہے۔ وہ اس مشین سے فائدہ اٹھانے کے لیے کسی ٹیل میٹھی جانے والے کو نہیں چھوڑ رہے ہیں، اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"
 "واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ اُن کے آدمی اس مشین کو آپریٹ کرنا سیکھ چکے ہیں۔ ہم نے جو کچھ ڈیرے اُن کا کامیاب تجربہ دیکھا ہے، میرا خیال تھا وہ ہم سے براہ راست چھوڑ نہیں کریں گے۔ ایلاسٹارک ٹھنڈوں کے ذریعے ہمیں سے کسی خیال خوانی کرنے والے کو چھوڑ کر سے جائیں گے اور اپنا کام لگائیں گے لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے؟"
 "میں تو سوچنے کی بات ہے۔ وہ خاموش کیوں ہیں؟"
 "کیا اس خاموشی کی وجہ آپ کی سمجھ میں آتی ہے؟"
 "تین باتیں ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ مشین میں غلطی پیدا ہو گئی ہے اور وہ دور میں چھوڑ دی ہے۔ دوسری بات یہ کہ شاید وہ مشین اُن کے ہاتھ سے بھی نکل گئی ہے۔ تیسری بات یہ کہ مشین اُن کے

ہاتھ سے گھر سے پیٹھے ہوئے ہیں۔ اطمینان سے کسی ٹیل میٹھی نے والے کو شکار کرنے والے ہیں۔ اب لوگوں کو پیش و آرام بنانا کیا چاہا رہا ہے تاکہ آپ کی منتظت سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ دنیا کا موجودہ گمشدگی ہی ثابت کر رہی ہے۔ وہ پھر میدان عمل میں آئے ہیں لیکن براہ راست نہیں آئے ہوں گے۔ موریا تک پہنچنے کے بعد ہی حقیقت معلوم ہوگی۔"
 اس سلسلے میں موریا اور اعلیٰ بی بی سے واسطی رابطہ قائم تھا۔ اُن کے ساتھ شہیا بھی موجود تھی۔ ہم نے کہا "مجھے امریکا جانا ہوگا۔ اُن کو جن سے متعلق ہے میں نے جانا گیا تھا اور میری سرکار کا بہت ہی اہم خیال ہے۔ موریا، تم اندازہ کرو ڈیڑھے خفیہ سرکاری آدمی سے کسوں ہو سکتے ہیں؟"
 وہ بولی "واشنگٹن کے آس پاس کے علاقوں میں ہو سکتے ہیں۔" "بائل ڈسٹ، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"
 وہ بولی "صرف سوچنے اور اندازہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جو کچھ نہ جانے سے کہا گیا تو اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُسے تفریق سے نکالا گیا، فلائنگ کلب پہنچنے کے بعد اُس کی آنکھوں سے پٹی کھولی گئی تھی۔ جو کچھ سے معلوم کرو، وہاں اُس نے کوئی ایسی بات نہیں ہو سکتی یاد ہوتی۔"
 "میں نے فرمایا جو کچھ پتہ پاس بکلیا، اُسے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا۔ پٹی اُس کی ذہین ہو؟"
 وہ مسکرا کر بولی "بہت ذہین ہوں، پارس سے زیادہ عقل مند بھی ہوں۔"
 "اچھا یاد کرو، جب تصاری آنکھوں پر پٹی باندھ کر تمہیں ایک فلائنگ کلب میں پہنچایا گیا تھا۔ وہاں آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی تھی کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی جو ہمیں ناک یاد ہو جا؟"
 "ہاں، بہت سی چیزیں دیکھیں۔ وہاں دو ڈورڈک تین اسلک بائزر کھڑے ہوئے تھے اور ایک ہوائی جہاز تھا جس میں تین بیٹھے، ایئر پورٹ اور فلائنگ کلبوں میں تو ایسے ہوائی جہاز زلا بڑا کچھ عجیب ہیں کسی ایسی چیز کو یاد کرو جو تمہیں رائیونگ سے دیکھ کر تمہاری تھی یا یاد ہے؟" "یہ تو دیکھ کر تمہیں بے اختیار اسی اسی ہوا۔"
 "میں تو پارس کے پاس پہنچنے کے لیے جہن تھی، بھلا مجھے ہنسی کیسے آ سکتی تھی؟"
 "اچھا چلو، کوئی ایسا آدمی دیکھا تھا، جس کی صورت شکل کچھ عجیب کی ہوا اس میں کوئی خاص بات ہو؟"
 "پاپا! میں اتنے سارے لوگوں کو کیسے دیکھ سکتی تھی۔ مجھے تو کار

سے اُن کو روک دینا ہے، ہوائی جہاز کے اندر لے گئے تھے۔"
 "ہوائی جہاز پر چڑھتے وقت کسی کو دیکھا تھا؟"
 وہ سوچتے گئے۔ "چھ ایک آدم سے خوش ہو کر کبھی بھی اسے ہونے بولی۔ دیکھا تھا، ایک جہاز اُن دے پر چلتا ہوا ایک رہا تھا ایک شخص دونوں ہاتھوں میں کچھ کپڑے ہونے لگے تھے۔ رہا تھا۔"
 "میں نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا بیٹے، تمہارا پڑاٹ میں طیارے اترتے ہیں اور اُن دن سے پروردتے ہوئے آتے ہیں پھر رکتے ہیں۔ وہاں ایک شخص سگنل دینے والا ہوتا ہے، یہ کوئی یاد رکھنے والی بات نہیں ہے۔"
 "مجھے پایا اُڑتے مزے کی بات ہے، وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر سگنل دے رہا تھا۔ ہم نے دیکھا، اس کا ایک ہاتھ چھوٹا تھا اور ایک ہاتھ بڑا۔"
 "میں نے اُس کی ہاتھ دیکھے ہوئے کہا، ماشاء اللہ ہماری شیڈ گنتی ذہین ہے، کتنی باتیں یاد رکھ لیتی ہے۔ اب ذرا یاد کر کے بتاؤ اس کا کون سا ہاتھ چھوٹا اور کون سا بڑا تھا۔"
 وہ سر کھلاتے ہوئے سوچنے لگی۔ "تھوڑی دیر کے بعد بے بسی سے بولی "پاپا، یاد نہیں آ رہا ہے۔"
 "اچھا کوئی بات نہیں ہووا کھیلو۔"
 وہ اچھلی کودتی چلی گئی۔ ہمیں اُسے جاتے دیکھا رہا اور پھر جاتا رہا۔ قدرت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں۔ وہ گریبا جیسی گنتی پنڈرہ برس کی ہو گئی تھی۔ اچھا قدر نکالا تھا۔ آواز اور شیانے اُسے صحت مند بنا کر رکھا تھا لیکن واسطی طور پر پٹی تھی۔ انھوں نے اُسے بہت کچھ سکھائے۔ بھانے اور پڑھانے کی کوشش کی۔ وہ سمجھتی بھی تھی مگر کچھ ذہن میں بھول جاتی تھی۔
 یہ شاید ماں باپ سے محروم ہونے کا نتیجہ تھا۔ وہ آگے سے بہت پیار کرتی تھی۔ بے بسا کس طرح سمجھتی تھی یہ عجیب سے بات تھی کہ آگے کے متعلق کوئی بھی بات، وہ وہ کبھی نہیں سمجھتی تھی۔ اُسے ایسے یاد رکھتی تھی جیسے اُس کی ہر بات دل اور دماغ میں اتر جاتی تھی۔ پھر پارس اس کی زندگی کا تھا۔ اس کا بچپن سے دو بار زخمی ہوا تھا۔ ایک بار زندگیاں لوہے کی گولہ باریک گولہ میں بٹلا رہا تھا۔ وہ اس قدر تڑپا ہو گئی تھی کہ اس کے ہاتھ میں کوئی بات ہوتی تو فوراً یاد آتی تھی۔ انسان محبت کا کھوکھا ہوتا ہے۔ محبت سے ہر بات یاد رکھتا ہے اور نفرت سے ساری دنیا کو بھلا دیتا ہے۔

میں نے آنکھوں بند کر کے کنگ زبانیہ کو تصور کیا۔ اِس کے لب دہلے کو یاد کیا۔ پھر اُسے مخاطب کیا کہ اُس نے پوچھا "یار اہم کل غائب ہو گئے تھے، جانتے ہو میں ایک ایک دن گنتا ہوں اور ہر روز سوچتا ہوں تم میرے دماغ میں آکر محبت سے بیکار ہو گے پورا ایک سال اور دو مہینے گزر چکے ہیں۔ میں نے تمہارے حیلے بہت روت

آج تک نہیں دیکھا؟

اور نہ کبھی دیکھو گے۔ ہوتے جا رہے ہیں۔ نہیں پوچھو گے کہ کیوں یا کیسے؟
کوئی مطلب ہوگا۔ ایک بار کسی طرح پھنسا کر گلے گئے۔ میرا کی حکومت میرے پیچھے چل گئی ہے۔ طرح طرح کے سوالات کیے جاتے ہیں۔ کیا وہ اصلی فریاد اصل تھی یا نہ تھی؟ اس سے کب ملاقات ہوئی؟ کہاں ملاقات ہوئی؟ کیسے ملاقات ہوئی؟ میں ہر سوال کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن ہفتے دو ہفتے بعد پھر ایٹھ بیٹھتی تھی کہ کوئی آدمی ہفتے ہفتے آتا ہے اور پوچھتا ہے، فریاد کے متعلق کوئی نیا ترین اطلاع دے سکتے ہو؟
اب سوال کیا جائے تو کہہ دینا۔ فریاد پھر تھارے پاس گئے لگتا ہے۔

کیا تم آرہے ہو؟

میرا ایک کام ہو جائے تو ضرور آؤں گا۔
تم ہزار کام آتاؤ، میں جان پر کیوں کر دوں گا۔
تم امریکا کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک ہر جگہ پہلی کا چڑھیں پھرانے کرتے ہو۔ وہاں کے تمام فلائنگ کمپوں میں آتے جاتے ہو، کیا تم نے کسی فلائنگ کمپ میں ایسے سٹائل میں کو دیکھا ہے جس کا ایک ہاتھ چوڑا اور ایک ہاتھ بڑا ہو؟
تمہیں اس سے کیا کار پڑ گیا؟
میرے سوال کا جواب دو، کیا ایسا کوئی شخص ہے؟
ہاں ہے۔
کس فلائنگ کمپ میں ہے؟
کیناسا ٹیڈ میں ایک فلائنگ کمپ ہے جس کا نام دی فلائنگ

بڑی ہے۔ وہ وہاں ملازم ہے۔

نہیں نے خوش ہو کر کہا۔ میری جان، تمہے میرا کام آسان کر دیا ہے۔ میں ٹیک تھارے پاس پہنچ رہا ہوں۔
کس فلائنگ سے آرہے ہو؟

میرے لیے کسی ایئر پورٹ پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود تھارے پاس پہنچ گیا۔ اپنے پاس بیٹوں کا ایٹھ بیٹھنے والے تھاری بیٹھی گئی کر رہے ہوں گے۔ ہمیں ایک ساتھ دیکھ لیا تو میرے دل پہ بڑھ چکی ہیں۔

فریاد، میں بہت پہنچا ہوا ہوں۔ میرے پاس ایسے ایسے ننگے اور کوشیاں ہیں جہاں خود چھب جاؤں یا دوسروں کو چھب اؤں تو ایٹھ بیٹھنے والے قیامت تک نہیں پہنچ سکیں گے، تم آؤ تو کسی آ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔

میں نے فرانسسیسی افسران سے بطور قلم کیا تھا؟

ہاں، وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہے پاسپورٹ اور ضروری چیزیں تیار کیے جائیں؟
میں نشان سے رابطہ قائم کر کے پوچھا۔ میں کیناسا ٹیڈ میں ہوں۔ کیا میں وہاں کسی ایسے شخص کے روپ میں رہ سکتا ہوں جس کے وہاں رہنے دار ہوں یا وہ ایٹھ بیٹھتی رکھتا ہو کہ ایٹھ بیٹھنے والے خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ چڑ جائیں؟
اب آؤ گئے تھے بعد رابطہ قائم کریں، ہم کسی ایسے شخص کے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں۔
میں نے دو ماٹھی طور پر حاضر ہو کر روتوتی سے کہا تم امریکہ افسران کو اطلاع دو۔ ٹیکس برابرا چاہتا ہوں۔ دو چار گھنٹے کے اندر میری روانگی کا انتظام کروا جائے۔

میری باتیں سن کر وہ اداس ہو گئی۔ نہیں پوچھا۔ یہ کیا پاگول ہے، کیا ہمیں کبھی پھرتا نہیں ہے اور پھرتے کے لیے کبھی بنا نہیں ہے؟ اس نے میرے سینے پر سر رکھ دیا، پھر کہا کہ میں اسے بھی شہا سے بات کرتی ہوں اسے یہاں آنے کے لیے کہوں گی۔ آپ کے ساتھ بیس جاؤں گی، کم از کم وہاں تک ساتھ لے کر آئے۔
میں نے اسے پاس رہ دیکھا، اس کیس میں ہوتا تو مجھے کس بلے نہ دیتی۔ جہاں جاتا وہاں ساتھ لے جاتی۔ بیویوں کی خبریں مایاں ہیں۔ ذرا صحت سے نہیں سوچتیں کہ اپنے آدمی سے کبھی کبھی طویل فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ اس کے متعلق سوچے۔ دور رہ کر اس کی طلب کرے اور کھونٹے سے بندھے ہوئے تیل کی طرح پھر اپنے پیچھے کی ماں کے پاس چلا گئے۔

میں ہر روز تیار کرنا شروع نہیں بل رہا تھا اور یہ بڑھتی ہی بات تھی پتا نہیں وہ کب تک کہاں گم ہو گئی تھی۔ کس کے ہاتھ تک گئی تھی میں تمہارا دیر تک اس کے متعلق سوچتا رہا۔ اسے قہر میں دیکھتا رہا۔ پھر سوچا ایک بار اور کوشش کرنا چاہیے۔ شاید اس کے درمیان میں جگہ مل جائے یہ سوچ کر میں نے پرواز کی پھر اس کے درمیان میں پہنچ گیا۔
بیلو موریا، یا پول رہا ہوں، میری آواز پہنچاں رہی ہو؟
تم فریاد اصل تھی ہو؟
تم کہاں ہو؟

میں کہاں ہوں جیسے نہیں معلوم۔
تم انہیں کھلو۔ میں تھارے ذمے جانوں کو لوں گا۔
میں انہیں نہیں کھول سکتی۔
کیوں نہیں کھول سکتیں؟
وہ چُپ رہی۔ میں نے پوچھا تھارے اسے پاس آنا تھا؟
کیوں ہے کسی کی آواز سنانی نہیں ہے رہی ہے؟
میں انسانوں کی صحبت چاہتی دو دنیا میں ہوں لیکن کسی کی آواز نہیں

کھل چھیننے والی تھی۔

میں نے کہا۔ ہاں، ہم اسی طرح عمل کر رہے ہیں۔
میرا تپنے معمول کو حکم دیتے ہو، دنیا کی کوئی آواز نہیں سونگے اپنے مال کی آواز تھارے کا توں تک پہنچے گی۔
ہاں، ہم اپنے معمول کے کان میں نہ کر دیتے ہیں تاکہ وہ صرف دہی آواز سن سکے۔

اسی طرح جس نے مجھ پر توخوشی عمل کیا ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے، جیسے ہی میں پرواز کی سوچ کر اپنے درمیان میں موسیٰ کروں تو فوراً انہیں بند کر دوں پھر میرے کان خود بخود بند ہو جائیں گے تاکہ میرے درمیان میں نہ آئے۔ تو میرے ذہن کے کپڑے کو کھائی دے اور پھر پھرتی دے۔
میں نے آج تک کسی پرائیوٹ میں کیا تھا۔ حد اصل یہ ترکیب کبھی میرے درمیان میں نہیں آئی تھی یا تو ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسا عمل کیا جاتا ہے۔ درمیان میں پرواز کی سوچ کر لوہے آتے ہی ہول کی انہیں فوراً بند ہو جاتی ہیں اور اس کے کان دنیا کی تمام آوازاں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ جس نے جیسا اس پر عمل کیا تھا، وہ کوئی بہت ہی گالک مال ہوگا۔

کیا تمہیں انوکھا کیا گیا ہے؟
نہیں، کچھ نہ تھا انہیں کیا ہے۔
کیا تم اپنی مرضی سے اس توخوشی عمل کرنے والے کے ساتھ جا رہی ہو؟

میں اسے پسند کرتی ہوں۔ اس کا رنگ گولہ ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہوں۔ غلامی باقی کے ساتھ چلتے وقت میرا سر جھک جایا کر رہتا تھا۔
کیا تو یہی عمل کرنے والے نے اس بات کی اجازت ہی ہے کہ تم میرے ہر سوال کا جواب دو تیار رہو؟

جو سوال میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اس کے متعلق جواب دوں گی کسی دوسرے کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی۔ پوچھو گے تو میری اور کوئی جان جاؤں گی؟
کیا تو یہی عمل کرنے والے نے ماشق کا نام بتا سکتی ہو؟
وہ چُپ رہی۔ میں نے دوسری بار پوچھا، وہ بتو درخشا موش رہی اس نے پہلے ہی کر دیا تھا، دوسرے کے متعلق کوئی بھی سوال لوگا تو وہ لوگوں کی داد بہری بن جائے گی اور وہاں ہی تھی۔
بہر حال جو ہوا، بڑا ہوا وہ ہاتھ سے نکل ہی نہ سکتی تھی۔

میرا رات اس مشین کو ایک قبر میں چھپانے کے بعد مطمئن نہیں ہوا تھا۔ اس نے میری حالت میں ایسا کیا تھا۔ میرا ہاتھ رکھا تھا، جیسے ہی اسے چھپانے کے معقول جگہ لگے کہ وہ وہاں سے نکال لئے گا۔ اس بات کا بھی اطمینان تھا کہ ایک ایسے تک مکان کے پیچھے والا قبرستان ہوا نہ رہتا۔ کیا جاتا ہے گا۔ اس کے پاس رکم کی مشین تھی۔ ذرا لٹھے بھی جاتے تھے۔ وہ اپنے ذرا لٹھے بڑھا تا جا رہا تھا۔ اپنے جان نثار محافظوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرتا جا رہا تھا۔

جہاں بڑھ کر اس طرح اس کا بھی وہی طریقہ کار تھا۔ زیادہ اختیار کرنے کے بعد وہ لپٹھی بھی ماتحت کے سامنے نہیں آتا تھا۔ کسی کو اس کی دلچسپی کو مطمئن تھا۔ وہ اب اس کے ایک دست راست نے اطلاع دی۔ ایک خفیہ آواز ہمارے ہاتھ تک ملتا ہے، ایک سن اس کا نامک ہمارا راز دار ہے۔ وہ بھی اپنی کچھ کام چھپائیں وہ اسے چھپایا کرتا ہے۔

میرا براٹھنے پوچھا کیا وہ بہت متاثر ہے، کیا ہم گرفتار رہنے اس کے اڑے پوچھ رہے ہیں یا کتنے؟
اس کے پاس بھی کچھ کار کرنے والے لوگ ہیں، کافی خطرناک ہیں مگر ہلکے آدمی جیسی کچھ نہیں ہیں، مناسب موقع دیکھ کر اسی خفیہ آواز میں آہیں دفن کرنے کی جاگتے گئے۔
اس نے کہا۔ اچھن بات ہے۔ میرا ایک خاص ماتحت مشین کی تھارے ساتھ جاتے گا اور اس خفیہ آواز کے مالک سے معاملات طے کرے گا۔

دوسرے دن میرا براٹھنے اپنے چہرے پر عارضی ماسک لگا کر اپنے ہر ایک کار عمل کی پھر مشین کی بن کر اپنے دست راست سے ملا۔ اس کے ساتھ ایک ننگے کے سامنے پہنچا گاڑی رکھی، پھر دونوں اندر گئے۔ وہاں کسی ایئر مین کے تجربہ کار شخص سے ملنے کی توقع تھی۔ لیکن ایک موٹر پر ایک منہایت حسین عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ایک سگریٹ سسکا کر کش لیا۔ پھر دھواں چھوڑتے ہوئے بولی۔ آؤ

میرا براٹھنے کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔ میں تھارے آواز پر پوچھ کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتی گی کہ تھارے آواز سے جھپٹی ہوتے ہیں۔ دھواں دیکھنے والے بہر حال میں دھواں سے جلتے ہیں، تم خود ہی بتاؤ تم پر کس حد تک مہم جو کیا جاتا ہے؟
میرا براٹھنے نے کہا تو یہ سوال مجھے نا چاہیے، تم کس حد تک مہم جو کر سکتی ہو اور کیسے کر سکتی ہو؟
اس سوال کا جواب ہمارا پاس ہے۔ تم میں سے کوئی ایک

آدمی اس سے مل سکتا ہے ؟
 میجر برلاشٹ نے کہا : نہیں اس سے ملاقات کروں گا ۔
 " کیا تمھارے پاس اپنی گاڑی ہے ؟ "
 " نہیں نے کرنے پر مائل کی ہے ۔ "
 " بہت چالاک ہو ۔ "
 " ہمارے دھندوں میں چالاک لازمی ہے ۔ "
 " تم میرا سے اپنی کار میں بیٹھ کر جاؤ گے ۔ تمھارے سامنے سڑک پر
 پر ایک چھوٹا سا لائسنس رکھا ہوا ہے ۔ میں یہاں سے لائسنس کے ذریعے
 گاڑی کر کے گی ۔ تم انھی راستوں پر چلتے ہوئے اس خطیہ اڈے تک
 پہنچو گے ۔
 میجر برلاشٹ نے میجر کے ہوتے چھوٹے سے لائسنس کو اٹھا
 لیا وہ بولی : " کیا تم بھی چلنے ہو ؟ "
 " میں نے ایسا موقع آنے ہی نہیں دیا ۔ "
 " کیا یہ لائسنس والوں کو تم پر بھروسہ ہوتا ہے ؟ "
 " شاید ہوتا ہو ، میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ۔ "
 " سوسائٹی میں تمھارا کیا مقام ہے ؟ "
 " میں خود کو گناہ رکھتا ہوں ۔ "
 " کیا برسے وقت پر لے پھاؤ کے لیے مستحکم ذرائع بھی
 استعمال کر سکتے ہو ؟ "
 " میرا خیال ہے ، ہر سہاوی کو تو اور اٹھانے سے پہلے ذرہ بکتر
 پسینہ لانا چاہیے ۔ ہائی وی ڈی سے تم نے برسے پاس کے متعلق کچھ نہیں
 پوچھا صرف میرے متعلق سوال کر رہی ہو ؟ "
 " تم میرے پاس سے ملنے جا رہے ہو اس لیے تمھارے متعلق
 جانتا ضروری سمجھتی ہوں تم جانتے ہو ؟ "
 " یہ اپنی کرتے کی کار میں آکر بیٹھ گیا چونکہ اسے تنہا ہانے
 کیلئے کہا گیا تھا ، اس لیے دست راست چلا گیا تھا ۔ وہ کارڈ ٹیو
 کرتا ہوا تین روڈ پر آیا ۔ میجر اس نے لائسنس کے ذریعے پوچھا ۔
 " بیٹھے کمر جانا ہے ؟ "
 " ایسٹ اینڈ پولیس چوکی کی طرف جاؤ ۔ "
 " اس نے گاڑی رٹا اور بڑھاتے ہوئے پوچھا : " اس کا مطلب
 ہے مجھے سواری کی سرحد پار کرنا ہے ؟ "
 " ہاں ، وہاں سے آگے میں تک جانا ہو گا ۔ کیا تصاری
 کار میں کوئی غیر قانونی چیز ہے ؟ "
 " ایسی کوئی چیز نہیں ہے ۔ "
 " اگر کوئی تو تم پولیس چوکی والے سے کیسے ٹٹ سکتے تھے ؟ "
 " میں جیسی کہ مال سے جانے سے پہلے سوچا ہوں ۔ میں لڑتے
 میں سوچتا ہوں نہیں جانا ۔ "

" تمھیں رستے میں بھی سوچنا چاہیے ، ہمارے دھندوں میں
 کس وقت بھی شامت آسکتی ہے ۔ ہائی وی ڈی کوئی گڑبڑ ہوتی تو میرا لڑنا
 دے دینا ، بھلا دام کرنا کتنے ہیں ۔ "
 وہ پولیس چوکی تک پہنچ گیا ، امریکا میں ایک مہاراجہ سے
 دوسری ریاست تک جانے کے لیے پولیس چوکیوں سے گزرنا پڑتا ہے
 وہاں تلاش کی جاتی ہے میجر برلاشٹ کے پاس کر کے کی کار میں اس میں
 کوئی ایسا مال نہیں تھا جو قانون گرفت ہوتا ۔ اس نے بڑے اطمینان سے
 ڈکی کی جانے سے وہی وجہ تلاش کی لے والوں نے اسے کھولا تو وہاں
 کوکین سے بھرے ہوئے بلاسٹک کے قتلے رکھے ہوئے تھے ۔ وہ
 اطمینان سے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا اور اسٹارٹر پکڑنے لگا کہ
 " ہٹا ہارنگو ، تمھارے جیسا وہ دیر اور سنگھریلی بار دیکھا ہے ۔ خلیہ
 دہاڑے کو کین اسکل کرنے ہے اور اور اطمینان سے تلاش کی لے کے لیے
 جان بھی شیشے ہے ہو ۔ "
 وہ ایک دم سے گھبرا کر باہر آیا تیزی سے چلتا ہوا ڈکی کے
 پاس پہنچا تو کین سے بھرے ہوئے قتلے دیکھ کر بوش آئے ۔ اس
 نے پریشان ہو کر کہا : " میں بالکل نہیں جانتا ، یہ کسی نے مجھے چلنے
 کے لیے ایسا کیا ہے ؟ "
 دوسرے آفسیئر نے ہنستے ہوئے کہا : " مجرم گرفتار ہونے
 کے بعد ایسی ہی باتیں کرتے ہیں ۔ "
 اس نے اپنے پاس گھومے ہوئے انسپکٹر کو ایک طرف لے
 جا کر کہا : " دیکھو اول تو میں نہیں جانتا یہ مسلمان میری ڈکی میں کیسے
 آیا ۔ دیکھتے ہیں مادام کرنا کا آدمی ہوں ؟ "
 انسپکٹر نے سے چونک کر دیکھا پھر آہستہ سے بولا : " مادام
 کامیاب نام دلور انھوں نے تمھیں بھیج کر جڑی بھول کی ہے ، انھیں چلی
 تھانہ پہلے میرے رابطہ قائم کر لیں ۔ اب کچھ نہیں ہو سکے گا ۔ "
 " کیوں نہیں ہو سکے گا ؟ "
 " وہ جو آفسیئر ڈکی کے پاس کھڑا ہوا ہے ، ہاسکل نیا ہے ۔ مادام
 کرنا کا جانتا نہیں ہے اور کسی سے رشوت قبول نہیں کرے گا ۔ "
 " مجھے کسی طرح بچاؤ ، میں تمھیں مالامال کر دوں گا ۔ "
 " کس طرح سہا سکتا ہوں ؟ تم نے بڑی حماقت کی ، چاہی نکال
 کر تلاش لینے کے لیے دے دی ۔ اگر وہ چاہی تمھارے ہاتھ میں
 ہوتی تو فوراً اسے اسٹارٹ کرتے اور کار کے گرفتار ہو جیتے ، کیا
 تعاقب کرنے تمھارے دلچسپ آتا اور تمھیں فرار ہونے کا موقع دے
 دیتا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے ۔ "
 کچھ نہیں ہو سکتا تھا ۔ اسے حالات میں پہنچا دیا گیا ، پولیس
 اسٹیشن میں طرح طرح کے سوالات کیے گئے پتا چلا کہ ڈکی کی کار
 ہے ۔ اس کی میٹروں کی تلاش لی گئی ۔ تلاش کیلئے والا بہت ہی جوش کار

صاف تھا ۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا ، میجر نے ہٹ کر غور سے
 دیکھا ، اس کے بعد میجر کے پاس گیا ۔ اپنی وڈا کھول کر ایک مرتب
 بیٹھ نکالا ۔ قریب آکر اس کے چہرے کا معائنہ کرنے لگا ۔ میجر
 بہت مشک میں پڑ گیا تھا ، میجر گیا ، اب ایک ایک کا معائنہ
 کر رہے تھے ۔
 اور میٹر ایچوٹ گیا ۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا : " اس کے
 ہرے پر میک اپ ہے صاف کرو ۔ "
 حکم کی تعمیل کی گئی ۔ میجر صاف ہو گیا ۔ ان حالات میں وہ کسی
 دام کرنا پر لڑنا عام نہیں کر سکتا تھا ، خود کو معصوم ظاہر نہیں کر سکتا
 تھا ۔ کوئی معصوم اور غیر مشتعل شخص اس طرح میک اپ کر کے پولیس
 والوں کا دھوکا نہیں دیتا ۔ اس سے پوچھا گیا وہ کون ہے ، کہاں رہتا
 ہے اور کس کے لیے کا کرتا ہے ؟
 اس نے جواب دیا : " میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے اس دنیا
 میں میرا کوئی اپنا نہیں ہے ۔ میں چھوٹے موٹے دھندے کرتا ہوں ۔
 کبھی کسی بڑے سٹریکیٹ میں معمولی آڈیٹ کے طور پر کام آبل جاتا
 ہے ۔ جبے ایک عورت نے لیے پاس بلایا تھا اور کہا تھا کہ لے کر
 لاؤں گے کراؤ تھا اسے لے گیا پھر فرسے ، میں وہاں گیا تو ایک بہت
 ہی خوب صورت عورت سے ملاقات ہوئی ۔ اس نے اپنا نام مادام
 کرنا بتایا اور ایک شخص کے پاس جانے کے لیے کہا ۔ میں نے
 ان کا پتا پوچھا تو بتانے سے انکار کر دیا ۔ لگی میرے پاس لائسنس
 ہے گا ۔ اس کے فریضے کے گاڈ کیا جانے گا اور میں اس شخص تک
 پہنچ جاؤں گا لیکن پولیس چوکی سے آگے نہ بڑھ سکا ۔ پتا چلا ، جب میں
 مادام کرنا سے باتیں کر رہا تھا تو اس کے آدمیوں نے میری کار کی
 ڈکی میں کو کین لاکر رکھ دی تھی ۔ "
 بہت سے چھوٹے بڑے جرائم کے سلسلے میں مادام کرنا کا
 نام آکر رہا تھا لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا اس لیے
 پولیس اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی ۔ میجر برلاشٹ اس کی جگہ پھیر گیا
 تھا ۔ اسے چھ مہینے قید کی سزا سنائی گئی ۔ جب سے وہ مہینوں کے
 باہر نکل تھی ، وہ عہدائت عہدائت کے مجرموں کو خرید رہا تھا انھیں اچھا
 خانہ مانا دینے کے ایک سٹریکیٹ بنا نا چاہتا تھا ۔ وہ فریج میں رہ
 چکا تھا ، پتا تھا کہ اس طرح ایک فریج ترتیب دی جاتی ہے ۔ ہاں اسے
 کس طرح اپنی کمانڈ میں رکھا جاتا ہے ۔ اس منصوبے کے ابتدائی مرحلے
 میں اس کے پاس بچاس جان نامار تھے جنھیں مختلف طریقوں سے
 آزما کر رہا تھا ۔ انھیں آزمانے کا صرف دو مہینے تک ہی موقع ملا
 تھا کہ ایک قانون کی گرفت میں آ گیا ۔ جسے درامی شہر ہوا تو وہ مادام
 کرنا کے قریب میں ڈاڈا اصل اسی کو بھرتے تھے ہیں ۔ جب تک آدمی
 نظر نہیں کر لیا کہ اسے وقت پر نبھلانا ہی نہیں آتا ۔

اسے یہ شہور منگل بڑی تھی ۔ چھ ماہ بعد جب وہ جیل سے نکلا
 تو پہلا نقصان یہ ہوا کہ اس کا موجودہ پلاسٹک سرجری والا چہرہ سب
 کی نظروں میں آ گیا تھا اخبارات میں بھی شائع ہو چکا تھا ۔ لہذا اب
 وہ منڈیکٹ کے لوگوں سے بھی چھپ کر نہیں رہ سکتا تھا ۔ یہ شک
 اسے پاس کی حیثیت سے پہچانتے تھے ، لیکن ایک مزاحیہ فلم کی حیثیت
 سے ضرور پہچان لیتے ۔ اس چہرے کے ساتھ معزز لوگوں کی کوئی
 میں بھی نہیں جا سکتا تھا ۔
 وہاں پانے کے بعد سب سے پہلے مادام کرنا کا ایک آدمی
 اس کے پاس آیا ، میٹر بولا : " تمھارے ساتھ جو کچھ ہوا ، مادام کو اس کا
 انصاف ہے وہ اس کی ملائی کرنا چاہتی ہیں ، تمھارے مہر طرح کام آنا
 چاہتی ہیں ۔ "
 وہ پھر ایک جیل کے اندام کرنا کو یاد کرتا رہا تھا اور
 غصے سے تہی وہاب کھاتا رہا تھا ۔ ساتھ ہی قسمن بھی کھاتا رہا تھا کہ
 اسے زندہ نہیں چھوڑے گا ۔ اس طرح بے نقاب کر کے گا کہ معزز
 سوسائٹی کے لوگ پھر کسی اسے مادام نہیں کہیں گے یا وہ ساری
 زندگی جیل میں گزار دے گی یا اس کے قدموں میں سے ہے ۔
 اس نے انکار نہیں کیا ۔ اس شخص کے ساتھ ایک بہت
 بڑی کوٹھی میں پہنچا ، میں گھٹ پر ہی نیم پلید پر مادام کرنا کا نام
 لکھا ہوا تھا ، کوٹھی کے اندر کتے ہی مرد اور خوب صورت عورتیں
 ملازم کے طور پر ابھر آ رہے تھے اور کام کرتے ہوئے دکھائی
 دینے ۔ وہاں کے رکھ رکھاؤ سے پتا چلا رہا تھا وہ اپنی سوسائٹی میں
 کس قدر معزز اور دولت مند بھی جاتی ہوگی ۔
 جب وہ اندام کرنا سے دو عورتوں نے وہ طرف سے سلام
 لیا ، میٹر کھڑے ہوئے ایک طرف لے جانے لگیں ۔ اس نے پوچھا :
 " مادام کہاں ہیں ؟ "
 ایک ہنستے ہوئے بول : " تالی بھی کیا ہے میری ہے ؟ "
 دوسری عورت نے ہنستے ہوئے اسے ایک آئینے کے سامنے
 کھڑا کر دیا ، میٹر نے پہلے اپنا ٹیکہ دیکھو اور اسے بڑی طرح سے پکڑنے
 لیے ہیں کہ مادام کے ملازمی میں نہیں ہنستے ہوں گے لہذا پہلے اسے
 لباس تبدیل کرو ۔ تازہ دم ہو جاؤ اس کے بعد مادام سے ملاقات
 ہو جائے گی ۔
 وہ دونوں اسے ایک بیڈروم میں لے آئیں ۔ ایک نے اسے بڑی
 سی الماری کھولتے ہوئے کہا : " اس میں ہر سائز کے لباس موجود ہیں ،
 جسے بھی ہر سائز کے ہیں ۔ ہاتھ دوام میں نہانے کا سامان موجود ہے ۔
 شیو بھی کر سکتے ہو اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو کال مین کا ٹین بادی
 ہم میں سے کوئی بھی حاضر ہو کر تمھاری ضرورت پوری کر سکتی ہے ۔ "
 وہ دونوں ہنسی کھکھکاتی چوٹی دھانڈے تک میں بھیج کر اپنے
 195

چھائی ہوئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نہیں بولے گا تو وہ انہیں اس کے لیے سوخت نہ جانی گی۔

وہ مثل کر ہاتھا اور ٹھنڈے دم سے سوچ رہا تھا کہ اس حال سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا ہے۔ اب اس کی آنکھوں کا صحرائی نہیں ہے مگر وہ انہیں دماغ سے بچی ہوئی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے وہ کہیں چھپ کر دیکھ رہا ہے کچھ بھی ہو وہ اس کے حواس پر بڑی طرح چھا گیا تھا۔

اس نے کسے میں اگر ہراس تیراں کیلینا دیکھنا اگر چکا تھا اس نے پینلنگ پر بیٹھ کر سبز رنگ کے کون کو دیا یا سامنے دیوار پر ٹراسا اسکرین روشن ہو گیا۔ وہی بیڈروم کا منتظر تھا۔ مادام کرینا سکتا رہے ہوئے بول رہی تھی، بیڈروم سٹریٹس پر توجیہ سے تم نکلے جس ٹرانسفاکشن میں کسے ساری دنیا ڈیرائی ہے اسے تم نے چھپا رکھا تھا؟

ہاں میں رہ رہا ہوں کہ اب میرا کون سا راز تم لوگوں سے چھپا ہوا نہیں ہے لہذا یہی فرسٹ میں لے کر سے نکال لینا چاہیے؟

میجر برائٹ انہیں یہ سن کر انہوں پر ہلکا کر وہ شین کوئی نکال کر لے گیا ہے۔

وہ ایک دم سے اچھل کر اٹھ گیا یہ جھوٹ ہے تم جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے فرخا دیکھا جا رہا ہے تنوخی مل کے نہ دینے میرے دماغ سے معلومات حاصل کی گئیں پھر مجھے اطلاع دیا گیا۔ میں ادا نہیں ہوں۔ تم لوگوں نے کئی رات ہی اس شین کو وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ چھپا دینا مادام کرینا نے چند گنا فزات اٹھائے۔ وہ کا فزات پوسے اسکرین پر دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی تحریر مریٹ پڑھی جا سکتی تھی۔ مادام کی آواز سنائی دے رہی تھی، وہ دیکھا اور غور سے پڑھ رہی تھی۔ شین کو آپریشن کرنے کا طریقہ ہے۔ تم نے تنوخی مل کے دوران سامنے طریقے بتائے اور تم نے اسے نوٹ کر لیا۔ تمہارے کتنے کے مطابق وہ شین ہمارے پاس ہونی تو پھر تمہیں زخمہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ شین میں ہی ہمارے پاس ہی طریقہ بھی ہمیں آگیا تھا؟

وہ چپ رہا مادام کرینا اسکرین پر نظر آ رہی تھی وہ آئرن سیف کھول کر اس کا فنڈ کو دکھ رہی تھی پھر اسے لاک کر رہی تھی وہ پینٹ کر لیا۔ میجر برائٹ انہیں زخمہ رکھنے کی چند وجوہات بیان نہایت سن کر اور ہمیشہ یاد رکھو۔ پہلی بات یہ کہ ان شین کو ان کے رہنے سے ہم کو لے کر لے کر انہیں سے لے گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ تم بہت اچھی درجے کے میکانیکل انجینئر ہو سکتی ہو شین کارنگ لوگ کو سمجھ لیتے ہو، ہمیں تمہارے جیسے آدمی کی ضرورت ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ تم مفرد ہو۔ اس حکومت کے کام رازوں سے واقف ہونا تو ان کے محاذ فو کو تمہاری تلاش ہے تم نے اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کر رکھی ہے کوئی تمہیں نہیں جانتا میں جانتی ہوں اور ہمارا اس آئرن ہارڈی جا چننا ہے۔ آٹھ ماہ قبل اس وقت تک زندہ رہو گے اور محفوظ رہی۔ راجو گئے جب تک ہمارے وفادار غلام رہو گے جاگرتے لے

ہمارے کسی حکم کی تعمیل سے انکار کیا تو ہم کچھ نہیں کریں گے۔ میں مادام کرینا ایک معزز شہری ہوں۔ محبت الوطن ہوں۔ میں تمہیں اپنے دل کے کھلوانے کے حوالے کر دوں گی۔ اس طرح میں اوپر جو سماجی میں اور حکومت کی نظر دل میں اور زیادہ معزز ہو جاؤں گی؟

وہ کم سم ہو کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔ بری طرح حیرت گیا تھا۔ ان لوگوں سے عداوت رکھنا سراسر حماقت ہوتی ہے۔ بات برداشت نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک علیحدہ منڈیکٹ کا پاب ہاں تھا اور میرے اپنے فائدہ ناما ہے تھے کہ ان آسمان پر پست پانچا ہاتھا تھا اور کہاں زمین کی بیٹیوں میں چھپنا جا رہا تھا۔

مادام کرینا کی باتوں سے ظاہر ہوا تھا وہ فرخا نہیں کسے پڑا شین پر کج کوئی اٹھا لے گیا ہے مگر کون لے جا سکتا ہے؟ اس نے پوچھا کیا وہ قبر کھلی ہوئی تھی؟

”موت وہی نہیں آس پاس کی کتنی قبریں کھچی گئی تھیں اور اسی طرح چھوڑ دی گئی تھیں۔ تم نے تنوخی مل کے دوران کتنا ایک قبر لے لی ہے اس کی بے گلی دیوار کو کھود کر تم نے شین چھپائی تھی۔ بائیں سے اسے قبر کو خاص درد پڑ گیا۔ اس کی بے گلی دیوار کھدی گئی تھی لیکن شین نہیں تھی۔ اس قبر کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے ایک یا دو دن کے اندر ہی کھودا گیا ہے۔“

وہ شکست خوردہ انداز میں بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچنے لگا۔ کیوں ایسا کر سکتا ہے۔ پھر ماٹری کوئی ہم، یا جیلاؤ ڈیکور؟

مادام کرینا نے کہا تمہارے تنوخی بیان کے مطابق ان میں ساتویں میں سے کسی نے شینیں برتھ صاف کیے۔ ہم نے تمہاری زبان سے تینوں کا نام اور پتا لکھا، معلوم کر لیا تھا کہ کئی رات ہم اور ہمارے آڈیٹورون رہے۔ پتا چلا، ان تینوں کو کھودوں سے بظرف کر دیا گیا ہے۔ وہ کہاں گئے یہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا البتہ چچا ماہ اخبارات میں جرنل ڈیکور کی تصویریں شائع ہوئی تھیں۔ اسے مفرد قرار دیا گیا تھا۔ اسے تلاش کرنے بائیں چھپا تھا۔ تانے بانے والوں کو انجام دینے کا بھی لاچ دیا گیا تھا کہ تم بتا سکتے ہو وہ قانون کی نظروں میں مفرد کون ہے۔ اس نے کیا جرم کیا ہے۔ کیا تم لوگوں نے اسے توڑنے میں ٹرانسفاکشن کے ساتھ جرموں کیا اور ایک نئی شین تیار کی، اس کا علم حکومت کو ہو چکا ہے؟

شاید یہی بات ہے۔ میجر چلے آئے کے بعد جو دوسرا میکانیکل انجینئر میری جگہ آیا ہو گا اس نے جہاں چھوڑ دیا ہو گا وہ شین ہے کہ اسے شاید اس طرح وہ سب قانون کی زد میں آ گئے ہوں گے اور جرنل ڈیکور اگر گنہگار ہونے سے پہلے ہی فرار ہو گیا ہو گا؟

مادام کرینا نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر ماٹری اور کئی تم قید خانے میں لی گئی انہیں اسی سزا دی گئی ہے جس کا علم عام کو نہیں ہو سکتا۔ جرنل ڈیکور آزاد رہے آزاد ہے اور کتنے چھپا ہوا ہے۔ ہم فرخا کی لیتے ہیں یہ بھی تمہاری طرح ایک منڈیکٹ بنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس اچھے خاصے

روٹی کی ایک فوج ہوگی۔ اس کے کسی طرح اس بات کا پتا چلایا ہو گا کہ وہ بین کہاں چھپ کر رکھی گئی ہے۔ پھر اس نے وہاں سے دوسری جگہ اسے نقل کر دیا ہو گا؟

تم یہ بات فرخا کرنے کے لیے کہہ رہی ہو۔ میں تینوں کے ساتھ رہتا ہوں، تمہارے بیان کے مطابق وہاں ایک شین کی توجیہ کھودی گئی تھی کہ اس کو کیا ضرورت ہے کہ اس کا ساری توجیہ کھودنا پھرے۔ پھر لے لی شین لے جانے تو جس کی کبھی میں نہیں آتی جیسے کوئی آپریشن نہیں کر سکتا صرف جرنل ڈیکور ہی اسے چھپا لے اور آپریشن کر سکتا ہے؟

میجر برائٹ فرخا فریڈ ہی ٹور کو بھول رہے ہو۔ تم نے تنوخی عمل کے دوران پتا دیا ہے کہ اس شین کو سمجھنے اور آپریشن کرنے والی جن متیاں ہیں فرخا ہی ٹور آزاد اور موریا؟

وہ بے بسی سے بولا: میری کبھی نہیں آتا۔ فرخا آزاد اور موریا کو ہمارے ہاں سے یہ کیسے علم ہو سکتا ہے؟

”ہمیں کس علم ہو گیا ہے تم کبھی سوچ سکتے تھے؟ وہ کوئی جواب نہ دے سکا مادام کرینا نے کہا: اب یہاں سے اسٹوڈنٹ جرنل ڈیکور کو تلاش کرو۔ اس سٹیلٹے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہے تینوں مل جائیں گے جس انداز میں تم ایک ٹرانسفاکشن بنا رہے تھے، اس سے ظاہر ہو رہا ہے کافی مالدار ہو۔ تمہارے پاس رہنے اور کھونے پھر کے لیے سٹیلٹے میں گاڑیوں کی شینیں ہے اگر یہ ہوتی ہیں بتا دینا لیکن ہم سے رابطہ رکھنا ہم سے چھپ کر رہنے کی حماقت کرو گے تو حرام موت اے جاؤ گے اب جا سکتے ہو؟“

وہ کھٹکھٹا کر شینوں سے اتر گیا اور پھر تھا۔ ایک عورت کے کھم کے مطابق اسے وہ کھو چھوڑنا پڑا تھا۔ اس کو خوشی سے نکلتا پڑا تھا۔ سب سے بڑی ٹرین ہو چکی ہے کہ اس کا راز فاش ہو گیا تھا۔ اس کی بہت سی کمزوریاں ناماد کرینا اور اس کے ہاں کو معلوم ہو گئی تھیں۔ وہ اتنا حیرت ہو گیا تھا کہ اس سے ایک عورت بات کر رہی تھی مگر بائیں اس کے سامنے آنا اور اس سے بات کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔

میجر برائٹ تقریباً باہری درجہ کا تھا۔ اب شین کے سٹیلٹے میں اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی تھی، سامنے اس کے کہ وہ ایک اچھا میکانیکل انجینئر تھا۔ شین کے سٹیلٹے میں کسی کو بھی اس کی ضرورت نہ ہو سکتی تھی۔ اس نے جن شخص کو اسکرین پر مادام کرینا کے ساتھ دیکھا تھا اس کا نام آئرن ہارڈی تھا۔ وہ آئرن یعنی فلائنگ تھا اور ہارڈی یعنی سخت اور مضبوطی وہ کال کا ہنر جانتا تھا صرف انہیں دکھا کر میجر برائٹ سے سب کچھ اگلا چکا تھا۔ انہیں اس کا نام کسی کو نہیں معلوم تھا۔ میں جو داستان سن رہا ہوں، میں بھی اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہ ساری باتیں بعد میں معلوم ہونے والی تھیں۔ چونکہ بعد میں داستان زیادہ اچھ جانی لگتا اس لیے پتی ترتیب سے سن رہا ہوں۔

دنیا کا کون ایسا مجرم ہے جو ٹیلے سے بھی کھینچنا نہ چاہتا ہو۔ آئرن ہارڈی بھی چاہتا تھا۔ میجر برائٹ سے تنوخی عمل کے ذریعے سب کچھ اگلا لے کے بعد اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ اب وہ اپنی انہی کھینچنے ہاں شاہ گاہ میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔ اس ہاں شاہ گاہ کا علم مادام کرینا کو بھی نہیں تھا۔ اس نے اپنے خاص ماتحتوں کو حکم دیا اس ملک میں جتنے مجرم ہیں سب سے لافناخت کر داور یہ معلوم کرے کہ ہر کون کس کے لیے کام کرتا ہے۔ اس کے مفروضات میں کوئی قاتل کر دے تو پھر کسی کے لیے کام کرنا چاہتا ہے ہر وہ مفروضہ کسی نہ کسی کے ہاں پنپنا ہی ہے بلکہ اسے گروہ میں پنپنا ہی ہے اس کا حال یہی میں قیام عمل میں آیا ہو؟

آئرن ہارڈی نے کہا: نہ خاص طور پر ایسے گروہ یا تنظیم کے متعلق معلوم کرو میں کا سرخندہ کسی کے سامنے نہ آتا ہو پھر اس میں کر فزٹ لگنا میں رہتا ہوں اور جب کہ اس کا کام ملتا رہتا ہوں اس طرح وہ کم از کم اپنی آواز ملتا ہو گا لگنا اس آواز کو دیکھ کر اس کے گوشہ گوشہ میں صبح و شام رپورٹ لگنا چاہیے کہ تم لوگ اس سٹیلٹے میں کیا رہتے ہو؟

اس نے ٹرانسپیرنٹ کر دیا۔ میجر برائٹ نے بڑے ہوئے بڑے سے ٹی وی اسکرین کو دیکھا۔ قریب ہی میٹریٹ ایک بڑا سا ٹیلیفون سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ہلکے کو ان کیا۔ میجر ڈائل کے پٹن کو دہلے لگا۔ اس نے ایک سبز رنگ کے پٹن کو دیا یا سامنے والا اسکرین آن ہو گیا۔ ایک بڑا سا گروہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی کچھ کوئی شخص آیا اس نے اپنے ٹیلیفون سیٹ کے ہلکے اور پیکر کو آن کر دیا۔ اس کے بعد پٹن کو بولا: ہیلو آئرن؟

ادھر والے نے کہا: ہیلو ہارڈی؟ اگر اس وقت کوئی ان دونوں کو دیکھ لیتا تو آئرن وہ جاتا۔ ادھر بھی وہی آئرن ہارڈی تھا اور ادھر اسکرین پر بھی وہی آئرن ہارڈی نظر آ رہا تھا لیکن اسکرین والے نے ادھر والے کو آئرن کہہ کر مخاطب کیا تھا اور آئرن نے ظاہر والے کو ہارڈی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اب ملک میں میجر برائٹ پر تنوخی عمل کیا تھا اور مادام کرینا کے ساتھ نظر آ رہا تھا اس کا نام ہارڈی تھا۔ دونوں نے اپنا نام مل کر آئرن رکھا ہوا تھا۔ پتا نہیں وہ دونوں جڑواں بھائی تھے یا اتفاقاً یہ مشکل تھے یا دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا انتقال تھا۔ وہ دونوں مجھے مجھے تھے یہ بعد میں معلوم ہوا والا تھا۔

آئرن نے کہا: میں نے میجر برائٹ سے حاصل ہونے والی تمام معلومات، کچھ بڑے کوئی نہ کر دی تھیں۔ اسکرین پر نظر آنے والے ہارڈی نے کہا: میں نے ماٹریٹ کا پر وہ پوری تفصیل پڑھی ہے؟ میجر برائٹ کی زبان سے سو ریٹاس امر کے کا نام سن کر مجھے آیا اب سے کچھ سات ماہ پہلے وہ ایک نیگرو کے ساتھ دیکھی گئی تھی۔

انتخابات اور ملازمین میں اس کا تذکرہ ہو کر آنی حسین مروت نے ایک گالے کو گوردیل پر ترجیح دیا ہے اور اس کے ساتھ تاریکی کا کرتی ہے۔ اس کے بعد مورینا ہاں سے غائب ہو گئی۔ ایک آدھ باکسی اخبار میں یہ بڑھا گیا کہ مورینا گئی ہی ذرا دلگرا کر رہی ہے یا پھر یہ ملک چھوڑ کر چلی گئی۔ فی دہی پر نظر کرنے والے ہارڈ ڈیس نے کہا کہ یہ نہیں ہاں یہاں ہاں ہاں۔ لہٰذا اس کی وجہ سے وہ بیگرو فرینڈز کے ساتھ ملک سے باہر گئے۔ ایسا یہاں کی کتنی ہی عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔ جو کالے مرد ہلے ہاں کی گوری عورتوں سے کشا دہی کیلئے تھے پڑوں کے باپ بچے تھے وہ بڑے بڑے شہر چھوڑ کر چھوٹے علاقوں میں چلے گئے جہاں مذاق نہیں ہوتا اور جو دولت مند تھے وہ ملک سے باہر چاچے ہاں۔

آئرن نے کہا کہ میں یورپ جا رہا ہوں وہ بیگرو کے ساتھ گئی ہے تو اگلے دن یورپ میں جانے کی فراخ جہزی آنی اور ترکی سے شہروں میں ہو گئی وہاں جاؤں گا پھر ان عورت پر نظر رکھوں گا جو نیکو کے ساتھ دیکھی جائے گی۔ وہاں ہارسے آئی بھی ایسی عورتوں کو ٹاٹتے رہیں گے۔ تم اپنے آپ کو کو امریکا کے خونخوار حیزروں میں بیچ دو خصوصاً بیرون ہوانی پر نظر رکھو۔ دولت مند عورتوں اور مردوں کا عموماً پیش کیے لیے جاتے ہیں۔ میں آج رات تک کسی کمی غلامیٹ سے چلا جاؤں گا۔ یہاں کی دستے دار ہیں تم سبھا کے جنرل ڈیو کو ڈھونڈ لانا تمہاری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ہارڈ نے مسکاکر کہا کہ میرے ہزار ڈالینا سے جاؤ جنرل ڈیو کو نہ ملے اس میں کوئی حیرت ہے کھلا ہے۔ میں میں حاصل کیے بغیر جنرل کو نہیں ملے گا۔

ان دونوں کا مشترکہ نام آئرن ہارڈی تھا۔ میں ایک ہی نام سے دو شخص کا ذکر کروں گا تو پڑھنے والے سمجھ جائیں گے لہٰذا میں ایک کو آئرن۔ ہارڈی کہوں گا اور اس کو جنرل آنے والے مشکل کو اس کا ہزار کا کروں گا۔ آئرن ہارڈی اس رات اپنے منصوبے کے مطابق وہاں سے روانہ ہوا دوسرے دن میں ٹیچر پہنچا۔ ان دونوں میں ہیر میں تھے صرف نیسپا پار اور جو جگہ کے ساتھ تھا ایک ہی تھا ہم بڑے پیش آرازم سے تھے کون جاتا تھا تو ان اپنی جگہوں میں مروت وہیں اور ہارسے بہت قرب علی آئرن ہارڈی اور اس کے حق پر پے کے ہر ملک ہر شہر میں مورینا کو ڈھونڈتے تھے بے تھے۔ ہر ایسی عورت کا نام لیتے تھے جو کسی نیکو کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔ آئرن ہارڈی بہت ہی مستقل مزاج تھا۔ مسلسل ناکامی سے باز نہیں ہوتا نہیں جانتا تھا۔ اب اس کی زندگی کا مقصد یہ رہ گیا تھا کہ وہ اپنی بیوی جانتے والا اس کے ہاتھ آجائے اور وہ ایک بار یہ علم لیکھنے پھر بکھار دیکھنے کی ضرورت نہیں لے گی۔

وہ پانچ ماہ تک یورپ کے ہر ملک ہر شہر میں گھومنا رہا۔ اپنے آجیوں کو اھر سے اھر دور ڈانار ہائے خرائی کے شہر روم میں اس کی نظر مورینا پر پڑی۔ وہ ایک آپ تھی جہاں میں جانتا تھا کسی ایک اس کے ساتھ ایک نیکو داس کی شناخت بن گیا۔ عارضی ایک آب اور پلاٹک سمرجری میں فرق یہ سپہ کے پلاٹک سمرجری سے پھر سنکے بیرونی بناوٹ بھی بدل جاتی ہے اور عارضی ایک میں ٹیٹ فرٹ چوہہ بدلتے ہے پھر کساخت میں بدلتی ہوئی مولے آیتنا چوہہ تبدیل کر گیا تھا لیکن بیٹے ایشانی تھا کہ نیکو وہ اسے بہت پسند تھا۔ پھر اس کی ہزاروں تصویریں ریسروان میں شائع ہو چکی تھیں۔ کل جس کے متعلق ایک ایک تفصیل شائع ہوئی تھی۔ مروت نے اس کے ساتھ ایک کتاب لکھ کر اس طرح کے طریقے دئے اس کے سینے میں لکھا اور اس کے گوشے وغیرہ لکھتے تھے۔ اس کے دونوں پس کے قدام اور اس کی جماعت سے بھی اس کا اندازہ کرتے تھے اور آئرن ہارڈی تو وہ ان دونوں سے زیادہ دلوانا تھا۔ ایک تو وہ حسبتا ہی ذات میں کچھ کم نہیں تھا دوسرے بلیٹی بھی کا علم ہے دینے والی تھی۔

اس نے اپنی نظروں کی اندازہ کر لیا میں مورینا ہو سکتی ہے وہ ہر ہما دوسرے نظرائے کرنے لگا۔ ٹرانسپر کے ذریعے اپنے آجیوں کو بھی علم دیتا کہ مورینا اور اس نیکو کے اطراف اپنا مروت کتھیں لیکن اگلیں شہر نہ ہوتے ہیں۔

اگر مورینا اور غلام ہانے کے تعلقات کی بنیاد مل چکی تھی۔ وہ اکثر فریق کے پنے تھا تھی۔ اس کی اپنی دور دور تک پیشگی کی گئی ایسا سچی لے جو غلام باقی کا جواب ہوا رہے پگروہ اس کے لئے کبھی جلتے۔ اس کے ہزاروں دلوانے تھے۔ وہ کسی کو بھی اپنا رکن کی زندگی میں لگتی۔ رشک مورینا جیسی عورتی زیادہ سے زیادہ دولت چاہتی ہیں لیکن دولت سے زیادہ غلامی جیسے مردوں پر مبنی ہیں۔

بھی حرکت کرے گی تو کوئی ماروں گا۔ ہم سب نے مورینا کو پھیلے مارنا چاہا تھا خواہ کچھ ہو ہمیں سرحام خوانی کا سنا ہر نہ کرنا۔ اگر ماں پرین آئے یا اور کوئی جو مروت کو اس میں خیال خوانی کرنا کہ کئی کئی دن ہو۔ اس وقت دانسی جان پرین آئی مروت سے پھر اس کی کوشش سے مل گئی تھی۔ اس نے پھر بھی حوصلہ نہ ہوتے چھوٹا۔ تم کون ہو گیا ہاں ہستہ ہو؟ اس کے ساتھ ہی خیالات پڑھنا چاہتی تھی میں اس نے سختی سے زیادہ بات کرنے کی ضرورت تھی ہے میں ایک دو مین کون کا اور پلاٹکوں کا آواز زیادہ درد تک نہیں ملے گی۔ سائنسٹر لگا ہوا ہے۔ وہ کچھ ہی موت یقینی ہے اور اپنا پچا ڈھی لہارے بن لہا اے اس نے فریضہ چلے ہی ہر اور اور درھنیک دایسک لیٹی جگہ لہری رہی آگلی بات کی پرکھی نہیں تھی خبر خیال خوانی کے دوران کس طرح حرکت کرتے پنا چاہیے۔ وہ اس کے دل سے نکل آئی۔ فوراً حاضر دماغ ہو کر ریو اور باطن ناچا پھرتی تھی۔ اس وقت ایک گھوٹا ریو اور واہ کے کتھ پیر زادہ جہاں تھی وہی رنگ تھی۔ فری قدام و خود بر جوان ریو اور واہ کے کپٹانی رہا تھا۔ وہ چار داہت کھلتے ہی وہاں سے بھاگ گیا۔ یہ بالکل غلطی میں تھا۔ وہ رڈسا آئرن ہارڈی سے ہی ترتیب دیا تھا کہ مورینا کے سلسلے میں تصدیق ہو سکے اور اس نے خیال خوانی کا مظاہرہ کر کے ڈس کے ہاتھ سے ریو اور واہ کا کتابت کر دیا تھا کہ وہی ٹیلی بیٹی جانتے والی مورینا تھے۔

انہوں نے والا اقتد بھاگ گیا تھا۔ جب وہ اس کی طرف پشٹا تو وہ اس کے چہرے کو اور خصوصاً اس کی آنکھوں کو دیکھتی ہی رہ گئی ان آنکھوں میں ہر جی کی مضمومت اور جیتے کی جگہ اور زندگی تھی پیلنا باک رہا تھا جیسے وہ کچھ جا رہا ہے۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر بولا۔ تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچا؟ اس کا ہاتھ گھمتے ہی وہ کہنے لگی تھی۔ اسے پتا نہ چلا کس طرح اس کے جا کر لگ گئی تھی۔ وہ حیرانی سے سوچ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں کیوں جھانک رہی ہوں۔ اپنی نظروں کیوں نہیں مٹتا ہاں؟ وہ اس کی بات کا جواب بھی نہ دے گی۔ اس کی آواز میں ایسی ڈھی ڈھی گون گون تھی جو یہی میں دل میں آتی تھی اور درہر تکتی ہی بہتی تھی اس نے کہا کچھ پھیروں لگا جیسے وہ زبان سے نہیں آنکھوں سے لولہ مار رہی تھی تمہارے دل کی دھڑکائی سن رہا ہوں تمہارا دل برون کا تپ رہا ہے۔ تم سب سے پاؤں تک صرف ایک ہی تہا کہ یہی ہوں کہ میں نہیں

میرے ساتھ ساتھ مل آؤں گی۔ وہ کہہ کر جانے لگا۔ یہ اس کے بچے ایسے چلنے کی جیسے خواب دیکھ رہی ہو اور ذہن کی حالت میں دل رہی ہو چونکہ وہ کہنے میں رہا تھا اس لیے وہ اب اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی جیسے وہاں بھی اس کی آنکھیں ہی دکھائی دے رہی ہوں اور وہ دل رہی ہوں۔ چلی آؤں میرے بچے چھپ چھپ چلی آؤں جاؤں گی۔ یہ دردانہ لکھ لگی ہے۔ پھیلی سیٹ پر بیٹھ جاؤں گی۔

وہ بیٹھ گئی۔ دردانہ بند ہو گیا۔ وہ دوسری طرف سے گھوم کر اس کے ساتھ پھیل سیٹ پر آ گیا۔ پھر گڑی اشارتہ ہو کر لگے بڑھ گیا سیٹ کے بچے ایک تھی میری لاش تھی وہ آن ہوئی۔ اس نے کہا کہ تم میری طرف دیکھو۔

اس نے گھوم کر دیکھا۔ بھر لاش کی روشنی میں وہی ٹیلی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹیلی آنکھیں دیکھتے ہی پھر پھر گئی۔ وہاں سے ہٹ نہ سکیں۔ وہی ٹیلی آنکھیں والی مورینی ستانی دی تھیں۔ گیارہ میں خیال خوانی کا مظاہرہ ہوا کیا تھا؟ وہاں میں اپنا دماغ کا پنا چاہتی تھی۔ اس کے سو ان کی چاروں تھیں۔ تم مورینا ہو؟ وہاں میں مورینا ہوں؟ وہ نیکو کہاں ہے؟ پھر لگے کہ میں ہو گیا۔ کیا وہ تمہارا لقب نہیں لگتا؟ کہتا ہے آج بھی کہہ رہا تھا۔ میں ایک ایسے گلاب میں داخل ہو گئی جہاں کلاں کا داخلہ نہیں ہے۔ میں اس گلاب میں آ کر ایک پیکی پینے کے بعد دوسرے دردانے سے نکل کر اس کیسٹ میں چلی آئی تھی۔ کیا تمہارا دماغ حساس ہے۔ تم سانس روک لیتی ہو؟ وہاں میں پائی سوہ کی لہروں کو محسوس کر لیتی ہوں؟ کیا مراد تو سنو آؤ رہا تھا۔ دماغ میں آتے ہیں؟ صرف فریاد دہی را لیدہ قائم کرتا ہے۔ تمہارے کی اجازت تو نہیں ہوتی؟ کیا فریاد بھی تمہارے دماغ میں آ سکتا ہے؟ وہ جب چاہے آ سکتا ہے لیکن میں نہیں آنے دوں گی؟ کیوں نہیں آتے دو گے؟ میں نے سوچ لیا تھا تو کوئی تمہارے جیسے خور و جواں لے گا تو میں اسی لچے اپنے دماغ میں فریاد کا داخلہ نہ کر دوں گی ورنہ میرے چور خیالات پڑھ لے گا اور مجھے لگا کہ میں باطن کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ آ رہی ہو؟ تم نہیں پوچھتے ہو۔ میں تو میرا دل کا خاص میری روح میرا جسم جھاڑا ہوا ہے۔ آج سے میرے ارادے میری آرزو میں اور میری جوانی کی تمام باتیں تمہارے لیے وقت ہو کر رہ گئی ہیں۔

تم میرے ہر جائز اور ناجائز عمل کی تعمیل کرو گی؟

میں تجھ سے ہر جائز اور ناجائز عمل کی تعمیل کرو گی؟

اب ہاری لڑکی زکریا کی ہے۔ تم یہاں سے نکل کر میرے ساتھ چلو۔ ہو گی لیکن یہ نہیں سمجھو پاؤ گی کہ کہاں ہو کہ کہاں جا رہی ہو تمہیں یہی معلوم کرنے سے پہلے نظر نہ آئے گا۔

وہ اس بات کو تسلیم کر دیتی کہ اب صرف اس کی آنکھیں ہی نہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ باقی ساری دنیا تک پہنچ گئی ہے۔ وہ کارے نکل کر دوسری طرف سے گھومتا ہوا آیا پھر ان کے لیے دروازہ کھول کر اپنے ہاتھ بٹھا دیا وہ ہاتھ تھام کر باہر آئی پھر ساتھ چلنے لگی۔ وہ اگر سمجھنا چاہتی کہ کہاں ہے اور کہاں جا رہی ہے تو شاید سمجھ جاتی لیکن اپنے سامنے سڑاؤ کی دیوکتھنا چاہتی تھی نہ سمجھنا چاہتی تھی۔

وہ بے خبری کے عالم میں جاتی ہوئی اس کی طرف سے اس کی آنکھیں دکھانے کے لیے بستر پر لیٹ گیا۔ وہ اس کے سامنے لیٹ گیا۔ چہرے کے سامنے چھو اٹھا۔ انکھوں کے سامنے آنکھیں تھیں۔ وہ ان آنکھوں سے جبکہ کڑھ گئی تھی وہ جبرول رہا تھا وہ سن رہی تھی جو کمرہ ہاتھ آہ کر رہی تھی۔

اب سے پہلے بنا رڈ سلیری نے اس پر تڑوئی عمل کیا تھا لیکن موجودہ سامنے کا طریقہ کار بالکل مختلف تھا۔ وہ تو پہلی نظر میں دل کو تڑاؤ میں کر لیتا تھا پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے حکم ممتا تھا۔ اس نے حکم دیا: آئندہ تم سانس نہیں رو لو گی۔ ان کو ممتا تھا انہیں سانس سے لگا۔ اس نے کہا: آئندہ میں سانس نہیں رو لو گی لیکن میرے ذہن میں

ہے گا؟

تم پرانی سوچ کی اہم فرس کر رہے ہو؟ آنکھیں بند کر لو گے اور تمہارے کان اس پاس لگاؤ اور اس سے ہر سے ہوجائیں گے؟

اس نے وعدہ کیا: ایسا ہی ہو گا؟

تم میری بیاری یا کسی کمزور کی دوران بھی میرے دماغ میں نہیں آؤ گی؟

میں تمہاری بیاری یا کسی کمزور کی کے دوران کبھی تمہارے دماغ میں نہیں آؤ گی؟

تم مجھ سے کبھی غمخاری نہیں کرو گی۔ زندگی جبر میری تابعدار بن کر رہو گی؟

اس نے وعدہ کیا وہ زندگی جبر اس کی تابعدار بن کر رہے گی اور کبھی اس سے غمخاری نہیں کرے گی۔

اس نے کہا: اب تم میری آنکھوں میں نہیں دیکھو گی تمہاری آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہیں۔ تم کبھی میری آنکھوں میں نہیں دیکھو گی؟

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں۔ وہ میرے ڈوب گئی تھی آئرن ہارڈی وہاں سے آٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر اس نے ایک ہونٹ کا نمبر ڈال کر کمرے کے بعد پوچھا کیا کوئی ٹروٹورس ہیگسٹ ہے؟

پھر کراؤ آئی۔ جی ہاں کیا آپ کہہ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

ہائیر ماہام کرینٹ سے رابطہ کرادیں؟

چند لمبے لمبے بعد ہی کرینٹ کی آواز سنائی دی: بیٹو

آئرن ہارڈی نے پوچھا: تم کب آئی ہو؟

ابھی آئے ہو۔ سیدھی چلی آئی ہیں؟

کیا وہ لڑکی ساتھ آئی ہے؟

ہاں ابھی کمرے میں موجود ہے۔

اچھی بات ہے۔ میں آتا ہوں؟

اس نے دیکھ کر کہا۔ دوسرے کمرے میں جھانک کر دیکھا مگر نا گہری نیند میں تھی وہ آہستہ آہستہ ہوا کا لچھے سے باہر آئی۔ یہ وہی دروازہ کو باہر سے لک کرنے کے بعد کار میں بیٹھ کر اسٹیشن سے ٹھانڈی کرتا ہوا ہوا۔

لاٹیکے کو نمبر دو سو چوبیس میں پہنچ گیا۔ وہاں ماہام کرینٹ ایک لڑکی کے ساتھ موجود تھی۔ دونوں اٹھ کر گھڑی ہو گئیں۔ آئرن ہارڈی نے ذرا قریب آکر لڑکی کو دیکھا۔ پھر کہا: ذرا آہستہ آہستہ چاند طرف گھومتی جاؤ؟

وہ اس کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ چاند طرف گھومتی لگی۔ ہر زاویے سے خود کو دکھانے لگی۔ اس نے مطمئن ہو کر کہا: ٹھیک ہے۔

اور جسامت میں مورینا جیسی ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟

لڑکی نے کہا: نینسی وان؟

نینسی وان اپنا ٹیک آپ آ کر دو۔ یہاں سے میری ہمراہ لڑکے پاس بیٹھو۔ تمہارے پاس رہے؟

میں سر میں ہیرا لڑکی پر آسانی پہنچ جاؤ گی؟

وہ آئسن کے سامنے جا کر ٹیک آپ آ کر لے گی۔ ماہام کرینٹ نے غلطی سے نینسی کی بڑی تصویر میں ٹکا لیں۔ آئرن ہارڈی نے کہا: ٹھیک ہے۔ ابھی وہ سو رہی ہے۔ چہرے پر ہیرا ہو گی۔ دو گھنٹے کے اندر تانتے پھرو۔

سے فارغ ہو جائے گی۔ دن میں ایک بار نینسی کا ٹیک آپ ہو جائے گا۔ ہیرا لڑکی فون کرے گی۔ گل دیکھو۔ اس کی فون میں میرے اور دورینا کے لیے سیٹ ریزرو ہو جائے۔ تمہیں سیٹ میں چلنے تو اچھی بات ہے۔

دن بعد ہی آگئی ہو۔

ماہام کرینٹ نے مسک کر پوچھا: کیا اب مورینا دل آ گیا ہے؟

اس نے کہا: کیا ماہام کرینٹ کے جبرول کو ایک تھمبیلی کے ٹیکے میں لیا۔ وہ مسکرا ہوا تھا۔ دوست ذرا مقرر ہوں سے دیکھنے کی گرت تھی

مضبوط تھی جیسے ابھی جبر سے ٹوٹ جائیں گے۔ اس نے بڑی سفاکی سے کہا: کام کے وقت کام کی بات کرو۔ دیکھو کام کی نہیں ہو گی؟

یہ کہہ کر اس نے وہ حکا دیا۔ وہ لڑکی کو اپنی سیدھی ٹیفون کے پاس آکر گری۔ پھر اسے تکلیف سے کہا: ہٹ کر لڑتے ہیں تو ہونی چاہیے۔ اسٹیشن اور یہ لڑکے سے رابطہ قائم کرنے کے بعد دھر کر اس کے ہیرا ہارڈی کو اطلاع مل گئی تھی کہ آئرن اپنے ساتھ نینسی وان کو لا رہا ہے۔ نینسی وان کا مطلب تھا مورینا آ رہی ہے۔ اب اسے مشین کے سلسلے میں اپنا کوششوں کو اور تیز

باد دھر جا رہا پانچ میٹروں میں اس نے جبرول دیکھ کر کوشش کرنے میں تین چھوڑ دی تھی۔ اس کے آگے تمام عمر میں سے تھے۔ ان کے ی دوسرے گروہ میں شامل ہوتے تھے تاکہ اس گروہ کے پاس کا پتا معلوم ہو سکے لیکن جبرول ڈیوٹر ایک رسائی نہیں ہو رہی تھی۔

جبرول اسٹ ہر اسٹ ہیرا ہارڈی کے ایک خاص آدمی سے پر ماضی بار وہاں سب لوگ دن بھر کی پورٹیشن کرتے تھے ہیرا ہارڈی بیٹھنا کی پورٹیشن ہر تھتھو جا رہا آکر اسے کسی تھتھو نہیں

نیٹروں میں وہ جانتے تو باکٹ ریکارڈ کے ذریعے ان کی آواز بھی دیکھ لے آتے تھے۔ ایسے ہی ایک آکر لڑکے سے بیک ایک ریکارڈ کی آواز سنائی تو جبرول اسٹ اچھی کرکھڑا ہوا گیا۔ لگنے لگنے میں اس آواز

میں میں پہچان سکتا ہوں۔ یہ جبرول دیکھو بول رہا ہے؟

ہیرا ہارڈی کو امید کی کن نظر آئی۔ اس نے آواز دیکھ کر نلے وار سے پوچھا: ٹوٹی ہے آواز تم نے کیسے ریکارڈ کی؟

ہاں ٹھیک ہے ایک شخص سے دوستی کی جو ایک ایسی تعلیم میں کام کر رہا ہے۔ قلم ہونے اچھی پورا ایک سال بھی نہیں گزارا۔ میں نے اس سے پتہ چلا

وہ بہت مینا ہے اور صورتوں کا رسیا ہے۔ میں نے اسے خوب چائی ڈوب کر لیا اور اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آئندہ جب بھی ٹیلیفون یا ٹرانسکریپٹ

ہو اس کی آواز سننے تو جب میں ریکارڈ کر دے اور اسے دیکھ کر اسے مانتے ہے آواز آج ہی ریکارڈ ہو گی ہے۔ میں غوراً آپ کے پاس سے آیا مجھے

دیکھ کر میری کوششیں کا سیاب رہی؟

ہیرا ہارڈی نے حکم دیا: تم میں سے جتنے لوگ جبرول ڈیکور کی تنظیم کو خراب ہو سکتے ہو۔ ہر جاؤ اور اندر ہی اندر ٹھیک بناتے ہو۔ وہاں سلسلے

میں کوئی جلد بازی نہ کر کہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ یہ ایسا منصوبہ ہے جس میں کسی کی غلطی بروا نہ ہو سکتی۔ جانے گا۔ فوراً ڈیوٹی جانے کی لہذا جبرول

ڈیکور کی تنظیم میں شامل ہونے کے لیے ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو جبرول اور ان کے کام لیتے ہیں؟

اس نے جبرول اسٹ کو سنے کے لیے کہا۔ باقی تمام لوگوں کو وہاں سے جانے کو حکم دیا۔ وہ سب جانے لگے۔ ٹھیک ہی یہ لوگ جبرول اسٹ نے اپنے

آپ پاس دیکھا۔ پھر خود کو تیار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ آج میری حال ضرورت پڑ گئی ہے۔

ہیرا ہارڈی نے کہا: میری تابعداری کرنے والے مجھے ہاں کہتے ہیں۔ اب اس کو طلب کرنے میں تم نے آج تک ایسا انداز اختیار کیا ہے

تعمیل کیا۔ اس کا مطلب ہے خود کو اچھی ٹیک ہے۔ ہر تھتھو ہو یا ہارڈی

ہاں ایک فوجی افسر ہے چکا ہوں۔ ہیرا ہارڈی نے کہا: میں نے اس کے سامنے جھکا نہیں جانتا پھر یہ کہ میں نے اپنی ایک تنظیم بنانے کی کوشش کی تھی۔ قدرے بڑے ساتھ نہیں دیا۔ اس کا مطلب ہے نہیں ہے کہ میں تمہارے سامنے جھکا جاؤں۔ تم میں سے کسی سے بھی کم نہیں ہوں؟

تم یہ ثابت کرو کہ ہمارے لیے بہت کام ہے۔ تمہیں اپنے برابر شہانگی ہے۔ پھر ہمارے درمیان کوئی کشمکش نہ ہو۔ ہر تھتھو ہو گا؟

میں کام کا آدمی ہوں۔ اگر وہ مشین تم کو لوں گا تو میں تمہارے لیے بہت اہمیت اختیار کر جاؤں گا۔ ہر سکتا ہے اس کی کوئی

خوابی پیدا ہو یا اسے آہستہ کرنے میں کوئی دشواری ہو کہ کوئی اسی کو نظر پڑے جسے میں دیکھ سکتا ہوں اور میں ہی اسے دو کر سکتا ہوں گا؟

میں مانتا ہوں لیکن تم ہمارے لیے اس سے بھی زیادہ کر سکتے ہو؟

پہیلیاں بچھو لے کی ضرورت ہے۔ صاف اور بڑی بات ہونا چاہیے؟

تمہارے ہاں اس مشین کا نقشہ تھا اس کی پوری تفصیلات بھی تمہیں پھر تم نے اس مشین کو کئی بار کھولا اور جڑھا تھا۔ کیا پھر ایک بار نہیں تیار نہیں کر سکتے؟

یہ اہم سوال تھا۔ جبرول اسٹ بہت تجربہ کار ماہر تھا۔ کسی ہی جبرول مشین ہونے سے ایک بار دیکھ کر سمجھ لیا کہ اتنا زیادہ دشواری کے ساتھ تو وہ

کئی بار کھیل چکا تھا۔ اسے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو ایک ہی مشین تیار کر سکتا تھا۔ اس نے سنا کہ ہونے لگا: اگر میرے لیے یہ آسان

ہو تا تو کیا اب تک جبرول ڈیکور کو تیار کرتا؟

"دشواری کیا ہے؟"

"مہلتے مشین کے ساتھ اس کا نقشہ اور اس کی تفصیلات بھی ہر ایک کے قبضے میں رکھ کر قبضہ میں چھانی تھیں۔ جبرول ڈیکور مشین کے ساتھ وہ کاغذ

سے لیا ہے؟"

"جبرول اسٹ اچھا نہیں بنا رہے ہو۔ اس مشین کو آئی بار کھول چکے ہو اور جوڑ چکے ہو اس کی تفصیلات بھی بناتے رہے۔ ہر اور اصل میں بنا لیا ہے کیا وہ

نقشہ تمہارے ذہن میں نقش میں ہو گیا؟

"مشرٹن ماہر ڈیوٹی اور دشواری مشین چکا تھا وہ بھی یہ ہے کہ وہ نقشہ دیکھ لو تو تمہارا سر چاکر کر کے مانتے ہیں۔ ایک اصل مشین بنائی پاتی

پانچ نقل بنائیں اصل اور نقل کا نقشہ میرے دماغ میں لگ رہا ہے۔ پھر آئی پیدا کیے کے شایہ میں دوبارہ اس کا نقشہ تیار کر سکتا ہوں؟

"جبرول اسٹ تمہیں لفظ شایہ استعمال کیا ہے۔ اس سے امید بددھ رہی ہے اگر کوشش کرو تو کامیاب ہو سکتے ہو۔ انہوں کوشش کرنے میں

جری کیا ہے، ہم تمہارے لیے تمام آسائشیں تیار کریں گے۔ تم ایک برس سے میں چاہو گے، وہاں تمہاری عمدہ رہائش کا انتظام ہو گا۔ تمہاری ہر جاؤ نا جائز ضرورت پڑی کی جانے لگی۔ مشین کے سلسلے میں بھی ضرورت ہو گی، ہم پوری کرتے ہیں گے۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دیں گے؟"

جبرول اسٹ نے ایک گہری سانس لی۔ پھر کہا: اس طرح آپ مجھے ایک گوشہ میں بٹھا دینا چاہتے ہیں جبکہ میں جبرول ڈیکور ٹیکہ پہنچاتا ہوں اسے ہم ڈھونڈنا سکتا ہوں گے؟

جب ڈھونڈنا نکالو گے تو دوسری مشین تیار کرنے کی درد سہی ہو گی

مول لینا چاہتے ہو۔ پلے وہ نہیں ہلے ہاتھ آئے وہ۔ ہزاروں ڈوکلے نہ داتے ہوئے کہا ہاں ہاتھ آنے دو کا مطلب کیا ہوا ایک دو شین تھامے ہی ہاتھ لگے کیسی برائیاں خیل کو ہیش کے لیے دل اور مارنے سے نکال دو۔ اس شین تک ہائے ساکنی تین پانچ کے گھنٹوں کی گھنٹوں میں بچھا کر ایک شین تیار کرانے کا قصد بھی کی ہے کہ تم اس محلے سے دوہرہ ہو اور ایک شین تیار کرنے میں مصروف ہو جاؤ۔ میں تمیں زیادہ سے زیادہ ماہ کا وقت دوں گا۔ اگر تم نے وہ شین تیار کر لی تو اپنی طبیعت میں عمر تک زخمہ رہو گے اور میں کرتے ہو گے وہ نہ تھاری زندگی صرف ایک ماہ کی ہوگی۔ اب تم جا سکتے ہو۔ وہ تھیں بچھ کر لو۔ یہ ظلم ہے نہ داتی ہے۔ مجھے سے نہ بدستی کام میں لینا جا سکتا۔ میں تمہارا کام نہیں کروں گا۔ میں تمہارا لانا بھلا نہیں ہوا تم مجھے سمجھتے کیا ہو؟

وہ غصے سے بیخ رہا تھا مگر اسے جواب نہیں دیا رہا تھا۔ تیرا ہے اسکا ہوا وہ بہت دیر سے ہذیان انداز میں بیخ رہا ہے اور جواب نہ دیا کوئی نہیں ہے۔ شاید وہ جاچکے ہے اور اس اعتبار سے آزاد چھوڑ دیا ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرے گا۔ غلامی کرے گا تو اسے سمجھ برائٹ کے حوالے سے قانون کے حوالے کر دیا جائے گا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر ہستہ ہستہ بیٹھے لگا بیٹھے کسی نام شخص کی بچائی ہوئی دل میں دھستا جا رہا ہو۔

طیارہ ہزاروں ٹن کی بھاری بھر پور دھڑا دھڑا ہاتھوں میں کھڑکی کے بار بادلوں کو بھیر رہا تھا۔ ایئر ہوسٹس کی سرینی آواز نہ پوچھا۔ آپ کیا پینا پیند کریں گے؟ میں نے سر گھاڑ دیکھا وہ ایک ٹرائل پر شراب کی بوتلیں اور ڈھنڈے مشروبات لے کر آئی تھی۔ طیارے پر سفر کرنے والے بچے کوک اور پوٹا پی پی تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ تمہوں کے ساتھ پتھر بٹھو کی جی چاہتا ہے۔ ایک کوک پلاؤ۔

اس نے کوک لانا کہا ایک ٹن میرے حوالے کر دیا۔ اس طیارے کے نام مسافر تقریباً مغربی ملک سے ہی تعلق رکھتے تھے اس لیے یہ بھی شراب پینے والے تھے۔ کتنے ہی بیٹھے ایسے تھے جو اپنی عمو یا لوں کو خوش کرنے کے لیے ہونے تھے وہاں کوئی اعتراض کرنے والا نہیں تھا کیونکہ ان کی تہذیب یہی تھی۔ اس طیارے میں ملازم کرنا بھی سفر کر رہی تھی۔ وہ آئرن ہارڈی اور مورشا کے ساتھ نہیں جا سکتی تھیں میں جانتا تھا۔ مادام کراؤن کے پاس سے میں آئرن ہارڈی اور اس کے ہزاروں کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا بلکہ آئرن ہارڈی کو کراؤن اور سمیجر برائٹ کے درمیان جو میلن تھا ہے ہو چکے تھے اس سے بھی خبر نہ تھا۔

طیارے میں ملازم کرنا بہ نظر بُری ہوئی لیکن میں نے تو نہیں دیکھی اور نہ ہی اس کے خیالات پڑھے۔ دن رات کتنی ہی تھیں جو تھیں لگا ہوں گے۔ ہم ایک مونسے پر بیٹھ گئے۔ اس نے پوچھا۔ اب کیا ہوگا؟

سانس سے گزرتی ہیں، میں سب کے خیالات پڑھ نہیں سکتا۔ تھمتے لڑ ہمارا ساتھ دیتی ہے۔ کسی کو سب کو ہم سے لڑ کر دیتی ہے کہ اس سے سلا جوڑتے جوڑتے تم اصل دشمن تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس باہمی قدرت کو منظور ہوتا تو میں کسی کی سانسے وادام لڑنا تک پہنچ جاتا۔ اس کی آواز سننا اس کے دماغ میں پہنچنا تمام حالت معلوم کرتا ہے۔ شین تک نہ س مورشا تک پہنچنا آسان ہو جاتا لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا۔ ہم نیویارک تک ہم سفر رہے اور اجنبی رہے پھر نیویارک سے جلا ہو گئے۔ حالانکہ منزل ایک ہی تھی۔ ہم دونوں ہی کیسی ہی جا رہے تھے۔ مجھے وہاں تک جانے کے لیے مالک میں کی طرف سے ایک آئی کی کا پٹرل کیا تھا۔

میں نے اس میں خیال خوانی کے ذریعے لنگ فرنا شروع کر دیا۔ کیا اس نے کہا۔ بھئی میں ہے جی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں کہ پتھر سہہ ہرہ جے تو ہم نے ہی کی کا پٹرل مینے سے بھی منع کر دیا تھا۔ تمہاری بھلائی کے لیے منع کیا تھا ورنہ آئی کیل جنس والے بچے پڑ جاتیں گے اور مجھے بھی تازہ شروع کر دین گے۔

آئی کی پٹریش ہوں۔ تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ تمہاری غصہ برائش کاہ کا پتیا چھوٹا ہے۔ میں موقع نہ دیکھ کر اس طرح چپ چپ کر کے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا مگر ذرا صبر سے انتظار کرو۔ میں کیسی اس کی پتھر کو فوراً ہی فرنا ڈونگ نہ بیخ سکا۔ پتھر ہوں میں قیام کیا۔ پھر تقریباً کے خیال سے نکل گیا۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ آئی کی کئی کئی گھنٹوں کی آواز گزری کے بعد نہیں ہو گیا کوئی میرا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ میں چپکے سے فرنا ڈونگ کے پاس لگا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی دوڑنا ہوا آیا۔ پھر گلے سے لگ گیا۔ تاہم اتنے عرصے کے لیے نہ دیا گیا کہ وہاں کے لیے میں شادی نہیں کرتا۔

میں نے تعجب سے پوچھا۔ کیا تم نے مجھے سے شادی کی ہے؟ یہ بات نہیں ہے۔ حوالہ جب میں کسی کو چاہتا ہوں تو بہت ڈٹ کر چاہتے لگتا ہوں۔ پھر اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے زندگی میں صرف دو عورتوں سے محبت کی ہے۔ ایک میری بیٹی ہے جس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ دوسرے تم ہو۔ بیٹی سے تم کو اس کے ہاشن میں جا کر دانا کر لیتا ہوں لیکن تمہیں کہاں ڈھونڈتا پھر لوں گا۔ پوری ہوتی تو مجھے چھوڑ کر چلی جاتی۔ میں اس کا تعاقب کرتا رہتا۔ وہ میری نظروں میں رہتی لیکن تمہارا تعاقب کیسے کروں تم جانتے ہو تو ڈھونڈنے سے خوب بھیجی نہیں ملے۔

میں نے اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر جھنجھوتے ہوئے کہا۔ جنت کو دیکھو جہزات میں ڈوب کر نہ کرو۔ بعد میں بہت دکھ ہو گیا۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اس نے پوچھا۔ اب کیا ہوگا؟

معاذ اللہ! مجھ سے مورشا ہاں سے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ میں ان یقین کے ساتھ آ رہا ہوں کہ اسے انکار کے میں لایا گیا ہوگا۔ اسے کیسے ڈھونڈ دے؟

ابھی کچھ کہ نہیں سکتا جو جو کیسی اس کی اس کی ہاشن میں خفیہ تھا۔ میں لایا گیا تھا۔ اس میں سے تعلق رکھنے والے عمر میں نزدیک یاد اور کے علاقوں میں ہوں گے۔ مگر اسی راستہ میں ہوں گے۔ میں اندازہ کر رہا تھا مگر یہ بات درست تھی۔ میری لاشی میں سے آئرن ہارڈی بڑی تیزی سے جنرل کو پکڑا۔ ایک سپینچ کی کوشش میں مورشا تھا۔ وہ مورشا کو لے کر یہاں پہنچا تو یہ خوشخبری ملی کہ اس کے آدمی جنرل ڈیوڈ کو ایک پتھر لگے ہیں۔ بلکہ اس کی تنظیم میں بھی شامل ہو گئے ہیں۔ آئرن ہارڈی نے اپنے ہزاروں کے ساتھ لگا پکڑا۔ کسٹل لگے پتھر پر پریشان کیا گیا۔ بات ہے ہماری مورشا اس کی آواز سننے لگا۔ خیال خوانی کے ذریعے دماغ میں پہنچ جانے گا۔ وہ کسٹ فوراً اٹھائے گا۔ مورشا بہت خوش تھی۔ آئرن ہارڈی کے ساتھ لگا رہتی تھی۔ اب غلام ہاتی بائیں آتا تھا۔ اس کے سامنے ایک کسٹ لگا رہا۔ لگا پکڑا۔ وہی کسٹ اس میں رکھ کر ان کی لگاتار پکڑا رہا تھا کہ وہ پریشان رہا۔ آواز سننے لگا۔ آواز آ رہی تھی، وہ اس کی لگتی تھی اپنا بوجھ تھا۔ مورشا خود ہی درنگ نہتی رہی پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس آواز اور سب دیکھ کر گرفت میں نے ہونے خیال خوانی کی پر آواز کرتے ہوئے اس کے دماغ میں بھی پتھر لگا لے سانس روک لی۔

وہ آنکھ کھول کر آئرن ہارڈی کو دیکھنے لگا۔ اس نے پوچھا۔ کیا ہوا؟ وہ بولے۔ میں وہاں تک پہنچ رہی تھی مگر اس نے سانس روک لی۔ آئرن ہارڈی نے پریشان ہو کر کہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر مورشا نے عمومی سانس کے دوران جو بیان دیا تھا اس کے مطابق پھر مورشا کو آئرن ہارڈی نے پکڑا۔ اس کے دماغ میں مصلحتیں عام طور پر منتقل کی گئی تھیں۔ مورشا لگتی کی یہ سانس روکنے والی مصلحتیں اور اس کے حواس دماغ کو خراب کرنا۔ جنرل کو پکڑنے کے دماغ میں ہیشہ قائم رہتے رہے نہیں تھیں۔ پھر جنرل ڈیوڈ تک سانس روک لیتا ہے۔

اس کا ہزاروں اسکرین پر نظر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ یہ کوئی پیسیدہ نہیں ہے۔ وہ فوج میں جنرل ہے۔ آج بھی بہت انگریزوں پر حکومت مند ہے۔ ہو سکتا ہے سانس روکنے کی مشقیں کر رہا ہو۔ آئرن ہارڈی نے تاہم میں ہر ہلا کر کہا۔ ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ سارے مورشا روکنے کی مشق نہیں کر رہا ہے۔ کسی عمومی عمل کے ذریعے اپنے دماغ کو حواس بنا لیا ہوگا۔ آج کے دور میں کوئی بات نامکمل نہیں رہی۔ اس کے ہزاروں کے سامنے کئی کئی مورشا کی خیال خوانی نے جنرل

ڈیوڈ کو پکڑا دیا ہوگا۔ خذ اس لئے کو یاد رکھنا۔ جنرل ڈیوڈ کو پکڑ گیا تھا۔ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ یہ واقعے عرصے بعد کون میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے؟

پھر اس نے خود ہی جواب دیا۔ مورشا فرما رہی تھی یا شاید ہونے میں یا پھر کوئی خطرناک تنظیم ہے۔ کوئی پتھر مار رہے جس نے کسی خیال خوانی کرنے والے کو تباہ کر دیا ہے۔ اب اس شین کی ضرورت ہے اور اس نے کسی طرح میرا سراخ لگایا ہے۔ مجھے فوراً یہ جگہ چھوڑ دینا چاہیے۔ وہ بری طرح گھبرا گیا تھا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آئی تھی کہ خطہ اس پاس منڈلا رہا ہے۔ اس نے جلدی جلدی ضروری سامان اچی میں رکھا۔ ایک بائو اور کوڈ لگایا۔ اسے جب میں رکھا۔ پھر ایک انگریز پتھر لگا۔ اس نے خاص طور پر یہ انگریز پتھر لگا۔ اس کے اوپر ہی سے کاڈیراؤن لیا تھا جیسے کوئی بندھن ہو رہے۔ ایک تنگ سا بیٹھن ڈھک رہا۔ انگلی کے ناخن سے اس جن کو دانا تو اوپر والے حصے سے ایک موٹی ٹکلی اتنی پھر وہ جس کے بدن میں بیٹھتی اس کی تمام ٹکلیوں میں زہر پھیلا دیتی۔ اسے شکل سے دوچار سانس لینے کا بھی موقع نہ دیتی۔ اس نے اوپر ہی بیٹھ میں ایک قلم رکھا۔ وہ قلم بھی اسی قسم کا تھا۔ اس میں ایک ایسا مین تھا جسے وہ اسی قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر وہاں سے نکلنا کوٹھی کے تمام دروازوں کو لگا لگا پتھر ڈالی میں پتھر ڈھک دوسری ہاشن لگا کی طرف چل پڑا۔ جگہ بند ہے کہ قصد ہے تھا کہ اس نے اس کے سامنے موجود ہا ہاشن میں گھسے اور وہاں جاتا تو اسور رومی کھلائی کے بعد وہ شین ضرور

<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>
<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>	<p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p> <p>کونسل پروردہ سب سے پہلے</p>

مرآہ ہوتی۔

وہ کسی دوسری جگہ جا کر دشمنوں سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا اور اس امید پر زندہ رہنا چاہتا تھا کہ ایک دن کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی ہمتا آئے گی تو کسی ہستی کا علم حاصل کرنے کا اور اگر ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو اس بارش کا ٹھکانہ کوئی بیخ نہیں سے گا۔ اگر بیٹے کا پاس کی صورت کے بعد کوئی اسے خریدے گا تو یہ کسی نہیں جان کے خاکہ اسٹورڈم کے فرش کے نیچے لپیٹے۔

وہ شہر سے باہر تشریف لایا پنج میل کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں آگیا اس کاغے کے آس پاس خوبصورت سا باغیچہ تھا۔ چھپے چھپے ایک بڑا سا اندھا ڈاکا تھا۔ ایک پرانے زمانے کی پن پگھی تھی۔ ہوا کے ہواؤں پر پکھنے کی طرح اس کے دو دبلی گھومتے رہتے تھے۔ امر کی جیسے ترقی یافتہ ملک میں ان بیڑوں کا بے تصور نہیں کیا جاتا لیکن یہ چیزیں پرانے زمانے کی یادگار کے طور پر تو یہی چھوڑی گئی تھیں۔

اس نے گاؤں میں اپنا سامان رکھا شام ہو رہی تھی۔ پیسے کوئی چاہ رہا تھا لیکن وہاں چاروں طرف اداسی اور ولولہ تھی۔ دو درویش نظر میں دوڑا تو کوئی ایک آدھ آدمی دکھائی دیتا تھا۔ شہر میں رہنے کا عادی تھا۔ اس نے پھر کارنگ ایڈیٹرنگ سیٹ منجھائی اسے اشارت کیا اور شہر کی طرف چل پڑا۔ صبح میرا برائش نے اپنے جیسے ہمارے ہی ایک آپ کر لیا تھا۔ وہ آڑن ہاڈی اور اس کے ڈیموں کی نظر دلو میں نہیں آتا چاہتا تھا۔ اچھی طرح سمجھا تھا کہ اگر ان کا تابعدار نہ کرے گا تو وہ اسے کہیں سے جا کر قید کر دیں گے اور دشمن کا نقشہ بنانے پر مجبور کرتے رہیں گے۔ یوں بھی انھوں نے ایک ماہ کا وقت دیا تھا۔ اگر وہ دشمن تیار نہ کرتا تو قید یا مارا ڈالا جاتا۔ فوری طور پر کسی بلا تک سر پہری والے کا انتظام نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس نے عارضی طور پر خود کو ایک آپ کے ذریعے چھپا لیا تھا۔

ریگیشن کلب میں بڑے بڑے ڈاکٹر اور باغیچہ دار وغیرہ شامل کرانے آتے تھے۔ وہ اسی ادارے سے آئے کہ شاید وہاں کوئی بلا تک سر جری کا ماہر نظر آجائے تو اس سے دوستی ہو سکے اور پھر ایک بار پانچ سو روپے تبدیل کرنے کے لیے کوئی طوفی منصوبہ بنا لیا جائے۔

اس نے پارکنگ ایریا میں جا کر اپنی کار روکی۔ انجن کو بند کیا پھر دروازہ کھول کر نکلا ہی چاہتا تھا کہ ٹھٹک گیا۔ اس کے قریب ایک اور کار روکی تھی اس لیے ایک شخص نکل رہا تھا۔ اس کے قدم اور جھلت کو دیکھ کر کیا لگی ایسا لگتا جیسے جنرل ڈیکور کو دیکھ رہا ہو لیکن وہ صورت شکل سے کوئی اور تھا۔ میجر برائش اپنی کار میں بیٹھا رہا۔ اسے جانتے دیکھتا رہا اور اسے دیکھ دیکھ کر دل دھڑکتا رہا۔ وہ بہت بڑے فوجی افسر کے سے انداز میں چل رہا تھا۔

میجر برائش نے دروازے کو بند کیا۔ جھڑپ سڑا اسٹورڈم

نکالا۔ پھر اپنے دست راست سے راپڈ ٹائم کرنے کے بعد بولا: "ہاکی منزل نظر آ رہی ہے۔ تو لوگ بہت دلوں سے بے کار بیٹھے ہو۔ نوٹو اپنی اپنی گاڑیوں میں نکل پڑو۔ ریگیشن کلب کی طرف آؤ۔ ایک کار کا ڈیوڑا اس کا رنگ اس کا ماڈل نوٹ کر دو۔ وہ کار جہاں بھی جائے گی اس کے آگے پیچھے دوڑنا چلتے رہو۔ تاکہ اسے تعاقب کا شہینہ ہو میں جیسے راپڈ ٹائم کروں گا"۔

اس نے کار کا ڈیوڑا رنگ اور ماڈل بتایا۔ میجر برائش ریگیشن کلب کو اپنے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ کر کار اشارت کی۔ اسے اطمینان سے ڈرائیو کرنا چاہا کلب کے احاطے سے نکلا۔ وہ منٹ کی ڈرائیو کلب کے بعد ایک بہت بڑے ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے سامنے رگ گیا۔ اسے اتار کر اندر گیا۔ وہاں اس نے ایک ٹائم پمپ خرید لیا۔ پوری طرح اس کی چابی پھر کر ڈرا دوسرے کھتے ہوئے اسے سٹا۔ کلب بلا تک کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ وہ اسے لے کر پھر اسی کلب کے احاطے میں واپس آیا۔ گاڑی کو ٹھیک اسی جگہ پارک کیا۔ اپنی کار سے نکل کر دو درویشوں کو دیکھنے لگا۔ پارک ایریا میں موت گاڑیوں والے آتے تھے پھر اپنی گاڑیاں گھڑی کر کے چلے جاتے تھے۔

وہ ٹھٹا ہوا جنرل ڈیکور کی کار کے پاس آیا۔ کوئی اسے دیکھنے والا نہیں تھا۔ اس نے جلدی سے بونٹ کو اٹھایا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹائم پمپ تھا اس نے جھک کر اس ٹائم پمپ کو انجن کے پاس رکھ دیا پھر بونٹ کو گروا دیا۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر ان لگا کر سٹینے لگا۔ ہنگ ہنگ کی آواز میں آ رہی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر کلب کے اندر آ گیا۔ دروازے پر کھڑے ہو کر دو رنگ نظر میں دوڑا انہیں جنرل ڈیکور ایک میجر کی صورت کے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ ہتھ پتے ہوتے ہوئے پی رہا تھا۔ کتنے ہی جوڑے آ کر شہر کی دھن پر ڈانس کر رہے تھے۔ اس نے سوچا، اگر یہاں بیٹھ کر بیٹھے گا تو جنرل ڈیکور کسی وقت بھی آئے گا اور ڈانس کرنے والوں کی پیڑھے سے گزرتا جائے گا تو نظر نہیں گئے گا۔

اس نے ایک بونٹ خرید لیا۔ اسے لے کر اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اسے کھول کر ٹھٹے سے لگایا۔ دو چار گھونٹ پیے۔ پھر ایک طرف دیکھ کر اپنی جیب سے ریوڈ کو نکالا۔ اس کے جیب کو کھینک لیا پھر وہاں جیب میں دیکھ لیا پھر اس نے دو چار گھونٹ پیے۔ بونٹ کو ایک طرف رکھ کر ڈیش بورڈ کے خانے سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ اپنے دست راست کی مصروفیات کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اس نے کہا: "ہائے آڈیو سے کمزور بنا گا ڈی کا صرف تعاقب کریں اور یہ دیکھیں کہ کہاں جاتی ہے اور کہاں روکتی ہے۔ اس کے بعد تو لوگ آگے نکل جاؤ گے گا ڈی والے کو نہیں پھر روکے"۔

اس نے ٹرانسمیٹر رکھ دیا پھر پتے لگا۔ ادھر یہی رہا تھا۔ ادھر کلب کے اندر اسٹورڈم اور اسٹورڈم کے اندر اسٹورڈم

نے والی تھی۔ ہتھیار ہاتھ میں لے کر لانے سے پہلے وہ اپنی اپنی ہونٹ بٹور رہے تھے۔ یا تو اسے انھیں بیچ دیتا یا وہ بونٹ کو خالی کر کے چھینک پنے۔ ویسے دونوں میں فرق یہ تھا کہ میجر برائش بہت ہی اضطراب بہتلا تھا۔ بے چینی سے بلند بار کلب کے دروازے کی طرف دیکھتا آئے۔ دل ہی دل میں گامیاں دہراتا تھا۔ چابٹیں وہ کب آئے گا وہ اپنے ہٹنے کا ٹھکانہ اسے پہنچائے گا۔ اس کے برعکس جنرل ڈیکور ایت اطمینان سے ایک حسین عورت کے ساتھ بیٹھنے میں مصروف تھا۔ سے خرد تھی، ہاتھ لٹکے کے بعد اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ انسان کو پہلے سے موت کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ جنرل ڈیکور کی روح تنویری ہاتھ لٹکے ہی سمیٹے غم کی سے پیش تو کرتا ہے۔

آخر دو گھنٹے بعد وہ باہر نکلا۔ میجر برائش نے اسے دیکھتے ہی پنی کار کا دروازہ بند کیا۔ بونٹ بھی بند لگا۔ اسے ایک طرف سیٹ پر بیٹھا۔ میجر کا کار اشارت کر کے آہستہ آہستہ سے پارکنگ ایریا سے نکلنے لگا۔ ادھر جنرل ڈیکور جاھوتا ہوا اپنی کار کی طرف جا رہا تھا۔ وہ اپنی کار کے پاس پہنچ کر رگ گیا۔ جیسے سے چالی نکلنے لگا۔ میجر چاہتا ہے دروازہ کھولنے کے لیے جھکا تو ایک دم سے چونک گیا۔ کان لگا کر سننے لگا۔ جلدی سے آگے بڑھ کر بونٹ کے پاس لپٹا پھر اس سے کان لگا کر سننے ہی وہاں سے جیتے ہوئے بھاگنے لگا۔ بھاگتا بھاگتا گھبراہٹ میں پارکنگ ایریا سے دوڑ بھاگتا کسی نے میری کار میں ٹائم پمپ کر کے دیا ہے۔

میجر برائش مسکرائے گا۔ اس بات کی تصدیق ہوئی کہ وہ جنرل ڈیکور کو بے خود کر دیا آواز میں سن سکتا ہے۔ ایک عام آدمی اس کلب کلب کو بھی نہیں جانتا یا جو کار کے سامنے کس نے آ رہی تھی اور بونٹ گرا ہوا تھا۔ اس لیے اسے آواز ہاڑتیں آ رہی تھیں لیکن ڈیکور نے سن لی تھی۔ کلب کے باہر بیٹھ کر بریا ہو گیا تھا۔ سب ادھر سے ادھر جا رہے تھے۔ پولیس والے پہنچ گئے تھے لیکن کسی میں اتنی ہزرت نہیں تھی کہ وہ جنرل ڈیکور کی کار کے قریب جاتا۔ پولیس والوں نے سنانے والے میں دو ڈیکور بھی بند کر دیا تھا۔ کیونکہ وہاں ہونٹوں والی سڑکی کلب اس کا اثر ہو سکتا تھا۔ سب دہشت میں مبتلا تھا۔ بہت دور تک چلے گئے تھے۔ دو آدھ گھنٹہ گزرا۔ کلب میں ہوا۔ میجر اور دو آدھ گھنٹہ گزرا تو ایک پولیس والے نے حوصلے سے کام لیا اور سنا ہوا گیا پھر بونٹ کو کھول کر دیکھا تو اسے ایک ٹائم پمپ نظر آیا۔ اس نے ہٹھا لیا۔ آؤٹ پٹ کر دیکھا پھر ہاتھ اٹھا کر بولا: "یہ تو ایک معمولی گھڑی ہے۔ کسی نے شرارت کی ہے"۔

میجر برائش کا روڈ ٹیکو تاکہ ہوا میں روڈ پر لپٹ گیا تھا۔ شہر کے کنارے تک کہ جنرل ڈیکور کا انتظار کر رہا تھا۔ تنویری ویر بعد ہی اس کی کار احاطے سے نکلے۔ میجر شہر پر دوڑتی ہوئی اس کے قریب سے گزرتی ہوئی آگے نکل گیا۔ وہ بڑے اطمینان سے اس کے پیچھے

جانے لگا۔ یہ فکر نہیں تھی کہ وہ آگے جا کر کیسے کم ہوجائے گا۔ ڈرائیو کے ذریعے اسے اطلاع مل رہی تھی۔ اس کا دست راست بڑی کامیابی سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

پھولے سے اطلاع ملی کہ جنرل شہر سے باہر ایک چھوٹے سے جنگل کے احاطے میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا تعاقب کرنے والا جنگل سے بہت دور آگے جا کر لپٹا گیا تھا۔ میجر برائش کو کار ٹیکو تاکہ تھا۔ آخر میجر نے اس جنگل کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ وہاں سے پیدل جنگل کے احاطے تک آیا۔ بڑا سامان گیٹ بند تھا۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا دوسری طرف گیا پھر ایک جگہ احاطی دیوار پر چڑھ کر ڈیکور کی طرف کود گیا۔

میجر سے ہی ایک غلطی ہوئی۔ وہ گھنٹے پہلے اس نے جنرل کی کار میں ٹائم پمپ رکھا تھا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ دو گھنٹے آواز سن سکتا ہے لیکن احاطی کی دیوار سے کوئی وقت بھول گیا کہ وہ بے آواز جنرل کے گاڑی تک پہنچ سکتی ہے۔ آجاک کا کلب کے اندر سے گرج دارا کھڑے سنائی دی۔ یہاں زبردست خبردار ڈیکور بھی حرکت ہوئی تو کوئی مار دوں گا بھلا بتاؤ کونوں ہتھ؟

میجر کو دینے کے بعد جہاں پہنچا تھا وہیں زمین پر دو کب کوہ گیا۔ منزل تک پہنچنے کی خوشی میں ایک حافق کر بیٹھا تھا۔ حافق نے ہی اپنے بڑی آہستگی سے رینگتے ہوئے جگہ بول رہا تھا۔ دوسری طرف جنرل کے پاس سے

زندگیاں تانے اور سوزانے کے سلسلے کی ایک کوی
 تہا کوئی اور گزری عادات سے بچ کر حال کیے

آج کا دن ہے
 آج کا دن ہے

سگریٹ پینا چھوڑیے
 جینا شروع کیجیے

دماغ کو نشوونما کے ذریعے پورے عادات کے ساتھ تھکا کر نوشی
 سے نصیحت حاصل کریں۔ صرف چند دنوں میں

اس کے لئے کوئی بھی دوا نہیں ہے۔

سگریٹ پینا چھوڑیے
 جینا شروع کیجیے

میں رہتا ہوا گیا تھا اور فرش سے لگا لگا کر رہا تھا۔ واقعی اس کے منہ کی جس حیرت انگیز تھی۔ اس نے ہاتھ کر لیا کر ماحصل دیوار کے پاس لٹنی زمین پر بیٹھ رہے۔ اس نے کھوٹ کی فریض پراوند ہوا پھر اسٹین گن سے تڑا تڑا نارنگی شروع کر دی لیکن جتنی دیر میں وہ کھوٹ سے کروانڈھا ہوتا اتنی دیر میں میجر زمین سے اٹھ کر دوڑتا ہوا کالج کے پیچھے جا رہا تھا۔ اگر وہ فراموشی در کرنا تو کھوٹ کی گولیوں سے کبھی بچ نہ پاتا۔ جنرل اٹھ کر تیزی سے کالج کے اندر گیا۔ وہاں سے دوڑتا ہوا پچھلے درخانے پر آیا۔ اس کا ڈنک بھٹا ہوا تھا۔ اسے کونٹوں کی منڈیر کے پیچھے چھلایا تھا۔ تاریخ میں ایک دوسرے کو دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ صرف آواز یا آہٹوں سے سمجھ پھانسی جاسکتی تھی۔ جنرل زمین پر لیٹ کر بیٹھے ہوئے انہی سے کونٹوں کی طرف جلتے لگا۔ اسی وقت میجر نے کہا: "یہ میری بد قسمتی ہے کہ میں تمہاری آہٹ کی گئی نہیں سن سکتا تم میری آواز سن کر پھانسی لگتے ہو تو پھانسی لو۔ ہم کبھی بہترین دوست تھے۔" مشین نے اسے دس بنایا۔ اگر تم چاہو تو ہم پھر دوست بن سکتے ہیں۔" جنرل ڈیکورانا نادان نہیں تھا۔ اگر اس کی بات کا جواب دیتا تو جنرل میں سنسناٹا ہوتی گولیوں آئی۔ وہ رہتا ہوا کونٹوں کی منڈیر کے پاس لیٹا۔ اسے منڈیر کے دوسری طرف آہٹ سنائی دی۔ اس نے آہٹ کی سمت تڑا تڑا نارنگی کی پھیرا پھیرا کر دیکھا۔ تم مجھے جتنی بھی مشین دی تھی، آدی ایک آرمی میں بھی پیمانہ جانا ہے۔ تم دوست نہیں بن سکتے ہو اور سانس کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ وہ پھر دوڑ لگتا جاتا تھا لیکن میجر نے آواز کی سمت نارنگی شروع کر دی۔ رات کے سناٹے میں دورنگ نارنگی آواز جا رہی تھی۔ کسی وقت بھی قانون کے محافظ وہاں پہنچ سکتے تھے۔ ان دونوں کا بچی زندگی اور موت کا فیصلہ جی کرنا تھا۔ دونوں کو نارنگی سے بچنے کے لیے کونٹوں کی منڈیر ملتی تھی۔ اسی لیے دونوں کے حملے ایک دوسرے پر نا کام ہو رہے تھے۔

مکوت کے اس اندھے کونٹوں میں جلتے والا میجر براٹھ تھا۔

اداسے ہی مرنا چاہیے تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ایک غلطی کا شکار تھا۔ یہ بھی طرح جلتے ہوئے کونٹوں کو دیکھا تھا۔ یہ میجر براٹھ کا ایک فریڈنگ کے معاملے پر ایک یا ایک سے زیادہ لوگ گزر رہے ہیں۔ کسی شخص کو یا کسی چیز کو جھوٹا کر اس کا درجہ حرارت بتا دیتا تھا۔ کبھی کبھی کو کچھ کر اس کے مضر اثرات کا اعجاز کر لیتا تھا۔ اور دوسرے سوچتے کر جتا دیتا تھا کہ انسان آ رہا ہے، جانور آ رہا ہے یا کوئی گاڑی ٹوٹتا ہے۔ مشین کے ذریعے یہ ساری خوبیاں میجر براٹھ میں بھی منتقل ہو گئی تھیں لیکن آدمی اسی لیے ہمیں عمر سے پہلے مرنا ہے کہ وہ غلطی کرتا ہے۔ اس نے جنرل ڈیکورا کو بے نقاب کرنے کے لیے بہت اچھا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس کی کاہلے آہٹوں کے پاس نام نہیں لکھ دی تھی اور یہ معلوم کر لیا تھا کہ دوسرے ٹک ٹک کی آواز سننے والا ڈیکورا ہے۔ یہ گمان پھر معلوم کرنے کے بعد غلطی یہ ہوئی کہ وہ آرمی کے کالج کے احاطے میں داخل ہو گیا تھا اور جنرل کی دوسرے سننے والی صلاحیت کو بھول گیا تھا۔ وہ آہٹ ہی بھول گیا تھا۔ یہ بچ گیا۔ جنرل نے آہٹ کی سمت گولی نہیں چلائی تھی۔ وہ جانا جاتا تھا۔ کالج کے احاطے میں کون آیا ہے۔ اس طرح میجر براٹھ کو جان بچانے کا موقع مل گیا۔ وہ قہروں سے چلنے کے بجائے کھڑک گیا تھا اور اڑھٹا ہوا اندھے کونٹوں کی طرف گیا تھا۔ اتنی سال کی دکھانے کا بعد اس نے دوسری غلطی کی۔ پھر اٹھا کہ جنرل ڈیکورا کی طرف پھینکا۔ اس کا خیال تھا جیسے ہی پتھر اس کے قریب گئے گا وہ اندھیرے میں اسی طرف گولی چلائے گا۔ یہ اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔ جنرل ڈیکورا اتنا سانس بھرا کہ وہ آہٹ سے بتا دیتا تھا، پتھر کھڑک رہا ہے، انسان کے پاؤں کی آہٹ ہے یا کسی جانور کے پاؤں کے کھڑک ہیں۔ زمین پر بھی چیز گری ہے یا پھانسی؟ اور میجر براٹھ کے مقابلے میں وہ پتھر بہت ہلکا تھا۔ جنرل ڈیکورا نے حال ہی سمجھ لی تھی فوراً ہی اس نے کونٹوں کی منڈیر کے اس سے کی طرف کیا تھا جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ چونکہ مشین تھی اس لیے وہ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں فائرنگ کرتا چلا گیا۔ ایسے میں میجر براٹھ نے اٹھ کر دیواروں سے گولیاں چلائیں تو اسے مسلسل فائرنگ کی زبردستی آنا پڑا اور وہ آگیا۔ گولیاں کھا کر منڈیر کے اوپر چھپا پھراٹھ کھانڈے کونٹوں میں چلا گیا۔ جنرل ڈیکورا سر جھینکے کونٹوں کی گرائی میں آکھیں جیسا چھانڈے کو دیکھ رہا تھا۔ دن کے وقت میں اس کی گرائی نظر نہیں آتی تھی۔ اب تو تاریکی تھی لیکن وہ جیسے ساخنہ ایسا کر رہا تھا۔ لیکن کونا پناہ تھا کہ ایک

من مہم ہو چکا ہے۔ میجر براٹھ ٹرانسفاور مشین کے سلسلے میں سب سے زیادہ اہم تھا۔ وہ اس مشین کی رنگ رنگ سے واقف تھا۔ اگر وہ گنہگار نہ ہوتا تو اس کا نقشہ بنا تا اور اس سلسلے میں اس کے لیے ہولناکی فراموشی کی جاتی تو وہ ایک نئی مشین بنا کر سکتا تھا۔ دیکھا جائے تو وہ بھی شخص مشین بنا سکتے تھے۔ ایک شاد پر اور دوسرا میجر براٹھ اور دونوں ہی ختم ہو چکے تھے۔ ان دونوں کی موت سے ہی مشین بننے جانے کا اندیشہ ختم ہو چکا تھا۔ اگر ان کا ایک اندیشہ تو یہ گیا تھا مشین کا مکمل نقشہ اور اس کی پوری تفصیلات جو مختلف کائنات میں بدلتی تھیں، وہ اس مشین کے ساتھ بلاٹک کے تھیلے میں بھی لپی ہوئی تھیں جہاں جنرل ڈیکورا نے اسے چھپا رکھا تھا۔

شاد پر اس مشین کا سوجھ بھٹا اور موجود بہت کم ہونے میں جب ایک چیز بنا رہا ہونے قواس کا نقشہ دیکھ کر اس کی تفصیلات معلوم کر کے پھر بھی ہی چیز دوبارہ بنانی جاسکتی ہے۔ میجر براٹھ بہت ہی ذہین اور تجربہ کار کھینک تھا لیکن وہ دنیا میں ایک ہی نہیں تھا اور وہی کھسے تجربہ کار اور ذہین کھینک ہو سکتے تھے۔ آئندہ جس کے ہاتھ بھی وہ ہفتے لگے گا وہ مشین دوبارہ بنا ہو سکے گی۔

وہ تھوڑی دیر تک تاریکی میں آکھیں پھاڑ پھاڑ کر کونٹوں میں دیکھتا رہا اور وہاں سے لیٹ کر تیزی سے چلتا ہوا کالج میں آ رہا۔ وہ اپنے ساتھ بہت سلاٹ لایا تھا تاکہ اگر چھوڑا جا کر گرا کرے لیکن کہاں آتے تھے جیوشن پیچھے چلے گئے تھے۔ براٹھ کی موت کے بعد وہ اس خوش قسمتی میں نہیں رہ سکتا تھا۔ میجر براٹھ آ جا ہوا کہ لیٹا اس کے کسی کچھ کام کرنے والے ہوں گے جنہوں نے اس کالج کو دیکھا ہو گا پھر سب سے زیادہ خطرہ اس سے تھا جو آج اس کے دماغ میں پیچھے کی کوشش کر رہا تھا اور اس نے اپنے اختیار سانس روک لی تھی۔

آئرن ہارڈی کے حکم پر میجر نے خیال خوانی کی پرواز کی تھی اور جنرل ڈیکورا کے دماغ میں پیچھے کی کوشش کی تھی۔ میجر واپس آ کر بتایا تھا کہ اس کا دماغ حساس ہے اور وہ سانس روک جیتا ہے اس کی اس حرکت سے جنرل ڈیکورا کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ خیال خوانی کوئی بھی کھسے نہ لایا خیال فریڈ بھی تھوڑی طرف جانا ہے اور یہ دہشت گردی ہوا ہے کہ وہاں اس مشین میں خیال خوانی کرنے والے میں کبھی نہ کہیں کسی دوسری وقت سے گھر لیں گے۔

اس نے ایک چھوٹی سی ایچی لکھ لی، اس میں اپنا بہت ضروری سلاٹ لکھنے لگا۔ باقی اسان وہیں چھوڑا۔ کالج کے سامنے گاڑی لکھی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی بھی تعاقب کرنے والوں کی نظروں میں آئی ہوگی۔ لیکن خیال بھری تھی۔ اسی میں شہر تک جانا تھا اور وہاں جا کر گاڑی تبدیل کر لیتی تھی۔

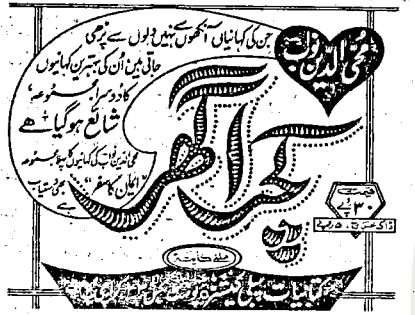
وہ ڈیکورا کو بتا ہوا کالج کے احاطے سے باہر آیا۔ پھر منڈیر پر

پہنچ کر رفتار تیزی سے سوگڑ کے فاصلے پر پہنچے ہی اس نے رفتار سست کر لی۔ وہاں ایک گاڑی لکھی ہوئی دکھائی دی۔ وہ میجر براٹھ کی گاڑی تھی۔ وہ وہاں گاڑی چھوڑ کر پیدل چلتا ہوا کالج کے احاطے میں پہنچا تھا۔ ویسے جنرل ڈیکورا کو معلوم نہیں تھا کہ میجر کی کار ہے اس کے باوجود خطرہ محسوس ہوا۔ اس نے سوچا۔ میجر براٹھ کے بعد اس کے ساتھی گاڑی روک کر پیدل کالج کی طرف گئے ہیں۔ فائرنگ کی آواز دور تک گئی ہوگی اور وہ یقیناً میجر کی حفاظت کے لیے آگھر دوڑ گئے ہوں گے۔ یہ سوچ کر اس نے اسی گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ کچھ دور جا کر اسے روکا۔ پھر آگھے لے کر تڑا۔ شرک کو چھوڑ کر دوڑنا ہوا دوسری سمت چلے گئے۔

یوں دیکھا جلتے تو فی الحال اسے کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن جو عمر بھر زندگی گزارتے ہیں وہ ہمیشہ دہشت میں مبتلا رہتے ہیں۔ آگھر میجر براٹھ نے مرنے سے پہلے اپنے دست راست سے کہہ دیا تھا کہ جنرل ڈیکورا کا تعاقب کیا جائے لیکن اسے پیچھے نہ جانے صرف دیکھا جائے کہ وہ کہاں جاتا ہے۔

میجر کے دست راست نے حکم کی تعمیل کی تھی۔ اس نے دیکھا لیا تھا کہ کہاں جاتا ہے پھر ٹرانسفاور کے ذریعے اطلاع سے دی تھی۔ اس کے بعد اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی۔ اب کوئی جنرل ڈیکورا کی زندگی گزارنا تھا۔ نہ ہی تعاقب کرنا تھا لیکن کالج سے سوگڑ کے فاصلے پر ایک گاڑی دیکھ کر ڈیکورا خوفزدہ ہو گیا تھا۔ وہ جہاں تھا اسے جا رہا تھا۔ اسے جا رہا تھا۔ اس کی کوشش کی جا رہی ہے اس لیے اس نے اسی گاڑی میں چھوڑ دی صرف ایچی لکھ اور شرک چھوڑ کر ایک فارم میں دوڑنا چلا گیا۔ اس نے چند خفیہ آڈے بنا رکھے تھے جہاں وہ محفوظ رہ سکتا تھا لیکن رات کو سونے سے سو نہیں سکتا تھا۔ وہ رہ کر چونک جاتا تھا۔ گری نیند کبھی نہ آتی تھی۔ ہر طرف آگھ بیٹھتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی اس کی شہر تک پہنچ گیا ہے۔

وہ بلاٹک سر جری کے ذریعے محفوظ تھا۔ کوئی اسے یہاں نہیں سکتا تھا۔ اس نے ایچی آڈے ابلا وہاں دیکھا بدل گیا تھا۔ ادنیٰ سوسائٹی



میں جانا تھا۔ اس کے بعد کارڈر ٹریک کرتے وقت باسی کلب باسی تقریب میں وقت گزارتے وقت متناظر نظروں سے پاروں طرف دیکھتا رہتا تھا۔ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ کوئی اسے پہچان تو نہیں رہا ہے؟

آخر وہ فوج میں جنرل ہو چکا تھا۔ بڑوں نہیں تھا وہ کبھی اتنا خوف زدہ نہ ہوا لیکن موریا کی خیال خوانی نے اس کا سکون درہم برہم کر دیا تھا۔ یہ ٹکرا سے کھار ہی تھی کہ خود کو کون ہے جو اس کے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہلنے دی، ٹرانسفارمیشن، تو آدمی کو کمان تک دھڑلے کی گریہ ہو جاتی جو تاج ہے بہت مذکسے جو تاج ہے۔ اس سے بات سے روکنا سے کرنے کے لیے جنت سے نکل جاتا ہے۔ اسے موت کی وحشی دو تو ہے فرنگ پینچ مانا ہے لیکن اپنی مندر سے باز نہیں آتا اور انسان کی یہی حد عزت سے لٹنے دکھائی ہے۔ ابھی جنرل ہو چکا ہے۔ کتنے ہاں لیا ہوا خوشی سے گھنے والا تھا۔



میں لگ فرماؤ گی ایک ایسی خفیہ رپاش گاہ میں تھا ہر ایشیل جنس والے بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ فرنا مذمت ہے۔ یہی اس رپاش گاہ میں آکر چھپ گیا تھا۔ کراہی استقبال کر کے اور میرے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ اگر وہ بعد میں آنا چاہتا تو میں اس کی اجازت بھی نہ دیتا کیوں کہ ایشیل جنس والے اس کے پیچھے چلے ہوتے تھے اور دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ فرما سے کب اور ایسے ملاقات کرے؟

میں نے اس سے پوچھا کہ تم میری خاطر یہاں آکر چھپ گئے ہو۔ کیا ایشیل جنس والوں کو یہ تو پیش نہیں ہونگی کہ تم کہاں غائب ہو گئے ہو اور جب تم نمودار ہو گے تو وہ تم سے کیسے کیسے سوالات کریں گے؟ اس نے کہا: میں نے سوچ رکھا ہے، وہ مجھ سے پوچھیں گے؟

میں کہاں تھا میں کہوں گا یہ جڑس کے معاملات ہیں اور ایسے معاملات ہیں جنہیں میں تفصیل سے کسی ایشیل جنس والے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی حکومت کو بتا سکتا ہوں میں ہر سال دو لاکھ ڈالراٹم جلس اس ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد حکومت کو میرے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ اگر کسی قسم کا شبہ ہو تو ایشیل جنس والے مجھ سے معلوم کرتے ہیں۔ جب میں گرفت میں آ جاؤں گا یہ لڑو تم ثابت ہو جائے گا تو میں خود کو قانون کے حوالے کر دوں گا۔

وہ فقط ثابت ہی زندہ دل تھا میرے لیے اس کا دل دنیا نہیں سمند تھا۔ میں جو چاہتا اس سے متواکف تھا۔ اس نے خفیہ رپاش گاہ میں زیادہ جبر نہیں لگائی تھی۔ ایک بہت ہی قابل اعتماد باور ہی تھا جو ہمیں ثابت لہذا کھانے کھاتا تھا اور دو صین لوگ ان تھیں۔ فرنا ڈیڑھے لگا۔ تمہاری بہت مری عادت ہے ایک گھونٹ بھی نہیں پیتے۔ جبر بڑوں سے تم وہ لٹے سے ڈرتے ہو میں نہیں فرماؤ گی تو

کس نے بنا دیا لیکن کتا ہے تم دلیر ہو؟ وہ لٹے میں بہت کچھ بول جاتا تھا اور میں ہنس کے ٹال دیتا تھا کیوں کہ وہ بہت ہی صاف دل کا آدمی تھا۔ میرے لیے کسی وقت بھی جان کی بازی لگانا تھا۔ وہ چپے ہوئے ٹرا سا زینا تھا۔ تنہا بیٹا تھا اور اکثر کتا تھا۔ تم آؤں دو سے کے لائق مسلمان ہو گی میں نے مسلمانوں کو دیکھا نہیں ہے۔ وہ یورپ سے لے کر امریکا تک شراب پانی کی طرح چپے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کس قسم کے مسلمان ہو جو یہ پرت کرتے ہو؟

میں نے ہنستے ہوئے کہا: فرنا ڈیڑو! اسلام تمہاری بھڑی نہیں ہے۔ تم اس بحث میں نہ پڑو۔ کام کی بات کرو۔ کام کی بات تو میں ہی دو صین ترین لوگ ہیں۔ میں سوچ سمجھ کر ان کا انتخاب کیا ہے۔ لہذا ان کے ساتھ اچھا وقت گزارو۔

کیا تم مجھے خیال خوانی کا موقع نہیں دو گے، مجھے اپنے معاملات سے نمٹنے نہیں دو گے۔ جانتے ہو، مورینا دشمنوں کی گرفت میں آگئی ہے۔ چنانچہ، وہ اس سے کس طرح کام لے رہے ہوں گے۔ مجھے جلد اس کا سراغ لگانا ہے۔ اس نے کہا: کام ہی کرو، آدمی کو دلشیں بھی دکھاؤ۔ دلشیں ہی کرو یہی زندگی ہے؟

مجھے جب بھی خیال خوانی سے فرصت ملتی تھی وہ کم بہت بے عیش دستر میں قوربت تھا۔ وہ کتا تھا۔ مجھے یاد کرو گے اور میں چاہتا ہوں جب بھی مجھ سے دو جیوا تو مجھے ہی یاد کرتے ہو تم تو مجھ سے ایک برس دو مینے کے لیے ملتا ہوتے تھے۔ جانے کیوں تھے یہ خوش نمی ہے کہ میں ہمیشہ کے لیے جیوا ہو جاؤں یا مر جاؤں تو کھدا آجھ میں میرے لیے آستور دیا نہیں گئے۔

وہ جلد بانی تم کہتا تھا اور وہ نے کتا تھا۔ نٹے کی زیادتی لے اچھا خاصا کارڈن بنا کر رکھ دیتی تھی۔ ہر سال مجھے اس سے بٹے فائدہ حاصل ہو رہے تھے۔ میں اس کی خفیہ رپاش گاہ میں محفوظ تھا کسی کی نظر مجھ پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ کوئی پھر ریشہ نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی ڈالراٹم پہنچ سکتا تھا۔ میں آرام سے بیٹھ کر خیال خوانی کرتا تھا۔ منصوبہ بناتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ میں بہت جلد موریا تک پہنچ جاؤں گا۔

اس ملک میں میرے کام آنے والوں میں ریڈ ہاؤس کے لوگ بھی تھے اور اس رپاشی بچت بھی شامل تھی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے جو حکم دیتا تھا وہ عمل کرنے کے لیے فوراً دہڑ پڑتے تھے۔ اور میرے اطینان کی حد تک اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس کے باوجود ہم اچھا ملک یہ معلوم نہیں کر سکے کہ موریا کون واؤں نے افغانیاں اور اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے۔ یہ سوچ سوچ کر پریشانی بڑھ جاتی تھی کہ آؤا کرنے والوں نے موریا کے ذریعے اس ٹرانسفارمیشن

یہ علی پتی کا علم حاصل نہ کر لیا گیا ہو گا ہے تو اس کا مطلب ہے ہماری دنیا میں ٹیٹی ہتھی ہانڈے والوں کی کچھ اور تعداد بڑھ گئی ہے۔ ایک رات کھانے کے بعد میں بستر پر آیا تو پاس تک پانی برچ کی لہروں کا احساس ہوا۔ یہ فوراً سانس روک لی۔ پھر ڈرائسٹ بنا کر رسوختی بائیا ہوں تو مضمون کو ڈور ڈور ادا کر سکیں۔ مجھے امرکی زینا ہی وی ہسٹرز ہوا، میں بول رہا ہوں؟

”ہسٹرز کم میں کیے یقین کروں۔ یہاں شہادت یقین میں بدل رہے ہائیا دینے ٹیٹی بیٹیں ہانڈے والے پیدا ہوتے ہمارے ہیں؟“
”ان حالات میں شہ ضرور ہوتا ہے۔ میں جا رہا ہوں ایک یقین میں میرے پاس چلے آئیں۔“

دوسرے ہی دن میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک بہت ہی مدہ سے سجائے بیڈروم میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: تم نے یہ یاد کیا؟

”میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی سفارش پر ایک مین نے مجھے اتنے خوب صورت ہنگے میں منتقل کر دیا ہے۔ دلشیں بھی قیدی ہوں لیکن اسپیشل برزڈروں۔ میرے پینے کے لیے عمدہ برڈنگی شراب دیا گیا مانی ہے اور یہ کرا آپ دیکھ یہ رہے ہیں کتنا خوب صورت ہے۔ مجھے کتنے آرام سے کھا گیا ہے۔“

میں نے سنا کہ تم نے پوچھا: تم خوش ہو؟
”میں پوچھتا ہوں کہ میرے بھرا ہائی کیوں ہے؟“
”اس لیے کہ تم اس کے بھائی ہو جے۔ ہم یہی کہتے ہیں۔“

”مرفی ہی یا اور کچھ؟“
”اگر تمہیں کسی بات کا شبہ ہے تو بلا جھجک بیان کرو۔“

”یہاں خفیہ طور پر کچھ افسران آتے ہیں یقیناً وہ ماسک میں لٹے آ رہے ہیں۔ مجھے اس بات پر قائل کر رہے ہیں کہ میں اس شہین کا نقشہ تیار کروں۔ انھیں معلوم ہے شہین ہم میں جھانپوں نے نانی تھی۔ لے لٹے اس میں شارب کا زیادہ اہم تھا لیکن اس کا نقشہ اور اس کی ساری تفصیلات ہم نے دیکھی ہیں۔ ہم نے پڑھی ہیں۔ ہم اس شہین کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں لہذا ماسک میں کا خیال ہے کہ میں اس کا نقشہ تیار کر لیتا ہوں۔“

”تمہارا بیان کیا خیال ہے؟“
”میں شہین کے متعلق سب کچھ معلوم چکا ہوں۔ اگر یاد ہوتا ہے مجھ کو اس کا نقشہ کاغذ پر نہ بناتا اور جو نقشہ میرے دماغ میں بنائیں وہ غریب لپٹی کر اسے نقشے میں مہا دیتا۔“

”تم جو کہ رہے ہو وہ میرے دل کی باتیں ہیں تمہیں یہ سے کرنا چاہیے۔“

وہ ایک سرواہ بھرا کر بولا: ”میں ایک قیدی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ جب آزاد ہوتا ہوں بھی دنیا والوں سے بے خبر تھا۔ آج مجھے بے خبر

ہوں میں نہیں جانتا کہاں کی اور ہا ہے لیکن یہ خبر تم کو میرے دل پر بجلی کر پڑی تھی کہ دشمنوں نے جو جو کوا اکیا ہے۔ پھر تم نے کوشی کی اشدانہ دہی کر تم لوگوں نے اسے جیسے جیسے دیکھتے ہوئی دالان اور پانے پاس ہلا لیا ہیں بلکہ ختم ہونے لگی۔ اسلاوی اور وطن کی عمری کی دعائیں مانگتا رہتا ہوں تم لوگوں کے دم سے جو جو کی زندگی بھی ہے اور عزت آ رہی ہے۔

”ہسٹرز آ رہے تمہیں اب اپنی ذات کے تحمل سے بھلا چاہیے۔ دنیا کو دیکھنا چاہیے کہ اس کا ان معاملات میں پھر یوہر صحتہ دنیا چاہیے چوتھا کا میں ہو جسے تعلق رکھتے ہیں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا: ”عجیب بات ہے میں دنیا کو بھونٹنا چاہتا ہوں اور دنیا والے مجھے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ منکر کہنے میں کہ میں شہین کا نقشہ بناؤں۔ اب بھی ایک گھنٹا بیٹے انھوں نے ایک کیسٹ سنا ہا۔ اس میں کچھ لوگوں کی آوازیں ریکارڈ کی گئی تھیں۔ کیسٹ سننے والے خسرے کما۔ جن کی یہ آوازیں میں آؤہ سیر ہسٹرز کے ملک سے تعلق رکھتے ہیں وہاں بٹے بٹے مہدوں پر فائز ہیں۔ ان میں سے دو آوازیں ایسی ہیں جنہیں میں تمہیں ان کے دماغوں میں پہنچانا ہے۔ ہمیں شبہ ہے کہ ٹرانسفارمیشن ایسی آدمیوں میں سے کسی کے پاس ہے۔“

آدمی نے ان سے پوچھا: آپ کو یہ شبہ کیسے ہوا؟
”ہمارے کچھ خفیہ ذرائع میں ان ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سیر ہسٹرز تین ہر چکا ہے۔ اب کوئی نیا ایسا ہے پرانا لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ٹرانسفارمیشن ان کی کوئی میں ہے لیکن وہ استقبال نہیں کر رہے ہیں کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ لہذا انہوں نے کہا کہ میں کو وہ ٹرانسفارمیشن ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے یا پھر اس میں کوئی ترقیاتی پیدا ہو گئی ہے یا کسی نے ترقی کی ہے۔“

”یہی آپ بیان دواؤں کی آوازیں سنا رہے ہیں جن پر شبہ ہے کہ انھوں نے ٹرانسفارمیشن چولائی ہے؟“

”ہاں ابھی ہمارا ہی اندازہ ہے۔ امریکا میں جموں کی چھوٹی بڑی بے شمار تنظیمیں ہیں جو چھوٹی بڑی اداروں کی سرچھک ہوتی رہتی ہیں ان میں سے دو دستہ شکیٹ ایسے ہیں جن کے سرخنی کی آواز ہانکے آدمیوں نے ریکارڈ کر لی ہیں۔ اب آواز میں کال کے دماغ میں پہنچ کر تصدیق کر سکتے ہو کہ ہمارا اندازہ کس حد تک درست ہے۔“

انھوں نے کیسٹ کو آکھ کیا۔ وہ دو آوازیں سنائیں ان میں سے ایک آواز جنرل ڈیوگرا اور دوسری ہجر برائٹ کی تھی۔ مجھے یاد آ کر گویا آوازیں سنائے والوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جن کی آواز میں وہ کبھی جنرل ڈیوگرا یا ہجر برائٹ کما۔ یا کہتے تھے آواز سنائے والے نے پہلے ہجر برائٹ کی آواز سنائی پھر کما۔ پہلے تم اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھو یہ کون سے کہاں ہے۔ اور کیا کرتا ہے۔ رہا ہے؟“

آدمی نے یہ تمام باتیں سنا رہا تھا۔ اس نے کہا: ”ہسٹرز ہاؤن

کی فاشی پر میں نے وہاں رہتی۔ خیال تھا کہ اگر وہاں کی پروا کی لیکن میری سوچ کی
 لہریں واپس آئیں مجھے اس کا دماغ نہیں لگا اس کا مطلب یہی ہو سکتا
 ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا مگر پچھلے ہے
 آہرنے ہی بات مانگ میں کے آدمیوں کو بتائیے تو وہ یقین
 نہیں کر رہے تھے۔ پھر انھوں نے کہا: ابھی بات ہے۔ اب دوسری
 آواز سنو

دوسری آواز سننے کے بعد اترنے سے پھر خیال تھا کہ وہاں کی پروا کی اس
 کے دماغ میں پچھان کر فوراً ادا کیا گیا کیوں کہ اس نے سانس روک لی
 تھی۔ اگر میرے جو باتیں سنا رہا تھا اس کے مطابق پھر براٹھ مر چکا
 تھا اور جرنیل ڈیکوراس اس روک لیتا تھا۔ مانگ میں کے پیچھے ہونے
 انہوں نے کہا: مسٹر آرمسٹرانگ جھوٹ بولتے ہو تو ہم ان لوگوں تک پہنچ
 چکے ہو لیکن ہم سے چھپا ہے ہو۔

آہرنے کا وہ جو بیچ سے وہ میں نے کہہ دیا۔ اگر تم جھوٹ سمجھ
 رہے ہو تو مجھے کوئی مار دو تم اور تمہارے بڑے دیکھ جا رہے ہیں کہ مجھے
 زندگی سے کوئی لپیٹی نہیں ہے۔

ریڈیو کے اخبار مانوں ہو کر چلے گئے تھے۔ آہرنے مجھے
 کہا: فرار صاحب! میں سچ کہتا ہوں، پیسے کی آواز سنی وہ مر چکا ہے
 دوسری بار سب کی آواز سنی وہ سانس روک لیتا ہے اور بیلانا مڑتا اور
 دوسرا سانس نہ روکتا اور ان کے پاس وہ ٹرانسفارمر مشین ہوتی تھی
 بھی میں ہی کہتا کہ وہ دونوں مریچے میں یا ماسن روک لیتے ہیں۔ یہ
 کبھی نہ بتاتا تاکہ انھوں نے کہیں مشین چھپا رکھی ہے۔ وہ جہاں مجھے
 چھپی ہو خود اس کے وہاں سے کسی نہ بھول گئے۔

میں نے کہا: میری بھی وہی دکھ ہے لیکن جب سے مورینا کو
 اٹھا لیا گیا ہے تب سے یہ تشویش برستی جا رہی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین
 شاید ان اٹھا کرنے والوں کے پاس ہے اور انھوں نے مورینا کے ذہنی
 یہ علم حاصل کر لیا ہے۔

ہاں یہ بات نہ کرو مجھے یہ دنیا تاکہ نظر آتی ہے۔ شیطان ہی
 شیطان دکھائی دیتے ہیں اور ہمارے مصمم پیمانے کے جنگل میں نظر
 آتے ہیں۔ میں جو جو کو لو لمانا دیکھتا ہوں انہا یا اس وقت ہم دونوں
 سمجھتا ہوں کوسوت کیوں نہ آئی جب ہم مشین کی تار لایوں دیں مدت
 مسرور تھے۔ انہی کا ماسا بوں پر غور ہوتے جا رہے تھے مستعمل کی
 ذرا فکر نہ تھی کہ انہوں نے اس مشین سے کتنے شیطان پیدا ہوں گے؟
 اس نے خلاصہ میں جھکتے ہوئے کہا: فرار! ان سب کو مار ڈالو جو مشین
 تک پہنچنے میں۔ ان سب کو ختم کر دو جو ٹیل پٹی سمجھانے کا ذریعہ بنتے ہیں
 اگر مورینا کوئی لٹی ہے تو اسے بھی ختم کر دو اگر کسی کے ہاتھ میں مشین
 آگئی ہے اور وہ مجھے بھی اٹھا کر کے لے جا یا میں تو تم مجھے بھی مار
 ڈالنا۔ ذرا بلا تار کرنا۔ اگر کوئی شیطان جو جگے ذریعے ٹیل پٹی سمجھتا
 چاہے تو جو جو کو بھی۔

وہ کہنے لگے: ایک بات اس کے متعلق میں ایک گٹھ جو پور
 کو بین نہیں مچھی سمجھتا تھا۔ اس قدر ٹوٹ کر رہا کہ تھا کہ کوئی تک
 کسی سے نہ لگا ہوگا۔ وہ مجھ سے اتنا کہ رہا تھا میں ہر اس خیال غرائی
 ماننے والی تھی کو مار ڈالوں جو ٹرانسفارمر مشین تک پہنچائی جاسکتی اور ان
 کے ذریعے کوئی شیطان ظالم حاصل کرنا چاہیے۔ میں سب کو مار ڈالوں لیکن
 جو جو کا نام ہے اس کی آواز تک نہ مچھی متعلق میں اسے سنبھالنے کے
 ہاتھوں سے منہ نہ چاہتا کہ روکنے لگا اس کے سوا وہ کو بھی کیا تھا
 اسے نہ بھائیوں کے ساتھ بل کر وہ مشین بنائی تھی لہذا وہ اسے باجا
 پر قائم کر رہا تھا۔

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر ایک اسرار کی اجنبیت سے
 رابطہ قائم کیا۔ اس سے رپورٹ حاصل کی۔ اس نے کہا: جناب! کیا اس
 سٹی سے پانچ میل دور ایک چھوٹی سی سٹی ہے جہاں دور دور درگاہ کا
 مین چھٹی رات ڈران ایک کوچ میں زبردست فائرنگ کا آواز سنا گیا
 پولیس والے معلوم کرتے پھر ہے میں کہ کن لوگوں نے فائرنگ کی تھی۔
 کوچ کھلا ہوا یا گیا ایک بندر دم میں بستر پر سامان بچھا چڑھا ہوا
 کپڑے اور شیونگ وغیرہ کا سامان تھا۔ یہاں ہزارہ لایا جاسکتا تھا کہ کسی
 کسی کو قتل کیا پھر جڑی جھلت میں وہاں سے فرار ہو گیا۔ اپنی تمام چیزیں
 سیٹھ کر لے جاسکتا؟

میں نے پوچھا: اتنی لمبی رپورٹ سنانے کا مقصد کیا ہے، ایسی
 وارداتیں تو ہر ملک اور ہر شہر میں ہوا کرتی ہیں؟

جناب! اس کی تمام وجہ ہے جس کوچ میں کایچ کے پیچھے واردات
 ہوئی وہاں ایک اندھا نکواں ہے۔ کوئی کنی منڈیر بچوں کے دھبے
 پائے گئے۔ یہ تیرہ اندھا نکواں جا رہا ہے کہ قاتل نے کسی کو روک لیا اور انہیں
 گن سے قتل کیا اور اسے اندھے کوئی میں چھینک دیا پولیس والے
 یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی میں اور کیا ہو سکتا ہے
 ہائی دی نے زہریلی گیس بھی ہو سکتی ہے۔

تمہاری اس رپورٹ کا مقصد مجھ میں نہیں آ رہا ہے کہنے ہی
 گھروں کے پیچھے اندھے کوئی ہوتے ہیں اور قاتل کسی کو قتل کر کے
 کوئی میں چھینک دیتا ہے۔

مخاص بات یہی ہے کہ کایچ کے پیچھے اندھا نکواں ہے۔
 بہت ممکن ہے کہ ٹرانسفارمر مشین اس اندھے کوئی میں چھپائی گئی؟
 میں سیدھا ہوا کر بیٹھا گیا اس نے بڑے کام کی بات بتائی تھی
 اگر اندھے کوئی میں ترمیم زہریلی گیس نہیں ہوگی تو کسی نے وہیں ٹرانسفار
 مشین چھپائی ہوگی۔ یہ بات میں نے اس قدر روٹ دینے والے اجنبیت
 سے نہیں تھی اور نہ ہی اس کی تائید کی۔ بلکہ مخالفت کہتے ہوئے کہا: میں
 تمہارے خیال سے اتفاق نہیں کرتا، تمہا پورا تو اپنی سستی کے لیے وہاں
 رہ کر معلوم کر سکتے ہو کہ اندھے کوئی میں کیا کھینے والا ہے؟
 میں نے یہ کہنے کو تو کہہ دیا مگر یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سے مشین

جو اور اگر برآمد ہو تو اسرار کی اجنبیت، مانگ میں کے آدمی یا
 اوسکے لوگ وہاں موجود ہوں۔ میں نے اس اجنبیت سے پوچھا
 بات کات مل ہوئی کیا ابھی تک اس کوئی میں گہرائی کے متعلق پوچھنا
 یا گیا؟

پولیس والوں کا خیال ہے کہ کوئی میں اتنا موت کو دعوت دینا
 لہذا اپنے سے محو افراد کی ایک چھوٹی سی ٹیم ترتیب دی گئی اس کے
 وہ پوری طرح ہتھیاروں سے لیس ہو کر کوئی میں اتنا سننے گئے ہیں ابھی
 ہیں یہی معلوم نہیں ہو سکتا؟

میں نے اتنا ہتھیار کرنا ہوں کسی وقت بھی رابطہ قائم کر کے یہی معلوم
 لگا؟

میں نے رابطہ قائم کر دیا۔ ابھی میں اندھے سے میں تھا میں نہیں
 اتنا وہ ٹرانسفارمر مشین سے برا مشرک اس ترخانے میں بجا ڈی گئی
 اب کبھی کام نہیں آئے گی اور ساتھ تیرہ سائرا اور کرنل جم مانے
 میں میں ان کے متعلق پچھ نہیں جانتا تھا۔ اس کے ذریعے یہ تھاکا کہ
 نفسی ایسے ہیں جن کے پاس مشین ہو سکتی ہے۔ جن میں سے ایک مشر
 نے اور دوسرا سانس روک لیتا ہے۔ رات حالات میں یہی اندازہ کیا جا
 رہا کہ وہ مشین اسی طرح خفیہ ترخانے میں رکھی ہوئی ہے اور یہاں پائز
 کا بخانا ہے یا پھر اس شخص کے پاس ہے جو سانس روک لیتا ہے
 یہ ماننے کے لیے تار نہیں تھا کہ مشین، اندھے کوئی میں ترمیم
 کی۔ اگر وہاں ہوتی تو قاتل اس مشین کے بغیر وہاں سے فرار نہ ہوتا۔ اتنا
 مانا جا کہ دیر تک فائرنگ کی آواز نہ ہوئی رہی ہے۔ اس پاس کے
 دن کو وہاں بھونے والی واردات کی خبر ہو چکی ہے پولیس والے بھی بہت
 نے پچھا اندھے کوئی میں سے لاش نکال کر قتل کرنا چاہیں گے تو وہ لاش
 بندھی رہ سکتی ہوگی۔ وہ قاتل جس نے ایک قاتل کیا اور نہ جانے اس سے
 بے تعلق قتل کی ہوں گے وہ مشین کو یومی چھوڑ کر نہیں جانے گا۔

میں نے مانگ میں سے رابطہ قائم کیا۔ اسے بتایا کہ کیا اس سٹی
 لہذا اپنی سستی کے قاتل پر ایک کایچ کے پیچھے واردات ہوئی ہے۔

اس نے کہا: مجھے معلوم ہے میرے دو آدمی ہیں اور رپورٹ ڈالو
 لاپتہ سے وہاں موجود ہیں۔ چھاپی نظر اس اندھے کوئی میں ہے۔

میں نے جو رالم چیتہ تنظیمیں ہوں گے سب کی نظر میں اسی کوئی میں بہوں گی۔
 کما لہجہ مقام پر تھا جہاں میری تیل چھپی کام نہیں آسکتی تھی جہاں ذہن
 اور طرح رسائی کی ضرورت تھی۔ اس لیے فرنا ٹنڈوسے کہہ دیا: اب
 ہمارے عمل رہا ہوں چٹانیں تک واپسی ہوگی لیکن رابطہ قائم کرنا
 ہوا گا؟

اندھے بڑے ملک میں میرا بہت بڑا مددگار رہتا اس کے ذریعے
 ہمارے عمل کی سہولتیں حاصل ہو جاتی تھیں۔ میں نے ایک آپ کیا، ایک
 ہمارا سٹاپ بنا۔ اس کے اوپر اور کوٹ، پھر ٹیٹ ہیٹ سر پر لگی
 ایشیائی پر بھگالی، اس طرح میں کسی انگریزی فلم کا جاسوس دکھائی دے

ہا تھا۔ میں جو بیٹوں میں ایک سنگار کی تھی۔
 فرنا ٹنڈوسے میرے لیے جو کاد رنگائی تھی وہ بہت مہنگی اور
 غیر معمولی تھی۔ اسٹریٹ سٹیٹ پر بیٹھنے کے بعد ہر کام میں دانے سے
 ہو جاتا تھا۔ اور دانے خود خود لاک ہو جاتے تھے۔ ٹینے خود خود چڑھتے
 تھے۔ گریہ بھی تو نہیں تھے۔ کار کے ٹینے اور بیٹی ہڈی ہٹ پروف
 تھی۔ ساتھ ہی ٹیل پوز پر ایک چھوٹا سا اسکرین تھا۔ مختلف بیٹوں
 کو دانتے رہنے سے اس کے دائیں بائیں اور آگ کے پیچھے کا منظر دکھائی
 دیتے لگتا تھا۔

اس خفیہ رمانش کا وہ سے نکلنے کے بعد میری دوسری حیثیت
 تھی۔ میں فرنا ٹنڈو کا نیا جنرل منیجر تھا۔ میرے رہنے کے لیے اس شہر میں
 ایک مالی شان بھلا تھا۔ اس کے تبدیل منیجر کی حیثیت سے میرا شانتی
 کارڈ میں بھلا تھا۔ تمام ضروری کا غذات بھی موجود تھے۔ موریا ناہوشین
 تک پہنچنے کے لیے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ میں مختلف بیٹوں، کلبوں
 اور چار خانوں میں جاتا رہوں۔ چار خانوں میں بیٹے دے سے لے کر
 اونچے درجے کے مجرموں تک سے سامنا ہوتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے
 کلبوں میں سوسائٹی کے بڑے بڑے معزز مجرم پائے جاتے ہیں
 اور بیٹوں میں بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے ایجنٹ مختلف
 ممالک سے آتے دہشتہ میں اس دن سے میری کام رہ گیا تھا۔ دن
 کے وقت کسی کبھی بڑے ہوٹل میں ناشتا کرتا تھا کسی دوسرے
 ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھاتا تھا۔ رات کو کلبوں میں وقت گزارتا
 تھا پھر رات کے دس گیارہ بجے کسی نہ کسی کھانے میں بیٹھ جاتا تھا۔
 کھانے میں بڑھتا ہوا تھا؟ اس سے کسی ہمارے بات کرتا تھا
 پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلومات حاصل کر لیتا تھا۔ میں نے چار
 دنوں میں نہ جانے کتنے چھوٹے بڑے مجرموں کے دماغ کو کھنگال
 ڈالا۔ مہجانت مہجانت کے مجرم تھے۔ ان کے متعلق عجیب و غریب
 معلومات حاصل ہوتی تھیں لیکن کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو مجھے مورینا
 یا اس مشین تک پہنچا سکتا۔

میں پانچویں دن ٹرک کے لیے ایک کلب میں پہنچا میرے لیے
 مشکل تھی کہ میں نہیں سکتا تھا۔ وہاں ہر کلب ہر ہول دہشتہ
 میں لوگ بیٹھے تھے بے حاشا بیٹھے تھے۔ ایسے ساحل میں بیٹھے والے
 کو عجیب نظروں سے دیکھا جاتا تھا بلکہ اسے گویہ سمجھا جاتا تھا۔ میں نے
 اس کا عمل تلاش کر لیا تھا۔ وہی مندرے رنگ کی ہوتی ہے۔ میں ایک
 بوٹل میں مندرے رنگ کا مشروب رکھتا تھا۔ اسھی کلب میں پہنچ کر
 ڈبل بیگ کا ڈور دیا تھا پھر اسھی ایسی میز پر بیٹھا تھا جس کے قریب
 خوب صورت پودھے گئے ہوتے تھے۔ میرا ایک گلاس میں ڈبل بیگ
 لاکر رکھ دیا تھا۔ میں محتاط نظروں سے ہر طرف دیکھتا تھا جب یقین ہوتا
 کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو میں پیچھے سے وہ مشروب گئے میں ڈال دیتا
 اس کے بعد عجیب سے چھوٹی سی بوٹل نکالتا تھا۔ اس کا مشروب تھوڑا

سالاس میں ڈالنے کے بعد ذرا کھنگال کر دیکھ لیں میں صیغہ کیا تھا۔ اس طرح شراب کا وہ گلاس کسی حد تک مٹل جانا تھا اس کے بعد وہ شراب گلاس میں ڈالتا پھر بوتل بند کر کے صیغہ میں رکھتا اور ایک گھونٹ پینے کے بعد دوسرا گھونٹ پینے میں کوئی کمی نہ لگا دیتا تھا تاکہ اس گلاس میں دیر تک شراب نظر آتی رہے اور کوئی مجھے شراب نہ پینے والا مجھ پر نہ دیکھے۔

میں نے سترے شراب کا ایک گھونٹ لینے کے بعد کلب کے ماحول کا جائزہ لیا۔ ان دو گیم کھیلنے والے دوسرے تھے میں تھے میں جہاں تھا وہاں میری بھی ہوئی تھیں۔ وہاں محبت کی کاروبار کی اور سیٹا کی باتیں کرنے والے لوگ اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ میز پر خالی بھی تھیں۔ حسین عورتیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آہٹیں کر رہی اور میز پر بھرتی جاری تھیں۔ ایسے ہی وقت میں نے ایک نہایت حسین لڑکی دیکھی۔ میں نے کیا سمجھی نہ سہی گھاس کی اس کی جانب دیکھا اسے دیکھنے کی وجہ ایک اور عورتی اس کے پیچھے ایک بہت ہی تھا اور ہانڈی بڈر نظر آیا میں نے فلام ہانی کا بہت ہی خوب صورت کمری جہم دیکھا تھا۔ آج اس باڈی بڈر کو دیکھ رہا تھا اس کے کپڑے ہونے کا اندازا لیا تھا صیغے وہ اس حسین لڑکی کا باڈی کارڈو۔

وہ چاروں طرف یوں نظریں دوڑاتا رہی تھی جیسے کسی خالی میز کی تلاش میں ہو۔ کوئی تیر خالی نہیں تھی۔ دو میز پر ایسی عورتیں جن پر معرفت ایک ایک شخص نظر آتا تھا۔ ایک میں تھامری میز کے اطراف میں کرسیاں خالی تھیں۔ دوسرا ایک اور میز پر کاشف تھا جو مجھ سے ذرا فاصلے پر تھا۔ وہ بھی تنہا تھا۔ دنیا میں جینا اول کی کمی نہیں ہے ایک سے بڑھ کر ایک حسن مہوہ غارت رہتا ہے لیکن اس لڑکی میں ایسی کوئی بات تھی جو مجھے بار بار دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی میں اس وقت سمجھ نہیں پایا۔ صرف اسے دیکھتا رہا۔ اس کے قدم کس طرف اٹھنے والے ہیں۔

مجھے خوش قسمتی تھی کہ وہ میری طرف آئے گی لیکن وہ ادھر بڑھ کرے شخص کے پاس پہنچی بسکہ اگر کچھ کہنے لگی۔ اس شخص نے غمناک اندھ کر سی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ آئے والے باڈی بڈر نے کرسی کو تھام کر گدھا کلب کا باڈی بڈر گئی۔ اس نے اپنے ساتھ آئے والے کو دیکھا پھر کلب کہا۔ باڈی بڈر نے یوں سر جھکایا جیسے حکم کی تعمیل پر رضامند ہو۔ اس کے بعد وہ چلوٹوں کے سے انداز میں چلتا ہوا اس دروازے کے پاس پہنچا جہاں سے لڑکی کے ساتھ داخل ہوا تھا پھر وہاں دونوں ہاتھ ہاتھ کر کھڑا ہو گیا۔

یہ انداز بتا رہا تھا کہ اس لڑکی میں کوئی خاص بات ہے یا تو وہ بہت ہی امیر ترین باپ کی بیٹی ہے یا پھر ایسی زندگی گزار رہی ہے جس کے لیے ایسے سہولت ملنا ڈی گارڈی ضرورت پیش آتی ہے وہ سکھ کر اس پونڈ سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کی سکھاہٹ اتنی پیاری اتنی دل نشین تھی کہ وہ فرس ہوتی تو بیار اٹھ کر بیٹھ جاتے۔

ہمارے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کی یا پورے کلب کے اہلکار میں نہیں سکتا تھا اتنی دوسرے ان کی آنکھوں میں جھانک نہیں سکتا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر وہاں جانا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی درخواست کرنا مناسب نہیں تھا۔ اگر وہ دوشیزہ یا وہ پورسا جوائن کی دنیائے عشق رکھتے ہوں گے تو مجھ پر شبہ کر سکتے تھے پھر اس باڈی کارڈ کے تصور تھا کہ وہ لڑکی کے قریب کس کس کو کھینچے نہیں لے گا۔

دیشرفے اگر مجھ سے پوچھا "سرا کچھ اور چاہیے؟" میں نے صیغہ سے اس کا جواب دیا کہ اس کے پارچے ٹوٹ چکے ہیں پھر میرے کو اشارہ کیا۔ وہ میرے قریب مجھ گیا میں نے وہ لوٹ اسے دیتے ہوئے کہا "وہ جو حسین لڑکی تو مجھ کے ساتھ بیٹھ رہی ہے اور میں کا باڈی کارڈ دوسرا ہے پھر کھڑا ہوا ہے اگر تم ان تینوں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکو تو ایسے ہی پارچے ٹوٹ اور دن کا۔" دیشرفے کہا "اس پورے کا نام آ رہا ہے مجھے پورا نام یاد نہیں آ رہا ہے میں پھر دیکھ کر بتا دوں گا۔"

وہ صرف پورا نام ہی نہیں اس کا پورا ایڈریس اور جہم کاری میں آیا ہے اس کا نام بھی بتاؤ گے؟" "میں سرا میں آئی اگر بتاؤں گا؟" "تم نے لڑکی کے متعلق کچھ نہیں بتایا؟" "سرا یہ آج پہلی بار یہاں آئی ہے، ہم بھی اس کے ہانڈی کارڈ کو دیکھ کر حیران ہیں۔ دیکھیے، کیسا غضب کا آدمی ہے۔ دیکھ کر ہی ڈر لگتا ہے۔"

"کلب میں کسے والے کا ڈوشرفے ملا تھا نام بتا دوں گے کہ میں۔ دستخط کرتے میں تب یہاں آئے ہیں تم اس لڑکی کے متعلق معلوم کر کے آؤ۔ اس کی کار کار میری نوٹ کر دو۔ دیکھو بہت ماز داری ہے کسی کوشیہ نہ ہونے پائے؟"

"آپ اطمینان رکھیں۔ میں آپ کا کام پورے شکاری سے کروں گا؟" وہ جگلا گیا اس نے پندرہ منٹ کے اندر ہی تمام معلومات فراہم کر دیں۔ اس پونڈ کے کا پورا نام آتھر ڈوگلس تھا اس کی کار کار بھی معلوم ہو گیا۔ حسین دوشیزہ کا نام جیسی لین تھا چون کہ کلب میں آئے والے ہر شخص کا نام کھونا ضروری ہوتا تھا لہذا باڈی کارڈ کا نام بھی کھوایا گیا تھا اور اس کا نام پیر پائل تھا۔

میں نے دیشرفے کو کہا "تم اس باڈی کارڈ کے پاس جاؤ اس سے کہو میں اسے جی میز پر کھانے کی دعوت دے رہا ہوں۔" دیشرفے نے حکم کے مطابق اس کے پاس گیا پھر پورے میز پر اس بالکون والی میز پر ایک صاحب تنہا بیٹھے ہیں وہ آپ کے ساتھ کھانے میں خوشی محسوس کریں گے؟"

باڈی کارڈ پیر پائل نے غور کر کے میری طرف دیکھا پھر دیشرفے فارسی سے دیکھا اور بولا "میرے شکاری بڑی فرائض ہے۔ میرے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہوں تو وہ خوشی محسوس کرے گی لیکن میں اپنی نیت پہنچاتا ہوں اسے یہ روانے پر کھڑا ہوں۔ اس شخص سے کہہ پائیں گے کہ وہ شکاری تک پہنچنے کی حماقت نہ کرے؟"

میں اس کی آواز میں کچھ تھا لیکن اس کا چلوٹا جسم تیار تھا کہ ک کا دماغ حواس پر سکتا ہے۔ وہ برائی سوچ کی امر محسوس کرتے یا سانس روک سکتا تھا۔ دیشرفے اسے مخاطب کیا تھا اور میری وجہ سے مخاطب کیا فالانڈا سے خیال خرابی کے سلسلے میں مجھ پر شبہ ہو سکتا تھا۔ میں نے شکاری جیسی لینس کو ذرا وقت سے دیکھا بہت ہی خوب صورت جسم تھا معلوم ہوتا تھا وہ بھی سیرج شام دور میں سنہ کی ماڈی ہے۔ ہر سکتے ہوئے کا کافی کشیق کرتی ہو اس کے باغ میں جانا مناسب نہیں تھا۔ میں نے اپنی میز کے دیشرفے کو اس کی میز کے دیشرفے بات کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح میں دوسرے دیشرفے نے دنیائے ان کی میز تک پہنچ گیا۔ وہ کھانے کا آرڈر لے رہا تھا جیسی لہری تھی "سرا آتھر کب آؤ؟" وہ فرس دے رہے ہیں پلے منٹ میں لوں گی؟"

"بس جیسی ایک خلاف اصول باتیں کر رہی ہیں آپ میری فرس میں میری حمان ہیں اگر آپ نے امانی کی تو میں انٹلٹ محسوس کروں گا؟" میں نے آتھر کی آواز میں لی وہ بڑھا تھا اگرچہ اچھا سمت مند نظر آتا تھا لیکن اس میں توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ سانس بند کرے گا اور اس کا دماغ حواس ہو گا۔ میں نے اس کے لب ولہجے کو دہن میں گھرا یا پھر خیال خرابی کی پرما کر رہا ہوا اس کے دماغ میں پہنچا لیکن وہ سر سے ہی لٹے والے چلا آیا۔ اس نے سانس روک لی تھی۔

میں نے بڑی جلدی کی تھی اور اسی جلدی میں غلطی کر رہا تھا۔ آتھر کھڑا ہوا تھا پریشان ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے سر کو چھام لیا تھا۔ جیسی کچھ کہہ رہی تھی اب تو میں دور ہی سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک کے دماغ میں پہنچ کر غلطی کی تھی۔ دوسری کے انداز میں جا کر دوسری غلطی تک جا رہا تھا۔

میں نے دیکھا "وہ بڑھا اٹھا جاتا تھا۔ لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ شاد چاہنا جاتا تھا اور وہ روک رہی تھی۔ آتھر کچھ سمجھانے کا تھا جیسے اس کی پریشانی پھر رہی ہو۔ اچانک اٹھ کر کھانے کی وجہ معلوم کرنا چاہی ہوا وہ اسے تسلیاں بھی دے رہی ہو۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہتا رہا تھا "یہاں سے کہہ رہا ہوں دل چھڑا رہا ہے۔ طبیعت خراب ہو رہی ہے اور وہ جانا چاہتا ہے۔ آتھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس دوران وہ بار بار چاروں طرف دیکھتا

جاتا تھا جیسے کہ نادیہ روشن کو ڈھونڈنا چاہتا ہو پھر وہ تری سے قدم بڑھاتا ہوا مدعا سے تک پہنچتا۔ ایک ایک نگاہ اس کے باڈی کارڈ پیر پائل پر ڈالتا پھر دوازے کے باہر جگلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جیسی اتنی حسین تھی کہ اسے تنہا دیکھ کر کوئی بھی غلط لینے آسکتا تھا۔ اس سے پہلے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ شراب کا وہ گلاس ہاتھ میں لے کر اس کی میز کے پاس آیا۔ پھر مسکرا کر بولا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

اس نے مجھے دیکھا پھر مسکرائی "میں تمہیں بیٹھنے کی اجازت دونوں وقتوں کا دل توٹ مہلنے کا لہذا بیٹھ جاؤ؟" میں شکر ادا کرتے ہوئے اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ آتھر فرما لیا "مجھ کو کیا تھا۔ وہ بولی "کیا تم کوئی ماہر جانتے ہو؟" میں نے پوچھا "یہ خیال کیوں پیدا ہوا؟"

"میں دیکھ رہی ہوں اور وہ بڑھا پیریشان ہو کر بکھر خوف زدہ ہو کر چلا گیا۔ اس کے چلنے ہی تم لگے؟" میں نے پتے ہوئے کہا "میرے دماغ میں بہت اٹھ رہے ہیں ایک پونڈ کے کھانے کے ساتھ دیکھ کر کھڑا رہا تھا۔ جوانی پر پھلے کا سایہ نہیں ملتا ہے۔ میں نے کی بار بار زما پائے۔ صیغہ دل کسے گھراؤں سے کوئی دعا مانگتا ہوں تو وہ قبول ہوا ہے۔ میں حیران ہوں اس وقت بھی دعا قبول ہو چکی ہے، وہ اٹھ کر چلا گیا ہے؟"

وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے بولی "مجھ کو یہ بات ہے میں بھی دل کی گہرائیوں سے کوئی دعا مانگتی ہوں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے؟" میں نے پوچھا "کیا تم بھی دعا مانگ رہی ہو؟" "ہاں جب کوئی ضرورت ہو تو میں میرے پاس آتا ہے تو میں کہتی ہوں یہ جوان گفتار کے نازی ہوتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں دل ٹوٹ کر لے جاتا ہے۔ میں خدا یا ایسے جوائن سے محفوظ رکھ رہے ہیں وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"میرے دعا قبول ہو چکی ہے۔ میں جا رہی ہوں ٹھنڈا ٹھنڈا اینڈ ڈونٹ بی سوکوش ٹونا لوی۔" شائبہ فرسیرا پہنچا کرنے کی حماقت نہ کرنا چاہتا تھا۔

وہ ایسا دکھتی تھی میں اس کا تعاقب نہ کرنا اس کے باڈی کارڈ کو خواہ مخواہ طیش دلانا ناشدنی نہیں تھی۔ ان کے نام اور پتے معلوم ہو چکے تھے۔ میں بعد میں وہاں تک پہنچ سکتا تھا میں نے دیشرفے کو کھانے کا آرڈر دیا پھر ان کے متعلق سوچنے لگا۔ پھر آتھر تھا۔ میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جیسی اور اس کے باڈی کارڈ کے دماغ میں پہنچنے والا تھا۔

اچانک میں نے سانس روک لی۔ پھر آہستہ آہستہ سانس

لینے لگا۔ اگر سوختی یا شیشا ہوگی تو کوڑھ ڈرے کے ساتھ کہنے لگی۔ میں نے چند رکھنے تک انتظار کیا۔ آخری دو رکعت میں پہلی سورج کی لہریں کو موسوں کرتا رہا۔ پھر میں نے ساتیں رکعت لیا۔ یہ میری دلچسپی ہو سکتی تھی۔ وہ کسی خوبی حال کے ہاتھوں میں کھیل رہی تھی۔ شاید ایسی کے حکم کے مطابق میرے متعلق معلومات حاصل کرنے آئی ہوگی۔

دیر میں میرے سامنے کھلنے کی ڈوشیں رکھ رہا تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنی پلٹ میں فرما سنا سوچ لیا۔ آہستہ آہستہ چلے ہوئے، خیال خوانی کی پروا کر کے ہوئے۔ مودت کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جیسے ہی پہنچا اس نے انھیں بند کر لیں اس کے دماغ میں ایسا سا آٹا چھایا گیا جیسے وہ قبر کی تنہائی میں ہوا اور کوئی آواز نہ سنائی نہ دیتی ہو۔ وہ تیری ہل کے اثر سے دہشتی طور پر بہری ہو گئی تھی۔ میں نے مخاطب کیا: "ہیلو مورنا!"

اس نے کہا: "ہیلو فراد!"
 "تم ابھی میرے دماغ میں آئی تھیں!"
 "میں نہیں آئی تھی!"
 "مجھ سے دست بولو تم اس خوبی حال کے اشاروں پر چل رہی ہو۔ وہ تمہارے ذہن کے معلوم کرنا چاہتا ہے، میں کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں!"

"فراد! میں تمہیں پہلے ہی کہ چکی ہوں میرے دماغ میں آکر میرے متعلق کوئی بات کرو گے تو جواب ملے گا۔ کسی اور کے متعلق لگنگو کرو گے تو کوئی بہری بن جاؤ گی!"

"میں صرف تمہارے متعلق سوال کرتا ہوں تم ابھی ایک فرضی نام سے کلب میں آئی تھیں!"

"میں نہیں آئی تھی!"
 "تم مجھ سے ملتی ہو!"

"تم کب میرے دماغ میں رہو گے؟"
 "میں تمہارے ہی متعلق سوال کر رہا ہوں تم کمال ہو؟"
 "میں وہاں ہوں جہاں انہیں ہے، استا طلب ہے، خاموشی ہے۔"

ترکچہ دکھائی دیتا ہے ترکچہ سنائی دیتا ہے۔"

میں اس پر غصت سے بیچ کر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ آہستہ آہستہ موجودہ حالات پر غور کرنے لگا۔ اگر مورچا پتھر کو کھدائی اور وہ میرے دماغ میں نہیں آئی تھی تو تھوڑی دیر پہلے کون آیا تھا؟

بہت دیر ہو گئی۔ اب میں جیسی کی خبر لیتا جانتا تھا۔ میں نے اس کا تصور کیا۔ اس کی آواز اور لب و لہجہ کو یاد کیا۔ پھر خیال خوانی کی پروا کر کے جیسے ہی پہنچنا چاہا وہاں چلا آیا۔ اس نے بھی سانس روک لی تھی۔

یا حیرت! کیا ابھی مورچا اپنے حاشیائی ڈاکٹر کے ساتھ یہاں آئی تھی؟ جیسی کے سانس روکنے پر پہلے تو یہی خیال آیا کہ وہ ایک آپ

میں بھی اس پر غور کر کے وہ جسے پہچانتا تھا اس کی جگہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس کے جاننے کے بعد خود گھٹ کر جیسی تھی۔ لیکن میں ڈراؤ کر کے سے بات سمجھ آئی۔ وہ مورچا نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ وہ اسے اٹھا کر لے کر چلے گئے۔ میرے دماغ میں آکر کوئی نہیں کر اور آئے گا تو معلومات حاصل نہیں کر سکے گا۔ مورچا اور اس کا عالم ایسی بچکانہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔

اب جیسی پر اسرار بن گئی تھی۔ وہ کہاں سے آئی اور کہاں گئی تھی؟ کیا اس نے کلب کے رجسٹری میں صبح نام اور پتہ لکھا ہے؟ گا؟ یا معلوم ہو سکتا تھا۔ میں کسی وقت میں وہاں کلب پہنچ جاؤں گا یا پھر اس کے دماغ میں گھر جائے گی لیکن جو دماغ کب تک رہے وہ بڑھ کر کھانے کا پتہ کیسے ملے گی؟

موجودہ حالات میں مورچا میرے دماغ میں آنے کی اجازت نہیں کر سکتی تھی۔ اگر اجازت ملے گی تو پھر شاید اور سوختی آئے۔ یہی کوڑھ ڈر ڈرنا استعمال کرنی تھیں۔ میں نے جو جو کے دماغ میں بھی پہنچ کر دیکھ لیا۔ وہ میرے پاس نہیں آئی تھی۔ اب وہی باتیں سمجھ میں آ رہی تھیں۔ ایک تو یہ کہ مورچا کے ذریعے وہ ٹرانسفارمر میں اس حال کا ہاتھ لگتی ہے۔ اس نے یہ علم سیکھ لینا ہے اور خیال خوانی کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ وہ شین کسی کے ہاتھ نہیں آئی ہے۔ ہاں علاوہ ایک اور خیال خوانی کرنے والی ہستی رہ گئی ہے جو ہم سے دور ہے اور ہلکے لیے ابھی ہے۔ وہ کون ہے؟

میرے حساب سے جیسی بن کر آنے والی ناخبر ہی ہو سکتی تھی۔

☆

جنرل ڈیکور اہم پریشان تھا۔ ایک برس چار ماہ گزر چکے تھے اور اس مشین سے کوئی فائدہ اٹھانے کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔

بیک وقت نئی مشینیں لگے پڑی تھیں۔ اگرچہ وہ حوصلہ دار تھے والا نہیں تھا۔ بہت ہی مستقل مزاج اور مضبوط وقت ادا کی کاما تک تباہ کن بعض اوقات پریشان ہو کر سوچتا تھا۔ آخر کب تک یہ پتھر چلے گا؟

جب سابقہ تعمیر سازوں کو خبر پڑی تو ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا مجھ کو ہوا تھا اور وہ ٹرانسفارمر میں کے ذریعے ایک دوسرے کی صلاحیتیں اپنے اپنے دماغوں میں منتقل کر رہے تھے۔ ایسی وقت وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹیلی فون پر ایسا علم ہے جسے جو کوئی بھی حاصل کرنا چاہے گا وہ اس میں ملے گا۔ اس کی دوسرے کو نہیں آئے۔ اس نے گا کیوں کہ بالکل کی ازلی فطرت ہے۔ وہ محبت تقسیم کر سکتا ہے، دولت تقسیم کر سکتا ہے۔ لیکن اقتدار تقسیم نہیں کر سکتا۔ وہ تنہا حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اس کا جائل میں سے ہر ایک کی خواہش یہی ہوگی کہ وہ باقی نہیں سے برتر ہے۔

یہی سوچ کر اس نے پھر برائے سے خفیہ معاہدہ کیا تھا۔ ٹرانسفارمر مشینیں دو دہ دہنا لگیں۔ اس کم بہت پھر برائے سے دہنا

چھ دہنا نہیں۔ پانچ نقلی اور ایک اصلی اور اصلی لے کر فرار ہو گیا۔ یہ تو قسمت نے ساتھ دیا کہ میں پھر اس کے ہاتھ لگا کر جیسی اور پھر برائے بنا دیا گیا۔ یہ تھا سابقہ تعمیر سازوں کے رحم میں مارے گئے ہوں گے۔ اگر زندہ ہوتے تو ان کو کوئی سزا نہیں ملتی۔ لیکن اُدھر سے بالکل خاموشی تھی۔ یقیناً وہ مرنے لگے۔

بہر حال وہ بیوقوف سے نہات حاصل کرنے کے بعد بڑے لڑائی باز سے ایک پراسرار شخص بن کر آہستہ آہستہ ایک تعمیری قائم کر رہا تھا۔ اسے ہر بیوقوف سے مضبوط بنا نا چاہتا تھا۔ اس میں حاصل کرنے کے تقریباً پانچ ماہ بعد اسے خیال آیا کہ جو خاص ماحولت اور آلات اس کا کام چاہتے ہیں ان کی وہ وہ۔ یہ تو کچھ خاص ہر ترقی ہے۔ یہ کن پر نفاذ تو نئی خوبی عمل کیا جائے اور ان کے اندکی بات معلوم کی جائے۔

ان چاروں نے ٹرانسفارمر میں کے ذریعے جو معلوم اپنے دماغ میں منتقل کیا تھا وہ بہرام لنگوئی کا سانس رکھنے کا عمل اور توہمی عمل تھا۔ جہاں تک سانس روکنے کی بات ہے وہ موسوں کر رہا تھا۔ اب اس کی سانس کا وہ نہیں رہتی ہیں۔ مصلیٰ کیسے رہیں؟ وہ شرب پینا تھا اور خوب پیتا تھا۔ اس نے سوچا۔ کوئی بات نہیں۔ یہ ہنر نہی! گھر تو یہی عمل تو آتا ہی ہو گا۔ لہذا اس نے آزمائش کے طور پر اپنے ایک آکر کار کو کب چاہا پتھر برائے گا۔ اس نے اسے کھم دیا۔ یہ پانچ ماہ آقا سے ایک کرنے میں جانے۔ کچھ دیر وہ کمرے میں پہنچا۔ وہ اسے ایک بستر بچھا ہوا تھا۔ جنرل ڈیکور اسے بعد میں پارکسی ایک آکر کار کے سامنے آیا تھا۔ اس کے بغیر وہ تو یہی عمل نہیں کر سکتا تھا۔

وہ آکر کار بستر پر لیٹ گیا۔ جنرل ڈیکور اسے کہا: "اپنے ہاتھ پاؤں دھو لے۔ چھوڑ دو اور میری طرف دیکھو۔ اپنے دماغ میں یہ خیال قائم کر لو کہ تم ذہنی طور پر خود کو میرے حوالے کر رہے ہو۔ میں جو کونوں حکام اس کی نیند کرتے رہو گے!"

وہ اس کے حکم کے مطابق اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ اپنے ہاتھ پاؤں دھو لے۔ چھوڑ دو۔ جنرل ڈیکور اسے کہا: "تم میری آنکھوں میں دیکھو۔ یہ جواب تمہاری آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہے!"

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر لیں۔ جنرل ڈیکور اسے کہا: "اب تمہاری آنکھیں بند نہیں کی۔ بند آنکھوں کے پیچھے تمہے تمہے دماغ میں دیکھتے رہو گے۔ میری آنکھیں تمہارے حواس پر مسلط ہیں۔ تمہارے کان دینا کی کوئی آواز نہیں سنیں گے۔ صرف میری آواز سنتے رہیں گے!"

وہ ایسی طرح سے عمل کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے محسوس کیا اس کا معمول ہے جس دو حرکت بستر پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: "کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

اس کے ہونٹوں کی لرزش پیدا ہوئی پھر اس نے کہا: "ہاں! میں سن رہا ہوں!"
 "کیا تم میرے معمول ہو؟"

"میں آپ کا معمول ہوں!"
 "کیا تم میری ہر بات کا درست جواب دو گے؟"
 "میں آپ کی ہر بات کا درست جواب دوں گا!"
 "سچ سچ بتاؤ، کیا تم میرے وفادار ہو؟"
 "میں آپ کا وفادار اور ماں شاہ ہوں!"

"کیا تمہارے دماغ میں کبھی یہ بات نہیں آئی کہ میری طرح چھپ کر میرا سراغ لگانا چاہتا ہے میں کون ہوں اور کہاں ہوتا ہے؟"
 "میرے دماغ میں کبھی ایسی بات نہیں آئی۔ میں کب حرام نہیں ہوں!"

جنرل ڈیکور اپنے اطینان کے لیے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا اور اس کے جواب سے مطمئن نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا: "اب تم ایک گھنٹے کے لیے سو جاؤ گے۔ تو یہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد میری شکل و صورت بھول جاؤ گے۔ یہاں سے چپ چاپ اٹھ کر جاؤ گے اور ایک میل جانے کے بعد اس رات گاہ کا پتہ معلوم ہاؤ گے۔"

وہ آنکھیں بند کر کے ایسی طرح سے سو دھرت پڑا ہوا تھا۔ گہری نیند ڈوب گیا تھا۔ جنرل ڈیکور اٹھوڑی دو رکعت اسے دیکھتا رہا۔ پھر دسے تھیں میں چلتا ہوا دروازے تک گیا۔ دروازہ کھول کر اپنے سے پہلے اس نے پلٹ کر دیکھا تو ششک گیا۔ وہ تو یہ نیند سوئے والا اپنی ناک سمجھا رہا تھا۔ ڈیکور اسے غصے سے دروازے کو نہ دیکھا۔ پاؤں بیٹھا ہوا اس کے قریب آیا۔ پھر گرج کر بولا: "اسے او اس کے پیچھے تو تو یہ نیند سو رہا ہے۔ فرناک کیسے سمجھا رہا ہے؟"

باس کی گرجا آواز سن کر وہ ایک دم سے ہلڑا کر بیٹھ گیا۔ پھر بکلائے ہوئے بولا: "م... میں کی کشش کر رہا تھا گہری نیند نہیں آ رہی تھی!"

اس نے پوچھا: "کیا تو میرا معمول نہیں جانتا؟"
 "ہاں! معمول تو اسے کہتے ہیں جو اپنے پاس کے ہر حکم پر عمل کرے۔ میں تو سوئے جا گئے آپ کا معمول ہوں پھر آپ مجھے کیوں سلاتا چاہتے ہیں؟"

ڈیکور اس کے منہ پر ایک اٹا پتھر سید کیا۔ "جاؤ یہاں سے نکل جاؤ اور آجیال جاؤ!"
 وہ اچھل کر بستر سے نیچے آیا۔ پھر دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ ڈیکور اسے گرج کر کہا: "تک جاؤ!"

وہ صدمہ کر گرا گیا۔ اس نے حکم دیا: "تم یہاں سے سیدھے جیلڈن پارک میں جاؤ گے۔ وہاں تم سے ایک آدمی کام لیا جائے گا۔ وہ اسے باس کتا ہوا پٹا لگا دیا۔ پھر تیزی سے چلتا ہوا بنگلے سے باہر نکل گیا۔ ڈیکور اسے دوسرے کمرے میں آکر کھڑکی سے دیکھا۔ وہ جا رہا تھا۔ اس نے ٹرانسفارمر اٹھا لیا۔ اپنے دست ماست سے رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا: "تمہارا آکر کار ٹوٹی جیلڈن پارک میں ہے۔"

اس سے کوئی سوال کے نتیجے میں مارو میں اس کی موت کی خبر سننا چاہتا ہوں۔

اس نے رابطہ ختم کر دیا چونکہ ٹونی اس ننگے میں آچکا تھا۔ اسے دیکھ کر ہنسا۔ اس پر بخوبی عمل کا اثر نہیں ہوا تھا۔ لٹا اس سے پہلے کہ وہ بزنل ڈیکوراکے بائیں میں کسی سے کچھ کہتا اس کا مارجانا بہتر ہوتا۔ تقریباً چالیس منٹ کے بعد اس کے دست راست نے اطلاع دی۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔

وہ تھی سمیٹتوں کو ختم کر سکا تھا۔ ٹرانسفا ر مشین تھی یہی سمیٹیں پیدا کرتی جا رہی تھی۔ وہ اسے حاصل کرنے سے پہلے ہی باجبر باسٹ سے زبردست دھوکا کھا چکا تھا اس کو بہت نئے شین کو غلط طریقے سے آپریٹ کیا تھا حمد کے نیچے میں متنی بھی صلاحیتیں دماغ میں منتقل ہوتی تھیں وہ سب معاشرتی تھیں۔ ذرہ سانس روک سکتا تھا۔ توتوی عمل کر سکتا تھا۔ سپر ماسٹر کی طرح شرطی ہو چالیس سوچ سکتا تھا۔ اگرچہ وہ گندہ ذہن نہیں تھا۔ اپنے طور پر ذہن اور حاضر دماغ تھا لیکن ذہن ہونا اور بات ہے یا لگنا ہونا اور بات ہے۔ یہ بالائی لیسے سپر ماسٹر کے دماغ سے حاصل ہوتی تھی۔ وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔

اب اپنے دشمنوں اور اڈاکاروں کو ختم کرنے سے کیا ہو سکتا تھا مشین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہی تھی کوئی عمل یہی جیتنے والی بات تھی اور آ رہی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس طرح مزین تک پہنچنا چاہیے۔ لے دے کے ایک مہر بنا رہی تھی۔ وہ فراڈ توتوی اور شیاک پیٹنے کی حرمت نہیں کر سکتا تھا۔ آڈیو مالک میں کی تدریس تھا۔ لٹا ذرہ مہینا کے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آٹھ سو امریکا کہاں غائب ہو گئی ہے؟

ایک صبح وہ بیدار ہوا تو اپنے اندر عجیب سی تبدیلی محسوس کی اس میں ایک عجیب سی خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا دماغ گہرا تھا وہ توتوی عمل کر سکتا ہے۔ اس کا دماغ بہت حساس ہے کوئی پرانی سوچ کی اس کے تو سانس روک سکتا ہے۔

وہ توتوی ذرہ تک اپنے متعلق سوچتا رہا پھر سر کو جھٹک کر بڑھنے لگا۔ کیا حیاقت ہے۔ چاہتیں نہیں کیوں ایسا سوچ رہا ہوں۔ وہ بہتر سے اٹھ کر باقاعدہ دم میں گیا۔ وہاں سے نکل کر زمین میں آیا چونکہ بالکل نیا زندگی گزارا تھا اس لیے جس کی جانے اور ناسخ خود تیار کرنا تھا بلکہ دو وقت ہونوں میں کیا ہوا کرتا تھا جب وہ جوانی میں ایک معمولی سا سپاہی تھا تو کسی دن تک چولے پڑی کا کام کر لیا کہنا تھا لیکن اس پریشانی کے بعد ترقی کرتے ہوئے منزل کے عندیے تک پہنچتے تھے یہ سادہ کام ہوں گے تھا سادے کام کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی اب پراسرار زندگی گزارنے کے دوران ضرورت محسوس ہوئی تو وہ انجینیئر طرح اپنے لیے ناسخا تیار کیا کہ سنا تھا لٹا بائبر، ٹورسٹ اور پیلو وغیرہ سے تیار کر لیا کہنا تھا۔ اس بار وہ کچھ نہیں آیا تو اس نے اپنے لیے

دو ماٹھوں کے پوچ نہائے، کوئی امانی ماٹھوں کا پوچ نہیں بنا سکتا یا توتوی ٹوٹ جاتی ہے باہر ت زیادہ پک جاتی ہے لیکن اس نے پری عمڈ کے پوچ تیار کیے اس میں بری نمادیت سے نکل اور کلا مرچ کا پھل ڈال لیا کہ کھاتے وقت اسے براہطقت آیا پھر اس نے چائے بنائی تو ایک گھنٹہ پک کر تیار نہ لگا۔ ساتھی بہترین چائے اس نے پیئے کبھی نہیں بنائی تھی لیسے لوں گا تیار جیسے اس کے اندر کوئی انجانی قوت ہے جو اس سے کام آتی ہوگی سے کافی جا رہی ہے۔

اس نے چائے پینے کے دوران سوچا جیسے اس کا سے باہر جا کر تیار کوناش کرنا چاہیے۔ وہ یورپ کے کسی ملک میں ہو سکتی ہے۔ پھر اس نے سوچا۔ اہہ تو میں یورپ کے کون کون سے ملک میں اسے تلاش کرنا چاہوں گا۔ پھر میرے پاس کام کرنے والے اتنے آدمی نہیں ہیں۔ دوسرے ملک میں نئے آدمیوں سے کام لینا ہو گا۔ چاہتیں وہ قابل اعتماد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

پھر اس کے دماغ نے کہا۔ قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔ میں توتوی عمل کے ذریعے ان کے اندر پہنچ جاؤں گا۔ اگر وہ وفادار ثابت ہوئے تو کام لوں گا ورنہ جس طرح ٹونی کو ختم کیا تھا اسی طرح انھیں بھی ختم کر دوں گا۔

اس نے پھر سوچا۔ یہ میں کی سوچ رہا ہوں مجھے توتوی عمل میں آگے ہے۔ میں ایک بار آزما چکا ہوں۔ دوسری جارحانہ کروں گا تو پھر کسی کے مسلتے جا کر ملنا ہو گا۔ وہ مجھے مشکل صورت سے چلانے گا پھر ناکامی کے بعد اسے یہی ختم کرنا ہو گا۔ آخر میں کیوں کسی کی زندگی سے کھیلوں؟

وہ ایک پیرالی سے زیادہ نہیں بیٹھا تھا۔ اس دوران نے دوسری پیرالی بنائی۔ چائے بہت عمدہ تھی۔ بار بار پیئے کو میا جانتا تھا۔ وہ بار بار تھا اور سوچ رہا تھا کہ کالہ پیل کی آواز میں کو چوک گیا۔ وہاں طرف ایک ملازم صفائی کے لیے آئی تھی۔ وہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کر سکتا تھا مگر بوسے ننگے کی صفائی نہیں کر سکتا تھا اس کے لیے ایک ملازم مردی تھی۔ اس نے بیرونی دروازے کو کھول دیا۔ دوسرے جگہ کا مذاقہ اس نے دروازے کو کھول کر دیا۔ یہ روز کا معمول تھا۔ وہ چپ چاپ آئی تھی۔ اپنا کام کرتی اور چلی جاتی تھی۔ اسے بزنل ڈیکوراک کی حیثیت سے کسی پیمان نہیں سمجھتی تھی۔

وہ پھر ڈانٹنگ بیبل برگر بیٹھ گیا۔ دوسری پیرالی سے ایک ایک گھنٹہ پیئے لگا۔ اس دوران وہ کام کی بات سوچتا جانتا تھا لیکن بار بار اس کا دھیان اس کی ملازم کی طرف جارہا تھا۔ اس کے اندر یہ شدت بڑھتا پیدا ہو رہی تھی کہ اسے اس ملازم پر توتوی عمل کرنا چاہیے۔

وہ پریشان ہو گیا۔ آخر یہ غماز کیوں پیدا ہو رہی ہے۔ وہ کیوں دوبارہ توتوی عمل کی صلاحیتوں کو زما نا چاہتا ہے؟ اس نے کبھی اس ملازم سے بات نہیں کی تھی بہت ضرورت ہوتی تو اسے ہدایات دیتا

تھا کہ ایسا کام کرنا چاہیے۔ دوسرا کام کرنا چاہیے۔ اس کے بعد دو دنوں کے دوران خاموشی رہتی تھی۔

وہ دوسری پیرالی ختم کرتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ دل ہی دل میں فیصلہ کرنے لگا کہ اسے توتوی عمل کرنا چاہیے؟

وہ فیصلہ کر رہا تھا لیکن اس کے اندر پیسے پہلے یا فیصلہ ہو چکا تھا وہ اپنے بیڑم کا دروازہ کھول کر اندر آیا وہ صفائی میں سے مصروف تھی ہیڈ کاسے دیکھا۔ وہ ایک نوجوان بیوہ تھی اپنے ایک بچے کی خاطر ایک دوسری شادی نہیں کی تھی۔ ویسے شادی کے خاتمے سے سوچ رہی تھی بزنل ڈیکوراکے روم میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔ اھر آؤ! وہ آہستہ آہستہ پستی ہوئی اس کے پاس آئی۔ اس نے حکم دیا۔ بہتر پریٹ جاؤ!

وہ ذرا اشارتے ڈال سکا کہ ٹی اس کی سمجھ میں آیا تو وہ صاحب کا دل آ گیا ہے۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گیا۔ ٹی اس نے کہا۔ پھر ایک کمرے پر آ جا پھر پیرالی اپنے تھوڑے چور ڈرا دیر کی آنکھوں میں دیکھتی رہو!

وہ کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں جھانکتے تھے۔ وہ نوجوانی ملازم سے رعب سے محکم رہا تھا۔ تم میری آنکھوں میں دیکھتی رہو گی اور دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند ہو جائیں گی!

توتوی ذرہ بعد اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ توتوی عمل کے طریقے کے مطابق اسے تلاش میں لانے لگا۔ اس سے بھی ایسے لگا کہ وہ بند آنکھوں کے پیچھے مناسے دیکھ رہی ہے اور اس کے کان دنیا کی آوازیں کو نہیں سن رہے ہیں صرف اس کی آواز سن رہے ہیں۔

اس نے پانچ منٹ کے بعد محسوس کیا کہ وہ بالکل ساک ہو گئی ہے اور ٹرانس میں آگئی ہے۔ اس کی معمولی کن اس کے احکامات کی تعمیل کر سکتی ہے۔ اس نے آواز میں کو طور پر اس سے چند نکالات کیے اور مشغول جواب سنتا رہا پھر اس نے پوچھا۔ تم میرے متعلق کیا سوچتی ہو؟

اس نے کہا۔ تم بہت بڑا سراسر ہو۔ ہمیشہ خاموش رہتے ہو۔ میں نے آج تک اس ننگے میں تمھارا کوئی ملاقاتی نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا ہے تم تو شہنشاہی کی زندگی اختیار کیے ہو؟

تم میرے متعلق کیوں سوچتی ہو؟

یونہی جس نے پیدا ہوا ہے اور میں سوچتی ہوتی ہوں؟

میں تمھاری بیٹھائی نہیں کرنا تم پورے ننگے کی صفائی کرتی رہتی ہو۔ کیا تمھارا میں جانتا ہوں کی چیز پورا کر لے جاؤ؟

ہاں! کہ کس توجیب ہے۔ میں اپنے بچے کے لیے ٹھہر سادے کھولنے اور نئے کپڑے خریدنا چاہتی ہوں۔ میں نے کبھی تر تھکے کپڑے کیے بٹنے بٹنے ٹوٹ دیکھے لیکن کبھی بٹنے کی کیفیت نہ ہونے آج میں سوچ کر آئی تھی کہ کم از کم ایک ٹوٹ چرا کر لے جاؤں گی

اور اپنے بچے کے لیے بہت ساری چیزیں خریدی تھی؟

میں محم دیتا ہوں تم ایک گھنٹے تک توتوی بزنل ڈیکوراک کو لگا بیدار ہونے کے بعد یہ بھول جاؤ گی کہ تم پر توتوی عمل کیا گیا تھا؟

میں یہ بھول جاؤں گی کہ مجھ پر توتوی عمل کیا گیا تھا؟

تمھارے بیدار ہونے کے بعد میں اس کمرے میں نہیں رہوں گا۔ تم چپ چاپ میرے بچے کے پیچھے سے پانچ سو ڈالر نکال کر لے جاؤ گی!

میں چپ چاپ بیٹھے کے پیچھے سے پانچ سو ڈالر چرا کر لے جاؤں گی!

اب تم سوچ رہو۔ ایک گھنٹے بعد بیدار ہو جاؤ گی!

وہ خاموش رہی توتوی بزنل ڈیکوراک میں ڈوب آئی تھی۔ ٹی اس نے توتوی ذرہ تک وہاں کھڑا رہا پھر کمرہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کے پاس گیا۔ وہاں سے بھی ہیڈ کور دیکھا لیکن یہ کبھی نہ چمکے تھے؟ اس بات نہیں تھی۔ وہ نے سترہ پڑی تھی۔ وہ کمرے سے باہر آگیا۔ بڑے بے چینی سے ایک گھنٹا گزارنے لگا۔ جب اس کے بیدار ہونے کا وقت آیا تو وہ بیڈم کے باہر ایک کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اندر سے ہرے کو ذرا سا سرکایا تھا تاکہ باہر سے دیکھ سکے۔ ٹی اس کا ایک گھنٹے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔

وہ حجت کو کمرے میں تھی پھر پڑا کی آنکھ کھلی۔ جہاں طرف دیکھتے تھے اس کے اندر سے چائیل رہا تھا جیسے مالک کے بستر پر وہ خود کو باکھراں پریشان ہو رہی ہے۔

وہ فوراً ہی بستر سے اتر گئی۔ پاروں طرف متاملانہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ پیسے اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر کھڑکی کی طرف نظر دوڑائی۔ ڈیکوراکو ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر ذرا اس کے ٹوٹ کھانکنے لگا۔ بار بار وہ آہستہ آہستہ بستر کی طرف آ رہی تھی اور بیٹھے کے پاس جھک رہی تھی اس نے بیٹھے کی اسٹاک دیکھا۔ وہاں سو ڈالر کے کئی ٹوٹ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پانچ ٹوٹ نکال کر اپنے گریبان میں چھپا لیے۔

بزنل ڈیکوراک کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا۔ اسے بہت عقبتہ آرہا تھا۔ وہ فوراً تک روم کی طرف جلتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ یہ کم بہت چور ہے۔ نئے یہاں ہے۔ اسے سخت مزادینا چاہیے!

لیکن اس کا دماغ سمجھا رہا تھا۔ وہ چور نہیں ہے۔ معاملت نے ایسا کسے پر مجبور کر دیا۔ وہ ایک مال ہے اپنے بچے کو کس کی خوشیاں دینا چاہتی ہے؟

کہ کس کی خوشیوں کے لیے چوری کرنا چاہتا ہوں؟

وہ توتوی عمل کے دوران عزتوں کو بچھی ہے اس سے پہلے بھی کئی بار سرائے ٹوٹ دیکھے تھے۔ لیکن کبھی ہاتھ نہیں لگا لیا۔ آج اس کے ساتھ موجود چوری ہے اسے سمجھنا چاہیے اور پانچ سو ڈالر اس خوشی

میں انعام دینا چاہیے کہ تو یہ عمل کامیاب رہا ہے؛

وہ بھول گیا تھا کہ عمل کامیاب رہا ہے۔ وہ اس کے حکامات پر تسلیم کرتی جا رہی ہے۔ جب وہ ڈانگ روم میں آئی تو ڈیکورائے اس کی طرف طنز بنظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: "ہی ہی کس میں؟" وہ ایک دم سے چونک گئی۔ سیم کراسے نکلتی ہی پھر جلدی سے مسکراتے ہوئے بولی: "ٹھیک ہے، ہم جرم کیوں کی خوشیاں تو ہی میں کی کس کے دن دوسروں کو خوشیاں ملتا ہے دیکھ کر خوش ہو جلتے ہیں؟" "کیا تم کو یہ فریضہ ہے؟" "جی نہیں، شکریہ!" "کیا کھرا سادہ کام ہو چکا ہے؟" "جی، ای میں جا رہی ہوں!" "تم آج کہاں سے آ رہی ہو؟" "آپ کے بیڈ روم سے!"

"وہاں کیا کر رہی تھیں جب کہ ایک گھنٹا پہلے بھی وہاں موجود تھیں؟"

وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پھر جلدی سے اس کے قدموں پر گرنے رونے لگی: "مالک! مجھے صاف کہہ دیجیے مجھے بڑی بھول ہوئی، میں نے زندگی میں کبھی ایسا کام نہیں کیا۔ وہ اپنے کئی خوشیوں کے لیے چور بن گئی۔" اس نے گریبان سے سوسو کے پانچ نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے، "دیکھو، یہ پوچھا، یہ کبھی کبھی تیرے چوری کرنے کے لیے لکھا تھا؟" "مجھے کون چوری کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ میں بڑے لوگوں کی صحبت سے دور رہتی ہوں تاکہ میرے پیچھے پرزور اثر نہ پڑے۔" "میں تمھاری دیر پہلے اپنے بیڈ روم میں گیا تھا تم وہاں کھڑی نیند سو رہی تھیں؟"

وہ پھر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے سامنے فرخ پڑنے لگا۔ وہ نے کئی نئے مجھے صاف کر دیے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا میرے ساتھ کیا ہوا تھا کیے نیند آتی تھی کیسے میں بستر پر جا کر سو گئی تھی؟

"کوئی بات نہیں، آؤ مجھ جاؤ۔" وہ آٹھ کھٹریں چوگئی، اس کی طرف نوٹ بڑھائے تو اس نے کہا: "تم جی اور ادا مالدار ہو، میرے پیچھے آؤ۔" وہ سب سے ہونٹے انداز میں اس کے پیچھے چلنے لگی، پھر اس کے بیڈ روم میں آئی، اس نے اپنے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "وہاں جاؤ اور دیکھیے کہ نیچے جتنے نوٹ پڑے ہیں، ان کا گناؤ۔" وہ جراتی اور بے یقینی سے دیکھنے لگی۔ اس نے کہا: "میرا رتہ کیا تک رہی جو۔ یہ میرا کام ہے۔"

وہ پہنچتے ہوئے بستر کے پاس گئی، نیچے کوٹھایا بڑھیر مارے

نوٹ تھے کہ ان کم چار پانچ ہزار ڈالر ضرور ہوں گے، اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ان نوٹوں کو اٹھائے ہوئے پوچھا: "مالک، کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں؟"

"نہیں، میں تمھاری سچائی سے خوش ہوں، میاڈ اپنے بیٹے کے ساتھ کس کی خوشیاں مناؤ، آج میں بھی خوش ہوں، بہت خوش ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا، ملازم میران لدر پریشان تھی، نوٹوں کو تر کے کے گھر گیان میں رکھتی تھی۔ کچھ میوہوں میں ٹھونس رہی تھی، اسے نوٹ تھے کہ آج رکھنے کے لیے جگہ نہیں تھی۔ جرنل بڑھو ڈانگ روم میں آکر ادھر سے ادھر گھرنے لگا، پھر خوشی سے کانپ ہاتھا اور سوچ رہا تھا: "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے، اچانک کھنٹی ہوئی صلاحیتیں پھر واپس کیسے آئی ہیں؟"

اب اس کے اندر یہ فریب پیدا ہو رہی تھی کہ امریکا سے باہر جانا چاہیے، یورپ کے ملکوں میں مورینا کو تلاش کرنا چاہیے۔ اب وہ کسی بھی اجنبی ملک میں کسی بھی اجنبی شخص کو تنہی عمل کے ذریعے اپنا آگے لگانا اور وفادار بنا سکتا تھا۔ اس نے ٹرانسفا مرشین کے متعلق سوچا، اس کے دماغ نے کہا: "مرشین کی گھر نہیں کرنا چاہیے، وہ اسٹور روم کے فرش میں اس طرح چھپی ہوئی ہے کہ کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ میں ساری دنیا گھوم کر مالکوں کا وہ مشین وہاں محفوظ رکھ دوں گا۔"

وہ اس بات پر حیران تھا کہ جس بات کا فیصلہ کرنے سے پہلے کیا تھا، دماغ میں آپ جی آپ اس فیصلے کا اہم نکتہ سامنے آگیا تھا۔ اور وہ قابل ہو جا تھا، اسے ایسا کرنا چاہیے۔ پہلے وہ باقاعدہ ناشائستہ نہیں کرنا چاہتا تھا، اس نے غلاف تو فتح بہت ہی آگے اٹھنے کے پورے بنا کر نشانیا کیا، پھر وہ کسی پر بھی تو یہی عمل نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن اس کا دماغ اسے کشش نشان اس عمل کی طرف لے گیا، اب وہ ملک سے باہر نہیں جانا چاہتا تھا، لیکن پھر رہا تھا، اس کے اندر کوئی ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے جو اسے بے اختیار کامیابی کی طرف لے جا رہی ہے، لہذا اب اسے یورپ جا کر مورینا کو تلاش کرنا چاہیے، اس نے دوسرے ہی دن یورپ جانے والی کسی بھی فلائٹ میں سیڈر ریزرو کرنے کی کوشش کی، مگر دو دن بعد اسے ایک فلائٹ میں بگلی، ال، دو دنوں میں اس نے سامنے دست راست کو بلا لیا، وہ پہلی بلا اس کے سامنے آیا اور اس پر تو یہی عمل کیا جو کامیاب رہا۔ اس کا دست راست تو یہی نند پوری کر کے چپ چاپ چلا گیا تھا، اسے تو تھے باس کا چہرہ یاد رہا تھا اور نہ یاد رہا تھا کہ وہ باس سے ملنے کس پریشانی کا وہاں آیا تھا، اور اس پر کس طرح تو یہی عمل کیا گیا تھا، وہ سب کچھ بھول گیا تھا، اس طرح جرنل: "یہ کئی یقین ہو گیا کہ اس کا دست راست بہت ہی وفادار اور جاں نثار ہے، اور اسے کسی دھوکا نہیں دے گا۔"

دماغ سے پہلے اس نے لازمہ کو بلا کر چار ہنٹے کی بیٹی کی خواہش سے چھٹی کرنے کے لیے کہا، پھر وہاں سے یورپ کے لیے روانہ ہوا، اس نے راستے میں سوچا، جس طرح اس نے کا آغاز لگانا سے کہ کس طرح کروں گا، کس طرح بے بہان سکوں گا؟ اس کے دماغ میں خیال پیدا ہوا، مورینا کی نگر کے ساتھ لی کر رہی ہے؛

اس نے تعجب سے سوچا: "یہ بات میرے دماغ میں کیسے لپہا ہے، جیلا وہ ای نگر کے ساتھ کیوں ہے گی؟" اس کے دماغ نے کہا: "میں نے شاید کسی اخبار میں پڑھا ہے۔" "جان، وہ ایک نگر ورن ڈسپچر لے رہی ہے، اور ملک سے باہر نکلے ہے۔"

مالک اس کے کسی اخبار میں پڑھا نہیں تھا۔ چون کہ ان دن بہت بھرور رہا تھا، پریشان بھی تھا۔ مختلف مسائل میں جا ہوا تھا، اس لیے سوچا، شاید ہفتوں یا مہینوں پہلے کسی اخبار میں چھا ہوا اور بھول گیا، اور اب یہ بات یاد آ رہی ہو۔ اسے کسی بھی شبہ ہونا تھا، کہیں کوئی میرے دماغ میں لکھا واؤ نہیں ہے، جو خود کو ظاہر نہیں کر رہا ہے، لیکن اپنی مرضی کے مطابق جسے عمل کرنا ہے؛

ایسی سوچ کے جواب میں دوسری سوچ پیدا ہوئی، زمر دماغ غالب ہو گیا، جیلا کون میرے دماغ میں آسکے گا، ٹی ٹی جی جانتے والے کسی کو حاف نہیں کرتے، اگر کوئی میرے دماغ میں آتا تو سب سے پہلے مشین کے متعلق معلومات حاصل کرنا، پھر مجھے مار ڈالنا، میرے گھر میں گھس کر فرش توڑ کر وہ مشین نکال کر لے جانا، لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے؛

وہ پہلے پیرس پہنچا، وہاں اس نے دو دن تک پورے شہر کا چکر لگانے کے بعد ایک کام کے آدمی کو تلاش کیا، اس پر عمل کرنے کے لیے اسے کاروبار یا بیورو سے بھی حکم دیا، تم آئی جاؤ۔ دو شہر میں دو چار کام کے آدمی تلاش کرو تا کہ وہ اس لڑکی کو تلاش کر سکیں، یہ بھی وہاں پہنچ رہا ہوں؛

وہ دوسرے دن روم پہنچا، وہاں پہنچنے کے کچھ گھنٹے بعد ہی دماغ میں خواہ مخواہ یہ بات آئی: "مجھے واپس جانا چاہیے، ہوتا ہوا نہیں ہے، اسے کوئی اٹھا کر امریکا لے گیا ہے۔ مجھے یہاں نہیں رہنا چاہیے؛"

پہلے تو اس نے اس خیال کو دماغ سے جھٹک دیا، پھر جاننے کی تیار رہنے کے تاکہ پورے روم شہر کا چکر لگانے اور اپنے انکاروں سے رابطہ بھی قائم کرنا ہے، مگر باہر جانے سے پہلے بار بار یہ خیال دماغ میں آ رہا تھا، "مجھے ابھی امریکا جانے والی پہلی فلائٹ میں سیڈر ریزرو کرنا چاہیے؛"

وہ آئینے کے سامنے تیار ہو رہا تھا، اس نے جھنجھلا کر اپنے عکس کو گھونسا دکھاتے ہوئے کہا: "میں تمھارا نہ تو ڈوں گا، انوکے پیچھے، فرخ میں جرنل رہ چکے ہو اور دماغ اتنا کر رہا ہے کہ میرے بچا جانا ہے، ویسے ناپتے ہو، تمھارا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا، تمھاری اپنی عقل مزاجی نہیں ہے، تم اپنی لٹنگ پر عمل نہیں کر سکتے، خواہ مخواہ امریکا سے میان چلے آئے اور یہاں سے واپس امریکا جانا چاہتے ہو؛"

اس نے ہنیر پرش چھینک کر آئینے کے عکس کو مارنے ہوئے کہا: "میں نہیں جاؤں گا، سمجھو، یہ ہرگز نہیں جاؤں گا؛"

وہ پوری طرح تیار ہو کر وہاں سے ہانا چاہتا تھا، دماغ میں خیال آیا، اگر مورینا سچ اٹھا کر لی گئی ہے، اور امریکا پہنچا، تو جہاز سے تو اسے اٹھا کر لے، اسے اب مشین کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائیں گے، جو سکتا ہے، وہ میرے متعلق پہلے سے کچھ جانتے ہوں، اور میری عدم موجودگی میں میری ہائش کا ہاتھ پہنچ جائیں اور تمام ہنگامے کا فرش کھود کر اس مشین تک پہنچ جائیں۔

یہ سوچتے ہی وہ لرز گیا، یہ تو خواب میں بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا، کہ کوئی اس مشین کو ہاتھ لگا رہے، اچھی وہ وطن تھا، کہ کوئی اس ہائش تک نہیں پہنچ سکتا تھا، لیکن مورینا کو واقعی اٹھا گیا ہے، اور اسے امریکا پہنچا، جا رہا ہے، تو اس مشین کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا تھا، اور ایسی صورت میں اسے پہلی فلائٹ سے امریکا جانا چاہیے تھا۔

وہ تھک ڈا کر بستر کے سر لے بیٹھا، کبھی دماغ میں خیال آتا تھا، کبھی وہ آتا تھا، کبھی وہ ادھر جاتا تھا، کبھی ادھر جاتا تھا۔ سمجھ میں نہیں آیا تھا، آخر کون سا راستہ اختیار کرے کہ مورینا ہاتھ لگ جائے، مشین سے فائدہ اٹھائے، اس کے بعد وہ اسے سمندر میں لے جا کر پھینک دے گا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلا، تیزی سے چلتا ہوا چوٹ کے کاؤٹر تک آیا، وہاں اپنی چابی سے کرجا تاپا ہاتھ کرک لگا، قریب ہی کھڑے ہوئے، دو شخص اس سے ایک شخص سے مورینا کا نام لیا تھا۔ وہ سگریٹ سٹلگانے کے بدلے لڑ گیا، ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا

مشہور ماہرین نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب
سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب
پسندیدہ ترین کتاب
علاج
©

تھا وہ یہاں سے روانہ کر دی گئی ہے۔

دوسرے نے کہا: "باس کا خیال ہے اسے لے جانے والے امریکہ لگے ہیں۔"

پہلے شخص نے کہا: "یہ کیا جاکر ہے سمجھ میں نہیں آتا اگر ایک

عورت بہت زیادہ حسین ہے اور اس امریکہ کمانڈی ہے تو یہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے پیچھے کیوں بڑھتی ہیں؟"

جنرل ڈیوگورن نے ٹھیک ٹھیک کاٹش لے کر دھواں چھوڑا پھر ایک گہری سانس لے کر ان دونوں پر سرسری نظر ڈالتا ہوا باہر آیا۔ ہونک کی

کار میں بیٹھ کر سیدھا ایئر لائن کے دفتر میں گیا۔ اپنے لیے پہلے فلائٹ میں سیٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ میرانی سے سوچ رہا تھا۔

جس نے مورنیا کو اغوا کیا ہے؟ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے لیکن میرے دماغ میں یہ بات گھسی گھسی کر اسے اغوا کیا گیا ہے اور اسے امریکہ لے جایا جا رہا ہے۔ یہ تو ایک اتفاق تھا کہ

میرے گاؤں کے پاس گھڑے ہوئے ان دو آدمیوں کی باتیں سنیں اور میرے دماغ میں آئے۔ والے خیال کی تصدیق ہو گئی لیکن میرے دماغ میں ایسے حالات کیسے آجاتے ہیں؟

وہ جتنا سوچتا تھا اتنا ہی الجھتا چلا جاتا تھا کبھی کبھی اپنے دماغ کے اندر اڑا دیتا تھا۔ قرون ہو، میرے دماغ میں سے

خاموش کیوں ہو؟ اگر خیال خوانی کے ذریعے تم مجھ پہنچ گئے ہو تو باتیں کرو، اگر دوست ہو تو دوستی کرو۔ دشمن ہو تو مجھے مار ڈالو اگر

اضطرار میں مبتلا نہ کرو۔ وہ بولتا تھا اور جواب کا انتظار کرتا تھا لیکن کوئی اس کے

اندز نہیں بولتا تھا۔ وہ مجبور ہو کر اٹھا کرنے لگا تھا، اگر گرانے لگا تھا "پلے میسرے اندر کیے پیچھے کو سمجھو، اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے

کہ اس کے گھر میں ٹائم بم چھپا دیا گیا ہے اور وہ اسے تلاش کرنے لگا اور تلاش کرنے کے بعد ہی وہ بم نکلے اور اس کی بلاسٹنگ کا

وقت قریب آتا ہے اسے اس کی کیا حالت ہوگی یہی حال میرے تم ایک ٹائم بم کی طرح میرے اندر چھپے ہوئے ہو گیا تھا ہے

جیسے موت کا دھا کا ہونے ہی والا ہے، جیسے تم مجھے اپنا ایک موت کی پٹی میں رکھیں دو گے اس سے اچھا ہے کہ مجھے پہلے سے

بتا دو۔ وہ اپنے اندر بڑھاتا جاتا تھا گھر جواب نہیں ملتا تھا۔ آخر

وہ واپس اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آ گیا۔ اسے ہی سب سے پہلے اس نے سٹوروم میں جھانک کر دیکھا اس کا فرش بول کا توں

تھا جو چیز جہاں رکھی ہوئی تھی وہیں موجود تھی۔ اسے اطمینان ہوا کہ زمین محفوظ ہے۔ وہ ایک صوفے پر آکر آرام سے بیٹھ گیا۔ پھر

اس نے اپنے دماغ کے اندر بجانا شروع کیا لیکن جواب نہیں

ملتا تھا۔ دماغ کے اندر کا ستا ٹا بولتا تھا، کوئی ہوگا تو جواب ملے گا جب نہیں ہے تو بڑھاتے رہتے ہے کیا فائدہ۔ اگر وہ اس طرح چلتے پھرتے لوگوں کے درمیان بھی بڑھاتے لگا تو پاگے کھلے گا۔

وہ دفتر رنہ مطمئن ہونے لگا دماغ میں کوئی نہیں بیٹھتا وہ ہے۔ اس نے شین کے ذریعے خود میٹل کی جو صلاحیتیں حاصل کی

تھیں وہ ذہنی طور پر بکری پر بھی تھیں اس لیے وہ ایک شخص پر تو میٹل کرنے میں ناکام رہا تھا اس کے بعد وہ صلاحیتیں پھر بہر حال پر

تھیں اور یہ شاید اس لیے ہے کہ وہ اپنی سمیت کا بہت زیادہ خیال رکھنے لگا ہے پھر صبح اٹھ کر دوڑ لگا تاہن اس طرح پہلے

جیسی پریشانی نہیں ہے۔ دماغ میں پہلے سے زیادہ توانائی محسوس ہوتی ہے اور یہ خیال غلط ہے کہ کوئی اس کے اندر بیٹھ کر اس کے

دماغ کو توانا بنا رہا ہے اور چپ چاپ ساری معلومات حاصل کر کے شاید اسے نقصان پہنچانا چاہتا ہے جب کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔

وہ یورپ سے واپس آنے کے بعد صرف جو ہیں گھسے ٹھیک مطمئن رہ سکا۔ اس کے بعد پھر اطمینان غارت ہو گیا۔ یہ وہ حالت

تھی جیسا آئن رڈی نے مورنیا کو ایک کیٹ سنا تھا۔ اس کیٹ کی آواز اور لب و لہجہ میں اس نے خیال خوانی کی بڑا ذہنی

تھی اور جنرل ڈیوگورن کے دماغ تک پہنچ رہی تھی۔ وہ دماغ میں آئے والی تو نہ آئی۔ واپس آئی لیکن وہ دیکھنا سیکھنا بر باد ہو گیا۔ ایک

دم سے اسے کھڑا ہونا تھا اور پھر اسے دیکھنا تھا۔ وہ اپنے نظروں سے جیسی دماغ میں آئی، کبھی آئے کبھی پیچھے دیکھنا تھا

کوئی آگیا ہے؟ کون آگیا ہے؟ اس پر عجب طرح کی دہشت طاری ہو گئی تھی۔ وہ کبھی کبھی

کے پاس جا کر باہر دیکھتا تھا۔ ہاتھ میں رول اور مضبوطی سے پکڑے رہتا تھا۔ ایک ایک کرتے میں جا کر سناٹوں سے دیکھتا تھا۔

کون ہے؟ جب کوئی نظر نہیں آیا تو اس نے جھنجھلا کر رول اور کوروش پر

بچ دیا۔ بڑھانے لگا۔ میں باگ ہوتا جا رہا ہوں میں باگ ہو گیا ہوں میرے حساس دماغ نے برائی سوچ کی ہر قسم کی تھی اور اسے نہیں

روک تھی کوئی میرے اندر آنا نہیں ہوتا تھا۔ میرے اندر تلاش کرنا چاہتے ہیں اپنے گھر کے اندر تلاش کر رہا ہوں۔ مجھے کہ ہو گیا ہے کہ کیا میں

گیا ہوں کیا اب میں کسی کام کا نہیں رہا میرا دماغ اب کام نہیں کر رہا ہے؟

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھما کر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھنے کی کوشش

کر رہا تھا۔ کوئی اس کی آواز اور لب و لہجہ کو کیسے بھول سکتا ہے؟

اس کے دماغ نے کہا: "میرے ہی بات ہے۔ میں اپنے اکثر کاروں ہی اصل آواز میں احکامات سنا تا ہوں۔ وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔

سی آواز کرنے میری آواز بکار ڈیوٹ میں کی ہوگی اور بکار ڈیوٹ کرنے کے یہی خیال خوانی کرنے والے کے پاس نہیں پہنچتی ہوتی؟

یہ بات سمجھ ہی آتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا جلدی سے اپنا رول سامان سمیٹ کر گاڑی میں رکھا۔ اس کا دماغ اسے سمجھا رہا تھا۔

سے فوری طور پر یہ رہائش گاہ چھوڑ دینا چاہیے جو دماغ تک پہنچ

ا ہے، وہ گھر تک بھی پہنچ سکا ہے۔ لہذا اسے گھر کا پتہ نہیں معلوم دنا چاہیے۔

وہ وہاں سے فرار ہو کر کینساس می سے پانچ میل دوسری ایچ میں پہنچا تھا جہاں میجر براؤن سے ٹکراؤ ہوا تھا پھر نتیجے کے

طور پر میجر کوٹن کے اندر چلا گیا تھا۔ وہ کراچی میں بھی قیام نہ کر سکا۔ زوری سامان سمیٹ کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ اس نے کینساس میٹی

یا اپنے رہنے کے لیے نئے آڈے بنائے تھے۔ ایک وہ تھا جہاں اس نے شین چھپا کر رکھی تھی۔ دوسرا وہ کراچی تھا جہاں اب وہ

نہیں سکا تھا۔ میری جگہ پہنچنے سے پہلے اس نے اپنی گاڑی ایک بڑے چھوڑی تھی۔ ضروری سامان لے کر پہلی جگہ اپنا بہت دور گیا

تھا پھر وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی تیسری رہائش گاہ تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے تینوں رہائش گاہوں کے لیے زمین مختلف نام

سے اپنے شاخشی کارڈ بنوائے تھے۔ تیسری رہائش گاہ میں اس کا نام اکثر ڈوکس تھا۔

اور وہی کارڈ تھوڑے دنوں میں تھا جسے میں نے کلب میں ایک بزم پر تیار کیا تھا۔ بعد میں جیسی اپنے گاڑی کے ساتھ آئی تھی،

پھر اس سے اجازت حاصل کر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ رہاں پر یہی وجہ سے جنرل ڈیوگورن آتے تھے کہ اس کوں براہِ جوار۔ جب

میرے دماغ کے ذریعے اس کی آواز سننی اور دماغ میں پہنچنے کی کوشش کروا سکتے فوراً سانس روک لی تھی۔ گھر آکر اٹھ گیا۔ جیسی کے رونے

کے باوجود وہاں سے بھاگنا تھا۔ اس کے جلنے کے بعد میں وہاں گیا کرتا ہا۔ یہاں تک کہ اس کا بھی جنرل ڈیوگورن کے نقطہ نظر سے داستان

سنا رہا ہوں۔ بہر حال وہ گھر آکر موش سے نکلا تھا۔ پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیو کرنا ہوا تیسری رہائش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ وہاں بھی

اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس نے اسے کلب میں دیکھا ہے۔ اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی ہے اور ناکام رہا

ہے کہ اس ناکام رہنے والے نے تیسری رہائش گاہ تک اس کا تعاقب نہیں کیا ہوگا؟

وہ بہت متاثر تھا۔ کارڈرائیو کرتے وقت عقب نما آئے تھے کہ برابر دیکھتا رہا تھا کسی پر تعاقب کا شبہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے

باوجود خوفزدہ تھا۔ پچھلے پانچ دنوں میں یہ کسی نے دوسری بار اس کے دماغ میں آئے کی کوشش کی تھی۔ ابھی تک ایک ہی بات اطمینان بخش تھی کہ وہ سانس روک لیتا ہے کسی کو دماغ میں آئے نہیں دیتا۔

اس بات نے اس سے بھروسے بھی مطمئن کیا کہ اس کے دماغ میں کوئی چھپا نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی آنا چاہتا تو اس کے لیے بھی اس طرح دماغ۔

حساس ہوتا اور وہ سانس روک لیتا۔ کوئی اس کے دماغ میں نہیں پہنچے قدرت کی دین ہے۔ اس کے دماغ میں آپ ہی آپ توانائی

کا اضافہ ہوا ہے اور وہ بہت حساس ہو گیا ہے اور اب تیزی سے عمل کر سکتا ہے اور ہر آنے والی فحشیت کا سامنا کر سکتا ہے۔ دشمنوں

کو نہ تو جواب دے سکتا ہے۔ وہ اس انداز میں سوچتا جا رہا تھا اور مطمئن ہوتا جا رہا تھا۔

یوں دیکھا جانے تو وہ ابھی خطرے سے دور تھا۔ مورنیا اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ یہی اس کا سراغ لگا سکتی تھی اس طرح

میں نے اسے اکثر سمجھ کر دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی اور ناکام رہا تھا۔ میں بھی اس کی اہمیت نہیں جانتا تھا اور نہ ہی مجھے اس کی

رہائش گاہ کا علم تھا جہاں شین چھپا کر رکھی گئی تھی۔ جب ہم دو پہلی بجے پہنچے تھے اس کے دماغ میں کوئی

تیسرا اس کے پاس کیسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لحاظ سے وہی اہل خطوط تھا لیکن ہر شے نئے دھار دیا تھا۔ اگرچہ اب بھی دماغ سمجھا تھا

اسے جو ملے سے کام لینا چاہیے۔ کوئی اس کے سلسلے تک نہیں پہنچ سکے گا لیکن اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ یہی نہیں فکر کھانے جانتی تھی، کون

اس کے دماغ تک پہنچ رہا ہے؟ کس نے اس کی آواز سن لی ہے؟ اس کے دماغ نے کہا: "اس طرح میں عمل کر رہا ہوں گا وہ

مشین میرے کسی کام نہیں آئے گی مجھے اب ایک نیا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

وہ سوچنے لگا: "نیا راستہ کیا ہو سکتا ہے؟" پھر اس کے دماغ نے کہا: "مجھے اعلان کر دینا چاہیے کہ انڈیا

مشین میرے پاس ہے۔ وہ چھپ کر کھڑا ہو گیا پھر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھما کر

آئینے میں دیکھنے لگا۔ بولتا گیا کہ یہ ارادہ عمل میں لیا ہے۔ یہ کیا میں خود کو ظاہر کر کے موت کو دعوت دوں؟"

دماغ نے سمجھا یا نہیں مجھے سکون سے اس پہلو پر غور کرنا چاہیے کہ میں خود کو ظاہر نہ کروں۔ اپنا نام ہی نہ بتاؤں کسی فرضی نام سے

اشارے کرنا ہے میں یہ ظاہر کرنا شروع کروں کہ شین میرے پاس ہے اور میں کسی ایسے فرد یا گروہ سے سمجھتا ہوں جو میرے لیے ایک

نیکی ہتھی جانتے والی ہستی دیکھنے کا یقین دلائے۔ وہ اس خیال سے الجھنے لگا۔ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، دماغ

نے پھر سمجھا یا! مجھے ابھی طرح ٹھنڈے دماغ سے غور کرنا چاہیے
اگر میں فرضی نام سے یہ اعلان کروں گا تو میں شخص یا جن تنظیم کے
قیضے میں کوئی ٹیل پتی جاننے والی ہستی ہوگی وہ مجھ سے ضرور رابطہ
کریں گے؟

جنرل ڈیکورائے نے سوچا یا! لیکن کیسے رابطہ قائم کریں گے جب کہ
میں فرضی نام سے اعلان کروں گا؟

سی سی سی ہوتے ہیں۔ یہ کام اخبارات کے ذریعے ہو سکتا ہے
اخبارات کے کالم میں نمایاں طور پر یہ اعلان شائع کیا جائے کہ
پاس ایک شخص ہے جو ایک... پتھر دوسری جگہ متعلق کر رہی ہے
اگر کسی کے پاس کوئی ایسی غیر معطل چیز ہو جس کا ایک جگہ سے دوسری
جگہ متعلق کرنا چاہتا ہو تو اخبارات کے کالم میں اپنا نام پتیا
کم از کم فن نبرشائع کرے۔ اس سے رابطہ قائم کر کے تصفیہ کی گنتوی
جائے گی۔

جنرل ڈیکورائے میں نکلنے لگا سوچنے لگا، اتنی عمدہ تدبیر
میرے دماغ میں کیسے آ رہی ہے؟ یہ میرا دماغ مجھے کیا کیا سمجھا رہا
ہے؟ آخر اسے اس قدر سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی قوت کیسے حاصل
ہوئی ہے۔ مجھ میں اتنی دماغی توانائی کہاں سے آئی ہے؟

دماغ نے لگاڑ میں اخبارات کے شائع کر رہے ہیں کوئی غیر معمولی
بات نہیں سوچ رہا ہوں فریج کا جنرل وہ چکا ہولہ مجھ میں بھی ذہانت
ہے جیسا کہ ہے۔ میں ایسی باتیں سوچ سکتا ہوں لہذا جو سوچ رہا ہوں
اس پر فوراً عمل کرنا چاہیے!

اس نے ٹرانسمیر کے ذریعے اپنے دست راست سے رابطہ قائم
کیا وہ بہت قابل اعتماد تھا۔ اس کی گزارش اس کے ذریعے دشمنوں تک
نہیں پہنچی تھی کسی اور کی شہادت تھی اس نے سچو دیا۔ میں ایک اعلیٰ
اخبارات میں شائع کرنا چاہتا ہوں اسے لوٹ کر دے!

وہ کاغذ قلم لے کر نوٹ کرنے لگا۔ جنرل ڈیکورائے کا "اس
اعلان کا عنوان ہوگا ٹرانسفارمیشن، اس کا مضمون کچھ یوں ہوگا۔
میرے پاس ایک شخص ہے جو کسی چیز کو ایک خانے سے دوسرے خانے
میں منتقل کر رہی ہے۔ اگر کسی کے پاس ایسی کوئی غیر معطل چیز ہو جسے
وہ ایک خانے سے دوسرے خانے میں منتقل کرنا چاہے تو اخبار میں اپنا
نام پتیا کم از کم فن نبرشائع کر لے۔ میں اس سے رابطہ قائم کر کے تصفیہ کی
معاہلات طے کروں گا!"

اس نے مختصر سے مضمون کی اشاعت کا حکم دے کر ٹرانسمیر کے
دیا۔ وہ رفتہ رفتہ اس بات کا قائل ہو رہا تھا کہ آج کل دماغ میں جو ایسی
پیدا ہوتی ہیں وہ فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اخبارات میں یہ مضمون شائع ہوگا
نور دنیا کو انکار کرنے والے ضرور مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں
گے۔ یہ اخبارات میں اپنا کوئی نام پتیا یا ایک یٹیفون نبرشائع
لا میں گئے جس کے ذریعے ان سے رابطہ قائم ہو سکے گا۔

اب سوال برپا ہوتا تھا۔ حرف رابطہ قائم کرنے سے کیا ہو سکتا
اگر وہ کسی کی ہستی جاننے والی ہو تو میں اسے کون سے طریقے سے
گاہک میں ٹرانسفارمیشن لے کر آؤں اور میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں
پر کسی کا سایہ نہیں چھنے دوں گا۔ میرا تاج بڑھ جائے گا۔ فائدہ کیا ہوگا؟
اس کے دماغ نے کہا، پتھر مینے دو باتیں کہنے کی آواز دے دی۔
گاہک رابطہ قائم کرنے والے کو شکر کا پتیا یا فن نبرشائع کرے۔ میں اس سے
معلوم ہوگا کہ خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے کسی دوسرے؟
وہ تان ہو گیا۔ دماغ بڑے پتھر کی بات کرنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ
خیال خوانی کرنے والی اور کوئی بھی ہستی ہو جو کوئی بھی ہو۔ ہونا ہر ذہنی
اصول کے ذریعے کوئی دوسرا خیال خوانی کرنا چاہتا ہو۔

بھر دماغ میں بات آئی۔ نے خیال خوانی کرنے والی حرف تک ہونا
نہیں ہے اس کی ایک ہی ہستی ہے جو کوئی ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی
دوسری پارٹی اس کی بہن کو ٹرانسفارمیشن کے سلسلے میں پیش کرنا چاہے۔
وہ دماغ میں آئے والی باتیں سمجھ رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔
دوسرے دن کے کئی اخبارات میں ٹرانسفارمیشن کے سلسلے میں وہ
مضمون شائع ہوا۔ گاہک وہ اپنا پتیا شائع کرتا تو اس کے پاس نہ جاننے
یٹیفون آتے۔ اگے کہ ہم اس کے دماغ سے پر موجود ہوتے اس کے
کو چاروں طرف سے گھیر لیتے۔ اگر میں ذہنی توانائی کو اس کے ٹھونڈے ہو جانے
دھاسے میں تقسیم کر کے لے جاتے۔
بہر حال وہ مضمون اب نئے نئے گاہکوں کو جنم دینے والا تھا۔



میں اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا کہ کسی بات کی جلدی نہیں تھی
اور اس لوٹنے کا پتھر کا پتیا اعلان کے کارآمد وغیرہ معلوم ہو چکے تھے
یہ بات میرے لیے نہایت دلچسپ تھی کہ دو دنوں کے ہی دماغ حاکم
تھے اور انھوں نے میری سوچ کی لہروں کو روک دیا تھا۔
میں نے کھانا ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ طلب کی ویڈیو کائی کر لے
لے آیا پھر چمک کر ابھی سے بولا "ایک اطلاع ہے!"

میں نے تجزیہ سے دس ڈیڑھ کا نوٹ لیا۔ اس کی طرف بڑھا
دیا وہ خوش ہو کر اسے لے کر ہونے بولا "میں میں یہاں سے کل کارڈ
کو کسے آپ کے ہاتھ میں پھر چھری تھیں۔ لوگوں نے اس کے سامنے سٹر
رکھ دیا جس پر آپ نے اپنا نام اور پتیا لکھا تھا!"

میں نے افسانہ سنا سنا لگا۔ اسے یٹیفون میں ہارویا ہوں
اور اس کی توہ میں لگا ہوا ہوں لہذا وہ بھی میرے متعلق تصدیق کیا گیا
تھی کہ میں امریکہ کے ایک بہت بڑے بزنس میں کل فریڈمڈ کا جنرل مینج
ہوں یا نہیں اور اس کی جگہ پر ہائیٹی پتیا اور فن نبرشائع ہے وہ درسا
ہے یا فرضی؟

میں نے کھانے کا بائ ادا کیا پھر کلب سے نکل کر کار میں بیٹھے
ہوئے سوچا رہا۔ پتیلے کو ہر جا پہنچے جیسی محتاط تھی اس کے مقابلے

رات کو ہماری زندگی نہ خراب نہ کریں کیا میں لاقات نہیں ہو سکتی تھی؟
"میں اس یٹیفون کے ساتھ آیا ہوں کہ تم ہاگ ہے جو گئے"
اس نے ناگوار سے پوچھا کیا مجھے اپنی زندگی کا ثبوت دینا ہوگا
"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کلب میں تھا جہاں سے
تم اٹھ کر گئے ہو!"

وہ کوئی جواب نہ دے سکا میرا منہ نکل گیا۔ میں نے کہا "پولیس
والوں سے سوچ سمجھ کر جھوٹ بولنا چاہیے۔ تمہارے ہاں بیٹھنے کی
جگہ تو ہوگی؟"

وہ جو کچھ کر بولا "ہاں، ہاں، ہاں ضرور اندر آ جاؤ"
میں ایک کمرے میں آ کر چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔
اس نے پوچھا "آپ کو کسی کی تلاش ہے؟"

میں نے سکتے ہوئے کہا "جس کی تلاش ہوتی ہے میں میرا
اس کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں۔ کچھ رات شہر سے باہر میل دور ایک کالج
کے کچھ زبردست فائزرنگ ہوتی۔ اس فائزرنگ میں ایک آرمی گریڈ۔ دوسرا
زندہ رہ گیا!"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو پھر اس فائزرنگ سے کوئی تعلق ہے؟"
"میرے بچے گئے سے پہلے خود کہ دو۔ میں پہلے وارننگ نے چکا
ہوں پولیس والوں سے سوچ سمجھ کر جھوٹ بولنا چاہیے!"

وہ بڑی طرح خوف زدہ تھا کہ ڈھیسٹ بننے کی کوشش کر رہا
تھا۔ اس نے بڑی ڈھیسٹائی سے کہا "تشریف اٹم غلط جگہ آئے ہو غلط
آڑی کا عمارت کہہ دو۔ اگر میرے خلاف کوئی ثبوت ہے تو پتیا کرو رو
میرا وقت برباد نہ کرو!"

"تم کچھ بات واردات کی جگہ موجود تھے؟"
"مجھ جھوٹ ہے۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ میں وہاں سے گذر رہا تھا لیکن
میں نے فائزرنگ کی آواز نہیں سنی۔ ہو سکتا ہے فائزرنگ سے پہلے فائزرنگ
کے بعد میرا گذر ہوا ہو لیکن آپ ثابت کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"اس سے پہلے جنم ثابت ہو جائے، میں چاہتا ہوں تم خود پتیا
کہ دو!"

"میں کیا کہ دوں؟ آپ مجھے سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟"
"وہی جو تم مجھ سے کہنا نہیں چاہتے!"

"آپ بات کو انھما سے ہیں"
"میرے پتھر اور سب تم کلب سے اٹھ کر جا رہے تھے تو ایک گناہ
آہی نے میں فون کیا۔ اس نے تمہارا نام اور پتیا لکھا یا۔ اس کے بعد کہا
تم کچھ بات ہونے والی واردات کا ایک اہم کردار ہوا اور تمہارا متعلق
یٹیفون میں ہانے والوں سے ہے!"

یہ سنتے ہی وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ انھیں میرا بھائی
کہ مجھے نکلنے لگا۔ میں نے پوچھا "اب کیا ہوا۔ خاموش کیوں ہو گئے۔
حقیقت سامنے آ رہی ہے؟"

یہ آنکھ فرماتا تھا۔ اس نے مجھے کلب میں نہ دیکھا تھا۔ نہ ہی
سکتا تھا کہ میں نے ہی خیال خوانی کی ہوگی لہذا میں اسی بونٹے کی
رف جانے لگا۔ اس کی راتیں گاہک ہائی جگہ تھی جہاں ٹھکانے
بلے نام ہوا کرتی تھی پھر رات کا وقت تھا میں آرام سے ڈرائیو
لے رہا تھا۔ ایک جگہ سڑک کے کنارے پولیس کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔
میں قریب جا کر لوگ گیا کہ اسے اس کے قریب پہنچا وہ اسٹریٹنگ
سٹریٹ پر بیٹھا ہو سکتی ہے یا تھا۔ میں نے پوچھا "کیس کی کیڑی، مجھے ذرا
گائیڈ کریں۔ پتیا اسٹریٹ جا نا چاہتا ہوں؟"

"آگے جا کر دائیں مڑنا۔ وہ دور جانے کے بعد پولیس کی نظر
آگے گی وہاں سے تھیں رہتا ہی حاصل ہو جائے گی!"

وہ کہنے لگا گیا۔ بول اٹھا کہ منہ سے لگا نامیا بتا تھا گرا سی
حالت میں ساکت رہ گیا۔ میں نے اس کی اور ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر
اس کا شہادتی کارڈ نکالا پھر اس کے دماغ تو آزاد چھوڑ کر بولا "بہت
بہت شکریہ!"

وہ پریشان ہو کر اپنے ہاتھ میں پڑھی ہوئی نوٹ لکھ رہا تھا۔
اور سوچ رہا تھا۔ کیا اس کی کچھ غافل ہو گیا تھا؟
میں نے پھر اسے مخاطب کیا "جناب! میں آپ کا شکر یہ ادا
کر رہا ہوں!"

وہ جو کچھ کر بولا "اوہ ڈیش آل رائٹ!"
اس نے پھر نوٹ لہرے لگا لی۔ میں اپنی کار میں آیا اسے
اشارت کر کے آگے بڑھ گیا۔ مجھے پتیا اسٹریٹ نہیں جانا تھا۔
اس سے وہ شہادتی کارڈ حاصل کرنا تھا۔ اسے کھینچنے لگا۔ میں نے پتھر کے
بٹنگ کے سامنے تھا گریٹ بند تھا۔ جو کیا مارنے قریب آ کر پوچھا "آپ
کس سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"میں نے کہا "گریٹ کھو لو مجھے سٹراڈ پتھر سے کچھ کام ہے۔"
"سو روئی جناب! وہ سور ہے میں!"

میں نے کارڈ نکال کر اسے دکھا دیا۔ وہ جلدی سے سلام کر کے
پتھر پھٹ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے آگے بڑھ کر میرے لیے گریٹ
کھول دیا۔ میں ڈرائیو کرنا ہوا۔ اندھا لکچر میں گاڑی روکی پھر واپس
پر کار کال میں کے میں کو دیا یا۔ اندر میں کھینچنے کی جیسی سی آواز سنائی
دی۔ ذرا انتظار کے میں نے پتھر میں دیا یا۔ وہ خیال خوانی کے بعد بڑی
طرح گھبرا یا ہوا تھا۔ اتنی جلدی باہر نہیں آ سکتا تھا۔ تیسری بار میں دبانے
کے بعد وہ دروازے کے ساتھ ڈھوسے نظر آیا قریب آ کر پوچھا "تم
کون ہو؟ اس وقت کیا چاہتے ہو؟"

"اے میں فرام آئیں جس!"
یہ کہنے ہونے میں نے وہ کارڈ نکال کر کھڑکی کے ساتھ رک دیا اس
نے اسے غور سے دیکھا پھر دروازے کو کھولنے ہوئے کہا "قانون کے
مناظروں سے تعاون کرنا ہمارا فرض ہے لیکن آپ کا یہی فرض ہے کہ اتنی

ہاں، جو حقیقت ہوگی اسے تسلیم کروں گا لیکن میرا حلق بلی بی جلتے والوں سے نہیں ہے، بلکہ کوئی شے جتنی جانے والی اسے پیچھے چلا گیا ہے۔ اس نے مجھے کلب میں پریشان کیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا، اس کے بعد اس نے تمہیں بھیجا ہے؟

”شکر ہے مسٹر آفٹر، تم نے یہ تو تسلیم کیا کہ شے جتنی جاننے والوں سے کسی نہ کسی طور تھا اساتق ہے۔ چو کوئی نہیں پریشان کر رہا ہے لیکن کیوں پریشان کر رہا ہے؟ ظاہر ہے تم کسی معاملے میں خاص اہمیت رکھتے ہو۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ معاملہ کیا ہے؟“

”معاذ صفا اتنا ہے کہ میں لوگ کا ماہر ہوں، سانس روک دیتا ہوں، پرانی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں نہیں سکتیں، شے جتنی جاننے والے مجھ سے یہ عداوت رکھتے ہیں وہ میرے خیالات پر بڑھ نہیں سکتے۔“

”وہ کون سے خیالات ہیں جو بڑھنا چاہتے ہیں؟“

”اگر میں انہیں خیالات پڑھنے دیتا تو تمہیں بتا دیتا یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“

”یوں مسٹر آفٹر اب مجھے جانا چاہیے۔“

”آپ یہاں سے جا کر پھر پڑا کروم گویں؟“

”جانے سے پہلے اتنی نصیحت کروں گا اس پریشان گاہ کو چھوڑنے کی حاجت نہ کروں گا تمہاری نگرانی ہو رہی ہے۔“

وہ اندر زیادہ پریشان ہو گیا کہ بڑی ڈھٹائی کا ثبوت دے ہا تھا میں آگے آگے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا پھر دیٹ کر لوٹا۔

”میرے جانے کے بعد اس پہلو پر خود کرنا کر دلویش رہ کر نہ مگنی گناہ رہے بروا بعد پوچھی نہ رہی، اگم کم میں دروازہ کھلیا ہوں جلد ہی پھر آؤں گا۔“

میں تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار میں اگر بیٹھ گیا وہ جلدی سے میرے پاس آ گیا پھر کار کی کھڑکی سے دیکھتے ہوئے بولا ”کیا تم واقعی یہی جس سے متعلق رکھتے ہو؟“

”کیا تمہیں کار ڈر دیکھنے کے بعد بھی شبہ ہے؟“

”میں نے کیسا سٹھی میں آج تک کسی پولیس والے کے پاس نئی سٹی گاڑی نہیں دیکھی۔ یہ سٹی گاڑی ہے اور پھر فی معمولی بھی گتی ہے۔“

”تم گاڑی کے متعلق نہیں، اپنے متعلق زیادہ سوچو تو زیادہ غور سکو گے۔“

”کیا تم سمجھتے ہو میں غور غور ہوں؟“

”میں نادان نہیں ہوں، کوئی نادان ہوتا تو وہ بھی تمہارے برس سے خوف اور پریشانی کو پڑھ لیتا۔“

وہ کار کی کھڑکی سے پیچھے ہٹ گیا جیسے اپنے چہرے کو اور پنے خوف اور پریشانی کو چھپا رہا ہو۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اس سے چل پڑا، اس کے بعد مجھے بیسی کی پریشان گاہ کو بھی دیکھ لینا

چاہیے تھا میں وہاں جانے سے بیڑ پال دو اور بن جاتا اس سے لازمی ٹھکراؤ ہوتا اور میں فکراؤ نہیں چاہتا تھا۔ ان کے متعلق چھپ چاہا معلومات حاصل کرنے میں راجش زندگی تھی۔

واپس جلتے وقت سڑک کے کنارے وہی پولیس کار نظر آئی۔ وہ پولیس افسر گاڑی سے نکل کر باہر اہرا تھا۔ ابھی تک اس کے ہاتھ میں ٹول تھی۔ وہ بولنے سے منہ کاٹا چاہتا تھا۔ میں اس کے دماغ پر قابض ہو گیا، وہ جیسا تھا ویسا ہی سکتا کھڑا رہ گیا۔ میں نے قریب آ کر گاڑی روکی اسے اپنی طرف آنے دیا پھر اس کا شاکسٹی کارڈ اس کی اوپر والی جیب میں رکھ دیا۔ گاڑی کو آگے بڑھا دیا پھر دوبارہ کر میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ پھر میرا بار جو کنگ گیا سوچنے لگا، ابھی اسے کیا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پلچسی ہونی بول کر دیکھا اسے یاد تھا کہ وہ بول کر منہ سے لگانے جا رہا تھا شاید تھوڑی دیر کے لیے کنگ کیا تھا یا دماغی طور پر قائل ہو گیا تھا یا نشہ پڑھ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا اب زیادہ نہیں ہے گا۔

میں نے اس کے حال پر چھوڑ دیا اپنی راجش گاڑی میں بیچ کر دروازہ کھولا اندر آ کر اسے لاک کیا پھر پرتی ملاتا ہوا اپنے ریلوڈ میں پہنچا۔ آرام سے بیٹھ کر سمٹے آنا سے، لباس تبدیل کیا اس کے بعد نکلے ہوئے انداز میں آ کر بستر پر چلاؤں شلے چپت ہو گیا اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

میں نے گھبرا کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔ یہ راجش گاہ میرے لیے بالکل نئی تھی، کوئی مجھے پہچانتا نہیں تھا۔ ابھی تک میں نے کسی کو اپنا ٹیلیفون نمبر نہیں دیا تھا، ابھی یہی نمبر فونٹ کو گئے تھے، قہقہے ہونے ہو اسی کا فون ہو سکتا ہے۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسپونڈ کیا پھر کان سے لگا کر کہا ”ہیلو۔“

خلاف توقع دوسری طرف سے بھاری بھر کم مرادہ آواز سنائی دیا۔

”ہیلو، کون بول رہا ہے؟“

”میں نے کہا، ”فون نمبر کیا ہے؟ تم بتاؤ کون بول رہا ہے ہو؟“

”میں مسٹر جونی اسمارٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”میں نے کہا، ”میں جونی اسمارٹ بول رہا ہوں۔“

”دل مسٹر اسمارٹ، ڈونٹ برائی ٹوٹی سو اسمارٹ، (ابھی بات ہے مسٹر اسمارٹ، زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش نہ کرو)“

”اپنے اس فقرے کا مطلب بھی سمجھا دو۔“

”ایک طرف آدھر خوف زدہ ہے، دوسری طرف وہ پولیس آفسیر جران و پریشان ہے، تم دوسروں کے پیچھے جاتے وقت بھول جاتے ہو کوئی تمہارا بھی پیچھا کر رہا ہے۔“

”میں یہ کبھی نہیں بھولتا، تم ایک بات بھول رہے ہو۔“

”وہ کیا ہے؟“

”بولنا کہ میں ابھی بتا رہا ہوں۔“

میں نے ریسپونڈ کر ایک طرف رکھ دیا پھر وہاں سے چلتا ہوا ڈرائیگ روم میں آیا۔ وہاں دوسرا ٹیلیفون تھا۔ میں نے اس کا ریسپونڈ کیا، اٹھا کر مہیسی کے نمبر پڑا لی، وہاں سے کنگ کی فون ل رہی تھی یعنی اس نمبر کو فون بات کر رہا ہو گا یا پھر ریسپونڈ کرے گا کہ انتظار کر رہا ہو گا، مجھے پہلے ہی شبہ ہو گیا تھا جیسے کسی گھر سے جی فون کیا جا رہا ہے اور اس کا باڈی کارڈ آواز بدل کر بول رہا ہے۔

میں نے وہ ریسپونڈ کر دیا، ریلوڈ میں آ کر پہلے والے ریسپونڈ کر اٹھا کہ کہا ”مسٹر پٹر پال، ناؤ جونی اسمارٹ، ری پیٹ یو ریٹینشن ڈونٹ ٹرائی ٹوٹی سو اسمارٹ۔ (مسٹر پٹر پال، اب جونی اسمارٹ تمہارا فقرہ دہرا رہا ہے کہ زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش نہ کرو، ایک باڈی کارڈ کو اس کی حد میں رہنا چاہیے۔“

میں نے ریسپونڈ کر دیا، سوال یہ پیدا ہوا تھا جیسے اور پٹر پال کو آخر کیسے معلوم ہوا کہ میں نے آدھر کو خوف زدہ کیا ہے جب کہ آدھر ان کے لیے ابھی تھا پھر یہ کیسے بتا چکا کہ پولیس آفسیر جران و پریشان ہے، کیا جیسے اور پٹر پال پولیس افسر کے پاس گئے تھے، مارگر نے تمہارے کیا جیسے معلوم ہوا کہ وہ پریشان تھا جب کہ اس کے شاکسٹی کارڈ کے جیب سے نکلے اور وہاں جیب میں بیٹھ جانے کا علم اسے نہیں تھا۔ اگر میں نے اس کے دماغ پر قبضہ کیا تھا اور چند منٹ کے لیے اسے ساکت کر دیا تھا تو یہ اس کے لیے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہو سکتی تھی، کیوں کہ وہ نئے کی حالت میں تھا اور اگر وہ پریشانی ظاہر کرنا کہ چند منٹ کے لیے غافل ہو گیا تھا تو شلے کرنے والے کی بات کا کوئی یقین نہ کرنا پھر جیسے اور پٹر پال کو کیسے یقین ہو گیا تھا؟

ٹیلیفون کی گھنٹی پھر بجنے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسپونڈ کیا۔

”ہیلو۔“

جیسے کی شریلی آواز سنائی دی، وہ کہہ رہی تھی ”باڈی کارڈ رو۔“

اس کی حد میں رہنا چاہیے اور مجھے؟

”میں نے سکا کہ کہا تمہارا سٹن لائمد وہ ہے، یہ کی حد میں نہیں رہ سکتا۔ وہاں سے یہاں تک آ سکتا ہے۔“

”اپنے پاس بلانے کا انداز کیا خوب ہے؟“

”میں نے کہا، ”کلب میں کھانے کے دوران میں نے بے اختیار اس روک لی تھی۔“

اس نے کہا ”میں نے بھی کلب سے نکل کر کار میں جانے کے دوران بے اختیار اس روک لی تھی۔“

”میں نے کہا، ”میں نے بھی کلب سے نکل کر کار میں جانے کے دوران بے اختیار اس روک لی تھی۔“

”تم شاید کال فضا استعمال کر رہی ہو، احد میں یقین کے ساتھ تمہیں پہچان رہی ہوں۔“

”تم شاید کال فضا استعمال کر رہی ہو، احد میں یقین کے ساتھ تمہیں پہچان رہی ہوں۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولی ”اوہ، فونار کا ڈسک، خدا کے لیے

پہنچ کر نہ پہچان لینا۔ مجھے بڑا مان ہے کہ میں خود کو روپوش رکھ سکتی ہوں۔ چلو، میں تمہارا مان رکھ لیتا ہوں، مجھے روپوش رہ کر بڑا سزا دینے کا شوق نہیں ہے، مجبوری کی حالت میں خود کو چھپا لیتا ہوں پھر ظاہر ہو جاتا ہوں۔“

”مجھے کلب میں کچھ شبہ ہوا تھا کہ میں یقین کرنا چاہتی تھی اب جیسے جیسے یقین ہو رہا ہے، میں دل خوشی سے دھڑک رہا ہے، کیا میں اتنی بڑی ہستی تک پہنچ رہی ہوں، میں ایسا سوچتے وقت خود کو ایک چھوٹی سی کچی محسوس کر رہی ہوں۔“

”انسان اپنے قدم سے نہیں اپنے عمل سے چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے۔ ابھی میں تمہارے متعلق زیادہ جانتا نہیں ہوں، جب جان لوں گا پہچان لوں گا تو بتا دوں گا تم چھوٹی ہو یا بڑی۔“

”ایک بات کہوں؟“

”ضرور کہو، میں سن رہا ہوں۔“

”میں اپنے اطمینان کے لیے تمہارے دماغ میں آنا چاہتی ہوں۔“

”دروازہ کھلائے بغل آؤ۔“

میں نے ریسپونڈ کر دیا۔ بستر پر جاؤں شلے چپت ہو کر چھت کو ٹکٹنے لگا۔ مجھے پرانی سوچ کی لہریں محسوس ہو رہی تھیں اور میں سکا رہا تھا، میرا خیال تھا وہ میرے دماغ کی تہ تک پہنچنے کی گور میرے بہت اسمارٹ معلوم کرنے کی کوشش کرے گی لیکن ذرا دیر بعد ہی وہ خدا بھلا رہنے لگی۔ میں نے کہا ”تم ہنستی ہو تو امرت رس کی پھوار محسوس ہوتی ہے، اس طرح نہ ہنسا کرو، کوئی اٹھا کر لے جائے گا۔“

وہ پھر ہنسنے ہونے لگی، ”یہ میرا لیب کر رہے ہو یا بدو جانے رہے ہو، ہائی ڈیٹس آج میں بہت خوش ہوں، تمہارے دماغ میں آ کر ایسا کتا ہے جیسے میں نے سب کچھ پایا ہے، میں ایک ٹولیل عرصے سے اپنی حفاظت تمہارے کرتی آ رہی ہوں۔ آج کتا ہے جیسے ایک محفوظ قلعے میں بیچ بچی ہوں۔“

”تم بہت پیچھے آ سکتی تھیں۔“

”میں پہلے خود اعتمادی پیدا کرنا چاہتی تھی، جب میری سسٹر موریا کو تمہارے پاس پناہ لگ سکتی ہے تو مجھے کیوں نہ مٹی لیکن میں نے سوچ لیا تھا تمہارا کہ اپنی صلاحیتوں کو خوب نکھاروں گی جب کسی مصیبت میں اس طرح چھین ماؤں کی کر سکتا، لیکن ہوجانے کا تب خیال خوانی کے ذریعے تمہیں آواز دوں گی، خدا کا شکر ہے میرے باڈی ٹیلی پیسی کے میدان میں مضبوطی سے مجھے ہونے میں، ابھی تک کوئی مجھے کھاتا نہیں سکا۔ میرے لیے فزکی بات ہے میں مدد مانگنے کے لیے تمہارے پاس سر جھکا کر کہیں آئی مگر یہ بھی میرے لیے فزکی باز ہوگی کہ کبھی نا کام ہوں تو تمہارے جیسے خود دار لڑکی کو سر جھکا کر

”میں مدد نہ کرنا ہوں، تمہارے جیسے خود دار لڑکی کو سر جھکا کر نہیں آتے، دونوں کا کوشش کروں گا، تم میرے پاس آؤ یا دشمن کے

27

میں جاؤ تو سزاؤں کا ہر جاؤ

وہ چہ ہنستے ہوتے بولی "فریاد کیا تمہیں شہ نہیں ہے کہ میں تمہیں باتوں میں لگا کر تمہارے دماغ کی تہیں آترہی ہوں اور ماہر بائیں معلوم کر رہی ہوں"

میں بیروں سے بیٹھی کی رنگ رنگ سے واقف ہوں۔ اچھے طرح سمجھتا ہوں پرانی سوچ کی لہریں میرے دماغ کے کس کس حصے میں ہیں ایسے وقت میں محتاط رہتا ہوں کہ نادرہشتی میں ایسی بات نہ سمجھوں جو میرا راز فاش کر دے۔ اس سے بائیں کر رہا تھا اور متناظر تھا۔ وہ مجھ پر تھی میں اس کی باتوں سے بہل رہا ہوں۔

بات کچھ اور تھی۔ جب سے ٹرانسفارمر مشین کا پتلا تھا کسی وقت بھی کوئی نیا ٹیپا بیٹھی جانے والا پیرا ہو سکتا تھا ایسی صورت میں دانشوری ہی تھی کہ جو ٹیپا پیٹھی سیکھ لے اسے دشمن بنانے کے بجائے اپنا دوست بنا لیا جائے۔ اسے اپنے اعتماد دلانے کے لیے اسے اسی لیے میں نے مورینا کو اپنے اعتماد میں لیا تھا۔ اس کے بعد تسانہ کو اعتماد دلانے رہا تھا۔

میں نے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا "صرف میرے دل میں دوست نہیں ہے، دماغ میں بھی ہے۔ جب میری زندگی میں پہلے بار بیٹھی جانے والی رزمنو آئی تو میں نے اسے تمہاری طرح ہی آبادی دی۔ اس کے بعد ششیا آئی، وہ بھی میری دوستی اور فریادوں کی فائل ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے مورینا کو موقع دیا۔ اسے اپنی ٹیم میں شامل کیا۔ مجھے انہوں نے وہ مستقل مزاج نہ بنی۔ دشمنوں کے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی وہ غلام باقی ہو چکا دینا چاہتی تھی کہ میں نے ساتھی کی تلاش میں تھی اور اسی تلاش نے اسے دشمنوں کے ہاتھوں میں سے بچا دیا"

وہ نادم ہو کر بولی "فریاد اپنے مورینا کے بارے میں زیادہ مت بولو۔ مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ کچھ بھی ہو، وہ میری بہن ہے۔ مجھے بہت پتا تھا ہے۔ اگر وہ عمر میں مجھ سے بہت زیادہ بڑی ہوتی تو میں اسے ملانکتی۔ سب سے شک وہ نظایاں کرتی آ رہی ہے۔ لیکن مجھارا تھا لافزین ہے کہ اسے سنبھالنے کی کوشش کریں"

"مجھے مورینا سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں آج بھی اسے شہنوں کے چنگل سے نکال لانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن دشمن نے پھر اس طرح توئی ملی کیا ہے کہ وہ میرے قابو میں نہیں آ رہی ہے؟" "میں سمجھتی ہوں تم تقریباً ایسا کر رہے ہو جسے میں بھی ہی کر رہی ہوں۔ میں بھی اس کے پاس جاتی ہوں لیکن وہ میرے قابو میں نہیں رہی ہے"

میں نے پوچھا "تم دو دنوں ہونوں نے بزناؤں طیلیری کے ذریعے دیکھی عمل کر رہا تھا۔ اپنے اپنے دماغ میں ایک دوسرے کے لیے جھگڑا تھا پھر تمہیں مورینا کا لکچر کیسے یاد آ گیا؟"

"وہ تو تھی عمل دیر پائیں تھا۔ اب دو دنوں میں ایک دوسرے کے لب و لہجے کو یاد کر لیتی ہیں"

"کیا وہ تمہارے دماغ میں نہیں آتی؟"

میں نے شک آتی ہے لیکن میں اس کے ساتھ وہی سلوک کرتی ہوں جو وہ میرے ساتھ کرتی ہے یعنی جب میں اس کے پاس پہنچتی ہوں تو وہ انہیں بند کر لیتی ہے۔ اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ وہ تو تھی عمل کے ذریعہ ہے۔ جب میرے پاس آتی ہے تو میں سمجھ لیتی ہوں کہ وہ اپنے عمل کے اٹھنے سے پیرا سراخ لگا نا چاہتی ہے۔ حالانکہ مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی بہن ہے لیکن دشمن کے ہاتھوں دشمن بن چکی ہے۔ میں اسے اسے کچھ معلوم کرنے کا موقع نہیں دیتی اپنے دماغ کے حدود سے بند کر لیتی ہوں"

"تم میرے دماغ میں کتنی دیر رہو گی؟"

وہ ہنسنے سے بولی "تم کیا مجھے بھگا ہے؟"

"اب میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ بھیجی نہیں تمہیں ممان رکھا کیا تم مجھے ممان نہیں بناؤ گی؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میں جا رہی ہوں۔ میرے دروازے پر کوئی تھی نہیں لگی ہے"

دروازے پر کوئی تھی لگی ہوئی ہے! اندر آنا نہ ہے۔ لیکن ممانت نہیں تھی۔ میں سیدھا اس کے دماغ میں یوں پہنچ گیا ہے۔ دروازے پر پرکھا ہوا۔

وہ ہنسنے سے بولی "میں جا رہی ہوں۔ میرے دروازے پر کوئی تھی نہیں لگی ہے"

میں نے شہنوں کا علم حاصل کیا تھا اس کا سہرا اس کی بہن مورینا کے مرتھا۔ وہ اپنی بھونج بہن کو بہت چاہتی تھی ممان کی خواہش تھی کہ وہ اس کے حسن و شباب پر مری نظر نہ ڈالے اور اسے سبزا اپنی ہوس و اشتهاء نہ بنائے۔ یہی سبب تھی کہ میں نے شہنوں کو علم سے مالا مال کر دیا تھا۔

وہ دن تھا اور آج کا دن۔ تسانہ اپنی بہن مورینا کو مال سے زیادہ چاہتی تھی۔ اگر اس کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ چپکنا تو یہ اپنے جسم کا سارا خون پھوڑ کر رکھ دیتی اور یہی کبھی کہ اب بھی اس نے بڑی بہن کی محبت کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ یہ بڑی بہن کی محبت تھی جس نے تسانہ کو دوسرا خود مختار بنا دیا تھا اور اس میں خود اعتمادی سے بھرنے کا حوصلہ پیدا کیا تھا۔

دو دنوں میں ایک دوسرے سے مجاہد نہیں ہونا چاہتی تھیں لیکن ٹیپا بیٹھی کا علم بڑا جان لیا ہوتا ہے۔ کسی وقت بھی دو دنوں کو ایک ساتھ ختم کر سکتا تھی۔ لہذا وہ ایک دوسرے سے دور ہو گئیں تاکہ بیک وقت کوئی ان پر حملہ نہ کرے۔ اگر ایک پر محبت آئے تو دوسری اس کے کام آئے گا۔ اس کے سلسلے میں انہوں نے طے کیا تھا کہ تو تھی عامل بناؤں طیلیری کے ذریعے ایک دوسرے کے لب و لہجے کو جھلاؤں گی۔ گویا ایک دوسرے کی حفاظت کے لیے ایک دوسرے کو بھول جائیں گی، صرف ایک مخصوص وقت میں ہی وی کی مشورہ آکا دکھاتا سمجھ کے دماغ میں آئیں گی ایک دوسرے سے لاقات کریں گی اور ایک دوسرے کے حالات معلوم ہونے کے بعد رخصت ہو جائیں گی۔ اگر کسی پر کوئی محبت آئے گی تو اسی وقت معلوم کریں گی کہ محبت کہاں سے آ رہی ہے، کیوں آ رہی ہے اور اس کا عمل کیا ہو سکتا ہے۔

دو دنوں ہونوں نے بڑی اہمیت طے تدابیر اختیار کی تھیں لیکن حالات اتنی تیزی سے بدل رہے تھے کہ انہیں سمجھی رہا تھا سمجھ کے دماغ میں اگر ایک دوسرے سے لاقات کرنے کا موقع نہیں ملا تو نتیجہ صاف ظاہر تھا کہ اس کے علاوہ دو دنوں میں کہیں لاقات نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک دوسرے کی آواز اور ایک دوسرے کا لب و لہجہ بھولتی تھیں۔ تسانہ نے بہ حال گئی کی زندگی گزار رہی تھی لیکن مورینا میں امریکا کے نام سے بہت مشہور تھی۔ انباروں اور رسالوں میں اس کی تصاویر شائع ہوتی تھیں۔ تسانہ اس کی تصویر چھپتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں کچھ بھی تھی پھر اس کے دماغ میں پینٹینا چاہتی تھی وہ سانس روک لیتا ہے ایک آدھار اس نے سانس روک کر کچھ سانس لیتے ہوئے پوچھا تھا کہ کون ہے، وہ بھی تھی، شاید شاربر اس کے دماغ میں آ رہا ہے۔ تسانہ نے "میں تمہاری بہن ہوں۔ میری آواز پوچھا تو"

لیکن وہ آواز نہیں پہچان سکتی تھی، اس کے دماغ پر بھی برناؤ طیلیری نے تو تھی عمل کیا تھا کہ وہ اپنی بہن تسانہ کی آواز اور اس کا لب و لہجہ بھول جانے کی وجہ بھول جی گئی تھی کہ ان کے یاد دلانے سے اسے یاد نہیں آ سکتا تھا۔ وہ مورینا سے جڑا ہونے کے بعد اتنی دور چلی گئی تھی کہ فوراً واپسی نہیں

نہیں تھی۔ وہ خود کو بچانے کھنکے کے لیے ایک محفوظ جگہ گاہ حاصل کرنے کی خاطر بہت مصروف ہوئی تھی۔ اس نے سوجا بہن آج اسے دماغ میں آنے نہیں دیتے۔ یہ کوئی بات نہیں، وہ جلد ہی اپنی رہائش کا معقول انتظام کر کے برناؤ طیلیری کے اپارٹمنٹ کی طرف جائے گی اور اس سے ملاقات کرے گی، لیکن جب اسے فرصت ہوئی اور اس نے دوسرا کارخ کیا تو تین ماہ گزار چکے تھے۔ اس وقت تک کہ مورینا وہاں سے جا چکی تھی۔ برناؤ طیلیری کو کبھی اس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔

لڑکی جوان ہو سمن کی دولت سے مالا مال ہو، اداؤں سے بھر پور ہو تو اسے گھر کے جانے والے ہر دوسرے میرے قدم پر مل جاتے ہیں۔ پہلے تسانہ گھر سے نکلتی تھی تو بہت ہی محتاط رہتی تھی۔ اندر سے کچھ بھی نہ ہوتی تھی کہ کہیں کسی دیدار کی یا راستے میں فریضے شہادت نہ کریں۔ خود کو کسی حد تک محفوظ رکھنے کے لیے اس نے جہانک کا کورس مکمل کیا تھا۔ جوڈو، کرلے، کچھ بھی سیکھتی رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ اکیل ہو گی اور خوشے پانچ دس ہوں گے تو وہ کیا کرے گی؟ وہ کبھی سوز بھی نہیں سکتی تھی کہ لیا علم حاصل ہو جائے گا جس کے ذریعے پانچ دس تو کیا، انہوں کی پوری فوج کا کہنے سنانے چکھانے کے۔ بہن سے پھڑکنے کے بعد اسے اس لحاظ سے خوش تھی کہ ایک لڑکی ہو کر مرد کی طرح تسانہ زندگی گزار سکتی ہے۔ وہ پہلے دن جزیرہ ریویٹ میں بیٹھتی تھی۔ دوسرا کوئی لباس نہیں تھا، سبب میں صرف سوڈا لکھے۔ سب کچھ پانچ کے لیے کوئی بیک نہیں تھی لیکن اسے یقین تھا کہ یہ ساری دنیا اس کی دونوں ہاتھوں میں ہے۔

شام کا وقت تھا۔ ٹیکسٹ مرس ہو رہی تھی، وہ ہلکا سا ناشتا کرنے کے لیے ایک ریستوران میں آ گئی۔ وہاں غزوں اور دروں کا ہجوم تھا۔ پاپ ہوسٹی کی تیز دھن میں ہنسنے کو غوغا رہے تھے۔ شہنوں کے پیلے کہیں ٹھنک رہے تھے کہیں جھنگ رہے تھے۔ سوسائٹی گول بیسی گول میں بیٹھے تو انہوں سے بے تکلف ہوتی تھیں، اور ان کی کہیں ہلک کر تھی جا رہی تھیں۔ تسانہ نے ایک ٹرسٹ اٹھائی۔ سلین مرس کی طور پر اپنے لیے سینڈویچ خریدے، کافی کی پیالی لے لی پھر ایک میز پر آکر بیٹھی۔ وہ ایک گوشے میں تھی تاکہ سب سے الگ ٹھنکے کہ چمپ چمپ کھاتی رہے، کافی پیتی رہے اور سوتی رہے کہ اگلا قدم کیا ہونا چاہیے دیکھتے کہ عزت کی صورت نہیں تھی۔ وہاں داخل ہوتے ہی تمام لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی تھی، لیکن تسانہ نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی میز پر آگے ایک سانس پھینکتے ہوئے کہا "ہائے"

وہ چمپ چمپ سینڈویچ کھاتی رہی اور کافی پیتی رہی۔ دوسرے نے کہا "جو ان شہنوں میں ڈوبنے کے لیے ہوتی ہے اور اس عمر میں تم کافی پی رہی ہو"

بیک میدھا ہو کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "یہ بے چاری اپنے کسی منٹے پر غور کر رہی ہے۔ یہی تو سب نہیں کرتا چلیے۔ جو یہاں سے۔"

دوسرے نے کہا۔ "یاد رکھو یہ جو۔ ابھی تو وہی کر کے آئے تھے اسے اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ یہ اپنا کارہہ کیسے بدل گیا؟"

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ "تو تیار ہو کر چلا۔ پھر اس کی مرضی کے مطابق بولا۔ "آخر تم انسان ہیں۔ کبھی بھی میرے اندر بھی شرافت کرو لینی ہے۔ ہم یہاں کی سڑکوں پر اپنے کارڈ میں لے جاتے ہیں، لیکن کسی تھلائی کو اس کے حال پر بھڑو دینا بہت بڑی مروتا ہے جو یہاں سے۔"

وہ دونوں اس کے حکم پر چلتے تھے لہذا اس کے ساتھ چلے گئے۔ وہ کافی پینے لگی۔ ذرا دیر بعد ہی دو چور جس آگرا اس کے پاس بیٹھ گئے اور وہ نے بہت گرامیک آپ کیا ہوا تھا مگر کو چھپانے کی ہر گھن کر کوشش کی تھی۔ ایک نے تار کو تار گاری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے یاد چلتا ہے میں نے انہیں کہیں دکھا ہے۔"

تیار نے کہا۔ "دیکھا ہو گا۔"

دوسری عورت نے پوچھا۔ "کیا تم میٹرم سہوا کی اجازت سے آئی ہو؟"

"میں کی میٹرم سہوا کو نہیں جانتی۔"

"اس علاقے میں دھندلا کرنے سے پہلے میٹرم کو جان لو اور پہچان لو۔"

اس کی اجازت کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتی تھی۔ ایسے غائب کوری جاؤ گی کہ پولیس دانے بھی سزاخ نہیں لگا سکتی گے۔"

"میں تمہاری میٹرم سے ضرور ملوں گی۔"

"بانی دی ہے، تمہیں یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اتنی حسین ہو، کم عمر ہو، انہیں تو چڑوں دینے کا ڈانگ میں مل جانا کریں گے۔"

"میں تمام دونوں کے مشوروں پر غور کروں گی۔ پتیز مجھے تمہا چھوڑ دو۔"

"کچھ ضروری بھی سمجھی ہو۔"

ایک شخص نے قریب آگے آئے دیکھتے ہی دونوں عورتیں اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اس نے کھور کر کہا۔ "میں ایک میدھی سادی لڑکی کو پریشان کر رہی ہو۔ جہاں جا رہی ہوں۔"

وہ دونوں چُپ چاپ چلی گئیں، اُس نے پوچھا۔ "کیا یہی یہاں بیٹھ سکتا ہے۔"

تیار نے دیکھ کر ہی تھی۔ وہ جسامت میں اتنا پھیلا ہوا تھا کہ آدھی سے زیادہ بلند دکھائی دے رہا تھا۔ جس سے چھٹا پتہ مدعا شنگ لگ رہا تھا لیکن معصوم بننے کی انتہا کی کوشش کر رہا تھا۔ تیار نے کہا۔ "یہ بیٹھنا۔"

وہ اس کے قریب ایک کرسی بیٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "تم کون ہو؟"

کہاں سے آئی ہو؟"

"کیا تم پولیس والے ہو؟"

وہ بیٹھے ہوئے بولا۔ "میں نہیں یوں ہی پوچھ رہا ہوں تمہارے میسٹر حسین لڑکی ایسے سیکورٹ میں نہیں آتی۔ میں نے ان میں بد مروتا کرو دیکھا۔"

تھا، موزن رہا تھا اگر وہ شرافت کریں گے تو ان کی پٹائی کروں گا۔ قسمت ابھی تھی جو چُپ چاپ گئے۔"

تیار نے بیٹھتے سے پوچھا۔ "کیا تمہارا نام تینوں کی پٹائی کر کے ہو؟"

وہ چہرہ بستے ہوئے بولا۔ "ارے یہ تین کیا ہیں۔ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں کیسے تین میں سولانا رکھ سکتا ہوں۔"

وہ باتوں کے دوران اس کے اندر کی بائیں مٹوم کر رہی تھی اگر اسے خیال تو آتی، اتنی تب بھی اتنا تو سمجھ ہی لیتی کہ کوئی ایک چوڑا اور خوبصورت لڑکی کے پاس کیوں آتا ہے وہاں کیا ہے۔ وہ کھد رہا تھا اگر تم قبول کر دو تو میں بہت بڑی خدمت دے رہا ہوں۔ تمہیں دیکھیں وہ ہزار ڈالر لاکر دیں گے۔ تم میری پرسنل سیکرٹری نہ کر ہو گی۔"

تیار نے اپنی ہنسی۔ "موت ہے کہ قریب ہو گئی۔ وہ خوش ہو گیا۔ پتہ پھینس رہی تھی۔ وہ اور زیادہ بولنے لگا۔ "میرے پاس ہونے والی عورتیں کو گی، تمہارے لیے ایک کارڈ ایک چھٹا سا بنگلا ہو گا۔"

وہ بولتا جا رہا تھا اور وہ سمجھتی جا رہی تھی کہ اس کی ایک طرف کی جیب میں دس ہزار ہیں اور دوسری طرف کی جیب میں دو ہزار اس نے چند ساتوں کے لیے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ اسے اسی طرح بولتے رہتے ہو جو دیکھا۔ پھر جیب میں اتنا ڈال کر دس ہزار روپے کی لڈی نکالی اسے اپنی جیب میں رکھ لیا اور اس کے دماغ کو آلودہ چھوڑ دیا۔ وہ اسی طرح بولتا جا رہا تھا۔ پھر ایک بیک لگ گیا۔ تیار کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "سواری پتہ نہیں، میں کیا کچھ بولتا رہا ہوں۔" دماغ نہیں دیکھ کر کئی بھی خوش نہیں رہ سکتا۔ پھر لڑکی اڑا رہے تھے۔ "تم نے تمہاری آؤدی ہے۔ میں آج ہی وہاں نہیں رہ سکتی۔ کل ملاقات کروں گی۔"

وہ بیٹھے ہوئے بولا۔ "تم کل کی بات کر رہی ہو۔ شنگا کو اسب سے بدنام علاقہ ہے۔ باہرات کا اندھیرا پھیل چکا ہے۔ یہاں ایک سے ایک خطرناک جرم رہتا ہے۔ وہ انہیں میرے پاس واپس آنے کو توجہ ہی نہیں دیں گے۔"

وہ ابھی بولے اٹھتے ہوئے بولی۔ "مجھے انہوں سے میں اتنی بڑی آواز اتنی جلدی قبول نہیں کر سکتی۔"

وہ کوئی جواب سے بغیر جانے لگی۔ وہ واپس بیٹھے ہوئے اُسے دیکھ رہا تھا اور سوج رہا تھا۔ "آگرا کہاں جائے گی، میں اس علاقے سے باہر جانے کو مارتے ہی نہیں دوں گا۔ آج آدھی رات سے پہلے یہ میرے بیڈروم میں ہو گی۔"

وہ سیکورٹ سے باہر نکل پھڑکی اور اس کا ماحول میں رہنے کے بعد خیال پیدا ہوا۔ "میں نے ایسے جرموں کو ایسا کارڈ بنا دیا ہے۔ یہ سب سے کم لو لو سے کہتا ہے۔ جرائم سے بھری ہوئی دنیا میں زندہ رہنے کے لیے مجھے اتنی جرموں سے بھرے جرموں کو کاشا چاہیے۔"

وہ ایک اسٹال کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ شنگا کو شائع ہونے والے تمام اخبارات اسٹال کے اسٹیڈ پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایسا اخبار خریدا جس میں زیادہ تر جرائم کی رپورٹ شائع ہوئی تھیں اور وہ بڑے بڑے

یوں کے متعلق معلومات حاصل ہوتی تھیں۔ اس نے اخبار خریدا، پھر ایک جیکبی روک کر پھیل سیٹ پر بیٹھ گئی۔

سے ایک بول کا پتہ بتایا اور اخبار کھول کر دیکھنے لگی۔ وہ تنہائی اور فرصت بے وقت اسے پڑھنا چاہتی تھی۔ لکھا ہلے کھولے ہوئے تھے تاکہ وہ دیکھ لے وہ ہزار کی قیمت والے کے متعلق معلوم کرے۔ پتہ چلا کہ کسی ڈراما نویس کی لاکھی ہے۔ اسی کے ننگے کی طرف اسے لے جا رہا ہے۔ اس نے اخبار کو تار کر کے پونے کہا۔ "میں نے جو بڑی سی رکان ہے وہاں گاڑی روکو۔ مجھے ایک خصوصی چیز دینا ہے، صرف ایک منٹ میں آ جاؤں گی۔ تمہیں بیٹھے زیادہ دگنی وہ وہاں کے سامنے لگ گیا۔ یہ پھیل سیٹ سے نکل کر تیزی سے چلتی ہوئی مکان کے اندر کی جیب میں دس ہزار ڈالر تھے۔ اس نے اپنے لیے خوبصورت لباس خریدے اور ضرورت کی دوسری چیزیں خریدی رہی۔ وہاں کے دوسرے حصوں میں جا کر باہر بیٹھی والے کو دیکھ کر ہی، وہ اپنی گاڑی سے نکل آیا تھا، وہ بھی وہاں کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تھا۔ کبھی ایک شوکین کے پاس جاتا تھا، وہ دوسرے شوکین کے پاس جا کر اس کے پاس لے دیکھنا چاہتا تھا۔ آخر وہ وہاں کے اندر گیا، سیکورٹ ہے ہوئے بولا۔ "میں کچھ ملان آٹھا کرے ہوں۔"

تیار نے ہل آدیا، پھر سالن کے ساتھ پھیل سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ ڈراما نویس نے ایک سیٹ منگوائی، اس کے بعد اپنی منزل کی طرف جانے لگا۔ کچھ دور جانے کے بعد تیار اس کے دماغ پر قابض ہو گیا اس نے ایک بول کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ دروازہ کھول کر اپنا سامان اٹھانے لگی۔ پہلے کا بولنے دوزخا ہوا گیا۔ پھر اس کا تمام سامان اٹھانے لگا۔ اس نے دروازے کو بند کر دیا، گاڑی پھر آگے بڑھ گئی۔ وہ تھوڑی دیر تک اس جیکبی کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ ابھی خیال تو آئی کہ اتنا تھی چلے پھر تے کسی کے دماغ میں متعلق نہیں رہ سکتی تھی سیکورٹ سے دماغ پر قبضہ چھوڑنا چاہتا تھا۔ جب وہ دور نکل گیا تو اس نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا مگر پھیل سیٹ کی طرف دیکھنے کا موزن نہیں دیا، اسی حالت میں ہر شخص سے کہتا ہے وہ تھوڑی دیر تک وہی طور پر کیسے قابل ہو گیا تھا۔ تیار نے اُسے سوچنے دیا پھر تیزی سے چلتی ہوئی پہلے کے اندر آئی، اپنے لیے ایک کرایا۔ وہاں اس نے اپنا تمام سامان اٹھانے کے لیے اس کے سامنے لگ گیا۔ وہ بول کے لیے اس کے ساتھ لٹ کے ڈریسے ساتوں منزل پر پہنچ گئی۔ اپنے کمرے میں آئی پھر بولنے کو ٹیپ دے کر رخصت کر دیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اور آگرا کے سامنے پتہ دیکھ کر کوئی گئی وہ صرف نام بدلنے سے کام نہیں چلے گا۔ مورتیاں امریکا کی حیثیت سے بہت مشہور تھی۔ شنگا کو اس کے سامنے تیار کو اس کی حیثیت لگ جانتے تھے۔ اسے سونیا کی طرح ایک آپ کر کے چورہ بدل نہیں آتا تھا اور وہ سب کچھ دیکھتا چاہتی تھی لیکن اس کے لیے نہیں پڑ سکتا رپاش کی ضرورت تھی۔

وہ اخبار کھول کر پڑھنے لگی۔ ان صفحات میں پھیل جرائم کا ذکر تھا کہ پھر کسی طرح پھیلے گئے کسی طرح ان پر عقبات چل رہے ہیں باس طرح پڑوں

کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ پھر تازہ ترین واردات کی بھی خبریں شائع کی گئیں تھیں۔ ایک صفحے پر دو خوروں کی تصویریں تھیں۔ ایک کا نام ویلی ڈاڈ اور دوسری کا نام پامیلا آرک تھا۔ دونوں پر الزام تھا کہ وہ ڈاکے ڈالتی ہیں۔ انہوں نے پانچ قتل کیے ہیں۔ مقدمے کے دوران انہیں بڑی شہرت حاصل ہوئی تھی۔ پولیس ادرائی میں جیل والے پھر لوگوں کو سسٹن کے باوجود ان کے عقاب کو بے اثر نہ کر سکتے تھے۔ ان کا کہہ پھر تھوڑے عرصے میں ان دونوں کو باغی طور پر بڑی کر دیا گیا تھا۔

تیار نے سمجھا ان کے متعلق پڑھ رہی تھی۔ کبھی تصویریں دیکھتی جا رہی تھی اور سوج رہی تھی۔ یہ دنیا مردوں کی ہے، جو تو ان کو جرائم کی دنیا میں لانے والے بھی موبوتے ہیں۔ انہیں کسی کیس کی طرح سمجھ کر دے ہیں، ان کو ان کے بازاؤں میں پھنسا دیتے ہیں۔ یورپ کا کوئی ملک، امریکا کی کوئی اسٹیٹ، کوئی شہر ایسا نہیں ہے، جہاں کے کلب اور قمار خانے خوروں کے بغیر چلتے ہیں۔ وہاں تو کس ضروری ہوتی ہیں اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انہیں مجبورا جرائم کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ تیار نے سوچا اگر میں خطرناک معصوم لڑکیوں کو بھی یہ دماغ سے نہیں چھوڑتے۔ تیار نے سوچا اگر میں خطرناک خوروں کی ایک تنظیم قائم کروں تو یہ رقم کھائی ہوئی خوروں کی دوسری خوروں کا تحفظ کریں گی اور میرے بھی کام آتی رہیں گی۔

اس نے ویلی ڈاڈ اور پامیلا آرک کی تصویریں کو باری باری غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ان کی آنکھوں میں جھانکے گی، اس طرح وہ پہلے ویلی کے دماغ میں پہنچی، پھر جوتھ اور ویلی کے سلسلے میں دونوں پر مقدمات پڑتے رہے تھے لیکن دونوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ پامیلا کی سسٹن سٹی میں رہتی تھی، ویلی سینٹ لوئیس کی رہنے والی تھی۔ کیس اس سسٹن میں آکر واردات کرتی تھی پھر اپنے شہر چلی جاتی تھی۔

ویلی اس وقت اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے مختلف صورتوں پر چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا تعلق ایک بہت ہی مشہور سلسلے سے تھا، اس سلسلے کا کردار بیٹھ ایک بلجیٹا ہوا تھا، اس سے کہہ رہا تھا۔ "ہم ویلی، اتم نے دو بیٹوں میں کافی شہرت حاصل کی ہے۔ میں اپنے سلسلے میں تمہارا ایک سسٹن خیر اندوزی شائع کرنا چاہتا ہوں۔ اگر انٹرویو کے ساتھ کچھ خاص تصاویر پڑھانے پر راضی ہو جاؤ تو پچیس ہزار ڈالر دوں گا۔"

ویلی نے عقارت سے دیکھا۔ پھر سیکورٹ ہے کہ کیا میرے کا سولہ پچھ کرے کوئی کرنے آئے ہو۔ کیا تمھے تو ان مجھے ہو۔ بدنام نامہ بیٹھ کر پلے بولنے کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر کی آفر ہے۔ لیکن میں اپنی جیب میں ان تصویروں شائع نہیں کرنا چاہتی، ان میں کوئی ماڈل گرل ہوں، نہ ہی کوئی بیٹھ کرنے والی ہوں۔"

ویلی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے مورتے گفتگو کر کے سمجھتی تھی، وہ کہتے پائی میں سے اور اتنی دو ٹوک اس کا ساتھ دے گا۔ وہ اندازہ کر رہی تھی اور تیار اس شخص کے دماغ میں یہ مٹوم کر رہی تھی کہ وہ دولت مند ہے کچھ کبھی ہے۔ ویلی پر اس کا دل لگ گیا ہے۔ وہ بول رہا تھا۔ "میرا اخبار پڑھو۔"

سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ میں نے جو پیشکش کی ہے، اس کی رقم میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیا تم تنہا میں تھوڑی دیر بات کر سکتے ہیں؟
 "بے شک، میرے بیٹرم میں آج آئیں۔"
 وہ دونوں بیٹرم میں آگے۔ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا: کیا تم اپنے ہی بیٹرم میں بلاتی ہو یا ہمارے بیٹرم میں بھی آ سکتی ہو؟
 وہ جہتے ہوئے بولی: تنہا میں ہی مطلب کی بات پر آ سکتے۔
 "میں کو رہا رہی آتی ہوں۔ وقت ضائع نہیں کرتا۔"
 "مجھ پر مقدمہ چل رہا تھا، اس کی تفصیل تمہیں معلوم ہے جس درلے منڈ نے مجھے اپنی خواب گاہ میں بلایا تھا وہ دوسری صبح مڑوہ پایا گیا۔"
 وہ جہتے ہوئے بولا: پہلی بات تو یہ کہ کوئی تمہیں قاتل ثابت نہیں کر سکا۔ دوسری بات یہ کہ قاتل کو کچھ اور ہوتے ہیں بلکہ ان کے انداز کچھ اور ہوتے ہیں۔ تم میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ سیرمی بات یہ کہ میں کوئی اتاری نہیں بلکہ تمہیں گلے سے گاؤں کا گھر گروں تک نہیں پہنچتے۔ وہاں گھر اس نے برلیف تک نہیں کھول کر ڈروں کی پانچ چھوٹی گڑیاں نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: یہ پانچیں ہزار ہیں۔ میرے ساتھ پلو، ڈرائنگ روم میں باقاعدہ ایک ریجنٹ ہوگا۔ لیکن وہ انگریز ریجنٹ صرف انگریزوں کے کھیلوں میں ہوگا۔ اس کے بعد میں تمہیں اندھنچیں ہزاروں کے ساتھ دینی ہے۔ مسکراتے ڈروں کی گڑیاں لیں۔ پھر انہیں بستر پر پھینک کر کہا: "اپنی گاڑی اور ڈرائنگ روم چھوڑ دو، میں دو گھنٹے بعد پانچ جاؤں گی۔"
 "میں دلی افسوس سے اس بات سے ڈرائنگ روم سے رہا ہوں۔ اپنے ساتھ ایک مختصاً چھپا رہی ڈالنا، بلکہ پرس بھی لانا کی ضرورت نہیں ہے۔"
 وہ جنگ کی طرف گئی۔ اس کے سر اٹنے والی نرس نے ایک پرچی نکالی، پھر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: یہ ایک معروف لیڈی ڈاکٹر کا خستہ ہے۔ میں اس کے مطابق دوامی استعمال کر رہی ہوں۔ اس میں درد و اہمیں ملی ہیں جنہیں میں رات کے ایک بجے استعمال کرتی ہوں، انہیں اعتراض ہو تو توجہ افسوس ہے، میں نہیں آسکوں گی۔ مجھے اپنی زندگی عزیز ہے۔ پہلے اپنا علاج کر لوں گی۔"
 "تمہیں کیا ہوا ہے؟"
 "جو بھی ہوا ہے، تمہیں کوشش میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ میں وہاں سے لے کر آؤں گی۔ ہادی سوماسٹی کی سرگزشت کے پاس ایک پرس لازمی ہوتا ہے، کیونکہ وہ پہلے ہوتے ہوئے ہونے کی سرگرمی درست کرتی ہے، پھر سے پلین کرتی ہے۔ اپنے تاخیر پر نال کرتی ہے۔ تم لوگوں کی نظر میں خوب سے خوب نظر آنے کے لیے پرس بوسے مدد لازمی ہے۔ لہذا میں عالی ہاتھ نہیں آؤں گی۔ بالائی دوسرے، جب میں تمہارے دروازے پر آؤں تو اچھی طرح چیک کر لینا۔ مجھ کو داخل ہونے کی اجازت دینا۔"
 وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے بولا: اکل رات اسٹ ایڈن۔"
 وہ اسے پرتا پرتا ہوتا تھا۔ وہ چھپے ہوئے کربولی۔ پیر ڈرائنگ روم

میں ابھی ہمارا ایجنٹ نہیں ہوا ہے۔"
 "لیکن میں کہیں ہزاروں سے بچا ہوں۔"
 "یہ تمہارے لیے ہے، ہاتھ لگانے کے لیے نہیں۔"
 وہ ایک گری سائٹس سے کربولا: "اچھی بات ہے۔ میں اپنی گاڑی اور ڈرائنگ روم چھوڑ کر جا رہا ہوں۔"
 وہ چلا گیا۔ تاناز سے چھوڑ کر پامیلا کے پاس پہنچی اور بالکل صبح وقت پر پہنچی۔ اس وقت وہ کسی ہونے والی ایک دوا کے ساتھ چیک گئی تھی۔ اس کے سامنے تین ہتے تھے ہونے تھے۔ ایک نوجوان ریولور دکھاتے ہوئے کھڑا تھا۔ ہم اسے استقبال نہیں کرنا چاہتے۔ اس کا ہاتھ لگایا ہے۔ اگر شہرہ میاؤں کو آدم کوئی خطرہ محسوس کریں گے تو پھر اس کی گولیوں کا خزانہ خیریت جسم میں آداریں گے۔"
 وہ پریشان ہو کر بولی: "آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"
 ریولور دالنے لگا: "تم جیسے تمہیں ایک ڈیڑھ میرا باپ تھا۔"
 دوسرے نے کہا: "تم نے اس کے ایک بیٹے کو قتل کیا وہ میرا بیٹا تھا۔ تم نے میری بیٹی کو بیوہ بنا دیا، اس کا گھر آغاڑا میرے بیٹوں کو قتل کرنے سے بچا۔ اس کی بہت بڑی جائیداد ہے، نام نکھالی۔"
 ریولور دالنے لگا: "میرا باپ جس بیٹرم میں مردہ پڑا ہوا تھا، وہاں کی پوری کھلی ہوئی تھی۔ ایک اندازے کے مطابق اس میں پانچ ٹانگے ڈال رہے تھے۔ پوری تجویز کا صفایا کر دیا۔"
 وہ بولی: "یہ ثابت ہو چکا ہے کہ میں جانے داروں پر موجود نہیں تھا۔ میرا دل نہیں ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔"
 "بجاس امت کو وہ ہم جیسا کہنے میں اس پر عمل کر دو۔ ہم اس کو کسی پر ہتھ لگھانے ہاتھ پاؤں باندھ دیں گے اور دوسرے مکان کی تلاش میں لے گے۔ پوری کی پوری رقم اور جائیداد کے کاغذات ہمیں کہیں رکھے ہوں گے اور اگر تمہیں ہوتے تو میں قانونی طور پر یہ کاغذات لایا ہوں، ان میں تمہارے دستخط ہوں گے۔ اس کی نوٹس تم میرے بیٹوں کی اس جائیداد سے غروم ہو جاؤں گی، پھر تمہارے ہاتھ لگھانے کے لیے۔"
 وہ چپ چاپ ایک گری پر بیٹھ گئی۔ وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ لگے وہ دل ہی دل میں غملا رہی تھی اور سوچ رہی تھی: "میں نے آج تک کسی کو سعادت نہیں کیا، جو مجھے ایک ہاتھ پڑتا ہے، میں اسے ایک شوکر میں جڑ تک ہتھیار دیتی ہوں۔"
 وہ انجاناً ایسا سوچ رہی تھی اور پریشان ہو رہی تھی، اس نے نقد رقم اور مالدار کے کاغذات قائلین کے نیچے چھپا کر رکھے تھے۔ زمانہ تھوڑی دیر تک سوتھ رہی، پامیلا کو اس کی جائیداد کے کاغذات اور رقم کے ساتھ بچانا ضروری تھا اور خیال خزانہ کا مظاہرہ بھی نہیں کرنا تھا۔
 وہ خود اپنی جگہ سے اٹھی، کمرے سے نکلے لاکھ لاکھ کے ڈرائیو نیچے آئی، گاڑی پر چالی بیٹھی، پھر پورٹ سے باہر کھڑی ہو کر دوڑنے کے بعد ایک ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہو گئی۔ وہاں سے اس نے پولیس ڈائرینگ

کے ایجنٹ سے فون کیا۔ فون پر جواب ملا: "سیلو، کیا بات ہے؟"
 "میں ایک ٹیلیفون بوتھ سے بول رہی ہوں۔ اچھی سامنے والی سیکریٹ سے کچھ ضروری تھی، وہیں میں نے دو آدمیوں کو باہر کرتے ہوئے سنا کہ اچھی کیسا اسٹی میں پامیلا آکر کون کون کیا جانے گا۔"
 حیران سے پوچھا گیا: "کون پامیلا آکر؟"
 "وہی جس کا مقدمہ چل رہا ہے اور جسے آج کر رہا گیا۔"
 اس نے پامیلا کے گھر کا پتہ بتا کر پامیلا کو آکر کہا: "خود اس کی خدمت کریں۔ اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ ان دو اسپینوں کی باتوں سے پتا چلا ہے، پامیلا کو قتل کرنے میں آئی جانیں گے۔"
 "کیا وہ اچھی دہاں کو جو ہیں؟"
 "وہ ایک ایک ٹیلیفون میں بیٹھ کر کہیں جا چکے ہیں۔"
 "کیا تم ڈراؤ کر رہی ہو؟"
 "پلیز اسے ڈراؤ نہ سمجھیں۔ آپ اپنے وسیع ذہن سے فورا میری بات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔"
 رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے فون کا لیبل رکھا۔ بوتھ سے باہر آئی اسی طرح پہنچ ہوئی گاڑی پر پہنچی۔ اپنے کمرے کی چابی لی، تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں گئی۔ وہاں پہنچ کر اس نے اسی پولیس افسر کے سامنے پہنچ کر دیکھا۔ اتنی دیر میں اس نے کیسا سٹی کے پولیس ڈائرینگ سے رابطہ قائم کر لیا تھا اور پامیلا کے گھر کا پتا بھی بتا چکا تھا۔ وہاں کی پولیس حرکت میں آئی تھی۔ زمانہ یہاں سے مطمئن ہو کر پامیلا کے پاس پہنچ گئی۔
 وہ کچھ سوچ کر ہی کمرے پر پہنچ گئی تھی تاکہ اسے باندھ دیا جائے۔ کیونکہ جہاں سے پہنچی ہوئی تھی، وہاں اسے قائلین کے نیچے موجود اراکے نوٹس بکھرتے ہوئے تھے۔ جائیداد کے کاغذات بھی وہیں رکھے ہوئے تھے۔ وہ پہلے کمرے کی ایک ایک چیز کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے، اتنے میں وہ فون کی کھٹی بیٹھی گئی۔ وہ سب چیک کر کے فون کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر اٹھوں نے ایک دوسرے کو ماریا نظر سے دیکھا۔ ایک نے پامیلا کی کپڑی سے ریولور کی لٹکانے سے کہا: "سوچو گھر فون پر بات کرنا۔ اگر کسی کو اٹھایا گیا یا ماریا دیا تو گولی مار دیں گے۔"
 دوسرے نے لیبل دکھا کر اپنے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے کہا جا رہا تھا: "میو، سیلو، ہم پرس پامیلا آکر سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"
 اس نے لیبل سے پامیلا کے کان سے لگایا۔ پھر اشارے سے کہا: "بولو۔"
 ایک جوان پامیلا کے سر سے لیبل کر لیبل سے لے کر آواز میں رہا تھا۔ وہ بولی: "سیلو، میں پامیلا بول رہی ہوں۔"
 "میں اطلاع لی ہے کہ تم خطرے میں ہو۔ کیا یہ درست ہے؟"
 وہ فلا پکچا پائی، ریولور دالنے لگا: "میرا وہ جلدی سے بولی۔"
 "نہیں، میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔"
 وہ ایک ایک کر بول رہی تھی۔ دوسری طرف سے کہا گیا: "ہم سامنے دالے ہوئے ہوئے ہیں۔ پولیس نے چاروں طرف سے تمہارے مکان

گھر لیا ہے۔ اگر خطے میں نہیں ہو تو مکان سے باہر آ جاؤ۔"
 ایک نے لیبل سے ماڈتہ میں پرتا پرتا کر پامیلا سے گھومتی ہیں کہا: "میں جواب دو، تم بیچارہ، باہر نہیں آ سکتیں۔"
 پامیلا نے کہا: "کیسی باتیں کرتے ہو، شام تک سب نے مجھے اچھی طرح جانتے پھرتے دیکھا ہے۔ یہ بیان کام نہیں آئے گا۔"
 "جو تم کہہ رہے ہیں وہ کتنی ہاڑ۔"
 اس نے ماڈتہ میں سے ہاتھ چھایا۔ پامیلا نے کہا: "میں افسوس ہے، میں باہر نہیں آ سکتی، بیچارہ ہوں۔"
 دوسری طرف سے کہا گیا: "بیچارہ کی پروا نہ کرو، تم جیسے ہی باہر آؤ گی، ہم تمہیں اسپتال لے جائیں گے۔"
 ریولور دالنے نے کمرے کے اشارے سے نہیں کہنے کے لیے حکم دیا۔ وہ بولی: "میں نہیں آ سکتی۔ آپ مجھ کو کریں۔"
 دوسرے نے لیبل رکھ دیا۔ پھر تینوں ایک دوسرے کو کوشش پھرئی نظر سے دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا: "یہ پولیس یہاں کیسے پہنچ گئی؟ لایالہ والا آہستہ آہستہ چلا پھر گیا، باہر سے کون سا ہتھیار باہر کی طرف دیکھا۔ وہاں پہنچ کر پولیس والے نظر آ رہے تھے۔ ایسے ہی وقت تنازع صرف چند سیکنڈ کے لیے اس کے داغ باغ باقی ہوئی۔ اس نے ریولور سے کھڑکی کے شیشے کو توڑا۔ پھر وہاں سے فون کرنا۔ تنازعے داغ کو آواز پھینچ دیا۔ اس کے ساتھیوں نے ٹھیک کر لیا۔ یہ یہی حکمت کی تم ہے؟"
 پہلا تو وہ پٹلیا، پریشان ہوا کہ اس نے ایسا کیا کیا پھر ڈھیلے پن کر بولا: "اگر کیا کرنا پولیس والوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، پانچ سے فائرنگ کرتے ہوئے یہاں سے نکلتا ہوگا۔"
 فائرنگ ہوتے ہی پولیس والے گھر آگے گئے تھے۔ آٹھوں نے ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے لڈا پھینک کر ذریعہ لگا۔ "میں معلوم ہوا ہے تم قتل میں تین ہو، یہاں سے فوننگ نہیں ہے۔"
 وہ تینوں دوڑتے ہوئے مکان کے پھلے دروازے کی طرف گئے ایک نے دروازے کو ذرا سا کھول کر دیکھا تھا۔ اسی وقت کسی نے نندک لات ماری۔ تینوں لوگوں کو بچھڑ گئے۔ پولیس والوں نے ٹھان میں ٹھان میں کوشش زور کرنے والی آواز کے ساتھ پھرتے کی طرف فائرنگ کی تاکہ تینوں محفوظ رہیں اور زندہ گرفتار کیے جا سکیں۔ ریولور والا پلٹ کر گھٹان چاہتا تھا، آفسیر نے مجھے پورے اس کی ٹانگ پر گولی ماری۔ وہ لوگوں کو گر پڑا، پھر پولیس والے ذہناتے ہوئے اندر آئے۔ ان کا کھیل ختم ہو چکا تھا۔ پامیلا محفوظ تھی، تباہی نے اس کے بہت سے دلائل ماری تھے۔ اب اسے کسی وقت بھی اپنی آواز کرنا سکتی تھی۔ لہذا خیال خزانہ کے ذریعہ وہی کے پاس پہنچ گئی۔
 وہ بچپن ہزاروں دھول کرنے کے بعد اس کے گھر پہنچ گئی تھی۔ مزید پانچیں ہزاروں وصول کرنا چاہتی تھی۔ اللہ تھا اس کی تجویز میں اور جو کچھ ہوگا اس کی بھی صفائی کر کے مانے گی۔ اس کے پرس میں دو واؤں کی دو چھوٹی خشتیاں تھیں جنہیں وہ رات کے ایک بجے استعمال کرنے کی غرض سے لٹائی

تھی۔ لیکن ایک شہنشاہ کی رہا اپنے شکار کے ملنے تک پہنچانا ہوا تھی۔ وہ جانتی تھی اسے لگ بھگ توڑوں کو اپنے گھر میں بلا کر ہونڈ میں آنے کے لیے بیٹے ہیں، ایک نہیں کئی پیگ بیٹے ہیں۔ وہ کسی دوسری جا میں روا کھول سکتی تھی۔ ویسے وہ بہت بوشاد تھا۔ اس نے وہی کو گھر کے اندر لانے سے پہلے اس کے برسر کو چمک کیا تھا۔ اب اس کے ساتھ بیٹھ کر بی رہا تھا۔ اپنے سے جا کو لنگھوں کے سامنے ہی رکھتا تھا جس پر ٹوک سے پی رہا تھا۔ اسے بگاڑ دے اور نہیں ہونے دیتا تھا۔ جب وہی اسے اٹھا کر اپنے لیے جا مانتی تو وہ ڈر سے دیکھتا تھا۔ اور جب کسی کام سے اٹھ کر جانا ہوتا تو ایک ہاتھ میں بول پھرتی تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے جا اٹھا کر جس کام سے جانا تھا وہ کمرے کے دایں آجاتا تھا۔

وہ پریشان ہوئی اس کا اس دن نہیں لگ رہا تھا۔ لیسے میں تانانے مشکل آسان کر دی، وہ آدھی ٹوک پینے کے بعد اٹھ گیا کہنے لگا "میں ہاتھ نہ سے آتا ہوں۔"

وہ لوکھڑا ہوا ہاتھوں میں گیا پھر روزانے کو بند کر لیا۔ وہی نے بڑی بھرتی سے وہ دھالائی۔ وہ اور دھال چا پھڑک گیا تھا اس نے دو کے چند قطرے اس میں چکادے۔ پھر شہنشاہ برسر میں کھلی۔

وہ ہاتھوں کا روزانہ کھول کر باہر آیا۔ وہ لگاتار ہرے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ یہ جو شہنشاہ ہے تو کوئی کو تو بتا دیتا ہے۔ میں اتنی دیر سے بڑا سلا تھا۔ اب تک میں آٹھ اٹھ ہاتھوں میں چلا گیا کہ میں تم نے میری شراب میں کچھ ملا تو نہیں ہے؟

وہی نے اپنا جام اس کے سامنے رکھا۔ پھر اس کا جام اٹھتے ہوئے بولی۔ تمہیں شہنشاہ ہے تو میری شراب تم پر۔ تمہاری شراب میں بیٹی ہوں۔ اس نے ہنسنے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ سے اپنا جام لینے ہوئے بولا۔ میں نے فی ضرور یہ سب کچھ بوش میں ہوں۔ ہو سکتا ہے تم اپنے اپنے جام میں کچھ ملا یا جو اور اب وہاں سے میری طرف بڑھا رہی ہو۔ پورا بتا ہی جاؤ اٹھاؤ۔

وہ جان بوجھ کر چپکانے لگی جیسے واقعی یہ نقلی کر بیٹھ کر بولنا اپنے بائیس سے ایک گھنٹہ میں نہیں پہنچا جاتی ہو۔ وہ ہنسنے ہوئے بولا۔ آخر پہلی گئی، میں آدھی بڑھاپے پر لگ لیتا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے جام کو ہونٹوں سے لگایا پھر شہنشاہ ابلی کر دیا۔ جام کو میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ تم نے ابھی تک نہیں پی۔

وہی نے اپنے جام کو اٹھایا۔ پھر اسے ہونٹوں سے لگ کر خالی کر دیا۔ منے لگی۔ جو لوگ خود کو بہت زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں وہ کبھی عقل کا کام نہیں لےتے اور جنہیں عقل سمجھا جاسے، وہ کبھی کبھی عقل مندی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم لوگ خود کو واقعی سمجھتے ہوتے ہیں؟

وہ دھپ سے صوٹے پر گر پڑا۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھا رہا انھوں کو بچ کر اپنے سامنے ڈر سے دیکھنے لگا جیسے کچھ نظر آ رہا ہو۔ ہرگز نہ گھبراہٹ سے کچھ نظر آ رہا، یہ کیسی عجیب سی بات ہے ابھی میں

انے لئے میں تھا۔ اور اب کچھ عرصے میں میں ہر پہلے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایک گھنٹہ بھی نہیں پی ہے۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ دوسرے ہی لمحے اٹھ کر صوفے پر گر پڑا۔ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ مجھے مروٹنے میں اپنے نہیں لگتے جو کہ سامنے ہوتا ہے اسے مدد ہی میں دیکھتے ہیں اور اسے خوب لگتے ہیں لیکن میں تمہارے سامنے خوب بن کر نہیں رہنا چاہتی۔

یہ سب رکھا دیکھ کے اس کی گئی۔ پھر اسے آن کیا کر کے کی فائوٹی میں ایک بہت ہی درد بھری مومیں کی آواز ابھرے گی۔ وہ بولی۔ میں یہ کیسٹ چھپا کر لائی تھی جہاں جاتی ہوں اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہوں۔ ذرا تو بے سوز۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب تک یہی کی کیفیت تھی وہی پھر روزانے کو بند کر لیا۔ کوئی فخرت ہی تھی، تڑپ رہی تھی، فریاد کر رہی تھی۔ لیکن وحشی دونوں کے ہمت سے اس کی فریاد پر غلبہ آگیا۔ پھر فریاد آہوں اور سکینوں میں ڈوبنے لگی۔ ڈوبتے ڈوبتے آگرم کو بولی۔

وہی نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ یہ جو آواز تم نے کسی میری تھی اور جو موقع میں ہے وہ میری پہنچیدہ دماغ ہے۔ میں ایک رات اس دماغ کو روک کر رکھ رہی تھی۔ اب تک مجھے دماغ سے میرے کمرے میں گھس کرنے تم نے میری پہنچیں کی ہیں، یہ یقین میرے بڑی ہی مستند ہے۔ لیکن وہ اس علاقے کے بہت بڑے برعاش سے چھوڑنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ یہ یقین اپنا ڈرنگٹ کے سامنے سے گزرنے والے سپاہیوں نے بھی کسی ہوں کی

لیکن وہ کان بند کر کے چلے گئے، کیونکہ انھیں بہرا بن کر رہنے کی فیس ملنے چکی تھی۔

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ میں اپنے اندر کچھ عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا ہوں۔ تم نے کچھ پلایا ہے۔ اور اور تم نے کیسٹ کیوں سنا رہی ہو؟

اس لیے کہ میں آج ان سونے میں ہاؤں گی، یہ سچو گی، یہ چلاؤں گی، زعفران کیوں کی لیکن تم جیسے ہی نہیں لگا سکو گے، تم سناؤں ہواں گی، جی رہو گے، دماغ سے نہیں بن سکو گے، اگر بن سکتے ہو تو آؤ، مجھے بتاؤ تم کتنے شردرد ہو؟

وہ ایک اسٹے تاتے سے چلتی ہوئی لیٹر کے پاس آئی۔ پھر اس پر چارواں ٹلنے پت ہوئی۔ اس کی طرف دیکھ کر سرحال لگی۔ ہاتھ کے اشارے سے بلانے لگی۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ میں محسوس کر رہا ہوں جیسے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔ میرے اندر کوئی جذبہ نہیں ابھر رہا ہے۔ مجھے کوری کا احساس ہو رہا ہے۔ تم نے کیا کیا ہے، پہنچاؤ بتاؤ تم نے کیا کیا ہے؟ وہ لغزت سے اٹھ کر بولی۔ وہی جو اس رات نہ کر سکی کیونکہ اس رات میں ایک سوز گھرنے کی شریف زادی علی باب میں یہ کیسٹ اپنے ساتھ

ہتی ہوں تم جیسے لوگوں کو سنا ہی ہوں اور بچتی ہوں، آخر تم لوگوں کا پیٹ میں نہیں بھرتا؟ تم لوگوں کی ہوں پوری کہنے کے لیے بے شمار بازاری عورتیں ہیں۔ پھر شریف زلیوں کی زندگی کیوں برباد کرتے ہو؟ تمہیں اپنی مردانگی پر اتنا غرور ہے کہ اور دوسرے کو بھڑھان کر بیٹھتے ہو۔ خدا اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر تو دکھاؤ؟

اس کی باتیں سن کر اسے طیش میں آنا چاہیے تھا۔ آخر وہ تھا اور مرد کو زبرد پر غصہ دکھانے اور اس پر بھجانے کا حق ہوتا ہے۔ وہ جوش میں آکر اٹھ گیا۔ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ منگولوں لگ رہا تھا جیسے طولی بیماری کے بعد بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوا ہے۔ دوسرے ہی لمحے وہ بیٹھ گیا۔ اس کے گھٹنے کا ٹکڑا رہ گیا۔ کمر میں زبرد نہیں رہا تھا۔ کھڑے رہنے کے لیے گھٹنے اور کمر کی مضبوطی لازمی ہے۔ وہ خود کو کھڑا رکھنا چاہتا تھا مگر ناکام ہو رہا تھا۔

وہ بولی۔ میں اپنے شکار کو قتل نہیں کرتی۔ اسے زندہ رکھتی ہوں لیکن کسی کو بند کھانے کے قابل نہیں بھرتی۔ آئندہ کسی مس عورت کو صرف اپنے پیروں کی چیز نہیں چھو گے۔ اور آؤ، میں تمہیں لیسٹک پنجاہوں کے اور اس کے قریب آئی۔ ہاتھ بڑھا کر اسے سہارا دیا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ ڈنگتے ہوئے کسی طرح بستر پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔

"یہ جوانی کا بستر تمہارے لیے بڑھاپے کے بستر نہیں کیسے تم سہارے کے برساں انگریٹ بھی نہیں سمجھتے۔ ویسے سو کر اٹھو گے خود کو تازہ محسوس کرو گے۔ چلتے چلتے جیتے رہتے ہوئے رہو گے لیکن آئندہ کسی عورت دباؤ زاری نظر سے نہیں دیکھو گے۔"

وہ آہستہ آہستہ اس کی تجویز پر ہاتھ صاف کرنا چاہتی تھی۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہی نے پوچھا۔ کیا اس وقت تمہارا فون آنے والا تھا؟

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ باری آدمی ہوں۔ کوئی بھی فون کر سکتا ہے۔ بلیرم اینڈ کو کمپنی سورا ہوں۔"

"تم بڑے عزت دار آدمی ہو۔ تمہارے پیروں میں میری آواز سنانا دے گی تو کیا تمہاری عزت بجز تمہیں سے گے؟"

"پیارے، آواز بنا کر بولو خود کو اس گھر کی گداس بناؤ۔ کوئی شبہ نہیں کرے گا۔" وہی نے آگے بڑھ کر لیسٹور اٹھایا۔ دوسری طرف سے تانا بول رہی تھی۔ "سیلوٹس وہی، اچھے نہیں جانتی ہو، لیکن میں تمہاری رگ رگ کو پہچانتی ہوں۔"

"میرے شوہر پر عمل کے بغیر اس کی تجویز کھانے کی اجازت نہ کرنا۔" تانا نے ایک خبر بتاتے ہوئے کہا۔ "اسے ذہن نشین کر لو تجویز اسی خبر سے کھلی گی لیکن کھتے ہی اندر ہاتھ نہ ڈالنا۔ اس کے اندر کسی چیز کو ہاتھ لگاتے ہی کئی کا پیٹنگ کے اور وہ ہاتھ اس وقت تک تجویز سے نہیں چمکا کا پیٹنگ تک تمہاری جان نہیں لنگے گی۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم کچھ کہہ رہی ہو؟" تجویز کو بڑھانے کے ذریعے کھولنے کے بعد خدا اور وہٹ جانا چلے اس کے اندر کوئی چھوٹی سی چیز چھینک دینا۔ "چلو مان لیا، اس کے اندر وہی تھتے میں کرٹ ڈوڑھاپے اسے کس طرح بند کیا جا سکتا ہے؟"

"جہاں وہ لپٹا ہوا ہے، اس پینگ کے نیچے تھے میں سر ہانے کی طرف ایک بین بے اسے آت کر دو۔ اس کے بعد تجویز کی ہر چیز تمہاری ہوگی۔"

"میں ابھی آجاتی ہوں لیکن تم کون ہو؟" تانا نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "لیسٹور کھتے کے لیسٹور منٹ تک انتظار کرنا جب وہ سوچا ہے تب تجویز کی طرف جانا۔"

"میں پوچھتی ہوں، تم کون ہو؟" جواب سنا تو یہا۔ "ہمدرد" اس کے ساتھ ہی لیسٹور رکھ دیا گیا۔

وہ بولا۔ سب کچھ کی بجائے رہی پھر اس نے لیسٹور کو کرپول پر بیٹھ دیا کھڑی دیکھ کر اس منٹ تک انتظار کرنے لگی۔ تانا اس شخص کو خود ہی نیند ملا رہی تھی۔ وہ اس منٹ سے پہلے ہی گہری نیند میں ڈوب گیا۔ وہ اطمینان سے جاتی ہوئی آہنی سفٹ کے پاس گئی۔ پھر تانا نے جو خبر بتایا تھا، اس کے مطابق اسے کھولنے لگی۔ اسے یقین نہیں تھا کوئی ایسی چیز ہوگی اس کو اتنا قیمتی مشورہ دے گی۔ بس اس کی ایک ہی بات دل کو لگ رہی تھی کہ وہ عورت ہے اللہ اس کی ہمدرد ہے۔

آئرن سیٹ کا پیٹ فورڈ ہی کھل گیا۔ وہی اندر رکھی ہوئی دولت کو سرائی سے سنبھلی پھا لیسٹور دیکھنے لگی۔ دونوں کی کئی گدیاں تھیں پھر میروں کا بلنگا پورا لراؤ کسی دوسرے قیمت زلیات کے ہونے تھا اس نے پینگ کے سر ہانے رکھے ہوئے گھریٹ کین کو اٹھایا۔ پھر تجویز سے خدا قاضی پر کھڑے ہو کر اسے چھینکا جیسے ہی وہ اندر پہنچا تو شہنشاہ کا ایک جھکا سا ہوا دی کی ادھر کی سائس اوبرہ گئی۔ فون ہرٹنے والی اطلاع سوتی صدور سے تھی۔ اگر وہ ہاتھ والا تھی تو وہی دم لنگنے کے بعد ہی ہاتھ وہاں سے نکلنا۔

وہ تیزی سے چلتے ہوئے پینگ کے سر ہانے آئی۔ نیچے لیٹ گئی۔ پھر کرپٹ بدل کر دیکھا جیسے ایک نفا سائرخ بلب روشن تھا۔ اس کے پاس ہی ایک بین تھا۔ اس نے بین کو دبا دیا تو سرخ روشنی بجھ گئی۔ سوز نظر آنے لگی۔ وہ دوبارہ کرپٹ بدل کر نیچے سے کئی اٹھ کر کھڑی ہوئی پھر پینگ کے سر ہانے سے لاٹھا اٹھا کر تجویز کے قریب پہنچ کر اسے کیا مطلب؟

اندکی طرف پھینکا۔ اس بار روشنی کا جھکا کا نہیں ہوا۔ اس نے لڑنے لڑنے سے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر تجویر کے اندر سے ہار چمکاتے ہوئے سمیروں کے ایک ٹکس کو اٹھایا۔ کوئی شہ نہ نہیں تھا وہ محفوظ تھی۔ اس نے اسے اٹھا کر اپنے پاس میں رکھا۔ پھر تجویر کی بانی پر پراختصاص کرنے لگی۔ تین دنوں کی طرح پراختصاص ہوئی۔ اس نے سمیرا اٹھا کر اپنے سر سے کہا۔ چوٹی کے کسی کوڑھنگے بیچٹ سے رابطہ قائم کر لو۔
تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے کہا۔ میں کل صبح کسی ٹھٹ سے کینسا سنی جاتا چاہتی ہوں۔

دوسری طرف سے جواب ملا۔ جسٹ لے منٹ۔
وہ انتظار کرنے لگی۔ پھر کہا گیا۔ مکمل ایک بجے کی فلائیٹ سے سیٹ مل جائے گی۔
"ٹھیک ہے، کونفرم کرو اور میرے کمرے میں جا کر رقم لے جاؤ۔"
رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے چوٹی کے ملازم کو بلا کر دس ڈالر کا نوٹ دیا۔ پھر کہا۔ مجھے کینسا سنی سے شائع ہونے والا کوئی اخبار چاہیے اس میں سے جو باقی بچے تم رکھ لو۔

وہ چلا گیا۔ تین دنوں کے ذریعے معلوم کرنا جا رہی تھی کینسا سنی میں کتنے نکات برائے فرشتے ہیں اور وہ کن علاقوں میں ہیں۔ اسے ایک بات ٹھکانے دی تھی وہ بہت کم نظر آتی تھی۔ پھر تنہا تھی بہت بڑی جانا اور خریدے گی تو فرشتہ کرنے والا اسے شہر کے دفتر سے دیکھے گا۔ بات پولیس اور ایٹمی جنس بینک پر بھی گئی تھی۔ اس کی خفیہ کوئی ہو سکتی تھی، ایٹمی جنس والوں کو اپنے پیچھے لگانا دانی مندری نہ ہوتی۔ وہ رفتہ رفتہ اس بات کی ترسک پہنچ سکتے تھے کہ ایک کم سن لڑکی اتنی دولت اور جان نذر لائی تھی کے ذریعے حاصل کر رہی ہے۔

اس نے ایک کسری سانس لی۔ ٹی بی بھی جیسا غیر معمولی علم حاصل کرنے کے بعد بھی اس دنیا میں کوئی تمہارہ کو کچھ نہیں کر سکتی دے کسی نہ کسی مرحلے پر مرد کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اب اسے اپنے آئی کی ضرورت تھی جو ڈاکٹر میرا ہو۔ تجربے کار جو اور اس کے پرنسپل کی شہر کے ذریعے انعام دے سکتا ہو۔

وہ خیالات سے چونک کر ڈروانے پر دستک پوری تھی اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا۔ کون ہے؟
آواز سنا دی۔ میں ٹرولنگ آگینے سے آیا ہوں۔ آپ کینسا سنی جانا چاہتی ہیں؟

اس نے دروازہ کھول دیا۔ اندر بلا یا۔ چوٹی کے ملازم انتظار سے آیا تھا۔ اس نے انتظار کے دورانے بند کر دیا۔ ٹرولنگ آگینٹ کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ پھر اس سے رقم پوچھی پھر اس سے نوٹ نکال کرنے اور طلبہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ وہ وہ قدر تکمیل سے ہونے لگا۔ "میں آپ کا نام؟"
"صوفی آرگن۔"
اس نے نام لکھنے کے بعد پوچھا۔ آپ کینسا سنی میں کہاں جانا چاہتی ہیں؟

"کیا یہ تناہ ضروری ہے؟"
"آپ ایک اسٹنٹ سے دوسری اسٹنٹ جا رہی ہیں، آپ کو یہاں کا اور وہاں کا مکمل پتہ کھونا ہوگا۔"
وہ اسٹنٹ کے انداز میں اس سے ڈرا ڈرا ہو گئی۔ پھر لیٹ کر بولیں۔
"میں کون ہوں، کہاں سے آئی ہوں، میرا پتہ کھانا کیا ہے۔ مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ میں سب کچھ بھول چکی ہوں اور جو بھول چکی ہوں اسے یاد نہیں کرنا چاہتی۔"
"کیا اپنے گھر سے تاملناض پر کو آئی ہو؟"
"مجھے اپنا کوئی گھر یاد نہیں ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "میں نے! میں تمہیں پہلے ہی سے باوردی یاد رکھ چکا ہوں۔ چنانچہ اتنے ہی یہاں قیام کیا ہے۔ شہر پراختصاص گھر سے بھاگ کر آئی ہو یا تمہارے ساتھ ایسا کوئی پرائم ہے کہ تم دوسروں سے چھپ رہی ہو۔"
"وہ بولی۔ "مستر...؟"
"مجھے مورگن کہتے ہیں۔"

"مستر مورگن! میں ذرا باقتور دم سے آئی ہوں۔ تب تک آپ کی بیوی کو تائیں نہیں یہاں سے وہاں کیسے جا سکتی ہیں۔"
وہ باقتور دم میں آگئی۔ دروازے کو بند کر لیا۔ پھر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ پریشان ہو کر پھر کسری پوچھ گیا تھا اور سوچ رہا تھا۔ پتا نہیں، یہ کیوں ہے، کہاں جھنگ رہی ہے، ایسا سوچتے وقت اسے اپنے جوان بیٹی یاد آ رہی تھی۔ ایک ڈین کے بیٹھنے سے اسے اپنے مشتق میں گزار کر لیا تھا اور اسے بھاگ کر لے گیا تھا۔ بیٹھنے فون پر کہا تھا۔ "ڈیڈی! میں اپنی پسند کے ذہن کے ساتھ یہاں آگئی ہوں اور شادی کر رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں آپ اسے دشمن نہ بنیں۔ اس لیے شادی پر اعتراض کریں گے اگر اعتراض نہ ہو تو آگے منڈے کو آٹھائیے۔ میں دلنہ بننے والی ہوں۔"

وہ آگے منڈے دلنہ بن سکی۔ اخبار میں اس کی تصویر شائع ہونے لگی اور پھر جرنل کچھ مبالغہ مانگوں نے اسے بڑی آڑ میں پہنچا کر قتل کیا۔ اور اس کی لاش ایک گٹر میں پائی گئی ہے۔

تین دنوں کے سواہ پھر کسواچا اس دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو مکمل طور پر خوش اور مطمئن ہو اور نہ ہر شخص کے ساتھ ایک انسان کا مانی ہوتی ہے۔ وہ دروازہ دو چار آدمیوں کے خیالات پر مبنی رہے تو اس حساب سے دنیا والوں کو پڑھے پڑھتے عمر گزارتے، ان کے کام آتے آتے زندگی ختم ہو جائے لیکن یہ دو کو درختم نہیں ہوں گے!

کمرے میں مورگن سر جھکانے بیٹھا ہوا تھا۔ تیار کو دیکھ کر بیٹی کا نام تازہ ہو گیا تھا۔ وہ کینسا سنی کا رہنے والا تھا۔ جوانی میں ایک لڑکی سے محبت ہوئی تھی۔ اس لڑکی کا ایک اور طلبہ کا فرشتہ لین شادی ہو گئی تھی۔ وہ لڑکی کی ابتدا ہوئی۔ ناکا ہونے والے رقیب نے مورگن کو پھر کبھی مکن سے بیٹھنے نہیں دیا۔ اس کے کاروبار کو تباہ کر دیا۔

طرح طرح سے مصائب میں مبتلا کرنا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر کینسا سنی کو بھونکے قیر بڑا کر ماور شام کو میں رہنے لگے۔ جب وہ یہاں آیا تو بیٹی برس کی تھی جس بیوی کے لیے اتنا بڑا ہوا تھا، وہ مری تھی۔ یہاں وہ کچھ دن تک مکن سے ملا لیکن بیٹی کے ہاں ہوتے ہی ذہن کی طرف سے پرمیٹ شروع ہو گئی، دیکھا جائے تو ایک معمولی بات تھی۔ ایک لڑکی کے در طلب گار تھے، ایک کے ساتھ شادی ہو گئی تو دوسرا دشمنی پر اتر آیا لیکن ہی بھی کوئی دشمنی کرنا ان کے افسانہ کا عیاں حرام کر دے۔ ایک ڈرا سی بات کے بر اس کا گھر تباہ کر دے۔ اسے اپنا شہزادہ بن چھوڑنے پر مجبور کر دے اور دشمنی آئندہ نسل تک قائم رکھے۔ بیٹی جوان ہوئی تو کسی تو جوان کے ذریعے سے شریک کیا۔ اس معمولی لڑکی کو مجھ کے جہاں میں بھینسا یا۔ اسے گھر سے بھاگتے ہو مجبور کیا۔ پھر اس کا جوا انجام ہوا اسے باپ آج بھی سوچتا تھا فرشتہ سے نظر نہ چرانے کے لیے انھیں بند کر لیا تھا۔ اس کے باوجود بیٹی کی لاش ایک گٹر میں رکھائی گئی تھی۔

تین دنوں کے بعد مورگن نے مورگن نے سراٹھا کر اسے دیکھا پھر کہا۔
"میں تجھ کو زندگی بھر میں یاد کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بڑا کی کیفیت سے مشورہ دیتا ہوں۔ گھر وہاں چلی جاؤ۔ یہاں ٹرولنگ آگینٹ ایک نہیں بے شمار ہیں کسی دوسرے سے اپنا ٹھکانہ منگولو۔"
"مستر مورگن! کیا تم اس دنیا میں تنہا ہو؟"
"پہلے ایک بیوی اور ایک بیٹی تھی۔ بیوی مر گئی۔ بیٹی گھر سے بھاگ گئی۔ میرے دشمنوں نے اسے مری طرح آڑ میں دے دے کر مار ڈالا۔"
"تم کسی لیے نہیں چاہتے کہ میں تنہا بھینکی رہوں۔"
"تم مورگن ہو۔"

کیا میں دوسرا فرشتہ کے ذریعے کینسا سنی جاؤں گی تو تنہا نہیں رہوں گی، کیا مجھے کسی گھر پر کوئی بخش نہیں ملے گا؟

"جب تم یہ سمجھتی ہو تو کیوں تنہا ہو؟"
"تم فرشتے بیٹی بنو تو تنہا ہی دور ہو جائے گی۔"
اس نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ اٹھتے ہوئے بولا۔
"میں بیٹی نہیں، میں بہت کمزور باپ ہوں۔ میں ایک کی حفاظت نہیں کر سکتا تو دوسری کی ذمہ داری کیسے قبول کر سکتا ہوں۔"
"میں اپنی حفاظت خود کروں گی۔ مجھے صرف سہارا چاہیے۔ دنیا والے تمہارے ساتھ دیکھ کر کہتے ہیں تنہا نہیں سمجھیں گے۔"

"ہاں بہن تک بیٹی میرے سارے میں بھی کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔ جب وہ مجھے پھر بڑی گئی تو ایک محفوظ پناہ گاہ سے نکل گئی۔ تم بھی چلی جاؤ گی خود سے بددعا نہیں آؤا کر گئے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"
"میں اپنی حفاظت خود کروں گی۔ مجھے صرف اپنے سر پر ایک پلاٹ چاہیے۔ بیٹی! تم غمگین، بددعا نہیں کو کھیل کھج رہی ہو۔ اسے تو پولیس والے بھی پناہ دیتے ہیں۔"

وہ اس کے قریب آیا۔ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "مجھے صاف کرتا۔ جب میں یہ سوچتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی حفاظت نہ کر سکا تو شرم سے مر جاتا ہوں۔ میں دوسری بار شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔"
یہ کہہ کر وہ پلٹ گیا۔ پھر تیزی سے جاتا ہوا دروازے کے پاس پہنچا وہاں رک گیا۔ مجھے شک میں مبتلا ہو بیٹھے۔ اپنی بیٹی میں ایک جوان لڑکی کو بے بار و مدگار چھوڑنا نہ چاہتا ہو۔ اس کے باوجود وہ صدمہ نہ پاتا ہو۔

پھر اس نے دروازے کو کھولا دیا۔ باہر جانا چاہتا تھا۔ کچھ ٹھنک گیا۔ کھلے ہونے دروازے کے سامنے وہی شخص کھڑا ہوا تھا جس کی جیب سے تین سو روپے ملنا ڈالنا لگا لائی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی ڈبا چھپے ہونے لگی۔ مورگن نے اس شخص سے پوچھا۔ "مستر پرائیڈ تم یہاں کیسے آئے ہو؟"
وہ کمرے میں کھڑی ہوئی تیار کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "جیرالڈ کسی کے دروازے پر نہیں آتا جسے چاہتا ہے اپنے ہاں بلا لیتا ہے۔ مجھ کو اس لڑکی نے مجھے اپنے بچہ کر دیا۔"
مورگن نے پوچھا۔ "تو کھو جیرالڈ! تم شرمندہ ہو چکے ہو۔ ہاں طاقت ملتی ہے، دولت ملتی ہے لیکن یہ لڑکی کمزور ہے تمہارے اسے صاف کر دو۔ اس کا بچھا چھوڑ دو۔"

اس نے مورگن کو ایک طرف دھکا دیا۔ پھر اندازہ دروازے کو بند کر لیا۔ اس کے بعد آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "تم میری توقع سے زیادہ ہالاک اور بدتر تھی ثابت ہوئی، میری طرف کوئی دیکھنے کی جرأت نہیں کرتا اور تمہاری نظر میری جیب تک پہنچ گئی۔"
وہ چھپے ہونے کر بولی۔ "تم ایک کھدو رہے ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔"
"تم یہ بھی کہو گی کہ مجھے سہا جاتی نہیں ہو، مجھے کبھی دیکھا نہیں ہے۔"

"بے شک، میں نے دیکھا ہے۔ تم مجھے ایک لڑکیوں میں پہنچا چاہتے تھے لیکن میں نے انکار کر دیا۔ یہاں آئی تو تم یہاں تک میرا بچھا کرتے ہوئے بیٹھے ہو۔"
مورگن نے ان دروازے کے دروازے کے سامنے مٹھا ہونے پڑے کہا۔ "دیکھو جیرالڈ! میں ایک نظریہ لوگوں کو پہنچا لیتا ہوں، یہ معمول ہے، آئیے، اس کا دانا میں کون نہیں ہے۔ تمہیں غلط نہیں ہونی ہے۔ پلڑیاں اسے چھ جاڑا سے اٹھانے کے مقصد سے ہی نہ سوچو۔"
"اور اگر میں سوچوں تو؟"
"تو پھر مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔ تمہیں میری لاش پر سے گزرنے کو اس کے پاس پہنچنا ہوگا۔"

وہ مقدمہ لگاتے ہوئے بولا۔ "کیا تم نہیں جانتے، کیا پولیس والے نہیں جانتے کہ میں کتنی لاشوں پر سے گزر چکی ہوں۔"
"وہ لاشوں کی لاشیں ہوں گی کوئی ان کا حساب کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اس لڑکی کا حساب کرنے والا میں ہوں، میں نے اسے بیٹا کہا ہے اور کوئی باپ اتنے بے عزت نہیں ہو سکتا کہ اس کے سارے

237

بیٹی کو سبیل نظر سے دیکھ اور وہ قاضی قاضی بن کر رہے۔
 جبرائیل نے اسے دیکھا کہ ایک اٹا بھڑکے دیکھ لکھنا ہوا ذرا
 دور گیا۔ پھر سڑیل میں پڑا اور نہ مڑ کر پڑا۔ تیرا اس کے داغ میں بیٹی
 کا تصور نہیں کر رہی تھی۔ اس کے داغ میں بار بار بول رہی تھی۔ ڈیڑی
 گھنٹے بچاؤ۔ ڈیڑی اٹاں پھر ایک بار لٹنے والی ہوں۔ میں پھر ایک بار لٹنے
 والی ہوں۔ گھنٹے بچاؤ ڈیڑی اپنی طرف سے بچاؤ۔
 اتنی دیر میں جبرائیل نے تازہ کی گردن دیکھ لی تھی اور پھر ہاتھا۔
 دوکان میں میرے دس ہزار ڈالر، میں تیرے ہم کی ایک ایک بونے سے تم
 وصول کروں گا۔

وہ جان سے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے خوفزدہ کرنے کے لیے گردن
 دلوٹنا ہوا تھا۔ پھر تیرا گردن سوی خوفزدہ ہونے والی تھی۔ وہ اس کے کبھی داغ
 میں پہنچ کر مسلام کر سکتی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اور کیا کرنے والا ہے جب
 گردن پر ہاتھ کر دیا تو زیادہ چڑتا تو وہ اس کے داغ میں پہنچ کر اس کی قوت
 کو ذرا کم کر دیتی تھی۔ ہاتھوں کو زیادہ بھی ہو جاتا تھا۔ پھر وہ گردن کے
 داغ میں پہنچ کر اس کی بیٹی کو بچھیننے لگتی تھی۔ ایسے ہی وقت مورگن نے
 پیچھے سے آکر جبرائیل کے بالوں کو کھینچا۔ وہ لکھنا پڑا۔
 پیچھے آیا تو اس کے پیٹ میں ایک گھونسا پڑا۔ وہ تکلیف سے کہتا ہوا
 ٹھیک۔ ٹوٹا پھر دوسرا گھونسا پڑا۔ وہ الٹ کر پیچھے فرش پر گر پڑا۔ لڑھکتا
 ہوا ذرا دور گیا۔ پھر تیسرا گھونسا چرنی سے دیکھنے لگا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں
 سکتا تھا کہ مورگن جیسا میدھا سا دانا، فریفت آدمی اس پر اس اعزاز میں حملہ
 کر سکتا ہے۔

اتنی دیر میں تانہ نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ جبرائیل ایک کس
 طرح بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے۔ وہ جھٹلے سے تپلا کر اٹھا، ایک کسور آدمی
 کے ہاتھ سے مارنے کے بعد اس کی بوٹی بوٹی گردنیا جا پاتا تھا۔ اس نے
 فرش پر سے اٹھتے ہی ایک جھلانگ لگائی۔ اس کے قریب آکر ایک گھونسا
 مانا جا یا۔ تانہ نے مورگن کو جلدی سے بٹھا کر اٹھا دیا۔ اس کے پیٹھ سے
 جبرائیل کا گھونسا لگا گیا۔ اٹھنے سے مورگن کا گھونسا من پر پڑا۔ اب مورگن کا
 کوصل بڑھتا جا رہا تھا۔ تیرا اس کی سوچ میں کبھی نہ تھی۔ انسان جب
 تک شریف رہتا ہے لوگ اس کی شرافت کو کڑوی دیکھتے ہیں۔ آج ایک بیٹی
 کے لیے میں بدعا فرسوں کے لیے بدعا فرس بن چکا ہوں۔

تانہ اس کے داغ میں بولنے کے دوران جبرائیل کو ذرا دور کے لیے بھول
 گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اٹھ کر مورگن پر حملہ کر دیا۔ وہ مارا کر دیکھ
 جاتا ہوا پست پر گر پڑا۔ اس کے بعد ہی تانہ نے پھر سے سنبھال لیا۔ مورگن
 نے اسے دوڑوں میں کھینچ کر پھر کر اور بڑی طرف اٹھا لیا۔ وہ اٹھ کر پھر سے
 دوسری طرف جا کر۔ فوڈا ہی جھیلنا کر اٹھا۔ وہاں سے اس پر پھلانگ
 لگائی لیکن مورگن ایک طرف ہٹ گیا اور وہ سے منہ فرش پر آیا پیچھے
 ہی اٹھا مورگن نے اس کے منہ پر لٹ ماری پھر اسے مارتا ہوا اور دانے
 ٹکس لے گیا۔ تانہ نے دروازہ کھول دیا تھا۔ اس نے ایک اور لٹ ماری

تو وہ لکھنا ہوا بارہا پھر یا کوئی رنگ سے ٹھوکر گیا۔ اب تو مورگن
 کے داغ میں مقتول بیٹی کے لیے جذبات تازہ ہو گئے تھے اسے یوں لگ
 رہا تھا جیسے بیٹی اچھی ترن سے پرمعاش اسے لڑپٹا کھوٹا چاہتے ہیں اور
 وہ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ بدعا فرسوں کو مار رہا ہے۔ اور وہ رات بوا
 اسے بالوں سے سرخھی کی طرف لے گیا۔ پھر وہاں سے ایک لٹ ماری
 تو وہ سرخھی پر لڑھکتا بولنے جانے لگا۔ اس وقت تک پڑیل میں اچھا ٹھکانا
 ہنگامہ رہا ہو گیا تھا۔ میجر نے پولیس والوں کو بلا لیا تھا۔ سب دور کھڑے
 تماشا دیکھ رہے تھے اور اس بات پر حیران تھے کہ جبرائیل جیسے بدعا فرس کو
 ایک میدھا سا دور لڑھکتا ایکٹ مار رہا ہے بلکہ بڑی طرح اس کی پشان
 کر رہا ہے۔

جبرائیل کو اب تک خوش فہمی تھی کہ وہ مورگن پر غالب جائے گا۔
 اور اسے ایسا سبق سکھائے گا کہ آئندہ اس کے سامنے سر نہ خاکے۔ بلکہ
 اسے اپنا بچ بھانجھ کر دے گا۔ جب پڑیل والوں کے سامنے بھی پٹائی پڑنے
 لگی اور پولیس والے آئے تو اس نے فورا ریلو اور نکال کر کہا۔ خبردار اور اجرت
 نہ کرنا، کوئی مری طرف بھٹکری لے کر پڑے گا تو میں مورگن کو گوئی ماروں گا۔
 پولیس والے اپنا اپنا ریلو اور نکال کر اسے نشانے پر رکھ کر گئے۔
 لیکن درد تھے۔ جانتے تھے اور یہ گوئی چلائی گئے اور وہ گردن کو ختم
 کر دے گا۔ تانہ نے مورگن کے داغ میں کہا۔ میں تین تک
 گنتی گنتوں گا۔ تین بولتے ہی اس کے ریلو اور پر ٹھوکر ماروں گا۔

یہ سوچتے ہی اس نے کہا۔ ایک دو دو اس کے تین کہنے سے
 پہلے ہی تانہ نے جبرائیل کے داغ میں پہنچ گئی تھی اور لوگوں کی گرفت
 میں ڈھیلا کر دیا تھا۔ اُدھر اس نے تین کہنے ہی ٹھوکر ماری۔ ریلو اور اس
 کے ہاتھ سے ٹھکر کر اڑتا ہوا ایک پولیس والے کے قدموں تک پہنچ گیا۔
 دوسرے سپاہی دوڑتے ہوئے آئے تھے۔ وہ ٹھٹھے میں پھلانگ لگاتے
 ہوئے مورگن کے پاس آیا۔ پھر ایک گھونسا مارنا چاہا۔ یہ اس کی بد قسمتی تھی۔
 اس کے ٹٹھے کی صلاحیتیں کام نہیں آ رہی تھیں۔ شخص سے دو چار ٹکے
 کامیاب ہوئے تھے۔ درد و برابر مارا گیا تھا۔ اس نے پھر آخری بار لٹ
 کھائی۔ اس کے ساتھ ہی سپاہیوں نے اسے گراسے جانوں طرف سے بھرا دیا۔
 مورگن نے بیان دیا۔ میں ایک لڑھکتا ایکٹ ہوں۔ یہاں اپنی کو لٹ
 سے فضائی سفر کے متعلق باتیں کر رہا تھا کہ یہ اگر پریشان کرنے لگا۔
 جبرائیل نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس لڑکی نے میرے دس ہزار ڈالر
 چورائے ہیں۔

تانہ نے کہا۔ تم جیسے بدعا فرسوں کو چور لڑکی لیندا آتی ہے تم اسے اپنا
 مفروضہ بنا لیتے ہو۔ پولیس والوں کے سامنے اپنی طاقت سے حاصل نہیں
 کر سکتے۔ لہذا گھونٹے الزامات لگا کر مجھ کو دیتے ہو کہ وہ تمہارے سامنے
 بھٹکے ہاتھ۔ لیکن میں تمہارے سامنے بھٹکنے والوں میں سے نہیں ہوں۔
 پھر وہ پولیس افسر سے بولی۔ "جیہ کہ مضر مورگن نے بیان دیا ہے
 میں کل صبح کی تلاش سے جا رہی ہوں۔ لہذا جو قانونی کارروائی ہے اسے

یہی بدعت سے کے سلسلے میں پیشی ہوگی تو حاضر ہو جاؤ گی۔"
 پولیس والے جبرائیل کو پکڑ کر لے گئے۔ مورگن اس کے ساتھ زینے پر
 ہو کر سے گیا۔ وہ بہت خوش تھا۔ جبرائیل سے پھیرا ہوا تھا
 بہتے کانپ رہا تھا۔ اس نے تانہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ بیٹی!
 بے پتہ چلا، سب سے زیادہ طاقت انسان کی غیرت میں ہوتی ہے۔
 غیرت مند جو تو کھڑی آڑے نہیں آتی۔ وہ بڑے بڑے بدعا فرسوں
 کا سامنے آتی ہیں۔ آج ہی تیرا لڑنے کا بہت موقع ہوں۔ آج میں نے
 ہی حفاظت کے اچھے بیٹی کی رہا کو خوش کر دیا ہے۔

"مضر مورگن! تم کبھی کور نہیں تھے۔ جب تمہاری بیٹی کو اغوا کیا گیا
 وہ وہ نہیں تھے۔ اسے جہاں آؤ تیں پہچانی نہیں ہوا تھا۔ تم کیا گیا، تم
 جگ سے واقف نہیں تھے۔ اگر وہاں پہنچ جاتے تو آج ہی کی طرح خوش
 بڑے ہی میں اگر تمام شیطانی قوتوں سے بھرا جاتے۔ کیا میں کبھیوں کرب
 انتہا نہیں ہوں؟"
 مورگن نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر وہ کہا۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟
 یہی کہ مجھے اسے سر پر سا یہ چلبیسے۔ کیا میرے ساتھ رہنا پسند
 لگے؟

"لیکن میں یہاں ملازمت کرتا ہوں۔"
 "بیٹی کی خاطر بڑی جھڑکتے ہو، کیا ملازمت نہیں چھوڑ سکتے؟"
 وہ ایک گری سانس لے کر لولا۔ "آج تو میں تمہاری خاطر دنیا بھر
 بے کا اڑا رہا کچھ تھا۔ اس چوس اور بڑھنے نے آج یہ سبق رکھا ہے کہ
 درد و رنگ بدعا فرسوں کے درمیان پورا ہوگا کہ شریف آدمی سر سے ہرے خیر
 مارے ہوتا ہے۔ اسے بچھا کر نہیں چاہیے۔"
 "تمہیں یہ بتی ایک بار نہیں بار بار کھانے کے لیے میرے ساتھ
 چتا چاہیے۔"
 "تمہارے کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ تم آخر کس جانا چاہتی ہو کہ اس جتنا
 چاہتی ہو؟"

"تم ساتھ رہو گے تو ٹھکانا ہی نہیں ہائے گا۔"
 "بیٹی! ایک دوسرے کے ساتھ پارہ جرت سے رہنے کے لیے اعتماد
 ضروری ہے۔ تم مجھ پر اعتماد نہیں کر رہی ہو۔ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا
 رہی ہو۔ پھر میں سب جھڑتے پرتھارے ساتھ کہیں جا سکتا ہوں؟"
 تانہ اس دوران اس کے خیالات اچھی طرح چوڑھ چکی تھی۔ مورخ نے
 پرکھی بد اس کے چور خیالات بھی چڑھ چکی تھی۔ وہ کوئی خرم نہیں تھا، کوئی
 گناہ گار نہیں تھا کسی کو رھو کا نہیں دیتا تھا۔ ایسے ہی چور خیالات نہ ہونے
 کے برابر تھے۔ وہ کبھی چوڑی چھپے سے کچھ سوچتا تو اس میں بھی اس کی مصیبت
 اور مجبوری ہوتی تھی۔ مثلاً اپنی بیٹی کے قاتلوں کو وہ پھرنے نہیں سکتا تھا ان
 سے انتقام نہیں لے سکتا تھا تو سوچتا تھا اسے کوئی غیبی طاقت حاصل ہو
 جائے اتنی وقت مل جائے کہ وہ کرائے کے قاتلوں سے کام لے کر اپنی بیٹی کا
 انتقام لے سکے۔

تانہ نے کہا۔ میں تمہیں اپنی زندگی کا ایسا لڑا ہوا ہوں جو کس کا
 کو نہیں بتا سکتی۔ میں تمہاری وہ بیٹی ہوں جو کس کا کس خیالات کو حقیقت
 میں بدلے آتی ہے۔"
 اس نے پوچھا۔ کیسے چور خیالات؟
 "ہاں تم بہت مجبور ہو کر سوچتے ہو، کس نہیں کہیں سے فیی طاقت
 حاصل ہو جائے یا دولت حاصل ہو جائے۔ تاکہ تم اپنے دشمنوں سے انتقام
 لے سکو۔"
 وہ ذرا حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ایسا تو ہر کسور
 آدمی سوچتا ہے۔

"صرف سوچنے سے کچھ نہیں ملتا۔ کچھ ہانے کے لیے تو صلہ کرنا پڑتا ہے۔
 عملی اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔"
 وہ ذرا حیرت ہوئی پھر بولی۔ اس وقت تم سب سے ہو، پولی
 ٹھیک کہتے ہو۔ آج تک مجھ میں کل قدم اٹھانے کا کو صلہ نہیں تھا۔ آج
 میں دہا تو صلہ پارا ہوں ہوئے لڑکی بیان کر رہی ہے۔
 "وہ چونک کر لولا۔ تمہیں کیسے پتا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں؟"
 "تم قاضی ہو کر پورا سوچو تو میں بتا دوں گی۔"
 "کیا یہ لڑکی جاوڑ چاہتی ہے؟"
 وہ کسور بولی۔ "میں جاوڑ نہیں چاہتی۔ میں بیٹی چاہتی ہوں۔"
 وہ ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ حیران سے دیکھتے ہوئے بولا۔
 "کیا تم سب کسور ہی ہو؟"

"ہاں! میں ٹی بیٹی کے ذریعے جبرائیل کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ اسے واپس
 جانے پر مجبور کر سکتی تھی۔ لیکن میں اس کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ بیٹے
 میں نے پورا پورا اٹھا اور آزمائش کی۔ میری حفاظت پر آمادہ ہو چاؤ گے تو
 خیال خرابی کے ذریعے تمہاری مدد کروں گی۔"
 "اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے اپنی طاقت اور صلاحیت سے جبرائیل
 کا مقابلہ نہیں کیا؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم نے اپنی بھر پور صلاحیتوں اور طاقت کا مظاہرہ
 کیا۔ جہاں تمہارے لیے غلط پیش آتا تھا، وہاں میں نے مدد کی۔ مثلاً تم
 ریلو اور کی زندگی تھی۔ میں نے تمہیں قاتل کیا کہ تم تین تک گئے ہی اس
 کے ہاتھ پر ٹھکر مار دو گے۔ اور تم نے تین تک لگے۔ اور پھر میں نے ریلو اور
 پر اس کی گرفت دیکھ کر دی۔"
 "کیا تم نے صرف ایک بار میری مدد کی؟"
 "لڑائی کے دوران جب تمہیں اس نے بھول کر مارنا چاہا میں نے تمہاری
 حفاظت کی۔ جب وہ پھلانگ لگا تمہارے پاس آیا تو میں نے فوراً تمہیں
 بٹھا دیا۔ وہ فرش پر اڑنے سے منکر پڑا۔ اسی طرح دو بار بار میں نے تمہاری
 مدد کی اور تم نے خود اس کا مقابلہ کیا ہے۔ جو صلہ تمہارا تھا، طاقت تمہاری
 تھی صرف میں لڑائی کے انداز کو سمجھ رہی تھی اس کے مطابق تمہاری حفاظت
 کرتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں تمہارا جو صلہ بڑھتا جا رہا تھا، اور تم خود اس پر

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "تم کون ہو؟"
"کسنا تمہارے کام میں شریک ہوں، تمہارے مال میں شریک ہوں۔ میں نے تالین کے بیٹے تمہاری جاہلانہ کاغذات اور ایک لاکھ ڈالر چھوڑ دیے ہیں باقی چار لاکھ لے آئی ہوں۔"

یہ سنتے ہی پامیلا کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا وہ دوڑتی ہوئی تالین کے ایک سرے تک آئی۔ پھر اسے پتہ چڑھ کر دوسری طرف لٹنے لگی۔ اسے اسی بات کی گئی تھی اسے سو ڈالر کے ٹوٹوں کی چار گزیاں اور چار لاکھ کے کاغذات نظر آئے۔ اس نے تالین کو اور اٹنا شروع کیا۔ اس کے اٹنے سے کرسیاں، صوفے، میزبیل اور دوسری چیزیں بھی اٹتی چلی گئیں لیکن باقی رقم نظر نہیں آ رہی تھی۔ فون پر بولنے والی کی بات درست تھی چار لاکھ ڈالر غائب ہو چکے تھے۔

وہ ہانپ رہی تھی، جھنجھلا رہی تھی جھٹے سے ریسیور کی طرف دیکھ رہی تھی جو تیز میرے ننگ کر جھول رہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی ریسیور پکڑا کھینچنے لگی۔ "تم کون ہو؟ یہاں کیسے آئی تھیں، میں نے مال کمال چھپایا ہے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"وہ کوئی چھپیلے کی گھوٹ نہیں تھی۔ تین فیٹوں نے تمہیں کرسی سے باہر دھک کر کے کی تلاش کی۔ ان کا دھیان تالین تک نہیں پہنچا۔ وہ لٹا ہوا تھے، اگر چالاک بزم ہستے یا پولیس والے ہوتے تو تالین آٹک کر ضرور دیکھتے۔ میں پوچھتی ہوں، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"تمہیں تمہارے ہر محلے کی خبر ہوتی ہے، اگر میں وقت پر پولیس والوں کو اطلاع نہ دے دوں تو وہ وقت پر پہنچتے تو وہ میزوں ناکا ہونے کے بعد تمہیں قتل کر دیتے۔ ایک بات یاد رکھو۔ میں حرام کی کمان نہیں کھتی محنت کرتی ہوں۔ کام آتی ہوں، پھر اپنے کام کا وعدہ نہ جاتی ہوں۔ میں نے تمہاری جان بچائی۔ اس کے عوض چار لاکھ ڈالر لے گئی ہوں۔ آئندہ بھی اسی طرح کام آتی رہوں گی۔"

"تم کون ہو؟ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"
"مجھے افسوس ہے۔ تم مجھ سے کبھی نہیں مل سکو گی لیکن ہم ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔"

"مجھے تم کوئی کام نہیں لیندے۔ میں کبھی پولیس میری رقم واپس کر دوں، میں اتنا بڑا نقصان برداشت نہیں کروں گی۔"

"بڑی ناشگوری ہو تمہاری جان بچ گئی اب وہ تم نے بچائی۔ اس کا سہا نہیں کرو گی۔ کیا چار لاکھ ڈالر تمہاری جان سے زیادہ قیمتی ہیں؟"

"انسان دولت کے لیے مہیا ہے، دولت کے لیے مہیا ہے۔ میں چار لاکھ ڈالر کے لیے مرنا پسند کروں گی، مجھ کو نہیں دینا پسند نہیں کروں گی۔ ایک بار سے اسے آؤ۔ میں تمہیں خاک میں ملا کر رکھ دوں گی۔"

"میں اٹھتی نہیں ہوں۔ جب چھپ کر رہتے ہے بڑی بڑی نہیں مل سکتی ہیں تو سامنے آنے کی عاقبت کیوں کروں۔"

اس نے رابطہ قائم کر دیا اسے شام کو بی اور پامیلا دو منٹات مانا کلب میں وقت گزارنے کے لیے آئیں۔ انہیں اپنے نقصانات کے سلسلہ پھر اصرار رہا تھا۔ وہ غم غلط کرنے کے لیے بی بی تھیں۔ دونوں نے قہقہے کی کہ ان کا مال چرب کرنے والی سامنے آئے تھے تو وہ سڑائے ہوتے کی پردہ کیے بغیر اسے جھکی کر دی گئی۔

پامیلا مزع رہی تھی بولی، "اسے آواز سناؤ۔ وہ یہاں پامیلا اس نے پلٹ کر دیکھا، سارہ جوں نظر آئی۔ وہ بھی بڑا بگڑی ہوئی لڑکی تھی۔ پامیلا نے اسے سامنے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ "اسے سارہ تم کہاں ہو آج کل؟"

"پہلے یہ بتاؤ، تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پتا چاہئے ایک بات پہلے تمہارے ہاں میں بیٹھے گھس آئے تھے۔ تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے پالیس مین وقت پر پہنچ گئی۔"

"ہاں، جان بچ گئی، وہ پامیلا تمہیں یہاں نظر آتی۔"
"تم بڑے بڑے ہاتھ مارنا چاہتی ہو۔ اس لیے جان کا خطرہ ہوتا ہے میں کبھی ہوں چھوٹا سا دھندا کرو۔ آمدنی کم ہوتی ہے لیکن جان کا خطرہ نہیں رہتا۔"
"تم آج کل کیا کر رہی ہو؟"

"میرے ساتھ آؤ۔ میں بتاتی ہوں۔"
وہ سارہ جوں کے ساتھ کلب کس پاس تھیں وہی محل صرف خاص لوگ ہی جا سکتے تھے۔ وہ کلب کے مالک کا ایک پرائیوٹ کمر تھا۔ سارہ نے ایک مسلح ہارے دل سے کہا۔ "جاؤ، ہاں سے کسو، میں آئی ہوں۔" وہ اندھ گیا۔ پھر ٹھوڑی دیر بعد آکر بولا۔ "ہاں نے تمہیں تنہا بلایا ہے۔ وہ بولی۔ "پامیلا تم ذرا انتظار کرو، میں ابھی آتی ہوں۔" وہ کوسے کے اندر گئی۔ چند منٹ کے بعد واپس آگئی بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ کہنے لگی۔ "میرے ساتھ چلو، میں تمہیں بنا دھندا کھانہ کی اور قرب ملاؤں گی۔"

"ہاں، میں جیتا چاہتی ہوں۔ غم غلط کرنا چاہتی ہوں۔ آج ہی نے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔"

وہ دونوں کلب سے باہر آکر مین بیٹھ گئیں۔ راستے میں پامیلا نے اسے بتایا کہ کس طرح اس کے لاکھوں ڈالر جوڑی ہوئے ہیں اور چوری کرنے والی ان کی طرح کوئی عورت ہے۔ سارہ نے ساری ردو لیں کرکھا۔ "خیرت ہے تو تم سے بچ کر کہاں جائے گی۔ ہم سے ڈرنا نہیں چاہیے۔"

وہ ایک چھوٹے سے پارٹمنٹ میں پہنچ گئیں۔ دروازے کا انڈ سے بند کر لیا پھر سارہ نے اپنی میس آئنا دے دیے۔ "میں اسٹیکنگ کا دھندا کر رہی ہوں۔ ایک طرف سے جس لے جاتی ہوں۔ کلب کے پاس کو دیتی ہوں۔ وہاں سے بیٹمنٹ لے کر آتی ہوں۔ مجھے ایک ٹیپ کے پانچ ہزار ڈالر ملتے ہیں۔"

جب اس نے میس آئی تو پامیلا نے حیرانی سے دیکھا، اس کے

لاٹکے کا ایک ٹول جھکی کی طرح بندھا ہوا تھا۔ اس نے اس جھکی کو فے سے الگ کیا۔ اندر قوت چھوڑے ہوئے تھے۔ وہ بولی۔ "جب سے ساتھ کلب کے پاس کے پاس گئی تو اس میں جس بھی بھری ہوئی ہے، مال اس کے حوالے کر دیا گیا۔ اس نے کہا۔"

لیکن یہ تو بڑے بڑے نوٹ ہیں۔ آخر تم کتنا مال لے گئی تھیں؟"
سارہ جوں خوشی سے ٹوٹوں کو دیکھ رہی تھی۔ اٹھا اٹھا کر گرنے لگی تھی۔

"مگنے میں اس کی مدد کر رہی تھی، پھر وہ دونوں حیرت زدہ ہو گئیں۔ لاکھ ڈالر دیکھے، ایک ٹیپ زیادہ لینا چاہتے تھے۔ سارہ جوں نے اسے قہقہے سے صوفی بیٹھ کر بھی لڑکھ لاکھ ڈالر کی توقع نہیں کر سکتی تھی۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سارہ نے اس کے پڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

"سہیل۔"
"دوسری طرف سے آواز آئی۔ "سہیل، میں تمہاری سہیلی پائیزس بائٹرز ہاں ہوں۔"

سارہ نے حیرت سے پوچھا۔ "سہیل، وہ بڑے بائٹرز آتے ہیں؟"
"اتنی جلدی تمہاری سہیلی میں نہیں آئے گا۔ پامیلا تمہارے پاس ہے اس سے پوچھ لو۔"

سارہ نے اٹھتے ہی پورے ہاتھ دھک کر کہا۔ "کوئی مجھ سے فون پر بات نہ ہے اور کبھی ہے وہ سہیلی اور پائیزس بائٹرز سے باہر اس کے ہاں نہیں جاتی ہو۔"

پامیلا نے ایک دم سے چھپت کر ریسیور اس سے چھین لیا پھر جرح لپا چاہتی تھی۔ "کوئی چھپتے ہیں یہاں میں پہنچ گئی۔"

لیکن وہ بول نہ سکی۔ اس سے پہلے ہی اس کی زبان دائرہ کے درمیان اور وہ تھلا کر رہ گئی۔ سارہ نے ریسیور لے کر پوچھا۔ "تم کون ہو، کیا نی ہو؟ تم نے میری سہیلی کے چار لاکھ ڈالر لے لیے۔ مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"میں محنت کرتی ہوں تب سارا ملتی ہوں تمہیں وقت باس کے ہے میں گئیں، میں وہاں چھپی ہوئی تھی۔ تم پالیس ہزار کمال لے کر گئی تھیں۔ پڑھ لاکھ ڈالر لے کر آئی ہو۔ اس کا مطلب ہے ایک لاکھ دس ہزار زیادہ ہو رہی ہیں میرا حصہ ہے۔ ایسی آمدنی کے تین حصے میرے ہوتے ہیں۔ آج ماہ سے اس رقم میں میرا حصہ ستر فیصد ہر ہزار ڈالر سے زیادہ نہیں بننا اور ہزار کی کتنی پنہ نہیں کرتی۔ لہذا جب تمہارے پاس دو چار لاکھ ڈالر جمع ہو رہے تو میں اپنا حصہ تم سے لے جاؤں گی۔"

سے تم بہت احماد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میرے پارٹمنٹ میں کے بعد واپسی کا راستہ نہیں ہے گا۔"
"تم میری خبر نہ کرو۔ میں آؤں گی اور اپنا حصہ لے جاؤں گی۔ مگر اس دو چار دن لگیں گے۔ اس حصے میں تمہارا کام کرتی رہوں گی۔ تمہارے ڈیوٹی پینٹ میں لاکھوں ڈالر آتے رہیں گے۔ مجھے تعین نام تمہیں سے لوگی۔ ایک ٹیپ میں پانچ ہزار کمال لے کر ستر سے کھٹارے حصے میں پالیس ہزار آیا کریں۔ حتم فرم ہوئی آمدنی کو دیکھو، ناولوں کو لگا

کی طرح اس سدا در جلا ہے میں جتلاہ ہو کر میں تمہارے مقابلے میں زیادہ رقم لے جا یا کروں گی۔ سو نادر پھیریں گے۔"

رابطہ قائم ہو گیا۔ سارہ نے جھنجھلا کر میس آئی۔ پھر ریسیور کو کوڑیل پر پٹنچ دیا۔ پامیلا نے پوچھا۔ "کیا وہ اپنا حصہ مانگ رہی تھی؟"

"وہ مانگتی تھی، میں نے ہلکے سے بڑی بڑی باتیں کہی ہے کہ ہزار کی گنت نہیں جانتی۔ جب میرے پاس دو چار لاکھ ہو جائیں گے تب یہاں لے گی اور اپنا حصہ لے جائے گی۔ آئے دو اس کو۔ میں اسے زندہ نہیں چاہنے دوں گی۔"

پامیلا نے جھکی بھاگ کر کہا۔ "یہاں چھوٹے ہوگا۔ میں بھی تمہارے پارٹمنٹ پر نظر رکھوں گی۔ وہاں کی کوئی یہاں چھپ کر آتی ہے اور تمہیں نوٹ کر جانا ہاں ہے۔ میں اپنی رقم کوسے کے ساتھ وصول کروں گی۔"

سارہ نے پوچھا۔ "جب وہ تمہارے گھر میں داخل ہوئی اور اتنی بڑی رقم لے گئی تو تمہیں کوئی خبر ہو سکتی؟"
"میں نے خبر نہ کی تھی اس لیے میری قسمت سے فائدہ اٹھایا اس بار کا سیاب نہیں ہو سکتی گی۔"

"ہاں پامیلا، اہم بات کو میرے پاس رہا کرو۔ وہ کہہ رہی تھی، دو چار دن میں میرے پاس دو چار لاکھ ہو جائیں گے۔ تب وہ لینے آئی گی۔ میں کیسے تعین کروں کہ وہ میرے لیے کچھ چھوڑ جائے گی۔ جب چاہے تو پوری طرح صفائی کر کے جائے گی۔"

پامیلا نے کہا۔ "میں نے شک وہ چور ہے، تمہارے۔ میں نوٹ دہی ہے لیکن اس کی تفریق ضرور کرنا چاہیے۔ وہ اپنی زبان کی پابند ہے۔ وہند سے میں ایماندار ہے۔ لے ایمان ہوتی تو میرے پاس ایک لاکھ ڈالر چھوڑ کر جاتی۔ ایک لاکھ کوئی معمولی رقم تو نہیں ہوتی۔"

سارہ ٹھنکتے خودہ انداز میں ایک نمونے پر بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔ "اگر وہ اتنی ایماندار ہے کہ ہمارا حصہ چھوڑ جاتی ہے تو پھر کوئی نقصان نہیں ہے۔ میں روز ایک ٹیپ کرتی ہوں اور پانچ ہزار ڈالر کمانی ہوں۔ مجھے روزانہ تیس چالیس ہزار کی آمدنی کرانے کی پھر کرائی کیسے؟"

"اگر ہم اسے چوری کر کے ہرے پھر اس کو میرے چار لاکھ ڈالر وصول ہو جائیں گے اس کے بعد ہم اس سے غصہ نہیں لے سکتے۔"

سارہ جوں نے کہا۔ "ہاں، وہ کون ہے، کہاں رہتی ہے اور کس طرح جھگڑا میں گھس کر کوئی کوٹ لیتی ہے؟ اس کا سوراخ لگانا ہی ہوگا۔"

وہی ایک قمار خانے کے بار میں بیٹھی بی رہی تھی وہ قہقہے میں کھا رہی تھی کاسے کوسنے والی سامنے آئے تھے زندہ نہیں چھوڑے گی تو اسے اسے پاس پر چڑھنا پڑے۔ باہل کی کر رہی پوچھنا پڑے۔ رات کے دس بجے شور ہوا۔ پائیزس آ رہا ہے۔ پائیزس۔"
وہی نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک خوب روٹو جوان دو حسین عورتوں کو ساتھ لے جیتا ہوا اچلا آ رہا تھا۔ اس کے متعلق مشورہ تھا کہ بڑا زبردست شہر ہے۔ تاش کی گڈی ہاتھ میں آتی ہے تو بازی میں اس کے ہاتھ آجاتی ہے۔ پھر

تھا کہ اس میں ہانا ہے اور ہونے تک وہ چار لاکھ پارک جا بیت کر ہی لکھا ہے۔
پرنس نے سناؤں کو ساتھ لیے ہیں اور لڑا تھا جسے حسین مبینہ طور پر
سنا سے کہا ہوا ہو۔ پرنس بڑھتے ہی وہ چلنے پھرنے لگا گیا۔ وہ لڑی کو دیکھتے
لگا جس پر جنرلوں کو چھڑ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "میں نے
تمہاری تصویر یادوں میں رکھی تھی، اگر میں بھول نہیں رہا ہوں تو تم برس
وہی واؤ ہو۔"

اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ لڑی نے اس سے ہاتھ لڑتے
ہوئے کہا "مجھے ایک بار دیکھنے والے کبھی نہیں بھولتے تھے، پھر تصویر دیکھنے کے
بعد تم کبھی بھول سکتے ہو۔"

وہ ملتے ہوئے بولا "جو عدوت مجھے پہنچا جاتی ہے میں اسے ہاتھ لگانے
میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ دوسری صبح اپنی ہیبت کا ایک حقدار سے ملتا
ہوں۔۔۔۔ آج تم میرے ساتھ بیٹھا لینا سوچو گی؟"

"سوری، آج تمہارا ہونا چاہتی ہوں۔ پھر سہی۔"
وہ سگڑتے ہوئے بولا "میں صرف ایک بار سنا ہوں، اس کے لیے کبھی
عدوت کی فوٹا نہیں کرتا۔"

یہ کہتے ہوئے پرنس نے اپنی جیب سے بالیاں ہاتھ لگا لاکھ تو اس کے ساتھ
ہی لاری چالی نیچے کر پڑی۔ چالی نو تین ہی تھی، اتنا نہ کرانی تھی۔ وہ
کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہو کر ایک پیکی پیسے کے لیے لاری چلی تھیں ساتھیوں کے
ساتھ ملا گیا۔ اس وقت چالی نو کی گھنٹی بجتی تھی۔ بار کاؤنٹر کے پیچھے
ہوئے شخص نے ریسپورڈ اٹھا کر کہہ دیا۔ پھر دوسری طرف کی آواز سن کر ریسپورڈ

وہ لڑی کی طرف بڑھا ہے جو بولا "میں تمہارا فون۔"
"وہ ریسپورڈ کا کان سے لگا ہے جو بولا "ہیلو۔"
دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "میری آواز سن کر ریسپورڈ نہ بھٹکا۔
اسی وقت تین لاکھ ڈالر تمہاری طبیعت میں آگئے ہیں۔"

وہ اس کی آواز سننے کے بعد دوسری ریسپورڈ رکھ دیتی، لیکن تین لاکھ کی
بات سن کر پوچھا "تم کوئی فوٹا کرنا چاہتی ہو؟"
"میں یہی بات تمہارے پاس نہیں ہوں۔ ایک بزنس پارٹنر نہیں تھیں
تین لاکھ ڈالرز دے رہی ہوں، بعد میں اپنا حصہ لے جاؤ گی۔"

وہی کو غصہ ڈرا تھا لیکن تین لاکھ کی رقم میں بڑی کشش تھی، اس
نے غصے کو ضبط کرتے ہوئے پوچھا "وہ رقم کہاں ہے؟"
"تمہارے قندول کے پاس۔"

اس نے بے اختیار نظر پھینکا کر دیکھا۔ وہاں لاری چالی پڑی
ہوئی تھی۔ ریسپورڈ سے آواز آئی "اس چالی کو اٹھا لو۔ ابھی بزنس پرنس
تمہارے پاس آیا تھا۔ یہ اس کی لاری چالی ہے۔ وہ چوڑا کھینٹے کے لیے
تین لاکھ نقد لے کر آیا ہے۔ وہ ابھی پتھری ڈیر بیٹھ کر پیسے کا رات کا
کھانا کھا ہے گا اس کے لیے کہ تم نے لاکھ ڈالر لے کر تمہارے کاؤنٹر
سے ٹون حاصل کر کے جا بیٹھی تھی جو اسے چاہی لے کر آ رہا ہے۔ گراؤنڈ گیز
میں جاؤ میں لاکھ ڈالر تمہاری ہوں۔"

وہ پوچھا جانتی تھی کہ تین لاکھ کی رقم ہو کر اس کے قدموں کے پاس
کسی کی لاری چالی پڑی ہوئی ہے۔ اور اس کا میں تین لاکھ ڈالر رکھے ہوں
میں لیکن وہ پوچھ نہیں سکتی تھی، اس پاس بیٹے والے جیتے ہوئے تھے۔ تیرہ
ہی بار کاؤنٹر کے پیچھے وہ شخص کھلا ہوا ایک ایک کاؤنٹر بلیک بنا کر کھڑے ہوا
تھا۔ وہ لڑی نے پرنس کو لڑی کے ڈالر کا نوٹ نکالا۔ اپنے آخری پیکی کی قیمت
دہان رکھی، پھر پھینک کر لاری چالی اٹھانے ہوئے وہاں سے چلنے لگی۔ لاری
گیز میں لڑی کے شمار کارڈ ترتیب سے کھڑی ہوئی تھیں۔ ستا دن سے ریسپورڈ
تھا۔ وہ ٹھیک اس کارڈ کے پاس پہنچی۔ لاکھ ڈالر دیکھا۔ پھر لڑی کے
خانے کو کھول کر دیکھا، فون ہونے والی اطلاع درست تھی۔ فون کی گزراں
بتا رہی تھیں کہ وہ تین لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ جلدی
سے گزراں نکال کر رکھنے لگی۔ پرنس چھوڑا چلا گیا تھا۔ اس نے اپنا اسکاؤٹ کھولا
پھر اس میں تمام رقم رکھ کر بھی طرح لیٹ لیا۔ لاری چالی کو اسٹریٹنگ کے
کی پول میں لگا دیا اور پارکنگ کروڑوں سے کم بنا کر دیا۔ پرنس پڑی سے
چلتی ہوئی اپنی لاری کے پاس آئی، اس میں بیٹھ کر اسے اشارت لیا پھر
ڈرائیو کرتی ہوئی اندر گراؤنڈ گیز سے نکل کر میں روڑ پر آئی اور تیزی
سے ٹھہر کر طرف جانے لگی۔

اب وہ ہوش رہی تھی۔ تین لاکھ ڈالر کا اس کا چھپا کر رکھے جا سکتے
وہ فون پر اطلاع دینے والی ٹوک ٹوک سہیلی اور بزنس پارٹنر کے لئے ضرور اپنا
حصہ لینے آئے گی۔ آج میں رات بھر جا رہی ہوں گی دیکھوں گی کہ وہ کب
آتی ہے اور کیسے آتی ہے۔

اس نے پھر پرنس کو رقم ملاری میں رکھی۔ ابھی وہ سوچنا چاہتی تھی
کہ اس کے لیے محفوظ جگہ کونسی ہو سکتی ہے۔

ستارے اس کی سوچ میں کہا۔ مجھے تو عرض نہیں ہونا چاہیے۔
ٹوک ٹوک بزنس پارٹنر کے والی اگر اپنا حصہ لے جاتی ہے تو مجھے بھی حصہ دینی
ہے۔ اگر وہ ایک ملازم تین لاکھ ڈالرز دیتی ہے اور اس میں سے
مجھے پچاس ہزار ڈالرز حصے میں ملنے ہیں تو کیا بڑا ہے۔ اگر ہر روز اتنی آمدنی
ہو تو میں کروڑ پتی اور آرب پتی بن جاؤں گی۔

اس نے سوچا۔ جب میں تمہارا دولت کو رکھتی ہوں۔ تمہارا کسکتی
ہوں تو کسی کو بزنس پارٹنر بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

ستارے نے پھر اس کی سوچ میں کہا۔ کیا میں ایک رات پہلے اس
کی تجویز سے لاکھوں ڈالر اور ہر سے کوئی سے جڑے ہوئے زیورات لا
سکتی تھی۔ کیا مجھے معلوم تھا کہ تجویز کھولتے ہی کئی کا ٹھیکہ لگتا ہے۔ یہ
اطلاع تو کسی نے نہیں دی تھی، اس لیے تجویز کھولنے کا مہر بتانا تھا۔
کیا ابھی مجھے بتا چل سکتا تھا کہ بزنس پرنس کی کارڈ میں تین لاکھ ڈالرز کب
میں اور کارڈ چالی میرے قندول میں پڑی ہوئی ہے۔

وہ جانا چھوڑ کر اسے قابل ہونا پڑا کہ وہ کوچھ کبھی اس کے پاس
کے پیسے اس سہیلی بزنس پارٹنر کا ہاتھ ہے۔ وہ فون کی گھنٹی سن کر ٹوک
گئی۔ فون آئی وہاں تین بات آئی اس سہیلی بزنس پارٹنر کا فون پر سگڑتے

نے ریسپورڈ اٹھا کر کہا "ہیلو۔"
دوسری طرف سے ایک خواتین لڑائی آواز سنائی دی۔ یہ کیا تم
یاواز سے چہاں سکتی ہو؟"

وہی نے پرنس پر ہنسنے کہا۔ ہاں تم کو میں ہوں، مجھے کبھی نہیں فون
ہے۔"

"آج کل تم طے ملنے ہاتھ مار رہی ہو۔"
"تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔"

"وہی ناچھ سے اپنے کی کشش دکرو۔ میں اپنے علاقے میں دو
رہو گمانے والی عورتوں کو نظر انداز کر دیتی ہوں۔ مجھے تم تو ہزاروں لاکھوں
پہنچ گئی ہو۔ کیا تم سو روز صحت رسالے کے مالک اینڈریو تھان
پھر نہیں گئی تھیں، کیا تم نے اس کی تجویز کا حقدار نہیں کیا ہے؟"

"وہ جو ٹھٹا ہوتا ہے۔"
"میرے والوں کو لاریٹ نہیں سے کہتا اس کی
پورچھار میں ہیں جس پوری کی لاریٹ پولیس کو نہیں دی جاتی وہ مجھے مل
جاتی ہے۔ اینڈریو تھان نے مجھے چھ ماہ تیار ڈال کر اتنی ہی ہے، اگر میں
ن کا تمام مال دلوں، لہذا تمہیں صرف دو گھنٹے کی صحت دینی چاہی
میں کا تمام مال سمٹ کر ایک آبی میں کھرا اور میرے آدمیوں کا اختیار کر۔"
"میں تم کو کبھی نہیں ہوں، میرے پاس اس کا مال نہیں ہے تمہارا
ادنی خالی ہاتھ واپس چاہیں گے۔"

"میرے آدمی بھی خالی ہاتھ نہیں جاتے۔ مال دلاؤ تمہیں لے جائیں گے۔"
دوسری طرف سے لارڈ تھان کا رگیا "وہ "ہیلو، ہیلو، کبھی کو پانی
با پھر ریسپورڈ رکھ کر سوچنے لگی۔ ایک اور نئی ہیبت آگئی تھی کہ کوئی

مطالعہ کی ہیبت ہی دنیا اور صحت تھی۔ کبھی میں خطرناک ٹھٹے اس کے
ادوں پر ڈو کے ڈالنے تھے۔ دیگر کو انٹھالے جاتے تھے جس کے حاضر
میں ہی جاتے تھے۔ اس کی جان لے کر ہی ملتے تھے۔

وہی کے گھر میں وہ مال نہیں تھا جو اینڈریو تھان کے گھر سے لائی
نی لیکن ابھی اس میں سے تین لاکھ ڈالر اور ہوتے۔ اور وہ رقم بھی جسے
انداز کے حصے کے طور پر بھجوا گئی تھی۔ وہ جلدی جلدی تمام رقم سمٹ کر
سامنے میں رکھنے لگی۔ اپنی پڑی کر چھپانے کی کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔
ن نے سوچا، اپنی انعام لاریٹ سے اسٹیشن جانے کی، وہاں ایک لاکھ

کر لے کر اس میں رکھے کہ گی کوئی کو ٹون کے آدمی اسے نہیں بھڑوں گے
ل بڑا نہ ہونے پاس کی پٹائی کریں گے، طرح طرح سے آڑتیں دیں گے
ہر برداشت کرنے کی لیکن اپنی بڑی رقم ان کے حوالے نہیں کرے گی۔
اس نے ریلوے اسٹیشن پہنچ کر ایک لاکھ حاصل کیا۔ وہاں لڑی رکھی

سے پھینکیا، پھر چالی اپنے برس میں رکھی۔ اب چالی کوچھپنے کا مسئلہ تھا
میں نے پھر آہر رکھا تو اسے ذرا قلم پھرا پھیلا نظر آئی۔ اس کے ساتھ
ماہ بون کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تینوں آپس میں دوست نہیں تھیں لیکن پیسے
لگا تھا سب سے ایک دوسرے کو خوب جانتی اور پہچانتی تھیں۔ وہی نے اس

کے قریب آتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ میں کو میں پرنس پریشان کر رہی
پاسیلے کو چوک کر پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"
"تمہارے میرے سے پرنس کی ظاہر ہو رہی ہے۔ میرا فون آج صبح کا
اختیار پڑھا ہے۔ میں فون سے تمہیں فون کرنا چاہتے تھے۔ پولیس میں وقت پر
پہنچ گئی، غصوں کا بیان ہے تمہارے پاس لاکھوں ڈالرز ہیں۔ اور زمین
جانڈلر کے کفایت ہیں، جب آتی دولت سے تو یقیناً کوئی کوئین کی نظر
تم پر ہو گی، اور وہ اپنا حصہ وصول کرنا چاہتی ہو گی۔"

پاسیلے اس کی بات میں نہ رہی تھی اور اسے شوق ہوئی نظروں سے
دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا "جیسے ہوتا کا ٹھٹا ہے وہی جانا ہے کہ تکلیف
کہاں ہو رہی ہے اور کتنی ہو رہی ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے تم بھی یہی تکلیف نہیں کر رہی ہو۔"
"ہاں ایک اینڈریو تھان نامی شخص نے میرے خلاف کوئین
کے کان بھرے ہیں۔ میں بھی لاکھوں ڈالرز مالک ہوں۔ اس نے وارننگ دی
ہے کہ میں وہ تمام مال ایک ماہ میں لاکھ کر اس کے آدمیوں کا اختیار کر دوں
اگر ایسا نہیں کروں گی تو مجھے اٹھا لیا جائے گا۔"

سارا چون لے گا۔ "میرے ساتھ ہی ہی صحت ہے کہ کوئین نے
فون کیا تھا، پانچ ہزار ڈالرز اور اس کا رہی ہوں، لہذا مجھے غصہ نہیں ادا
کرنا چاہیے۔"
"یہی تم تینوں ایک ہی کشتی کے سولہ ہیں اور اس کشتی کو کوئین ڈوبانا
چاہتی ہے۔"

پاسیلے نے کہا "اب ہمارے سامنے اس چالی کا مسئلہ ہے۔ میں
اپنے اپنے لاکھ کی چالی کہاں چھپانا چاہیے؟"
وہی نے ایک سروا بھر کر کہا "بعض اوقات ہم بہت ہی بے یس
ہو جاتی ہیں۔ اپنی مخالفت کر سکتی ہیں، دلپسند مال کی سمجھ میں نہیں آتا کہ
چاہیں۔ دنیا بہت چھوٹی گئی ہے۔"

وہ تینوں باتیں کرتی ہوئی ریلوے اسٹیشن سے باہر آئی، پھر ایک چھپوٹے
سے باہر آئی، لیکن اسے اپنے ایک ایک پیکی کا آڈو دیا۔ آج رات
وہ تینوں خطرناک نہیں تھیں لیکن اپنے اپنے لاکھ کی چالیوں میں چھپا پناہ چاہتی
تھیں۔ یہ سمجھ میں آ رہا تھا، کہاں چھپا پناہ چاہیے۔

وہ آہستہ آہستہ ہاتھ میں لود سوٹا رہی تھیں، پھر تینوں ہی چوک
گئیں، کاؤنٹر پر کھڑا ہوا لیٹھ فون بچ رہا تھا، نیچے طرف کی گھنٹی شمار ہوا۔
جیسے کہ رہا ہو۔ کوئی کوئین سے بچ کر جانا نا ممکن ہے۔

بار میں لے ریسپورڈ اٹھا کر کہا "ہیلو۔ پھر دوسری طرف کی آواز سن
کر تینوں کو دیکھتے ہوئے بولا "ہاں میں تینوں کو دیکھ رہی ہوں۔"
وہ تینوں اسے سوالی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ دوسری طرف
کی باتیں سن کر بولا "کیا تمہارے نام وہی پاسیلے اور ماہ ہیں؟"

تینوں نے ہاں کے نفاذ میں سر ہلایا۔ اس نے وہی کی طرف ریسپورڈ
245

بڑھا دیا۔ اس کے کان سے لگتے ہوئے پوچھا۔ "ہیلو، تم کون ہو؟"
آواز سنائی دی۔ "بزنس پارٹنر، تمہاری سہیلی، تمہاری محافظہ جیب
میں تم کو لوگ کے مال میں سے حصہ لیتی ہوں اور تمہاری حفاظت کی ذمہ داری
مجھ کو ہے۔ یہ سنا لینے لاکر کیا جا یاں اپنے گنے میں لگا دو جیسے نکل سکتے ہیں
تاکہ دور سے کوئی نہ کو نظر آئے۔ میں تم تینوں کو تین دن دلائی ہوں، اس کا
کوئی آدمی تمہیں ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

وہ نے خوش ہو کر پامیلا اور سارہ سے کہا۔ "وہی سہیلی ہے جس
پارٹنر کہتی ہے۔ ہماری حفاظت کہے گی اور مشورہ دے رہی ہے،
ہیں اپنے اپنے لاکر کی چابیاں لگے ہیں لٹکائیں، تاکہ دور سے کوئی
کو نظر آئے اور وہ دھوکے نہ کھری ہے کہ اس کا کوئی آدمی ہیں ہاتھ نہیں
لگا سکے گا۔"

پامیلا نے برائی سے پوچھا۔ "اور تم یقین کر رہی ہو، کیا تم نہیں جانتی
کہ کوئی نہیں کس بلا کا نام ہے اور اس کے غمزے کیسے سفاک قاتل ہیں۔"
وہ نے کہا۔ "تم اس نامیدہ بلا کو نہیں جانتیں۔ وہ جو ہستی ہے،
کبھی گزرتی ہے۔"

پامیلا نے کہا۔ "میں اچھے طرح جانتی ہوں۔ وہ بھی میرے ساتھ
جو کتنی آئی ہے وہی گزرتی آئی ہے۔ لیکن یہ یہ ہیلو، وہ ایک عورت ہے
اور کوئی کوئی نہیں کس پاس غمگینوں کی ایک پوری فوج ہے۔"
رہیں جو اسے آزاد آئی۔ "یہ تم کو لوگوں کی باتیں سن رہی ہوں۔
میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو۔ میں تمہیں اس کی حفاظت کروں
گی، کوئی تم تینوں سے آگے نہ بڑھے۔ ہمت چھو حاصل کرنا ہے۔"

پامیلا نے ریسپورڈ لے کر پوچھا۔ "کیا تم ہماری حفاظت کے سلسلے میں
کوئی ضمانت دے سکتی ہو؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم تینوں بڑی طرح چھٹی ہوئی ہو
میری بات نہیں سنا لو گی تو کوئی کوئی بات مانتا ہو گی۔ بہر حال جو
بستر سمجھی ہو وہ کرو۔ میں جو بستر سمجھتی ہوں وہ کرو کر رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔ پامیلا نے ریسپورڈ رکھتے ہوئے
کہا۔ "اس نے فون رکھ دیا ہے۔ میں ابھی اس پر پھر دو سامنے کر سکتی
فی الحال میری کچھ نہیں ہیں آتا ہے کہ کچھ رات میں تینوں کو ایک ساتھ
ساتھ لے گا۔ ایک سے میں غلط نہیں سمجھتی جا رہی ہوں۔"

وہ نے جام کو تیز پر زور سے رکھتے ہوئے کہا۔ "دل میں ایسی
دم بھرت ہے کہ شراب بھی پانی لگتی ہے۔"
پامیلا نے ڈرا ڈور کھڑے ہونے شروع کر دیے اور دیکھا۔ وہ ایک بوڑھا
آوی تھا۔ اس نے وہی اور سارہ سے سرگوشی میں کہا۔ "اگر تم اپنی اپنی
چابیاں اس پورٹ سے پاس امانت کے طور پر رکھ دو تو کبھی مزہ نہ
دیکھنے گزرتے ہی والے ہیں۔ کوئی کوئی نہ آئی کہیں نہ کہیں پھر
نہیں گے۔ کم از کم چابی چابیاں تو محفوظ رہیں گی۔"

وہ نے بوڑھے بارین کو قریب بلا کر کہا۔ "تم صورت شکل سے
دیکھو دل نظر آتے ہو۔ تم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ کچھ دماغ ہمارا
بچھا کر رہے ہیں کیا ہماری ایک چیز امانت کے طور پر رکھو گے؟"
"اگر میں تمہارے کام آسکتا ہوں تو ضرور آؤں گا اور تمہاری امانت
کو جان سے زیادہ عزیز رکھوں گا۔"

تینوں نے اپنی اپنی چابیاں اس کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ اس نے کہا۔
"یہ تو بڑے لاکر کی چابیاں ہیں۔"

"ہاں، تم نے وہاں ضروری سامان چھپا کر رکھا ہے۔"
"مسکرا کر ہلکا۔ معلوم ہوتا ہے بچہ بچہ ہوسا کرنے کے سوا اور کوئی
راستہ نہیں ہے۔ بہر حال تم کو لوگوں کے اعتماد کو نہیں میں پتہ چلاؤں گا۔"

وہ شراب کا بول ادا کر کے نکلیں۔ پھر بڑے سے پارکنگ ایریا میں
پہنچیں لیکن اپنی گاڑیوں کے پاس چند برصاں قسم کے لوگوں کو دیکھ کر خشک
گئیں۔ ایک نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم تینوں چھڑی ہو گئیں
گئی ہو۔ دو گھنٹے پورے ہو چکے ہیں۔ کیا شرافت سے چلنا پسند کرو گی یا جبر
کیا جائے؟"

وہ نے پوچھا۔ "تم لوگ کون ہو؟"
"انجان ہیں کہ کچھ لاکر کا معاملہ نہیں کر سکتی۔ تمہارے چاروں طرف
ہو لوگ کھڑے ہیں ان کے ہاتھ اور دو کٹ کی سیوریں ہیں، ریلو اور کارڈ
تم تینوں کی جانب سے۔ زندہ رہنا چاہتی ہو تو پل کر اس گاڑی میں بیٹھو۔"

وہ مجبور اور بے بس تھیں۔ سر جھکا کر ان کے درمیان چلی ہوئی گاڑی
کے اندر بیٹھ گئیں۔ پھر وہ گاڑی چلا پڑی۔ ان کے آگے پیچھے ریلو اور
بٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ "تم لوگ ایشیئن کے لاکر
کے پاس نظر آتی تھیں۔ یقیناً مال دین چھپا یا ہے چابیاں کہاں ہیں؟"

تینوں کا جواب ایک ہی تھا۔ ان کے پاس لاکر کی چابیاں ہیں
اور نہ ہی انہوں نے کچھ چھپایا ہے۔ ان کا سفر آگے بڑھتے ہوئے
وہ شہر کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے ورکشاپ کے
سامنے پہنچے، اس کے گیٹ میں داخل ہونا چاہتے تھے، اسی وقت پولیس گولڈ
کاسٹرن سنائی رہا۔ راستے کے دونوں جانب سے مہلکان سامنے نکالی ہوئی
چلی آ رہی تھیں۔ ورکشاپ پہنچ کر اس گیٹ کھولنا ہوتا تھا، اس سے پہلے
ہی گاڑیوں نے اس کو مگر کار چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پولیس والے بڑی چھڑی
سے نکل کر ریلو اور دکھاتے ہوئے کہتے گئے۔ "خبردار کوئی چالاکی نہ دکھائے۔
اپنے اپنے ہاتھ ہاتھ کر سب ہاتھ آجائیں۔"

ایک سے گاڑی سے باہر آ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگوں
کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ ہم اس ورکشاپ میں کام کرتے ہیں۔"

پولیس افسر نے کہا۔ "تم ان میں سے کوئی کو لوگوں کے لئے رہے ہو۔"
انہوں نے سب کے سب ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔ ایک نے پتہ چاہا
ریلو اور دکھاتے ہوئے کہا۔ "پامیلا اور سارہ سے کہا۔ اگر کسی نے ہمارے خلاف

یاں دیا تو ہم قانون سے ہمیں ڈر نہیں گئے، فوراً گول مار دیں گے۔ باہر نکل کر کچھ
دو تینوں اس ورکشاپ میں ملازمت کرتی ہو۔"

وہ بچے بند دیکھتے باہر آ کر ہاتھ اٹھائے گئے۔ پامیلا نے خوف سے
رہتے ہوئے کہا۔ "میں یہاں ملازمت کرتی ہیں۔ آپ کو یہ خواہ ہم پر شبہ کر رہے
افسر نے تمام برصاں کو دلوں کی طرف متحرک کے ہاتھ دلوں سے لگا کر
مڑے ہوئے ہاتھ دیا۔ وہ ہم کو تمہیں کر رہے تھے۔ پولیس والے ان کا لاشی
لے رہے تھے۔ پھر تینوں کو سیور سے زمین ریلو اور براہ ہوئے۔ افسر نے
پوچھا۔ "اچھا تو تم ریلو اور کون سا کسٹ میں ضروری کرتے ہو؟"

وہ نے کہا۔ "افسر نے میں نے وہی دیکھی تھی کہ ہم ان کے خلاف بیان دین
کو تو یہ میں گولی مار دیں گے۔"

افسر نے کہا۔ "ہم نے تمہیں گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ تمہارے چہرے
سے پھپھانے لگے تھے تم پر پھر کیا جا رہا ہے۔"

ایک شخص نے کہا۔ "آفسر! ہماری بھی بات سمجھنے کی کوشش کریں
ان تینوں نے اپنے لٹرو لٹرو میں کچھ چوری کی ہے اور لوگ لاکر کے
میں چھپا یا ہے۔ یقین نہ ہوا توں سے چابی طلب کریں اور لاکر کھولا کر دیکھیں۔"

ان چاروں برصاں کو کچھ ٹھٹھا پٹھا بنا دی گئیں۔ افسر نے وہی سے
پوچھا۔ "کیا تم تینوں اپنی لے گئی ہے کہ تمہیں لاکر کی چابیاں سے کتنے ہو؟"

وہ گریہ بھرا منہ زدن کر رہی تھیں لیکن قانون کے من گھڑتے
کی بڑت نہیں کرتی تھیں۔ وہی نے ہانکے اتار میں سر اٹھاتے ہوئے کہا۔
"میں ان برصاں سے خطرہ تھا، اس لیے ہم نے اپنی چابیاں بارش کے
پاس امانت کے طور پر رکھ دی تھیں۔"

پامیلا نے جلدی سے کہا۔ "ہمارا کچھ ضروری سامان ہے۔"
وہ صاحب پولیس والوں کے ساتھ اس بار میں پہنچے جہاں چابیاں امانت
کے طور پر رکھی گئی تھیں۔ ہارٹن نے وہ چابیاں انہیں واپس کر دیں۔ وہ تینوں
اندھ اندھ گھبراہٹی ہوئی تھیں۔ جھوٹ کھو گیا تھا شراب لاکر کھٹے پر پتہ چلا کر
ہولے والے تھا۔ انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ ٹیلی فون سے خریدنے تیار
انہیں اپنے جھوٹے ہاتھ سے قائم ہونے کے لیے مجبور کر رہی ہے۔

وہ لاکر کے پاس آئے۔ پھر بار بار پامیلا اور وہی کے لاکر کھول
کر دکھایا۔ پامیلا کے لاکر میں ایک گولڈا، کچھ پٹے اور نوٹوں سے متعلق رکھنے
والا کچھ ضروری سامان رکھا ہوا تھا۔ وہی کے لاکر میں کچھ آئی فم کی چیزیں تھیں
جو اصل پان رکھا تھا وہ غائب ہو چکا تھا۔

آفسر نے برائی سے پوچھا۔ "تم خود نوٹوں لے کر معمولی مسلمان لاکر میں
کیوں رکھا ہے؟"

وہی نے تیار کی کہ جتنی کے مطابق کہا۔ "ہم ان برصاں کو دھوکا دینا
چاہتے تھے اور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ تمہارے کچھ پولیس چلے ہیں۔ پتا
چلا انہیں کسی نے ہمارے ہاتھ میں غلط اطلاع دی ہے اور ہم پر چوری کا

الزام لگا رہے ہیں۔"
پولیس والوں نے ان تینوں کو پھوڑ دیا۔ برصاں کو کچھ کر کے گئے۔
ان کے چلنے کے بعد پامیلا نے پالیسی سے کہا۔ "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔
پولیس والوں سے نہایت ملتی جلتی۔ ان لوگوں سے چھٹکارا لایا جی نہیں ہو گیا۔ لیکن
ہمارا مال غائب ہو گیا۔"

وہی نے کہا۔ "میرا دل کتا ہے کہ مال غائب نہیں ہوا ہے۔ اس میں سے
ہملاہتھ لپوری ایماندار کی ساتھ ملے گا۔"

پامیلا نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ تو میں نے بھی آزمایا ہے چلاب
مگر چلتے ہیں۔ شاید وہ دوبارہ عورت ملتی فون پر ہم سے باتیں کرنا چاہتی ہو۔"
تینوں انہی گاڑیوں میں بیٹھ کر سیدھی پامیلا کے گھر پہنچیں۔ دروازہ کھولا۔
پھر بیڈ روم میں پہنچ کر دیکھا۔ امانت ملی فون رکھا ہوا تھا۔ وہی تینوں کے لفظ نظر
آئے۔ تینوں پر چڑھنے کے نام لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کھول کر دیکھا تو پامیلا
کے لفظ میں اس کے زمین و جلا کے کلمات کے ساتھ ایک لکھ چابیاں
چرا ڈال رہے تھے۔ وہی کے لفظ سے ایک لاکھ ساتھ پھر ڈال رہا ہے اور اسے
سادہ چوں کے لفظ سے چابیاں پھر ڈال رہے تھے۔ یعنی ان تینوں کے پاس ان
کا حصہ پہنچ گیا تھا۔ پھر فون کی گھنٹی سنائی دی۔ پامیلا نے پیک کر لیا سیور
اٹھایا۔ پھر کہا۔ "ہیلو، میں پامیلا اور وہی ہوں۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا کیا خوش ہو؟
"ہم بہت خوش ہیں۔ واقعی تم نے دوسرے کے مطابق ہماری حفاظت
کی ہے۔ ہمیں ان غمگینوں سے بچایا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ہماری
چابیاں اس بار میں کس پاس تھیں پھر...."

دوسری طرف سے بات کاٹ کر کہا گیا۔ "زیادہ سوالات نہ کیا
کرنا۔ اپنے کام سے کام رکھو اور دیکھیں کہ تمہارا حصہ ایماندار کی ہاتھ سے
سے یا نہیں۔"

"تم زبان کی جتنی چوچکتی ہو وہ کرتی ہو۔ ہم تم سے منا چاہتی ہیں۔"
"ہر جہت تم سب کے دل میں رہے گی سب کے ملاقات بھی نہیں ہو سکتی۔"
"دیکھو ریسپورڈ رکھنا۔ ایک دھڑا اور مٹا دوسرے کا کبھی کوئی نہ کہے گی۔"

دوبارہ وہیں پریشان نہیں کریں گے؟
"مجھ ہونے تک کوئی کوئی نہ کہے گا۔ تمہارے سوا۔"

تھوڑی طرف رخ نہیں کرے گا۔ آرام سے سو جاؤ۔"
پامیلا نے اطمینان کی سانس لے کر ریسپورڈ رکھ دیا پھر وہی اور سارا
کو فون پر چلے والی کھنکھ سے متعلق بتائے گی۔ وہ سن رہی تھیں اور خوش
ہو رہی تھیں اور دل میں تسلیم کر رہی تھیں کہ وہ نلویہ بزنس پارٹنر
جو بھی سنا رہی تھی ہے، ان کے لیے ایماندار ہے اور انہیں ہر مصیبت سے
محفوظ رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔

تیار دہی وقت بھی کوئی نہ کہے گا۔ دماغ میں پہنچ گئی تھی، جب وہ وہی
کوڑھی دے رہی تھی اور اسے دیکھنے کی مصلحت دے کر کہہ رہی تھی کہ اگر

اس نے پہلی رات کا لونا ہاتھ آسا سال اس کے حالے دیکھا تو اس کے آدمی اسے اٹھانے جانیں گے۔

اس نے سوچا تھا کہ کوئین کے دماغ میں بیخ کراسے اتنا سرخ نہیں دسے گی کہ وہ اپنے شخصے دہلی کے لیے روانہ کرے۔ لیکن اس کے دماغ میں بیخ کر لارہ پل دیا۔ وہ ایک بہت ہی خفیہ آدمی تھی اور وہ ایسا محفوظ آدمی تھا جس کی تازہ کو ضرورت تھی۔ اس نے اسے لٹھے فیصلہ کر لیا کہ آج سہ پہر وہ کوئین کے قدم دہاں سے اٹھا دے گی اور خود اس آدمی کی ناک پر بند کی۔ اس لیے اس نے ریلوے اسٹیشن کے قریب ہارن کے دماغ پر قبضہ کیا۔ مگر جاپانی حاصل کی۔ لاکر سے تمام سامان غائب کیا۔ جھپٹا لیا واپس بلا میں کے پاس پہنچا دی۔ دوسری طرف پولیس کو اطلاع دی کہ پندرہ فیصد تین گھنٹوں کا خوفناک فلاں جگہ پہنچا ہے۔

وہ ان معاملات سے خوف کر سیدھی اس آدمی سے میں تھی۔ اگرچہ جان کا خطرہ تھا تاہم اس نے یہ خیال خالی کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ سچی کوئین کے ساتھ کتنے آدمی ہیں جتنے بھی خفیہ تھے ان کی آواز نہ لہجے کو سن لیا تھا۔ اس نے وہاں قدم رکھنے سے پہلے فون پر رابطہ قائم کیا۔ "میو لائی نہیں اپنے آدمیوں کی گرفتاری کی خبر لہجے ہو گی۔"

"تم کون ہو؟"

"میں ان پولیس کی محافظ ہوں جن سے تم خفیہ ٹیکس وصول کرنا چاہتی تھیں۔ تم نے یہ تمہارے آدمیوں کو گرفتار کیا ہے۔"

"اچھا تو تم کسی جاسوسی نادل کا پڑوسر کر رہا ہو۔ اپنا تعارف سنیں کر لو گی؟"

"تم تعارف کی بات کر رہی ہو۔ میں خود تمہارے سامنے بیٹھ رہی ہوں۔ کوئین کو نہیں تو تمہارے گھر سے کیا۔ تم نادان بھی گئی ہو میں جہاں ہوں، وہاں قانون کے محافظ تو کیا موت بھی نہیں بچ سکتی۔"

"اسے برا بولہ کہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت سے غالی نہیں ہے۔ بیٹا کے ذمے دوسرے پر پھانسی لہرائی ہوتی ہے۔ لیکن اس دنیا میں ایک آٹا ہے ایک جاتا ہے۔ تمہارے بھی چل چلاؤ کہ وقت آچکا ہے۔ مجھے تم نے یاد اس جگہ کی موت ہے۔ لہذا وہ جگہ تم سے حاصل کرنے کے لیے آ رہی ہوں۔"

اس نے رابطہ قائم کر لیا۔ اپنی کار میں اگر بیٹھ تھی۔ مورگن نے کارڈ اشار کی جھرا آگے بڑھانے سے پہلے لولا کہاں چلائے؟

"پہلے ہو خود ہی منزل تک پہنچ جائو گے۔"

"دوسری طرف کئی پریشان ہیں۔ وہ اپنے تین قابل اعتماد محافظوں سے انڈیا لاکر پر کمر دیتی تھی۔ تمہارے کوئی اس خفیہ آدمی سے نہیں جانتا ہے۔ مجھے بھی یہاں لایا جاتا ہے اس کی آنکھوں پر بچی باندھ دیا جاتا ہے۔ پتا نہیں ہونے پر بات کرنے والی کوئی تھی۔ آواز سے تو خیر لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ دیکھو کوئی بیٹھ ہوتی پر ماضی ہو سکتی ہے۔ دو ٹیگن مل رہی تھی کہ یہاں پہنچنے والی ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے وہ کہاں تک درست کمر دیتی تھی؟ اور اگر واقعی یہاں

پہنچ جائے تو تمہیں کیا کرے؟"

ایک نے کہا۔ "تو اولاً ہم یقین نہیں کر سکتے کہ اس خفیہ آدمی کے خفیہ چور دروازوں کا کارڈ کوئی معلوم کر سکتا ہے۔ اگر کسی طرح راز ناس ہو جائے اور کوئی یہاں آئے تو ہم اسے زندہ نہیں جانے دیں گے۔ آج اس آئے والی کو پہلے زندہ تمہارے سامنے پیش کریں گے۔ پھر تمہارے فیصلے کے مطابق عمل کریں گے۔"

مورگن کا راز ناس پورا شہر سے باہر پھیل چکا تھا۔ دور ایک پہاڑی کے دامن میں بیخ گیا۔ ایک طرف پہاڑی تھی دوسری طرف دریا بہتا تھا بہت ہی خوبصورت جگہ تھی۔ دور دور تک کانچ بنے ہوئے تھے۔ وہاں دولت مند لوگ تفریح کی غرض سے آتے تھے۔ ہر سمت رنگینیاں بھری دکھائی دیتی تھیں۔ وہ جگہ بھی ویران تھی اور کبھی زمین خود لوگوں سے آباد ہو جاتی تھی۔ اس پہاڑی پر پچاس فٹ کی بلندی پر کوئی کوئین کا کانچ تھا۔

دراصل وہ غار کا دروازہ تھا۔ کچھ عرصہ پہلے کوئین نے اپنی دوا سے اس دہانے پر کانچ بنایا تھا جس کے نیچے میں اب غار نظر نہیں آتا تھا۔ صرف وہ کانچ دکھائی دیتا تھا۔ جن زردوں اور کارگروں نے وہ کانچ چور دروازوں کے ساتھ بنایا تھا، انھیں کوئی نے قتل کر دیا تھا۔ مورگن نے کانچ کے سامنے گاڑی روک دی۔ پھر لٹ کر سوسکتا ہے ہونے لگا۔ "یہ لی! میں یہاں ہوتا ہوں کہ تم سے کچھ پوچھنا نہیں چاہیے۔ کمال ہے۔ میں آپ ہی آپ ڈراؤن کرنا چاہتا ہوں پچھو گیا!"

وہ دروازہ کھول کر اترتے ہوئے بولی۔ "تم جا سکتے ہو۔"

"کیا واپس نہیں جاؤ گی؟"

"میرے دشمن واپس پہنچا دیں گے۔ تم یہاں رہو گے تو مجھے خیال خالی کے ذریعے تمہارا خیال بھی رکھنا پڑے گا۔"

وہ کارڈ ناس کرتا ہوا چلا گیا۔ کانچ کے برآمدے پر بیخ چوکیدار کھڑا تھا۔ تیار کو دیکھتے ہی بولا۔ "یہاں کوئی نہیں ہے تم کسی سے ملنا چاہتی ہو؟"

اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ گھوم کر دیکھ رہی تھی۔ چوکیدار نے سر جھکا لیا۔ وہاں سے گھوم کر دروازے کی طرف گیا۔ جیب سے چابی نکالی۔ پھر اسے کھول دیا۔ وہ ایک حوض سے وہاں چوکیدار کی کتاب تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی ناک کوئین کوئین جب اپنے تین باڈی کارڈ کے ساتھ کانچ میں جاتی ہے تو وہاں کیا کر گیا ہے۔ کیا کانچ کے پیچھے کوئی راستہ ہے؟

وہ چوکیدار سے رابطہ میں کہ نہیں جانتا تھا۔ اسے کچھ عجیب کئی اپنے آدمیوں کے ساتھ کانچ میں داخل ہو جائے تو وہ باہر سے دروازے کو مقل کر دیا۔ اسے کسی بھی آنے والے کو جواب دے کر وہاں کوئی نہیں رہتا۔ تیار کو دیکھتے ہوئے دروازے سے اندر آتے ہوئے کہا۔ "روانے کو باہر سے لاک کر دو۔"

اس نے تم کی تھیل کی۔ وہ بھی وہی چاہتی تھی کہ بیخ چوکیدار کو اس کانچ

کا اندر کی معاملات کا علم ہو۔ اس نے بند کا بیخ کے پہلے کرے کو گھوم کر دیکھا۔ بہت خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ بیخ سے دوسرے کمرے میں آئی وہاں سے ایک کارڈ پڑا۔ بیخ کو دیکھ کر اسے آخری سوسے پرانہ نظر آیا۔ وہاں کوئی شخص دو دن کا پتھر رکھ کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے تیار درجہ سات کے لحاظ سے پہاڑ نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "یہ لی! ہم سوچتے ہی نہیں سکتے تھے تم بنا آؤ گی۔ میں تمہاری اس برت سے حیران ہوں۔"

"تم مجھے بے نی کمرہ پہنچاؤ پھر اس کو جاننے کا راستہ دو۔"

"راستہ کہاں ہے؟"

"تمہارے پیچھے ہے۔"

"میرے پیچھے دیوار ہے۔"

"دیوار کے پیچھے غار ہے۔"

"تو بے، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"ایسے سوال کسی بھی سے نہ کرو جن کے جواب کی توقع نہ ہو۔"

"کیا یہ سوال نہ کروں کہ کانچ کا دروازہ باہر سے لاک تھا۔ تم نے

چوکیدار سے کیسے کھلایا، کیا انداز میں؟"

"کوئی نہ کہا تھا کہ موت بھی یہاں نہیں بچ سکتی۔ کیا موت سے یہ کوئی پوچھا ہے، کس طرح وہ والا کھول کر آئی؟"

"تمہیں کوئی کوئین سے کیا قسم تھی؟"

"وہ ایک طاقتور ہے، چوروں کوئی کی مانی کھاتی ہے۔ اس کے پاس

ہاں اپنے کام آئے والی فونوں کی کمائی نہیں کھاتی۔ ان کے اندر تو صلہ سپا رہتی ہوں، انھیں نہ لوگوں کی خرید سکتے، نہ ان سے کوئی کچھ بچھین سکتا ہے۔ تمہاری ماں، بہن، بیٹی سے کوئی میری بات کو کھیلنے نہیں سمجھتا۔"

اس کے سامنے چوکیدار نے شخص کھڑا ہوا تھا۔ وہ بیٹھ رہا تھا۔ تیار نے اس کے خیالات پڑھ کر سمجھتی تھی وہ اس سے متاثر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ سکتا ہے ہونے ایک طرف ہٹ گیا۔ کہنے لگا۔ "یہ لی! میں پہلی نظر میں تمہیں بند کر کے لے گا۔ ہوں تمہیں راستہ معلوم ہے تو راستہ میں ردگوں کا بھاری لہری کی اتھا کہ بیخوں کا۔"

سامنے والی دیوار سے ایک ٹیبل فون چہاں تھا۔ ریسپونڈر کے ہٹک ہاتھ اس کے ساتھ ہی ڈال کر کے لیے کئی بین دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر ریسپونڈر کو اٹھانے کے بعد مخصوص نمبروں کے مشن دہانے کی طرف بڑھتا ہوا دے ہی اچانک کھٹکا سا سنا سنا دیا۔ دیوار کا ایک ہٹک ایک طرف سر کرنے لگا۔ بیٹھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ تم حیران کر رہی ہو۔ یہ نمبر ہی کوئین کے صرف تین باڈی کارڈ جانتے ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

اس نے مسکرا کر دیکھا۔ پھر کھلے ہوئے دروازے سے اندر چلتے ہوئے بولی۔ "تم پھر وہی سوال کر رہے ہو جس کا جواب صرف مرد ہونے کو دیا جاتا ہے۔"

وہ کستا چاہتا تھا۔ رہے ہی نہ امیر اول تھا اور دست بنتا جا رہا ہے؟

لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ تیار ایک غار میں پہنچ گئی تھی۔ چاروں طرف اور بھی کئی چھتروں کی دیواریں تھیں وہ اس غار سے گزرتی ہوئی دائیں طرف مرکزی دیوار چھتروں سے تراشا ہوا ایک بڑا سا ہال تھا۔ اسے کچھ کے ذریعے کوئین کی آواز سنا دی۔ وہ دو سخت لمبے میں پہنچ رہی تھی۔ "یہاں ایک ایک حاکمات ہے۔ تم نے اس لڑکی کو یہاں آ کر لے کر دیا؟"

"میں اسے پانچ بات تو یہ ہے کہ میں نے زندگی میں پہلی بار تیری کم سن اور دلیر لڑکی دیکھی ہے جو نہایت کامیابی سے اس خفیہ آدمی سے کسب بیخ تھی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں، آئندہ کیا ہوئے والا ہے؟"

"جب تمہارے جیسا محافظ بھتیجا ڈال دے تو اور کیا ہوگا؟ کیا تم میری

تباہی چاہتے ہو؟"

"ابھی آپ کے پاس زبردست ہاڈی کارڈ ہیں۔ ان سے کسہ دیکھیے

کہ اس کا راستہ روک لیں۔"

"کیا تم بیخ کر رہے ہو۔ کیا تم اس کا ساتھ دے رہے ہو؟"

"میرے نہیں ہیں صرف تمہارا فون کر رہوں گا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اس ہال کے ایک طرف کا دروازہ کھلا۔ دو دیواروں کے ہٹک باڈی کارڈ نظر آئے۔ ان کے پیچھے کوئین کھائی دکی۔ وہ تیار کوئین سے دیکھتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "تم

باشت بھری بھری یہاں تک پہنچ آئی ہو، آخر تم کون ہو؟"

"تم نے کہا تھا کہ موت بھی یہاں تک نہیں بچ سکتی۔ میں تمہیں بتانے آئی ہوں، وہ پہنچ چکی ہے۔"

"تم اپنے قدم سے اونچی جا کر رہی ہو۔"

پھر اس نے اپنے ایک باڈی کارڈ کو اشارہ کیا۔ اس نے پارلر لاور کوئی کوئین کے کھول کر دے ہوئے کہا۔ "جیسے سچی سے منسلک جاسکتا ہے اس کے لیے دیوار استعمال کرنا سراسر حاکمات ہے۔"

پھر اس نے تیار کی طرف پلٹ کر ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لاؤ بی بی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو جس سے چور دروازہ کھول کر آئی ہو، تم آئندہ اپنے گھر کا دروازہ بھی نہیں کھول سکو گی۔"

تیار نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ دونوں کی انگلیاں آپس میں گڑبڑ ہو گئیں۔ باڈی کارڈ نے اشارہ کیا کہ انداز میں ایک جھٹکا دے کر اس کی انگلیاں موڑنا چاہتا تھا مگر پتا چلا وہ ہوشیار ہے اسے موڑنے نہیں دے رہی ہے۔ اس نے ذہنی طاقت کا مظاہرہ کیا تو پتا چلا لڑکی نازک آدمی ہے۔ لیکن اچھی خاصی قوت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ وہ آسانی سے اس کا ہتھ موڑ نہیں سکا۔ یہ اس کے لیے بڑی شرم کی بات تھی۔ وہ تو اسے جتنی ٹھکنے آتا تھا۔ اس نے پوری قوت کا مظاہرہ کیا۔ اسے دیکھتے ہوئے پیچھے لے جانے لگا۔ "ابھی اس کی قوت قسمی تھی کہ وہ اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹتے ہوئے اچانک بے گری۔ پھر دونوں

پاؤں پر رکھ کر اسے پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ وہ اچھلتا ہوا چھتروں کی دیوار سے

جا کر کیا تو انھوں کے سامنے تارے ناپتے لگے۔ تیزانے یہ دلا استعمال کرتے ہی اس کے داغ پر قبضہ جا کر مرکز دور سے دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ چمکا کر ادب سے من فرزند پر گڑ پڑا تانے لگے تھے ہنسے کہا: "کیسی! اب دوسرے کو بھیجو۔"

یہ دیوار کے نشانے پر رکھتے ہوئے بولی: "میں وقت خالی نہیں کرتا چاہتی۔ تم بہت خطرناک لڑکی ہو۔ کھانا کچھ دینی ہوا اور اندر سے کچھ اور پر تم میری موت بن کر آئی ہو۔ لو، میں تمھاری موت بن رہی ہوں۔"

اس نے زور لگا دیا۔ "ٹھائیں کی آواز کے ساتھ کوئی چلی اور اس کے مقابلے پر اگر فرزند پر گم نہ دلا ایک دم سے تڑپنے لگا۔ گولی اس کے شانے پر لگی تھی۔ دو سکا پائے چھائیں کی آواز کو بھی ادھ دھ تڑپتے تڑپتے ایک دم سے ٹھنڈا چڑ گیا۔ اب کبھی کے ہاتھ کا ناپ رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اپنے ہی آدمی کو کیسے مار ڈالا؟

وہ اب تک قہقہہ لگانے لگی پٹر پٹر پٹر سے دیکھ رہا تھا۔ حیرانی اس بات کی تھی کہ کتنے کے ہاتھ میں دیوار اور تھوڑا سا اطمینان سے بھری ہوئی تھی جیسے دیوار میں ٹھنڈا ہو۔ وہ قہقہہ لگانے لگے ہنسے بھر رہی تھی۔ "تم نے نہ ڈالا اپنے آدمی کو اپنے ہی ہاتھ سے مار ڈالا۔ اسے کہتے ہیں، موت اب میں قسم کرتی ہوں کہ موت کیسے آتی ہے لیکن میری عمر نے سے پہلے سب کو مار ڈالوں گی۔"

اس نے چامک پٹ کر اسے دوسرے باؤں گاڑ پھاڑ کر کیا۔ وہ اس بات کے لیے تیار نہیں تھا۔ فائرنگ کی زد میں آگے بڑھ کر دیوار کو ہاتھ پیرے دیوار سے جا کر لگا گیا گولی صبح نشانے پر بھی تھی وہ کھڑا نہ سکا۔ نو دوسرے من فرزند پر گم کر ہوش کے نیچے گم ہو گیا۔ پٹر پٹر سے فروری دیوار اور دیوار کی گولی پلائی۔ کبھی کے ہاتھ سے دیواروں نکل گیا۔ وہ بولا: "تمھارا داغ پل گیا ہے۔ اس لڑکی کو موت کے روپ میں دیکھ کر ہماری جان کی دشمن ہو گئی ہو لیکن میں مرنا نہیں چاہتا تمھارے جسے کی موت آئی ہے تم کرو۔"

وہ فائر کرنا چاہتا تھا لیکن انگلی ٹرانسگر کو نہ دیا سکی۔ اس نے حیرانی سے اپنے دیوار کو دیکھا۔ چہرہ چڑا کر کہنے کی کوشش کی مگر کام رہا۔ تانہ لے کہا: "پٹر پٹر پٹر، تم کوئی نہیں چھو گے۔ اسے اپنی موت آپ مرنے دو۔"

وہ حیرانی سے بولا: "لیکن ایسی کیا بات ہے۔ میری انگلی کام کیوں نہیں کر رہی ہے؟"

تانہ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ کبھی کبھو کر دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنی مرضی کے مطابق نکل کر گئے پھر گم کر رہی تھی۔ کبھی کا دلایاں ہاتھ دھو کر گیا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے دیوار کو اٹھایا۔ پھر اس کی نال کو اپنے قبضے سے لگاتے ہوئے بولی: "اب میری سمجھ میں آ گیا ہے اس دنیا میں سدا کوئی اپنے مقام پر نہیں رہ سکا۔ دوسروں کے لیے چھوڑنی کرنا پڑتی ہے لہذا میں اس لڑکی کے لیے جگہ غالی کر رہی ہوں۔"

کہتے ہی اس نے گولی پلائی۔ چہرہ حلام سے فرزند پر گڑ پڑی۔

پٹر پٹر کی گم گم کھڑا استاد کو دیکھ رہا تھا۔ دل میں دل میں کہہ رہا تھا: یہ غیر معمولی قوتوں کی مالک ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی ہتھیارا استعمال نہیں کر سکتا اور ہتھیار کے ہوتے ہوئے بھی کوئی اس سے لڑ نہیں سکتا۔ یہ اپنے لشکر کو اپنے ہاتھوں سے نہیں مارتی، اسے خود مرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ایسی شہ زدن بلا کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ اوگا ڈاؤن اس طرح اپنے ہی ہاتھوں حرام موت مر گئی؟

وہ سوچ رہا تھا اسے دیکھ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ چلنا ہوا اس کی قوتوں یوں آ رہا تھا جیسے اپنے ایتھلیٹس نے اپنی شخصیت کے آگے کھینچا جا رہا ہوا اس نے تانہ کے سامنے پہنچ کر دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے لیکن مرکز کیجھا لیا پھر چلنے ہوئے اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیے۔

☆

میں تانہ کے خیالات پڑھتا ہوا تھا۔ اس نے بڑے اعتماد سے مجھے اپنے داغ میں بھگوری تھی۔ ایسی بے باک لڑکی میں نے پہل بار دیکھی جو اپنے خود خیالات پڑھنے کی آزادی دے رہی تھی۔ روز لڑکیاں نظری طور پر اپنے نازک جہلوں کو اپنے آئیٹیل سے چھپانے کوشش میں۔ میں نے کہا: "تم تو کھلی ہوئی کتاب ہو۔"

وہ بولی: "میں جس کے لیے ڈونیا میں آئی ہوں اس کے لیے بھل رہی ہوں اس کتاب کو کھولنے کی جرأت کوئی دنوں میں کر سکتا۔"

تانہ کے قدم کیسی اس میں مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔ وہ کبھی کونین کے تھنڈے اڑنے کی نالگہ لگی تھی۔ اس کے علاوہ تین اور ہاتھ لگا گئے تھے۔ جہاں وہ تعلق میں تھی وہ کبھی تھی۔ وہ لی، پاسیلا اور سلاو کے علاوہ اور کبھی ہوتی پرماں جو میں اس کی آواز میں کبھی نہیں تانہ کے داغ سے پتا چلا، وہ جنرل ڈی کو ایک کیسے پہنچ گئی۔ وہاں تک پہنچنے کا راستہ نہایت آسان تھا۔ جن دونوں جزیل اپنی طرف اشارہ کر رہے تھے ساتھ دونوں ہو گیا تھا اور سڑکار کی طرف سے اس کے خلاف اخبارات میں تصویریں شائع کرانی تھیں۔ اسے مفرد مجرم اور قانون کا مطلوب قرار دیا گیا تھا۔ تانہ نے ایک اخبار میں اس کی تصویر دیکھی تھی پھر اس کی آنکھوں میں سمجھا تھا ہوں، وہ داغ میں پہنچ گئی تھی۔

اگر سڑکار سے اسے مفرد مجرم قرار دیا تھا۔ لیکن طرف اشارہ میں کونین ڈکرتیں کیا تھا۔ تانہ کو مجرم آکر کاروں کی ضرورت تھی لہذا اس نے جنرل کے داغ میں جگہ بنائی۔ تب پتا چلا اس جنرل کے پیچھے طرف اشارہ میں تھیں۔ وہ جنرل ڈی کو اپنی پوری طرح اس کے قبضے میں تھا لیکن کبھی کسی نے اسے نہیں جاننے والی کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ اسے خوش قسمتی کہ وہ ایک تنظیم کا مفرد ہے کسی کا آواز کا نہیں ہے۔ جب کہ وہ معمولی آواز کا رہے تھی کیا گنگنا تھا۔ تانہ جب چاہتی اس سے سدا کوئی پتہ آجھانے کے لیے تھی۔ وہ اس کی مرضی سے میرا تو تلاش کر کے لو گیا۔ اب تھا اور اس کی مرضی سے وہاں آکر اپنے خاص ماحمت کو حکم دیا تھا کہ اخبارات میں طرف اشارہ میں کے متعلق

اعلان چھپوایا جائے۔ جب دوسرے دن کہ اخبارات کو گولوں کے ہاتھوں میں آئے تو مشین بڑھی دیکھنے والے خطرناک تنظیمیں اور ہریش پٹرا فرار ہو چکے گئے۔ سپر سٹر فیزی طور پر حکایات ہاری کیے۔ امریکا میں بھی ریاستیں ہیں، ہتھیار دہشتے میں خون کیسے بھی، وہاں وہ تمام گمنگنوں کا رکھنے والے جو طرف اشارہ ن سے متعلق ہوا وہ یہ سراغ لگایا جائے کہ بات کرنے والے اس اسٹیٹس کے سر سے پاس کیوں خون کیسے سے تعلق رکھنے والے علاقے سے بولنے لگے ہیں؟ ہم نہیں جانتے تھے ہر پاس میں جنرل ڈی کو اور گمنگنوں کیسے ایسے انتظامات بنا تھا۔ یہ باتیں بعد میں معلوم ہوئیں۔ اس طرح آئرن ہارڈی نے تمام ذہنیات ترک کر دی تھیں۔ موریا کو ہم نظر پانے ساتھ رکھا تھا۔ اسے جھانکنا

اگر اس شخص کے داغ میں جاتی ہاں کر رہی جس کی آواز کیسٹ کے ذریعے ہوتی ہے۔ وہ اس کی ہدایات پر عمل کرتی تھی لیکن ڈی کو اس کے داغ میں نہیں ملتی تھی۔ وہ فوراً سانس روک لیتا تھا۔ آئرن ہارڈی یقین سے کہتا تھا، "وہ مشین ایسی سانس روکنے والے کے ل ہے۔ اب امید ہو چکی تھی کہ ذریعے لاپلاہ قائم کرنے پر شاید یونیا کے داغ میں پہنچ سکے۔ اس نے دوسرے دن کہ اخبارات میں کچھ اس طرح کا مضمون چھپوایا: "تمھارے پاس مشین ہے، ہمارے پاس مال ہے، ایک خط سے دوسرے خط میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ خون نہیں بچنے دوں، ہم نے فوراً لاپلاہ قائم کر دو۔"

اسی دن کہ اخبارات میں ایک مین کی جانب سے بھی ایسا ہی مضمون شائع کر لیا گیا۔ "تمھارے پاس مشین ہے، ہمارے پاس مال ہے۔ ن مال کو جملہ کے خزانے سے اپنے خزانے میں منتقل کرنا چاہتے ہو تو مجھے ایک ذہن ن تبریز میں ہیں۔ میں تبریز پر چاہتا ہوں لاپلاہ قائم کر سکتے ہو۔"

آئرن ہارڈی کے پاس موریا تھی۔ ایک مین کے پاس آکر تھا۔ اس کی حکام نے شبیہ سے درخواست کی؟ تم اگر تانہ کو رو تو تم اس مشین تک پہنچ سکتے ہیں۔"

شبیہ نے جناب فتح الغلام سے ہدایت چاہی۔ شیخ صاحب نے کہا: "یاد رکھو، میں کوئی گناہ جازہ۔ وہ مشین فریاد اور تانہ کی دسترس میں ہے تم کسی ت کا اندیشہ نہ کرو۔"

شبیہ نے اسرائیلی حکام سے کہا: "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ مشین ہمارے ہاتھ تک ہمارے پاس سے آجی بات یاد کیا ہو سکتی ہے؟" اسرائیلی حکومت کی طرف سے بھی اخبارات میں ایسا ہی مضمون شائع ہوا تھا۔ ہمارے پاس مشین ہے، مگر ہمارے مال کے بغیر بے کار ہے۔ ہمارا مال اپنی طرف منتقل کرنا چاہتے ہو تو مندر ذیل طریقوں میں ہر لاپلاہ قائم کر دو۔ یہ مین اخبارات میں کچھ مین تھے۔ ہر ایک کے پاس مال تھا لیکن اپنے اپنے شمارہ اخبارات تھے، جن میں وہ کوئی کیا گیا تھا کہ اس کے پاس بھی کبھی نہیں ہاتھ والی ہوتی ہو رہے۔ لہذا طرف اشارہ میں نے اسے فوراً ان سے لاپلاہ

تاکم کرنا چاہیے۔ ایک اشتہار شائع کر کے والے نے تو انھا کر دی اس نے جو ہی کہا تھا۔ "تمھارے پاس طرف اشارہ میں ہے، ہمارے پاس کبھی ہاتھ والی تانہ ہے۔ تم جب چاہو گے وہ تم سے دماغی لاپلاہ قائم کر کے لے لے گا۔ ہمارے فوراً لاپلاہ قائم کر دو۔"

تانہ یہ اشارہ پڑھتے ہی ہنسنے لگی۔ ہنسی کے ترن سے اس کا چہرہ گلاب کی طرح چل جاتا تھا۔ اس کا بدن ہنسی کی ہر حال نہ کھیلنے کی خاطر یوں کی طرح کھلتا ہوا محسوس ہوتا تھا جیسے موت جسم سے دور چھینے لیتی ہے، ویسے ہی وہ ہلا کی ہنسی سینے سے دل کی بیخ لیتی تھی۔

وہ ہنسنے ہنسنے بولی: "... کیا دیکھ رہے ہو، اب ہی کوئی گناہ نہیں دہنسا کر دن کوئی اٹھا کر لے جائے گا۔"

میں نے کہا: "اب نہیں ہوں گا کیونکہ تمھاری ہنسی مجھے یہاں اٹھا لاتی ہے۔"

وہ اور کھلا کھلا کر ہنسنے لگی۔ میں نے کہا: "جس اشتہار کو پڑھ کر ہنسنے ہی ہو اس کے سنجیدہ پہلو پر غور کرو۔"

"بھلا اس کا سنجیدہ پہلو کیا ہوگا؟"

میں نے کہا: "آج تک کسی بھی خطرناک تنظیم نے تمھارا نام نہیں لیا تھا۔ پٹر پٹر مارک میں، اسرائیلی حکام کو ڈیو رہا جانتے ہیں کہ موریا نے اپنی ایک ہون کے داغ میں یہ علم منتقل کر لیا تھا۔ مگر وہ ہن کا مال ہے، ہمارے زمین لڑ گئی یا آسمان گھبرا گیا۔ وہ مشین روٹوش ہے یا اب اس دنیا میں نہیں رہی کسی کھانے مسئلے میں زیادہ متوجہ نہیں رہی۔"

تانہ نے کہا: "اس کی جھصاٹ طور پر مجھ میں آتی ہے۔ ہماری دنیا میں کافی ٹکا ہوتی جانتے والے لوگ موجود ہیں۔ دن رات ان سے ٹکا پڑتا ہے۔ کسی کو اتنی فرصت نہیں کہ ایک روٹوش ہونے والی لڑکی کو تلاش کرے جن نے کبھی کبھی کسی بیوی کا مظاہرہ نہیں کیا، کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اس لیے میں ان کے لیے دہرے کے برابر ہوں۔"

"لیکن اب کسی نے کوئی کیا ہے؟ تانہ کے داغ سے ٹکی پہلی منتقل کر کے گا۔ طولی گناہ کیسے تھا اور اس میں کبھی ہو چکے ہوں گے۔ یہ سب ہی چاہتے ہیں کہ اب کوئی نیٹائلی ہو جی جانتے والا سید ہوا اور آج کے شمارہ میں تم پیدا ہو گے ہو۔"

چہرہ ہنسنے لگی: "میں اتنی بڑی ہوں۔ تمھارے دل کی جھڑکوں تک آتی ہوں اور کھر رہے ہوں کیا ہوئی ہوں۔"

ہنسنے ہنسنے سنجیدہ ہو گئی۔ چہرے الگ ہو کر بولی: "یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ وہ لی اور پاسیلا میں جالیں تیز طرز تو میں میری آواز کا رہیں۔ میری ہر مدد سے مشکل ترین واردات میں کا سامنا ہوا حاصل کرتی ہیں۔ لیکن باقی کو کون بنا لیتی ہیں۔ ان سب کی ایک مشترکہ حیرانی ہے کہ میں ان کے گھر میں سے اپنا حصہ س طرح لے جاتی ہوں۔ اب میرا نام تمام ہوگا تو وہ یقین کی حد تک شبہ

کریں گی۔ مجھے اپنی نابودہ سبلی اور بڑے بارشتر بھین کی، جہاں مائیں گی وہاں میرا ذکر کرے، بھینیں گی اس طرح خطرناک خطیمہ کو لوگوں پر تعظیم میں سرنگ بنانا شروع کر دیں گے۔

اب تھاری کھوپڑی میں بات آئی ہے۔ ڈالٹھادور مشین کے لیے جن طرح لوگ پہلے مونا کے پیچھے پڑے ہوئے تھے، اسی طرح اب تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔

کسی کم نبت سے غلط دعویٰ کیا تھا کہ تانہ اس کے پاس ہے، لیکن

اس نے جھوٹ کہا تھا مگر یہ جھوٹ اب تانہ کو دنگا چلنے والا تھا۔

دوسری طرف آئرن ہارڈی، مامک مین اور اسٹیل حکام جنرل ڈی کوہ کے سامنے اپنے اپنے ٹیلی فون چلنے والے پوچھ کرنا چاہتے تھے۔ دیکھنا یہ تھا کہ جنرل ان سب سے کیسے فٹنگ کا اور کسی سے ٹی پیجنگ کا سودا کرنے کے لیے کون سا طریقہ کار اختیار کیا کرتے گا۔

ذرا غصہ ہوا، تانہ نے اپنے والے لمحات میں کیا لگ بھلائی تھی۔

ادھی

میں منصوبے کے مطابق اقدامت کسے تو صحیح نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جنرل ڈی کوہ نے تانہ

کے منصوبے کے مطابق اشارات میں اشتراک چھوڑا تھا۔ اب توقع سے زیادہ ہی جوابات وصول ہو رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ دعویٰ کرنے والے کے گھر میں ایک ٹیلی فون بیٹھنا والا موجود ہے۔ ہر شخص ڈالٹھادور مشین تک پہنچنے کے لیے اپنے ہاں ایسا علم جاننے والے کو پیدا کر چکا تھا۔

تانہ کا منصوبہ تھا کہ اشتراک کے جواب میں جو لوگ جنرل ڈی کوہ سے رابطہ قائم کریں گے، وہ جنرل کے دماغ میں رورکن ان لوگوں تک پہنچ جائیں گی۔ اس کی ہر مودا بنائے لیے دماغ میں آئے نہیں دیتی تھی۔ آئرن ہارڈی نے اس پر عجیب طرح کا سحر جوک دیا تھا۔ مودا بنائے اس کے لیے ساری دنیا کو تھی کہ اپنی مزید ترقی میں تانہ کو کبھی جھلا سکی تھی۔

تانہ چاہتی تھی، ان اشتراکات کے جواب میں جنرل سب سے پہلے آئرن ہارڈی سے رابطہ قائم کرنے تاکہ بہن موریانک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہاتھ آئے۔ نہیں نے کہا، لیس ہے جوئی ہے۔ جنرل ہر ایک سے رابطہ قائم کرنے کا تم خاموشی مٹا سکتی ہو دیکھتے رہو۔

تانہ نے کہا، ایک بے چینی ہو تو میری کوششوں میں یہ بھی مدد سے جلد ملامت کرنا چاہتی ہوں کہ کس کج نبت نے مشین تک پہنچنے کے لیے میرے نام کا اعلان کیا ہے۔

یہ میں معلوم ہوا ہے۔ گا۔ فی الحال کاک کی بات کرو، ہم دونوں کو جنرل ڈی کوہ کے دماغ میں باری باری رہنا چاہیے۔

کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ ہے تم نے جانے جنرل پر کس عمل کیا ہے میرے پیچھے ہی سائنس روک لیتا ہے۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ نہیں تو تمہی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ بات منتقل کر دی ہے کہ وہ صرف میری آواز اور لب ولہجے کو محسوس نہیں کرے گا۔ باقی تمام پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سائنس روک لیا کرے گا۔ میں سمجھتی ہوں یہ تمہارے لیے مسئلہ نہیں ہے۔ جب میں اس کے دماغ میں پہنچوں گی تو دروازہ کھلا رہے گا۔ تم جہی چپ چاپ چلے آنا۔

پلو ایسا ہی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔

اس نے خیال خوانی کی پروا نہ کی۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ

جنرل کے دماغ میں پہنچی، میں بھی پہنچا، اسی لمحے اس نے سائنس روک

لی۔ ہم دونوں باہر آگے وہ حیرانی سے بولی کہ چراو یہ کیا ہوا؟

میں نے مشکلتے ہوئے کہا، اسے تجربہ کبھی نہیں تم نے

تو میری عمل کے ذریعے اس کی کھوپڑی میں صرف اپنے لیے جگہ بنائی ہے

وہ اتنی سب کو محسوس کر لیتا ہے۔ پھر میں اس کے پاس تانہ کا فائل ہاتھ لے

ساتھ، وہ ہر حال میں محسوس کرے گا۔

اب کیا ہوگا؟

”وہی جو ہوتا آتا ہے۔ تم اس کے دماغ میں رہو گی۔ نہیں تمہارے

دماغ سے اس کی باتیں معلوم کرنا ہو گی، لیکن کج بات اس کے خوابوں

دماغ کو تم پھر نہ پکڑ سکتی ہو گی۔ بارہ بار تو میری عمل کرو گی اسے میرا لہجہ

سناؤ گی اور حکم دو گی کہ آٹھ وہ میری سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس کرے۔“

مٹھیک بے توجہ راستہ ہی ہوگا۔

وہ جنرل کے پاس پہنچی۔ وہ بہت پریشان تھا۔ سوچ رہا تھا، آج

پھر میرے دماغ میں کسی نے آنے کی کوشش کی ہے۔ اچھا ہوا نہیں نے

سائنس روک لی۔ پتا نہیں یہ کون میرے پیچھے چڑ گیا ہے یا چڑ گئی ہے۔

تانہ نے اس کی سوچ میں کہا، ہائی وی دے مجھے پروا نہیں کرنا

چاہیے۔ نہیں سائنس روک لیتا ہو، وہ ہمیشہ ناکام واپس جا یا کرتا ہے یا کرتی

ہے۔ مجھے اپنے معاملات پر توجہ دینا چاہیے۔

اس نے فائل جو کر کہا، لہجہ کوئی ٹیلی فون بیٹھ جانے والا یہ چاہنا

ہے کہ میں ڈالٹھادور مشین کے سلسلے میں کسی سے رابطہ قائم نہ کروں کسی

دوسرے ٹیلی فون بیٹھ جانے والے کو اپنے پاس نہ بلاؤں۔ یہ علم اپنے دماغ میں

منتقل نہ کروں۔ وہ مجھے ڈالٹھادور ہے۔ کسی نہ کسی طرح رکاوٹ بنانا

چاہتا ہے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔

وہ اشتراک کے جواب میں اس کے والے نما کی ٹیلی فون نمبر نوٹ کر چکا

ان کے پول کی بندری تک اونچا کیا۔ پھر مختلف آلات کے ساتھ تاجا اور پیچھے گیا۔ اگر وہ اپنی رائے گاہ سے بائیں ٹیلی فون بوتھ سے

بکرتا تو اسے ڈیٹیکٹ کر لیا جاتا۔ سراسر لگا سے دلے اس کے

پہنچ جاتے۔

اس نے باجر ڈرنے کے بعد ایکسٹرنل فون نمبر پر رابطہ قائم کیا اور

واڈرل کر کہا، میں اشتراک کے مطابق گفتگو کر رہا ہوں۔ میرے پاس

ہے، اگر تم مال والے ہو تو اپنا اقتدار کراؤ۔

دوسری طرف سے پوچھا گیا، کیا تم اپنا مکمل تعارف کر سکتے ہو؟

جنرل نے کہا، میں سوال نہیں، جواب دیا جاتا ہوں۔

تمہارا جواب ہی ہمارا جواب ہوگا۔

جب تک تم پر اعتماد نہیں ہوگا میں اپنا نام اور پتا نہیں بتاؤں گا۔

ہمارا بھی یہی جواب ہے۔ تمہاری ڈالٹھادور مشین یعنی اہم ہے،

ہی ہماری ٹیلی فون بیٹھ جانے والی اہم ہے۔ تمہیں اندازہ نہیں دھوکا

ہگا اور مشین اس کے فائل کا مجھے بھی اندازہ ہے تم دھوکے سے

ال اٹالے جاؤ گے۔

میں پھرتا کیسے بنے گا؟

انفارمیشن تم نے آفری تھی۔ تمہارے ذہن میں کوئی مقول طریقہ کار

ہا جاہیے۔

میں پہلے تمہارے متعلق اچھی طرح جان بین کر دوں گا۔ پھر مطمئن ہونے

بعد تمہیں ایک خط لکھتا ہوں۔

میں بلاؤں گے، لیکن پھر وہی سوال پیدا ہوتا

ہے، اپنا اصل نام اور پتا نہیں بتاؤں گا۔ تم مجھے چھان بین کر دو گے؟

جنرل نے کہا، فی زمانہ میں بیٹھ جانے والوں کی کمی نہیں ہے تم

متعلق کچھ نہیں بتاؤ گے تو میں دوسری پارٹی سے معاملات طے

دوں گا۔

کوئی بھی پارٹی ہو، اعتماد قائم ہونے کے بعد ہی ٹیلی فون بیٹھ جانے

لے کو تمہارے پاس لائے گا۔

جنرل نے ہنستے ہوئے کہا، ایک ہائی لیس ہے جو تمہیں اور

ن سے دلچسپی رکھنے والی ہر تنظیم کو جو شکا دے گی، اس پارٹی کا نام

نہ ہے۔

دوسری طرف سے جو تک کر پوچھا گیا، تانہ نے کہا، میری نیا کی بہن

کیا تم مجھے دلال کہہ رہے ہو؟
رہنے دار کہ نہیں سکتا۔ دلال کون تو پڑتا ہے جو تم سے معاملات

طے نہیں ہوں گے۔

وہ دیکھ کر رابطہ ختم نہ کرنا۔ مودا اپنی بہن سے ملانا چاہتی ہے۔ ہم

دونوں بہنوں کو ملا کر محبت اور دوستی کا مضبوط رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔

یقین کر دو، تمہیں دوسروں سے دھوکا ہوگا۔ ہم ٹیلی فون بیٹھ جانے والوں کی

ایک ناقابل شکست ٹیم بنا سکتے ہیں۔

ایسا ہے تو اپنا نام اور پتا بتاؤ۔

ہاں سکتا ہوں۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہماری باتیں کوئی

اور نہیں سن رہا ہے؟

میں ایسی جگہ سے فون کر رہا ہوں جہاں سے ہمیں کوئی ڈیٹیکٹ

نہیں کر سکتا۔

ٹیلی فون بیٹھ جانے والے کہیں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ کوئی تمہارے

ذریعے میری اصلیت معلوم کر سکتا ہے۔ مشران ذہن! تمہارے طریقہ کار

میں کمزوری ہے۔ میری ایک بات مانتا تو

مہنسا سکتے ہو تو سوالو؟

تم دماغ کے دہلائے صرف اتنی دیر لکھو جتنی دیر تانہ تم سے

گفتگو کرے۔ ویلے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ مودا اپنی بہن کا لب و لہجہ سمجھ

گئی ہے۔ تمہارے دماغ سے سننے ہی بہن کے پاس پہنچ جائے گی۔

وہ دیکھ کر ہی ہوتی بہنوں کو ایک دوسرے سے ملانا بہت بڑی تھی ہے۔

میں یہ ٹیکہ ضرور کروں گا۔ تانہ سے رابطہ قائم ہوگا تو اس سے کہوں

گا کہ اپنی ایک تصویر اخبار میں شائع کرو، مودا اس تصویر کی آنکھوں میں

جھانک کر پہچانی ہوگی بہن کے پاس پہنچ جائے گی۔

تم بہت کیٹنے ہو۔

کیٹنی تم سے سیکھ رہا ہوں۔ مشین کے معاملات پر غور کرتے کہتے

مجھے ٹیکہ سکھانے لگے تھے۔ تمہارے جیسے چالیا نہ سے کوئی سو سے باہر

نہیں ہوگی۔

جنرل ڈی کوہ نے رابطہ ختم کر دیا۔ تانہ نے کہا، ”فریجا ہے وہی شخص

ہے، جس کے قبضے میں میری بہن ہے۔“

تمہاری بہن اتنی مصمم نہیں ہے۔ عورت بظاہر مرد کے قبضے میں

رہتی ہے حقیقتاً سو کو ساری عمر اپنے قبضے میں رکھتی ہے۔

کاکا کی بات کر دو، میں نے اس شخص کی آواز نہیں سنی۔ اس کے

وہ اس امتداد سے براہ راست جہاز سے گھٹو کر ہاتھ کوئی اُس کے
 دماغ تک نہیں پہنچ سکے گا۔
 کیا تم اپنی ہین تک نہیں پہنچ سکتے ہو؟ اس نے میرے اندر
 غیر معمولی صلاحیتیں دیکھیں۔ آج میں تم سے دوستی کرنے کے قابل ہو گئی
 کیا تم اسے اس شخص سے نجات نہیں دلا سکتے؟
 - نجات دلاؤ گے تو وہ کسی تیسرے عاشق کے پاس بھیج
 گی جس عورت کو اپنے سن و شباب پر ناز ہوتا ہے وہ پاؤں کی جوتی کن
 طرح عاشق پر لہتی رہتی ہے؟
 "میری ہین کے خلاف بلوگے تو جھگڑا کروں گی۔ وہ مجھی بھی
 ہے میری ہین سے۔ میری ماں ہے۔ میں اُس کے لیے جان دے دوں گی
 یا دشمنوں سے اُس کی جان چھڑاؤں گی۔"
 "طیش میں آؤ۔"
 "میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"
 "اچھا جیسی شعلی ہو گئی۔ تمہاری ہین ایک پروں ہے۔ میں کچھ
 نہیں کہوں گا۔"
 "آج سے تم میری اجازت کے بغیر میرے دماغ میں
 نہیں آؤ گے۔"
 "اوسے پانچا کہ یہ پابندی کیوں؟"
 "میری مرضی۔"
 "کیا اتنی جلدی مجھ سے دل بھر گیا؟"
 "فصل باقی تم کو نہیں آخری ماں تک تمہاری رہوں گی۔
 میرے دماغ میں آنے کی پابندی اس وقت تک ہے کہ جب تک اپنی
 ہین کو دشمن کے قبضے سے نکال نہیں لاتی گی۔"
 "میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"
 "سواری میں تمہارا کیا کروں گا؟"
 "خود اعتمادی اچھی چیز ہے، مگر اپنے چاہنے والے کو بھی اٹھاد
 میں لینا چاہیے۔"
 "یہ کیا مجھے لینے بل پر کرتے دو۔ کہیں ٹھوکر لگے گی۔ کسی مصیبت
 سے نکل نہیں سکتی گی تو تمہیں ہی آواز دوں گی۔"
 "میں تم سے سخت نہیں کروں گا۔ مجھ پر پابندی مائدہ کرنے سے پہلے
 ٹرانسفارمیشن کو مریاد کرو۔"
 "مگر وہ تو بھروسہ دار ہے۔"
 "جب تک میں تمہارے دماغ میں آزاری سے آ جا رہا ہوں
 مجھ سے ہمتا ہاں میں یقین سے نہیں کہ سکتا تم کسی موقع پر شعلی کر بیٹھو گی اور
 وہ دشمن دوسرے کے ہاتھ لگ جائے گی۔"
 "ایسا نہیں ہوگا۔"
 "ایسا ہو سکتا ہے۔ تم کوئی نوبی نہیں ہو۔ اٹھدہ کیا ہوگا اور کیا

تمہیں ہوگا تم میں سے کوئی نہیں جانتا۔"
 وہ مجھے ہوجتی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہی پھر شکست خوردہ
 انداز میں بولی میرے دل دکانے کا میں ایک نقصان ہے خواہ خواہ
 اس کی بات کے آگے جھکانا پڑتا ہے۔ ٹھیک ہے آج ہم جہاز ڈی کورا
 کے ساتھ مصروف پروازات کو بھی اسے تخریبی عمل کرنا ضرور ہے۔ کل
 جمعہ آج اس خفیہ راز کو میں جانتی ہوں۔ اور اس شخص کے کچھ نہیں
 نکال کر آپس میں باہت لیں گے۔ کوئی آئے چڑا کرے جائے گا تو وہ
 اُس کے کام نہیں آئے گا۔ ہم بھی ایک دوسرے سے وہ حاصل پڑے
 حاصل کیے بغیر نہیں کہنا استوار نہیں کر سکیں گے۔"
 میں نے اس سلسلے میں بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ سوچا اُس
 کے کچھ پڑے حاصل کرنے کے بعد انہیں نتائج کروں گا بعد میں کہہ
 دوں گا کہ وہ کہیں تم ہو گئے ہیں۔ میں اگر جانتا تو نا کو دھوکے میں رکھ کر
 پوری شین کو مارا کہہ جا سکتا لیکن تانا کو ناراض کرنا دشمنی نہیں ہے۔
 ایک تو وہ مرد نیاس کے ریسک میری بے حد وفادار تھی، میں اُس کے خیالات
 اچھے طرح پڑھ چکا تھا۔ دوسرے تانا کی آمد سے میری تم میں ایک اور
 خیال خواتی کرنے والی کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اٹھدہ یہ اٹھاد دشمنوں کے لیے
 دھماکا ثابت ہونے والا تھا۔
 تانا نے کہا: "میرا خواہ اپنی باتوں میں اچھے بڑے ہیں۔
 میر جہاز کی خبر لیتی ہوں۔ لیکن تم میرے دماغ میں نہیں آؤ گے۔ وہاں جو
 کچھ ہوگا میں تمہیں کو سناؤں گی۔"
 "اور تب تک میں تمہارا منہ کھتا ہوں گا۔"
 وہ ہنستے ہوئے بولی: "یہ تمہیں بہت پسند ہے۔ نکلے رہو۔"
 وہ جہاز ڈیکور کے پاس جلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد آ کر بولی: "بازی
 پلٹ رہی ہے۔ جہاز کی شامت آگئی ہے۔"
 تانا کے بیان کے مطابق جہاز نے موریاس کے عاشق سے رابطہ
 ختم کر دیا تھا۔ دوسرے منبر پر رابطہ قائم کرنے سے پہلے اُس نے پول
 کی بندھی سے دوڑ دوڑ تک نظروں میں دوڑائیں، کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پول
 کے قریب سے ایک گاڑی گزری تھی گاڑی والوں نے اس پر شبہ
 نہیں کیا تھا۔ اُسے شعلی خون کے تاریک کرنے والا سرکاری لائسنس
 سمجھا ہوگا۔
 اُس نے دوسرے منبر پر رابطہ قائم کیا دوسری طرف سے آواز
 آئی: "ہیلو، کیا تم شین کے متعلق بات کرنا چاہتے ہو؟"
 "کیا تمہارے پاس سال ہے؟"
 "میں ہر معاملے میں مالا مال ہوں۔ میری اور صفات بات سنو،
 میرا تعلق پٹر اسٹریٹ ہے۔"
 جہاز نے سننے پر رابطہ ختم کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف سے کہا
 گیا: "رابطہ ختم کرنے کی حماقت نہ کرنا۔ میں سے ان تمام شعلی خون لائسنس کی

مخزانی ہو رہی ہے جو دوران ملاقات سے گزرتی ہیں۔ تم بارہ زون کے
 ایک دوران ملاقات سے بلند ہے ہو۔ دوڑ دوڑ تک نظریں دوڑا ہے
 ہو، تمہیں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ کمال ہے جہاز، تم نے یہ نہیں سوچا
 کہ تانا کے معاملے جہازوں کے پھر اٹھدے دشمنوں پر بھی چھینے رہ
 کئے۔ میں تم سے یہی پول سے نیچے آؤ گے، تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔"
 اُس نے گھبرا کر دوڑ تک دیکھا۔ جہازوں اور درخت شاخوں
 سے اُس نے ڈھٹائی سے کہا: "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں جہاز
 نہیں ہوں۔"
 جواب ملا: "یہ میرا پٹر اسٹریٹ رنگ سے واقف ہے۔
 ساہجہ پٹر اسٹریٹ سے سامنے کئی ہم کے ساتھ آ رہا ہے۔ تم چار ساتھی
 تھے۔ تیسرا سبیر رات اور چوتھے تم۔ جہاز ڈی کورا! تم لاکھ بلا شاک بھی
 لڑو تمہیں چاہتا مشکل نہیں رہا کیونکہ سبیر رات شاک لاش اندر سے کنوئیں
 سے برآمد ہو چکی ہے۔ چار میں سے تم تمہارے گئے ہو۔"
 وہ سن رہا تھا۔ دل ہی دل میں تسلیم کر رہا تھا کہ میری طرف چھین
 چکا ہے۔ وہ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا: "ہمیں اس بات سے کوئی خاص
 دلچسپی نہیں ہے کہ تم جہاز ڈی کورا ہو یا نہیں۔ تھوڑی دیر پہلے شعلی خون پر
 ہونے والی گھٹو کے ثابت کر دیا ہے کہ شین تمہارے پاس ہے اور وہیں
 تمہاری شین، شین کی ضرورت ہے۔ پول سے آ کر جہاز تمہارا پول اب
 کھل چکا ہے۔"
 اب وہ ساری زندگی اوپر بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا نیچے تو آ رہا تھا
 اُس نے آخر کر دیکھا۔ جہازوں کے پیچھے سے مسلح سپاہی نمودار ہو رہے
 تھے۔ خود کو گھنے دشمنوں کے بھی سپاہی کوڈ کر چکے آ رہے تھے۔ اُس
 نے چاروں طرف گھنی گھوم کر دیکھا۔ جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر اُسے
 اشارہ کیا، وہ تین اطراف سے گھیرے میں تھا۔ ایک سمت فرار
 کے لیے دکھائی دی، اُس نے پوری رفتار سے گاڑی دوڑائی۔ کچھ دوڑ گیا
 پھر ایک دھماکا ہوا۔ بینڈ گنز پھینکی گئیں۔ اسٹریٹ پر ہاتھ بیکہ گاڑی
 سے آدھ جھٹی پھونک گئی۔ اُس نے گاڑی سے نکل کر دونوں ہاتھ
 باٹھالیے۔ عقل آگئی کہ دوسرے بینڈ گنز سے گاڑی تباہ ہوگی، وہ بھی
 موت منی رہے گا۔
 اُس کے اٹھوں میں ہتھکڑیاں پڑ گئیں۔ تانا نے کہا: "فریاد،
 پاتا کیا اور کیا ہو گیا؟"
 "مجھ کو ہاں ہے، مجھ کو ہر ہاں ہے۔ جب وہ شین کے متعلق بتانے پر
 در ہوگا تو دیکھا جائے گا۔"
 "اسے مجبور ہونے دو، بتانے دو، ہمارا کیا بچو گے گا۔ اسٹوریٹ
 کسی کو مشین نہیں ملے گی۔"
 "میں پابستا ہوں کہ جہاز آخری وقت تک اسی خوش فہمی میں مبتلا
 ہے کسی کے سنانے زبان دکھوئے۔"
 "ماس کا فائدہ کیا ہے؟"

نقصان ہو چکا، اگر کسی کو مشین اسٹوریٹ میں نہیں ملے گی تو نہ
 خطرناک تنظیمیں تم پر خیر کر سکیں گی۔ کیونکہ تانا نام اشارات میں اچھا ہے۔
 ابھی تھوڑی دیر پہلے جہاز ڈی کورا نے بڑے اعتماد سے کہا ہے کہ تانا نام
 پر اعتماد کرتی ہے۔ تم میری مشین کوئی یاد رکھو۔ انہیں مشین نہ ملے تو حسب
 تمہاری صلاحیتیں میں نکل پڑوں گے اور تمہاری لگا کر عورتیں ان کا ذریعہ
 بنی رہیں گی۔"
 "کیا مصیبت ہے؟"
 وہ بڑبڑاتی ہوئی پھر جہاز ڈی کورا کے پاس چلی گئی۔ جہاز ڈی کورا
 تقریباً ایک برس چار ماہ پہلے فرار ہوا تھا اور اب گرفتار ہو چکا تھا۔ یہ
 خفیہ آڈے میں سے پہنچایا گیا، جس میں کبھی جو کو لایا گیا تھا اور جہاز
 وہ ٹرانسفارمیشن میں تھی جیسے جہاز ڈی کورا سبیر رات کر لیم اور سابقہ
 سبیر اسٹریٹ نام رکھا تھا۔
 اُس نے خفیہ نہ جانے میں نے سبیر اسٹریٹ دیکھا اور نہ دیکھنے کے
 برابر دیکھا کیونکہ وہ صحنے کششوں کے کین میں تھا۔ صرف اُس
 کی آواز سنانی دے رہی تھی۔ تانا نے خیال غوازی کی ہوا ڈی اُس کے
 دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی، پھر میرے پاس آ کر بولی: "فریاد میں نے
 سبیر اسٹریٹ آواز میں ہی نہیں مگر وہ آواز اور وہ لہجہ اُس کے دماغ تک
 نہیں سے جا رہا ہے۔"
 "میں نے اُسے سمجھا۔ تانا سبیر اسٹریٹ کیلئے ایک کسٹ کے سنانے
 پول رہا ہے، جہاں سے اُس کی آواز مختلف آلات سے گزرتی ہے اور ذہن
 ہو کر اسپیکر کے ذریعے سنانی دیتی ہے، اُس کا اصل لب و لہجہ دماغ سے لانا
 تک پہنچنے کا نام اُس کے دماغ تک پہنچ سکتی۔"
 "سرمال اٹھ رہا سبیر اسٹریٹ رہا تھا؟ ڈی کورا، تم مجھ سے کہو کہ جہاز
 کسٹ کے مستحق نہیں رہے، اس کے باوجود تمہیں ایک معزز فٹری کی
 حیثیت دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ تم پھر ایک بار حکومت سے وفاداری کی
 قسم کھاؤ اور اپنی وفاداری کا ثبوت دو۔"
 جہاز نے شکست خوردہ گئے کہا: "میں ہیک گیا تھا۔ جہاز کے
 راستوں پر نکل گیا تھا۔ میں نے فٹاری کی، میں مجرم ہوں، یقیناً مجھے سزا
 ملنا چاہیے اور وہ موت کی ہی سزا ہو سکتی ہے۔ لیکن مجھے ذہنی سے بہت
 پیار ہے، جتنی زندگی گئی ہے اسے پورا کرنا چاہتا ہوں۔"
 سبیر اسٹریٹ کہا: "تمہیں سزا موت نہیں ہوگی، طبی مریمیک
 زندہ رکھا جائے گا۔ تمہارے لیے ذہنی تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی،
 بولواد کیا چاہتے ہو؟"
 "مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میں وہ ٹرانسفارمیشن میں اسی
 آؤں گا، لیکن..."
 وہ کہتے کہتے ٹوک گیا۔ سبیر اسٹریٹ نے کہا: "اپنی بات
 پوری کرو۔"
 اُس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا: "لیکن مجھے پتہ ہے..."

کہ ہمارے پاس کوئی ٹکڑی بیچ جانے والا یا والی ہے؟
"تم اس کی فکر نہ کرو"

"جناب! سب سے پہلی فکر یہی ہے، آپ کسی خوش فہمی میں نہ

ریں، میں اپنی زبان سے بتاؤں گا کہ شین کمال چھپا رکھی ہے تو وہ پورا لوگ
میں کان ہوتے ہیں اور ٹکڑی بیچ جانے والے کان لگاتے لیٹر نہیں لیتے
ہیں، وہ میرے دماغ میں نہیں آسکتے، لیکن آپ کی کسی ٹیلی بیچ جانے والی
ہستی کو دماغ میں آسنے کی اجازت دوں گا، اس طرح وہ مشین کے مستحق چھپ
چاہے معلومات حاصل کرے گی، چھپ خیال خواتی کے ذریعے ایسا انتظام کرے
گی کہ دشمن نہ دیکھتے رہ جائیں گے اور مشین ہر اس بیچ جانے والی
ڈی کو راجا اتھادی بالوں میں وزن ہے، کیا تم مشین کی موجودہ
پوزیشن لکھ کر دے سکتے ہو؟

"ہاں، بات زبان سے نکلے یا تحریر ہے، وہ برائی ہو جاتی ہے، یہ راز
صرف ایک دماغ سے دوسرے دماغ تک پہنچے گا، وہ مشین کی ٹیلی بیچ
جانے والے کے ذریعے ہی جو مخالفت لائی جا سکتی ہے، میں کوئی خطرہ مول
لینا نہیں چاہتا،"

وہ ایک فضا خوف سے بولا: مجھے زندگی عزیز ہے جتنی زندگی
رہ گئی ہے اسے میرا کام سے گزارنا چاہتا ہوں، مجھے مجبور نہ کیا جائے
اور میں مجبور ہونے والوں میں سے نہیں ہوں، میں آپ کے پاس ہوں تو
مجھے مشین بھی آپ کے پاس ہے، سب ایک ٹیلی بیچ جانے والے
کی فکر کریں"

سچراٹھ سے کہا: ہم تمہارے تعاون سے کسی ٹیلی بیچ جانے
والے کو یہاں تک لاسکتے ہیں، ہم نے خدشات میں دیکھا ہے، لگتے ہی لوگوں
نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس یہ مطلع جاننے والی ہستی ہے، ان تمام لوگوں
کے فون غیر تمہارے پاس ہیں، تم ایک سے رابطہ قائم کر کے ہو یہاں
چیک کر باقی لوگوں سے معاملات طے کرو، شاید کسی سے کوئی بات بن
ہی جائے"

"میں آپ کی ہر خدمت کے تیار ہوں،"
لیکن اب تم ڈی کو راجا حیثیت سے نہیں، میرے نمائندے بن
کر بات کرو گے"

"یہ میری خوش نصیبی ہے"
اس نے آرام سے چیتے کو ایک فون نمبر ڈائل کیا، اس فون کے
ساتھ ایک بڑا سا اسپیکر شلک تھا، سچراٹھ ڈی کو راجا میں بیٹھ کر ڈی کو راجا
طرف سے ہونے والی گفتگو میں سنا تھا، دوسری طرف سے کسی نے پوچھا،
"ہیلو، کیا تم مشین کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہو؟"

ڈی کو راجا نے کہا: "ہاں میں وہی ہوں"
چیتے ڈی کو راجا نے کہا: "ہاں میں وہی ہوں"
تھوڑی دیر بعد آواز سنانی ڈی کو راجا نے کہا: "ہاں میں وہی ہوں"

ہوں، مگر واقعی تمہارا تعلق مشین سے ہے اور تمہیں ٹیلی بیچ جانے والوں
کے نام یاد ہیں تو یہ مزور معلوم ہوگا کہ ایک ٹیلی بیچ جاننے والا آدمی
میرے پاس ہے"

"مجھے معلوم ہے"
ماسک میں نے کہا: "میں نے اپنا تعارف کر لیا ہے، تم اپنا
تعارف کرواؤ"
میں سچراٹھ کو مٹا کر ماندہ ہوں، آپ کو یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہوں
کہ اسٹاف میں مشین ہیں، واپس مل گئی ہے"

"میں سچراٹھ کو مٹا کر ماندہ ہوں، فی الحقیقت ہم دوسرے
پاؤنڈ ہیں، ایک پھر یاد ہے کہ اس ٹیلی بیچ جاننے والا آدمی دوسرے
سچراٹھ کے پاس اسٹاف میں مشین ہے، یعنی بیچنے والی طرح ہمارے زبان
حالت کا توازن ہے، آئندہ بھی یہ توازن برقرار رکھنے کے لیے ہم ایک
دوسرے کے کام آسکتے ہیں"

"ہم کس طرح ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟"
"میری سہمی بات ہے، کئی غیر جانبدار علاقے میں سچراٹھ اور مشین
کا، میں آدر کو لے کر آؤں گا، اس مشین کے ذریعے میرے کچھ آدمی اور
سچراٹھ کے کچھ آدمی ٹیلی بیچ کی صلاحیتیں حاصل کریں گے، اس کے بعد
مشین کے دو حصے کیے جائیں گے، ایک حصہ میں سے حائل گا، تاکہ سچراٹھ
مکمل مشین کے ذریعے ٹیلی بیچ جانے والوں کی فوج نہ بنائے"

"ہم آدھی مشین کو کیا، اس کا ایک پڑھ لکھی کسی کا ہاتھ لگنے والی
گے، تمہاری کوئی مشورہ منظور نہیں ہے، میں اور بھی ٹیلی بیچ جاننے والے مل سکتے
ہیں، بے شک تم پھر یاد ہو، اب سچراٹھ ٹیلی بیچ کے ذریعے تم سے زیادہ
طاقتور بننے والا ہے"

ڈی کو راجا نے رابطہ ختم کر دیا، اس کے بعد اسٹاف ایجنٹ سے رابطہ
قائم ہوا، جب اسے یہ معلوم ہوا کہ مشین سچراٹھ کے پاس ہے تو اس نے
خوش ہو کر کہا: "یہ تمہارے گھر کی بات ہوگی، امریکہ میں اور یورپ میں
جب تک گھر جوڑے، ہم اپنی ٹیلی بیچ جاننے والی کو تیار کر لائیں گے، اس
کے ذریعے ہمارے اور تمہارے چند آدمی ٹیلی بیچ..."

ڈی کو راجا نے بات کاٹ کر کہا: "مترہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے
ہم جانتے ہیں، شکیا تمہارے پاس ہے، شکیا کو تیار کر لائے گا، طلب
ہے، ہر ہر باد کو اپنے سر پر بسط کر لیں، سو سو آدمی ہم بیٹھ کر مول لینے کو
تیار نہیں ہیں"

اس نے مزید کچھ کہنے سے انکار کر دیا، پھر سچراٹھ سے
کہا: "جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں، شکیا نے اپنی ایک بین کے دماغ میں
میں ٹیلی بیچ کی صلاحیتیں منتقل کر لی، میں اس کی بین کا نام اتنا ہے،
ایک مسلم پادری نے دعویٰ کیا ہے کہ اتنا دن اس کے پاس ہے، معلوم ہونا
ہے، یہ لڑکی حالات کی مدد سے اور اس کی مدد سے ہاتھ لگ گئی، اگر

اسے ہاتھ آجاتے تو کسی خطرناک تنظیم سے معاملات کر سکتی
بیرت نہیں پڑے گی"
سچراٹھ نے کہا: "یہی بات ہے تو وقت ضائع نہ کرو، فوراً اس
بابت کرو"

اس نے رابطہ قائم کیا، سچراٹھ نے کہا: "میں مشین والوں، تم
بھی بات کرو"
دوسری طرف سے کہا گیا: "ہم نے مال کے سلسلے میں مادی طور
پر اعتبار میں بکھرا دیا تھا، ٹیلی بیچ جاننے والی اتنا دن ہمارے پاس ہے،
نہ جہاں مشین لاؤ گے وہاں ہم تمہارا کولے آئیں گے"

اس کی آواز سننے ہی، دوسرے نڈن نے خیال خواتی کی کچھ بات کی، اس
کے دماغ میں پہنچی، اس نے فوراً اساتر رک لی، یہ فوراً ڈی کو راجا کے پاس
آگئی، وہ اساتر روکنے والا رکھتا تھا، جو سے چالیا ہی ہوا ہے،
تمہارے پاس مشین ہونا، ہرگز ٹیلی بیچ جاننے والی ایک ہستی مزور موجود
ہے، تم جھوٹا اشتہار دے کر ہمیں ٹریپ کرنا چاہتے ہو؟

ڈی کو راجا نے ناگاری سے پوچھا: "یہ کیا جواں ہے؟"
"یہ جواں تم کرتے ہو، کیا اسی تمہیں سے کسی نے خیال خواتی میں
کی، ہرگز نہیں سانس نہیں رکھتا، تم لوگ میری اصلیت معلوم کر لیتے"
"مٹھا، تمہاری اس بات میں کتنی صداقت ہے؟ ہم تمہیں کھار سکتے
ہیں، تمہارے پاس کوئی خیال خواتی کرنے والا مشین ہے، اگر ہوتا تو تم
میں سے کسی کو گھاس نہ ڈالتے، کیا واقعی تمہارے دماغ میں کوئی
آنا چاہتا تھا؟"

"ہاں، آنا چاہتا تھا، میں پوچھتا ہوں، کوئی اب سے پہلے کیوں نہیں
آیا، تم سے رابطہ ہوتے ہی، اس نے میری آواز کے سننے کی، اگر تمہیں
پہر تو یقین کر لو، کوئی ٹیلی بیچ جاننے والا بڑی خاموشی سے تمہارے اندر
چھپا ہوا ہے"

"یہ تا ممکن ہے، کوئی میرے اندر نہیں آسکتا، میں برائی مورخ کی
لہروں کو محسوس کر لیتا ہوں اور پھر فوراً ہی سانس روک لیتا ہوں،"
"اگر تمہارے قریب ابھی کوئی دوسرا موجود ہے تو پھر خیال خواتی
کرنے والا اس کے دماغ میں ضرور رہتا ہے"

ڈی کو راجا نے پریشان ہو کر سچراٹھ کی جانب دیکھا، اس وقت
دماغ میں وہی اس کے قریب تھا، سچراٹھ میں اس کے اندر سے
ساری باتیں سن رہا تھا، وہ بھی پریشان ہو گیا تھا، سوج رہا تھا، تاہم
تو نہیں بے کوئی میرے دماغ میں جگہ بنا سکتا ہے، مگر مجھے یقین
نہیں آتا۔"

پھر اس نے بلند آواز میں کہا: "ڈی کو راجا! وہ شخص خون پرکھاں
کر رہا ہے، میں اسٹاف رازکات کے ذریعے اپنی آواز سنانا، کوئی کوئی
میرے دماغ میں نہیں آسکتا، اس سے کوئی تانہ کے متعلق بات کرے"

اس شخص نے کہا: "بات تو ختم ہو چکی ہے، تمہارے درمیان کسی
ٹیلی بیچ جاننے والے کی موجودگی ثابت کر رہے کہ وہ تمہیں کو تو بتانا
رہا ہے، وہ کسی کو مشین استعمال کرنے کا موقع نہیں دے گا، یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ تم نے جہاں مشین چھپائی ہو، وہاں وہاں موجود ہو، مگر جو موجود
ہو تو وہ اسے ناکارہ بنا چکا ہو"

اس کی بات سن کر لوگ مدہم تھے، ڈی کو راجا اور سچراٹھ دونوں
بھی تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے، وہ شخص کہہ رہا تھا: "میرا ایک مشورہ ہے
پہلے مشین کی خبر لو، میری ایک بات یاد رکھنا، اگر وہ مشین موجود نہ ہو تو
مجھ لینا، یہ دماغ صرف مزاح کی ہے، وہ نہیں چاہتا کہ اس کے مخالف
خیال خواتی کرنے والے پیدا ہوتے رہیں، اگر مشین ہو تو مجھے سلاط
طے کر لینا، میں اشتہار کروں گا"

اس نے رابطہ ختم کر دیا، اب ان کے اندر سے جو سی بیٹا ہو گیا
تھی، ڈی کو راجا نے کہیں کی طرف دیکھتے ہوئے سچراٹھ سے پوچھا: "کیا
ہماری گفتگو کوئی تیسرا سن رہا ہے؟"
"نہیں، اس سے خلتے میں میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں
آ سکتا"

"سچراٹھ، کیا تم تسلیم نہیں کرو گے کہ ہم میں سے کسی کے دماغ میں
کوئی موجود ہے؟"
"تمہارے دماغ میں ہو سکتا ہے"
"میرا دماغ حساس ہے، تمہارا نہیں ہے"
"وہ شخص جھوٹا کہتا ہے، کوئی اس کے دماغ میں نہیں گیا تھا"

وہ ہمیں اب بھلا رہا ہے"
"ہمیں اب بھلا کر کے کیلے گا، وہ تو ایک ٹکڑی بیچ جانے والے
کو پیش کرنا چاہتا تھا، وہ ہمارے کا آنے والا تھا، اسے خطرہ محسوس ہوا
تو وہ ہم سے کڑا گیا، وہ بھی خوف زدہ ہے کہ فرماؤں اس کی تانہ کو نہ
لے آؤں"

سچراٹھ نے کہا: "اس شخص کی تہاں ثابت ہو سکتی ہے، اگر ہم
مشین کی خبر لیں، فرماؤ شیطانی دماغ کا نا ہے، وہ سمندر کی تہ میں اور
پانی میں چھپ چکی ہوگی، چھپ چھپ نکال لاتا ہے"

"میں اندیشوں میں گھر گیا ہوں، ایسا ہو سکتا ہے"
"سوچنے میں وقت ضائع نہ کرو، خاموشی سے ایک کانڈ پر
نہیکر تیار، وہ مشین کہاں ہے، میں وہاں مسلح فوجوں کا منت پھرا
لگاؤں گا، ایک چوٹی میں آدھرتے نہیں گزرنے کے لیے"
ڈی کو راجا نے انداز میں ہلے رہے تھے، وہ مشین کو ایک نظر
دیکھنا چاہتا تھا، تانہ اس کی سوچ میں سمجھا یا، میں خواہ مخواہ ہی

پریشان ہوا ہوں، فون پر بات کرنے والا کوئی خیال باز ہے، اس کے
دماغ میں کوئی نہیں آیا تھا، وہ چاہتا ہے، میں اس کی بات سن کر تانہ برتین
257

کے غضب و عتاب کا جاؤں اور وہ شخص بھی لقا عتاب کرتا ہوا پہنچ جاتے تھے۔
 نہیں مجھے عقل سے کام لینا چاہیے۔ میری سلامتی ہی میں ہے کہ میں پھر پڑھ کر
 کو اپنے خواب گاہ کے استودان میں دے جاؤں۔
 اور حیرت انگیز سہماں ہی تھی اور میرا سطر مندر مکر رہتا تھا۔ میں کتنا
 ہوں کا اندازہ کر سکتا ہوں۔ مشین کہاں ہے، یا صلح فرمیں کے ساتھ جاؤں
 تعین کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؟
 پتا نہیں وہ شخص کو کتنا جو تازہ کا مولہ دے کر معاملات طے
 کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک قورڈ پوش رہنے والی تانہ دو کما کر لیا تھا۔
 دوسرے نے اندیشہ پیدا کر دیا تھا کہ شاید وہ مشین اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے۔
 آخر ذی کو را مجبور ہو گیا۔ وہ مسلح فرمیں کے ساتھ اپنے ہاؤسنگ
 میں آیا۔ اس کی ہدایت پر استور روم کے فرش کو کھودا گیا۔ وہاں کچھ دھتلا
 فرش کے نیچے خالی گڑھا تھا۔ وہاں مشین اہم کا نڈا کے ساتھ چھپائی
 گئی تھی۔ کھودا ہوا جلا نکلا جو کچھ کے مصداق، وہاں سے ایک بچہ باہمی نہ
 نکلا۔ فرج کے ایک اعلیٰ آفسر نے ڈی کو را کا گریبان پکڑ کر ایک جھٹکا
 دیتے ہوئے کہا: تم سے فرادہ کرتے ہو۔ ہمارے جوانوں کو ایسی جگہ
 کھودنے کے لیے کہا، جہاں پہلے ہی خالی گڑھا تھا۔ بتاؤ وہ مشین
 کہاں ہے؟
 ڈھکورا کا سر پکڑا ہوا تھا۔ اتنا ہم مشین باقی سے نکلنے کے اندر
 اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا تھا۔
 اس نے کہا: آفسر! اگر میں فرادہ ہوں، تو کیا گریبان پکڑنے سے مشین کی
 ریح بیکر تادل گا یا
 افسر نے فرمایا: آفسر! مجھ کو پکڑو اور میرا ہتھیار سلامتی اسی میں
 ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ ہمیں مشین تک سے چلو۔
 میں بھی میں مشورہ دیتا ہوں اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ مجھے پھر سطر
 کے پاس لے چلو۔
 آفسر نے اسے خالی سے لایا گیا اس بار مزید تین افسران تھے۔
 جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اس وقت خانے کے چار افسران چلے
 تھے۔ پہلے سطر پھر سطر جہازوں کی کورا، کورٹل اور میرا پڑا تھا۔
 اب ان کی نگہ نے سطر کے ساتھ تین نئے نمبر لگائے تھے ڈی کو را
 نے کہا: "میرا آخری وقت آگیا ہے۔ مشین میرے قبضے سے نکل چکی ہے۔
 تم لوگ مجھے ذمہ نہیں چھوڑو گے۔ لیکن مرنے سے پہلے تمہیں کو یہ
 اہم راز بتا دوں کہ نامیہ سطر ہتھیار سے خطرناک ہے۔ یہاں سے
 فون پر ایک باپٹی سے گفتگو ہوتی تھی۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ فرادہ
 میرے پاس ہے۔ میرے قریب والے کے دماغ میں موجود ہے۔ میں سانس
 روک لیتا ہوں۔ سطر سطر ایسی نہیں کر سکتا۔ سات ہر دونوں میں چھیننے
 سے کیا ہوتا ہے۔ فرادہ تو ٹرانسفارمر سائونڈ سٹیم کی دیواروں توڑ کر بھی
 دماغوں میں پہنچ جاتے۔
 میرا سطر نے گرج کر کہا: یہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے اسے گزارد

کر لیا۔ اب اسے موت کی مر لٹنے والی ہے۔ یہ سترے وقت مجھ سے انتقام
 لینے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ میرے دماغ میں کوئی نہیں آسکتا، کوئی
 نہیں آسکتا۔ یہ غدار جیسا کہ میں باقوں میں ڈاؤں
 "بے شک میں نے غلطی کی، لیکن مرنے سے پہلے اپنے ملک کے
 سبھی کے لیے کتا ہوں، میرا سطر ایک دو۔ ورنہ فرادہ اس کے اندر رہ کر
 تم پر ہونے لگا۔"
 وہ تینوں عہدیداروں کو ڈورڈ میں بیک شپ کھلا تھے۔
 ایک بیک شپ لے گا۔ "میرا سطر! اس کی باتیں کہاں تک درست ہیں
 اس کا فیصلہ خفیہ عدالت میں ہوگا۔ ان الال تم مشکوک ہو، لہذا عدالتی فیصلہ
 ہونے تک یہ کرسی چھوڑ دو۔"
 میرا سطر کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ جلتا ہوا گین سے
 باہر آیا۔ پہلے اس نے ڈی کو را کو گھر کر دیکھا۔ پھر تینوں بیک شپ سے
 کہا: عدالتی راز داروں کے دوران جج اور جیوری ہوں گے ان تمام لوگوں
 کے سامنے مجھے ٹرانسفارمر آلات کے بغیر بولنا ہوگا۔ سب ہی میری آواز
 اور سب وہ عہد میں لیں گے۔ میرا سطر راز داری ختم ہو چکی ہے۔ میں نہیں
 مانتا پہلے کوئی میرے دماغ میں تھا یا نہیں، مگر اب آسانی سے کھا گا،
 تانہ نے خیال خوان کی ہر داؤں کے آسے بڑی آسانی سے میرا سطر
 کے دماغ میں جگہ لگائی۔ وہ میرے پاس آکر بیٹھے ہوئے ہوں، اس نے اعلیٰ
 شخص نے میرے نام کا خیالات میں خواہد آیا۔ مجھ سے دشمنی کو گھر ایک طرح
 سے دو تھی، میں اس نام ہمت کے غلط انداز سے کے باعث میرا سطر
 تک پہنچ گئی ہوں۔
 میں نے کہا: یہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔ اب وہ میرا سطر میں رہے
 گا ایک عام آدمی بن جائے گا۔ لہذا ایک عام آدمی کے ساتھ وقت
 ضائع نہ کرو۔
 "کیا جہازوں کی کورا کو چھوڑ دیا جائے گا
 وہ ہتھیار دار تھے دار نہیں ہے، اسے چھوڑ دو۔ وہ ہر حال
 میں مرے گا۔
 "ہم تمام دن جہازوں کی کورا کے ساتھ لگے رہے۔ آخر فرادہ لیا ہوا۔
 جب کہ ہم مشین پہلے ہی حاصل کر کے ہیں۔
 فرادہ یہ ہوا کہ میں کچھ نامعلوم حاصل ہو گئیں۔ یہ معلوم ہوا کہ
 میرا سطر اپنی کرسی چھوڑ چکا ہے۔ اب کوئی دوسرا میرا سطر آئے گا۔ ٹرانسفار
 مشین اور یہی تھی کہ موزون جہازوں کی کورا کوئی آہستہ ختم ہو چکی ہے۔ ہلکے
 ہلکے اس کا بیٹا راز دار ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اب ہتھیار
 آزدادی اور اطمینان کے دن ختم ہو چکے ہیں۔"
 "میں سمجھ رہی ہوں، یہ بات چھپنے نہیں دے گی کہ مشین پھر کبھی ہم کو
 ہے۔ میرا سطر موجود ہونا تھا، وہ سب سے پھر کبھی مرے گا۔ دوسری تنظیم
 والے مشین آرائے جانے کا الزام مجھ پر رکھیں گے۔ اس طرح سب ہی میرے
 پیچھے پڑ جائیں گے۔ مجھے اب اپنی آواز کو فرادہ سے لیا ہوا رابطہ نہیں رکھنا چاہیے۔"

"یہ ہونے لگی بات، اب دوسری عقل مندی کھاؤ۔ یہاں سے
 ٹھو اور خضر راز دار گاہ میں چلو۔ ہم اب اس مشین کے پڑے نکالیں گے۔"
 وہ بھیجی رہی۔ مجھے خاموشی سے بکٹی رہی۔ میں نے پوچھا کیا اپنا
 مددہ پورا نہیں کرو گی؟ تم جانتی ہو میں نے گھاٹ گھاٹ کیا یا نہیں ہے
 ہی پیش آنے والے خطرات کو محسوس کر لیتا ہوں۔ میں اس مشین کے
 پڑوں کو آپس میں بانٹ لینا چاہیے۔"
 "فرادہ بے شک تم بہت شکر گزار ہو۔ میرا ایمان ہے میں کوئی
 غلطی کروں گی تو تم مجھے سبھاں لو گے اور ہتھیار سے مشورے کے بغیر
 کوئی قدم اٹھاؤ گی تو مجھے معاف کر دو گے۔"
 "صاف صاف بولو، کیا کتنا چاہتی ہو؟"
 "ہم دونوں نے جہاں مشین لے جا کر رکھی تھی، میں نے وہاں سے
 کسی دوسری جگہ عقل کو دی ہے۔"
 میں نے اسے ناگوار سے دیکھا۔ میرا کہنا: تم تمام دن میرے
 ساتھ رہیں۔ ہمیں دوسری جگہ کیسے پہنچ گئی؟
 "میں نے خیالی خزانے کے ذریعے اپنے باڈی کارڈ پٹرل کو حکم
 دیا تھا کہ وہ مشین کو دوسری جگہ چھپا دے اور لیال اللال مجھے بھی اس کے متعلق
 کچھ بتائے۔"
 میں نے کہا: "تمہیں خفیہ مشین میں ہتھیار سے دماغ میں آکر پھر
 مشین کی موجودہ جگہ معلوم کروں گا۔"
 اس نے جواب نہیں دیا۔ مجھوں کی طرح سبھی کھائے بیٹھی رہی۔
 میں نے کہا: اگر ہتھیار اور سلامت سے چھک رہا ہے تو ابھی کچھ نہیں بگڑا۔
 "ممت پوچھو، غلطی کے لیے ممت پوچھو۔ میرا اپنی بہن کو اس غلطی کا
 عامل سے غلط دلائل کی مورد تیار کر رہا ہے۔ میں ایک دایک دن اسے
 اپنے ساتھ لاؤں گی۔ تنہا ہی عمل کے ذریعے پہلے اس کا بہن واپس کروں
 گی، آج تک اس کے دماغ میں جو عمل کیے گئے ہیں ان سب کو دماغ سے
 دھوا لائوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھی تھیں جو وصل جانے والے وقت مجھے غلط
 مشین کی ضرورت ہوگی۔ ایک دن موندیا ہے، اس مشین کے ذریعے مجھے
 یہ علم سکھا یا تھا۔ آئندہ میں اس کا بہن واپس کروں گے کہ دوبارہ اسے یہ مسلم
 سکھاؤں گی۔ یہ میرا فرض میری ہمت ہے، بس کے لیے جذبات ہیں۔
 خدا کے لیے ہم بہنوں کے راستے میں نہ آؤ۔ اس مشین کے حصول سے
 بڑا جاؤ۔"
 میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: "میں تم دونوں بہنوں کے راستے میں
 نہیں آؤں گا، لہذا مجھے ماننا چاہیے۔"
 وہ فرادہ ہی اٹھ کر گئے گا۔ میں گئی۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ
 مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔"
 "تو تازہ ہتھیار سے سن و شباب کا مادہ موجود کر لوں اور ہتھیار
 بے ہتھیار گیا تھا کہ تم دونوں بہنوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا ہے۔ آج

ایک مدائش گاہ میں منتقل کیا تھا، تب ہی اس کی نظر سجا کر دوام تجتنے نکال لیے تھے۔ وہ دونوں پر فیسے دریا سے مسوری کی تہ میں ہوں گے۔

ظاہر ہا دونوں کے دوش پر پروا کر رہا تھا۔ غلام باقی آرام سے ایک سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایئر ہوٹس نے اس پر بھٹکتے ہوئے مسکرا کر پوچھا تمام مسافر فری رہے ہیں تم پیالے سے کیوں ہو؟ غلام باقی نے حسین ہوٹس کو نگاہ اڑی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں صرف شراب سے نہیں شباب سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ ذرا فاصلہ رکھ کر بات کرو۔

”وہ اور نہ“ کہہ کر چل گئی۔ نہیں نے اسے مخاطب کیا۔ باقی؟ ” میرے ساتھ آؤ وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ” ایک کورنیا کے چل جانے سے تم سکرانہ بھول گئے ہو؟ ” نہیں کیا کروں مجھے عورتوں سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔ ” کیا میں بھی سوستی اور سوئیائے فری کا شروع کروں گا؟ ” میرے ساتھ آؤ۔ آپ کیا فرار ہے ہیں۔ آپ کی تھاپا پینے والیاں

مہبت اور وفا کی دیویاں ہیں۔ ” یہی تم مانتے ہو کہ عورتوں میں مہبت اور وفا ہوتی ہے۔ سب ہی عورتیں جیسی نہیں ہوتیں۔ ” ” مانتا ہوں میرے ساتھ آؤ! آئندہ کسی عورت سے نفرت نہیں کروں گا۔ یہی خوش دلی سے مسکرا کر بات کروں گا۔ لیکن کسی سے دل لگنے کی حماقت نہیں کروں گا۔ ”

” یہ تمہاری ذہنی ہے لیکن یہ حال میں خوش رہا میں لازمی ہے۔ ” آپ کا حکم سزا محکوموں پر آپ نے نہیں بتلا مجھے لریکین کر کیا کرتا ہے۔ وہاں کن حالات سے گزرنا ہے پوچھو معلوم ہو جائے تو میں ذہنی طور پر پہلے سے تیار رہوں گا۔ ”

” مورینا امریکا میں ہے۔ ” ” شاماش! تم خود نیائے کوئی پٹی نہیں رکھو گے۔ لیکن اس کے دیوانے کی ایک لنگ تو ضرور رکھو گے؟ ”

” مزدور کروں گا۔ اس کا مقصد بتا دیجیے؟ ” ” جس نے مورینا کو اٹھا کیا ہے، وہ حسین کینساس میں ٹی پی دیکھ کر ہلک جاتے گا۔ خود نیائا جیسی اس کے لیے جان سے زیادہ جیتے ہے۔ وہ نہیں چاہے گا کہ تم جہاں آئے ہو اور وہ تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے براہ راست یا بالواسطہ ٹھکرانے گا۔ نہیں چاہتا ہوں، وہ اپنے بل سے نکلے اور میری نظروں میں آجائے۔ ”

” سمجھ گیا۔ میں وہاں پہنچ کر مورینا میں امریکا کے لیے پہنچوں گا۔ ” ” تعجب لندن ایئر ہاٹس پر مورینا کی بہت سی تصویریں ملیں گی۔ ”

تک کینساس میں کے ہوں اور ان کیوں میں وہ تصویریں دکھا کر اس کا پانٹھا پوچھا کہ وہ گے؟

” اس ہلاکی تصویریں مجھے بھیجیں رہیں گی مگر میں اپنے پاس رکھوں گا کیا مجھے لندن پہنچ کر جڑا سے اڑنا ہوگا؟ ” ” نہیں، ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والا جاسوس منگل پانڈے تل ابیب سے لندن پہنچ چکا ہے۔ وہاں سے وہ تمہارے ساتھ امریکا تک سفر کرنے گا اور تمہیں مورینا کی تصویریں دے گا۔ ”

” یہ منگل پانڈے اپنا آدمی ہے؟ ” ” اپنا خاص آدمی ہے۔ بس دیکھنے کی چیز ہے۔ اسے تمہاری تصویر دکھانی گئی ہے۔ وہ تعجب مورینا کی تصویریں دے کر اجنبی بن جائے گا۔ ”

” میں جا رہا ہوں۔ دروازوں کو وہ انٹرنیشنل جاسوس کی یاد رہے۔ ” غلام باقی کا ظاہر لندن پہنچنے پر والا تھا۔ اس سے پہلے میں منگل پانڈے کے پاس گیا۔ وہ امریکا جانے والے مسافروں کے ساتھ ڈیننگ ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہم پر نہایت قیمتی سوٹ تھا۔ کٹائی کی جسے کسی کی گردن تن گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ گردن بھگانے کا تو نطاشا کی گرہ چھب جائے گی۔ اسے دکھانے کے لیے وہ اپنا سر ہلکے کی طرح اٹھانے رکھتا تھا۔ چوتھ دن بدون شہرت میں اٹھتا ہوا تھا۔ لہذا مکمل طور پر جاسوس نظر آنے کے لیے اس نے پانچ بیٹا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت بھی اس کے برٹوں کے درمیان پانچ دبا ہوا تھا۔ وہ انھیں ریکڑ کر دوڑک بیٹھے ہوئے مسافروں کو ٹوں دیکھ رہا تھا جیسے خطرناک مجرموں کو تار باندھا۔ دجانے کسی کی شامت آنے والی تھی۔

ایک شخص نے قریب آ کر پوچھا۔ ” آپ جاسوس منگل پانڈے ہیں؟ ” پھر اس شخص نے اپنی ساتھی کو آواز دی۔ ” روزی! کم آن۔ ہری، اب یہ جاسوس منگل پانڈے ہیں۔ ”

ایک لڑکی تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔ اس کے شانے سے کیوٹنگ لڑا تھا۔ منگل پانڈے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بعد ہی نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھائے ہوئے کہا۔ ” آپ نے تمہاں میں میری حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں۔ میں ایک امریکی رسالے میں کراہ رہا ہوں۔ ” ” بیڑ مجھے چند تصویریں آکر نے کی اجازت دیجیے۔ ”

منگل پانڈے نے اس کے گونے گونے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرنے کا چانس لیتے، سونے کہا۔ ” ذرا جلدی تصویریں بنا کر لیں۔ ” ” جلدی کیوں؟ ”

” وہ سرگوشی میں بولا۔ ” کسی سے نہ کہنا۔ میں ایک بین الاقوامی مجرم کا پچھا کہ ہوں۔ ”

” میں کسی سے نہیں کہوں گی۔ ” ” وہ کیوں سنبھال کر تصویریں آکر نے گئی۔ دائیں بائیں سے دوسرے لوگ بھی تصویریں آکر نے لگے۔ ڈیننگ ہال میں جہاں پروا تھا جاسوس

منگل پانڈے وہاں موجود ہے۔ وہ دراصل کسی مجرم کا پچھا نہیں کر رہا تھا۔ یونسی دھوش ہمانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ بھلا ایک لڑکی کے پیٹ میں یہ بات کیسے سہی بات کا ان کے سے دوسرے قانون تک پہنچ چکی تھی۔ ایک شخص نے گھبرا کر منگل پانڈے کی طرف دیکھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کتنا خطرناک ہے اس کا پانڈے کے باوجود ایک ہندوستانی جاسوس اسے تارنے کا۔

” مجرم ٹوٹی بیکہ بڑا نامزد اسٹار اور تامل تھا۔ اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ کیا منگل پانڈے نے مجھے سپان لیا ہے یا اس نٹائیٹ سے کوئی اور مجرم سحر کرنے والا ہے جسے یہ جاسوس تار رہا ہے۔ ” ” توئی بیکہ نے ایسا سوچتے وقت منگل پانڈے کو دیکھا۔ یہ اتفاق ہی تھا، ٹیک آسی وقت منگل پانڈے نے پانچ کاش کے کڑھواں ڈرتے ہوئے ٹوٹی بیکہ کو دیکھا۔ میں منگل پانڈے کے دماغ میں تھا۔ ” ” نے دیکھا کوئی نہ گھبرا کر دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔ مجھے شبہ وا میں نے کہا۔ ” پانڈے! میں فریڈول ہا میں، شاید تمہیں شکا ملے الا ہے اب تمہارا دماغ تو کتنا ہے دکھرتے جاؤ۔ ”

” اس نے میری مرضی کے مطابق دونوں ہاتھ اٹھا کر تمام ڈوگرڈوں سے کہا۔ ” مجھ لیری کی تصویریں آکر نے والی خواہن اور حضرات تمہارے سے تصویریں نہیں لے گی۔ کسی بھی کو ساتھ لے کر یوزر ہونا چاہتا ہوں۔ ” ” وہ بڑی شان سے چلتا ہوا ٹوٹی بیکہ کے پاس آیا۔ وہ پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پانڈے نے کہا۔ ” آؤ تمہیں تصویریں بنا لیں۔ ”

” توئی نے ذرا پیچھے ہٹ کر کہا۔ ” نہیں، مجھے تصویر تاروانے دیکھنی نہیں ہے۔ ”

” میں نے پانڈے سے کہا۔ ” اسے باؤں میں اٹھاؤ۔ ” ” پانڈے نے کہا۔ ” جیسی تم تو لڑکیوں کی طرح شرمناک ہے، ہا اگر تم معزز شہری ہو تو مجھ جیسے جاسوس کے ساتھ تصویر اترولنے میں فرخوشی

” کرنا چاہیے۔ ” ” پھر اس نے ڈوگرڈوں سے کہا۔ ” اجھراؤ۔ ذرا ان کے شرماتے اور کترانے کی تصویریں آکر دو۔ ”

” میں نے کہا۔ ” پانڈے! اس کا اصل نام ٹوٹی بیکہ ہے۔ یہ جیل ناؤ اور پاسپورٹ کے ذریعے سفر کر رہا ہے۔ یہ ایک آپ میں ہے۔ اب تم اپنا کام دکھاؤ۔ ”

” ڈوگرڈوں نے اس کی تصویریں آکر لے سکتے منگل پانڈے نے کہا۔ ” اب ذرا صبر، ان صاحب کا میک اپ آکر نے کے بعد تصویریں آکر لے جائیں گی۔ ”

” توئی بیکہ ایک دم سے اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر رولور نکالنے ہوئے بولا۔ ” خبردار کوئی اپنی جگہ سے ہلے گا تو کوئی ماروں گا۔ اور تم... تم جاسوس منگل پانڈے سے نہیں نہ سنا تھا۔ تم ہے حد خطرناک ہو۔ آج

آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ بلا سے نہیں مرنے فار ہوجاؤں اور موت کی سزا پاؤں۔ تمہیں مار ڈالنے کے بعد میرے دوسرے مجرم صاف محفوظ رہیں گے۔ ”

” اس نے ڈوگرڈوں کو دیکھا اور کہا۔ ” پانڈے نے لٹا ہ سمجھ لیا۔ اس نے ہاتھ پر ٹھوکا۔ رادی، پروا لو۔ ہاتھ سے منگل کر دوڑ جا گیا۔ وہ دیوانہ کی طرف مڑا ہوا ہاتھ تھا۔ منگل پانڈے اس کا موقع نہیں دے سکا تھا۔ تیزی طرح پٹائی کر رہا تھا۔ پھر پورٹ کی سیکورٹی فورس نے انھیں گھمے لیا۔ سیکورٹی فورس کے افسر نے پوچھا۔ ” کی شہادت ہے کہ یہ مسافر مجرم ہے؟ ”

پانڈے نے کہا۔ ” آپ کو زیادہ منت نہیں کرنا پڑے گی۔ صرف اس کے چہرے پر وینڈنگ کریم لگا دیجیے۔ اس کا اصل چہرہ سامنے آجائے گا۔ ”

” منگل پانڈے کے شہرے پر عمل کر گیا۔ وہ ڈیننگ کیم منگوانی گئی۔ اس کے چہرے پر لگا گئی تھی۔ پھر توئی سے پوچھا کیا افسر نے یہاں سے کہا۔ اس نے پوچھا۔ ” زمانہ اسٹار اور قاتل ٹوٹی بیکہ ہے۔ ” ” ” منگل پانڈے اور ٹوٹی بیکہ کی تصویریں بنا لی جانے لگیں۔ پانڈے نے کہا۔ ” ٹوٹی بیکہ! یہ ایک جاسوس کی پھنسی ہے کہ اس کی تصویریں یہاں پر بدعاشوں کے ساتھ آکر ہوتی ہیں۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی شریف آدمی کے ساتھ میری تصویر آکر لگی ہو۔ ”

” ذرا اس میں اپنے ہارٹ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاسوس کے کارنامے کی دھونجی گئی تھی۔ ہر ایک کی زبان پر منگل پانڈے کا نام تھا۔ اور پانڈے کی گردن اور تن کی تھانہ کٹائی کی گرہ نظر آتی تھی۔ اس نے مسافروں کا جاسوس نظر آنے کے لیے پھر سے پانچ سدا گیا تھا اور اس طرح بھلا بھک مٹھوں چھوڑتا جا رہا تھا۔ جیسے یہ کوئی علامت ہو کہ وہ مجرموں کو پھلکا تا ہے اور دھنوں کو توجھتا جا رہا ہے۔ ”

” کوئی ایک گھنٹے بعد وہ اسی طیارے میں سفر کر رہا تھا، جس میں غلام باقی موجود تھا۔ میں نے ان دونوں کو ڈاؤن کی طرف ایک ساتھ بھیجا۔ پہلے منگل پانڈے کو اٹائیٹ میں گیا۔ وہاں مورینا کی تصویروں کا لٹاؤ چھوڑ کر گیا۔ اس کے بعد غلام باقی کا اور وہ لٹاؤ لے کر اپنی سیٹ پر پہنچ گیا۔ وہ لٹاؤ ڈیننگ میں رکھنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا۔ ” دیوانے کی آواز کا یہی اس لمحے سے شروع کرو۔ ” مورینا کی تصویریں دیکھو اور آؤ میں پھر۔ ”

” وہ چھینک کر بولا۔ ” میرے آقا! میرے ساتھ والی سیٹ خالی ہو گئی تھی۔ لندن سے ایک عورت میاں آئی ہے، نہ جانے کون سے مجھے بار بار دیکھنے سے مجھے اس کی موجودگی میں مورینا کی تصویر دیکھ کر آہیں بھرتے ہوئے شرم آئے گی۔ ”

” تمہاری زندگی میں ایسے کی منزلے آئیں گے جب تمہیں بے شرم بننا پڑے گا، نہیں بونے کو کا بگڑ جائے گا اگر تم کام لگاؤ نا چاہتے

ہو تو کوئی بات نہیں؟

”نہیں میرے آقا! میں آپ کا کام لگانے سے پہلے مر جاتا ہوں نہ کروں گا۔“

”تو پھر شروع ہو جاؤ؟“

وہ بیک سے تصویریں نکال کر دیکھنے لگا پاس بیٹھی ہوئی حسینہ ذرا قریب ہو کر دیکھنے لگی، غلام! آپ نے مورینا کی ایک تصویر دیکھ کر سرد آہ بھری۔

پاس بیٹھی ہوئی حسینہ ہنسنے لگی، تو میں امریکا کو یاد کیا ہے تم تو اس کے دیوانے لگتے ہو؟

غلام باقی کے پوجھا، کیا تم بتا سکتی ہو مرنے والے کس کا نام لکھی ہے؟ وہ پھر ہنسنے لگی، یہ میں امریکا کی ہی جگہ ہے جہاں پر بندہ بھی پڑتا ہے، مار سکتا؟

”اس کا مطلب ہے تم جانتی ہو یہ کیا ہے؟“

”یورس امریکا کی پولیس اور عدالت نے کتنے ٹیلی فون چھاننے والے لے کر تالا کر کے ہیں، مگر یہ نہیں ملتی، اسی مناسبت سے میں نے کہا کہ یا یہی جگہ ہے جہاں پر بندہ بھی پڑتا ہے، مار سکتا؟“

”تو میں کیسے معلوم ہو کر خیال خراب کرنے والے تالا کر کے ہیں؟“

”مشاورت اخبارات اور رسالے نہیں پڑھتے، میں امریکا کے متعلق عجیب عجیب کیسے کامیابیاں شائع ہوتی ہیں۔ ہو سکتا ہے ٹیلی فون والی بات محض کامیاب ہو کر وہ حسینہ میں امریکا کے گڑبگڑی بیٹھی والے ہوئے؟“

”نہیں نے کہا، غلام! باقی! اس عورت کا تعلق مورینا یا اس کے اموا کرتے والے سے نہیں ہے۔ وقت خاتمہ نہ کر دو امریکا پہنچنے تک خیر پوری کرو۔“

وہ میری بات پر عمل کرنے لگا، میں نے اسے خیال خرابی کے ذریعے مٹا دیا۔ اس کے پاس بیٹھی ہوئی حسینہ نے کہا، میں نے پڑھا تھا کہ میں امریکا کی نیگرو ویرمنڈی سے کیا تم وی جی بگرو ہو؟

اُسے جواب نہیں ملا وہ ٹیکو ویرمنڈی نے کہا، میں نے پڑھا تھا نیو یارک پہنچنے پر جیس ریورٹرز اور فریڈرک لائونڈ نے غلام پانڈے کو گھیر لیا۔ چاروں طرف سے ٹینٹس لائٹس بجی کی طرح چمکنے لگیں، معافی

سوالات کر رہے تھے۔ ”آپ نے لندن میں بنام زمانہ اسٹوگر اور قابل ٹونی بیک کو دیکھا آپ میں کیسے پہچان لیا؟“

منگل پانڈے نے جواب دیا، آپ ایک جاسوس سے ایسے حالات کر رہے ہیں جیسے کسی تھانی سے پوچھا جائے کہ وہ جیٹ اور نیگرو کیسے پہچان لیتا ہے، اس کا تعلق اس فنرنگ سے ہے جو میں نے اپنے صحافت دیکھ میں حاصل کی ہے؟“

کئی رپورٹرز نے سوال کیا، آپ پہلی بار امریکا شریف لائے

یہ کیا یہاں آنے کا کوئی خاص مقصد ہے؟

پانڈے نے کہا، جی ہاں، میں ایک مرتبے سے ٹرانسفاڈریشن کا جرجاسٹا آ رہا ہوں۔ میں نے سوچا اس مشین کا مقصد ہی ختم کر دینا چاہیے لہذا میں یہاں آیا ہوں تو اب وہ مشین کسی کے پاس نہیں ہے

گی، میں اسے ایک ہفتے کے اندر ملنے تک ہندوستان سے جاؤں گا؟“

ایک نے سوال کیا، کیا آپ کو امریکی سرکار اس بات کی اجازت دے گی؟

پانڈے نے سوال کیا، ”ابھی وہ مشین جس کے قبضے میں ہے کیا امریکی سرکار نے اسے اجازت دے رکھی ہے؟ یہ اہم سوال ہے، آپ لوگ اس وقت کا انتظار کریں جب وہ مشین میرے ہاتھ آئے گی اور وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے۔“

منگل پانڈے کا یہ بیان شام کے اخبارات میں شائع ہوا تو زمین سے دلچسپی رکھنے والی سٹاٹسٹیکوں میں پھل سی پیدا ہو گئی، یہ بیان نے پورا سراسر کے لیے بھی ایک چیلنج تھا کہ ایک ہندوستانی جاسوس کس طرح مشین تک پہنچتا ہے اور کیسے ہندوستان لے جاتا ہے۔

تمام خطرناک تنظیمیں محتاط ہو کر منگل پانڈے کی نظر کرنے لگیں، اس کے بیان سے تنازعہ چونک گئی تھی جو کچھ مشین اس کے پاس تھی، اس نے مجھ سے پوچھا، ”خبردار! یہ منگل پانڈے کو نہ ہے؟“

اخبارات اور رسالے والے اس کی طرف توجہ کرتے نہیں تھکا رہے ہیں، ایسا لگتا ہے یہ کیسا سٹی میں قدم رکھتے ہی مشین تک پہنچ جاتے گا؟

”نہیں سنا، نجانا بن کر کہا،“ میں نے بھی منگل پانڈے کے متعلق سنا ہے، بہتر ہے تم اس کی تصویر دیکھ کر اس کے دماغ میں پہنچ جاؤ۔

ساری معلومات حاصل ہو جانے لگی،

”میں جانتا تھا اتنا اس کے دماغ میں پہنچ کر بھی اس سے ہمارا تعلق معلوم نہیں کر سکے گا، پانڈے کو یہاں روانہ کرنے سے پہلے ہی شیبانے اس پر توجہی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں بات نقش کر دی تھی کہ وہ ہمیں کھلی آنکھوں سے اور بیدار ذہن سے پہچانے گا لیکن کبھی یہ نہیں سوچنے کا کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق ہے، اس طرح

تنازعہ مورینا یا اور کوئی خیال خرابی کے ذریعے پانڈے سے ہمارا تعلق معلوم نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ وہ ہمارے متعلق نہیں سوچتا اور آدمی سوچ کے ذریعے ہی خیال خرابی کرنے والوں کے ہاتھوں بچتا جا آئے۔

تنازعہ اس کی تصویر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے والے دماغ میں بیٹھی، منگل پانڈے نے فرار آسان روک لی، وہ واپس آ کر بولی، ”فرار! وہ دماغ اس روک لیتا ہے؟“

میں نے کہا، ”ظاہر ہے، اتنا بڑا جاسوس ہے، کچھ چیزیں معلوم لیا ہیں رکھتا ہوگا؟“

منگل پانڈے نے دو گام ہاتھ نہیں تھا، یقیناً شیبانے تو یہی عمل کے

یہ اس کے دماغ کو حساس بنایا ہوگا۔

”تنازعہ نے پوچھا، ”خبردار! ہمارا خیال ہے کیا وہ مشین تک

فحی جانے لگا، پلیز کچھ مشورہ دو۔“

میں نے کہا، ”سوری، اس مشین نے میرے اور ہمارے درمیان مہلک برتاؤ کر دیا ہے۔ جب تم اپنی بہن کی محبتوں کا قرض اٹار دو گی اور اب ہمارا محبت صرف میرے لیے ہوگی تو میں مشین کے سلسلے

ن بات کروں گا۔ ابھی دوسری بات کرو۔“

وہ غصے سے بولی، ”تم کیا کہتے ہو، میں ہمارا محتاج ہوں۔ براہی مشین اور اپنی بہن کی حفاظت کر سکتی ہوں، میں جاسوس لگا پانڈے کو نشانہ کروں گا۔“

”جب تم ایسا کر سکتی ہو تو اس طرح کیوں بچ رہی ہو مجھے پتا

ہا کہ تم نے دور میرا وقت مانے نہ کرو، پلیز یہاں سے جاؤ۔“

وہ ٹھکانے میں کھڑی، ”تم خود غرض ہو، ہر جاتی ہو مجھ سے اچھی طرح تکمیل کروں گے، تم نے کئی رکھا ہے ہو۔“

”تم اتنی حسین، اتنی دل نشین، اتنی پیاری پیاری سی ہو کر تم سے کبھی

دل نہیں بھر سکتا، میں ہر سانس میں ہمارا تمہارا کرتا رہوں گا۔ دوسری بات کرو، میری زبان سے اس انداز میں اپنی حرفت من کر دو دوسری باتیں

بھول گئی، اس نے مشین لڑائی کا اظہار کیا اور دماغ سے گلے ملی، اب اسے منگل پانڈے کی طرف سے فخر ہو گئی تھی، صرف اسے ہی نہیں، مشین سے دلچسپی رکھنے والے ہر فرد کی سوج ہو گئی تھی، کیا منگل پانڈے اس بار بھی اپنے

گناہ سے سزا جہت زدہ کر دے گا؟

”جو لوگ ایسا سوچ رہے تھے، وہی وہی دیکھی جانے پانڈے کے قریب نہ ہو کر معلوم کرنا چاہتے تھے، آخر وہ کس طرح مشین تک پہنچتا ہے، یوں تو یہ آگے والوں میں ایک ایڈیٹ کرنا بھی تھی، اسے آگے ہارڈی نے بھیجا تھا۔ اس وقت تک میں ایڈیٹ کرنا اور آگے ہارڈی کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب کرنا نے بول کے ایک کمرے میں آکر پانڈے کو مخاطب کیا تو مجھے لگتا تھا اور آگے ہارڈی کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں دیر نہیں لگی۔

میں اپنے منصوبے میں کامیاب رہا تھا، کرنا کے دماغ تک پہنچنے ہی

کسی ہون میں نہیں کسی رہائش گاہ میں ہوگا۔

”یقیناً میں اپنی رہائش گاہ میں بلا رہی ہوں۔“

”میں پوری تیار کی ساتھ رات کے آٹھ بجے حاضر ہو جاؤں گا۔“

”پوری تیار کا مطلب کیا ہوگا؟“

”جیسی، میں جاسوس ہوں، ایک لوہا اور چھینا جاسوسی آلات کے ساتھ آؤں گا۔ مجھے کسی وقت بھی اس چیزوں کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔“

وہ سکرابوں کی ”آپ ضرور اس تیاروں کے ساتھ آئیں، میں ضرور صاف دل کی عورت ہوں۔ مجھے کوئی خط نہیں ہے۔“

وہ سکرابوں کے گلے ملی، اس کے بعد ہر گنگولی آیا، اس نے پانڈے کو گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا، ”تم کون ہو؟“

پانڈے نے جواب دیا، ”میرا نام آج کے تمام اخبارات میں ہے جاؤ پہلے اخبار پڑھ کر آؤ۔“

ہر گنگولی نے غزالتے ہوئے کہا، ”میں تمہارا نام جانتا ہوں، نام معلوم ہوتے ہیں، میں نے تمہارا نام پڑھا تھا، پھر میں نے سنتوں کے نیچے

دوبی مانا، اور اب تک یہ پتا چلتا ہے کہ میں دیکھنے والے ہوں، تو ہمارا حفاظت کرتے ہیں، تم غلطیوں کو توں کے حال ہوا، بتاؤ تم کون ہو؟“

”تم کون ہو؟“

”میں ہر گنگولی ہر صورت میرا ستر کا وفادار ہوں، میں نے سابقہ ستر کا ستر کو اور تنگ دی تھی کہ ستر کو اور کسی کا ستر ہے، یہ ستر پر ستر کو نے ڈوبے گا۔ میرا ستر اور دوئی مانا، گناہ غلط نہیں ہوتا، لیکن ستر کا ستر نے میری بات نہیں مانی، تم نے مجھے اسے پاگل بنا کر پاگل خانے بھیج دیا

گیلے، اب کیا میرا ستر ہے، جب میں نے اسے تمہارا ستر بنا دیا تو وہ تم سے دوستی کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔“

پانڈے نے پوچھا، ”میرا ستر کیا کیا کتا ہے، ذرا میں بھی سونوں“

ہر گنگولی نے کہا، ”تم ستر کا ستر سے دوستی کر کے ہوشیار کرتے رہو گے، تمہارا ستر جتا رہا ہے، وہ مشین تمہارے ذریعے دوسروں تک پہنچے گی، وہ دوسرا ستر بھی ہو سکتا ہے۔“

پانڈے نے کہا، ”فرار! ماسک میں اور اسٹیل اینٹ ہی ہو سکتی ہے، میرا ستر کو دانا چاہیے۔“

”میں ستر کو دانا چاہتا ہے، تو ستر کو دانا چاہتا ہے، ورنہ میں اسے جسے ستر پر دوں سے نکال لاؤں گا۔“

سر پرک دون تو زمین میں دھنسن جانے لگا۔

”اسے بڑے بھائی! میں شریف جاسوس ہوں۔ تمہارے صیغے دیو سے مل رہی ہیں۔ تمہیں دیکھ کر زمین چوکیا کر پھر ماسٹر کی کھوپڑی میں مضمون نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو وہ میرے پاس صبح صفائی والے آؤ کی کو بیجا جاؤ بھولنا کرو۔ یہ لڑکت خائن نہ کرو۔“

ہرام گنگولی نے اس کے جیروں کو ایک ہاتھ کے ٹھکنے میں لیا پھر اسے اُپر اٹھاتا گیا۔ وہ گھبر کر بولا۔ ”اوسے۔ رورے۔ تو تمہارا جوگیارہیں میری ماں نے بھی ایک ہاتھ سے نہیں اٹھایا تھا۔ دیکھو اوپر سے چھوڑ دینا“ میں کروڑ پتی کا آدمی ہوں۔“

پھر اس نے سڑک کے ذریعے گھبرے مخاطب کیا۔ ”فرار صاحب! بھگوان کے لیے اسے دیو سے پائے۔ یہ میرا کچھ مرنے کا دے گا۔“

”میں نے آج تک نہیں دیکھا آؤ کی کچھ کرنا پڑتا ہے۔ نکلنے دو۔“

”اسے جناب! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟“

”جاسوس کو بھی ماسٹر کی گانا پڑنے ہے۔ جن قاتل جوتے کھاؤ گے“

پہلے اور ڈھٹ جاسوس ہینے جاؤ گے۔“

ہرام گنگولی نے اسے سر سے لہنگا پھر ایک عرف پھینک دیا وہ تالین پر گر کر رہنے لگا۔ ہانے میں گر گیا۔ ہانے میری کمرہ“

میں نے پوچھا پڑتے اور وہ کہاں ہے جو ایسے موقعوں کے لیے ہوتی ہے؟“

وہ تکلیف سے کہتے ہوئے بولا۔ ”میری تیب میں ہے۔“

”اسے دروازے کی طرف پھینک دو اور ہرام گنگولی سے درست کر لو۔“

اس نے ہرام کی نظر سے اُڑا دیا پھر کہا۔ ”میں ایک شرط پر ہوتی

کر سکتا ہوں۔“

”میں ناکا داپس نہیں ہاؤں گا۔ تجھے سے شرط پر دوستی کروں گا۔“

”ذرا بیل بجا کر ویر کو بلاؤ۔“

اس نے بیل بجانا پھر لوجھا۔ ”میں شرط پوری ہو گئی؟“

”اوسے، بیل بجانے کی بھی کوئی شرط ہوتی ہے۔ تم نے یہ میرا جو جو بلا دیا ہے۔ دوستی شرط پوری ہو گئی کترم سے بدکن کی ماسٹر کرو۔“

وہ خرا کر بولا۔ ”تو مجھے ماسٹر کرنے کو کہہ رہا ہے۔۔۔ الوکے پھینچے، میں پھر ماسٹر کا دایاں ہاتھ ہوں۔“

دو گھنٹہ ہی بوتل کا اڈر دیا۔ ہرام گنگولی نے کہا۔ ”میں نہیں پیوں گا۔“

”بھروسہ تو نہیں ہوگی۔“

وہ خفتے سے بولا۔ ”میں ماسٹر تو کر ہی رہا ہوں۔“

”جب ایک ساتھ بوتل نہیں پیو گے تو دوستی کیسے ہوگی؟“

وہ گھونسا دکھا کر بولا۔ ”پہلو لگا۔“

ویر چالے لگا جب وہ دروازے کے پاس پہنچا تو زمین نے اس سے فرش پر پڑی ہوئی بلا ٹانگ کی شیشی اٹھائی۔ وہ دو اٹے چلا گیا۔

ہرام گنگولی ماسٹر کر رہا تھا اور غصے سے چہرے تباہ کھا رہا تھا۔ کھڑے کے پتے: ”میں بہت خطرناک آدمی ہوں، قتل کرنا میرا مشاغلہ ہے۔

میں کالی نائی کے چروں میں لوگوں کی گردنیں کاٹتا ہوں۔ میں پاؤں زمین پر مارتا ہوں تو زمین دھنسن جاتی ہے اور تو مجھ سے ماسٹر کرنا رہا ہے۔“

گنگولی بھائی! پاؤں زمین پر کیوں مارتے ہو زمین دھنسن جانے تو تمہیں ایک پیر نہیں ملتا۔ ماسٹر کا دھندلا کرو، پارہے کیے جاؤ گے۔“

وہ شہر کی طرح دہارتے ہوئے بولا۔ ”میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔“

”پھر پھر ماسٹر کے پاس کے سے جاؤ گے؟“

ہرام گنگولی سختی سے ہونٹ چبھ کر ماسٹر کرنے لگا۔ میں اس دوران

ویر کے ساتھ لہنگا۔ اس کے ذریعے میں نے ایک بوتل میں دو روکے چند قطرے پٹکائے۔ وہ ان بوتلوں کو پڑے پر رکھ کر لایا۔ ہانڈے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ دونوں آسنے ملتے صوفوں پر اُٹھے۔ ویر چلا گیا۔ ہانڈے نے میری

مرضی کے مطابق ایک بوتل اٹھائی، ”تسے پر ایک روٹی تھی پھر ہرام گنگولی نے اٹھایا اسے ملائی ملائی پیتے ہوئے بولا۔ ”تم نے میرا دست دقت پر ہلا

کیا ہے۔ جلدی بڑا دل چاہو۔“

ہانڈے نے بوتل خالی کرنے کے بعد اُٹھ کر کہا۔ ”چلو۔“

ہرام گنگولی سرفہر سے پھرتا جا رہا ہے۔ تو ایک سے پوچھے۔ ”خود نظر آ رہے ہیں۔“

”گنگولی بھائی! ابھی سر تھیک ہو جاتا ہے۔ مجھ کو روٹا کھوڑو۔“

آؤ خواہ کنسی طاقت ہو کر نہ ہو، وہ کروڑوں ماٹھے سے جہاں قوت کا مظاہر نہیں کر سکتا۔ پہلے میں تمہاری طرح خند نہ ہوں تھا۔ اب طاقت کا توازن قائم ہو گیا ہے۔ چلو اٹھو۔ دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ میں تمہارے تمام دانت حق میں

آتا دوں گا۔“

وہ خفتے سے اُٹھ کر بولا۔ ”میں تجھے دوست بنانا چاہتا ہوں تو تونسر پر چڑھ رہا ہے۔ اب تجھے زبردستی اٹھانے جاؤں گا۔“

یہ تھا کہ وہ کس انداز میں حملہ کرے گا۔ اور میں حملہ ہوتے ہی ہانڈے

باتھا۔ اس نے منہ پر ایک ٹھوکری ماری۔ ہرام گنگولی تو زمین کے اس

نایا، ایک دھندے کی طرح غمناک ہوا وہ فرش پر سے اٹھا۔ اسے پٹے

ہوڑا، پھر بیٹون میں اُگر دوڑا جلا گیا۔ وہ ہاتھ میں آڑا تھا۔ اسے

سے اُھر کر ہار تھا پھر وہ اُسے دوڑاتا ہوا ہار گیا۔

باہر ماکوئی تھی نیچے بڑا سا ڈانگ ہال تھا۔ ہانڈے نے باکوئی

بک کے پاس اُگر ہرام کے منہ پر ٹھوک دیا پھر تڑوہ حد سے باہر ہو گیا۔

نے پہلی ہو کر شہر کی طرح گر جتا ہوا جھلانگ لگانے کے انداز میں

پڑا گیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ ہرام ریٹنگ سے مٹھ کر اُڑھا اُڑھا اُڑھا

ہانڈے نے اس کی دونوں ماٹھیں اٹھا کر دوسری طرف اٹھا دیا۔

نیچے دو رنگ لچھی ہوئی لمبی چوڑی میز پر کسی تعریف کے سلسلے

ہانا ہوا تھا۔ وہ اُپر سے اُگر میز پر ایک دھماکے سے گر۔ اس کے

سے کچھ کے برتن، جب اُگر ماسٹر پور پور ہوئے۔ میز کے کھوپڑے

نے وہ اندر فرش کی طرف گپا گپا مچھڑیں پھینک دیں۔ دوسرے

بھی حواس ہانتھے تھے۔ دھانے کا بیخ کے کتے گلاس اور برتن ٹوٹ کر

مکے جسم پر پڑتے ہوئے تھے۔ وہ سر سے پاؤں تک لمبوس بھیگ

تھا۔ اس کے باوجود زمین میں ٹپکا تھا۔ میں نے اس کی سڑک میں کہا۔

پھر یہاں آئے سے پٹاپٹے تارے بھی دیکھ لینا چاہیے تھے۔ اب

زنت اس میں ہے کہ میں بے ہوش ہو جاؤں۔“

”نہیں۔“ وہ دھندے کی طرح غمناک ہوا اُٹھنے لگا۔ لوگ سہم کر دوڑ

ہٹے گئے، بہت سے لوگ اُپر دیکھ رہے تھے۔ وہ ہانڈے کی ریٹنگ کے

کا نام پڑھ لیا۔ پھر وہ وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

مورینا کے بیان کے مطابق ہرام گنگولی پھر ماسٹر کا قابل اعتماد تھی

تھا۔ کرسنا سوچ رہی تھی، ”اگر میں ہرام سے دوستی کر لوں تو اس ہانڈے

ساتھ میری لڑاؤں روشن ہو جائیں گی۔ پھر میں اس کے ذریعے پھر ماسٹر کی

اہم باتیں آکر ن ہانڈے کی پتیازوں تو دیکھ لو اور مالال کا ترسہ گا۔“

اس نے چوٹی میں بیٹھ کر آرن ہانڈے کو کوفہ کیا۔ اسے تمام باتیں

بتانے کے بعد پوچھا۔ ”کیا میں ہرام گنگولی سے دوستی کر لوں؟“

”اگر تم اس سے دوستی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو تمہیں منہ مالکا

انعام دوں گا۔“

”جاسوس کا کیا ہوگا؟“

”اسے میرے آؤی پھر کرے آؤی گے۔“

ایسے ہی وقت دھماکتا ہی رہا تھا۔ آرن ہانڈے نے پوچھا۔ ”یہ آؤز

کیسے ہے؟“

لیڈی کرینا برائی سے اٹھیں جہاں پھاڑا کر دیکھ رہی تھی کہنے لگی۔

”آرن گھبے آٹھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے۔ اس جاسوس نے

پہاڑ جیسے ہرام گنگولی کو اٹھا کر گراؤ پڑھو رہی ہے۔“

آرن ہانڈے نے کہا۔ ”اس کا مطلب ہے جاسوس جہاں تلوار پر

ہاری ہو کر آؤی ہے۔“

کرینا نے کہا۔ ”کیا خاک ہے۔ جاسوس نکل پانڈے جہاں تلوار پر

قد مٹا اور پھنڈا ہے۔ وہ تجھ سے اور ہرام کے سامنے جیتوٹی ہے۔ میری

سہجہ میں نہیں آتا ہے۔ اس نے اس طرح ہرام کو اُپر سے نیچے پھینک دیا۔“

میں نے کہا: "بانی دشمن کا ایک ہرہ تھا جسے قریب ہے تم اس سے
 انجان رہو، مگر اچھا کرنے والے کو کچھ نہ کرو۔"
 غلام باقی نے کاؤنٹر گولڈ سے تصویر لیتے ہوئے کہا: "تم نے شاید
 اخباروں اور رسالوں میں پڑھا ہوگا کہ مورینا ایک نیچر کی دیوانی ہو گئی ہے
 وہ نیچر ویس ہیں۔"
 "اچھا! لڑکی نے حیران سے کہا۔
 "ہاں" میں اسے پیرس سے گیا تھا۔ ایک شیطان اٹھا کر کے پھر یہاں
 لے آیا ہے۔ میں اس کی تلاش میں آیا ہوں، اس شیطان کو زندہ نہیں چھوڑنا
 گا اپنی مورینا کو واپس لے کر ہر گاہ۔ وہ یہ کہے، میری رہے گی۔"
 اس نے جب سے سوڈا لڑکا ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر گولڈ کے
 ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا: "میں ہول انٹرکام کے روم نمبر دو سو تین میں
 ایک ہفتے تک رہوں گا اگر تمہیں مورینا کا پتا ملے تو پلین فون پر فوراً
 اطلاع دینا۔ میں سوڈا لڑکوں کو ڈانٹتا ہوں۔"
 یہ کہہ کر وہ چلا گیا کہ پھر ایک کال کاؤنٹر پر آئی۔ سیورلٹھا
 کر رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا: "غلام باقی ایک دیوانے کی طرح مورینا
 کو تلاش کر رہا ہے اور چیخ کر کہتا ہے کہ اسے کو زندہ کرنے والے کو زندہ نہیں
 چھوڑنے گا۔"
 "بڑا ہوا؟"
 "کیا تم اس نیچر کی آمد سے پریشان ہو؟"
 "میں ایسے دس غلام باقی کو پھونک کر دوں گا جتنے اس کے پیچھے
 فرما دیں، پتلی پتلی جلتے والی پوری تیس ہے۔ میں جان دے دوں گا جیتن
 مورینا کو نہیں جانے دوں گا۔ میرے سر پر شہرہ منڈلا رہا ہے۔"
 "ہول انٹرکام کے روم نمبر دو سو تین میں اس کا قیام ہے۔"
 "آج ہول میں اس کا آخری دن ہوگا۔ تم بہرہ منگنی کی خبر لو۔"
 ان کے درمیان رابطہ ختم ہو گیا۔ میں نے غلام باقی سے کہا: "تمہارے
 لیے تیرا جان پر خطرہ ہے۔ کسی بھی انداز سے آسکتا ہے۔ ہول پنچ
 کر وہاں کے کسی بھی ملازم سے بات کرو۔ میں اس کے درجے میں اشارت
 تک پہنچوں گا۔ تاکہ کوئی تمہارے کھانے پینے کی چیز میں زہر نہ ملائے۔"
 غلام باقی کو مارنے کے لیے جتنے پوشیدہ ذرائع استعمال کیے جاسکتے
 تھے، میں ان سب پر نظر رکھنے لگا۔ اگر آئرن ہارڈی باس کے آؤٹس
 سامنے آکر جھک کر تے تو غلام باقی ان کے قابو میں نہ آتا۔ ایک گھنٹے
 بعد میرا شہر درست نکلا۔ غلام نے چلنے کا آڈیو دیا۔ کچن کے پانچارج
 نے قومہ خود تیار کیا، اس میں ایک زہر ملا سفوف مل کیا۔ پھر ایک بیس
 کو چائے کی ٹرے دینا چاہتا تھا، میں نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ اس
 انچارج کو روک چائے پینے پر مجبور کیا۔ پتھوری درجہ ہی اس کی موت کی
 خبر کچن سے باہر نکلی۔ انتظامیہ اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔
 وہاں قیام کرنے والوں کو معلوم ہوا کہ اسے جسے اور سب سے پہلے کچن میں

زہر ملی چائے تھی تو لوگ وہاں کا پانی بھی نہ پیتے، بلکہ بوتل چھوڑ دیتے۔
 میں نے اپنی خفیہ رپورٹ گاہ کے فون کا ریسورڈ کیا۔ آئرن ہارڈی
 سے رابطہ قائم کیا۔ پھر اس کی آواز سنتے ہی کہا: "تم دماغ آگے نہیں دے
 گے اس لیے فون کو زبردستی مٹایا ہے۔"
 "کون تو زبردستی مٹا دیا؟"
 "ہاں" میں تھکے ہر معاملے کے قریب تھوں۔ اسی لیے کچن کے
 انچارج نے میرے آؤٹ کے حصے کا زہر پلایا ہے۔"
 اُسے چپ لگ گئی۔ میں نے کہا: "میری پہلی اور آخری وارننگ ہے
 تمہارا کوئی آؤٹ غلام باقی کے قریب نہ جائے۔ واضح مندی ہی ہے کہ مورینا
 کو آزاد کر دو۔ میں تو کھل کر سامنے آ گیا ہوں۔ دوستی اور شہنائی ٹیما، پتلی
 کس طرح سرنگ بن رہی ہے، یہ معلوم ہوگا تو اس وقت تک تمہارے ہوش
 اڑ چکے ہوں گے۔"
 کہتے ہی میں نے ریسورڈ کھدوایا۔ اس کے ہوش اڑانے کے لیے
 اتنا ہی کم دینا کافی تھا۔ غلام باقی نے وہ ہول چھوڑ دیا۔ تاکہ اس پر اچانک
 کہیں سے حملہ نہ ہو سکے۔ میں نے اسے خفیہ رپورٹ گاہ کا پتا بتا کر کہا: "پوسے
 شرم میں بیٹھے پھر وجہ یقین ہو جائے کہ تعاقب نہیں ہو رہا ہے تو
 میرے پاس چلے آنا۔"
 میں واقعی طور پر حاضر ہوا۔ اسی وقت پرانی سڑک کی انہر میں پوٹی
 مورینا کی آواز آئی۔ "سائمن ڈروکن ہیں۔"
 "واپس جاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔"
 میں نے سائمن روک لی۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ آئرن ہارڈی رابطہ
 ختم ہونے کے بعد مورینا کو میرے پاس بھیجے گا۔ میں نے خیال خزانہ کی پڑا
 کی مورینا کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ انتظار کر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں
 بدستور بند تھیں اور کان ہرے ہو گئے تھے۔ میں نے کہا: "تم اس حالت میں
 مجھے آئرن ہارڈی تک پہنچنے نہیں دو گی اور وہ تمہیں میرے دماغ میں
 بیٹھ کر میرا ٹھکانا نہیں معلوم کر سکے گا۔"
 "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں یہ کہنے آئی تھی کہ آئرن ہارڈی مجھے
 تمہارے حوالے کرنے کے متعلق سنجیدگی سے غور کر رہا ہے۔"
 "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔"
 "میں یقین دلاتی ہوں وہ دو دن کی حملت چاہتا ہے۔"
 "اس کا مطلب ہے، اسے دو دن کے اندر مشین تک پہنچ جانے کا
 یقین ہے۔"
 "تم کہاں کی بات کہنا لے جلتے ہو۔"
 "بات کو جہاں پہنچنا تھا، وہاں پہنچ گئی۔ اس اطلاع کا شکر یہ ہے
 دماغ میں نہ آنا۔ مگر نہیں ملے گی۔"
 میں واپس آ گیا۔ مورینا میری بات آئرن ہارڈی کو پہنچا رہی ہوگی
 وہ سن کر اوردو کھلا دے گا کہ مجھ سے اس کے مشین تک پہنچنے کا علم ہو رہا ہے۔

یہ ہی موقعوں پر بڑے عزم کوئی غلطی کر دیتے ہیں۔
 میں نے ستان کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا: "کیوں فریڈا
 وہاں آ رہی ہیں؟"
 میں واپس آ گیا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ مجھے اپنے دماغ میں ٹھہرنے نہیں
 سے گی۔ نہ جانے ہن کے لیے کیا کرتی پھر رہی تھی۔ مجھ سے پوچھا: "تھی
 ہ میرے پاس آ کر بولی۔ کیسے یاد کیا؟"
 "میں ابھی مورینا سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ بے چاری اپنے عاشق
 آئرن ہارڈی کے لیے پریشان ہے۔ جا کر بن کر تسلیاں دو۔ میں بھی تمہیں
 یاد دہرا دیتا ہوں۔ میں نہیں رہنے دوں گا۔ اب جاؤ۔"
 "فریڈا ٹھہرو۔"
 ایک تم مجھے اپنے پاس ٹھہرنے دیتی ہو؟"
 میں نے سائمن روک لی۔ وہ باہر نکلی۔ پھر چھوٹا لڑکا آئی۔ "میں نے
 تم سے سمجھ لوں گی۔ بتاؤ ابھی کہاں ہو، میں اس کے چھوٹا کر دوں گی۔"
 "میرا موجودہ پتا نہ پوچھو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں، آئرن ہارڈی مجھ
 تک پہنچنے کے لیے کون کون سے راستے اختیار کرتا ہے، تم اس کے لیے راستہ
 نہ بنو۔"
 میں نے اسے دماغ سے نکال دیا۔ ابھی اس کی ہون کی پریشانی کا
 ذکر کیا تھا۔ وہ اس کے پاس جا سکتی تھی۔ میں نے چند لمحوں تک انتظار کیا پھر
 مورینا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے سائمن نہیں روک لی۔ نہ ہی مجھے محسوس کیا
 دماغ کا دور دورہ پہلے سے کھلا ہوا تھا۔ کیونکہ ستان وہاں موجود تھی اور لوچھے
 رہی تھی۔ "مورینا! کیا تم پریشان ہو؟"
 مورینا کی آنکھیں اسی طرح بند تھیں، کان ہرے تھے۔ وہ ہن کو
 بھی یہ جاننے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ آئرن ہارڈی کے کس خفیہ آؤٹے
 میں رہتی ہے۔ اس نے ستان سے پوچھا: "تمہیں یہ خیال کیسے پیدا ہوا کہ
 میں پریشان ہو سکتی ہوں؟ کیا فریڈا نے تم سے کہا ہے؟"
 ستان ہنٹنے ہوئے بولی: "فریڈا میری گردن کو بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ مجھ سے
 مشورے کے مطابق شروع سے تمام زندگی گزار رہی ہوں۔"
 "مجھے خوشی ہے۔ تم میرے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے نظر ناک لوگوں
 سے بہت دور اطمینان بخش زندگی گزار رہی ہو۔"
 "لیکن اب تمہاری خاطر مجھے منظر عام پر آنا ہوگا۔"
 "میری خاطر ہوں؟"
 "میں تم سے چھوٹی ہوں، مگر نکلان نہیں ہوں۔ جب تمہارے پاس
 آتی ہوں، تمہاری آنکھیں بند ہوجاتی ہیں، کان ہرے ہو جاتے ہیں۔ آخر
 ایسا کیوں ہوتا ہے؟"
 "میں تمہیں بتا چکی ہوں، اپنی حفاظت کے لیے ایسا کرتی ہوں۔"
 "تم مجھے ہلا رہی ہو۔ میں یقین سے کہتی ہوں، تم کسی نے سحر
 کیا ہے۔ یا تو مجھے عمل کے زیر اثر ہے اختیار اندھی اور بہری ہو جاتی ہو۔"
 "تم کسی بلدیہ بات کہہ چکی ہو۔ آج میں نے آئرن ہارڈی سے تمہارا
 ذکر کیا تھا۔"
 ستان نے انجان بن کر پوچھا: "یہ آئرن ہارڈی کون ہے؟"
 "تمہارے بہنوئی ہیں۔"
 "کیا شادی ہو چکی ہے؟"
 "ابھی نہیں، مگر ہو جائے گی۔"
 "جب تک نہ ہوگی کو میرا بہنوئی نہ کرو۔ مجھے شرم آتی ہے۔ میں نے
 اخبارات میں ایک نیچر کے ساتھ اسکینڈل پڑھا ہے۔ مورینا! تم ایسی
 بدنام زندگی کیوں گزار رہی ہو؟"
 "میں نے نیچر کے ساتھ جذباتی غلطی کی تھی مگر آئرن ہارڈی کے
 ساتھ دلی رشتہ ہے۔ تم جلد ہی شادی کرنے والے ہیں۔"
 "وہ کبھی شادی نہیں کرے گا کہ اسے گا پتہ نہیں تھا کہ میں پتلی سے
 فائدہ اٹھانے کا جس دن مشین حاصل ہوگی، وہ تمہاری خیال خزانہ کی صلاحیتیں
 اپنے دماغ میں منتقل کرنے کا مجھے تمہیں دور دورہ کی کبھی کی طرح نکال چکے گا۔"
 "چپ ہو جاؤ ستان! میں آئرن ہارڈی کے خلاف ایک لفظ سننا
 پسند نہیں کرتی۔ تم نہیں جانتیں، وہ کتنا شہزادہ دوست ہے۔ فریڈا
 کو ایک جگہ میں مسل سکتا ہے۔ تمہیں بھی آئرن ہارڈی کی بناہ میں رہنا
 چاہیے۔ جب وہ پتلی پتلی سیکھنے کا تو ہم تین خیال خزانہ کرنے والے
 فریڈا کے خیال خزانہ کرنے والوں کے مقابلہ پر آئیں گے۔ اس کی ختم
 ہونے والی شہرت کو فائدہ کریں گے۔"
 ستان نے کہا: "میں تمہاری بہن ہوں۔ تمہارا ساتھ ضرور دوں گی۔ بتاؤ
 ہماری ملاقات کب اور کہاں ہو سکتی ہے؟"
 "تم کسی وقت بھی مگر سے چل پڑو۔ اپنے دماغ کو میرے لیے آزاد
 چھوڑ دو۔ میں تمہیں اپنے پاس لے آؤں گی۔"
 "نہیں مورینا! میں جب تک آئرن ہارڈی کے متعلق خود چھان بین
 نہیں کر دوں گی اس وقت تک تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ آؤں گی تو
 اجنبی لوگوں کے درمیان اٹھ کر رہ جاؤں گی۔"
 "میں تمہاری بہن ہوں، اجنبی نہیں ہوں۔"
 "تم خود اپنے لیے یہ یگانگی ہو تمہیں پتا نہیں ہے کہ کسی نے تم پر تو جی
 عمل کے ذریعے مکمل قبضہ جما لیا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اپنی آنکھیں کھولو
 اپنے کانوں کو سنا سناؤ۔ مجھے اپنے آپ سے اس کی آواز سننے دو۔
 اگر تم عجز نہ نہیں ہوتو اپنے دماغ کو میرے لیے آزاد کر دو۔ جہاں ہوں
 سے نکل پڑو۔ میں تمہیں اپنے پاس لے آؤں گی۔"
 "ستان! تم اپنی عمر سے زیادہ ہلاکی کی باتیں کر رہی ہو۔"
 "مورینا! تمہیں آئرن ہارڈی کی زبان بول رہی ہے۔ اگر تم ہوش
 میں ہو تو میری ہلاکی پر غور کریں۔"
 "میری بہن، مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں بہت پریشان ہوں۔"
 267

"میں ہی پوچھتے ہیں کہ تم پریشان کیوں ہو؟"

"فرمانبردار میرا ظاہر کر رہا ہے۔ وہ اپنی پوری تہم کے ساتھ میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اگر میں اپنی خفیہ پناہ گاہ سے نکل کر تمہارے پاس آئے گا تو وہ اسے دماغ کو آواز دے گا۔ دماغ کو آواز دینے والوں کی کوڑہ میرے دماغ پر قبضہ جگا کر مجھے قیدی بنا لے گا۔"

"تمنا تو تھی وہی دیر تک سوچ رہی۔ پھر لوگ فرما دے تو بچ کر میرے پاس آئے گا ایک راستہ ہے۔"

"یہ راستہ ہر پہلو سے محفوظ ہوگا تو ضرور آؤں گی۔"

"میں آج رات تم پر تیزی عمل کروں گی۔ تمہارے دماغ میں نقش کروں گی کہ صرف میری سونچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گی۔ باقی دوسری سونچ کی لہروں کو محسوس کر سکتے ہی سائنس روک لوگی۔"

"میرا سنا ہے کہ اس کا مطلب ہے تم جب باہر جاؤ گے، میرے خیالات پڑھتی رہو گی اور مجھے پتا نہیں چلے گا۔"

"تو کیا ہو۔ میں تمہاری بہن ہوں۔"

"نہیں، آئرن ہارڈ کی کوڑہ منظور نہیں ہے۔"

"پھر مان لو کہ اس نے تمہیں محرزہ کر رکھا ہے۔ تم بہن سے زیادہ اسے اہمیت دیتی ہو۔"

"میں محرزہ نہیں، محبت زندہ ہوں۔ اسے دلوں کی کھٹک چاہتی ہوں۔ ایسا کوئی راستہ اختیار نہیں کروں گی، جس سے اسے نقصان پہنچے۔"

"ہمارے دو سیان پونی بحث چھاری لہے گی۔ میں چاہتی ہوں، میری طرف سے آئرن ہارڈ کی کوڑا اگر وہ شیٹن میرے پاس آئے تو وہ تمہیں کیسے باندھ سکے گا کیا وہ چھوڑے گی نہیں میرے پاس نہیں آئے تو وہ گا میں یقین سے کہتی ہوں تم آئرن ہارڈ کی کوڑی بھی کھائے خود ہی میرے پاس دوسری آؤں گی۔"

"تم ابھی بھی ہواؤں میں پھنس کر کھیل نہیں ہے تباہ۔"

"اچھا بات ہے، بہت جلد ملام ہوگا میرے ہاتھ کھینچے ہیں۔ میں جا رہی ہوں۔ سو فارگو پو آؤں۔"

"تمنا کے ساتھ میں بھی اس کے دماغ سے نکل آیا مجھے اس کی باتیں سن کر بہت خوشی ہو رہی تھی، اگرچہ اس نے شیٹن کے سلسلے میں مجھے دھوکا دیا تھا تاہم وہ بہن پر بھی ہراس نہیں کر رہی تھی آئرن ہارڈ کی فریب میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ مورتا کو اپنے پاس آنے کے لیے کس رہی تھی اور میری میں چاہتا تھا اسے آئرن ہارڈ کی کسی نظیر آؤں سے لگانا ضروری تھا لیسے اس آؤں سے تک پہنچنے کے لیے نکل پائے گا راستہ ہمارا ہوا تھا۔"

"میں ہرگز شکوک کے پاس آ گیا۔ دو لاکے دو تین قطرے جو میں کھینچنے تک اٹھو رکھتا تھے۔ ہرگز غیر معمولی قوت برداشت رکھتا تھا، اس لیے میں نے اس کی بول بھی قطرے چکانے تھے۔ واقعی اس نے دو لاکے

زہریلی شدت کو برداشت کر لیا۔ آب واقعی طور پر تاروں تھا صرف وہ غیر معمولی طور پر حساس نہیں ہوا تھا اور مجھے محسوس نہیں کر رہا تھا۔"

"اس کے دماغ نے بتایا وہ پولیس والوں کے ساتھ بھولے سے چلا آیا تھا۔ اگر وہ اپنا خصوصی دستہ بھی لگا رکھتا تو پولیس والے اسے دور ہٹ کر سلام کہتے۔ لیکن وہ گہری سنجیدگی سے سڑج میں ڈوب گیا تھا ایک چھوٹے دکھانا، جھڈا آؤں اسے مارتا ہوا اور اس کے خطرناک حملوں سے بچتا رہا۔ یہ ناممکن سی بات ہے یقینی طور پر شہر ہو رہا تھا کہ اس جاسوس کے پیچھے ٹیلی فون کا کام کر رہی تھی۔"

"میں نے اس کی سڑج میں کہا: میں فضول سی بات سڑج رہا ہوں۔ صرف میرے جیسے لوگ ہی سڑج سکتے ہیں۔ وہ سڑج نہیں ہوتے۔ چھوٹے قدم کے لوگ بھی حیرت انگیز جہان قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ منگل پائڈ سے نے ہرے بھولے میں کی ہے۔ البتہ اڑنے سے پہلے ذرا چلا کر دکھانی ہے۔ بول کر میں کوئی ایسی چیز لاکر بھی پلائی ہے جس کے بعد میں باقاعدہ اڑنے کے قابل نہیں رہا۔ مجھے خواہ مخواہ آنا رہا۔"

"وہ قائل ہو کر سوچنے لگا: ہاں اب یاد آ رہا ہے۔ وہ مجھ پر شک کرتا تھا، خفیہ زیادہ دلاتا تھا ایک ہڈا اس نے منہ پر ٹکڑا کر رکھی۔ دوسری بار میرے منہ پر ٹھوک دیا۔ اہہ میں کیا کروں اب مجھے غصے سے لڑنا ہوں۔ میں اسے اتنے دہشتناک چھوڑوں گا۔"

"میں نے اس کی سڑج میں کہا: میں ہی غصہ مجھے ڈبا۔ آخر میں الیے وقت تعلق سے کام لیں نہیں لیتا۔ ہر غضب میں ہاتھ کا میں دیتا ہوں۔ بعد میں باہر فریڈنگ چھپانے کے لیے سوچتا ہوں۔ مجھے کسی انسان نے نہیں ڈبائی تھی نے شکست دی ہے۔"

"میں نے زہر رفتہ اس کے دماغ سے بات نہ کی اور منگل پائڈ کے پوچھے ٹیلی فون کا کام کر رہی ہے۔ وہ پولیس اسٹیشن پہنچ کر ایک جگہ سر جھکانے ہوئے بیٹھا تھا۔ ایک پولیس افسر نے اسے مخاطب کیا: تم کسی ایڈی کریٹ کو جانتے ہو؟"

"وہ غرا کر بولا: میں کسی عورت سے دوستی نہیں کرتا۔"

"ابھی اس ایڈی کریٹ کا ہے۔ وہ تمہاری ضمانت کے لیے آ رہی ہے۔ ہرگز شکوک نے تمہارا سوجا لکھ لیا ہے۔ کیا تمہارا سوجا چاہتا ہے کہ میں اپنا اسٹیشن شناختی کارڈ دکھاؤں۔ اوپر ہی اس معاملے کو تم دیا جائے۔ ہر حال مجھے نظر کرنا چاہیے۔"

"اس نے انتظار کیا۔ میں منٹ کے بعد ایڈی کریٹ آئی۔ وہ عورتوں سے دوستی نہیں کرتا تھا۔ لیکن دل ضرور ہلانا تھا۔ اسے دیکھ کر میں ہی دل میں کہا: زہر مست عورت ہے، ایسی صحت، ایسا نظارہ مجھے کبھی نہیں دیکھنے کو ملتا ہے۔"

"وہ قریب آ کر کھڑے ہوئے بولی: سیلو، میں کیا ہوں؟"

"اس نے مصحفی کے لیے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ ہرگز شکوک نے اس کے ہاتھ کو دھلیا۔ چاروں کا ایک دائرہ بنا دیتا ہے کہ پوری ہارڈ کی پک چکی ہے۔"

"میں نے ایک جھگڑے سے بچنے کے لیے اپنے دونوں بازوؤں میں دیا ہوا ہولی سے کیا کہتے ہو؟ پولیس اسٹیشن...."

"بات پوری ہوئے سے پہلے ہی اس کے ہونٹ بند ہوئے۔ ایک مرتے سخت جھج میں کہا: تمہارا سے چھوڑو اور ہمارے سوالوں پر جواب دو۔"

"اس نے جواب دیا تو مجھے بسنا آجاتی ہے، میں اسے نہیں چھوڑتا اس سے محبت کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ دوسرے معاملے سوالوں کا جواب ہے۔"

"اس نے اپنا اسپیشل کارڈ دکھایا۔ سب الٹ ہو کر سلام کرنے لگے۔ ہر ایک کو ایک نشانے پر لاکر ان کے درمیان سے گزرتا ہوا پڑے افسر کے رے میں آیا۔ افسر نے غصے سے اٹھ کر پوچھا: کون ہو تم؟ یہ کیسے اسے ہو؟"

"اس نے اسپیشل کارڈ افسر کو دیا، ایک ہاتھ سے اس کے منہ پر رکھے ہوئے کھینچنے کے بعد اسے افسر نے فون کو سمیٹ کر کھینچا۔ خالی ہیز پر کرنا کو سڑج دیا۔ وہ تکلیف سے کرا رہے تھے، مگر مسکرائے تھے کیونکہ اس سے بہت سے اہم کام نکلنے والی تھی۔ ہرگز شکوک نے اپنا کارڈ لے کر کہا: "افیسر ناؤ ریگٹ آؤٹ۔"

"اس نے اپنے افسر کو باہر کے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ وہاں کے تمام سپاہیوں کو اور زہرے دار افسروں کو کھینچ لگ گئی تھی۔ کرنا کے بیٹھے اور فریڈنگ کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ پریشان ہو رہے تھے۔ پولیس حکمران اس کی دھانسی سے ہٹا م ہونے والا تھا جسے افسر نے آٹلی منس کے بیٹے کی دی ڈیوٹی ٹھنٹ سے رابطہ قائم کیا۔ اسے پوری روٹوں کو سنائی پھر بتایا: "ہرگز شکوک نے اسے افسر آج اسپیشل ڈیوٹی فار پیرا مٹر۔"

"بیٹیاں دی ڈیوٹی ٹھنٹ نے کہا: میں ابھی پیرا مٹر سے بات کرتا ہوں۔"

"پیرا مٹر سے براہ راست گفتگو نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ رپورٹ تاشب پیرا مٹر کو پہنچانی گئی۔ وہاں سے پیرا مٹر کے پاس کچھ بڑے ڈریجے خیر پہنچے، اس وقت تک بڑے افسر کو دروازہ کھل چکا تھا۔ اندر سے ایڈی کریٹ کی سرورہ آواز آ رہی تھی۔ سڑج کے بیچ میں تھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تو آؤں نہیں، شیطاں کی امداد ہے۔"

"وہ صحت دہن کی طرح جھومتا ہوا باہر آیا۔ بڑے افسر نے ڈرتے ڈرتے کہا: سزا یہ آپ نے کیا ہے ایڈی کریٹ بہت پہنچی ہوئی عورت ہے، وہ ہم سب کو کھل حالات میں کھینچ لائے گی۔"

"ہرگز شکوک نے غرا کر دیکھا۔ افسر عدلی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی وقت ٹرینڈر شہزادہ وصول ہوا۔ ہرگز شکوک نے حیب میں ہاتھ رکھا۔ تیزی سے چلتا ہوا ایک کمرے میں گیا۔ دروازے کو بند کر کے حیب سے

"ٹرینڈر شہزادہ کان کر آپرٹ کرتے ہوئے بولا: میں سراجی گی ایڈیٹنگ سراجی شہزادہ کی آواز سنائی دی۔ جگہ سے بچنے کی ایک کمرے چھوڑے ہو؟"

"کچھ نہیں سراجی ایک پٹا تھی، میرے پاس خود ہی پٹ پڑے آئی تھی۔ میں نے اس کی ساری باروں نکال دی۔"

"میں ان کا سن۔ وہ خطرناک عورت ہے کہتی ہی جیسا کہ دلوں میں اسی پر شہر ہوتا ہے، لیکن وہ اپنے خلاف کوئی جرت نہیں چھوڑتی۔ تمہاری اس حماقت کے باعث کل کے انہماکات پیرا مٹر کے کچھ اچھے نہیں گئے۔"

"میرا اس جاسوس نکل پائے نے مجھے غصے اور جڑوں میں شکار کرنا تھا۔ ایسے میں اس عورت کی جینھی ہونی چوانی ہے میری کھڑکی الٹ دی۔ میں نے غم غلط کیا تو سب کے غلط ہو گیا۔"

"جگاس مت کمرو ایڈی کریٹ کے پاس جاؤ۔ جب زیادتی کی ہے تو اور کرو، اس سے قبائل جرم کراؤ۔ مجھے پولیس والے اس سے بحث نہیں لے گی۔ اگر ناکامی ہو تو اسے ختم کرو۔ اس کی لاش چھپا دی جائے گی کہ یہ بات پولیس اسٹیشن سے باہر نہیں جائے گی۔"

"میں ان باتوں کے دوران پیرا مٹر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ یہ میری بہت بڑی کامیابی تھی۔ پیرا مٹر کو پولیس والے نے اڈا پہنچ گیا کہ وہ اسے لے کر بہت سے دنوں تک خیال خزان کی زندگی گزارتا تھا۔ اسی لیے وہ اکثر بند کمرے میں ہرگز شکوک سے روبرو کھنکھرتا تھا۔ اس وقت ٹرینڈر شہزادہ استعمال کیا جاتا تھا تاکہ کوئی تیسرا اس کی آواز دے سکے۔ آؤں موت سے یا

"میں نے اپنے پتھر والی ظاہر نہیں کی اب ایڈی کریٹ کے پاس آ گیا اس کی حالت قابل دید تھی۔ اس میں اتنی سخت نہیں رہی کہ اٹھ کر بیٹھے۔ وہ ابھی تک اسے گایاں دے رہی تھی۔ انسان خواہ کتنا ہی درندہ بنا جا ہے۔ سچ وہ توڑا بہت انسان ضرور ہوتا ہے۔ ہرگز شکوک نے نام کو اسے انیت نہیں تھی۔ وہ اسے داتوں سے چھاننا ہوا تھا کہ کرنا کافعت سے زیادہ ہم جنوں سے چور تھا۔ اسی میں جھیک رہا تھا کہ کوئی دوسری بولی توڑ چکی ہوتی۔ وہ بڑے دل گردے والی عورت تھی۔ لیکن دوبارہ ہرگز شکوک کو کمرے میں دیکھ کر کٹا گئی۔ وہ دوسرے افسروں سے کھنکھرتا تھا: ہاں ہاراز۔"

"وہ چلے گئے۔ اس نے دروازہ بند کیا تو وہ بدہشت زدہ ہو کر کھینچنے لگی۔ میں سر جاؤں گی، چلے جاؤ، اب میں سر جاؤں گی۔"

"اس نے دانت نہیں کر پوچھا۔ زندہ رہنا چاہتی ہو؟"

"اس کے دونوں ہاتھ تھرتھرتے ہوئے ہاتھ اوپر اٹھے، وہ ہاتھ جوڑ کر بولی: مجھے معاف کرو، اس بار میں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"ایک ہی شرط پر چھوڑ سکتا ہوں۔ آج تک جتنے جرائم میں ملوث ہو اس کی پوری سرسری بیان کرو۔ یہ بیان تم کھنکھرتا جاؤ گی، پوری جاؤ گی اور یہ

آڈیو ٹیپ میں ریکارڈ ہونا چاہئے گا۔

”میں اس قسم میں ٹوٹ نہیں ہوں۔“

وہ اس پر ٹھیک گیا، وہ نہیں سنیں کہ کتنی سرھٹے تھے، اس دن سے نے گورے دن کے ایک حصے پر دانٹ گاڑ دیے، پھر ایک جھوٹی ٹی فون فون کر کے گیا، علم کی اس انتہا پر اس کے حلق سے فلک ٹکراتے جج ٹکنا جا رہی تھی، لیکن اس کا منہ فولادی ہاتھ کے ٹھینے میں آ گیا تھا، وہ چہلی کی طرح چڑھ چڑھ رہی تھی، یہ اطمینان سے کہتی ہوئی چہرا رہا تھا، آخر وہ کب تک فولادی پتے میں ٹپتی رہتی، پتیلے ہونے سے گزردہ ہوئی تھی، اب بالکل ہی نکھال ہوئی، ہرلم گنگولی نے ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا، ”میں پوچھتا جاؤں گا اور ہر لڑکا ہر لڑکیاں ٹوچتا جاؤں گا۔“

وہ رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگی، ہرلم نے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا، وہ جلدی سے اٹھتے ہوئے بولی، ”میں بیان روں گی، خاک کا ڈیسک، تم قدر چلے جاؤ، میں ابھی بیان دوں گی۔“

ہرلم گنگولی نے ددوانہ کھول کر ایک افسر سے کہا، ”تم اسے فوری طبی امداد پہنچاؤ۔“

اس نے دوسرا افسر سے کہا، ”یہ تقریری اور تقریری بیان دے رہی ہے، لیکن اور ریکارڈ کرنے کا تمام سامان فوراً لاؤ۔“

وہاں کا تمام غلطی ہیک ڈور میں مصروف ہو گیا، اسے طبی امداد پہنچانی گئی، اس کا بیان لیا گیا، میں ایک خاص مقصد کے لیے اتنی دیر لیتے کرینا کے ساتھ گرا رہا، میں جانتا تھا وہ آئرن ہارڈ کی وفات ہے، اپنے بیان میں اس کا اور مورثا کا ذکر نہیں کرے گی، میں نے اس کی رمانی رو بہ کار دی، وہ بے اختیار دونوں کا ذکر کرنے لگی، آئرن ہارڈ کی جتنے خفیہ ڈوٹے تھے، ان کے مکمل پتے نوٹ کر لے لیے۔

ہرلم گنگولی نے پھر خفیہ طور سے رابطہ قائم کیا، پیٹر ماسٹر سے کہا، ”آپ مجھے گھماکتے ہیں، میں نے ایڈیٹی کرنا پر ظلم کہہ کر مورثا کو ڈھونڈ لکا ہے۔“

پیٹر ماسٹر نے چونک کر بے یقین سے پوچھا، ”کیا سچ کہہ رہے ہو؟“

”خفیہ دیر میں اس کا تحریری اور ریکارڈ کیا، جو اب ان آپ کے پاس پہنچ جائے گا، وہ نہیں جانتی کہ آئرن ہارڈ نے مورثا کو اس ڈوٹے میں چھپا رکھا ہے، لیکن وہ جتنے ڈوٹوں کے متعلق جانتی ہے، ان کے پتے نوٹ کرادیے ہیں، ہم نے ہر ڈوٹے کے کاپی و قوچ کا خاکہ تیار کر لیا ہے۔“

”شام ۱۱ بجی، تم سوتے ہیں، میں نہیں سکتے، کھڑے رہنا ہوتا ہے، تو تمہیں یہاں کتنی جاگروں، مختلف اسلٹس اور عملات سے نوازا جائے گا، وہ تمام پتے فوراً نوٹ کر لو، ہماری خفیہ فون کی ایک ٹیم تمہارے پاس پہنچ رہی ہے، یہ فون پولیس اسٹیشن کے کسی سپاہی افسر کو سنا نہیں جانے دیں، گے بلبل فون کے تمام رابطے ختم کر دیے جائیں گے، یہ تمام عمل اس وقت تک پولیس اسٹیشن میں نظر بند رہے گا جب تک آئرن ہارڈ کی خفیہ ڈوٹوں پر پھیلے پڑتے

رہیں گے۔“

ہرلم گنگولی نے تمام پتے نوٹ کرادیے، میں پیٹر ماسٹر کے پاس پہنچ گیا، پتیلے تو اس نے پولیس اسٹیشن کو گھیرنے کے لیے خفیہ فون کی ایک ٹیم روانہ کی، پھر فون کے عملی افسران کو ہنگامی میٹنگ کے لیے بلایا، اس میٹنگ میں شہید یا کارکن تمام ڈوٹوں پر ایک وقت ریڈ کیا جائے گا، اس سے پہلے گوریلو فون کے چار سارہ لیا میں ایک ایک ڈوٹے کا اس طرح ماحصر کر میں گئے کہ ایک شخص کو بھی فرار کا راستہ نہیں ملے گا۔

میں تمام کارروائیاں دیکھ رہا تھا، مداخلت کی ضرورت نہیں تھی۔ مورثا اور پیٹر ماسٹر کے قبضے میں چلی جاتی تو کوئی بات نہیں تھی، پیٹر ماسٹر سے قبضے میں تھا، ویسے یہ سوتے رہتا تھا کہ مورثا میرے اور تانہ کے پاس آجائے تو اور اچھی بات ہوگی، اگر میں تانہ کو موجودہ فوجی کارروائی کے متعلق بتا دوں گا، تو اسے اتنا کہ وہ اپنی تمام اذکار کو ختم کر دے، خفیہ ڈوٹوں کے قریب چھپا کر رہے تو ان فورقوں سے حاقین سرزد ہو سکتی تھیں، پھر تانہ مجھے اجازت کے لیے فراہم میں نہیں آئے، دینی تھی، میں اس طرح سے مشین چھپانے لگی، اس طرح چھپانے کی بیزاری کوئی چال تھی تو آئرن ہارڈ یا پیٹر ماسٹر پوچھا رہا تھے۔

آئرن ہارڈ کی پوشیدہ ہوجانے سے مورثا پھر کبھی ہاتھ نہ آئی، اگر پیٹر ماسٹر کو پتا چلتا کہ میں جتنے قبضے والے مداخلت کر کے مورثا کو سنا کر لیا جاتا چاہتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا کہ اتنی خفیہ فوجی کارروائی کا علم کیسے ہوا؟ کیا میں جتنی جانتے ہوں ہرلم گنگولی یا پیٹر ماسٹر کے مدعا میں پہنچ سکتے ہیں؟ یہ شبہ ہوتے ہی پھر پیٹر ماسٹر تیل کر دیا جاتا، میں کبھی ایسا دیا جا ہوتا، مجرورہ پیٹر ماسٹر سے بہت کام آئے وہ بلا تھا۔

اس عدلان میں نے مشین میں حاضر ہونے والے افسران کا دل و دماغ دیکھ لیا، ریکارڈ میں ریکارڈ کر لیا تھا، ہر ڈوٹے پر پھیل پانے والے فون دیتے کے اہم افسران کے دماغوں میں بھی پہنچا جا رہا تھا، آئرن ہارڈ کی شامت آگئی تھی، جھاپے پڑنے سے پہلے وہ اپنی احتیاطی تدابیر سے کس قدر مددگار ہوگا، یہ اطمینان ہی آدمی کو لے کر دیتا ہے۔

میں پہلے بیان کر چکا ہوں، آئرن ہارڈ کی شخص کا نہیں، وہ مختلف افراد کا نام تھا، دو ڈوٹوں میں شکل تھی، ایک جیسے خدارو پہلوانی جسم کے حامل تھے، دونوں کی آواز اور دل و دماغ بالکل ایک تھا، دونوں کی آنکھیں بڑے خطرناک تھیں اور وہ آنکھوں کے ذریعے کسی کو بھی اپنا معمول بنا لیتے تھے۔

ان کے اٹھنے بیٹھنے کے انداز میں بھی ذرا فرق نہ تھا، یوں لگتا تھا، ایک دوسرے کا ہم نواب ہے، شاید وہ ایک ساتھ پیدا ہوئے تھے۔

لیکن وہ ایک ساتھ نہیں رہتے تھے، اپنے دو مہینوں طویل تھوکتے تھے، سب تو فوجوں نے ریڈ کر لیا تو آئرن ایک خفیہ ڈوٹے میں تھا، اور ہارڈ اس شہر سے کہیں دور تھا، ایڈیٹی کرنا تو چکر آئرن کی راستہ تھی، لہذا وہ صرف آئرن کے متعلق جانتی تھی، اس نے ہارڈ کو بھی دیکھا تھا، لیکن دوسرے شہروں میں اس کے خفیہ ڈوٹوں کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی۔

یہ تمام باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں، میں ابھی ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ ایک بڑے سے آئرن کے سامنے پتیلی مانسے بیٹھا تھا، اوپر پتے اس کی آنکھوں کو گھور رہا تھا، جو اب بالکل بھی اٹھ کر دیکھ رہا تھا اور طرح طرح کا عمل تھا، اس طرح وہ جیتتی ہوئی نگاہوں کے خیزوں کو تیز تر لگتا تھا، اس وقت مورثا اس کے مدعا میں بول رہی تھی، ”آئرن، میں تانہ کو جیو کر رہی تھی، مشین اس کے پاس ہے۔“

آئرن نے کہا، ”اگر یہ سچ کا ذکر ہو رہی ہے، تو ہم کسی حد تک یقین کرنا چاہتے ہیں، بڑے پراسرار انداز میں فائدہ ہوتی ہے، کسی حد تک کے ہاتھ کتنی ہے، جو سکتا ہے، اتفاقاً تانہ کے ہاتھ لگ گئی ہو۔“

”وہ مجھے اپنے پاس بلا رہی ہے۔“

”تم اسے اپنے اسلٹس کا واسطو دو، اسے پاس لے آئے پھر مجھ کو رو۔“

”تم نہیں جانتے، وہ بہت ہی مضبوط قوت الادی کی مالک ہے۔“

”ہاتھ کا ارادہ کر لیتی ہے تو اس سے باز نہیں آتی۔“

اسی وقت پاس رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا، اس نے ہاتھ پر کیا، اس کے ماتحت کی گھولتی ہوئی آواز سنائی دے رہی تھی، ”میں بلو پیسٹ سے بول رہا ہوں، مکمل فوجیوں نے چاروں طرف سے تکت لکھ رہا ہے، اور اب عمارت میں داخل ہو رہے ہیں۔“

آئرن اچھل کر کھڑا ہو گیا، ”یہ کیسے ہو سکتا ہے، فوجیوں کو اس عمارت تک کیسے ہوا؟“

اس کی بات ختم ہوتے ہی فون کی ٹھنڈی جیننے لگی، اس نے ٹرانسمیٹر پر ذریعے کہا، ”انہیں ترخانے تک نہیں پہنچنا چاہیے، میں ابھی نکالنے دوں گا۔“

فون کی ٹھنڈی بیچ رہی تھی، اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا، ریسپورڈ اٹھا کر منہ سے دھاڑتے ہوئے پوچھا، ”کیا ہے؟“

”سرا فوجیوں نے ہمارے رانسز کا گھیر لیا ہے، وہ اندر آگئے ہیں۔“

”پتہ تک پہنچنے ہی والے ہیں۔“

وہ بڑی طرح بدحواس ہو گیا تھا، ابھی تو صرف دو گولہ فوجی کارروائی کا اطلاع ملی تھی، آئرنہ اور پورس آؤٹنے والے تھے، اس نے ریسپورڈ کر کے ”ہاں، مورثا، تم ساری ہو۔“

”ہارڈی کو فوراً خطرے سے آگاہ کرو، مسلسل میرے مدعا میں ہوں۔“

ان یہاں سے نکل رہا ہوں، جلد ہی تمہارے پاس پہنچوں گا۔“

وہاں سے فرار ہونے کے لیے ایک چور راستہ تھا، وہ ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا، اب چور راستے تک پہنچنے کے لیے ایک دروازہ کھول کرنا ضروری تھا، اس نے آہستگی سے دروازہ کھول کر دیکھا، دروازہ میں فوجی جوان دکھائی دیے، ایک جوان نے لگا کر کہا، ”ہالٹ، آئرن نے اس ٹیم میں چھلانگ لگائی، ایک کمرے کے ددواڑے

سے دوسرے کمرے کے دروازے تک پہنچا، اس دوسرے کمرے میں چور دروازہ تھا، لیکن مقدر کی خرابی تھی، وہاں پہلے ہی فوجی موجود تھے، دروازوں نے اسے نشانے پر رکھا، اسے دربار کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اٹھانے پر مجبور کیا، اس کی تلاش ملی، ایک رول اور درختا سا ٹرانسمیٹر ہاتھ آیا، آئرن بے بسی سے دیکھ رہا تھا، فوجی ہر طرح کے ہتھیار اور آلات کے ساتھ تھے، ایک ڈیجیٹل آؤٹ کے ذریعے ترخانے یا چور ددواڑے کا سراغ لگنا

موجودہ صدی کی سائنسی ایجادات انسان کو اوردیے جانیں تو چاند ستاروں تک پہنچا رہی ہیں، نیچے سے جانیں تو سمندر کی گہرائیوں اور زمین کی تہوں میں آمد رہی ہیں، اس سرخ راس آئے سنے چور ددواڑے کی نشانی کر دی، اس ددواڑے نے انہیں ایک سرنگ تک پہنچایا، پھر ایک ایسے حصے میں لگا، جہاں فریون اور پورس کا ذریعہ تھا۔

آئرن مضطرب اعصاب کا مالک تھا، اس کے لڑتے فولادی ہوتے تھے، اس کی حاضر باطنی نے صحیحاً ہاتھ کا رولانا تو ہوگی، لہذا وہ ڈیڑھ ٹیٹ بنا کھڑا رہا، اس کے ہاتھوں میں جھنجھٹیاں پڑ چکی تھیں، ایک فوجی افسر نے کہا، ”تلفٹ شہروں میں تمہارے جتنے خفیہ ڈوٹے ہیں، سب کا ماحصرہ ایک وقت کیا گیا ہے، تمہارا ایک آدمی بھی بچ کر نہیں جائے گا۔“

دوسرے افسر نے کہا، ”تم آتے ہوئے ڈوٹے کے ساتھ پکڑے گئے ہو، اگر اب بھی ہم سے تعاون کرو اور حکومت سے وفاداری کا ثبوت دو تو تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔“

”میں ثبوت کیسے دے سکتا ہوں؟“

”اپنے ملک کو دوسرے پتہ پادسے متعلقے میں ایک ناقابل شکست پیٹر پاور بنانے کے لیے مورثا کو ہمارے حوالے کر دو۔“

آئرن نے خرابی سے پوچھا، ”کون مورثا ہے؟“

”انجان بیٹے کی کوشش ذکر و تم ایک خطرناک عامل ہو، تم نے فوجی عمل کے ذریعے ٹیلی جمنی جانتے والی مورثا کو اپنے بس میں کر رکھا ہے۔“

وہ جیننے ہوئے بولا، ”آپ قتلے کا نیوں کی باتیں کر رہے ہیں، میں ایک اسمگلر ہوں، گانے دھندلے کرتا ہوں، جیت جاتی حقیقت کی دنیا میں رہتا ہوں، میں اس بات پر یقین ہی نہیں کرتا کہ نیوں کو تانے کے ذریعے کسی کے مدعا میں پہنچ سکتا ہے، اور آپ ہیں کسی خیال خوانی کرنے والے کو نیوںی ذات سے وابستہ کر رہے ہیں۔“

اسی وقت مورثا نے سوتے کے ذریعے کہا، ”آئرن، فوجی سرکسے رانسز کا وہ تک بھی پہنچ گئے ہیں، دلچسپ حراست میں لیا ہے۔“

آئرن نے کہا، ”جو سٹلے سے کام لیتا، کبھی مورثا ہونے کا اعتراف نہ کرتا، یہ وہی مجھ کو ہرگز خیال تو ان کا مظاہرہ کرنا، زیادہ مہلک اسٹ پورٹسٹور میں میری آنکھوں کو دیکھتی رہتا، تمہاں ہے اندر تو ان کی محسوس کرتی رہی۔“

میں پھر اس طرح کے پاس رہ کر معلومات حاصل کر رہا تھا، فوجی کارروائی

کے سلسلے میں اسے ایک ایسی ہی کی روایت مل رہی تھی۔ وہ کوہ پور اور موہن
 دیو کی کے سامنے رولہٹ بڑھتا جا رہا تھا۔ بیٹے اطلاع ملی کلاھوں ڈال کر
 ایفون اور جس کے ساتھ آئرن پوزڈا کیس ہے۔ جیسے اس کی گرفتاری سے زیادہ
 ان صورتوں سے دیکھی تھی، جو مختلف ڈولوں میں تھیں اور خیرین کی حرمت میں
 آ رہی تھیں۔ یوں نوہت میں خود میں تھیں لیکن چھ مختلف ڈولوں سے ایسی
 چھ عیسائیاں برآمد ہوئیں جو آئرن کی خاص دانشمندی تھیں ان میں سے ایک
 مورینا ہو سکتی تھی۔

فوجی افسران نے بھی ایک آپ نیس کے ذریعے ہرجورت کو خور سے
 دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے دس عورتیں ایک آپ میں تھیں کسی کسی
 بڑے بڑے کے سلسلے میں مطلب تھیں۔ ایک آپ کے ذریعے خود کو کھچاٹے
 ہوتے تھیں۔ لیکن ان میں سے امریکا نہیں تھی۔

فوجی افسران نے اس پہلو کو خاص اہمیت دی تھی کہ مورینا کو پلاٹک
 سر جری کے ذریعے چھپایا گیا ہوگا۔ ایسی ایک آپ نیس کے ذریعے اسے
 ڈھونڈنا ممکن نہ ہوگا۔ لہذا وہ ہرجورت کو اہمیت دے رہے تھے۔
 اور بھی کو سخت پورے میں رکھے ہوئے تھے۔

نہانے مورینا کے داغ پر دستک دی۔ اس نے آنکھیں بند کر
 لیں۔ میں نے کہا، تمہاری مشکلات بڑھتی جائیں گی۔ آئرن ایک تھام سے
 لینے کو پتہ نہیں کر کے گا اپنی صلاحیت اور برتری چاہتی ہو تو پھر پھر وساکو۔
 آنکھیں بند ہو گئے۔ اپنے آپ اس کی تکرار دیکھتے اور دیکھتے دو۔ میرے ہجر
 مال میں تھیں وہاں سے نکالنے جاؤں گا۔

وہ بولی، "آنکھیں کھولنا اور اس پاس کی آڑ میں منسا میرے اختیار
 میں نہیں ہے۔"
 "تم یہ تو بات سکتی ہو کہ اس وقت کس خفیہ پناہ گاہ سے گرفتاری گئی ہو؟"
 "پرانی سوئچ کی لمر داغ میں آئی ہے تو کس سبب کھجول جاتی ہو۔"
 ایسا لگتا ہے میں تین میں ہوں اور انسان تین میں اپنے ماحول اور اپنی جگہ
 کھجول جاتا ہے۔"

نہانے پریشان ہو کر کہا، "اپنی حفاظت کے لیے کس طرح بھی کھجول
 سے تعاون کرو۔ اچھا دیکھو میں ابھی جا رہا ہوں۔ میرے جلتے ہی تمہاری
 آنکھیں کھل جائیں گی تم اپنے ماحول کو دیکھتے کھجول ہوگی۔ لہذا فوراً ایک کاغذ
 پر حرفت "ایم" لکھ دو۔"

وہ بولی، "تمہارے جلتے ہی آنکھ کھلی تو میں خیال خزانہ کی باتیں کھجول
 جاؤں گی۔ میرے ساتھ بیٹھی رہنا ہے۔ خیال خزانہ کسر نے والے سے
 باتیں کہتے وقت میں اپنی دنیا کی ہر بات کھجول جاتی ہوں۔ میں کھجول کے لاہلہ
 ختم ہونے کے بعد کھجول اپنی دنیا نظر آتی ہے۔ مگر خیال خزانہ کرنے والا یا
 نہیں رہتا ہے اس کی باتیں یاد رہتی ہیں جیسے حرفت "ایم" لکھنا یا وہ نہیں
 رہے گا۔"

جیسے یقین تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے اگر وہ آنکھ کھولنے کے بعد کھجول

جاتی تو ہماری باتیں اس طرح آئرن کو سنائی تھی۔ میں میں ایک خند کی ہول
 نہانے سمجھ اس کے داغ میں رہ کر برہنہ نہیں کی تھی۔ اب میں راستہ رو گیا تھا
 کہ ایک بار برہنہ کوئی بات تو نہ کر دیکھوں۔ شاید کامیابی ہو۔
 "نہانے پوچھا، یہ بتا دو کس رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہو؟"
 "میں کھجول ہی ہوں۔"

"تم اپنے ہاتھ سے اپنے چہرے کو چھو سکتی ہو؟"
 "ہاں، یہ کر سکتی ہوں، مگر تمہیں اس سے کیا ملے گا؟"
 "مجھے کچھ ماحول پر مارتا ہو، تم چمک کر رکھاؤ۔"

وہ اپنا ایک ہاتھ اپنے ریشاڑے کے گئی۔ اس میں سے نم
 چند سائیکل کے لیے اس کے داغ پر بوری طرح قہر چھایا اور اسے لائے
 ناخنوں سے اپنے ریشاڑے پر خراشیں ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے حلق سے کراہ
 نکلی۔ اس نے سانس روکی۔ میں داغ سے باہر آ گیا۔ فوراً ہی ان چھ ڈولوں پر
 چھا مارنے والے افسروں تک ہادی باری پہنچنے لگا۔ جہاں سے آئرن کی چھ
 خاص دانشمندی پر گئی تھیں۔ ان میں سے تین تو تھیں۔ ایک افسر
 کے داغ سے پتا چلا گیا کہ کوئی حسینہ نے اسے اپنے ریشاڑے پر ناخنوں سے
 خراشیں ڈالی ہیں۔

نہانے سب سے پہلے غلام کو دیکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ "میرے مالک!
 تم نے مجھے ایسے وقتوں پر ذہانت اور حاضر دماغی سے کام لینے کا سلیقہ دیا
 ہے۔ میں تیرا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔"

جس کو کوئی حسینہ کے ریشاڑے پر خراشیں پڑی تھیں، اس کے متعلق وہاں
 کی کنیزوں نے بتایا۔ اس کا نام باربرا گوئل ہے۔ وہ ریشاڑے گاہ سے اس کے نام
 کی تھی۔ آئرن نے باربرا کے نام اس ریشاڑے گاہ کے مالک حقوق کھجول تھے۔
 پاپیورٹ میں اس کی تصویر سی تام سے تھی۔ مالک حقوق کی کاغذی کارروائی
 اور پاپیورٹ دفتر پہلے تین ماہ میں تیار ہوئے تھے۔ مورینا بھی تقریباً تین ماہ
 سے آئرن کے قبضے میں تھی۔ ویسے باربرا کو مورینا کی حیثیت سے پہچاننے کے
 لیے اس کا زخمی چھو جانی تھا۔

ایک افسر نے پوچھا، "باربرا، تم کیسے یقین کریں تم کوئی ہو؟"
 وہ چپ رہی۔ افسر نے کہا، "میں پیدائشی کھجول کو بھی بولنے پر مجبور
 کر دیتا ہوں۔ اس صید کو کھل کے ہٹنے پہنچاؤ، یہاں سے بولے گی۔"

تھوڑی دیر بعد اسے پریچر، کھلی کے جیسے پہچانے گئے۔ وہ ہر بار
 ذبح کی جانے والی بکری کی طرح چہین تھی مگر کھجول کا انداز کو تو گویا جیسا تھا۔
 منہ سے ایک لفظ ادا نہیں ہوتا تھا۔ بتاؤں کو کھجول نے ہی مضبوطی ادا
 کے مالک ہوں، ایسے میں بے اختیار بول پڑتی ہوں مگر وہ بول نہیں پارتی تھی۔
 اس کے لیے پروردہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ ذہانت کی
 ضرورت نہیں تھی۔ جو آئرن خاموش آنکھوں کے ذریعے تو جی میں عمل کی خبر میرے
 صلاحیت رکھتا تھا جس کے زیر اثر خیال خزانہ کے دوران مورینا کی آنکھیں
 بند ہو جاتی تھیں، ان کا ہر سے ہوجاتے تھے، پھر میں کیسے رنگ ہوتی؟

بعد میں یہ حقیقت کھل گئی۔ آئرن نے تو جی میں عمل کے ذریعے اس کے
 غ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ تمہارا میں صرف آئرن سے باتیں کرے
 یہی میرے لیے جو زندگی میں اس کی زبان سے ایک حرف بھی ادا نہیں ہوگا۔
 یہ تو جی میں عمل کا ہی اثر تھا کہ کبھی کبھی جیسے کھانے اور تہنائی کو کشش کرنے
 ، باوجود وہ ایک لفظ بھی بول نہیں پاتی تھی۔

ان حالات میں سوچا جائے تو مورینا قابلِ غم تھی۔ اگر اس نے برسے
 اور غلام باقی کو فریب دیا تھا۔ اسے لہو کر آئی تھی، لیکن اسے بہت سزا
 پہنچتی تھی۔ غلام باقی میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے کہا، "اٹھو، تیار ہو
 ڈیو، ہم بھی مورینا کو واپس لانے کی کوشش کر رہے گے۔"

باقی نے لباس تبدیل کیا۔ ایک ریڈ اور جیب میں رکھنا چاہتا تھا۔
 اٹنے کا۔ مخالف ہاتھ رہے۔ ایسی چیزیں ہیں دشمنوں سے حاصل ہوجاتی ہیں۔
 وہ ہاں گاڑی چیک کرنے چلا گیا۔ میں نے ایک چھوٹی سی سرخ لٹا
 ایک ٹکٹ کرنے کے لیے بے پریشی کی اور والی تھیں ایک ذریعہ میں کھ کر
 میں بس رکھ لیا۔ پھر سوئی کو مخاطب کیا۔ اس نے مسکرا کر پوچھا، "میں
 بتے یا رائی؟"

میں نے کہا، "مورینا کا سراغ لگایا ہے۔ میں غلام باقی کے ساتھ سے
 صل کرنے جا رہا ہوں۔ تم میرے پاس اور شیدا غلام باقی کے پاس مسلسل
 ہے گی۔ یہ بات شیدائے کمدو۔ جناب شیخ صاحب سے کہو وہ
 اس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کریں۔ ہمیں یہاں کس وقت بھی پہلی کاہٹر
 ایک خصوصی طیارے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے جھلی گئی۔ میں کلام میں آ کر بیٹھ گیا۔ غلام باقی
 بار بار کہنے لگا۔ میں نے رنگ فرنا ڈرو کو مخاطب کیا۔ وہ خاموشی سے
 ہنگ کر کچھ کہا کرتا تھا۔ میں نے کہا، "کوئی بوجس نہ کرنا۔ میں بہت
 عروت ہوں۔ ایگل فلائنگ کلب میں ایک ایسی کاہٹر تیار رکھو، مجھے بھی
 ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

وہ شراب کا عہد بولا گلاس ڈھکنا ٹھکانے لیا رہا تھا۔ پھر فضا میں گھونسا
 دھکا کر بولا، "ایسا تو خوب غرض، مطلب پرست فرماؤ، تو نے میرا جینا التزام
 کر لیا ہے۔ اپنے عشق میں مبتلا کرنے والے رات انتظار کرنا ہے۔ میں تجھ
 سے پیار نہیں کروں گا، مگر تمہیں...."

میں نے اسے بڑبڑانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے داغ سے
 معلوم ہو چکا تھا کہ ایک پہلی کاہٹر تیار ہے اور وہ مجھے میں کھلی ٹھکانے
 کے بعد اپنے خاص قابلِ اعتماد مالٹ کو روانہ کرے گا۔ سوئی نے لگایا۔
 "شیدا، باقی کے پاس موجود ہے۔"

"نہانے، اس سے کہو، وہ تھوڑی دیر میرے داغ میں تھا۔
 بہت۔ انہوں نے ان سے کب سے کب سے کہا ہے؟"
 ساتھ رہے۔ میں جین گوگل کے پاس پہنچ گیا۔
 سوئی بھی پھر واپس آ کر گولی، "میں مددوں موجود ہیں۔"
 میں ان دو افسروں کے پاس پہنچا۔ جنھوں نے مورینا عورت باربرا کو

بجلی کے جیسے پہچانے تھے۔ وہاں مورینا کے علاوہ باغی عورتیں بھی تھیں جو اس
 کی خدمت کے لیے وقت تھیں۔ ان سب کو سخت نگرانی میں رہنا پڑا کہ وہ
 نکال کر دو الگ الگ گالوں میں بٹھایا جا رہا تھا۔ میں ایک افسر کو اس
 گاڑی کے ڈرائیور کی طرف لے گیا جس میں مورینا بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ سوئی
 اور شیدائے اس افسر کے ذریعے ڈرائیور کی آواز میں ملی۔ فوج نے وہاں
 کا ایک راستہ ماضی طور پر بند کر دیا تھا۔ نہانے باقی سے کہا، "تم دوسرے
 راستے سے فوڈ ایڈیوٹی کرنا کراٹنگ تک چلو۔"

نہانے سوئی سے کہا، "شیدا اب غلام باقی کے ساتھ رہے گی۔
 ہماری گاڑی فوراً ڈرائیور کی کراٹنگ پر رکھے گی۔ غلام باقی ایک عیسائی لے
 سے بات کرے گا۔ شیدا اس کی کسی ڈرائیور کے داغ پر قبضہ جاکر بیٹھ جائے
 گی۔ تم مورینا والی گاڑی کو سوئی سے ڈرافٹسٹ پر رکھاؤ گی۔ باقی اس گاڑی
 سے مورینا کو، تھا کر سوئی میں سے آئے گا۔"

میں بلند آواز سے کہہ رہا تھا تاکہ غلام باقی بھی متاثر ہے۔ میں نے
 اسے جگش کی ڈیوڑھی۔ سوئی مورینا والی گاڑی کے پاس پہنچ گئی تھی۔
 پہلے ہم اس کراٹنگ پر پہنچے۔ غلام باقی کا رستہ اتر کر چلا گیا۔ شیدا اس
 کے ساتھ تھی۔ میں اسٹیٹنگ سیٹ پر اگیا۔ خیال خزانہ کی کبرواڑ کے اس
 افسر کے پاس پہنچ گیا۔ چوڑائی کے کھیلے حصے میں مورینا کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 گویا اب ہم مورینا کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں مزید دو عورتیں اور میں رخ
 فوجی جوان تھے۔

گاڑی اچانک کراٹنگ کے پاس لگ گئی۔ افسر نے میری سرخوشی کے
 مطابق ایک فوجی جوان سے اسٹین گن مانگی۔ وہ کھم کا نہ تھا۔ اپنی گن رٹے کی
 افسر نے چیک کیا۔ پھر کیا گیا۔ ٹنگر ڈار کراٹنگ فائر کرنے لگا۔ عورتیں جیسے
 گنیں، دو فوجی افسر کے جینے گن کی تھی وہ افسر پر جھپٹ پڑا۔ میں اس
 افسر کے اندرہ کرانے لگا۔ کھیلے دورانے کو کھولنے کو مقرر نہیں مل رہا تھا۔
 اسی وقت باہر سے کئی فائرنگ کی۔ دورانے کا لاک کھلتے ہی

وہ کھل گیا۔ باہر کا منظر جھول جھول سا تھا۔ دو سٹخ شخص صے فائرنگ کی
 تھی وہ اترنے والا افسر اپنے فوجی جوان کے ساتھ گر گیا۔ میں نے دائمی طور پر
 حاضر ہو کر جراتی سے دیکھا۔ نہانے سوچا کیا اور کیا ہو رہا تھا۔

اس کراٹنگ پر ہر طرف مفید سا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ ٹرننگ ڈک
 گیا تھا۔ لوگ رھنڈے سے نظر اتر رہے تھے۔ یقیناً مورینا کو اٹھا کرنے والے
 اور لوگ بھی تھے، انھوں نے دھوئیں کے چم چھوئے تھے۔ ان کے ہی آدمیوں
 نے فائرنگ کے گاڑی کے کھیلے دورانے کا لاک ٹوڑا تھا۔ نہانے اس
 گاڑی کے ڈرائیور کے پاس پہنچ کر کہا، "سوئی تم جاؤ۔ غلام باقی کو اچھڑا دو۔
 مورینا ہاتھ سے نکلنے نہ دے۔"

ڈرائیور میری سرخوشی کے مطابق اپنی گن لے کر گاڑی سے باہر نکلا۔
 پھر دوڑنا ہوا چھلے حصے کی طرف گیا۔ ایک شخص مورینا کو کاڈھے پر لاد کر کھانگ
 رہا تھا۔ ڈرائیور کی فائرنگ سے لٹکھو اگر گاڑی مورینا کو دوسرے نے سنبھال
 273

لیڈ تیسرے نے ڈراموں پر جلاؤ گویاوں برساتیں انجام کارڈا توڑی میری خیال خزانے سے پیشہ کے لیے نکل گیا۔

میں غلام باقی کے داغ میں پہنچا۔ وہ دھڑوں میں جھنگ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ قورڈا میرے پاس آؤ راستے نہ ملے تو میاں سے دوڑ نکل جاؤ کہیں سے بھی اندھی گولی آسکتی ہے۔

پھر میں نے باقی کا نشانہ نہیں کیا۔ کارڈا مارٹ کے تیزی سے ڈیڑھ کرتے ہوئے دھڑوں کے وچر باروں سے نکلا۔ میں دیکھتا چاہتا تھا کہ سونیا کون کس گاڑی میں لے جایا جا رہا ہے۔ اس راستے پر بے شمار گاڑیاں گزرتی ہوئی تھیں۔ کسی کو آگے دیکھنے جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ میں روکوں میں گریہ گاڑی چلانا چاہتا تھا۔ دھڑوں کے باروں میں آیا۔ اسے تیزی سے حمایت مٹا گیا۔ پھر ڈراموں کو تار ہوا اس راستے پر آیا۔ اس پر ہم پہلے آگے تھے۔ آگے جانے والی گاڑیوں کے برابر بھڑک رہا تھا۔ شاید کسی میں سونیا نظر آجائے۔ دھڑوں سے نکل گئی تھی۔

دروستی نے پوچھا۔ "کیا ہو گیا فریاد؟" "میں نے کسی سانس سانس کے کہا۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ کاسیانی ہیشہ فرار ہلے جو کسے تم چوتھی رہے۔"

شبیبا کی آواز آئی۔ "دروستی! میں ابھی سونیا کے داغ میں گئی تھی۔ وہ کم بہت اندھی اور میری پوجا ہے۔ میں نے اسے سہایا۔ ہم اس کی مدد کرتا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ ہمیں دشمن سمجھتی ہے۔"

دروستی نے پوچھا۔ "فریاد تھا کہ کیا خیال ہے اس کے نے غوا کیا ہے؟" "آئرن کے ہم نواز ہارڈی نے بتا دیا۔"

"تم تیار سے معلوم کر سکتے ہو۔"

"میں کو کوشش کرتا ہوں۔ تم دوڑوں آؤ کم کرو۔ ہاتھی سے کھدو دو۔ وہ رہائش گاہ میں میرا انتظار کرے۔"

"میں نے تانہ کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ پھر میرے پاس آکر بولی۔ "فریاد! اپنے میرے پاس نہ آؤ۔ میں تھوڑی دیر پہلے تھیں ایک خوشخبری سناؤں گی۔"

"اچھا تو میری بات تم نے عیاں ہی ہو؟"

"میں ابھی کہیں بتاؤں گی۔ پلیز میرا انتظار کرو۔"

وہ چلائی۔ مجھے تو نہیں میں بلا کر گئی۔ ابھی جس انداز میں سونیا کو انوکھا گیا تھا اس سے ظاہر ہے، یہ تانہ کے اکیلے کسی کی بات نہیں تھی کیا وہ کسی گروہ سے مل گئی تھی؟ یا کوئی خطرناک تنظیم اسے اپنے اعتماد میں لے چکے ہے۔ دوڑوں صورتوں کوئی گروہ اس کی خیال خزانے سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ جب وہ بہن کا برین واٹش کر کے ٹرانسفارمیشن کا استعمال کرے گی تو وہ گروہ اس شین اور خیال خزانے کے والی بہنوں کے قریب ہوگا۔ حالات بتا رہے تھے کہ تانہ اپنی تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔

اسے ابھی تفصیل سے بتا رہا ہوں۔ میرے پاس کم بہت ایسے کردار آئے ہیں جن میں جو میرے ساتھ میرے پڑھنے والوں کو بھی اچھا لگتے رہتے ہیں۔ بہر حال میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جب تانہ نے ہل چلا پھر بغیر اجازت اپنے داغ میں آنے سے منع کیا تب ہی اس کا کھمبہ تھا۔ وہ اپنی بہن کی خاطر اٹھی سیڑھی چالیں چلی گی۔ ایک بار سونیا نے اس سے کہا تھا۔ "تانہ! اگر تم واقعی میری بہن ہو تو مجھے یقین دلاؤ کہ کسی بھی چیز میں جاننے والے سے تمھارا رابلہ نہیں ہے۔ پہلے مجھے مطمئن کرو، میری قسم کھاؤ کہ فرار سے تمھاری دوستی یا شناسائی نہیں ہے۔"

تانہ نے دل و جان سے جا آتی تھی۔ مجھے وہ دوستی تو نہیں سکتی تھی۔ بہن کو مجھ میں نہیں سکتی تھی۔ اس نے سونیا کو قسم کھائی۔ "میری بہن! اگر فرار سے دوڑ کا بھی علم نہیں ہے، بلکہ کوئی ٹیلی فوننگی جاننے والا جاننے والی یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں زندہ بھی ہوں یا مرنے والی ہوں۔ یہ صرف تم جانتی ہو۔"

اُدھر اس نے بہن کو یقین دلایا اور پھر مجھے اس بات کی کہ میں بغیر اجازت اس کے داغ میں نہ آؤں۔ کہیں ایسا نہ ہو، میں داغ میں رہوں، اُدھر سے سونیا آگے چلی جائے گی۔ اور ہمارے تعلقات کو سمجھے۔

وہ سونیا کو بھی کو اپنے داغ میں رہنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ یہ اس کی دانش مندی تھی۔ سونیا اگر باتوں کے دوران معلوم کر سکتی تھی کہ بہن کہاں رہتی ہے، اور فرار سے جو تعلقات ہیں اُدھر وہ سونیا کو سوزنا تھی۔

تھی ہم سب کو آنے کی اجازت دیتی تھی۔ مگر تانہ سونیا میری بہن جانتی تھی۔ ایک بار میں نے سونیا کے داغ میں پہنچ کر دوڑوں بہنوں کی باتیں سنی تھیں۔ تانہ اس بات پر رشید تھی کہ سونیا کو آئرن ہارڈی کے توڑی جسے

نظفے کے لیے بہن کے پاس آنا چاہیے۔ پھر اس نے انکشاف کیا۔ بہن کو تانہ وہ ٹرانسفارمیشن میرے پاس ہے۔ اگر آئرن ہارڈی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو پہلے تمھیں توڑی جسے آؤ کرے۔"

آئرن نے سونیا کے ذریعے کہا۔ "اول تو ہمیں یقین نہیں ہے کہ اتنی اہم شین کی تانہ سے حاصل کرے گی۔ اور اگر یہ درست ہے تو پہلے ہی تانہ تانہ کے نمائندے سے ملاقات کرے گا۔ یا کوئی ایسا طریقہ کار مستعمل کریں گے جو دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔"

تانہ نے کہا۔ "میں منظور ہے۔ میری جانب سے جڑواں نمائندہ بکرانے گی اس کا۔" اچھا۔

موریل نے کہا۔ "آئرن کی طرف سے جو نمائندہ آئے گا، اس کا نام جان ہارڈے ہے۔"

"ایک بات ابھی طرح سے یاد رکھو، میری طرف سے آنے والی یا سیلا یوگا کی ماہر ہے۔ تم اس کے داغ میں نہیں جا سکتی۔ کوئی اہم ہل۔"

ان نمائندوں سے ملاقات کے لیے ایک پوئل کا کردار زبرد کردا گیا۔ تانہ ہارڈے کے نام سے خود وہاں گئی۔ اپنے پھر اس میں ایک ایسی دلاہی

کھانے یا پینے کی چیز میں ملا کر دیتی تو وہ نمائندہ اخصائی کمزوری میں مبتلا آتا۔ وہ اس پر تیزی عمل کرتی ہے۔ اسے معمول بنا کر آئرن ہارڈی کے پاس نے دیکھی۔ اس طرح وہ سونیا کو آئرن کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ سکتی تھی۔ اس نے سوچا تھا۔ "سونیا کا سرخ لٹے ہیں میں فرار کا آزادی سے

غائب آنے کی اجازت دے دوں گی۔ وہ میری کارکردگی پر خوش ہوگا اور نیا کو وہاں سے نکال لائے میں میری مدد کرے گا۔"

اس کی پلاننگ میں تھی لیکن دشمن کو تانہ کو جاننا سب سے بڑی بات ہے۔ اس نے پوئل کے کمرے میں آئرن کے نمائندے سے سمر جان ہارڈے سے ملاقات کی۔ وہ تکرار و صحت مندانہ نمائندہ خیر و غرض تھا۔ آنکھوں پر

اچھا گھس پینے پتے تھا۔ اس نے قریب آکر ہاتھ لے لیے ہاتھ چڑھایا۔ اندر سے صاف کر لیا۔ اسی وقت وہ آنکھوں سے سیاہ گھس ہٹا کر ہارڈے میں

دفع میں بھیج سکتا تھا۔ یہاں ایک حسین و فریبہ سے ملاقات ہوگی۔" تانہ نے مسکرا کر دیکھا تو دل کی دھڑکن اچانک ہی تیز ہو گئی۔ پہلے

وہ ہوا مٹا کر فریادے والا ہاتھ اپنی ہاتھ کی گرفت میں بند کر لیا ہے۔ پھر

مجھ میں آیا اس کی آنکھیں اچھلی کی آنکھوں میں جوست ہو گئی ہیں۔ اس نے وہاں سے نظریں ہٹانے کی کوشش کی۔ اچھلی نے کہا۔ "تم میری آنکھوں کو دیکھتی ہو گی۔ یہ آنکھیں تمھاری دنیا میں، یہ آنکھیں تمھاری کل کائنات میں۔ کائنات سے باہر نہیں جا سکتی۔"

اور پھر وہ نظریں ہٹانے میں کامیاب تھی۔ اس نے آج تک ایسی بات نہیں دیکھی تھی۔ پوئل نظریں ہی پوئل ہیں۔ یوں لگ رہا تھا۔

نہیں ہاں، بلکہ آنکھیں حکم سے رہی تھیں۔ "بیٹھ جاؤ۔" وہ موٹے پڑھنے لگی۔ وہ بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔ تاکہ وہاں ایک

برے سے اسی طرح پوئل میں، پوئل جھانک آنکھوں نے پوچھا۔ "تھا انا؟" وہ آنکھوں کی کائنات میں تباہ تھی اور تانہ آئی اپنے آپ سے جھوٹ

بولتا۔ وہ بے اختیار بولی۔ "تانہ۔"

"تم نے فریض نام نہیں اپنایا تھا؟"

"میں سونہا کرتی تھی، تم پڑھنے میں مل کر دوں گی۔ تمھیں اپنا معمول بنا کر اپنی

لی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ جاؤں گی؟"

وہ بولنے لگی۔ اپنے ہوش سمجھنے کی عمر سے لے کر آج تک کی تمام اہم باتیں بتانے لگی۔ اس نے بتایا۔ تقریباً پچاس کے قریب جیڑا توڑی تھی اس کی آنکھوں میں اس شہر میں اس کی چار خفیہ رہائش گاہیں ہیں۔ اس نے ایک خفیہ رہائش گاہ کو نہیں سے چھپنا یا ہے۔ فریاد میں تیسرے سے حالات میں

ملاقات ہوئی۔ اس سے دل اور جذباتی تعلقات ہیں۔ پچھلے دن سے اس نے فریاد پر باندھی لگا رہی ہے۔ وہ بغیر اجازت کے اس کے داغ میں

نتیں آسکتا۔ تانہ ان شیطانی آنکھوں کے سامنے اپنے آپ کو بھول گئی تھی۔ اس نے ٹرانسفارمیشن کے متعلق بھی بتایا۔

ہارڈی نے پوچھا۔ "فریاد تمھاری خفیہ رہائش گاہیں دیکھ چکے ہیں۔ کیا وہ شین تک نہیں پہنچ سکتا؟"

"فریاد کو اس بلکہ کو علم نہیں ہے، جہاں وہ شین چھپائی گئی ہے میرا

دلاؤ اور صرف میرا ہارڈی کا ڈیڑھ پوئل ہے۔"

"ہاں، تم اپنی ہارڈی گاڑی کے ساتھ آئی ہو؟"

"ہاں، وہ میرے ساتھ دن رات رہتا ہے۔ ابھی پوئل کے دستک روٹ میں ہوگا۔"

"تم اس کمرے سے نکلنے کے بعد ہارڈی گاڑی کو دیکھتے کرو گے۔ پھر مجھے اس ٹرانسفارمیشن تک لے جاؤ گی۔ کسی میل و جبت کے غیر اسے میرے

خوالے کر دو گی۔"

"تھا انا؟" پوئل نے اندر خفیہ طرح اترتا ہے۔ یہی تمہیں کروں گی؟"

"میں نے سچا تھا۔ ہم دو جہازوں کے پاس تھوڑے بہن کر دوں گی۔ لیکن فریاد پہلے ہی تم پر ہاتھ تصات کر چکا ہے۔ میں تمھاری ہمیشہ کی بیٹی جاننے والی

کو فریاد کے پاس بھڑو نہیں سکتا۔ تم میرے حکم پر جان دو گی؟"

"میں جان دوں گی۔"

275

سے جھبکیا ، آنکھیں بند ہوئیں ۔ ہارڈی کھڑکی کے پاس آیا ۔ اسے کھول کر جب سے تھکا سا ٹیڑھی نکال کر آپٹ کرنے لگا کھڑکی کے باہر دودھ تک پھیلا ہوا شمر دکھائی دے رہا تھا ۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے کہا ۔
"آئینہ روشن ہو جاؤ ۔ میں ٹیڑھی غلامشین کے کرا رہا ہوں ۔"

دوسری طرف سے آئینہ کی آواز سنائی دی ۔ وہ خوشی سے خصوصاً گاربا تھا ۔ ہارڈی نے کہا ۔ تانا میرے تو ہی ہو چکا ہے ۔ تم پوری تھیں خوشی سنو ۔ اس بلکہ ہارڈی میں ٹیڑھی ٹوٹ کر رہ گیا ۔ وہ شین ہے ۔ اگر کوئی غیر مترقبہ بات ہو جائے ۔ میں ایک گھنٹے کے اندر شین دلا سکوں تو تم پوری تیاری کے ساتھ دالہ پہنچ جانا ۔"

ہارڈی اپنے بے زار آئینہ کو تفصیل سے پوری دودھ اتارنا رہا ۔ پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا ۔ تانا دھڑکتے کی پشت سے ٹیک لگا کر تیزی سے تیز ہو رہی تھی ۔ وہ اس کے پاس آگرا کر اس کے کان میں آہستہ آہستہ بولنے لگا ۔
"ہارڈی کی آنکھیں تھیں کھلم کھلم دے رہی ہیں ۔ بیلار ہو جاؤ ۔ بیلار ہو جاؤ اور سگامات کی قیلم کرو ۔"

اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں ۔ پھر ایک بھر پور انگڑائی لی ۔ جیسے پورے بدن سے نینک کا تھار نکال رہی ہو ۔ اس نے ہارڈی کی آنکھوں کو دیکھا ۔ پھر سر جھکا کر ٹیڑھی فون کا لیسور دیا ۔ رابطہ قائم ہونے پر کہا ۔
"ڈینگ دھم میں میٹر مشین پال ہیں ۔ پنڈر آنکھیں لیسور دیکھیے ۔"

تھوڑی دیر بعد پٹر پال کی آواز سنائی دی ۔ تانا نے کہا ۔
"نصیر مشران ہارڈی کے ساتھ کسی کام سے جا رہا ہوں ۔ ابھی تمھاری ضرورت نہیں ہے ۔ تم جاؤ ۔"

پٹر پال نے کہا ۔
"لیکن ملام ، آپ کا حکم تھا جس کی اس حال میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں ۔"

وہ سخت لیجے میں بولی ۔
"نو آگوش ، میں حکم دے رہی ہوں ۔ جاؤ ۔"

یہاں سے ۔۔
"آل لاش ملام !"

رابطہ ختم ہو گیا ۔ ہارڈی نے آنکھوں پر سیاہ ٹیک لگائی ۔ دس منٹ انتظار کیا تاکہ پٹر پال چلا جائے ۔ پھر وہ تانا کے ساتھ بول کے باہر آیا ۔ اسے اپنی گاڑی کی اگیٹ پر بیٹھنے کے لیے کہا ۔ پھر خود اسٹیرنگ سبٹ بھینج لی ۔ ڈراما کرتا ہوا پول کے اعطاف سے نکلا ۔ تانا کے جتانے ہونے پتے کی سمت کار وڈھلتے ہوئے بولا ۔
"میں خیال تو اتنی کے ذریعے پٹر پال کو جانے کا حکم دے رہی تھی ۔ پھر فون کیوں استعمال کیا ؟"

وہ بولی ۔
"چنانچہ کیوں میرے دماغ میں بات آئی کہ فون پر بلاؤ ؟"

تانا نے کہا ۔
"یہاں سے آگرا کر اس کے کان میں آہستہ آہستہ بولنے لگا ۔"

تانا نے کہا ۔
"تم فریڈ کے نہیں میرے ملازم ہو جاؤ یہاں سے ۔"

ہارڈی نے کہا ۔
"یہاں سے ۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی پٹر پال نے فضا میں چلا ٹیک لگاتے ہوئے ایک فلائنگ گلاب ماری ۔ وہ لڑنے لڑنا تھا جو دروازے سے گزرتا ہوا کر سے آیا ۔ پھر پٹر پال کے مقابلے پر لڑ گیا ۔ اپنی آنکھوں سے سیاہ دھبہ آگرا کر ایک طرف پھینکے ہوئے بولا ۔
"لڑنے والے اپنے مقابل کی آنکھوں میں دکھتا ہے ۔ تم بھی دیکھو ۔"

پال نے اس کی آنکھوں کو دیکھا ۔ اسے جھک کر دوری کا احساس ہوا ۔ دماغ نے بھجا ۔ یہ کسی جاؤر کی آنکھیں ہیں ۔ تجھے نہیں دیکھنا چاہیے ۔

اس نے جلدی سے دھڑکنے لگا ہوا ہارڈی کے پاس دیکھا ۔ گھونسا رہ گیا ۔ پھر دروازہ تیرا گھونسا مارتے ہوئے کہا ۔
"ہاتھ ہٹاؤ ۔ پٹر پال کی طرح آنکھیں مار کر مقابلہ کرو ۔"

پال نے اٹھ کھڑے ہوا تاکہ ہارڈی کو متاثر نہ کیا ۔ ہارڈی کو متاثر نہیں ہونے دیا ۔ اس نے ہارڈی کے دوسرے ہاتھ مارا ۔ تانا شین طرف ٹھونک گیا ۔ پھر اس نے دم کر ایک لٹ ماری ۔ بڑی ہی تیزی سے لٹ گئی ۔ ہارڈی کی آنکھوں سے این کی ہزار پینے لگی ۔ وہ ایک کر ہی سے ٹھوٹا پھر دوسری طرف الٹ کر شہ پر چلا گیا ۔

دوڑوں کا تھوڑے فاصلے پر تھا ۔ دوڑوں صحت مند فوری حکم کے لئے تھی ۔ ہارڈی ایک مانا ہوا فاصلہ تھا ۔ اپنی طبعی آنکھوں سے بھی برکتا تھا ۔ آج اسے تسلیم کرنا پڑا ۔ پٹر پال سے سر سوسا سے بہہ رہا تھا ۔ اسے ہنکے کھلنے کے تواسے صرف جسمانی قوت اور دماغی توجہ سے شکست مانگن نہ ہو گا ۔

پٹر پال نے پینڈر تاندی سے کہا ۔
"اٹھو ۔ اپنی آنکھوں کو جوڑو تلو اپنے چاکر رکھو ۔ میرے ساتھ مروں کی طرح مقابلہ کرو ۔"

ہارڈی نے آپ جیم کو مقابلہ کیا ۔ دوڑوں پاگل باقیوں کی طرح ٹھوٹے ۔ بھوکے شریک طرح ایک دوسرے پر پھینٹ رہے تھے ۔ پھر تھوڑے برابر رہا ۔ ہارڈی کی فوری سے چڑھ رہا تھا ۔ اس نے گڑبگڑ کر کہا ۔
"تانا ڈیری میں حکم دتی ہیں اسے ختم کر دو ۔ اپنا پارس کھولو ۔"

تانا نے جواب پڑھیں جھا گئیں ۔ اس نے بڑی تیزی سے برس کھولیں ۔ اپنی ہارڈی کو مارنے لگا ۔ ایک لٹ شکر پڑے ہی ریلاؤ نے نکل گیا ۔ ہارڈی نے دوڑ کر اسے ٹیک مارا ۔ پھر ایک پھینٹ کر اسے مارا ۔ وہ پھینٹے پھینٹے تانا سے ٹھوٹا ۔ تانا نے دوڑا سے کھول کر آگے سے ہارڈی کا پول ہو پھینچے ۔ ہارڈی کی ستمی نے اسے پس کر رکھ دیا ۔ وہ پھینٹ کر بڑھ پڑا ۔

پال نے فضا میں سے فائر کیا ۔ ہارڈی کی لان میں ایک گولی پھینکتے ہوئے بولا ۔
"میں نے بھی قتل نہیں کیا ۔ ایسے موقعوں پر دشمن کو تھاقا کرنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا ۔"

اس نے دوسری گولی دوسری ران میں آگادی ۔ ہارڈی فریڈ پر گر کر سو پڑا تھا ۔ اپنی تیزی سے خفیہ کر سے میں گیا ۔ جب وہ اس کا ہاتھ لگا ، تو دھڑکنے میں دھڑکنے اور دوڑوں میں گھولیں میں اور دھوکے میں تھے ۔ ریلاؤ کی گولیاں ہارڈی کے جسم میں آگ لگا رہی تھیں ۔ کوئی اور ہوتا تو پینگ بے ہوش ہو جاتا ۔ وہ ایک لڑتا ہوا تھا تھا کھلا کر بولا ۔
"نگ جاؤ میں نہیں مانا لا کر دوں گا ۔ تمہیں اس کا ہارڈی کے زین کے نہیں رہنا چاہیے ۔ گارڈ گاؤ ۔ اور میری بات مان لو ۔ نگ جاؤ ۔"

مگر وہ چلا گیا ۔ دوڑنے کے بعد وہ ایسا آیا ۔ ہارڈی تکلیف کے باوجود دُش پر کھڑا بولا ۔
"میں نہیں نقدوں لاکھ ڈالوں گا ۔ تمھارے دوسرے مطالبات میں پورے کروں گا ۔"

ہر کو فریڈ پر چاروں خانے چپت ہو گیا ۔ تھوڑا وقت گزرنے کے بعد سب سارے قدموں کی آواز سنائی دینی ۔ آئینہ ایک گھٹنا انتظار کرنے کے بعد اپنے آڑیوں کے ساتھ ۔۔۔ زین پہنچا تو اس کا ہم زلابے ہوش ہو چکا تھا اور فریڈ پر بوسہ بر ملا تھا ۔

تانا نے ہوش آیا تو اس نے خود کو اپنے بیڈروم کے آرام رہ بستر پر پایا ۔ وہ اس کی سے اٹھ کر کچھ بیٹھی ۔ پریشان ہو کر سو پڑے ۔
"کیا میں خواب دیکھ رہی تھی ؟ کیا مجھے کچھ ہوا وہ ایک خوب تھا ؟"

اسے گزرنے سے واقفیت یاد آرہے تھے ۔ جو کچھ ہوا وہ اس کے منہ پر کے غلاب ہوا ۔ وہ شین کی کے لئے نہیں کر سکتی تھی ۔ اس کے باوجود دماغ سمجھا رہا تھا جو ہوا ہوا ۔ ایک ہارڈی گاڑی پٹر پال کو اپنی انہیں کرنا چاہیے تھا ۔ اس نے پال کو مخاطب کرنے کے لیے خیال خوانی کی پر تازگی پھر دوسرے ہی میں سرکروڑوں ہاتھوں سے قہام کیا ۔ وہ طولی بے ہوشی کے بعد ہوش میں آئی تھی ۔ ابھی دماغ مزور تھا ۔ وہ خیال خوانی میں نہیں کر سکتی تھی ۔

اسی وقت اس کا پیٹ بیکر بڑی ہو گئی ۔ ایک ٹرائی کے ساتھ آئی ٹرائی میں تازہ چیل ، ٹیک مہرے اور دودھ اور دوشین وغیرہ سب کچھ تھا ۔ مورنگ نے ۔۔۔ پیٹی ، کم مزور ہو گئی ، کچھ کھا کر دودھ پیا ۔
"میں یہاں کیسے پہنچ گیا ۔ پال کہاں ہے ؟"

"وہ تین چھڑ کر کہیں گیا ہے ۔ بڑی جلدی میں تھا ۔"

"اوہ سسر مورنگ ! وہ ٹیڑھی غلامشین نے کیا ہے ۔"

"کیا کر رہی ہو پیٹی ، انہیں نہیں اس کی دنگلیز پر پتہ نہ کر دو ۔"

"وہ شین ایسی ہے کہ پندرہ دنوں کے بعد انہیں غلامشین بنا دیتی ہے ۔"

ایسا ہے تو خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرو ۔ وہ شین کہاں لے گیا ہے ؟"

"ابھی میرا دماغ مزور ہے ۔ اس کا سزا لگنے کے لیے مجھے نارمل ہونا چاہیے گا ۔ کچھ کھانا پینا ضروری ہے ۔"

وہ چیل کھانے اور دودھ پیئے ۔
"میرا مانے اسے مخاطب کیا ۔"

"مانس نہ روکنا ۔ میں تمھاری بہن موریا ہوں ۔"

"مانس کیا تم کو روکے گی ۔ تمھاری بہن خاصا ترہو مشین ہاتھ سے لکل گئی ۔ دماغ لاکھ مزور ہو گیا ۔ ابھی خیال خوانی کی کوکوش کر رہی تھی سسر دیکھنے لگا ۔"

"مجھے سب معلوم ہو چکا ہے ۔ آئینہ اور ہارڈی کے آڑیوں نے تمھاری تمام نظریے رہائش گاہوں اور ٹیڑھی کو بھننے کے اٹنے میں پٹر پال کو تلاش کیا ہے ۔ وہ کہیں نظر نہیں آیا ۔ تم سوچ کر بتاؤ ۔ وہ کہاں چھپ سکتا ہے ۔ ویسے ہمارے آڑیوں نے تمہارے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناک بند کی ہے ۔ وہ باہر نہیں جائے گا ۔"

تانا نے پریشان ہو کر کہا ۔
"مجھے ڈر ہے ۔ کہیں وہ مشین نے کر فرادے کے پاس نہ پہنچ جائے ۔"

موریا نے پوچھا ۔
"تم نے ہارڈی کی آنکھوں کو فریڈ کا پتہ کیوں 277"

نہیں بتایا۔

تانا کے پاس پر پھری آئیں جھانگیں۔ اس نے کہا " فریاد
نے اپنی رہائش کا ڈنگ کبھی پہنچنے نہیں دیا۔ پھر میں ان آنکھوں کو پستا
کیسے بتائی؟ "

" تم پٹر پال کی آواز اور لب و جوار کو رو۔ میں اس کے لب و دینے
کو یاد کروں گی۔ پھر تانا بن کر اسے مخاطب کروں گی۔ کچھ تو معلوم ہو گا وہ ذیل
نمک حرام کماں مر رہا ہے۔ "

تانا دھڑکے آنکھیں بند کر کے پٹر پال کا تصور کرنے اور اس
کے لب و دینے کو دہرانے لگی۔ اس نے خود کو دکھایا سانسوں کیا پھر
خوش ہو کر پوچھی " میں خیاں خولانی کر سکتی ہوں، ابھی میں پال کے پاس پہنچی تھی
اس نے سانس روک لی۔ "

اس نے پٹر پال کو مخاطب کیا۔ وہ بولا " میری مالک! میں حاضر ہوں۔
اس نے پھر سانس روک لی۔ تانا نے پھر مخاطب کیا۔ " یہ کسب
حرکت ہے؟ "

" میری مالک! میرے فون کا انتظار کرو۔ "

اس نے پھر دماغ سے نکال دیا۔ تانا بھینچا گئی۔ موریتانے کہنا۔
" کم بہت بست جا لگا ہے۔ میں نے پکے سے معلوم کیا، وہ ایک پارک
میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں سمجھ رہی تھی وہ مشین کے پاس ہو گا۔ "

اس نے فون کے بعد فون کی گھنٹی سنائی دی۔ تانا دھڑک کر اٹھا کر پوچھی۔

" سپلو "

آواز سنائی دی " میری مالک! میں حاضر ہوں۔
" فون کے ذریعے کیوں بات کر رہے ہو؟ "

" تمھاری بھلائی کے لیے۔ میں دماغ کا دوا دہا تھا۔ اسے لیے کھولوں
گا تو کوئی دوسرا ٹیکے سے آکر مشین کا ٹھکانا معلوم کرے گا۔ "

" صرف میں تمھارے دماغ میں آؤں گی۔
" سوری، تم قابل اعتماد نہیں رہیں۔ "

" کیا بچو اس کر رہے ہو؟ "

" تمھارے ساتھ آنے والے اجنبی نے تم سے کہا کہ ہارڈی کی گانگیں
یاد کرو اور مجھے خود تم سے جرح بھیجے تم کو کہنے کی تھیں اور تب ہی میں
سمجھ گیا تھا، تم اپنی بن کی طرح سوزہ ہو چکی ہو۔ ان حالات میں صرف
ایک شرط پر مجھ و سا کر سکتا ہوں۔ "

" بولو، کیا شرط ہے؟ "

" یہ تم فریاد کے فلاڈر کب سے بن گئے؟ "

" میں صرف تمھارا دوا دار ہوں۔ اگر فریاد صاحب تمھیں نقصان پہنچا
گے تو تمھاری خاطر ان سے بھی مجرا جاؤں گا لیکن یہ میرا ایمان ہے کہ تم
موجودہ دلدل سے فریاد صاحب ہی نکال سکتے ہو۔ "

تانا سوتھ میں ترنگی موریتانے کہا۔ اس سے کونھی فریاد صاحب
اس سے دماغی رابطہ قائم کریں گے۔ پھر میں فریاد کے لب و دینے میں اس
سے بات کروں گی۔ "

پٹر پال نے پوچھا " میری مالک! خاموش کیوں ہو؟ میرے لینے طرہ
بڑھ رہا ہے۔ دشمن خاص خدا سے معلوم کر سکتے ہیں کہ میں کماں سے
بات کر رہا ہوں۔ پھر یہ، تم ریسور رکھ دو۔ اب میں بہت دور در کی دیگر
علاقے میں جا کر فون کروں گا۔ "

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک کی بار تانا اور موریتانے کو آدھے گھنٹے
نمک انتظار کرنا چڑھا پھر فون کی گھنٹی سنائی دی۔ تانا نے جلدی سے
ریسیور اٹھا کر غصے سے پوچھا " کیا یہ تم ہو؟ تم نے اتنی دیر انتظار کیوں
کرایا۔ کیا میں تمھاری ملازمہ ہوں؟ "

" تم بہت بلاؤں پر رہی ہو۔ میں ریسور رکھ کر تیزی سے گاڑی بڈائی
کرنا پھر مشین کے خفیہ مقام تک گیا۔ مشین کے چاروں حصوں کو کچا کیا۔
پھر ان کے درمیان ایک ناٹم قائم کر دیا۔ "

تانا نے جرح کر پوچھا " ناٹم؟ " " آخر کیوں؟ "

" اس لیے کہ دشمن مجھے کسی بھی عملی فون بوجھ میں پھرنے کی حماقت
نہیں کریں گے۔ تم یہ بات ان شیطانی آنکھوں والوں تک پہنچا دینا میں
نے ناٹم کی لاشٹنگ کے لیے جو پاس سنٹ کا وقت سوٹ کر دیا ہے
اگر کسی نے مجھے گرفتار کیا اور میں پچاس سنٹ سے پہلے وہاں پہنچا تو
ایک زبردست دھماکا ہو گا اور مشین کے پڑنے سے پڑنے ہو جائیں گے۔ "

موریتانے سے جرح کر پوچھی " تانا! یہ تم نے کسی سیکٹے...
کو ہارڈی گاڑ دینا ہے۔ اس سے کہو، فریاد صاحب اور ناٹم کو آت کرے؟ "

تانا نے کہا " پال! ابھی فریاد صاحب تم سے دماغی رابطہ قائم
کریں گے۔ تم فریاد جا کر ناٹم کو آت کر دو۔ "

" میں جا رہا ہوں۔ لیکن میرے دماغ میں کوئی بھی فریاد صاحب
بن کر بول سکتا ہے۔ اس لیے میں ان کے روبرو گھٹ کر ناپسند کروں گا۔
دشمن آل۔ "

اس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ دو دنوں پہنیں تھلا کر وہ گئیں۔
اُدھر ہارڈی کی ریلوں سے کوئی ان نکال دی گئی تھیں۔ وہ اپنے ہی ایک
پرائیویٹ اسپتال میں پڑا ہوا تھا۔ اگر ایک بھائی زخمی ہوتا تھا تو قدرتی
طور پر دوسرا بھائی زخموں سے اٹھنے والی میسوں کو محسوس کرتا تھا۔ دوسرے
طرف آٹرن اپنے زخمی ہونے کی تکلیف محسوس کر رہا تھا اور بار بار پتھر
پر گر جاتا تھا۔ موریتانے آٹرن کے لیے پریشان تھی۔ اگر وہ مشین ہوتے آجاتی

تو دونوں بھائی اپنی سلمی دکھ بیماری بھول جاتے۔ لیکن مشین بھی کہ
خواب ہوتی جا رہی تھی۔

پٹر پال کی کو اپنے دماغ میں آنے نہیں دیتا تھا۔ برائی سوتھ کی
روں کو محسوس کرتے ہی پوچھتا تھا " کیا فریاد صاحب کو پتا بتا رہی ہو؟ "
جواب میں کوئی دوسری بات کسی جانی تھی تو وہ سانس روک لیتا تھا۔
سے پھر دینے کے لیے کوئی پتا دیا جاسکتا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو اسے چاروں
طرف سے گھیر لیا جاتا۔ لیکن اس نے پہلے ہی خطے کی گھنٹی بجادی تھی کہ
وہ جب بھی فون کرنے یا ملاقات کرنے ضعیف پناہ گاہ سے نکلے گا تو مشین
کو ناٹم ہم سے خشک کر کے آئے گا۔

دو دنوں بعد آٹرن اور دونوں بہنوں کے لیے بڑی مشکل ہو رہی تھی۔ وہ
مشین گئے ہیں بڑی کی طرح ایک نمک بھی تھا۔ اسے نکالنا جاسکتا تھا۔ ان گلا
جا سکتا تھا۔ لیکن دونوں اور درمیان گزر گئیں۔ ہارڈی کے زخم اتنی جلدی
بھر نہیں سکتے تھے۔ لیکن تکلیف کم ہو گئی تھی۔ وہ سپینوں والی کرسی پہنچنے
کو اور ہم زلا آٹرن اپنے پورے سہل کر اور اُدھر جانے کے قابل ہو
گئے تھے۔ ایسے ہی وقت یہ دھماکا تیز اطلاع کی فون سے آٹرن کے تمام
خفیہ آٹرن کو گھیر لیا ہے۔

آٹرن چاروں طرف سے گھیر گیا تھا۔ ان کے خلاف بیان دینے والی
لیٹی کرنا یا ہارڈی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لہذا وہ گرفتاری سے بچ گیا۔ آٹرن
نے موریتانے کو پھیلایا۔ " تم تانا اور ہارڈی سے رابطہ قائم کرو۔ زخمی ہونا تھیں
دو ہفتوں میں سے کسی ایک رات سے سے جانیں گے۔ ہارڈی اپنے
جان تانا بھیجے گا۔ تانا ان کے ساتھ رہے گی۔ راستے میں فوجیوں سے پہنچیں
کہ نہایت دلانے گی اور ہارڈی کے ایک خفیہ آڈیو میں پہنچانے کی تیار
کو ہارڈی کے آڈیوں کے ساتھ رہنا چاہیے کسی مرحلے پر اس کی ٹیلی پتھی بھی
کام آسکتی ہے۔ "

آٹرن اور ہارڈی کا یہی خفیہ آپریشن تھا جس نے میرے آپریشن کو
نا کام بنا دیا تھا۔ میں سوتھ بھی نہیں سکتا تھا کہ تانا اپنی بہن کی طرح سوزہ
پر کر میرے خلاف آپریشن میں حصہ نہ لے گی۔ جب میں نے اس کے دماغ پر
دستک دی تو اس نے کہا " فریاد اپنا زخمی پلے جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد
تھیں ایک خوش خبری سناؤں گی۔ "

وہ بہت خوش تھی۔ اسے مشین کے چلنے کی پروا نہیں تھی کیونکہ
بیماری بہن کی تھی تھی۔ وہ دوسرے فوجیوں کے ساتھ اپنی گاڑی میں آئی۔
پتا چلا کہ ٹرنگ اور جوائی ٹرنگ کے دوران اس گاڑی کا ایک ہینڈ
بے کار ہو گیا ہے۔ وقت کم تھا۔ مخالفت ہارڈی کا خوف تھا۔ وہ فریاد بھی
موریتانے کے ساتھ گاڑی سے نکلے۔ ڈھونڈنے کے وسیلہ ریلوں سے گزرتے ہوئے
ایک کار کے پاس پہنچی۔ اس کا پچھلا دواڑہ کھول کر موریتانے کے ساتھ بیٹھ
گئی۔ اس کے مسلح ساتھی نے پھر تھی سے اگلا دواڑہ کھولا۔ پھر لاشٹنگ
سیٹ پر بیٹھے ہوئے مشین کو روک کر کی زبرد پر رکھ کر بولا " فریاد! چلو، ورنہ

گولی ماندوں گا۔
اس شخص نے پانچ گونہ میں دیا۔ اسے اطمینان سے سلگا لیا۔
تانا نے غصے سے کہا " گاڑی چلاؤ، ورنہ پھر میں زلا زلا پیرا کروں گی۔ "
اس نے پانچ سے ایک کش کیا۔ پھر دھواں پھوٹنے سے ہونے
پلٹ کر بولا " انٹرنیشنل جاسوس منگل پانچ سے کی گاڑی میں رہتی ہے جتنی ہے
خاموش بیٹھے ہو۔ "

یہ ہوا واقعات پیش آ رہے تھے، ان واقعات کے دوران اس
مشین اور موریتانے کے لیے دوسری جگہ بہت کچھ ہو رہا تھا۔ اس کے
متعلق بھی سنئے، ابھی یہ سمجھنا مشکل تھا کہ مشین اور دونوں کس خوش نصیب
کے ہاتھ گئیں گی۔

پٹر پال کو اطلاع ملی تھی کہ اتنی خاموشی اور دلزدگی سے
بھاہے مارنے کے باوجود گاڑی بہرہ ہے۔ خطرناک خوبی عمل جاننے والا
آٹرن گرفتار ہو چکا ہے۔ لیکن موریتانے اور جواصل مرہو ہے اسے اخراج کر لیا گیا ہے
اسے حاصل کرنے کے لیے پٹر پال نے بڑے سخت احکامات جاری کیے ہیں۔
پورے ملک میں ریڈ پلانڈ سے تحقیق رکھنے والوں کو مارتی طود پر گرفتار کیا
گیا تھا۔ ماسک من سے کس دیا گیا تھا کہ آٹن باہر گھنٹے تک اس کو کوئی طیارہ
یا ہیل کا پٹر کسی ایئر لورٹ میں نہیں آئے گا۔ اور ہی کسی فلائنگ کلب سے
پر ہڑا کرے گا۔ اس امر کی پتلا پتلا پر بھی ہی پابندی عائد کر دی گئی تھی۔
میرے مسلح ٹرنگ فریاد پر شہرہ تھا۔ اسے اس کی رہائش گاہ میں
نظر بند کر دیا گیا تھا۔ اس کی تمام لاشٹنگ اور سہیل کا پٹر کو کو کوئی
تحویل میں نہ لیا گیا تھا۔ اس طرح پٹر پال نے مجھے حاصل ہونے والی
سولتوں کو ختم کر دیا تھا۔ وہ کبھی سوتھ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس کے
دماغ میں وہ کار اس کی عازر کے پابندیوں کا کوڑا تارا جا رہا ہوں۔

جب موریتانے میرے ہاتھ سے نکل گئی اور تانا نے مجھے دماغ میں
کنے سے روک دیا تو میں آیا اسے دماغی جھٹھے پہنچاؤں۔ لیکن اس سے
کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک تو وہ بار بار سانس روکتی، دوسرے موریتانے
سنبھالتی، اگر کسی سلوک موریتانے سے کتا تو تانا سے سنبھالتی۔ ہو سکتا تھا
ان کے مسلح ساتھی اٹھیں بے ہوش کر دیتے۔ پھر میری ٹیلی کام نہ آئی۔
سب سے اہم بات یہ کہ میں تانا کو نقصان پہنچا کر دشمن نہیں بنانا
چاہتا تھا۔ وہ صرف موریتانے کی محبت میں عارضی طور پر مجھ سے لگ ہوئی تھی۔
پھر میری ہی طوط لوٹ کر آنے والی تھی۔ میں نے سوچا۔ مجھے مہر کرنا چاہیے
اور پٹر پال کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہیے کہ اب وہ موریتانے کیسے پہنچے گا۔
میں پٹر پال کے پاس پہنچا۔ وہ طراسر پٹر پال کو کسی سے کس دیا
تھا۔ جب تمھارا علم یہ کہتا ہے کہ ہم جاسوس منگل پانچ سے کے ذریعے مشین
تک پہنچ گئے ہیں تو تم موریتانے کے لیے کیوں جیگا رہے ہو؟ اس جاسوس
کے ساتھ سلسلے کی طرح گئے رہا۔

اس نے کہا: "سرا ہر اہم غلط نہیں کہتا۔ میں مجسم بچہ کر دو بارہ منگول پاڈے کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ ابھی میں نے اسے ہول کی ایک ریشل کار میں دیکھا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کا کپڑا کچھ سیٹ پر موریا کھائی دی تھی۔"

میں اور سیریا سٹروڈوں ہی چونک گئے۔ اس نے پوچھا "مہدی بتاؤ کن راستوں سے وہ کار گذر رہی ہے۔ تم اسے نظروں سے اچھلی نہیں دیکھتے؟" اب سیریا سٹروڈ نے تمام ذرا لٹے منگول پاڈے کی کار کو گھیرنے والا تھا۔ میں نے فوراً کار اسٹارٹ کی، بھراس کی طرف دوڑ گئے ہوئے کار سے پہلے ہی اس کے ویاغ میں پہنچ گیا۔ وہ ماس روکنے والا تھا، مخصوص کوڈر ڈریشن کرولا۔ میں بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ میری کالی پتی جانتے واپسوں سے لالہ مال ہے۔ ساتھ میں ایک ریو اور والا بھی ہے۔

میں نے پاڈے کے ذریعے کہا: "تمنا انھیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ کار ڈرائیو کرنے والا میری آدمی ہے۔" ریو اور والے نے کہا: "پتہ پتہ ہو گیا ہے۔ ادھر چلے پتہ۔" میں نے اس کے ویاغ میں پہنچ کر ریو اور کو کھلی کے باہر پھینک دیا۔ پھر اس کے ذریعے کہا: "مورینا اور شاناز! میں نے کیا! تم پر کوئی زبردستی نہیں کی، لیکن اب اغلاظ ہو رہا ہے کہ ایک بہن کی طرح دوسری بہن بھی آئرن ہارڈ کی چال میں آگئی ہے۔... تمنا تم میری ہوئے کار ڈرائیو کر لے، وہاں ڈریشنوں کا ساتھ دیجی ہو۔"

وہ دوڑ چھپ رہی۔ اس نے خیال خزانے کے ذریعے ہارڈی کو بتایا۔ کہ ان کی کار پر فریڈ کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہارڈی نے کہا: "فریڈ کے ساتھ جاؤ، مجھے اطمینان ہے تم دونوں ہنوں کی وفاداریاں تم دونوں جھانوں کے لیے ہیشہ رہیں گی۔ ہم تمہارے ذریعے فریڈ تک پہنچ سکیں گے۔"

تمنا نے پریشان ہو کر پوچھا: "کیا تم فریڈ کو نقصان پہنچاؤ گے؟" نہیں، ایسا کرو گے تو میں مر جاؤں گی۔"

"میں تمہارے فریڈ کو کسی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، تمہاری طرح اسے بھی دوست بناؤں گا، لیکن فریڈ اسے ہماری دوستی کے متعلق کچھ دیتا ہے۔"

میں نے پوچھا: "تاہم غاشو کیوں ہو؟ کیا ویاغ میں آؤں؟" وہ چونک کر لڑی۔ "آں، نہیں، ہینر ویاغ میں نہ آؤ، میں سوچ رہی ہوں، تم اس کا ریو اور کو پھینک کر بھاگی۔ اسے بھی رخصت کر دو، اور تم ہینر کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دو۔"

میں خوش ہو گیا، مجھے کیا سلام تھا کہ مردہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور وہ کس طرح ان ہنوں کے ذریعے مجھے تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: "پاڈے اگلا منگول کراس کے گاڑی روکنے کی راہ ہوں۔"

چرخ ہرام گھولی کے پاس آیا۔ وہ لالہ مال سے منگول پاڈے کے کاغذ پر کر رہا تھا۔ ان دو کاروں کے درمیان کئی اور گاڑیاں تھیں۔ میں نے اس کے سپن

کے ساتھ ٹکا ہوں کو بھی بچا لیا۔ اس کے ہاتھ سے اسٹیرنگ ہلک گیا۔ وہ ساتھ والی کار سے ٹکرا۔ دوسری کار میری کار سے ٹکرانی بھڑکنے لگی۔ وہ گاڑی کچھ ہلکی شکار ہوئی، کچھ رگ گئیں۔ اتنی دیر میں میری کار پاڈے کی کار کے آگے رگ گئی تھی۔ دونوں ہینر دوڑتی ہوئی میری کار میں آئیں۔ میں گاڑی آگے بڑھا کر رفتار بڑھانا چاہتا تھا۔

پچھلے رگ جانے والا ٹریفک بحال ہو گیا تھا۔ ہرام تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا آیا، پاڈے اپنی کار سے نکل کر تیزی رستوران میں جا چکا تھا۔ وہ گرتے کرولا۔ ہارٹ۔ اپنی جگہ سے نہ ہلتا۔"

پاڈے نے سرکھا کر دیکھا۔ ہرام اپنی گاڑی سے نکل کر آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا: "تمہارے ہاتھ میں ریو اور نہیں ہے، بچہ تم نے مجھے ہارٹ کیوں کیا؟ ہرام نے کار کے اندھا دیکھنے کے بدلے پوچھا: "مورینا کہاں ہے؟"

"کیا تمہاری بہن کا نام ہے؟" "میں تمہارا سنہ توڑ دوں گا۔ میں نے اسے اس کار کی کچھ سیٹ پر دیکھا تھا۔"

"اے جانی انگولی! تم خواہ تو اہ کیوں میرے پیچھے چلے ہو مجھے کسی مورینا سے کیا رہی ہو سکتی ہے، جب کہ میں صرف شفا رستوران کے مشین میں رہا ہوں۔"

ہرام انگولی کی فریڈ پر گیا، کار کی کچھ سیٹ کی طرف دیکھ کر بولا: "یہ شک تم میرے علم کے مطابق مشین تک پہنچو گے۔ میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا، لیکن میں نے تمہاری کار میں مورینا کو دیکھا تھا، ہینر میرے دوست بن جاؤ، مجھے کچھ نہ بچاؤ۔"

"میں ہماری تمہاری نئی دوستی کی قسم کھاتا ہوں۔ میں نے کسی مورینا کا سایہ تک نہیں دیکھا ہے۔ میرے ایک احمات جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ جس شخص کے پاس مشین ہے، وہ ماسٹرو والے رستوران کے بار میں بی رہا ہے، مجھے یہ بیوقوف لگ رہا ہے۔"

ہرام نے اس کا بازو پکڑ کر کہنے ہوئے کہا: "جب مشین والا رستوران میں ہے تو یہاں وقت ضائع کیوں کر رہے ہو، جلدی چلو۔"

وہ پاڈے کو ایک جیل میں ڈیوڑھ کراسی طرح رستوران کے دروازے پر آیا۔ اسے چھوڑ دینے، "کل سے کام لو، مشین والا تمہاری گود میں اتنا بڑا بچہ دیکھ کر ہلک جلتے گا۔"

اس نے پاڈے کو زمین پر پھرا کر کہتے ہوئے کہا: "کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

"میں اسے صورت شکل سے نہیں پہچانتا ہوں، مگر اس کی جھنڈی عادتوں سے پہچان لوں گا، مگر تم اسی طرح سوالات کرتے رہے تو وہ نکل جائے گا۔"

اور ان کے ہونے فریڈ کی اچھی خاصی توجہ تھی۔ مگر ہٹ اور سگا کے دھوکوں سے مائل دھندلا رہا تھا، کھلنے والے میزوں کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بیٹے والے بھی ہلکے اور اگلا کسی عمری جوان کے ساتھ میز پر آ جاتے تھے۔ وہیں بیٹریاں بھی تھا۔

پاڈے نے توڑی مشین والے کے متعلق جھوٹ کہا دیا تھا۔ وہ جھوٹ اس کی نادانگی میں رخ ہو رہا تھا۔ اس نے بیٹریاں کو دیکھیں نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی کسی اس کے متعلق کچھ سنا تھا، لیکن ہال سے دیکھتے ہی چونک گیا۔ پچھلے دو دونوں سے انٹرنیشنل جاسوس منگول پاڈے کی تصویریں اخبار میں چھپ رہی تھیں۔ اس کا بیان ملی حرفوں میں شامل ہوا تھا کہ وہ اس ملک میں ٹرانسفا رستوران کا قاتل تمام کرنے آیا ہے اور جلد ہی اس

مشین کو یہاں سے جانے گا۔

منگول پاڈے نے ہال کو دیکھا، دونوں کی نظریں ٹکرائیں، ہال نے فوراً منگول کیا، پاڈے آٹھریس والا تھا، نظریں چلنے والے کو جرم سمجھا تھا، ہرام انگولی نے پوچھا: "کیا وہ نظر آیا؟" پاڈے نے ناگوار سے کہا: "میرا جھوک سے ہر حال ہے کچھ کھانے پینے دو، نظریں دور لڑو۔... وہ یہاں ہے تو مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔"

وہ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھے گئے، ہرام نے بہتر ن کھانوں کا آرڈر دے کر کہا: "تم جاؤ تو ریو اور رستوران کھا لو۔ مگر اسے جلدی نہ ڈھونڈ نکالنے کی کوشش کرو۔"

منگول پاڈے نے اس سے بچا چھلانے کے لیے کہا: "وہ جو باکوڈنٹر کے ساتھ لگا کھڑا ہے، تمہارے جیسا لہا اثر لگے ہے۔ اس پر مجھے شبہ ہے۔ میز پر کھلنے کی دشمنی رکھی جا رہی تھیں۔ ہرام نے کہا: "اس سے باتیں کرو، ہو سکتا ہے، تمہارا شبہ درست ہو۔"

پاڈے نے کھانا شروع کر دیا کہتے ہوئے کہا: "دنیا کی کوئی بھی مشین انسان کے پیٹ سے زیادہ اہم نہیں ہے، مجھے پیٹ چھرنے دو۔"

کتنی ہی اڑکیاں اور لڑکے پاڈے کو دیکھ رہے تھے، کوئی دود سے مسکرا کر ہانے، کہہ کر ہاتھ ہلاتی تھی، کوئی قریب آ کر پوچھتی تھی، آپ مسٹر منگول پاڈے سے ملنا ہے؟"

وہ فرسے سر ہلا کر جواب دیتا تھا: "ہاں، میں ہی وہ جاسوس ہوں۔" ایک لڑکی نے پوچھا: "کیا یہ واقعی درست ہے؟ کیا ایسی کوئی مشین ہے جو ایک آدمی کی صلاحیتیں دوسرے کے ویاغ میں منتقل کر دیتی ہے؟"

وہ قہر جاتے ہوئے بولا: "اگر ایسی مشین نہ ہوتی تو میں بھی یہاں نہ ہوتا، میں وہ مشین حاصل کرنے رستوران میں آیا ہوں۔"

جانے گا۔" بیٹریاں وہاں سے جانے ہی والا تھا۔ ہرام جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس پہنچ گیا، پھر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھانے ہوئے کہا: "مجھے ہرام انگولی کہتے ہیں، اور تمہاری تعریف ہے۔"

ہال نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا: "تم مجھ سے تمنا مت حاصل کرنا، کیوں چاہتے ہو؟" "ہم دونوں قدر اور پھولانی جسم کے مالک ہیں، باقی یہاں سب بچ رہی، میں نہیں ہوں، آخر شہر سے ہی دوستی کر سکتا ہوں۔"

"تم مجھ سے دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو؟" "تم عجیب آدمی ہو، سوال کیے جا رہے ہو۔ اپنا نام تو بتاؤ، کون ہو، کہاں رہتے ہو؟"

"اگر میں نہ بتاؤں تو؟" ہرام انگولی نے بیب سے کارڈ نکال کر دکھانے ہوئے کہا: "انٹرنیشنل پٹیوٹی، تمہاری بہن ہی میں ہے، کہ مجھے نہیں تک نے چلو۔" "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، میں مشینوں کا ڈرائیو نہیں ہوں۔" ہرام نے دوڑ بیٹھے ہوئے پاڈے کی طرف اشارہ کر کے کہا: "وہ بہت پہنچا ہوا جاسوس ہے، دوسرے بین الاقوامی اسمگلروں کو بھانپ لیتا ہے، جس پر ان کی کھڑکیاں ہوتی ہیں، وہ ضرور غم ثابت ہوتا ہے اور اس نے تم پر ان کی کھڑکی ہے۔"

ہال نے غصے سے کہا: "وہ کوئی باگل کا بچہ ہے، تمنا نے اسے پھر ہر کراس کی باتوں میں آگئے ہو، تمہیں انٹرنیشنل ڈرائیو دینے والا بھی باگل ہی ہوگا، "ہاں، وہ بہت ہی خطرناک باگل ہے، تمہارے ساتھ ساتھ ایسا کوئی کسے گا، یہ تمہیں حوالات میں تباہی لگا گا۔"

"میں چنے کو تیار ہوں، مگر کسی شبہ کی بنا پر حوالات میں نہیں رکھ سکتے۔"

ایسے وقت میں دونوں ہنوں کو نے کہ اپنی خفیہ رپازٹس گاہ میں پہنچ گیا تھا، میرے عقین کے مطابق کوئی وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تھا، میں نے مطمئن ہو کر سوچا، اب منگول پاڈے اور غلام بائی کی خبر سے معلوم کرنا چاہیے، جب میں پاڈے کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا۔ ہرام انگولی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے، پھر میں ہرام کے پاس آیا، تو مجھے بیٹریاں کی آواز سنانا دی، وہ ہرام کے ساتھ قریبی پولیس اسٹیشن جانے کو تیار تھا۔

میں نے ہال کو مخاطب کیا، اس نے تڑپ کے ذریعے کہا: "میری مالکہ ہاتھ پر ادا صاحب کی آواز بنا کر لول رہی ہو۔"

یہ کہنے ہی اس نے سانس روک لی، میں نے تعجب سے سوچا، یہ کیا ماجرا ہے، ہال تو تازہ زبان و دستانے، اس کا دوا دار اور ماں تار ہے۔ پھر تازہ سے کیوں کترار ہے، اس کی بات سے بتا جاو کہ اس سے رابطہ قائم کرنا چاہتی ہے، مگر وہ ویاغ میں جگ نہیں دیتا ہے، اسے شبہ ہے کہ

میری آواز میں اسے دھوکا دے کر بات کرنا چاہتی ہے۔
میں نے چہرے سے مخاطب کیا وہ دیکھو سانس دروکانا اتنا بتا دوں
خود کو فرما دیکھتے ثابت کر سکتا ہوں۔

اس نے کہا کہ تم فرما دو تو تانا دے پوست جا رہا ہو۔۔۔
وہ اپنی ہن کی طرح دشمنوں سے سحرزہ ہو گئی ہے۔ میں نے مشین کو دوسری
جگہ چھپا دیا ہے۔ صرف تمہیں اطلاع دلا رہا جا سکتا ہوں۔ سیکورٹین ہونا چاہیے کہ
یہ تم ہی ہو۔

”میں آدھے گھنٹے بعد تم سے رابطہ قائم کر کے بتاؤں گا کہ تم کو برو
کمال مل سکتے ہیں۔“

میں نے رابطہ قائم کر دیا۔ مورینا اور تانا ایک بیڈروم میں آرام
کرتے تھے۔ میں نے وہی بیڈروم کے قریب آکر کھڑکی سے دیکھا۔
ایک صوفے پر دوسری بلنگ پر سر جھکا کر بیٹھ رہی تھی۔ ان کا سکوت
ظاہر کر رہا تھا کہ دونوں خیال خزانوں میں مصروف ہیں۔

میں آٹرن کالپ دیکھ کر سچا تھا مورینا کی خیال خزانے سے یقین
ہو گیا اس کے دماغ کا دروازہ کھلا ہوگا۔ یہ یقین درست تھا۔ میں اس کے
دماغ میں پہنچ گیا۔ سحر اس کا ایک دماغ سے بولنے والا ٹوکھی آٹرن اور
کبھی ہارڈی ظاہر کر رہا تھا۔ میں پہلے وضاحت کروں کہ کیا کیوں ہو رہا تھا۔

آٹرن اور ہارڈی کی آواز اور اب ویسے میں ایک ذرا فرق نہیں
تھا کہ وہی خیال خزانے کے والا ایک کے لب ویسے کو اپنا لیتا تو ایک
وقت دونوں کے پاس پہنچتا جس طرح ریڈیو سے کبھی ایک وقت دو
اسٹیشنوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اسی طرح مجھے مورینا اور تانا کے
ایک وقت بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مورینا کے جواب میں آٹرن اور
تانا کے جواب میں ہارڈی بولتا تھا۔

بہر حال یہ سچا کھل گیا کہ تانا بھی ان کے تیزی سحر میں آ رہی ہے۔۔۔
دونوں ہنوں نے دونوں سامروں کو میری خفیہ رپزلش گاہ کا پتا بتا دیا تھا۔

ان ہنوں کو سمجھا جا رہا تھا کہ میں فوجیوں سے بچنے کے لیے فرار ہو گیا ہوں
رہو۔ اسے معلوم ہو کہ تانا سحرزہ ہو چکی ہے۔ کوئی طے ہی دونوں بھائی
آگے کے فرار سے دوستی کریں گے اور ان ہنوں کو نہ جانیں گے۔

تانا کہہ رہی تھی وہ دیکھو دھوکا دینا۔ فرما دو کوئی نقصان نہیں
پہنچتا چاہیے۔

ہارڈی نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جس طرح تم نے
میری آنکھوں سے دوستی کی ہے اسی طرح فرار ہو جاؤ ان آنکھوں کا دوست
بن کر رہو۔ میں وہی ہنوں کو فوجیوں کی سرگرمیاں نرم نرم پڑتے
ہی ہم آجائیں گے۔

میں نے وہی طور پر حاضر ہو کر ایک گہری سانس لی۔ تانا کو دھکیل
دے کر ایک زبردست دھوکا کھا چکا تھا۔ دشمنوں کو دیکھ کر رپزلش گاہ
کاظم ہو گیا تھا۔ ویسے اب میں کچھ کر گزرنے کی گنجائش تھی۔ میں دونوں کو

اس رپزلش گاہ کے تفراف میں قید کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے لیے مناسب
طریقہ کار اختیار کرنا تھا۔ تاکہ وہ دونوں ہمارے دشمنوں کو تفراف سے نکل
پلا سکیں۔

میں ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھنے لگا۔ اتنے میں غلام باقی آ گیا
میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا کہ وہاں سے گھٹو نہیں ہوگی۔ میں سونے کے
ذریعے بول رہا ہوں۔

میں نے اسے بتایا کہ یہاں دونوں نہیں موجود ہیں۔ اور ہمارے
یہ عیبیت بن گئی ہیں۔ باقی نے کہا کہ میرے آقا! انھیں فرار ہے پورن
کر دینا چاہیے۔

”میں یہی سونچ رہا تھا۔ تم کہتے ہو یہ کام آسان ہو جائے گا۔ میں
دوسرے بیڈروم میں جا کر تانا کو بلاؤں گا۔ تم مورینا کے پاس چلے جاؤ گے
خیال خزانوں کا موقع نہ دیتا۔“

میں ہالے سے بیڈروم میں گیا جہاں دونوں نہیں تھے۔ میں نے دو
ہے سے آواز دی۔ تانا ڈرامہ کماں ہو۔
وہ کمرے سے باہر آئی۔ میں نے کہا کہ مورینا کو آرام کے دو۔ آڈیٹم
کچھ ہوری ہائیں کریں۔

وہ میرے ساتھ دوسرے بیڈروم میں آئی۔ میں نے دونوں سے کوئی
کہتے ہوئے کہا۔ تم نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ یہاں کا ہر کو ساڈھن پروت
وہ مسکرا کر بولی۔ ہاں، یہ بہت ہی محفوظ پناہ گاہ ہے۔
”میں نے تمہارے باڈی گارڈ ڈیوٹیوں سے دائمی رابطہ قائم کرنے
کی کوشش کی تھی۔“

”میں بھی کوشش کرتی ہوں۔ مگر وہ سانس روک لیتا ہے۔“
”وہ ایسا کیوں کر تپتے تانا؟“
اس نے میرے قریب آکر ہانپ کا ہار بناتا ہے۔ کہتا ہے
مورینا کو حاصل کرنے کے لیے پریشان تھی۔ اب مجھے اطمینان ہے۔ لہذا
اب یہ بتا رہی ہوں کہ پیریاں فرار ہو کر حرام نکلا۔ فرار سفاک مشین نے
کر کہیں رو پورن ہو گیا ہے۔

”میں اس مشین تک پہنچ سکتا ہوں۔“
”بس؟“ وہ خوش ہو کر بول رہی تھی۔ میں نے اس کے ہاتھوں
کو گردن سے پٹایا۔ پھر دھکا دے کر لیسر کر گئے۔ کہتا ہے وہ چھارا
باڈی گارڈ ہو کر مجھے مشین تک پہنچا رہا ہے۔ پھر تم سے شکس جڑی کیوں
کر رہا ہے؟ میں گھبرا کر بات کر رہا ہوں۔ اب میں تم سے دوستی قائم کرنے
کے لیے دھوکا نہیں کھاؤں گا۔

وہ بیترے اچھل کر کھڑی ہو گئی خوشخودا لہجے میں بولی۔ اگر یقین
تک پہنچ رہا ہے تو دیر نہ کرو۔ اسے حاصل کرو۔ میں مورینا کو آٹرن کے
سحر سے نکلان چاہتی ہوں۔
میں نے ایک آٹنا ہاتھ اس کے منہ پر سیدھا کیا۔ وہ دوسری طرف

لھو گئی پھر میں نے کہا۔ تم خود سحرزہ ہو، میں کو اس دلدل سے نکالنے
لنیں اور خود دستی چلی گئیں۔ چوخیال خزانے کو ادا ہے یا کہ تانا کو یہ خفیہ
رپزلش گاہ اب اسے خالی ملے گی۔ فرار کے پاس خفیہ فزول اور تفرافوں
کی کمی نہیں ہے۔ اب وہ دونوں بھائی تم دونوں ہنوں تک بھی نہیں پہنچ
سکیں گے۔

وہ پھر کزولی دیکھی کو میرا یا کر مسکرائی زور۔ تمہارے سوا کسی کا
نام میرے نام کے ساتھ کہیں نہیں آسکے گا۔ ہاں، یہ ضروری ہے کہ میں اتنے
آنکھوں کو اتنی ہوں۔ ان کی پوجا کرتی ہوں۔ ان کی کسی بات سے ان کا نہیں
کر سکتی۔ تم مجھے سحرزہ کہہ کر نہ مگر میں سحرزہ نہیں ہوں۔ ان آنکھوں کی
حقیقت مند ہوں۔ یوں پھولوں میں نے ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے
اور بے اختیار ان آنکھوں کے سامنے جھکتی رہتی ہوں۔

دیکھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ
بولی۔ ہاں، آج اب تم سے مجھیلنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ میں ان آنکھوں
نے گھٹو کر رہی ہوں۔

پھر اس نے مخاطب کیا۔ ہارڈی! میں تمہارے دماغ میں تنہا
نہیں ہوں۔ فرار ہے۔ ہال نے میری تمہاری دوستی کا مجھے کھول دیا ہے۔
اب تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ فرار کو اپنا دوست بنا لو۔

ہارڈی نے کہا۔ یہیلوسٹر فرار ہے پیریاں ہلک رہا تھا میں
جاننا تھا اس کے ذریعے میرے آواز تانا کے رابطے کا علم تمہیں ہو جائے
گا۔ سب سے پہلے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے تمہاری جوہر کو ہاتھ
بھی نہیں لگا ہے۔

میں نے کہا کہ یہی شک ہے۔ جہاں طور پر محفوظ ہے۔ مگر وہی طور
پر تمہاری کینز بن چکی ہے۔
”مطر فرار ہاں اور تانا زبردست نہیں ہے۔“
”میں تمہاری یہ خوش فہمی ستم کروں گا کہ تمہاری آنکھیں مرزوں کو
غلام بنا سکتی ہیں۔ اپنی آنکھیں سنبھال کر رکھو، یہ میری امانت ہے۔ جس
روز سامنا ہوگا ان آنکھیں نکال کرے جاؤں گا۔“

وہ ہلاہلا تسانا ہم ہی انصاف سے کہو۔ میں دوست مانا چاہتا
ہوں۔ دشمن بن کر رہنا چاہتا ہے۔ تم میری آنکھوں کا تصور کرو اور اسے
دوستی کے لیے آدھ کر رہو۔

میں نے کہا۔ ہارڈی! یہ تانا کی آخری خیال خزانے ہے۔ میں دونوں
ہنوں کو غائب کرنے کے تمام اختیارات مکمل کر چکا ہوں۔ اس رپزلش گاہ
سے نکلنے میں صرف پانچ منٹ لگیں گے۔

کہتے ہی میں نے تانا کو ایک ہاتھ رسیا۔ اس کی آنکھیں کھل
گئیں۔ وہ گسٹے والی تھی۔ میں نے اسے پٹایا۔ پھر ایک ہنوں کو لڑنے کا ہاتھ
اس کے سر پر لایا۔ سر پیسے جھوٹا لگا ہوا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تانے
تانبہ گئے۔ وہ چکر کر رہی۔ بازوؤں میں آئی چھوڑنے پورن ہو گئی۔

دوسرے بیڈروم میں مورینا سحر جھکا ہے۔ ہونے پہنچ رہی تھی۔
دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ پھر غلام باقی کو دیکھتے ہی
حیرت اور گھبراہٹ سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ باقی نے کہا۔ یہ کمرہ ساڈھ
ہر وقت ہے۔ ملن پھانچا اور کر اپنا اطمینان کر لو۔

اس کی گھبراہٹ ختم ہو گئی۔ وہ مسکرا کر بولی۔ مجھے ہاتھ لگانے سے
پنڈر ہار سے پوچھو۔ اب ہم سب دوست بن گئے ہیں۔
باقی نے ایک پھٹڑا تے سے کہتا۔ میں نے تم کھانی ہے کسی
عورت سے دوستی نہیں کروں گا۔

وہ اپنی توہین پر تمل گئی۔ ہاڈوں بخ کر بولی۔ کہنے کا لگے آتے
پھر ہر ہاتھ اٹھایا ہے۔ آٹرن تھے زہرہ نہیں چھوٹے گا اور اس سے پہلے
میں تھے۔۔۔۔۔

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر باقی کے دماغ میں جھانک لگا
کر اسے زبردست جھٹکا پہنچانا چاہا۔ اس نے فرار سانس روک کر دوسرا
پھٹڑا سیدھا کیا۔ اس کا منہ دوسری طرف گھوم گیا۔ وہ بیترے ہاڈوں سے منگر
پڑی پھر وہی پڑی رہی۔ باقی نے اس کے ہاڈوں کو مٹھی میں جیک کر ایک
جھٹکا دیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے پھینکے۔ باقی نے کہا۔ تم خیال خزانے
کرنا چاہتی ہو۔ مگر میں کر سکتی۔ کہنے سے یا کہ نہیں بلا سکتی۔

اس نے دو ہاتھ ہاتھ جملے پھر کہا۔ میں بہت بگے ہاتھ دکھا
رہا ہوں۔ تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم کسی سے نہیں ہو پھر پٹیلی پتھی کا چھٹا
استعمال نہیں کر سکتیں۔ جس کے لیے مجھے چھوٹا اسے یہاں بلا نہیں
سکتیں مجھے یقین ہے، تم نے اسے یہاں کا پتا پہلے ہی بتا دیا ہے۔ لیکن
جب تک وہ یہاں آئے گا۔ تمہیں دوسری جگہ پہنچا دیا جائے گا۔

اس نے آٹرن کے دوران خیال خزانے کے ذریعے تانا کو بلا لیا۔
مگر اتنا ہی پڑی تھی کہ دماغ کمزور ہو گیا تھا۔ وہ ٹپٹی پتھی کے ذریعے
پاس والے کمرے میں بہن کے پاس بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب اسے
یقین ہو گیا کہ وہ ہر طرح سے بے بس ہو گئی ہے تو کبارگی اس سے لپٹ
گئی۔ اپنے سینہ و شہاب کا چارہ ڈال کر اسے دھالنے کی کوشش کرنے لگی۔

غلام باقی نے اسے دھکا دیا۔ وہ الٹ ہوئی پھر اس کے قدوں میں
اگر لڑنے لگی۔ باقی نے ایک ہاڈوں اس کے منہ پر رکھ کر دیا۔ تو وہ تکلیف
سے تڑپنے لگی۔ اس نے کہا۔ اسی طرح ایک کانے کے پیروں میں رہو۔
بولی تو کہیں میں امریکا کی ہی اوقات ہے۔

یہ کہتے ہی اس نے منہ پر ایک ٹھوکہ مارا۔ اس کے ماتھے سے ایک
چرخ نکلی، دوسری طرف گھوما پھر نے پورن ہو گئی۔

پیریاں کی سحر زور کے سامنے جھکتا نہیں جانتا تھا۔ ہر لم لگتی
سکراری افسر بن کر آیا تھا۔ تانا کا احترام لازمی تھا، اس لیے وہ پلیس
اسٹیشن تک جانے پر اجازت ہو گیا۔ ہر لم نے مشکل ہاتھ سے کوئی اپنے

پیریاں کی سحر زور کے سامنے جھکتا نہیں جانتا تھا۔ ہر لم لگتی
سکراری افسر بن کر آیا تھا۔ تانا کا احترام لازمی تھا، اس لیے وہ پلیس
اسٹیشن تک جانے پر اجازت ہو گیا۔ ہر لم نے مشکل ہاتھ سے کوئی اپنے

ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ وہ تینوں قریبی خانے میں آئے۔ ہرام لنگھتی تے
 انھیں حوالات میں بھیجا۔ پھر ایک کمرے میں ڈرائیوٹر کے ذریعے چوہا سٹر
 سے باہر کمنے لگا۔

آہنی سلاخوں کے پیچھے بیڑیاں نے گھور کر منگن ہانڈے کو دیکھا
 چہرناواری سے پوچھا: تم نے اس سرسیر سے افسر کو میرے پیچھے کون لگا پایا؟
 ہانڈے سے کہا: وہ میرے پیچھے ہی بیڑیا ہوا ہے۔ وہ ستاروں کی
 ہال دیکھ کر تعین سے کہہ رہا ہے کہ مشین میرے ذریعے حاصل ہوگی۔ میں
 نے تو اس مشین کی صورت تک نہیں سمجھی ہے، مگر وہ خود کد تھا۔ میں نے
 بیچھا چھڑنے کے لیے کہہ دیا، مشین تمہارے پاس ہے۔
 ہانڈے پریشان ہو کر پوچھا: کیا تم بھی کوئی چل جاتے ہو؟
 اس نے ہنستے ہوئے کہا: ہا ہا ہا۔ میں شکاری ہوں، مجھے سونے والا
 شکاری کتا ہوں۔ میں ایسا آدمی بننے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس
 سے اچھا ہے آدمی کتا بن جانا۔ میری طرح بڑے بڑے کرناے کو انجام
 دے سکتا ہے۔

”میں پوچھتا ہوں، تم نے مشین کے سلسلے میں مجھے کیوں پھنسا پایا ہے؟“
 ”میرے پھنسنے سے کیا ہوتا ہے؟ اگر تمہارے پاس مشین
 نہیں ہے، تو تمہاری کہ نہیں بگڑے گا۔“
 ”تھیں، کیونکہ تعین نہیں آتا کہ تم بین الاقوامی شہرت رکھنے والے
 جاسوس ہو۔“

”اگر تعین نہیں ہے تو مشین کے سلسلے میں ڈرنے کیوں ہو؟“
 منگن ہانڈے کا جواب دینے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ پال اچھٹا تھا
 رہا تھا۔ وہ بار بار شور مچاتا تھا۔ یہ جاسوس کوئی جاوگ نہیں ہے۔ یہ بچہ
 پر محض شبہ کر رہا ہے، لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی بخت کو کچھ
 پر ہی کیوں شبہ ہو رہا ہے؟“

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس افسر پارسیا ہوں کے ساتھ آیا۔ آہنی
 دروازہ کھول کر پلانے چلو بہرگوار میں تعماری طلبی ہے۔“

وہ دونوں سہا کیوں کے گرنے میں وہاں سے نکلے۔ پال کے جی میں
 آ رہا تھا، ان سپاہیوں کو ہارڈ پک کر نکل جائے۔ یہ اس کے لیے مشکل نہیں
 تھا، لیکن اس طرح مشین کے سلسلے میں شہادہ بڑھ جاتا۔ ابھی ایک شہر
 کی بات ہے، بعد میں وہ ضرور کھلاتا۔ پھر پوسے ملک کی پولیس اسے تلاش
 کر ہی چرتی۔ دشمن پہلے ہی اس کے پیچھے چلے ہوئے تھے۔ ان حالات میں
 اسے مسلسل چھپ کر رہنا پڑتا اور وہ مستقل ایسی زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔
 اسے اور ہانڈے کو ایک گاڑی کے پیچھے جتنے میں بٹھایا گیا۔ دروازہ
 کو باہر سے بند کر دیا گیا۔ اندر کچھن کا احساس ہوا تھا۔ گاڑی کے اس
 حصے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی یا دروزن وان بھی نہیں تھا۔ وہ دونوں اچانک
 ہی کھٹکے۔ انھیں سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ پال دروازے
 کو پینے لگا، اسے لڑائی ماننے لگا۔ لیکن جلد ہی ہانڈے کی طرح ڈھکال ہو گیا خود

کو سہانے کی کوشش کرتے کرتے گر پڑا۔ انھیں بند ہو گئیں۔ پھر اسے ہوش
 دیا۔

مجھے پتا نہیں تھا، ان پر کیا کمزور ہے۔ ان ہنوں نے میں اچھا کر
 لکھ دیا تھا۔ انھیں میں مناسب جگہ چھپا رکھنے کا سلسلہ تھا۔ ایک تھانہ
 اسی رات شاہ گاہ میں تھا، لیکن دشمن ترخانے کا سراغ لگا سکتے تھے۔ میں نے
 منگن فرناڈوس سے کہا: مجھے یہ خفیہ چھپنا گاہ کی ضرورت ہے۔“

اس نے کہا: میری ہالتا دیکھ رہے ہو، تمہاری خاطر مجھے میرے
 ایک بیٹے میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ کوئی بات نہیں، دوستی میں ایسی آوازوں
 سے گزرتا ہے۔ ایک بہترین پناہ گاہ کا پتا نوٹ کر دو۔“

میں نے پتا نوٹ کیا۔ غلام باقی نے میرے ساتھ ایک ڈگن کار لگا کر
 اس نے سورینا کلاور میں تانہ کر باڈوں میں اٹھایا۔ ڈگن کی پچھلی سیڑھی پر
 انھیں ٹاڈا۔ پھر دم واپس چل پڑے۔ فرناڈوس نے مجھے بتایا تھا کہ نئی
 پناہ گاہ کے دروازے جا بھولنے کے بغیر کسی طرح کھولے جاتے ہیں۔ وہاں
 پہنچنے کے بعد اطمینان ہو گیا۔ اس پناہ گاہ کا دروازہ اسی طرح کھلتا تھا، ہم نے
 دونوں ہنوں کو وہاں پہنچا دیا۔

وہ ابھی بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ذرا ہوش میں آئے وقت میں
 تانہ کے دروازے پر قبضہ جا کر پھر اسے سلائے والا تھا، تاکہ اس کے خواب دروازے
 کو توڑی عمل کے ذریعے متاثر کر دیں۔ اور یہ معلوم کر دیں کہ اس نے گاڑی کو
 میرے اور اپنے لئے تانہ لگایا ہے۔

میں نے اس کے دروازے میں جھانک کر دیکھا وہ ہوش میں آنے والی
 تھی۔ مجھے منگن ہانڈے اور بیڑیاں کا خیال آیا۔ اگرچہ وہ دشمن مکمل نہیں
 تھی تاہم ہمت پاس تھی۔ اس کے ساتھ ایک ایسا نقشہ تھا جسے دیکھ کر کوئی
 ملہ کر سکتا تھا کہ اس کے گننے پر سے فائدہ ہے، اور انھیں دوبارہ کس حساب
 سے بنایا جا سکتا ہے۔

میں نے باقی سے پوچھا: ”میں نے تمہیں انجکٹ کرنے والی دوا اور
 سرخ زہی تھی۔“

”جی ہاں، میرے پاس موجود ہے۔“

مجھے یہ دونوں ہوش میں آئیں تو انھیں کھلنے پینے کے لیے ضرورت
 کچھ دینا لیکن پہلے ستاروں سے اچھی طرح ماہدہ دو۔ تاکہ انکس لگنے میں
 دشواری نہ ہو۔“

میں اسے ضروری دوا بات دے کر منگن ہانڈے کے پاس پہنچا۔ وہ
 ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ بستر کمزوری محسوس کر رہا تھا، جب اس کے دروازے
 سے پتہ چلا کہ بیڑیاں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا ہے۔ تو میں فوراً
 پال کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک خالی کمرے میں بستر پر پڑا ہوا تھا۔ میرے
 پہنچنے سے چند کیلنٹ پر ہم گولی نے اس کے باڈوں میں ایک دوا انجکٹ
 کی تھی جس کے نتیجے میں وہ اعلیٰ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔

یہ تو سلوک میں دو ہنوں سے کرنے والا تھا، وہی وہ میرے دو
 آدمیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔ ہانڈے کو محض بے ہوش کر کے لایا گیا تھا۔

اسے پال سے دو کمرے رکھا گیا تھا، ہرام لنگھتی اس کے باڈوں میں
 دوا انجکٹ کرنے کے بعد کمرہ ہا تھا۔ اب تعمار کی تمام پہلوانی قوتیں اور
 تعمار کی مستقل مزاجی ختم ہو رہی ہے۔ تم میری آنکھوں میں دیکھتے رہو گے
 اور میری گونج بھرنی آواز کو اپنے حواس پر مستجاب نہ دو گے۔“

بیڑیاں انتہائی کمزوری محسوس کرنے کے باوجود ہرام لنگھتی انھوں میں
 دیکھتا نہیں جا پاتا تھا۔ لیکن کمزوری وہ بلا ہے جو آدمی کو کس کام کا نہیں رہنے
 دیتا ہے۔ سب سے پہلے اسے کھانے کا احوال نہیں دیا۔ ہرام لنگھتی اسے اپنا معمول
 بنانے کے بعد مشین کا پتا پوچھنے والا تھا، تو میری عمل کے مقابلے میں بیڑیاں بہت
 تیز رفتار ہوتی ہے۔ میں نے فوراً ہی پال کے کمزور دروازے سے مصلحت حاصل
 کی۔ پھر اپنی پناہ گاہ سے نکل پڑا۔

کارڈوں کرنے کے دوران میں کبھی کبھی پال کے دروازے میں جانا تھا۔
 اور اسے ہرام کے توڑی عمل سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ اگر میں ایک
 جوہر کیم کر پڑتا، اور پال کے دروازے پر قبضہ کر لیتا تو اس پر کسی عمل کا اثر نہ
 ہوتا۔ مگر میرے پاس جوہر کیمسٹری کا وقت نہیں تھا۔ میں تیزی سے کارڈوں کو
 کرتا جا رہا تھا اور توڑی عمل کے دوران محض مصلحت کر رہا تھا۔ تاکہ ہرام ویر
 سے مشین کا پتا معلوم کر سکے۔

فقیر نے کمرے میں مشین تک پہنچ گیا۔ وہ چار سوٹ کس کھول کر دیکھے۔
 مشین موجود تھی، لیکن اس کے کھولنے میں تھکنے میں نے اس جگہ کی تلاش کی۔
 زیادہ وقت نہیں تھا، میرے آڑی کسی وقت میں وہاں پہنچ سکتے تھے۔ یہی
 مشین نے کراچی پناہ گاہ میں لگایا۔

غلام باقی نے میری دوا بات عمل کیا تھا۔ سورینا اور تانہ کے بازوؤں
 میں دوا انجکٹ کی تھی۔ وہ دونوں اعلیٰ کمزوریوں میں مبتلا ہو گئے تھیں، کم
 اور بارہ منگن خیال خالی نہیں کر سکتی تھیں۔ میں نے تانہ کو دیکھا۔ وہ
 بستر پر چاروں شانہ صحت پڑی ہوئی ترخانے کی چھت کو تک رہی تھی سورینا
 اس ترخانے کے دوسرے حصے میں تھی۔ میں نے پوچھا: ”تانہ، اس حال میں، پوچھو؟“
 اس نے سر جھکا کر مجھے دیکھا، پھر بڑی کمزوری محسوس کرتے ہوئے کہا:

”مجھے تم سے ایسی دشمنی کی امید نہیں تھی۔“

”تم آئین کا سانپ بن رہی تھیں۔ مجھ کو مجھے بھی بنا پڑا۔“

”کیا تمہیں میری ذلت سے کوئی نقصان پہنچا ہے؟“

”تم ان آنکھوں سے حرزہ ہو، تمہیں پتا نہیں چلتا ہے کہ کس طرح
 مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہو، تم نے اپنے دروازے میں آنے کی
 پابندی مانگی۔ دوسری طرف لہڑی کے فریب میں آ گئیں۔ میں اس بات
 سے بے خبر ہوا، تم ہونا کو فوجوں سے نجات دلانے کے لیے میرے خلاف
 ہارڈی کا ساتھ دے رہی تھیں، پھر تم نے اسے میری خفیہ رات شاہ گاہ کا پتا
 بتا دیا۔ اگر بیڑیاں بے ہوش تھیں، صورت حال سے آگاہ نہ کرنا تو ابھی میرے
 آڑن اور ہارڈی کی قدر میں ہوتا۔ یا ان کے گروڈانہ حملوں سے مالا جانا اور تم
 پوچھ رہی ہو کہ تعمار کی ذلت سے مجھے کیا نقصان پہنچا ہے؟ بہتر ہے یہ بخت

تعم کر دو۔ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔“
 ”مجھے کمزور بنا کر گریں رکھنا چاہتے ہو؟“
 ”تم اس کمزوری میں ان آنکھوں کا نقشہ کرو۔“
 اس نے آنکھیں بند کر کے، تھوڑی دیر بعد یوں بولی: ”وہ دیکھیں مجھے بلا
 رہی ہیں مجھے ہارڈی کے لیے کرا چاہے۔ وہ میرے پاس آنا چاہتا ہے۔“
 میں نے کہا: ”اسی لیے کمزور بنا کر رکھا ہے۔ تم اس کے دروازے میں
 نہیں جا سکتی۔“

”کیا تم مجھے ہمیشہ روکتے رہو گے؟“
 ”ہمیشہ کے لیے روک دوں گا۔ اگر تانہ اور مشین تمہارے سر پہ لگی
 ہوئی ہے۔ میں تمہارا اور میرا کاربن واٹش کروں گا۔ تم ہنوں کے دروازے
 نکلے، چونکہ کی طرح قابل ہو جائیں گے۔ وہ طلسمی آنکھیں تعمار کی زندگی سے ہمیشہ
 کے لیے مرٹ جا میں گی۔“

”میں فرناڈوس ایسا ظلم نہ کرو۔ میں نے اپنا حق من سب کچھ تمہیں دیا
 ہے۔ میری وفا کا کچھ تو صلہ دو۔“

”اگر قراب ہی وہ قدر ہو تو بتاؤ اس مشین کے کھولنے کا پتا کہاں ہے؟“
 ”مشین کے ساتھ ہیں۔“

”تم پھر بھرت بول رہی ہو۔“
 ”میں کچھ بول رہی ہوں۔“

”ابھی بات ہے، آنکھیں بند کر دو، میں تمہیں سلا کر رہوں۔“
 میں نے اس کے دروازے پر قبضہ کر لیا۔ اس کی آنکھیں بند کر دیں، اس نے
 تھپک تھپک کر سلا لیا۔ ہرام اس کے خواب دروازے سے معلوم کیا۔ اس نے
 پہلے تو مجھ پر پابندی مانگی تھی، جب اسے تعین ہو گیا کہ میں بیڑیاں اجازت
 نہیں آسوں گا تو اس نے پھر پال کو لاد دیا۔ وہ مشین دوسری جگہ چھپا



دی۔ لیکن اس سے پہلے وہ کا غنڈت اپنے پاس رکھ لیے۔ پیر پال کو بھی ان کا غنڈت کی ہوا گنتے نہیں دی۔ یہ اس کی دانش مندی محمد مشین کے سلسلے میں ہارڈی گارڈ پریچر وہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف ہارڈی کی آنکھوں سے اس سے سب کچھ اگرایا۔ مشین تو پال کے فرار ہو گیا۔ وہ کا غنڈت ہارڈی کے ہاتھ لگ گئے۔ خود تانے سے محزون ہو کر ان کا غنڈت کو ہارڈی کے حوالے کر دیا۔ اور یہ بات بھول گئی۔ جیسے کہ بعد میں پریچر ہی نے کہا کہ غنڈت کے سلسلے میں مجھے سے جھوٹ نہیں بول رہی ہے۔

میں نے کہا "تنازہ اس وقت تھا اور داغ پوری طرح میرے قابو میں ہے۔ تم میری مولا ہو۔ جسے ہر کچھ کی تعمیل کرو گی۔"

"میں تمہارے ہر کچھ کی تعمیل کروں گی۔"

"میں کلم دیتا ہوں۔ ہارڈی کی آنکھوں کو کچھل جاؤ۔"

"میں کیسے کچھل جاؤں۔ میں تمہارے قبضے میں ہوں۔ میرا دل تمہارے لیے دھڑکتا ہے۔ مگر وہاں پر وہ آنکھیں مسلط رہتی ہیں۔ میں مول رہ کر تم سے جھوٹ نہیں کہوں گی۔"

"خواب تھی تم بہت اچھی جواب آلام سے چھیننے تک سوتی رہو۔ میں اُسے تنوی نیند ملانے کے بعد سو جیتے لگا۔ وہ آنکھیں میرے تنوی عمل کے باوجود اس کا بچھا نہیں چھوڑ رہی ہیں۔ اس کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ ڈرائنگ روم مشین کے ذریعے دونوں ہینوں کا برین واضح کیا جائے۔ اس طرح ٹیلی ویژن کی صلاحیتوں کے ساتھ وہ آنکھیں بھی ان کے دماغوں سے ڈھل جائیں گی۔ بعد میں ان کے دماغ کو ان کی عمر کے مطابق نارمل بنایا جا سکتا ہے۔"

میں ایک ڈرائنگ روم مشین کے خلاف تھا۔ ہاتھ آتے ہی اسے تباہ کر دیتا چاہتا تھا۔ مگر آپ اس کی اندریت مسلوم ہو رہی تھی۔ آج دشمنوں نے وہ ہینوں کو محزونہ کیا ہے۔ ہم سب کی کسی ساتھی عورت کو بھی کر سکتے تھے۔ اسے گمراہ اور خطرناک عمل سے نکلانے کے لیے وہ مشین لازمی تھی۔ پھر آؤں اور ہارڈی بھی میرے جتنے چڑھ سکتے تھے۔ میں اس مشین کے ذریعے ان کے برین واضح کر کے آنکھوں کے تسلیم کو پیش کے لیے ختم کر سکتا تھا۔ وہ مشین آئندہ میرے دونوں پاس کے بہت کام آتی تھی۔ اگرچہ اس کے نقصانات بھی تھے۔ مگر ایسے بے شمار فائدے تھے جو وقت کے ساتھ ساتھ ظاہر ہونے والے تھے۔

ہر پوسٹ سے جائزہ لینے کے بعد مجھے وہ دو اہم پوزے یاد کئے، جن میں میں نے مشین سے نکال لیا تھا۔ اور ان میں دریا سے سواری میں ڈوبو اور تھا۔ ویسے مجھے ایسی طرح یاد تھا کہ میں نے دریا کے کس حصے میں پہنچ کر اٹھیں پانی میں ڈالا تھا۔ مگر وہ لوہے کے ڈونڈے پڑے تھے۔ لہذا وہ میرے اسی جگہ تہ میں گئے ہوں گے۔ وہ ہمیں ہرگز نہیں جاسکتے تھے۔ میں نے غلام ہائی کو ان پوزوں کے متعلق بتایا۔ اس نے بتایا آج کل دریا بالبال بھرا ہوا ہے۔ تیس چالیس فٹ کی گہرائی ہو سکتی ہے۔ مگر

میں سلڈر اور فرط زوری کا تمام سامان مل جائے تو میں وہ پوزے نکال لاؤں گا۔"

میں نے کہا "ابھی بات سنا ہے میں ڈرا پاؤں ہانڈے کی خبر لے لوں۔ پھر کچھ کرتا ہوں۔ ویسے تمہارا ہر جانا مناسب نہیں ہوگا۔ ڈرائنگ روم مشین کے تمام دریاؤں سے مینا کے مگر ڈولانے کو پوچھنا کہ تمہارا کتنے ہیں اور یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔"

میں منگن ہانڈے کے پاس آیا۔ ہیرام گولی اس مشین کو حاصل کرنے گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی خاصی فوج تھی مگر مقدر میں ناگامی تھی۔ وہ غنڈے سے بچ و تاب بھاگا ہوا وہیں آیا۔ مینا ہانڈے کا "میں دیکھ رہا ہوں تمہارا علم بھی درست تھا اور ہیرام پال محول ہر کچھ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ میں حیران ہوں۔ اتنی جلدی کون وہاں سے مشین لے گیا ہے؟"

"ہیرام نے کہا "پال نے اپنے ہوش و حواس میں رہ کر تانا ڈرا اور ہارڈی بھی وہ جگہ نہیں بتائی تھی۔"

"ہیرام نے کہا "ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ جس وقت پیر پال کو تم نے اعلان کر دیا میں میں متلاشا، اسی وقت خیال خرابی کرنے والے نے جگہ معلوم کر کے اس جگہ سے پہنچے ہوں گی۔"

"ان کی اپنی خیال خرابی کرنے والی دیواریاں ہیں۔ فرط اور رسوئی اور شینا۔ دوسری دو ہینوں میں۔ آنکھوں نے ہارڈی کو بتایا ہوگا۔ وہ مشین اب فرما دیا ہارڈی کے پاس ہے۔"

"پھر ماٹرنے کہا "ہیرام کی کتابت بیان میں یہ واضح کر دینی کہ آؤں اور ہارڈی دو الگ شخص ہیں تو ہم آؤں کو گرفتار کرتے وقت ہارڈی کو بھی ڈھونڈ نکالتے۔"

ہیرام نے کہا "میرا پیر پال نے تنوی عمل کے دوران بتایا ہے کہ ہارڈی کے دونوں پاؤں زخمی ہیں۔ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہے۔ بے شک وہ ایک جگہ بیٹھ کر رہی اپنے آدمیوں کے ذریعے وہ مشین حاصل کر سکتا ہے۔ بشرے کے تمام چھوٹے بڑے اسپتالوں میں ہارڈی کو تلاش کرنا ہو گا۔ مختلف ڈرائنگ سے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ پاؤں کا زخمی کس علاقے میں ہو سکتا ہے۔ پچھلے دونوں کسا نڈکس کے کس مکان سے وہ دونوں والی کرنی خریدی ہے۔"

وہ اب ہارڈی کے پیچھے چلے تھے اور آؤں کو ہارڈی کو چھپنے میں سے ماکر طرح سے اذیتیں دے کر ہارڈی اور مینا کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔ منگن ہانڈے نے ہمیں ان کا قیدی تھا۔ اس سے بھی سختی سے پوچھا جا رہا تھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ مشین پیر پال کے پاس ہے؟"

ہانڈے نے میری مرضی کے مطابق کہا "مشینوں میں جو کرنس لگائی جاتی ہے، میں ان کی پونڈ قدم کے قافلے سے سرنگھ لیتا ہوں۔ ہیرام میں پال کے قریب سے گزرتے وقت وہ جی ہوش ہوئی۔ میں نے اندازہ لگایا اور ہیرام گولی کو تارا۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ اب بھی کوئی ایسا شخص میرے پاس سے گزرے، جس کے پاس مشین ہو تو میں سوگتھ کر

بتا دوں گا۔ یہ اور بات ہے، وہ شخص دوسری مشینوں سے متعلق رکھتا ہو، مخفی رہ کر مشین کی نہیں گرس کی پوچھ سکتا ہوں۔"

"پھر ماٹرنے کہا "منگولی مشین ہانڈے بہت کام کا آدمی ہے۔ اسے قیدی نہ بناؤ۔ دوست بنا کر ساتھ رکھو۔ یہ فرط اور ہارڈی کے قریب سے گزرتے ہی انھیں پہچان لے گا۔"

منگن ہانڈے اب ٹھٹھاٹھا سے دینے والا تھا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر میں نے فرنا ڈو کو مخاطب کیا۔ ایک جگہ نظر بند کرنے سے باعث کوئی مصروفیت نہیں رہی تھی۔ اس لیے وہ جہے تھا شاپی اپنا تھا۔ میں نے کہا "لوں کرو مڑو جاؤ گے۔"

وہ بولا "اچھلے سر جاؤں۔ اسے سنگدل ہونے سے قہر تو آئے گا۔"

"دیکھو میری دوستی کتنی سچی پڑتی ہے۔"

"مجھے حکومت کی طرف سے ہونے والی سختیوں کی پروا نہیں ہے۔ یہ میری لاش پر ہے۔ میری گزر کر تمہاری خفیہ چناہ گاہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں میری جان کو اپنی اسی صورت نکالوں گا کہ وہی تمہاری صورت نظر آجائے۔"

"ڈرا پیر ماٹرنی سرگرمیاں کم ہوتے دوں۔ میں تم سے ضرور ملوں گا۔"

نا احوال یہ بتاؤ فرط زوری کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں؟"

"میرے سامنے سوری کے ساحل علاقوں میں دو دروہنگ کئی اسکول ہیں جو فرط زوری کی ٹریننگ دیتے ہیں اور فرط زوری کے لیے تمام سامان بھی فراہم کرتے ہیں۔"

"میں فن ڈرائنگ بھی دیکھ کر کسی ایک اسکول کا نمبر بتاؤ؟"

"مکھیا میں فن کروں گا۔"

"میں تمہارا ساٹھ فن ڈرائنگ کیا جا رہا ہے۔ تم ایک فرط خود سے بات کرو گے۔ پھر ماٹرنی تمام فرط زوری کے پیچھے چڑھانے کا۔ مجھے صرف نمبر بتاؤ۔"

اس نے ڈرائنگ بھی دیکھنے کے بعد دو اسکولوں کے نمبر بتائے۔ غلام ہائی نے ریسپونڈنگ ایک اسکول سے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے واڈ آئی۔ وہی آؤں ڈرائنگ ٹریننگ میں پلڑے۔"

میں نے اشارہ کیا۔ غلام ہائی نے ریسپونڈنگ دیا۔ اب میں اس ٹرینر کے دماغ میں تھا جو متعلق تھا۔ اگر فرط زوری کے تہمت دیتا تھا۔ وہ ایک لاپرواہ کے حشرے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ریسپونڈنگ کو ڈرائنگ کر کے رہا تھا۔ یہ کسی نے قیدی ہارڈی سے کیا ہے۔"

اس کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "کوئی لڑکی چھڑ رہی ہوگی۔"

"چھڑنے والی کو معلوم ہونا چاہیے، میں چار بچوں کا باپ ہوں۔"

"وہ فن پر تمہاری فکر کا اندازہ نہیں کر سکتی اور تمہیں لے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ عجیب زمانہ آ گیا ہے۔ آج کل کی لڑکیاں بیوی بچوں والے مرد کی بنتا کرتی ہیں۔"

میں باتیں کر رہا تھا اور چپ چاپ اس کے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا۔ وہ بیوی بچوں کے ساتھ اپنی ذاتی لاش میں رہتا تھا۔ بیوی بیٹے

نیا گرافال دیکھتا اور وہاں کی سرگرتے کے مجھے۔"

تھے۔ شام ہو رہی تھی۔ وہ ایک دوست کے ساتھ۔"

اسے زیادہ چینی سے روک دیا۔ اس نے دوست سے مندر معاف کرنا بھی لکھی یاد آیا ہے۔ ایک فرط زوری کیسے وہ۔"

ہاں مگر کیسا ہے۔ وہاں نہ گیا تو شکایت ہوگی۔"

دوست نے گلاس خالی کیا۔ پھر اٹھتے ہوئے کہا "بیکر جانے کی تیاری کرو۔ میں چلتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ ٹرین نے اپنے اسٹنٹ کو بلا کر کہا "موتور بوٹ چیک کر۔ وہ میں ڈرائنگ کے لیے ہاؤں گا۔"

وہ ہم سے کہنے کے لیے میں آیا۔ فرط زوری کا پاس نکال کر پھینکے۔ لگا میں نے کہا "باقی اپنے جیسے پہنکی یا تبدیلی کرو۔ ہم باہر جا رہے ہیں۔"

میں نے اسے بتایا کہ اسے کارڈ لایو کرتے ہوئے کس مقام تک جا کر گرتے ہے۔ پھر میں ٹرینر کے دماغ میں آیا۔ وہ تیرا سے بیٹھا سوچ رہا تھا۔

"میں نے یہ فرط زوری کا پاس کیوں نہیں لیا ہے۔ میں تو آرام سے بیٹھ کر بی رہا تھا۔ اور وہ میرا دوست واسٹن کہاں چلا گیا؟"

وہ اس کے آگے سوچنے نہ سکا۔ میں نے پھر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت تک میں لڑکی کی پہلی سیٹ پر گیا تھا۔ غلام ہائی نے رڈی میٹنگ سے کام چلایا تھا۔ اب وہ ڈرائنگ کر رہا تھا۔ میرے ہونے کے ساتھ جا رہا تھا۔

ٹرینر کے اسٹنٹ نے اطلاع دی، موتور بوٹ تیار ہے۔ وہ بوٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس کا ماتحت بوٹ چلا رہا تھا۔ اور وہ میری مرضی کے مطابق ماتحت کو گاڑ کر لے رہا تھا۔ میں نے جس حصے میں وہ پڑے ہوئے تھے، وہاں سے میس ٹیکو ڈالوں گا۔ بڑا سا ٹیون سامنے رکھا لے رہا تھا۔ بوٹ وہاں پہنچ کر روک گئی۔ ماتحت اس ٹرینر کی پینٹ پر گیس مسلٹر بانڈھنے لگا۔ ٹرینر نے سر سے گرہن لگ کر واٹر پروف ماسک پہنا۔ ہاتھ میں ٹاشٹ لے پھر پال میں آکر گیا۔

یہ اچھا ہوگا کہ وہ پوزے پھینکنے کے لیے مجھے وہاں ہی ملا۔ اگر سمندر قریب ہوتا اور ٹرینر سے وہاں پھینکنے جاتے تو انھیں ڈھونڈ کر ان کا بہت مشکل ہوتا۔ وہاں کی گہرائی ایک فرط زوری کے لیے بڑے نام تھی۔ وہ تہ میں پہنچا۔ مگر یہ بہت مشکل تھا۔ پھر ٹرینر کی روشنی میں وہ پوزے سے نظر آئے۔ اگر وہاں کی سطح پر بھرا۔ موتور بوٹ میں آیا۔ پھر سے ماسک ناک کے بعد اپنے ماتحت سے بولا "وہ تو کسی کسی کٹر کا ٹیون سامنے نظر آ رہا ہے۔ ٹھیک اسی سمت چلو۔"

بوٹ اشارت ہو کر اسی سمت آئی۔ میں ساحل پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ بوٹ سے اتر کر آیا۔ اس نے دونوں پوزے میرے حوالے کیے۔ میں نے دونوں کی بھاری گنتی اس کے ہاتھ میں رکھی۔ اسے بوٹ پر واپس بھیجا۔ جب وہ بوٹ دور نکل گئی تو میں نے اسے آزاد چھڑ دیا۔ وہ ایک دم سے چمک کر رہے۔"

دی لیکن اس سے پہلے وہ کاغذات ...
 کاغذات کی ہوائے نہیں دی۔۔۔ اور یہ کیا ہے...
 میں باڈی گارڈ پر بھروسہ تھا کہ میں توڑوں گی توڑی رکھیے گا کہ کچھ کتا بیٹوں گیا، اس
 لیکن اس کے کماہ سرا آپ اپنی مرضی سے یہاں آئے۔ پانی میں گئے،
 اگوا ایسا مشین ہے کہ کچھ گڑے نکالے۔ ساحل پر پھرتے ہوئے ایک
 گئے خود بخود کو پڑے دیے۔ توڑوں کی یہ گڑی لی۔ اور اب یوں حیران بھی جیسے
 بات خواب ہے، یہ نذر چھٹے ہوں۔“
 میں ٹریٹر کو اس کے حال پر بھڑک کر کار کی پچھل سیٹ پر آیا۔ باقی تے
 کار اشارت کی پھر والہی کے ہاتھ پر چل پڑا۔ میں نے آرام سے بیٹھ کر
 خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ دوڑوں بہتیں گری نیند میں تھیں۔ اگر بیلہ
 ہوتیں، تب ہی ترخانے سے نہ نکل پاتیں اور نہ ہی وہ صبح تک خیال خوانی
 کے قابل پرستہ تھیں۔
 ہم کسی روک روک کے نمبر اپنی پناہ گاہ میں پہنچ گئے۔ میں نے وہ پڑنے
 مشین کیس جسے سے نکالے تھے وہیں لگا دیئے تمام باقی سے مودینا کی ڈائری کے ہم
 اور اسی چھانٹنے کے بعد انھیں حفاظت سے نہیں رکھا تھا۔ مشین آپریٹ
 کرنے کے طریقے اچھی طرح یاد کرنے کے بعد انھیں جلا دیا تھا۔ اس کے
 باوجود مشین سے نسلک رہنے والے کمپیوٹر کو آن کیا، اس کمپیوٹر کو مینی
 یادداشتیں فیکٹ کی گئی تھیں، سب کا مطالعہ کیا۔ تنازعے اس کے ہم کاغذات
 بارڈی کے حوالے کیے تھے۔ اگرچہ ان کی ضرورت نہیں تھی، تاہم میں باڈی
 کے پاس پہنچ گیا۔
 وہ فحش ہونے کے باعث مجھے اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکتا
 تھا۔ البتہ آئرن ضرور محسوس کر لیتا۔ ان کا ایک ہی سبب وجہ تھا۔ سوز کی

لہر کسی ایک کے دماغ میں جاتی تو دوسرا بھی محتاط ہو جاتا تھا۔ لیکن میرا
 مقدر ساتھ سے رہا تھا۔ میرا مشرکے خاص ٹارچر پھر میں آئرن کو اسی
 اذیتیں پہنچانی گئی تھیں جن کے نتیجے میں اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا۔
 دونوں جہان بھجے اپنے اندر محسوس نہیں کر سکتے تھے۔
 میں تھوڑی دیر تک چپ چاپ اس کے خیالات پڑھتا رہا۔ پھر
 اس کی سوز میں کماہ تنازعے جو کاغذات دیے ہیں۔ مجھے اب ممکن کا
 مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ابھی ذرا اطمینان ہے۔ انھیں کھول کر دیکھنا چاہیے
 اس نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے وہ کاغذات نکالے جو چپ
 کو خود چلاتا ہوا میرے پاس آیا۔ پھر اس پر مشین کا نقشہ چھلانگ لگا۔ اس
 کے بعد اس نے دوسرے کاغذات نکالے۔ ان میں مشین کو آپریٹ کرنے
 کے طریقے لکھے ہوئے تھے۔ ادھر فلام باقی ان طریقوں کو زبانی بول رہا تھا
 جن سے سن کر ہارڈی کے ذریعے وہی باتیں ان کاغذات میں دیکھتا جا
 رہا تھا۔ پھر میں نے مطمئن ہو کر کماہ شاہنشاہ باقی! تمہاری یادداشت تمام
 رشک ہے۔ ہمیں ان کاغذات کا ایک ایک لفظ یاد رہے۔“
 ہم نے مشین کے دونوں حصوں کو دو بستروں کے سر پرانے نسلک
 فی الحال برین ڈانگ کے لیے ایک حصے کو آپریٹ کرنا تھا۔ اس مشین
 کے ذریعے برین ڈانگ کا یہ پہلا تجربہ ہونے والا تھا۔ ہم نے پہلے تجربے
 کے لیے مودینا کو بستری لاکر ڈال دیا۔ وہ بیلہ بھی تھی۔ اس آپریٹنگ سے
 گزرنے میں چاہتی تھی۔ مجدداً اسے بستر سے ہاتھ پڑا۔ اس کا سر سے فارغ
 ہو کر باقی نے اس کے سر پر آہنی کیپ پہنائی۔ پھر کمپیوٹر کے پاس آ کر
 مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔



اس دلچسپ داستان کے باقی واقعات
 انیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔